احسن الفتاوی

المعروف

فتاویٰ خلیلیہ

جلد سوم

تصنیف

محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری مارہروی علیہ الرحمہ

ترتیب و تبییض

ابن خلیل محامد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ (3 جلد)
مصنف	محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب تبییض	ابن خلیل مجاہد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
تعداد	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	ستمبر 2011ء
کمپیوٹر کوڈ	FQ 18
قیمت	-/1750 روپے کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون: 37221953 فیکس:۔ 042-37238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 37247350 فیکس: 37225085

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-32212011-32630411۔ فیکس:۔ 021-32210212

e-mail:- info@zia-ul-quran.com

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

باب الآداب و المعاشرۃ

باب الحظر و الاباحۃ

باب المتفرقات

2A

انتساب

ابن رسول الکریم الامین المکین محی الاسلام والسنۃ والشرع والدین، سید الاسیاد، نافع العباد،
غوث الثقلین، غیث الکونین، سیدنا و مولانا ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی
المعروف سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان

اور

سادات ومشائخ و اکابر خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ، مطہرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
کے نام

جن کی تصدیق وتائید مولائے کائنات اسد اللہ الغالب علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ الاسنٰی نے
عالم ظاہری میں خانقاہ میں تشریف لا کر فرمائی، جو باب علم ہیں،

وہ کہ جن کی نگاہ ولایت سے ایک عظیم وجلیل فقیہ
کے فتاوٰی منظر عام پر آسکے
ان اکابر کے صدقوں کا محشر میں طالب!

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید واولادہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد جل جلالہ

الحمدللہ رب العالمین٥ حمد الشاکرین٥ وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام علی سید المرسلین٥ خاتم النبیین٥ واکرم الاولین٥ قائد الغر المحجلین٥ نبی الحرمین٥ امام القبلتین٥ سید الکونین٥ وسیلتنا فی الدارین٥ صاحب قاب قوسین٥ المزین بکل زین٥ المنزہ من کل شین٥ جد الحسن والحسین٥ نبی الانبیاء٥ عظیم الرجاء٥ وعمیم العطاء٥ ماحی الذنوب والخطاء٥ شفیعنا یوم الجزاء٥ سر اللہ المخزون٥ در اللہ المکنون٥ عالم ماکان ومایکون٥ نور الافئدۃ والعیون٥ سرور القلب المحزون٥ سیدنا و مولانا وحبیبنا ونبینا وشفیعنا و وکیلنا وکفیلنا و عوننا و معیننا و غوثنا و مغیثنا و غیثنا و غیاثنا محمدن النبی المبعوث رحمۃ للعلمین٥ وعلیٰ الہ الطیبین و الطاہرین٥ وازواجہ الطاہرات امہات المومنین ٥ واصحابہ المکرمین المعظمین٥

نعت شریف ﷺ

از: حضرت علامہ مفتی اعظم، مفتی محمد خلیل خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ

تعالیٰ اللہ بڑا اعزاز ہے حضرت سے نسبت کا
غلامی شاہ والا کی، شرف ہے آدمیت کا

عیاں ہے جسم اطہر سے، دو طرفہ حسن فطرت کا
صباحت سے ملاحت کا ملاحت سے صباحت کا

خیال آیا تھا کچھ، خلد بریں کی طیب و نزہت کا
کہ نقشہ پھر گیا آنکھوں میں طیبہ کی نضارت کا

شفاعت ڈھونڈ لائی، خود سیاہ کاران امت کو
سہارا ڈوبتوں کو ملا گیا اشک ندامت کا

بڑھو بادہ کشو! ساقی نے اذن عام بخشا ہے
"گناہگارو چلو مولیٰ نے در کھولا ہے رحمت کا"

بساط دہر میں انگڑائیاں لیتی، یہ رعنائی
سمٹ جائے تو نقطہ ہے نبی کے حسن طلعت کا

وہ تیری بے نیازی، اور مری بخشش کا پروانہ
کہ چہرہ فق ہوا جاتا ہے خورشید قیامت کا

کرم کے ایک چھینٹے نے بدل ڈالی مری دنیا
ستارہ ڈوب کر ابھرا مری برگشتہ قسمت کا

خلیلؔ زار کا مدفن بنا آغوش طیبہ میں
بالآخر سامنے آیا نوشتہ کلکِ قدرت کا

(ماخوذ از: جمال خلیل)

نذرِ حقیر بارگاہ حضرت خلیل ملّت

مفتی اعظم علامہ مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی رحمۃ اللہ علیہ

از: حضرت پیر حبیب احمد حبیب نقشبندی محسنی رحمۃ اللہ علیہ، حیدر آباد

سندھ کے مفتیِ اعظم حضرت علامہ خلیل
جن کے ہیں حد بیاں سے باہر اوصاف جمیل

"احسن البرکات" جن کی زندہ ہے اک یادگار
جس سے دینِ مصطفیٰ کی ہے اعانت بے عدیل

آج یوم عرس ان کا ہے بحمد اللہ یہاں
آج ہم سب کو ملے گا ان کا فیضانِ جلیل

حق پہ مرمٹتے ہیں جو مرتے نہیں وہ مردِ حق
باقی باللہ ہوتے ہیں وہ مردانِ جلیل

یا الٰہی مفتیِ اعظم کے برکات و فیوض
دہر میں دائم رہیں جاری یونہی بے قال و قیل

قطعه

اتنا تو مرے سرور تقریب کا ساماں ہو
جب موت کا وقت آئے اور روح خراماں ہو
دنیائے تصور میں دربار ترا دیکھوں
سر ہو ترے قدموں پر سر پر ترا داماں ہو

از: حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں القادری نور اللہ مرقدہٗ

خلیلِ العلماء و خلیلِ ملّت

جن کی یاد سے فضائیں معمور ہیں

تحریر: مفتی حماد رضا نوری
نائب مہتمم دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وادیٔ مہران (سندھ) کو باب الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہاں کی خوش بختی ہے کہ ہر دور میں یہاں اکابر کی تشریف آوری رہی۔ انہیں عظیم الشان اکابر میں سے ایک شخصیت مفتی اعظم سندھ، خلیل ملّت خلیل العلماء حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جن کا تعلق انڈیا کے مشہور علاقہ مارہرہ شریف سے ہے۔ آپ کے انوار وادیٔ مہران میں چمکے اور یہیں آخری آرام گاہ بنی۔

نام ونسب

محمد خلیل خاں بن عبد الجلیل خاں بن اسماعیل خاں بن سردار خاں بن فیض اللہ خاں، لودھی مارہروی قادری برکاتی حنفی۔ آپ نسلاً پٹھان ہیں اور لودھی قبیلہ سے آپ کا تعلق ہے۔ چونکہ مارہرہ شریف میں رہائش اختیار کی اس لئے مارہروی کہلاتے ہیں۔ سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت اور بہت سے سلاسل میں خلافت رکھتے ہیں اور مذہباً حنفی محمدی ہیں۔

القاب

یوں تو خلیل ملّت کے بہت سے القاب ہیں۔ مگر "خلیل العلماء" و "خلیل ملّت" آپ کے مشہور اور مخصوص القاب ہیں۔

پیدائش وابتدائی احوال

خلیل ملّت، ضلع علی گڑھ (انڈیا) کی ایک ریاست دادوں میں ملحقہ موضع کھریری میں جولائی ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ چھ دن کے تھے کہ والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو لیکر مارہرہ شریف آگئیں جو کہ آپ کا ننہیال بھی ہے اور ابھی آپ سن شعور تک بھی نہ پہنچے تھے کہ والدہ ماجدہ کا بھی انتقال ہوگیا۔ چنانچہ آپ کے چچا محمد یعقوب خان نے آپ کی اور آپ کے بھائی عبد القدیر خاں (مرحوم) کی پرورش کی۔ مارہرہ شریف میں آپ کی حویلی محلہ کمبوہ

میں افغان روڈ پر تھی۔

مارہرہ شریف انڈیا کے صوبہ یوپی ضلع میں واقع ایک قصبہ ہے۔سید محمد صغریٰ واسطی علیہ الرحمتہ نے سلطان التمش کے دور میں اس کو فتح کیا اور اس کو آباد کیا، بعد ازاں صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ مارہروی علیہ الرحمتہ نے یہاں خانقاہ برکاتیہ کی بنیاد رکھی اور علم وفضل کے دریا بہائے۔اس کی پوری تفصیل مآثر الکرام (علامہ غلام علی آزاد بلگرامی) اور اصح التواریخ (تاج العلماء سید محمد میاں قادری) میں موجود ہے۔

آباؤ اجداد میں اہل علم

آپ کے نانا، کرم خاں کے برادر محترم علامہ عبدالرحمٰن عرف الف خاں صاحب، استاذ العلماء مولانا لطف اللہ علی گڑھی کے شاگرد رشید اور زبدۃ الواصلین وارث الاکابر حضرت علامہ سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب مارہروی برکاتی کے خلیفہ ارشد تھے۔گویا علم دین سے شناسائی ورغبت خلیل ملّت کو اپنے گھر سے ملی۔خلیل ملّت کو علامہ الف خاں سے استفادہ کا موقع نہ ملا۔

ابتدائی تعلیم

مروجہ دستور کے مطابق ابتداء میں آپ نے اسکول کی تعلیم مارہرہ شریف میں ہی حاصل کی اور ۱۹۳۴ء تک مڈل پاس کرلیا۔اس کے بعد وسائل کی کمی کے باعث اعلیٰ تعلیم کے لئے قصبہ سے باہر نہ جاسکے، لہٰذا دین علم کا آغاز ہوا۔اور ریاست مینڈو کے مدرسہ یوسفیہ میں چھ ماہ تک گلستان بوستان تک تعلیم حاصل کی۔اس کے بعد دادوں ضلع علی گڑھ چلے گئے۔

مدرسہ حافظیہ سعیدیہ میں داخلہ

دادوں میں نواب ابوبکر خاں شروانی کا مدرسہ حافظیہ سعیدیہ بہت مشہور تھا۔جب خلیل ملّت یہاں آئے تو ذوالحجہ ۱۳۵۳ھ کا وقت تھا۔دینی مدارس میں عموماً داخلے شوال میں ہوتے ہیں۔داخلہ کی تاریخ تو نکل گئی تھی۔خلیل ملّت اپنے ایک، بزرگ مولانا عبدالحفیظ صاحب کو ساتھ لیکر نواب صاحب کے پاس گئے، نواب صاحب نے داخلہ دینے سے انکار کردیا۔مولانا عبدالحفیظ نے بتایا کہ یہ اسماعیل خاں ذیلدار کے پوتے ہیں۔نواب صاحب کے اسماعیل خاں صاحب سے اچھے تعلقات رہے تھے۔نواب صاحب انہیں چچا کہتے تھے۔کہنے لگے کہ وہ تو میرے چچا تھے، اور یہ بچہ میرا بھتیجا ہوا، لہٰذا اس کو داخلہ ضرور ملے گا۔چنانچہ داخلہ مل گیا، نواب صاحب کا اسی سال انتقال ہوگیا۔جبکہ خلیل ملّت نے اسی مدرسہ میں دورۂ حدیث تک تعلیم مکمل کی۔

اساتذہ

خلیل ملّت نے اس مدرسہ میں جن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی ان میں مولانا محمد شریف خاں صاحب، مولانا امین الدین چھتر وی اور مولانا نور محمد کے اسماء گرامی معلوم ہوسکے۔اس کے علاوہ صدر الشریعہ سے تو خوب ہی فیض حاصل کیا۔

نواب ابوبکر خاں کے انتقال کے بعد، نواب حاجی غلام محمد عرف حاجی میاں جنہیں دوسرے علاقے والے راجہ

صاحب کہتے تھے، مدرسہ کے متولی بنے، مدرسہ کی کارکردگی بڑھانے کے لئے خصوصی طور پر اہلسنت کے مشہور ومعروف عالم دین صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، علامہ محمد امجد علی اعظمی کو منظر الاسلام بریلی شریف سے بلایا گیا اور آپ یہاں کے صدر مدرس کی حیثیت سے تشریف لائے۔ صدر الشریعہ کی آمد سے مدرسہ میں علوم وفنون کی نئی بہار آ گئی اور علم وفیض کے دریا بہنے لگے۔ یہ دور، مدرسہ کا شاندار دور تھا۔ خلیل ملت نے صدر الشریعہ کی سرپرستی میں ابتداء تا انتہاء اپنی تعلیم مکمل کی۔ ۱۳۵۹ھ میں عالم کا امتحان دیا اور ۱۳۶۳ھ میں یہیں صدر الشریعہ سے دورۂ حدیث کیا۔ آپ کا شمار مدرسہ کے بہترین طلباء میں ہوتا تھا۔ خلیل العلماء کے رفقاء درس کے نام خود صدر الشریعہ نے بہار شریعت کے آخر میں عرض حال میں بیان کیئے ہیں۔

دستار بندی

خلیل ملت ۱۳۶۲ھ کے آخر میں سال ہفتم کی تعلیم مکمل کر چکے تو صدر الشریعہ نے دورۂ حدیث میں شریک ہونے کا حکم فرمادیا۔ عرض کیا کہ میری کتب باقی ہیں۔ مگر صدر الشریعہ نے نگاہ فراست سے مستقبل کو دیکھ لیا تھا لہٰذا عرض قبول نہ کی اور دورہ میں شریک ہونے کا حکم فرمادیا اور صدر الشریعہ کے اس فیصلہ کی حکمت بعد میں خود ظاہر ہو گئی۔

ہوا یہ کہ نواب حاجی میاں کا بھی ۱۳۶۲ھ میں انتقال ہو گیا اور نواب حاجی محمد جان مدرسہ کے متولی قرار پائے۔ انہیں مدرسہ سے خاص دلچسپی نہ تھی۔ لہٰذا صدر الشریعہ سے کہا گیا کہ ہم پہلے جیسی آپ کی خدمت نہیں کر سکتے اور پہلے جتنا مشاہرہ آپ کو نہیں دے سکتے۔ صدر الشریعہ نے توکلا علی اللہ اور یہ فرمان مصطفیٰ ﷺ کہ دین کا بہترین فقیہ وہ ہے کہ اس کی اگر ضرورت ہو تو فائدہ دے۔ اور اگر اس سے بے پرواہی برتی جائے تو خود کو بے نیاز رکھے (مشکوٰۃ کتاب العلم، بحوالۂ مسند رزین) فرمایا اب یہ فقیر بھی اپنے اندر کسی مدرسہ میں تعلیم دینے کی قوت نہیں پاتا اور دورہ کے بعد مدرسہ سے الگ ہو گئے اور واقعی مدرسہ حافظیہ سے الگ ہونے کے بعد آپ نے کسی بھی مدرسہ میں باقاعدہ تدریس نہیں فرمائی۔

جلسہ دستار بندی منعقد ہونے لگا تو صدر الشریعہ کی آمد اس میں متوقع نہیں تھی بلکہ کسی کانگریس نواز شخص مولوی وجیہہ الدین کی آمد سننے میں آنے لگی۔ ان دو وجوہات کی بناء پر طلباء نے فیصلہ کیا کہ جب ہمارے استاذ ہماری دستار بندی نہیں کریں گے تو ہم کسی اور سے دستار بندی نہیں کروائیں گے بلکہ جبہ و دستار ہاتھوں میں لیں گے، نواب محمد جان تک یہ بات پہنچادی گئی۔ نواب صاحب پریشان ہو گئے، طلباء کو بلایا گیا۔ خلیل ملت طلباء کے نمائندہ بنکر نواب صاحب کے پاس چلے گئے اور پوچھنے پر کہدیا کہ ہمارے غیرت اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ ہمارے استاد موجود نہ ہوں اور دیگر حضرات ہماری دستار بندی کریں، کافی بحث ومباحثہ کے بعد نواب صاحب نے یہ تجویز منظور کر لی اور دستار بندی کے بغیر ہی خلیل ملت و دیگر طلباء کی دستار بندی ہو گئی۔

مسند علوم شرعیہ وغیرہا

خلیل ملت کو علم حدیث و دیگر علوم نقلیہ وعقلیہ کی اسانید کئی طرق سے حاصل ہوئیں۔ ا۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ

علامہ محمد امجد علی قادری حنفی سے، جو کہ امیر المؤمنین فی الحدیث علامہ وصی احمد محدث سورتی، خاتم الحکماء علامہ ہدایت اللہ خاں جونپوری مُحشی، "الشمس البازغۃ" اور امام العلوم والفنون اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علامہ احمد رضا خاں محدث بریلوی کے شاگرد ارشد ہیں۔

۲۔ شیخ الاسلام مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفےٰ رضا خاں نوری برکاتی سے، جو کہ اعلیٰ حضرت کے خلف اصغر ہیں اور اعلیٰ حضرت اور سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب ودیگر سے تمام علوم وفنون وسلاسل طریقت میں مُجاز ہیں۔

۳۔ سید شاہ ابوالحسین سید میاں مارہروی قادری سے جو کہ تاج العلماء اولادِ رسول سید محمد میاں مارہروی قادری، سید شاہ ارتضیٰ حسین مارہروی عرف پیر میاں قادری، سید شاہ محمد مہدی حسن مارہروی قادری ودیگر سے مُجاز ہیں۔

بیعت وخلافت

دورانِ طالب علمی میں ہی آپ تاج العلماء اولادِ رسول حضرت علامہ سید محمد میاں قادری برکاتی سے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے اور مختلف اوقات میں مرشد گرامی سے اوراد ووظائف واذکار کی اجازت خاصہ بھی حاصل کی، جن کا ذکر آپ کی قلمی یادداشتوں میں ملتا ہے۔ مگر مرشد گرامی سے خلافت ملنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ آپ پاکستان آگئے۔[1] بعد ازاں تاج العلماء کے سجادہ نشین احسن العلماء سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں تاجدار برکاتیت سے کئی سلاسل میں باقاعدہ تحریری خلافت ملی جو کہ خلیل ملّت کے شاگرد بھی ہیں۔ یہ خلافت حضرت تاج العلماء کے فاتحہ چہلم پر دی گئی۔ یہ ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء کی بات ہے۔ اس کے علاوہ حضرت سید میاں قادری نے النور والبھاء کے نسخہ پر خلافت نامہ لکھ کر دیا۔ اور شیخ الاسلام مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ نے بھی ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء میں اجازت عامہ وخلافت سے نوازا۔

دورانِ طالب علمی سیاسی سرگرمیاں

آپ نے دیگر علماء ومشائخ کے ہمراہ تحریک پاکستان میں بھی حصہ لیا اور مسلم لیگ کے جلسوں میں جھنڈا لئے آگے آگے چلتے تھے۔ مگر مرشد گرامی نے فرمایا کہ پہلے تحصیل علم کو مکمل کرو جو دین کا فریضہ ہے۔ لہٰذا عملاً سیاست میں حصہ لینا چھوڑ دیا مگر اپنی تقاریر میں ہمیشہ کانگریس اور کانگریس نواز لوگوں پر سخت تنقید فرماتے تھے۔

مناظرے

دورانِ طالب علمی بعض بدمذہبوں اور غیر مسلموں سے اسلام کی سربلندی کی خاطر مناظرے بھی کئے۔ اس زمانہ میں ایک گمراہ تحریک "خاکسار" کا رد کیا اور "چوبیس نکات" اس فرقہ کے رد میں "خنجر آبدار" کے نام سے لکھے۔ آپ وہ نکات ایک مرتبہ صدر الشریعۃ کو سنا رہے تھے کہ خاکسار تحریک کا ایک نمائندہ انگریزی لباس میں ملبوس مدرسہ میں مناظرہ کے لئے آیا، صدر الشریعۃ نے فرمایا کہ مجھ سے بعد میں بات کرنا، پہلے میرے شاگرد سے بات کرو۔ خلیلِ ملّت نے اس سے گفتگو کی اور وہ

1۔ "علامہ سید محمد علی رضوی قادری حسنی چشتی زید مجدہ نے، ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: کہ جب خلیل العلماء پاکستان تشریف لانے لگے تو حضرت تاج العلماء نے خلیل العلماء کو زبانی اجازت وخلافت مرحمت فرمادی تھی۔ (احمد میاں برکاتی)

"چوبیس نکات" اس کے سامنے رکھے وہ مبہوت ہوگیا اور لاجواب ہوکر چلا گیا۔

علم سے محبت

خلیلِ ملّت کے زمانہ تعلم میں بجلی اور بلب نہیں تھے بلکہ رات کو لالٹین جلائی جاتی تھی۔ خلیل ملّت اسی لالٹین کی روشنی میں اپنے رفقاء کے ہمراہ، رات گئے تک مطالعہ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ صدر الشریعہ سے شکایت کی گئی کہ طلباء بہت دیر تک مطالعہ کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے تیل کے اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ خلیل ملّت اپنے الفاظ میں یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ متولی مدرسہ حاجی میاں کا حکم تھا کہ رات بارہ بجے تک طلباء لالٹین بجھا کر سو جائیں۔ ایک مرتبہ ہم دو افراد یعنی میں اور مولوی حافظ مبین الدین صاحب مطالعہ میں مصروف تھے وقت زیادہ ہوگیا۔ سردیوں کی راتیں تھیں۔ نواب صاحب تہجد کیلئے اٹھے تو کمروں سے روشنی نظر آئی۔ خادم کو تفتیش کیلئے بھیجا، خادم نے آکر دیکھا اور جا کر سارا واقعہ بیان کر دیا۔ حاجی میاں اگرچہ فقیر پر بڑے مہربان تھے مگر صبح کو صدر الشریعہ کے پاس شکایت آئی کہ آپ نے شاگرد مجھے زندہ نہیں رہنے دیں گے۔ صدر الشریعہ کو بڑی تشویش ہوئی۔ تفصیل پوچھی تو خادم نے رات والا واقعہ بیان کر دیا۔ صدر الشریعہ نے تبسم کے ساتھ خادم سے کہا کہ طلباء کو سمجھا دیا جائے گا۔ خادم کے جانے کے بعد طلباء کو سمجھایا اور کہا نواب صاحب کو کیا معلوم کہ علم دین کیسے حاصل ہوتا ہے؟

کھیل کود

خلیل ملّت، فرصت کے اوقات میں کبھی فٹبال بھی جسمانی ورزش کی غرض سے کھیل لیتے تھے اور بعض دفعہ دوسرے مدارس کی ٹیموں سے مقابلہ بھی ہوتا تھا۔

خانقاہ برکاتیہ میں

دورانِ طالب علمی، مرشد گرامی کی خدمت میں بھی حاضری رہتی تھی چونکہ آپ کا رسم الخط بہت اچھا تھا لہٰذا خانقاہ کی لائبریری کیلئے نایاب کتب کی نقل کر کے نسخے تیار کرتے۔ تاج العلماء کے بعض مکتوب میں تذکرہ ملتا ہے کہ "حیات اعلیٰ حضرت" کی بھی آپ نے نقل کر کے خانقاہ کی لائبریری کے لئے نسخہ تیار کیا۔ تاج العلماء کا یہ مکتوب "جہانِ رضا" کے کسی شمارہ میں چھپا تھا۔ افسوس کہ وہ شمارہ اِدھر اُدھر ہوگیا۔ اتنا یاد ہے کہ جس سال "حیات اعلیٰ حضرت" پاکستان میں طبع ہوئی اسی سال کے کسی شمارہ میں وہ مکتوب چھپا تھا۔

علماء کرام سے روابط

دورانِ طالب علمی آپ کے جید علماء کرام سے روابط رہے جن میں مذکورہ بالا بزرگوں کے علاوہ شیر بیشۂ اہلسنّت مولانا حشمت علی خاں قادری علیہ الرحمتہ، صدر العلماء امام النحو مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمتہ وغیرہم شامل ہیں۔

تبلیغی خدمات

تحصیل علم سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ مختلف علاقوں میں دین اسلام کی تبلیغ کی۔ یہ وہ دور تھا جبکہ عیسائی، مشنری،

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی کوشش کر رہی تھی، دوسری طرف ہندوؤں کی ''شدھی'' تحریک مسلمانوں کو ہندو بنانے کے چکر میں لگی ہوئی تھی اور تیسری طرف سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ تھی کہ کچھ اندرونی غدار دین اسلام کو اندر سے کھوکھلا کرنے میں مصروف تھے۔ دیگر علماء کی طرح خلیل ملت نے بھی ہر محاذ پر کام کیا۔ اور تبلیغ کی غرض سے کانپور، فتح پور، ہسوہ، بنارس وغیرھا شہروں کے دورے کئے۔ بنارس میں صدر الشریعہ سے آپ کی آخری ملاقات ہوئی۔

تدریسی خدمات

آپ کے علم و تبلیغ کا غلغلہ بلند ہوا تو مختلف مدارس سے تدریس کی پیشکش ہوئی۔ اس وقت آپ کی توجہ تبلیغ کی طرف زیادہ تھی لہٰذا تدریس قبول نہ کی۔ جب مارہرہ شریف واپس آئے تو یہاں مدرسہ قاسم البرکات سرکار کلاں میں مدرس ہوئے اور تقریباً ڈیڑھ سال یہاں پڑھایا۔ ساتھ ہی ساتھ معاش کے لئے تجارت بھی کی۔ ۱۳۶۶ھ میں میرٹھ چھاؤنی میں اسکول ماسٹر مقرر ہوئے۔ چھ ماہ بعد صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمتہ کے کہنے پر استعفاء دے دیا اور مدرسہ قمر الاسلام میرٹھ میں صدر مدرس کی حیثیت سے مقرر ہوئے۔ اسی اثنا میں تاج العلماء نے طلب فرمایا تو ۱۳۶۷ھ میں مارہرہ شریف واپس آ گئے اور مدرسہ میں ۱۳۶۷ھ تا ۱۳۷۰ھ بحیثیت صدر مدرس اور جامع مسجد شیشگراں میں بحیثیت خطیب و امام خدمات سرانجام دیں۔

پاکستان آمد

یہ وہ دور تھا جب تحریک پاکستان عروج پر تھی اور ہندوستان میں حالات بگڑتے جا رہے تھے اور اسی اثناء پاکستان بن گیا اور ۱۹ فروری ۱۹۴۸ء کو خلیل ملت کی شادی بھی ہو گئی۔ خلیل ملت کے سسرال والے کچھ عرصہ بعد پاکستان ہجرت کر گئے۔ اسی دوران خلیل ملت کے ہاں ایک بچی کی ولادت بھی ہوئی۔ حالات سازگار نہ ہوئے تو خلیل ملت بھی ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء میں اپنے اہل خانہ کے ہمراہ پاکستان آ گئے۔ کچھ عرصہ میر پور خاص (ضلع تھر پارکر) میں، پھر کراچی میں قیام کیا۔[1] بالآخر حیدر آباد سندھ میں مستقل طور پر آباد ہو گئے۔

دینی ادارہ کا قیام

جس وقت خلیل ملت حیدر آباد تشریف لائے اس وقت لوگوں کو دینی مسائل سکھانے والے یہاں بہت کم تھے اور لوگوں کا رجحان دین کی طرف بہت کم تھا۔ چنانچہ آپ نے تقریر و تصنیف کے ذریعہ لوگوں میں تبلیغ کی، اور تدریس کے ذریعہ دینی علوم پھیلائے اور اس وقت کے مشہور علمائے حیدر آباد کے ساتھ ملکر لوگوں کو دین کی طرف راغب کیا۔ ان علماء میں ۱۔ مفتی زمن حضرت علامہ سید ریاض الحسن قادری جیلانی جو کہ حجۃ الاسلام محمد حامد رضا خاں بریلوی کے تلمیذ و خلیفہ تھے، ۲۔ یادگار سلف حضرت علامہ سید محمد علی رضوی مدظلہ، تلمیذ مفتی اعظم پاکستان سید ابو البرکات محمد احمد قادری رضوی لاہوری صاحب (مرحوم)،

1۔ الحاج عبد الرحیم اسماعیل گیگا برکاتی پردیسی بیان کرتے ہیں کہ حضرت خلیل ملت علیہ الرحمہ کی حیدر آباد آمد میں ان کے جگری دوست اور پیر بھائی حاجی محمد عمر برکاتی علیہ الرحمہ کا بہت مشورہ اور اصرار تھا۔ (احمد میاں برکاتی)

نمایاں تھے۔ خلیل ملت، مفتی زمن اور یادگار سلف چونکہ ایک سلسلۂ تلمذ سے وابستہ تھے لہٰذا ان علماء میں نہایت گہرے تعلقات بھی تھے، ۴۔ علاوہ ازیں مفتی محمد محمود الوری صاحب رکن الاسلام مجددیہ سے بھی ملاقات رہتی تھی۔

حیدرآباد میں تبلیغ دین کے لئے مدرسہ کے قیام کی کوشش ہوئی تو حیدرآباد کی مشہور سماجی شخصیت سید جعفر حسین شاہ صاحب (مرحوم) نے مدرسہ کے لئے جگہ فراہم کی اور یوں ۱۹۵۲ء میں دارالعلوم احسن البرکات کے نام سے حیدرآباد میں پہلا مدرسہ قائم ہوا۔ جہاں سے خلیل ملت نے علم و فضل کے دریا بہائے۔ اس کے ساتھ ساتھ حیدرآباد کی مختلف مساجد میں امامت و خطابت کا بھی سلسلہ جاری رکھا۔ جس میں مسجد خضراء جو کہ دارالعلوم سے قریب ہے، گول مسجد لطیف آباد نمبر ۶، اور مسجد اقصیٰ لطیف آباد نمبر ۶ شامل ہیں۔ اور اس کے ساتھ تبلیغ کے لئے حیدرآباد کے علاوہ دوسرے کئی شہروں میں بھی تشریف لے جاتے رہے۔

خطاب

آپ کا خطاب نہایت زوراثر، مدلل اور پرمغز ہوتا تھا۔ آپ کے بیانات سے بہت سے مسلمان گمراہی سے محفوظ ہوئے اور ۶۶ چھیاسٹھ سے زائد غیر مسلم آپ کے دست حق پر مسلمان ہوئے۔ مساجد میں خطابت کے علاوہ ریڈیو پاکستان حیدرآباد سے تفسیر قرآن کا درس جاری رکھا۔ علاوہ ازیں تقریباً سترہ پاروں کی تفسیر مکمل فرمائی۔ ان میں سات پارے، عرصہ ہوا کنزالایمان کے حاشیہ پر مکتبہ قاسمیہ حیدرآباد سے "خلاصۃ التفاسیر" کے نام سے طبع ہوئے اور اب نایاب ہیں۔

تدریس

خلیل ملت کو ہر فن پر عبور حاصل تھا، ابتدائی و فوقانی تمام کتب کا مہارت کے ساتھ درس دیتے اور اس طرح پڑھاتے تھے کہ کتاب کے مضامین ذہن نشین ہوتے چلے جاتے۔ کتاب میں موجود نکات بھی بیان فرماتے بلکہ اگر صاحب کتاب کسی بات میں منفرد ہیں تو وہ بھی بیان فرما دیتے۔ اگر کہیں کوئی اعتراض یا جواب اعتراض ہوتا تو اس کی بھی مکمل تشریح فرماتے غرضیکہ جو خوبیاں ایک مدرس میں ہونی چاہئیں وہ تمام خوبیاں آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔

تصنیفی خدمات

خلیل ملت نے مختلف موضوعات پر کتب بھی تحریر فرمائیں، آپ کا شمار اس دور کے مصنفین میں ہوتا ہے جب اہلسنت میں مصنفین کا قحط الرجال تھا۔ خلیل ملت نے اس دور میں بہترین کتب تصنیف فرمائیں۔ جن کی آج بھی اہمیت ہے اور بہت سے لوگوں نے انہیں کتب کی بدولت معاشی ترقی حاصل کی بلکہ یوں کہا جائے کہ بعض کتب خانوں کی ترقی کا راز خلیل ملت کی کتب کی اشاعت ہے، تو بیجا نہ ہوگا۔ آپ کی کتب میں سے "سنی بہشتی زیور" اور "ہمارا اسلام" کو بین الاقوامی مقبولیت حاصل ہوئی اور ملکی و غیر ملکی زبانوں میں ان کے تراجم ہوئے۔ یہ کتب پہلے پہل مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدرآباد اور بزم قاسمیہ برکاتی کراچی نے شائع کیں، پھر محسن اہلسنت علامہ عبدالحکیم شرف قادری لاہوری کی تحریک پر لاہور کے ایک ناشر سید اعجاز حسین صاحب نے شائع کیں جو ایک مخلص ناشر تھے اور اب تک ان کتب کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں ہر ایڈیشن ہزاروں کی

تعداد میں چھپا اور پاکستان و بیرونِ پاکستان دینی مدارس اور اسکولوں کے نصاب میں شامل ہیں۔

اس کے علاوہ دیگر کتب میں نماز کے موضوع پر مختصر رسالہ ۱۔ معراج المومنین۔ اور دو بڑی کتب ۲۔ ہماری نماز اور ۳۔ الصلوٰۃ۔ حکایات اور نصیحت کے حوالے سے ۴۔ اسلامی گفتگو اور ۵۔ حکایات رضویہ۔ قرآن و حدیث میں آنے والی دعاؤں کا مجموعہ۔ ۶۔ ''دعائیں''۔ شاہ ولی اللہ کے عربی رسالے ''العقیدۃ الحسنہ'' کا اردو ترجمہ و شرح ۷۔ عقائد الاسلام، حاجی امداد اللہ کے رسالہ ۸۔ ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' کی اردو شرح۔ خیال رہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ میں معمولات اہلسنت درود و سلام، قیام، فاتحہ خوانی وغیرھا کو درست قرار دیا ہے۔ اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، دیوبندیوں کے معتمد علیہ بزرگ تھے۔

۹۔ امام غزالی کی کتب المنقذ من الضلال کا اردو ترجمہ روشنی کی طرف۔ ۱۰۔ ''نور علیٰ نور'' ترجمہ سراج العوارف از وارث الاکابر سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب۔ ۱۱۔ سبع سنابل کا ترجمہ جو کہ فخر المحققین میر سید عبدالواحد بلگرامی کی تصوف پر جامع کتاب ہے اور بارگاہ رسالت ﷺ میں مقبول بھی ہے، ۱۲۔ موت کا سفر، ابن حجر کی کتاب المنبہات کا اردو ترجمہ، [1] اس کے علاوہ خنجر آبدار برفرقۂ خاکسار۔ حقوق الاولاد، آئینۂ حق نما، درود و سلام، تحفہ عید قربان، تحفہ رمضان، تحفۂ محرم، تحفۂ عید الفطر، چہل احادیث وغیرھا مختصر رسالے۔ گزشتہ سال آپ کے بعض مختصر رسائل ''مقالات خلیل'' کے نام سے ''ضیاء القرآن پبلی کیشنز'' لاہور نے طبع کرائے ہیں۔

اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت کی کئی کتب آپ نے چھپوا کر اس وقت حیدر آباد میں پھیلائیں جب لوگ یہاں اعلیٰ حضرت کے نام سے ناواقف تھے۔

تنظیمی خدمات

خلیل ملت نے پاکستان میں مختلف تنظیمی خدمات بھی سر انجام دیں اور دیگر علماء کے ساتھ ملکر تنظیم المدارس، جماعت اہلسنت پاکستان اور دعوت اسلامی و دیگر مذہبی و علمی اداروں و تنظیموں کے قیام میں بھی عملی طور پر حصہ لیا۔

خصوصیات

خلیل ملت نہ صرف یہ کہ وہ عالم تھے بلکہ عالم گر تھے، بہترین مصنف، ممتاز فقیہہ، بے مثال محدث، باکمال مفسر بھی تھے اور ان سب سے بڑھ کر صوفی زاہد، عالم باعمل، عارف باللہ تھے، صدر الشریعۃ کے ان شاگردوں میں سے تھے جن کا ذکر صدر الشریعۃ نے ''بہار شریعت'' کے آخر میں فرمایا۔ آپ بہترین شاعر بھی تھے آپ کا نعتیہ دیوان آپ کے وصال کے بعد ''جمال خلیل'' کے نام سے چھپ گیا ہے اور ان سب خوبیوں کے باوجود آپ سادہ طبیعت کے مالک تھے۔

1۔ کتاب کا نام ''موت کا سفر'' حضرت خلیل ملت علیہ الرحمہ نے خود تجویز فرمایا تھا، جو آپ کی کرامت ہے۔ (احمد میاں برکاتی)

باقیات صالحات

خلیل ملّت کے دو صاحبزادے ہیں، جو مختلف اعتبار سے دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ا۔ مفتی اہلسنت علامہ مفتی احمد میاں برکاتی، آپ نے بھی اب تک بارہ کتب تصنیف فرمائی ہیں، ۲۔ مولانا ابوالنور محمد میاں نوری۔ اوّل الذکر، اب دارالعلوم احسن البرکات کے مہتمم ہیں۔ خلیل ملّت کی چھ صاحبزادیاں ہیں۔

تلامذہ

خلیل ملّت سے ایک زمانہ نے فیض حاصل کیا اور ہزاروں کی تعداد میں آپ کے شاگرد ہوئے اور آپ کی بدولت علم دین ان علاقوں میں پہنچا جہاں لوگ مسلمان ہونے کے باوجود دین کے احکام سے ناواقف تھے۔ آپ کے تلامذہ کی ایک طویل فہرست ہے۔ جن میں چند مشہور تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں۔

ا۔ حضرت علامہ مفتی محمد عبدالحفیظ قادری برکاتی رحمتہ اللہ علیہ سابق مفتی دارالعلوم احسن البرکات (متوفی ۸ ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء مدفون درگاہ سیدنا مکی شاہ بابا، کچا قلعہ، حیدرآباد)، ۲۔ حضرت علامہ حافظ محمد سعید قادری رحمتہ اللہ علیہ بانی دارالعلوم غوثیہ رضویہ، غوثیہ مسجد بکرا منڈی حیدرآباد، ۳۔ علامہ عبدالغفور مشوروی علیہ الرحمتہ، ۴۔ علامہ عبدالمنعم ہزاروی علیہ الرحمتہ، ۵۔ مولانا سید افسر علی شاہ صاحب علیہ الرحمتہ، ۶۔ حافظ محمد رمضان برکاتی، کراچی، ۷۔ مولانا حکیم عبدالسلام برکاتی، کراچی، بہت سے تلامذہ کی فہرست فتاویٰ خلیلیہ جلد اوّل میں برادرم محمد حسان رضا کے مضمون "حیات مصنف" میں موجود ہے۔

سعادت حج وعمرہ

حضرت خلیل ملّت نے وسائل محدود ہونے کیوجہ سے زندگی میں ایک مرتبہ زیارت روضہ رسول ﷺ اور حج وعمرہ کی سعادت حاصل کی۔

وصال

خلیل ملّت عمر کے آخری ایام میں شدید علیل رہے۔ مونہہ میں چھالے وغیرہ ہوجانے کی وجہ سے، بولنے میں بھی شدید تکلیف ہوتی تھی مگر اس حالت میں بھی نماز نہ چھوڑی۔ آخری دنوں میں جب کمزوری بہت بڑھ گئی تھی تو چند نمازیں بیٹھ کر اور لیٹ کر پڑھیں۔ بالآخر علم وفضل کا یہ چمکتا ہوا آفتاب ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/ ۱۸ جون ۱۹۸۵ء کو افطار سے چند منٹ بیشتر غروب ہوگیا۔ آپ کے انتقال کی خبر بڑی تیزی سے پھیلی اور علماء وعوام کی بڑی تعداد نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔ درگاہ حضرت سیدنا مکی عبدالوہاب شاہ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔ جہاں سے روحانی فیض جاری ہے۔

دار الافتاء

خلیل ملت نے تصنیف، تقریر، تدریس کے ساتھ ساتھ فتاویٰ نویسی کی طرف بھی توجہ دی اور لاتعداد فتاویٰ تحریر فرمائے، چونکہ آپ کے ابتدائی دور میں فوٹو اسٹیٹ کا رواج نہ تھا لہٰذا اکثر فتاویٰ کی نقول محفوظ نہ رہ سکیں، بعض تلامذہ نے آپ کے فتاویٰ الگ سے بعض رجسٹرز میں درج کئے نیز بعد میں جب فوٹو اسٹیٹ مشینوں کا رواج ہوا تو کچھ فتاویٰ محفوظ ہوتے گئے۔

خلیل ملت سائل کے ذہن کے مطابق جامع جواب دیتے ہیں اور ساتھ ہی سوال میں کوئی علمی یا اخلاقی غلطی ہوتی ہے تو اس پر تنبیہ بھی فرماتے ہیں۔ حسب ضرورت جواب مختصر یا طویل ہوتا ہے مگر سائل کے مدعا کے مطابق ہوتا ہے۔ دلائل کی ضرورت ہوتی ہے تو علمائے احناف کا طریقہ اپناتے ہوئے حسب ضرورت عقلی و نقلی دلائل بھی پیش کر دیتے ہیں اور حتی الامکان جواب میں اسلاف کی پیروی کرتے ہیں۔ آجکل جیسے نااہل و نام نہاد، طریقے پر پڑھ کر مفتی کہلانے والوں کو اجتہاد کی سوجھی ہے، یہ نہ خلیل ملت کا طریقہ ہے نہ آپ کا مزاج ہے۔ خلیل ملت کے دور میں نت نئی ایجادات کے بارے میں زیادہ تحقیقی معلومات عام نہ تھیں لہٰذا خلیل ملت نے ان نئے نئے مسائل میں حتی الامکان اسلاف کی ہی پیروی کی ہے۔ نیز خلیل ملت کو معلوم ہے کہ مفتی کا منصب اسلام میں ایک اہم منصب ہے لہٰذا وہ سکون و وقار اور احتیاط کے ساتھ اس منصب کے تقاضے پورے کرتے ہیں اور افتاء کی وادی میں قدم جما جما کر چلتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ کبھی اِدھر ہو گئے اور کبھی اُدھر۔

پاکستان میں علماء سے روابط

خلیل ملت نے پاکستان میں دین کا کام اسی نہج پر کیا جس طرز پر ہند میں کرتے رہے، تدریسی، مذہبی، علمی سرگرمیاں جاری رہیں اور اس کے ساتھ ساتھ علماء کرام سے روابط بھی رہے۔ جن علماء سے وقتاً فوقتاً خط و کتابت یا ملاقات رہی ان میں مذکورہ بالا بزرگوں کے علاوہ درج ذیل علماء کرام شامل ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمۃ، حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری علیہ الرحمۃ، حضرت علامہ مفتی محمد ظفر علی نعمانی علیہ الرحمۃ، خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی، حضرت علامہ محمد حسن حقانی، فخر ایشیاء علامہ شاہ احمد نورانی، محدث اعظم حضرت علامہ سردار احمد چشتی رضوی علیہ الرحمۃ، شرف ملت حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری، حضرت علامہ سید محمد ہاشم فاضل شمسی، حضرت علامہ سید مرغوب احمد اختر الحامدی علیہ الرحمۃ، مفتی اعظم سکھر حضرت علامہ محمد حسین قادری علیہ الرحمۃ، حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ، مصنف اہلسنّت حضرت علامہ فیض احمد اویسی رضوی مدظلہٗ وغیرھم۔

خلیل ملت کی علمی اسانید

کسی عالم کا بڑا علمی سرمایہ اس کی علمی اسانید ہیں، کیونکہ علمی اسانید سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عالم علمی اعتبار سے کس مقام و مرتبہ کا حامل ہے۔ مسلم شریف میں مروی ہے کہ "یہ علم دین ہے لہٰذا دیکھو اپنا علم کس سے حاصل کر رہے ہو" اس مقام و مرتبہ کو واضح کرنے کے لئے خلیل ملت کی بعض علمی و روحانی اسانید درج کی جاتی ہیں:

اوپر گزرا کہ خلیل ملت کو مختلف علوم وفنون کی سند، تین طرق سے حاصل ہوئیں اور مذکورہ بالا بزرگان دین کا علمی تعلق اکثر ایک ہی سلسلہ کے مشائخ سے قائم ہے مگر بہت سے سلاسل ہیں۔ ذیل میں قرآن کریم، حدیث شریف، اور فقہ کی اسانید مختلف طرق سے پیش کی جارہی ہیں۔

سند قرآن کریم

خلیل ملت نے قرآن کریم کس سے پڑھا؟ یہ معلوم نہیں مگر دیگر علوم کی سند کے ساتھ، صدر الشریعہ سے، سند قرآن بھی حاصل کی۔ صدر الشریعہ کی سند قرآن کریم مختلف طرق سے ہے ان میں سے ایک سند یہ ہے،

صدر الشریعہ، از علامہ وصی احمد محدث سورتی، از شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی، از شاہ عبدالعزیز دہلوی، از شاہ ولی اللہ دہلوی، از ابوطاہر کردی، از ابراہیم کورانی از نورالدین علی بن محمد زبیدی، از شمس الدین محمد خاص، از سید صدیق خاص، از سید طاہر اہدل، از عبدالرحمٰن وجیع شیبانی زبیدی، از سخاوی، از ابونعیم رضوان مستملی، از اسحاق تنوخی، از بدرالدین ابن جماعہ، از ابوالفضل عبداللہ انصاری، از امام شاطبی اوران کی سند امام عاصم تک مشہور ہے اور مختلف کتب میں لکھی ہوئی ہے۔

خلیل ملت نے حضرت شیخ سید العلماء سید آل مصطفیٰ عرف سید میاں مارہروی علیہ الرحمتہ سے بھی سند حاصل کی ان کی سند مختلف طرق سے ہے، ایک سند یوں ہے۔ سید آل مصطفیٰ سید میاں مارہروی، از سید تاج العلماء، از سید نوری میاں صاحب، از خاتم الاکابر، از شاہ عبدالعزیز، از شاہ ولی اللہ، از محمد فاضل سندھی، از عبدالخالق دہلوی، از شیخ بقری، از عبدالرحمٰن یمنی، از سجادہ یمنی، از طبلاوی، از زین الدین زکریا انصاری، از برہان الدین قلقیلی وابونعیم عقبی، از شمس الدین محمد جزری اور انکی سند ان کی کتاب النشر فی القراآت العشر وغیرہ میں مذکور ہے۔

خلیل ملت کی تیسری سند قرآن کریم، حضور سیدی وسندی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ کے واسطہ سے یوں ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند، از اعلیٰ حضرت، از سراج مکی، از جمال مکی، از محمد عابد سندھی مدنی، از محمد حسین سندھی، از محمد مراد سندھی، از مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی، از عبدالقادر صدیقی مکی، از حسن عجیمی، از ابوالوفاء احمد عجل یمنی، از یحییٰ طبری، از محی الدین محمد طبری، از شمس الدین محمد جزری۔

سند حدیث

خلیل ملت کو سند حدیث تین طرق سے حاصل ہوئی اور اسانید بے پناہ کثرت سے ہیں۔ یہاں ہر طریق سے ایک سند تحریر کی جاتی ہے۔

خلیل ملت کو پہلی سند صدر الشریعہ کے واسطے سے حاصل ہوئی۔ صدر الشریعہ کو سند حدیث، دو طریق سے حاصل ہے۔ ۱۔ اعلیٰ حضرت اور ۲۔ محدث سورتی، اعلیٰ حضرت کی سند آگے آرہی ہے۔ محدث سورتی کی سند حدیث بھی کئی طرق سے ہے انہیں سے ایک سلسلہ وہ بھی ہے جو پیچھے گزرا۔ ایک اور سلسلہ یوں ہے محدث سورتی، از احمد علی سہارنپوری، از شاہ

اسحاق دہلوی، از عمر بن عبد الکریم مکی، از بدرالدین خوج مکی حنفی، از شمس الدین طبری، از عبد الواحد حصاری، از شمس الدین غمری و شمس الدین سخاوی و شرف الدین سنباطی، از ابن حجر عسقلانی۔

خلیل ملت کی دوسری سند حضرت سید میاں سے ہے۔ یہ سند حضرت سید نوری میاں صاحب تک اسی طرح جو پیچھے گزری، اس کے بعد یوں ہے۔ حضرت سید نوری میاں صاحب، از حضرت سید شاہ امیر عالم غلام محی الدین، از مفتی ولی اللہ حسینی فرخ آبادی، از مفتی عبد الملک قلعی مکی، از عبد المنعم قلعی، از تاج الدین قلعی، از حسن عجمی، از عیسیٰ مغربی، از شہاب الدین خفاجی، از بدرالدین کرخی، از جلال الدین سیوطی اور انکی سند مختلف کتب میں مذکور ہے۔

خلیل ملت کی تیسری سند حضور سیدی وسندی مفتی اعظم کے واسطہ سے ہے اور ان کی ایک سند درج ذیل ہے۔ مفتی اعظم ہند، از اعلیٰ حضرت، از سید حسین جمال اللیل، از شیخ عابد مدنی، از شیخ صالح فلانی، از محمد ابن سنہ فلانی، از احمد عجل از قطب الدین ہزوالی مکی، از علاؤالدین زوالی، از ابوالفتوح طاؤسی، از بابا یوسف ہروی، از محمد بن شاذ بخت فرغانی، از ابولقمان ختلانی، از فربری، از بخاری نیز ختلانی، از ابواسحاق ابراھیم ہاشمی، از ابومصعب، از امام مالک۔

نیز طاؤسی، از حکیمہ بنت قاری، از عبد القادر حکیم ابرقوہی، از فاطمہ بنت جوزدانیہ، از ابوبکر بن زبدہ اصفھانی، از شعیب صریفنی، از مصعب خثمی کوفی، از داؤد طائی، از امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اسانید بہت عالی ہیں اور ان اسانید میں ائمہ دین تک واسطے بہت کم ہیں۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔ ان مختصر صفحات میں فقط انہیں تین ائمہ تک سند کو بیان کیا جاتا ہے۔

سند فقہ

سند فقہ بھی خلیل ملت کو انہیں تین شیوخ سے مختلف طرق سے حاصل ہے۔ ہر شیخ کے واسطہ سے ایک ایک سند فقہ بھی درج کی جاتی ہے۔

صدرالشریعہ، از محدث سورتی، از خاتمۃ المحققین محمد حسن سنبھلی، از تاج الفحول عبد القادر بدایونی، از شاہ فضل رسول بدایونی، از عین الحق عبد المجید بدایونی، از عبد الحمید بدایونی، از محمد عطیف بدایونی، از محمد شریف بدایونی، از محمد شفیع بدایونی، از شیخ مصطفیٰ، از مولانا عبد الغفور، از علامہ عزیز اللہ بدایونی، از مفتی کریم الدین، از قاضی محمد بدایونی، از شیخ معروف، از شیخ مودود سہروردی، از عبد الشکور راجی، از شیخ محمد راجی، از قاضی سعد الدین، از قاضی رکن الدین، از قاضی دانیال قطری، از ابوالقاسم تنوخی، از حمید الدین ضریر، از شمس الائمہ کردری، از شیخ الاسلام برہان الدین علی مرغینانی صاحب ہدایہ اور ان کی سند الفوائد البھیہ وغیرہ میں مذکور ہے۔

حضرت سید میاں، از سید تاج العلماء وغیرہ، از سید نوری میاں صاحب، از خاتم الاکابر، از اچھے میاں، از سید شاہ حمزہ، از سید طفیل محمد اترولوی، از سید مبارک فخر الدین بلگرامی، از نور الحق دہلوی، از شیخ عبد الحق دہلوی، از علی بن جار اللہ بن ظہیرہ قرشی، از جار اللہ بن ظہیرہ، از علامہ محقق علی الاطلاق بن الھمام حنفی اور ان کی سند الفوائد البھیہ اور فتح

القدیر وغیر ہما میں مذکور ہے۔

حضور سیدی وسندی مفتی اعظم ہند، از اعلیٰ حضرت، از رئیس المتکلمین نقی علی خاں، از رضا علی خاں، از خلیل الرحمٰن محمد آبادی، از محمد اعلم سندیلوی، از بحرالعلوم عبدالعلی محمد لکھنوی، از استاذ الکل ملا نظام الدین لکھنوی، از امام الہند قطب الدین شہید سیالوی، از ملا عبدالحلیم، از عبدالسلام دیوہی ومحب اللہ الہ آبادی، از ملا عبدالسلام اعظمی لاہوری، از قاضی صدرالدین جالندھری، از عبداللہ سلطان پوری، از عبدالقادر سھرندی، از ملا حسن چلپی، از فخرالدین عجم، از میر سید شریف علی جرجانی، از اکمل الدین بابرتی، از قوام الدین کاکی، از عبدالعزیز بخاری، از فخرالدین مائمرغی، از شمس الائمہ کردری، از امام زادہ مؤلف شرعۃ الاسلام اور انکی سند الفوائد البھیہ اور شاہ ولی اللہ کے مسلسلات وغیرہما میں لکھی ہوئی ہے۔

سلاسلِ طریقت

خلیل ملت کو مذکورہ بالا شیوخ سے کئی سلاسل طریقت میں اجازت حاصل تھی۔ صرف سلسلۂ قادریہ کی اسانید، مختلف طرق سے درج کی جاتی ہیں۔

سلسلۂ قادریہ برکاتیہ

(جس میں خلیل ملت بیعت تھے۔) خلیل ملت اس سلسلہ میں تاج العلماء سے بیعت تھے اور خلافت احسن العلماء اور سید العلماء المعروف سید میاں سے حاصل تھی۔ اور یہ دونوں خلیفہ ہیں اپنے ماموں جان حضور تاج العلماء کے۔ وہ خلیفہ ہیں، نوری میاں صاحب وغیرہ کے، وہ مرید وخلیفہ خاتم الاکابر کے وہ مرید وخلیفہ اچھے میاں کے اور ان کی سندیوں ہے۔ اچھے میاں از سید شاہ حمزہ، از سید شاہ آل محمد، از سید شاہ برکت اللہ بانی سلسلہ برکاتیہ، از سید فضل اللہ کالپی، از سید احمد کالپی، از سید محمد کالپی، از جمال الاولیاء کوڑوی، از قاضی جیا نیوتنوی، از شیخ محمد بھکاری، از سید ابراہیم ایرجی محدث، از بہاؤالدین شطاری، از سید احمد جیلانی، از سید حسن، از سید موسیٰ، از سید علی، از سید محی الدین ابونصر جیلانی، از سید ابوصالح جیلانی، از تاج العارفین سید عبدالرزاق جیلانی، از قطب الاقطاب غوث الاغواث غوث اعظم بغدادی جیلانی اور سرکار غوث اعظم کی سند مختلف طرق سے بہت سی کتب میں درج ہے۔

قادریہ منوریہ معمریہ

خلیل ملت کو اس سلسلہ کی اجازت حاصل ہے سید العلماء اور احسن العلماء علیہما سے اور ان کی سند نوری میاں صاحب تک وہی ہے جو گذری۔ اس کے بعد سند اسطرح ہے سید نوری میاں صاحب، از علامہ علی حسین مراد آبادی، از شاہ محمود، از شاہ غلام حسین، از ملا دریا خاں، از ملا عبدالکریم عرف اخوند فقیر، از شاہ منور علی الہ آبادی، از شاہ دولہ، از سرکار غوث اعظم۔ اس سند میں سرکار بغداد تک واسطے بہت کم ہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔

قادریہ اہدلیہ

خلیل ملت کو اس سلسلہ کی اجازت مفتی اعظم ہند سے ہے۔ اور انکی سند یوں ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند، از اعلیٰ حضرت، از حسین جمال اللیل، از محمد عابد مدنی، از وجیہہ الدین عبد الرحمٰن اہدل، از صفی الدین احمد مقبول اہدل، از عماد الاسلام سید یحییٰ اہدل، از حسن عجیمی، از احمد قشاشی، از احمد شناوی، از علی شناوی، از ابن حجر مکی ہیتمی، از سید عبد اللہ عیدروس، از قطب اکبر ابوبکر بن عبد اللہ عیدروس، از محمد بن احمد بافضل، از جمال الدین محمد انصاری، از محمد کبتن طبری، از ابو العباس احمد ردّاد، از اسماعیل جبرتی، از مسند کبیر ابوبکر بن قاسم اہدل حسینی، از قاسم بن عمر اہدل، از ابوبکر علی اہدل، از نور الدین علی بن عمر اہدل کبیر حسینی، از علی الاحوری، از سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہم۔

نوٹ : اس کے علاوہ بھی خلیل ملت کی ہر فن میں کثیر اسانید ہیں۔ جنہیں کاتب سطور نے ایک کتابی صورت میں جمع کر لیا ہے، مسوّدہ تیار ہے۔ مزید اضافہ جات کے ساتھ اس کی تبییض کی جا رہی ہے۔ واللہ الموفق للخیرات

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلیل ملت کے فیوض و برکات سے مستفید و مستنیر فرمائے۔ آمین

کاتب سطور

حماد رضا نوری بن مفتی احمد میاں برکاتی بن خلیل ملت علیہ الرحمۃ والرضاء

۱۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ ۴؍ جون ۲۰۰۷ء

حوالہ جات

.... سید ابوالحسین احمد النوری "میاں صاحب"، النور والبھاء لأ اسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء

.... علامہ امجد علی اعظمی، بہار شریعت، حصہ ۱۷

.... احمد میاں برکاتی، "مفتی اعظم سندھ" (مطبوعہ ۱۹۸۵ء)، صفحہ ۳

.... ماہنامہ عقیدت حیدر آباد (سندھ)، شمارہ جون ۱۹۸۸ء، صفحہ ۱۴

.... محمد خلیل خاں برکاتی، سنی بہشتی زیور، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۰ء، صفحہ ۲۲

.... یادداشت مفتی محمد خلیل خاں برکاتی (قلمی)

.... ماہنامہ ترجمان اہلسنت، کراچی، شمارہ فروری ۱۹۷۷ء

.... اقبال احمد اختر القادری، خلیل العلماء، مارچ ۱۹۹۴ء، حیدر آباد

.... محمد میاں قادری، سید، خاندان برکات، مطبوعہ لکھنؤ، صفحہ ۵۵

.... احمد میاں برکاتی، مفتی، سوانح محمد میاں قادری، بشمول اصح التواریخ، مطبوعہ ۱۹۸۸ء، صفحہ ۱۳

.... اقبال احمد اختر القادری، تجلیات نوری، مطبوعہ کراچی

.... محمد خلیل خاں برکاتی، مفتی، سنی بہشتی زیور، مطبوعہ لاہور، صفحہ ۲۳

.... احمد میاں برکاتی، مفتی، ارشادات خلیل، جون ۱۹۸۸ء

.... ماہنامہ عقیدت، حیدر آباد (سندھ) شمارہ جون ۱۹۸۸ء صفحہ ۲۷

.... مکتوب مفتی احمد میاں برکاتی، بنام اقبال احمد اختر القادری، محررہ حیدر آباد (سندھ)

.... ماہنامہ عقیدت، حیدر آباد (سندھ) شمارہ جولائی ۱۹۸۵ء، صفحہ ۹

.... مکتوب مفتی احمد میاں برکاتی، بنام اقبال احمد اختر القادری، محررہ ۲۲ ستمبر ۱۹۹۲ء، حیدر آباد (سندھ)

.... سالانہ مجلہ، خلیل علم، شمارہ ۲۰۰۱ء، حیدر آباد

.... سید آل رسول حسنین میاں نظمی مدظلہ، مصطفےٰ سے مصطفےٰ حیدر حسن تک

.... تجلیات مارہرہ

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیك یا خیر خلق اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیك یا سراج افق اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیك یا عمیم الجود و العطاء

الصلوٰۃ والسلام علیك یا ماحی الذنوب والخطاء

الصلوٰۃ والسلام علیك یا صاحب قاب قوسین

الصلوٰۃ والسلام علیك یا جد الحسن والحسین

صلوۃ تبقی وتدوم بدوام الملك الحی القیوم

محترم قارئین کرام

احسن الفتاویٰ المعروف ''فتاویٰ خلیلیہ'' کی جلد دوم میں آپ نے آٹھ سوسینتیس ۸۳۷ فتاویٰ ملاحظہ فرمائے۔ جو کتاب النکاح حصہ دوم سے احکام مساجد کے، مسائل پر مشتمل تھے۔ اب حاضر ہے جلد سوم، اس جلد میں خرید وفروخت سے مسائل کا آغاز ہوا ہے اور اختتام باب الوراثۃ پر ہے۔ کچھ متفرق فتاویٰ جو کہ، اپنے موضوع میں اندراج سے رہ گئے تھے، وہ بھی آخر میں شامل کردئے گئے ہیں۔ اس طرح جلد سوم سات سو دس ۷۱۰ فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ جس میں پانچ سوسینتالیس ۵۴۷ حضرت خلیل ملت کے تحریر فرمودہ ہیں اور پینتیس ۳۵ فقیر راقم الحروف کے تحریر کردہ اور حضرت خلیل ملت علیہ الرحمۃ کے تصدیق شدہ ہیں۔ فتاویٰ خلیلیہ کی تینوں جلدوں میں، شامل کل فتاویٰ کی تعداد دو ہزار دو سو بانوے ہے، اس کو اگر اس طرح پڑھیں کہ بانوے الگ، اور بائیس الگ کیا جائے، اور بائیس سو بانوے پڑھا جائے تو اس میں ایک لطیف نکتہ سامنے آتا ہے، وہ یہ کہ ''۹۲'' اعداد اسم ''محمد'' کے ہیں اور ''۲۲'' سے خلیل کا عدد مفرد ''۴'' بنتا ہے، ''خلیل'' کے عدد ۶۷۰ ہیں، ان کو جمع کریں تو ۷+۶ = ۱۳ پھر ۳+۱ = ۴ عدد مفرد اور ۲۲ کو جوڑیں تو ۲ + ۲ = ۴ ہوا، اس طرح اس تعداد سے ''محمد خلیل'' بنتا ہے۔ اور حضرت کی مہر میں بھی یوں ہے '' اللہ، منتخب کرد، محمد خلیل''، یہ جملہ دو معنی دے رہا ہے۔

جلد سوم میں باب المتفرقات میں ایک فتویٰ ممتاز المحدثین استاذی المحترم شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ الازہری علیہ الرحمۃ، شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کا لکھا ہوا ہے۔ جس پر خلیل ملت علیہ الرحمۃ نے ترصیع وتائید فرمائی ہے۔ علامہ ازہری صاحب علیہ الرحمۃ کو، حضرت خلیل ملت علیہ الرحمۃ ہر سال دار العلوم احسن البرکات کے طلبہ کے سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ امتحانات کے سلسلے میں تشریف لانے کی زحمت دیتے تھے کیونکہ ممتاز المحدثین، حضرت صدر الشریعۃ علیہ

الرحمتہ کے صاحبزادے ہیں اور حضرت خلیل ملت کے استاذ زادہ ہیں۔ اس نسبت سے، آپ حضرت کو بلاتے تھے، ممکن ہے کہ جن دنوں حضرت امتحانات کے لئے تشریف لائے ہوں، ان دنوں یہ سوال آیا ہو اور حضرت خلیل ملت نے تعظیم و تکریم کے طور پر حضرت کی خدمت میں سوال رکھ دیا ہو۔ امکان یہ ہے کہ یہ موقعہ سہ ماہی امتحان کا تھا، کہ یہ فتویٰ ۲۹ رذی الحجہ کو جاری کیا گیا ہے۔ جس طرح خلیل ملت علیہ الرحمتہ اپنے استاذ زادہ حضرت علامہ ازہری علیہ الرحمتہ کو امتحان کے لئے بلاتے تھے، اسی طرح حضرت علامہ ازہری صاحب علیہ الرحمتہ والرضوان بھی خلیل ملت کو امتحان کے لئے دارالعلوم امجدیہ کراچی بلاتے تھے، دارالعلوم امجدیہ کے منتظمین نے یہ روایت جاری رکھی اور حضرت خلیل ملت کے وصال کے بعد، فقیر قادری راقم الحروف کو کئی سال تک دارالعلوم امجدیہ کراچی سالانہ امتحان کے لئے بلایا جاتا رہا، پھر جب تنظیم المدارس کے تحت تمام امتحانات شروع ہوئے، تب یہ سلسلہ موقوف ہو گیا۔

دارالعلوم کے ایک مدرس حضرت مولانا عبدالحفیظ قادری علیہ الرحمتہ کے پانچ فتوے مصدقہ حضرت خلیل ملت اور ایک اور مدرس حضرت مولانا محمود احمد صدیقی زید مجدہٗ، کے دو فتوے بھی حضرت کی تصدیق کے ساتھ فتاویٰ خلیلیہ میں شامل ہیں۔ ان حضرات نے اور بھی فتاویٰ تحریر فرمائے ہوں گے لیکن جو دستیاب ہوئے وہ شامل اشاعت کر لئے گئے۔

جلد سوم کی، فہرست کی تیاری کے دوران، شہر اور بیرونِ شہر سے بہت سے معززین اور علماء تشریف لاتے رہے اور بتایا کہ ہم نے حضرت سے فلاں سن میں فلاں موضوع پر فتویٰ لیا، میں نے عرض کیا کہ آپ کا نام تو فتاویٰ خلیلیہ میں نہیں ہے، تو فرماتے کہ ہم نے نقل جمع نہیں کرائی تھی، بلکہ جن لوگوں کے لئے فتوے لئے تھے وہ ان کے حوالے کر دئے تھے۔ اس سے فقیر کا یہ خیال صحیح ثابت ہوا کہ حضرت کے ہزاروں اہم فتاویٰ جمع ہونے سے رہ گئے۔ اس جلد میں میراث کے کثیر فتاویٰ ہیں، اور اس سے زیادہ ہم نے چھوڑ دیئے، کوشش کی ہے کہ وہ فتاویٰ انتخاب میں آئیں جن کے حصہ داران، الگ الگ ہوں، تاکہ قاری اور طالب کو اپنا مقصد اور مدعا ڈھونڈنے میں زیادہ دقت پیش نہ آئے۔

بہر صورت فتاویٰ خلیلیہ، کی اشاعت، فقیر کا اہم مشن تھا۔ جو بحمد اللہ تعالیٰ پورا ہو گیا اور فقیر راقم الحروف مطمئن ہے کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت استاذی علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی نوری علیہ الرحمتہ والرضوان کو مایوس نہیں کیا اور ان کی عظیم محنت کو عوام و خواص تک کماحقہ پہنچایا۔

حضرت تو ۱۸ر رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ کو واصل باللہ ہوئے اور آپ کا سالانہ تین روزہ عرس ہر سال ۲۶-۲۷-۲۸ شوال کو ہوتا ہے۔ جس میں احسن البرکات کے فضلاء کی دستار بندی بھی ہوتی ہے۔ تاہم حضرت نے جو علمی قلمی جواہر بکھیرے ہیں ان کی تابانیاں دنیا کے متفرق گوشوں کو خوب منور کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ کاوش مقبول فرمائے۔

فقط، راقم الحروف مرتب فتاویٰ خلیلیہ
العبد القادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید
۱۳ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ/ ۳۰ رمئی ۲۰۰۷ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب البیع والشراء (خرید وفروخت کے مسائل)

کپاس، گندم وغیرہ کی قیمت پیشگی مقرر کر کے دینا بیع سلم ہے جو جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: آج کل لوگوں میں یہ رواج نکل چکا ہے کہ کسانوں سے داموں میں کپاس اور گندم خرید لی جاتی ہے اور بازار میں اس سے زیادہ بھاؤ میں بیچتے ہیں۔ کبھی کبھی کسان بھی اپنی مجبوری کی بناء پر کسی بھی دولت مند آدمی سے پیسے لے کر اپنی کپاس اور گندم داموں پر دے دیتے ہیں۔ تو جناب! ازروئے شریعت اس مسئلہ سے آگاہ کریں کہ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ السائل

۷۸۶ الجواب: کپاس یا گندم وغیرہ کی قیمت پیشگی مقرر کر کے، وقت مقررہ پر گندم وغیرہ کا دینا، یہ بیع سلم ہے اور جائز ہے جب کہ اس کی شرائط پائی جائیں مثلاً قیمت کا تعین، قیمت پر اسی مجلس میں قبضہ، جو چیز خریدی جائے اس کی میعاد مقرر ہونا یعنی کم ازکم ایک ماہ، جگہ کا تقرر ہونا کہ وہ چیز یہاں ادا کی جائے گی وغیرہ (درمختار وغیرہ، کتب متون وفتاویٰ وشروح) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۹۸ ھج

بیع کے نام سے رہن، کی صورت میں سود وصول کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عدد گودام میری ملکیت ہے۔ جو کہ اس شرط پر فروخت کرتا ہوں کہ مدت دو سال میں واپس لے لوں گا اور خریدار کرایہ سے فائدہ اٹھاتا رہے گا اگر مدت مذکورہ میں واپس نہ لے سکا تو خریدار، مکمل مالک ہوگا اور کرایہ بھی اس کا حق ہوگا جو کہ اس مدت میں وصول کر چکا ہوگا۔

تابعدار، حاجی پیر محمد، گاڑی کھاتہ چوک، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ بالا میں بیع کا انعقاد ہی نہ ہوا بلکہ یہ صورت رہن کی ہوگی اور پھر یہ شرط کہ، رہن جس کے پاس ہو، وہ کرایہ وصول کرتا رہے، یہ خالص سود کی صورت ہے۔ چارہ کار یہ ہے کہ یہ شخص گودام کو بلا شرط فروخت کردے۔ پھر مشتری اگر چاہے تو دو تین سال کے بعد دوبارہ بیچ کر کے اسے پہلی قیمت یا جو باہم اس وقت قرار پائے واپس کردے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۸ ھج

پھل درخت پر نمایاں ہوئے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اندرون سندھ میں باغات کا ٹھیکہ دیا اور لیا جاتا ہے لیکن یہ ٹھیکہ درختوں

میں پھل لگنے سے پہلے ہی لیا جاتا ہے۔ جس کو علماء کرام ناجائز کہتے ہیں۔ اس کے جواز کے لئے کوئی صورت ہے یا نہیں؟ اور حیلہ کر کے مدت معین تک، پھل لگنے سے قبل تین ماہ، اس باغ والی زمین کا ٹھیکہ لیتے ہیں، اور بعض پورے سال کا زمین کا ٹھیکہ ہی لے لیتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں مقصد صرف باغات سے کمانا ہوتا ہے۔ ان صورتوں میں ٹھیکہ جائز ہے یا نہیں؟

احقر العباد، مولوی محمد سعید، اکبر میڈیکل اسٹور، ضلع دادو

۷۸۶ **الجواب:** پھل اس وقت بیچ ڈالے کہ نمایاں بھی نہیں ہوئے ہیں۔ یہ بیع باطل ہے اور اگر ظاہر ہو چکے ہیں مگر قابل انتفاع نہیں ہوئے تو یہ بیع صحیح ہے مگر مشتری پر فوراً توڑ لینا ضروری ہے اور اگر یہ شرط کر لی ہے کہ جب تک تیار نہیں ہوں گے درخت پر رہیں گے تو بیع فاسد ہے اور اگر بلا شرط خریدے ہیں مگر بائع نے بعد میں اجازت دے دی کہ تیار ہونے تک درخت پر رہنے دو تو اب کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۷۸-۷-۱۲ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نامعلوم چیز کی بیع جائز نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: فقیر کے پڑ کی سبزی مارکیٹ میں بلدیہ نے ۶۵ دوکانیں بنائی ہیں۔ زید سبزی مارکیٹ سوسائٹی کا ممبر ہے۔ زید کی ایک دوکان ہے۔ زید نے قرآن شریف کی قسم کھا کر پہلی دوکان پر اپنا حق منوالیا اور ساتھ والی دوسری دوکان پر بھی کہتا ہے کہ میرا حق ہے اس پر بھی قسم کھا گیا جب کہ زید نے بکر سے یہ دوکان خریدی ہے جب کہ بکر نے دوکان کے فروخت کے وقت زید سے کہہ دیا تھا کہ ابھی دوکان کا تعین نہیں ہوا۔ جس وقت دوکان تقسیم ہوگی جو بھی میرے حصہ میں یا نمبر پر دوکان آئے گی، آپ کو لینا پڑے گی۔ زید نے بھی بکر کی بات کا اقرار کیا۔ اس صورت میں زید نے دوسری دوکان پر قسم کھائی وہ کہاں تک از روئے شریعت جائز ہے یا ناجائز ہے؟ اس طرح زید دوسری دوکان کا حقدار قرار پائے گا؟

فقط والسلام سنو ولد نور محمد، سبزی مارکیٹ فقیر کا پڑ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسؤلہ عنہا میں بکر نے جو دوکان زید کے ہاتھ بیچی وہ چونکہ اب تک اس کو معلوم نہیں ہے لہٰذا بیع مجہول ہوگئی اور مجہول شے کی بیع جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے "جو چیز تیرے پاس نہ ہو اس کا بیچنا حلال نہیں۔" (ترمذی۔ ابوداؤد وغیرہ) صورت مسؤل عنہا میں چونکہ بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں میں کسی کو معلوم نہیں کہ ان دوکانوں میں سے کونسی دوکان بکر کے حصہ کی ہے لہٰذا یہ بیع ناجائز ہوئی اور زید کا دعویٰ غلط ہوگیا۔ زید کو چاہئے کہ وہ بکر سے خریدی ہوئی دوکان، واپس کرے اور جب دوکان کا تعین ہو جائے تو وہ تعین شدہ بکر سے لے لے۔

(عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۷۸-۱۱-۲ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قرض پر مہنگا مال بیچنا، جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بکر ایک چیز نقد میں مبلغ ایک سو روپیہ فروخت کرتا ہے اور وہ ہی چیز ادھار میں ایک سو دو روپیہ کی فروخت کرتا ہے یعنی نقد کے مقابلہ میں ادھار میں دو روپیہ فاضل حاصل کرتا ہے اور ساتھ میں نقد اور ادھار کی یہی وضاحت کرکے گاہک کو آگاہ بھی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ نقد کا یہ ریٹ ہے اور ادھار کا یہ ریٹ ہے۔ اب معلوم کرنا امر یہ ہے کہ بکر کا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا ناجائز ہے؟ فقط کاٹھیاواڑ واچ شاپ، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: کوئی بھی چیز نقد کم قیمت پر اور ادھار زائد قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے جب کہ مقرر ہو جائے اور مشتری بھی اس پر راضی ہو۔ یوسف چلپی کے حواشی شرح وقایہ میں ہے یجوز ان یقدر الثمن فی المبیع بالمؤجل اکثر ممافی المعجل یعنی یہ جائز ہے کہ قیمت تاخیر (ادھار) کی صورت میں زائد رکھی جائے۔ بہ نسبت جلدی یعنی نقد کی صورت کے، اور شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے فتوٰی میں تحریر فرماتے ہیں البیع الی اجل مع الزیادۃ فی الثمن بلاشبھۃ جائز است و مقابلہ زیادۃ الثمن با اجل دریں جا مضر نیست زیراکہ تفاضل و اجل دردو صورت حرام، است .... چنین باہم مقابل شوند کاھوفی الجنس یعنی اس طور پر بیچنا کہ ادھار میں دام زائد ہوں جائز ہے اور اس صورت میں مدت کی وجہ سے قیمت کا زائد ہونا کچھ نقصان دہ نہیں کیوں کہ یہ زیادتی اس وقت حرام ہے جب کہ خرید و فروخت میں دونوں چیزیں ایک جیسی ہوں۔ ایسا ہی فتوٰی عبدالحیٔ میں موجود ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ محرم الحرام ۱۳۹۸ ھ

مکان فروخت کر دیا، جب تک رقم نہ ملی، مالک مکان سے کرایہ میں حصہ مانگنا، ناجائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: دو چچا زاد بھائی ہیں، ایک مکان میں حصہ دار، چھوٹا بھائی بڑے بھائی سے کہتا ہے کہ اس مکان کی آدھی رقم مجھے دے دو یعنی ساڑھے چار ہزار آئندہ کے لئے اس مکان میں میرا کوئی دخل نہیں ہوگا۔ بڑا بھائی ساڑھے چار ہزار روپے دینے کے لئے راضی ہو گیا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد مکان کو فروخت کر دیا جاتا ہے۔ اس مکان کی کل رقم تیرہ ہزار ہوتی ہے۔ جس میں وہ مکان فروخت کر دیا گیا۔ اب اس وقت چھوٹا بھائی کہتا ہے کہ مجھے ساڑھے چار ہزار روپے نہیں چاہئیں بلکہ مکان کی آدھی رقم لوں گا۔ بڑا بھائی کہتا ہے کہ جو ابتدائی وقت میں زبان ہوئی تھی یعنی ساڑھے چار ہزار روپے میں صرف وہی دے سکتا ہوں۔ تو چھوٹا بھائی کہتا ہے کہ اوّل تو میں ساڑھے چار ہزار روپے نہیں لیتا اگر تو خواہ مخواہ ساڑھے چار ہزار روپے دیتا ہے تو اتنا عرصہ جو تو نے رقم سے کمایا، کھایا تو اس کی چوتھائی رقم مجھے دے دے۔ آیا! یہ سود بنتا ہے یا نہیں؟ فقط محمد اسماعیل

۷۸۶ الجواب: اصل رقم کی چوتھائی کا مطالبہ تو ناحق ہے البتہ چھوٹا بھائی مکان کی نصف قیمت کا ضرور مستحق ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ اس نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی جو ایک بڑا گناہ ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (المائدہ

1:) جو عہد و پیمان کئے ہیں اسے پورا کرو پھر بھی شرعاً ایفائے وعدہ پر جبر نہیں۔ قاضی یا حاکم اسلام مجبور نہیں کر سکتا۔ (حاشیہ فتاوٰی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۸ ھ

فروخت کرنے والے کی ملک میں جو چیز نہ ہو اس کا بیچنا ناجائز ہے، کرایہ میں حصہ مانگنا ناجائز ہے

سوال: بخدمت جناب حضرت مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

خالد نے بکر کو ایک ایسا مال فروخت کیا۔ جو اسے زید سے لینا تھا مگر مال موصول نہیں ہوا تھا (یعنی آمدن مال کا سودا کیا) بعد میں زید سے خالد کو وصول شدہ سودا ملا ہی نہیں۔ جس پر وہ بکر کو کہتا ہے کہ جس سودے کے بل پر میں نے آپ سے سودا کیا تھا وہ مجھے ملا ہی نہیں لہٰذا سودا ختم اور کینسل ہے۔ مگر بکر کا کہنا ہے کہ مجھے میرے سودے کے مطابق مال دو یا فرق دو تمہیں ملے یا نہ ملے اس سے مجھے کوئی غرض نہیں۔ شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

فقط عبدالغنی، پاک نیشنل اسٹور، چھوٹکی گٹی، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** جو چیز، فروخت کرنے والے کی ملک میں نہ ہو اس کی بیع ناجائز و باطل ہے یعنی فروخت کنندہ کوئی چیز اس امید پر فروخت کردے کہ میں اسے خریدلوں گا، یا ہبہ یا میراث کے ذریعے یا کسی اور طریق سے مجھے مل جائے گی اس کی ابھی سے بیع کردے جیسا کہ آجکل اکثر تاجر کیا کرتے ہیں یہ جائز نہیں بلکہ اگر اس طرح بیع کی اور پھر خرید کر مشتری کو دے دی جب بھی یہ بیع ناجائز و باطل ہی رہے گی کہ معدوم کی بیع ہے۔ لہٰذا بیع (فروخت شدہ مال) پر بیع باطل کی صورت میں اگر مشتری (خریدار) کا قبضہ بھی ہو جائے جب بھی مشتری اس کا مالک نہ ہوگا بلکہ وہ قبضہ قبضۂ امانت قرار پائے گا۔ (درمختار ردالمحتار)

ایسی حالت میں بکر کا اصرار خلاف شرع ہے۔ وہ صرف اپنی رقم کا حقدار ہے اگر پیشگی دے چکا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الآخر ۱۳۹۹ ھ

بیع سلم میں سود کے شبہ کی ایک صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے دوسرے شخص سے گندم یا کپاس خریدی کہ میں دو یا چار مہینے بعد تجھ سے گندم یا کپاس فی من اس حساب سے لوں گا اور دونوں جنس یعنی گندم یا کپاس بالکل اچھی صاف جو خراب نہ ہو وہ لوں گا۔ دیکھ کر دوسرے نے کہا ٹھیک ہے مجھے منظور ہے میں اچھی گندم یعنی موٹی اور اچھی کپاس یعنی بالکل صاف دوں گا اور ساتھ میں یہ بھی طے پایا ہے کہ گندم اور کپاس دونوں آنے والی نئی فصل کی نئی لوں گا اور جس دن یہ بیع نامہ لکھا جا رہا ہے اس دن ان دونوں چیزوں کا یعنی گندم کا بھاؤ فی من (۶۰) ساٹھ روپے ہے اور کپاس کا بھاؤ فی من (۲۰۰) دوسو روپے حاضر مال کا ہے اور خریدنے والا گندم (۳۰) تیس روپے من اور کپاس (۱۰۰) سو روپے من کے حساب سے خرید رہے ہیں۔ بیع نامہ میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ نہ گندم پرانی لوں گا، نہ ہی کپاس پرانی لوں گا، دونوں چیز نئی ہوں گی۔ اب بتایئے کہ یہ بیع درست ہے۔ یا ایسی ہے کہ گیہوں یا کپاس خریدنے والا ایسا ہے جیسے اس نے ستر دفعہ اپنی ماں سے زنا کیا ہو۔ اس کا

جواب آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں مرحمت فرمائیں۔ السائل نیک محمد، اوڈیرولال، نواب شاہ

۷۸۶ الجواب: جب کہ خرید وفروخت کے الفاظ درمیان میں ان دونوں شخصوں کے آ گئے تو یہ صورت بیع سلم کی ہے اگر اسکے سب شرائط پائے جائیں تو بلاشبہ جائز ہے اور کسی طرح سود نہیں اگر چہ کوئی بھی نرخ باہم طے پایا ہو۔ہاں اگر کوئی شرط رہ گئی مثلاً اسی مجلس میں روپیہ تمام وکمال یعنی پورا کا پورا ادا نہ کیا اور بیچنے والے نے اسی مجلس میں راس المال یعنی قیمت پر قبضہ نہ کیا تو ضرور حرام وسود ہے۔ نیز یہ بھی شرط ہے کہ وہ جگہ بھی تعین کردی جائے جہاں مثلاً یہ گندم یا کپاس ادا کی جائے گی تاکہ مزدوری اور بار برداری کے مصارف میں کوئی نزاع نہ ہو۔ یونہی اگر نئے گیہوں یا کپاس میں سلم کیا اور یہ چیز ابھی پیدا بھی نہیں ہوئی ہے تو بھی بیع سلم جائز نہیں۔ (عالمگیری۔ بہار شریعت۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

تنبیہ۔ بیع سلم کی تمام شرائط پائی گئیں اگر چہ نرخ کوئی بھی طے ہو تو شرعاً یہ بیع جائز ونافذ ہے۔ سائل کے انداز تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس بیع کے حق میں نہیں اسی لئے اس نے نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ اسے ایسی باتوں سے پرہیز لازم ہے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

بیع سلم کی تمام شرائط، جنس، نوع، صفت، وزن کا تعین اور میعاد معلوم ہو تو جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص گندم بونے سے پہلے بولتا ہے کہ آپ میرے سے (۳۰) تیس روپے فی من گندم لے لیں اور مجھے اس وقت دس من کے پیسے دے دیں۔ گندم اس وقت ملے گی جب فصل تیار ہو جائے گی تو آیا! ایسی صورت میں تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فقط والسلام السائل مشتاق احمد، ٹنڈوالہیار

۷۸۶ الجواب: یہ صورت بیع سلم کی ہے اگر اس کی سب شرائط پائی جائیں تو بلاشبہ جائز ہے اور کسی طرح سود نہیں اور اگر بیع رضامندی سے ہوئی مگر کوئی شرط رہ گئی مثلاً غلہ کی جنس یا نوع یا صفت یا وزن کی تعیین نہ ہوئی یا میعاد مجہول رکھی یا اسی جلسہ میں اس تمام غلہ کی قیمت خریدار نے پوری ادا نہ کی، تو ضرور حرام وسود ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

فصل پر غلہ خرید کر رکھ چھوڑنا احتکار نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بعض تاجر جس وقت گندم کی فصل تیار ہو رہی ہوتی ہے۔ اس وقت گندم کو لے کر ذخیرہ کر لیتے ہیں اور بعد میں جب بھاؤ بڑھ جاتا ہے تو اسے فروخت کرتے ہیں تو آیا اس صورت میں یہ تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فقط والسلام السائل، عبدالرشید طارق، ٹنڈوالہیار

۷۸۶ الجواب: فصل میں غلّہ خریدنا اور اسے رکھ چھوڑنا کہ کچھ عرصے جب غلّہ گراں ہو جائے گا تو بیچ دوں گا، یہ نہ احتکار یعنی غلہ روکنا ہے اور نہ اس کی ممانعت۔ (بہار شریعت وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

لاٹری جوئے کی ایک قسم ہے

سوال: بخدمت جناب محترم مقبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی عرض یہ ہے کہ ایک مسئلہ درپیش ہے۔ جس کو آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے ہیں۔ برائے کرم اس مسئلہ کا شرعی رو سے فتویٰ عنایت فرمائیں کہ ہمیں یہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ یا اس میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟ مسئلہ یہ ہے کہ

لاٹری بذریعہ نیلام، کاروباری حضرات کے لئے خوشخبری

شرائط وقواعد

۱۔ لاٹری مورخہ ۱۵ فروری سے شروع ہوگی۔ جس کی ماہانہ قسط ایک) ۱۰۰۰ (ہزار روپیہ اور کل رقم) ۵۰۰۰۰ (پچاس ہزار روپیہ ہوگی۔

۲۔ ماہانہ قسط ہر ماہ کی ۱۵ تاریخ کو شام ۵ بجے تک پہنچانا لازمی ہے۔ ورنہ جرمانہ) ۵۰ (پچاس روپیہ یومیہ ہوگا۔

۳۔ نیلامی ہر ماہ کی ۱۵ تاریخ کو شام ۷ بجے بلال اسٹریٹ محمد نوشاد کی دوکان پر ہوگی۔

۴۔ لاٹری کی قرعہ اندازی نہیں ہوگی۔ ہر ممبر اپنی ضروریات کے مطابق بولی دے کر لاٹری لے سکتا ہے۔ بولی کی رقم لاٹری کی رقم میں سے کاٹی جائے گی۔

۵۔ لاٹری کی رقم اسٹامپ پر دو ممبران کی ضمانت پر دی جائے گی۔ بولی کی رقم تمام ممبران میں ۱۶ تاریخ کو تقسیم کردی جائے گی۔ لاٹری ہر ماہ کی ۱۸ تاریخ کو دی جائے گی۔

۶۔ کسی ممبر کے اتفاقیہ حادثے کی صورت میں تمام ممبران خزانچی سے تعاون کریں گے۔

جناب عالی! اس لاٹری میں خاص طور پر اصول نمبر ۴ توجہ طلب ہے کہ یہ طریقہ کار شرعی طور کیا حیثیت رکھتا ہے۔

خزانچی رفیق احمد عباسی، بلال اسٹریٹ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** شیطان، انسان کا بالخصوص مسلمان کا کھلا دشمن ہے۔ وہ جب کھل کر کسی گناہ میں مبتلا کرنے سے مایوس ہو جاتا ہے تو نیکی وخیر خواہی اور غم گساری کے پردہ میں، گناہوں کی دلدل میں دھکیل دیتا ہے۔ یہ لاٹری بھی، جوئے کی ایک قسم ہے جسے ایک خوبصورت نام (باہمی تعاون) کا دیا گیا ہے۔ صورت مسئولہ ہی میں دیکھ لیں۔ (یہ لاٹری کی نیلامی) کس چڑیا کا نام ہے۔ کونسا مال، روبرو ہے جس کا نیلام ہوگا۔ پھر یہ نیلام کی رقم جو ممبران میں تقسیم ہوگی، یہ کس منافع میں ہے۔ اور کس کھاتہ میں۔ سود کی ایک خوبصورت شکل کا نام۔ غرض مسلمان ہرگز (کاروباری خوشخبری) میں شریک نہ ہوں۔ قرآن کریم فرماتا ہے وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ:2)۔ گناہ کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

درختوں پر پھل لگے ہوں تو کب بیچنا جائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: زمیندار لوگ اکثر باغات، پھل لگنے سے پہلے ۴-۵ سال تک کیلئے بیچ دیتے ہیں۔ اس کو مقاطع پر بیچنا کہتے ہیں۔ ان باغوں کا میوہ بازاروں میں بکتا ہے۔ عام مسلمان بھی یہ میوہ کھاتے ہیں۔ اس میوے کے کھانے کی کوئی جائز صورت ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی کتاب وصفحہ وغیرہ کا حوالہ دے کر مطمئن فرمائیں۔

السائل، عبداللہ کالانی

۷۸۲ **الجواب:** درختوں کے پھل، اس وقت بیچ ڈالے کہ ابھی نمایاں بھی نہیں ہوئے بیع باطل ہے اور اگر ظاہر ہو چکے ہیں مگر قابل انتفاع نہیں ہوئے تو بیع صحیح ہے۔ مگر مشتری پر فوراً توڑ لینا ضروری ہے اور اگر یہ شرط کر لی کہ جب تک تیار نہیں ہوں گے درخت پر رہیں گے تو بیع فاسد ہے اور بلا شرط خریدے مگر بائع نے بعد بیع اجازت دے دی ہے کہ تیار ہونے تک درخت پر رہنے دو۔ تو اب کوئی حرج نہیں (عالمگیری) واقف کار مسلمان کا اسی پر عمل ہے اور اسی پر ایسی تمام بیعوں کو محمول کرنا چاہیے کہ یسروا ولا تعسروا پر عمل ہو جائے۔ عالمگیری کی عبارت یوں ہے بیع الثمار قبل الظهور لا یصح اتفاقاً۔ فان باعها بعد ان تصیر منتفعاً بها یصح .... وعلی المشتری قطعها فی الحال هذا اذا باع مطلقاً او بشرط القطع فان باع بشرط الترك فسد البیع .... ولو اشتراها مطلقًا وترکها باذن البائع طاب له الفضل۔ (عالمگیریه الجزء الثالث والفصل الثانی، ج ۳ صفحہ ۱۴۸ مطبوعہ حلبی مصر) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

قیمت اور وقت موثر ہو جائے تو بیع جائز ہے

سوال: محترم جناب مولانا مفتی محمد خلیل صاحب، السلام علیکم

جناب عالی! عرض یہ ہے کہ خادم کو ایک کاروباری مسئلہ پر فتویٰ درکار ہے۔ جناب عالی! قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ عنایت فرمائیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ: زید ایک اپنا ایک رکشہ ایک مقررہ قیمت پر بکر کو فروخت کرتا ہے اور زر قیمت آج باہمی رضامندی سے طے کرتا ہے۔ باہمی رضامندی سے بکر کی سہولت کے پیش نظر طے شدہ قیمت، ایک مقررہ مدت میں قسطوں میں وصول کرتا ہے تو قرآن وسنت کی روشنی میں اپنی رائے دیں کہ کیا میرا یہ عمل درست ہے۔ اس میں خلاف شرع تو کوئی فعل نہیں ہے؟

السائل مستقیم احمد خان ولد نور احمد خان

۷۸۶ **الجواب:** قیمت جب کہ مقرر ہو جائے اور اس قیمت کی وصولیابی کی میعاد بھی طے ہو جائے کہ آئندہ کسی جھگڑے کا احتمال نہ ہو تو بازاری نرخ پر آدمی اپنی مملوکہ ہر چیز فروخت کر سکتا ہے رکشہ ہی پر موقوف نہیں اور نیت کا حال اللہ خوب جانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

اس زمانہ میں صرف مکان کے کاغذ نام ہونے سے ملکیت کا ثبوت نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک بیوہ خاتون نجم النساء نے ایک شخص حبیب خان سے عقد کیا اور ایک لڑکا عمر تین سال کا ساتھ لے کر آئی۔ اس وقت اس لڑکے کی عمر بائیس سال ہے۔ حبیب خان سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں، جن میں دو لڑکیاں اور ایک لڑکا بالغ اور دو لڑکے نابالغ ہیں۔ شوہر عقد کے بعد سے اب تک کمانے سے قاصر رہا۔ خاتون مذکورہ مسلسل محنت مزدوری کر کے، اپنے علاوہ، شوہر اور بچوں کی کفالت کرتی رہی۔ اسی دوران اس نے ایک چھوٹا سے مکان بھی بنوایا اور تھوڑی سی جائیداد منقولہ بھی فراہم کی، لیکن ملکیت کے کاغذات، دستور زمانہ کے مطابق شوہر ہی کے نام سے بنواتی رہی۔ اب صورت یہ ہے کہ حبیب خان نے نجم النساء کو طلاق دے دی ہے اور مکان فروخت کرنا چاہتا ہے۔ بیٹا جو سابقہ شوہر سے ہے اپنا حصہ طلب کر رہا ہے اور نجم النساء مکان فروخت کرنا نہیں چاہتی۔ چنانچہ سوال یہ ہے کہ اگر بیان بالا، اہل محلّہ اور دیگر اقرباء کی شہادتوں سے ثابت کر دیا جائے تو اس خاندان کے کس کس فرد کا کیا کیا حق بنتا ہے۔ اور اگر یہ ثابت نہ ہو سکے اور ملکیت حبیب خان ہی کی سمجھی جائے تو حقوق کی صورت کیا ہوگی۔ نیز یہ کہ اولاد بالغ و نابالغ پر والدین میں سے کس کا حق ہے؟ شریعت اسلامی کے مطابق فتویٰ تحریر فرمائیں۔ شکریہ المستفتی انور بریلوی، لطیف آباد، حیدر آباد، ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۳ء

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں اگر عورت علیحدہ کام کرتی ہے اور کرتی رہی ہے، تو اس کی جو کچھ آمدنی ہے اس کی مالک عورت ہے (عالمگیری) اسی طرح وہ مکان جب عورت کی ملکیت ظاہر کیا گیا ہے، اگر گواہان عادل شرعی سے ثابت ہو جائے کہ مکان بھی عورت کی آمدنی سے بنا ہے اور عورت نے شوہر کو اس کا مالک نہ بنایا بلکہ مالک بھی خود ہی رہی، تو صرف ملکیت کے کاغذات شوہر کے نام ہونے سے شوہر اس کا مالک نہ بنے گا، اگر عورت گواہان شرعی سے اپنی آمدنی سے مکان کی تعمیر ثابت کر دے تو یہ مکان عورت کی ملکیت سمجھا جائے گا اور وہ بالجبر اسے واپس لے سکتی ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ **الصریح یفوق الدلالة** (فتاویٰ رضویہ) زندگی میں عورت اپنے مال کی مختار ہے، کسی کا حق نہیں، وہ جس کو چاہے دے جس کو نہ چاہے نہ دے۔ بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو، یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ یہ حق پرورش بھی اسے اس وقت تک حاصل ہے کہ بچہ محتاج ہو، اس کی مقدار لڑکے کے لئے سات برس کی عمر ہے اور لڑکی کے لئے حد شہوت یعنی نو برس کی عمر ہے، ہاں اگر ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اب حق پرورش نہ رہا۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۵.۱۱.۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۱ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹ کا منافع، سود ہے، جو حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حکومت کی ایک اسکیم ہے۔ نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹ، ڈیفنس (سرٹیفکیٹ) کہ اگر ایک روپیہ والے، ایک ہزار روپیہ کے سرٹیفکیٹ کو خریدا تو دس سال کے بعد، اس کے

تقریباً دو ہزار سات سو پچاس روپیہ حکومت واپس کرے گی تو کیا یہ رقم سود میں شمار ہوگی یا نہیں؟ برائے کرم از روئے شریعت مطلع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین السائل حاجی محمد ایوب اینڈ برادرس، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: جس عقد معاوضہ میں صرف نفع پر شرکت ہو شرعاً ناجائز ہے اور وہ نفع سود شمار ہوگا اور سود کی تعریف شرعاً یہ ہے کہ عقد معاوضہ میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف زیادتی ہو کہ اس کے مقابل میں دوسری طرف کچھ نہ ہو یہ سود ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً (آل عمران: 130)
الخ۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۸ مارچ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب مثاب نیشنل سیونگ سرٹیفیکیٹ میں چونکہ صرف نفع میں شرکت ہے اس لئے اس کا منافع سود ہے، جو حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

نفع نقصان میں شرکت کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنے ایسے کاروبار میں کہ جس میں ماہانہ آمدنی (۱۱۰۰=/) گیارہ سو روپے کی قطعی ہے۔ بکر سے بطور حصہ کچھ رقم لیتا ہے اور بکر کو اس کے اطمینان دلانے کے لئے اپنا ایک مکان ضمانۂ روپیہ ادا نہ کردینے کے وقت تک کے لئے، قبضہ میں دے دیتا ہے۔ بکر کاروبار مذکورہ بالا میں برابر کا شریک ٹھہرتا ہے لیکن کاروبار مذکورہ میں سوجھ بوجھ نہ رکھنے کے سبب نفع مذکورہ بالا سے مطمئن نہیں ہوتا اور محض مکان مقبوضہ کے کرائے پر، اکتفاء بطور منافع کرتا ہے۔ کاروبار کے باقی تمام منافع سے زید کے حصہ میں دست بردار ہو جاتا ہے اور کاروبار ختم ہونے تک زید کا مکان دوبارہ اس کے حوالے کردیتا ہے تو آیا! زمانۂ کاروبار میں مکان مذکورہ کا کرایہ جو اپنے حصّہ کے منافع کی شکل میں وصول کیا ہے۔ بکر کے لئے سود قرار دیا جائے گا۔ یا منافع۔ جب کہ بکر نے اپنے حصّہ کے منافع کے طور پر وصول کیا ہو؟

السائل۔ محمد عبداللہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** ایک جانب سے مال ہوا اور ایک جانب سے کام۔ یہ کاروبار میں ایک قسم کی شرکت ہے۔ جسے عرف شرع میں مضاربت کہا جاتا ہے اور شرائط مضاربت میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ نفع دونوں کے درمیان شائع ہو اور ہر ایک کا حصہ معلوم مثلاً دونوں کا نصف نصف یا ایک کا دو تہائی یا ایک کا تین چوتھائی، دوسرے کا ایک چوتھائی ولہٰذا نفع میں اس طرح حصہ معین نہ کیا جائے جس میں شرکت قطع ہونے کا احتمال ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ شرکت میں) ۱۰۰(=/ ہیں، یا اس سے بھی کم، تو دوسرے کی نفع میں شرکت کیوں کر ہوگی۔ (بہار شریعت بحوالۂ بحر الرائق و درر) اب صورت مسئولہ میں جب کہ بکر نے مکان کا کرایہ منافع میں وصول کیا تو شرائط مذکورہ نہ پائی گئیں تو شرکت نہ رہی لہٰذا منافع میں مکان کا کرایہ لینا جائز نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

انعامی بونڈ اپنی اصل رقم میں ہے تو جائز اور اس کا انعام بھی جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ

۱۔ انعامی بونڈ (PRIZE BOND) پر نکلنے والے انعام کی رقم جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ بینک میں ملازمت کرنا کیسا ہے؟

۳۔ بینک کے ان کاؤنٹر پر جہاں بجلی، گیس اور ٹیلیفون کے بل وصول کئے جاتے ہیں کام کرنا کیسا ہے؟

محمد جہانگیر، کراچی، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں اگر وہ انعامی بانڈ گیارہ روپیہ کے علاوہ ہے اور اصل رقم کے مطابق خریدا گیا ہے تو اس پر ملنے والی رقم انعام ہے اور جائز ہے اور یہ انعامی رقم وہ جہاں چاہے استعمال کر سکتا ہے۔ گیارہ روپیہ والے بانڈ میں کچھ رقم گرہ سے فوری کٹ جاتی ہے اس لئے وہ جائز نہیں۔ یونہی جہاں اصل رقم سب یا اس کا کچھ حصہ ضائع ہو جائے، وہ ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس وبال سے دور رکھا ہے، تو جب تک بینکاری مکمل طور پر غیر سودی نہ ہو جائے تو اس سے دور ہی رہئے اور خدا کا شکر ادا کیجئے۔ دوسری ملازمتوں کے دروازے کھلے ہیں، خدا کا نام لے کر آگے بڑھئے، دوسرے کیا کرتے ہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے، ان کے بارے میں آپ سے سوال نہ ہوگا۔ صحیح حدیث شریف کو اپنا رہبر بنایئے، اور قرآن کریم کے ارشاد گرامی کو اپنا لائحہ عمل ... وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ:2) (الآیتہ) گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اگر آپ اس مصیبت میں گرفتار ہیں تو اس سے نکلنے کی کوشش کیجئے، حدیث شریف میں ارشاد ہے لا یبقی منھم احد الا اکل الربوا، فمن لم یا کلہ اصابہ من غبارہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جس نے سود نہ کھایا ہو اور اگر نہ کھایا ہوگا تو کم از کم اس کا غبار تو اس کو پہنچے گا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم، راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۳۔ لہٰذا بجلی، گیس اور فون کے بلوں کے کاؤنٹر غبار سود تو ضرور ہیں، ان سے بچنا ضروری ہے پھر یقین تو نہیں کہ ان ہی کاؤنٹر پر فرائض ذمہ کئے جائیں گے۔ کسی وقت خالص سود میں بھی ہاتھ لگانا پڑے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۹.۷.۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

پیر ابراہیم جان سرہندی کے فیصلے کی تائید و توثیق۔ بیع کی تعریف۔ ہزل و مذاق سے بیع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص حاجی محمد عمر ولد محمد خاں قوم احمدانی انتقال کر گئے۔ جس نے مرتے وقت ایک زوجہ، پانچ بیٹیاں، تین نواسیاں، ایک نواسا، دو سگے بھتیجے ۱۔ مولوی محمد، ۲۔ حسن، چھوڑے۔ مذکورہ حاجی محمد کا

کوئی بیٹا نہیں تھا۔ حاجی عمر کو اس کی بیٹیوں نے بار بار مجبور کیا اور کہتی رہتی تھیں کہ تو اپنی زمین ہمیں اپنی زندگی میں لکھ دے تا کہ تیرے مرنے کے بعد تیرے بھتیجے زمین یا دوسری ملکیت سے حصہ نہ لے سکیں۔ بالآخر حاجی عمر نے کچھ زمین اپنی زوجہ اور بیٹیوں وغیرہ کو بطور بخشش مختار کار کے پاس لکھ دی اور قبضہ اپنے پاس رکھا۔ پھر اس بخشش کو بعض وجوہ کی بناء پر منسوخ کرا کر اسی زمین کے دوبارہ بیع کے دستاویز لکھ دیئے۔ ان دستاویز میں حسب ذیل شرائط لکھے ہوئے ہیں۔ (قبضہ اس فروختہ زمین کا مشتریاں کے حوالہ نہیں کیا ہوا ہے۔ اگر کوئی بیٹا پیدا ہوا تو زمین بلا معاوضہ واپس ہوگی) ان دستاویز کو رجسٹرڈ کرانے کے بعد پھر اسی زمین کے دوسری مرتبہ بیع کے دستاویز انہی خریداروں کو لکھ کر رجسٹر کرائے۔ ان دوبارہ لکھے ہوئے دستاویز میں کوئی شرط نہیں ہے۔ حاجی عمر کی جو باقی ماندہ زمین ہے اس کے بھی دستاویز مذکورہ بالا صرف بیٹیوں، نواسیوں، نواسے اور زوجہ کے نام لکھ دئے اور یہ دستاویز صرف ایک مرتبہ لکھ دئے ہیں۔ جن میں حسب ذیل شرائط لکھے ہوئے ہیں۔ (قبضہ اس فروختہ زمین کا اگر مجھ اقرار کرنے والے کو کوئی بیٹا تولد ہوا تو دینے میں نہ آئے گا اور اگر دوران (عرصہ) سے پہلے اس فانی دنیا سے میں انتقال کر گیا تو اس کے دینے میں نہ آئے گا۔ اس وقت تک قبضہ میں اقراری کے پاس جیسا کہ اس وقت ہے ویسا ہی رہے گا) آخری مرتبہ حضرت قبلہ پیر محمد ابراہیم جان صاحب مدظلہ العالی کے پاس حاجی عمر اور اس کا نواسا اور اس کا داماد جو حاجی عمر کے نواسے کا باپ ہے۔ تقریباً ایک لاکھ روپیہ لے کر گئے اور حاجی عمر کو حضرت قبلہ پیر محمد ابراہیم جان کے روبرو دئے اور حاجی عمر نے کہا کہ حضرت میں نے زمین ان کو بیچ دی ہے۔ یہ اس کے پیسے لے رہا ہوں۔

نوٹ۔ دستاویز میں بھی اس کے پیسے لکھے ہوئے ہیں اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ میں نے لکھی ہوئی رقم وصول کر لی ہے جو کہ میں قبول کرتا ہوں۔

محمد حسن جو کہ حاجی عمر کا بھتیجا اور داماد بھی ہے۔ دعویٰ کرتا ہے کہ حقیقت میں بیع نہیں ہے بلکہ یہ دستاویز پر لکھ دینا اور حضرت قبلہ پیر محمد ابراہیم صاحب کے پاس پیسے ظاہر کرنا یہ سب کچھ ظاہری دکھاوا اور فریب ہے یہ ہم بھتیجوں کے حق وراثت کی محرومی کے لئے سازش۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ میری زوجہ جو کہ حاجی عمر کی بیٹی ہے اس کے پاس کچھ بھی ملکیت نہ تھی۔ حاجی عمر کی زوجہ اور دوسری بیٹیوں اور نواسیوں اور نواسے کا بھی سہارا یہی مکان تھا اور محمد حسن جو کہ حاجی عمر کا داماد بھی اپنی زوجہ کے متعلق یہی بات کہتا ہے کہ اس کے پاس کوئی ملکیت نہیں تھی کہ باپ سے زمین خرید کر سکے۔

علاوہ ازیں حاجی عمر اپنی پوری زندگی میں اپنی زمین پر مالکانہ قابض اور متصرف تھا اور اس زمین کی پیداوار خود لیتا تھا۔ مذکورہ حقائق کے بموجب مذکورہ دستاویز اور مذکورہ جعلی فرضی بیع نامہ اور حضرت قبلہ پیر محمد ابراہیم جان صاحب مدظلہ اللہ العالی کے سامنے پیسے ظاہر کرنے کے متعلق شرع شریف کا حکم صادر فرمائیں کہ ہم بھتیجوں کا حق لگتا ہے یا نہیں؟

السائل محمد حسن، ۱۳، اکتوبر ۱۹۸۳ء

۷۸۶ **الجواب:** پہلے سے طے شدہ اسکیم کے تحت جو خرید و فروخت حاجی عمر اور اس کے داماد کے مابین ظاہر کی جا رہی ہے وہ شرعاً بیع ہی نہیں بلکہ ہزل و مذاق ہے۔ اگرچہ صراحتہ ہزل کا کوئی لفظ بوقت بیع موجود نہیں لیکن ان لوگوں نے یہ پہلے ہی ٹھہرا

لیا تھا کہ لوگوں کے سامنے مذاق کے طور پر، دکھاوے کے لئے خرید وفروخت کریں گے اور یہ بھی ہزل کی صورت ہے اور ہزل کے ساتھ، حقیقتہ بیع نہیں۔ نہ شرعاً اس کا کوئی اعتبار، خصوصاً جب کہ وہی حاجی عمر اس زمین پر قابض ومتصرف اور مالکانہ حقوق کے ساتھ متصرف رہا۔ بالخصوص جب کہ وہ خود معتبر گواہوں کے روبرو اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ میں نے رقم لی ہے۔ نہ کوئی بیع کی ہے، یہ تو محض دکھاوا تھا، وغیرہ، دراصل بیع نام ہی باہمی رضامندی سے کسی چیز کے شرعی طور پر خرید وفروخت کا ہے، اور اس میں ایجاب وقبول کا باہمی رضا وخوشی سے ہونا لازم ہے، نہ کہ مذاق وہزل کا۔ درمختار میں ہے فالا یجاب هو مایذکر اولاً من کلام احد المتعاقدین، والقبول مایذکر ثانیا من الآخر .... الدال علی التراضی الخ۔ اس کے ضمن میں ردالمحتار میں فرمایا قوله ولم ينعقد مع الهزل .... و شرط ان يكون صريحاً باللسان .... الى ان قال فان .... على الهزل باصل البيع اى تو افقا انهما يتكلمان بلفظ البيع عندالناس ولا يريدانه۔ غرض وہ بیع منعقد نہیں ہوئی اور حاجی عمر کے انتقال کے بعد وہ زمین اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگی کہ ذوی الفرض کو دینے کے بعد باقی ماندہ تمام جائیداد کے وارث اس کے بھتیجے ہوں گے۔ جیسا کہ حضرت علامہ نے اپنے فتاویٰ میں تحقیق سے فرمایا۔ فقیر اس کی تصدیق کرتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

زبردستی کوئی چیز خریدنا بیع نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں مسمّی محمد ابراہیم صدیقی نے اپنی دختر شفیقہ بانو کی شادی مسمّی محمد عارف ولد ظہور احمد کے ہمراہ دو شرائط کے ساتھ کی تھی۔ ظہور احمد صاحب نے تحریراً ان شرائط کو قبول کیا تھا۔ پہلی شرط یہ تھی کہ "میں مسمّی ظہور احمد ایک عدد مکان جس کا میں تنہا مالک ہوں مذکورہ مکان کا تیسرا حصّہ اپنے لڑکے محمد عارف کی بیوی کے حق میں دیتا ہوں جس پر میرا یا میری اولاد کا حق نہیں ہوگا۔"

اب مسمّی ظہور احمد مکان مذکورہ کا تیسرا حصّہ دینے کے بجائے، اس کے بدلے میں مبلغ بیالیس ہزار روپیہ ادا کرنے کو تیار ہیں مگر مسماۃ شفیقہ بانو رقم لینے پر تیار نہیں ہے اور مکان کا تیسرا حصّہ چاہتی ہے۔ کیا ازروئے شریعت شفیقہ کو رقم لینے پر مجبور کیا جاسکتا ہے؟ نیز مسماۃ شفیقہ بانو اپنے حق مہر میں مکان کا حصّہ عدالتی کاروائی کے ذریعہ حاصل کرنے کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟

فقط السائل محمد ابراہیم صدیقی، الیاس آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مسمّی محمد عارف کا باپ مسمّی ظہور احمد جب کہ وہ مکان اپنے بیٹے کی طرف سے اپنی بہو مسماۃ شفیقہ بانو بنت محمد ابراہیم کو مہر میں دے چکا تھی کہ اس کے تمام حقوق ملکیت سے دست بردار ہوکر، اس مکان کو مسماۃ شفیقہ کی ملکیت قرار دے چکا ہے تو وہ مکان یعنی اس کا تیسرا حصّہ مسماۃ شفیقہ کی ملکیت ہے اسے اپنے پاس رکھنے اور دوسرے تصرفات کا اختیار ہے۔ اب اس مکان کی بجائے اس کی قیمت دینا، ایسا ہی ہے جیسے کسی کی کوئی چیز زبردستی خرید لینا اور ظاہر ہے کہ اس طرح بیع نہیں ہوتی۔ (عامہ کتب) وہ شفیقہ بانو کی مرضی پر ہے۔ کوئی اس پر جبر نہیں کرسکتا اور جبر کرے گا تو اس پر ظلم ہوگا۔ ہاں بہتر یہی

ہے کہ مکان کی واجبی قیمت لے کر اپنے خسر کو سونپ دے اور ان کی دعائیں لے کہ بجائے باپ ہیں اور مسمّی ظہور احمد کو چاہئے کہ وہ اس کو اس کے حق سے ناحق نہ کریں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ جو رقم دے رہے ہیں وہ بازاری نرخ سے بہت کم ہو۔ تو مناسب قیمت اسے ادا کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

غیر مسلم سے بیع کرنا جائز ہے

سوال: مکرمی جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی عرض یہ ہے کہ: انشورنس کا پیشہ شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں۔ میرا حلقہ احباب بڑا وسیع ہے انشورنس کا بزنس کسی کو بھی دینے کے لئے میری حالت نہایت ساز گار نہیں ہے کیوں کہ میری ایسی حالت ہوگئی ہے کہ کسی بھی ادارے میں ملازمت نہیں مل سکتی لہٰذا مجھے جو کمیشن اس کے عوض ملے گا وہ میرے لئے حلال ہے یا حرام؟

فقط آپ کی دعاؤں کا طالب، محمد حنیف شیخ، چھوٹکی گٹی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: انشورنس کا جو طریقہ کار ہے وہ سود کے زمرے میں آتا ہے لہٰذا اس کی آمدنی بھی ناجائز ہے۔ ہاں اگر غیر مسلم کمپنی انشورنس کی رقم دے تو وہ سود نہیں ہے بلکہ منافع اور جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۲ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

سود کا شبہ

سوال: جناب عالی ہمیں ایک مسئلہ درپیش آیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ: ہمارا ایک دوست جو کہ ٹائروں کا کاروبار کرتا ہے۔ وہ اس طرح کاروبار کرتا ہے لوگوں کو اُدھار ٹائر دے دیتا ہے اور اس طرح دے دیتا ہے کہ مارکیٹ میں دو ٹائروں کی قیمت ۵۳۰۰ روپے ہے تو وہ لوگوں سے ۶۰۰ زائد بطور کمیشن وصول کرتا ہے اور رقم کی وصولی ۱۰۰ روپے روزانہ وصول کرتے ہیں۔ یہ ۶۰۰ روپے جو کہ کمیشن سے وصول کرتا ہے وہ سود ہے یا نہیں؟ فقط محمد ظفر، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: اگر مارکیٹ میں عام بھاؤ سے زیادہ یہ رقم اس لئے وصول کرتے ہیں کہ ادھار دے رہے ہیں تو یقیناً سود ہے اور اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے۔ حَرَّمَ الرِّبٰوا (البقرہ:282)۔ اور اگر اس لئے رقم زیادہ لی کہ قسطوں پر دے رہا ہے، تو قسط والی بیع کا معاہدہ کرے، تب جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۲۔۱۔۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ

PLS اسکیم میں شک وشبہ ہے اس لئے وہ سود ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک اسکیم ہے نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹ اگر یہ خرید لئے جائیں تو دس سال میں حکومت یہ رقم چار ہزار دو سو ساٹھ روپیہ سکہ رائج کی صورت میں واپس کرے گی۔ اس سال بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ حکومت پاکستان نے مئی ۱۹۸۵ء میں اعلان کیا تھا کہ میں علماء کے مشورے سے یہ بات کر رہا ہوں آپ فرمائیں کہ یہ رقم از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ حاجی محمد ایوب برادرز، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: حکومت نے گزشتہ دنوں بلاسودی نظام PLS نفع نقصان میں جو اعلان کیا تھا اگر یہ اسکیم بھی اس میں شامل کر دی گئی ہے تب ہوسکتا ہے کہ منافع ہو۔ مگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اسی پرانے طریقہ پر جاری ہے تو اس کے سود ہونے میں کوئی شک نہیں ہے صرف وزیر خزانہ کا کہنا کوئی دلیل نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۵ء ۱۲.۱

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

لاٹری میں قرعہ اندازی جوا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں ٹنڈو آدم میں ایک فلاحی اسکیم برائے امداد غریب کے نام سے چلانا چاہتا ہوں۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

فی ممبر ایک روپیہ ماہانہ کے طور پر ۵۰۰۰ روپے کے ٹوکن شہر میں بیچے جائیں گے جس کی قرعہ اندازی ہر ماہ کی مقررہ تاریخ پر کی جائے گی۔ قرعہ اندازی میں ہر ماہ ۳۰۰۰ روپے کے انعام کا سامان دیا جائے بعد ازاں ۵۰۰ روپے اخراجات برائے ملازمین و اسٹیشنری بقایا ۱۵۰۰ روپے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس سے کسی غریب یتیم یا بیوہ کی اس طور پر مدد کی جائے کہ وہ آئندہ اپنا گزر بسر باعزت طور پر کر سکے۔

اس سلسلے میں ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں فتویٰ جاری کیا جائے کہ آیا! یہ کام اسلام کی رو سے جائز ہے یا ناجائز؟ فقط محمد فقیر ولد محمد چندریگر، شاہ فیصل اسٹریٹ، ٹنڈو آدم

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں ہر ممبر سے ایک روپیہ ماہانہ لے کر قرعہ اندازی میں ایک مقرر، رقم جس کے نام نکلے اسے دی جائے گی اور دوسرے ممبران کی رقم مبلغ ایک روپیہ ضائع ہو جائے گا یہ جوئے کی شکل ہے شرعاً حرام ہے ناجائز ہے آج کل کی عام لاٹریاں بھی اسی قسم کی ہیں اور یہ سب ناجائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

مدعی گواہوں سے اپنا مدعا ثابت کرے

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: تقریباً ۱۹۷۷ء میں میرا دماغی توازن خراب ہو گیا تھا۔اس کا علم خود میرے گھر والوں کو اور بھائی کو اور قریبی رشتہ داروں کو تھا۔اسی دوران میرے بھائی عبدالرحیم اور بھتیجہ اسلم میرے گھر آئے تھے۔اس وقت مجھ سے یہ تحریر لکھنے میں آئی۔اس سے پہلے یا اس کے بعد یا اس وقت ہمارا دکان کا کوئی تصفیہ نہیں ہوا اور مجھے اس تحریر کی رقم بھی نہیں ملی اور اس تحریر میں کسی بھی گواہ کے دستخط بھی نہیں ہیں جب کہ گواہ کے لئے لکھا ہوا ہے۔ابھی تصفیے کی بات چیت کے دوران مجھے اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی ابراہیم بھائی سے ملی۔جواب میں اس وقت میں نے بھائی کو فون بھی کیا تھا۔میں نے کہا کہ اس تحریر کی مجھے رقم نہیں ملی اور دکان کا کوئی تصفیہ نہیں ہوا۔اگر بڑے بھائی یا ان کا لڑکا اسلم دونوں میں سے کوئی بھی قرآن اٹھا کر کہہ دے کہ ہم نے اس تحریر کے مطابق رقم ادا کردی ہے، تو میں دوکان کے حق سے دستبردار ہو جاؤں گا۔اس پر وہ خاموش ہو گئے۔اس تحریر کا تصفیہ کے دوران تین مرتبہ ذکر آچکا ہے۔میرے اس جواب پر وہ خاموش ہو جاتے ہیں۔مندرجہ بالا باتوں کو دیکھتے ہوئے اس تحریر کو قبول کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

رسید۔ میں مسمی محمد رفیق ولد پیر محمد ساکن لطیف آباد، حیدرآباد ایک دوکان واقع اسٹیشن روڈ، حیدرآباد جس کا نمبر 2477/D ہے میرے قبضے میں ہے اور میں مزید تین ماہ کا کرایہ ادا کر رہا ہوں۔اب میں یہ دکان خالی بمعہ فرنیچر کے محمد اسلم ولد عبدالرحیم کو مبلغ ۳۰۰۰=/ روپے میں دے رہا ہوں اور دوکان کا ڈپازٹ ۱۵۰۰=/ ہے۔میں مزید ماہ تین کا کرایہ نامہ محمد اسلم کے نام کرا کردوں گا اور یہ رسید لکھ رہا ہوں تا کہ وقت ضرورت کام آوے۔ دستخط، محمد رفیق

اس مسئلہ کا جواب دے کر مشکور فرمائیں۔شکریہ　السائل محمد رفیق، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں محمد رفیق صاحب اور ان کے بھائی عبدالرحیم صاحب کے مابین ایک دوکان کے سلسلہ میں تنازع اور اختلاف ہے۔عبدالرحیم صاحب مدعی کہ منسلکہ تحریر محمد رفیق کی ہے اور یہ کہ ہم نے اس تحریر کی لکھی ہوئی رقم محمد رفیق کو ادا کردی ہے جب کہ محمد رفیق صاحب اس بات کو مانتے ہیں کہ یہ تحریر ان کی ہے مگر انھوں نے رقم وصول نہیں کی اور نہ تحریر میں لکھی ہوئی رقم انہیں ملی ہے اور نہ ہی دوکان کا کوئی تصفیہ ہوا ہے تو اس طرح محمد رفیق مدعی علیہ ہوئے اور حکم شرعی یہ ہے کہ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی ﷺ قال البینۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ (رواہ الترمذی) سیدنا عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گواہ لانا مدعی کے ذمہ ہے اور قسم کھانا مدعی علیہ پر ہے۔اس کو ترمذی شریف میں روایت کیا گیا ہے لہٰذا اس حدیث پاک سے یہ بات معلوم ہوئی کہ عبدالرحیم جو کہ مدعی ہیں ان پر گواہ پیش کرنا لازم ہے کہ وہ دو گواہ عادل ثقہ نیک پنجوقتہ نمازی پیش کردیں کہ جو ان کے دعویٰ پر گواہی دیں تو ان کی بات مان لی جائے گی ورنہ محمد رفیق صاحب اگر اللہ کی قسم کھا کر حلفیہ بیان دیں تو ان کی بات قبول کی جائے گی۔ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔وہاں سچ اور جھوٹ ظاہر ہو جائے گا اور ہر مسلمان کو ڈرنا چاہئے کہ

اگر اس نے کسی کا حق یہاں دھوکہ دے کر ہضم کر لیا تو اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشھادۃ کے حضور وہ رسوا ہوگا اور جہنم کے عذاب کا مستحق ہوگا۔ دنیا اور یہاں کا مال ختم ہونے والی چیز۔ آخرت باقی اور ہمیشہ کا گھر ہر مسلمان کو آخرت کے سنوارنے کی کوشش کرنا چاہیے یاد رکھیے یہ حقوق العباد کا مسئلہ ہے اور بندہ کا حق اللہ تعالیٰ بھی معاف نہ کرے گا جب تک کہ وہ بندہ خود معاف نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ؕ (النازعات) اور جو ڈرا اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے اور اپنے نفس کی خواہش سے خود کو بچایا تو جنت یقیناً اس کا ٹھکانہ ہے اور بڑا بھائی تو ویسے بھی بمنزلہ باپ، کے چھوٹے بھائی پر شفیق و مہربان ہوتا ہے لہٰذا چھوٹے بھائی کو بڑے کا ادب کرنا اور بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر رحم کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ

بیع کرنے کے بعد بلا رضامندی توڑنا منع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص سید عبداللہ شاہ نے محمد بخش سے ساڑھے گیارہ ہزار روپیہ میں ایک رائفل خریدا اور کچھ رقم عبداللہ شاہ نے محمد بخش کو ایڈوانس دی۔ اس کے بعد رائفل عبداللہ شاہ کے نام سے ٹرانسفر ہوا۔ جب رائفل عبداللہ شاہ کے نام ہوگئی تو محمد بخش نے رائفل دینے سے انکار کر دیا۔ پھر معزز آدمیوں نے فیصلہ کرتے ہوئے رائفل عبداللہ شاہ کو دے دیا مقرر شدہ رقم کے عوض۔ اس کے بعد محمد بخش دعویٰ کرتا ہے کہ رائفل مجھ کو واپس دو اور عبداللہ شاہ کہتا ہے کہ میں نے مقرر شدہ رقم محمد بخش کو دے کر رائفل خریدا ہے اور اب میں واپس نہیں کرنا چاہتا۔ برائے کرم شرعی وضاحت فرمائیں کہ عبداللہ شاہ کو رائفل واپس کرنا چاہیے یا نہیں؟ فقط السائل سید عبداللہ شاہ، ٹنڈو آدم، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب کہ محمد بخش نے اپنی رائفل عبداللہ شاہ کے ہاتھ بیچنے پر رضامندی ظاہر کی اور کچھ رقم پیشگی بھی لے کر پھر معزز آدمیوں کے سامنے بغیر کسی شرط کے رائفل عبداللہ کے حوالے کر کے بقیہ قیمت بھی وصول کر لی تو اب عبداللہ شاہ کا رائفل کا مالک ہے اور محمد بخش ثمن (رقم) کا۔ (عالمگیری) لہٰذا اب فریقین میں کوئی بالجبر اس بیع کو توڑنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۶.۱.۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

کارخانہ دار، اجرت کے علاوہ رقم دے تو جائز ہے

سوال: عرض یہ ہے کہ علماء دین حدیث کی روشنی میں ذیل کے مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ: میں ایک پرائیوٹ فرم میں ملازم ہوں۔ اس فرم میں روزانہ شام کو کارخانہ سے مال تیار ہو کر آتا ہے۔ میرا کام اس مال کو چیک یعنی اچھا برا دیکھنا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ میں ان کارخانے والوں سے عید الفطر و عید الاضحیٰ پر عید کی خرچی لیتا ہوں جو کہ وہ خوشی سے

دیتے ہیں۔ دوسرے اکثر کارخانے دار ہفتہ وار مجھے چائے وغیرہ کے لئے بھی دیتے ہیں۔ کارخانے والوں سے میں یہ کہتا ہوں کہ آپ لوگوں پر میرا کوئی قرض نہیں ہے اور نہ آپ لوگ مجھے کسی لالچ کے تحت دیں۔ میں ان لوگوں کے ساتھ کوئی رعائت نہیں کرتا ہوں۔ مال صحیح ہے تو رکھ لیتا ہوں اگر مال خراب ہو تو واپس کر دیتا ہوں۔ مال میں کوئی دانہ خراب ہو تو وہ دانہ نکال دیتا ہوں۔ اگر مال میں کوئی دانہ اس قابل ہے کہ وہ چل سکتا ہے تو اس کا دام کر کے رکھ لیتا ہوں اور مالک فرم کو بتا دیتا ہوں۔ اس پر بھی کارخانے دار کہتے ہیں کہ ہم کسی لالچ کے تحت آپ کو نہیں دیتے۔ یہ آپ کا حق آپ کو دیتے ہیں۔ اب جناب سے گزارش ہے تفصیل سے بتائیں کہ یہ پیسہ لینا مجھے جائز ہے یا نہیں؟ اس پیسہ کو میں کار خیر میں بھی خرچ کرسکتا ہوں یا نہیں؟ فقط والسلام طالب دعا، محمد بچل، ٹنڈو میر غلام حسین، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: جب سائل کو خود ہی اقرار ہے کہ کارخانہ دار رقم بطور انعام دیتے ہیں اور سائل اس کے عوض کوئی رعائت نہیں کرتا تو یہ جائز ہے اور اسے کار خیر میں بھی خرچ کرسکتا ہے۔ مگر یہ بات پیش نظر رہے کہ اس قسم کے لوگ کبھی کبھی اپنے مفاد کے لئے ناجائز مطالبہ کر دیتے ہیں اور پھر انسان شیطان کے بہکائے میں آ کر بعض معاملوں سے چشم پوشی کر جاتا ہے اگر ایسا خطرہ موجود ہے تو اس رقم کو نہ لینا بہتر ہے اور تقوی کے مطابق بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۶.۱.۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

جس گھریلو پتی اسکیم میں فرد واحد کو فائدہ پہنچے اور دوسروں کے حقوق پامال ہوں اس کی حیثیت، غیر شرعی ہے

سوال: محترم ومکرم حضرت قبلہ مفتی خلیل صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احقر نے اپنے اعزاء اور اہل محلے کے ایماء پر اپنی مدد آپ کے تحت ایک گھریلو پتی اسکیم شروع کی ہے۔ جس کا نگران اعلیٰ اور رقم کا ضامن فدوی خود ہے۔ اس اسکیم کے پمفلٹ ملاحظہ فرما کر جناب نے ایک شخص کے استفسار پر فتویٰ بھی صادر فرمایا ہے۔

محترم المقام! جناب کی شخصیت اور علمیت اظہر من الشمس ہے اور ہمارے لئے باعث عزت و احترام ہے۔ مجھے جناب کے فتویٰ پر اعتراض نہیں اور نہ ہی میں اس کی جرأت کرسکتا ہوں کیوں کہ میں ذاتی طور پر آپ جناب سے واقف ہوں۔ البتہ اتنی ضرور گزارش کروں گا کہ آپ نے صرف پمفلٹ دیکھ کر فتویٰ عنایت فرمایا ہے۔ جب کہ پمفلٹ میں بعض باتوں کی وضاحت نہیں ہے۔ لہٰذا میں جناب کی خدمت میں گھریلو پتی اسکیم سے متعلق مندرجہ ذیل چند وضاحتیں پیش کر رہا ہوں۔

۱۔ یہ محض ایک امدادی اسکیم ہے۔ اس کے ذریعے کسی بھی قسم کا کوئی ناجائز دولت کا لین دین نہیں ہے۔

۲۔ اس میں رقم کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اس کی ادائیگی کی ضمانت نگران اعلیٰ کے ذمہ ہے

۳۔ جس ممبر کو ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعہ رقم دی جاتی ہے۔ وہ ممبران ہی کی جمع شدہ رقم میں سے بطور امداد، ادا کی جاتی ہے۔

۴۔ ممبران کی جمع شدہ رقم سے ہر ماہ جو رقم ممبر کو ادا کرنے کے بعد بچ جاتی ہے۔ اس سے کاروبار کیا جاتا ہے۔ جس کے نفع یا نقصان کا حق نگران اعلیٰ کو ہے۔ کیوں کہ ہر ماہ جو ممبر قرعہ اندازی کے ذریعہ رقم حاصل کرتا ہے۔ اس کی بقیہ اقساط کی ادائیگی گھریلو پٹی اسکیم کی مقررہ مدّت پوری ہونے تک نگران اعلیٰ ہی کے ذمہ ہے۔

۵۔ نگران اعلیٰ اس رقم سے نہ تو بنک یا فکس ڈپازٹ میں رکھ کر کوئی سود حاصل کرتا ہے اور نہ ہی کسی دیگر سود کے کاروبار میں یہ رقم لگاتا ہے بلکہ اس رقم سے جائز کاروبار کرتا ہے۔

۶۔ مزید ممبران احقر کی ذاتی شخصیت کے متعلق دو استفسار کنندگان نے جو کچھ تحریر کیا ہے۔ وہ بھی ہمرشتہ ھذا منسلک ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ امید ہے کہ جناب والا مذکورہ وضاحتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے فتوے پر نظر ثانی فرمائیں گے۔

فقط احقر ڈاکٹر قاضی معین الدین، نگران اعلیٰ گھریلو پٹی اسکیم، لطیف آباد نمبر ۵، حیدرآباد

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص تقریباً بیس سال سے حیدرآباد کے ایک علاقے میں رہائش پذیر ہے۔ نہایت شریف اور بااخلاق آدمی ہیں لوگوں میں انھیں عزّت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ دینی مسائل سے بخوبی واقف ہیں۔ تعلیم یافتہ ہیں۔ حسب ونسب میں اچھے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ لباس اور شکل وصورت میں باشرع ہیں۔ روزے نماز کے پابند ہیں۔ اپنے محلّے کی جامع مسجد میں اکثر وبیشتر دینی جلسوں سے بھی خطاب کرتے ہیں اور کبھی کبھی امام صاحب کی عدم موجودگی میں پنج وقتہ نماز جمعہ کے دن تقریر اور امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ بعض مرتبہ دوسرے محلے اور علاقہ کی جامع مسجدوں میں بھی ان کے اماموں کی عدم موجودگی میں نماز جمعہ پڑھانے اور تقاریر کرنے کے لئے بھی انہیں مدعو کیا جاتا ہے۔

انھوں نے اپنی مدد آپ کے جذبہ کے تحت گھریلو پٹی اسکیم جاری کی ہے۔ جس کے وہ خود نگران اعلیٰ اور رقم کے ضامن ہیں۔ اس اسکیم میں ڈھائی سو ممبران ہیں۔ یہ اسکیم ۱۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے ماہوار کی ہے اور اس کی مدّت پچاس ماہ ہے ۱۰۰ روپے ماہوار والے ممبر کو ۵۰۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے ماہوار والے ممبر کو ۱۰۰۰۰ روپے ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعے دیئے جاتے ہیں۔ پچاس ماہ کی مدت کے بعد قرعہ اندازی سے باقی رہنے والے تمام ممبران کو ان جمع شدہ تمام رقم یعنی ۱۰۰ روپے والوں کو ۵۰۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے والوں کو ۱۰۰۰۰ روپے یکمشت ادا کردی جائے گی۔ کیوں کہ پچاس ماہ میں ان کی یہی رقم جمع ہوگی۔ البتہ ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعہ جو نام نکالا جاتا ہے اس ممبر کو یکمشت ۵۰۰۰ یا ۱۰۰۰۰ روپے کی رقم بطور امداد ادا کردی جاتی ہے اور اس کے ذمہ جو باقی اقساط رہ جاتی ہیں وہ وصول نہیں کی جاتیں۔ اس کی بقایا اقساط کی ادائیگی کی ذمہ داری پٹی کے نگران اعلیٰ پر ہوتی ہے۔ کیوں کہ ہر ماہ ممبر کو رقم ادا کرنے کے بعد کچھ رقم بچتی ہے۔ اس کے لئے ممبران نے ان کو یہ حق دیا ہے کہ ان کی اس رقم سے نگران اعلیٰ پچاس ماہ تک جو چاہیں کاروبار کریں لیکن پچاس ماہ کی مدت کے بعد باقی تمام ممبران کو مقررہ وقت پر ان کی تمام جمع شدہ رقم بغیر کسی نفع یا نقصان پر واپس کرنی ہوگی لہٰذا نگران اعلیٰ شرعی

طریقہ پر کاروبار کرتے ہیں اور اس کاروبار کے نفع ونقصان کے ذمہ دار ہیں۔ نگران اعلیٰ نہ تو اس جمع شدہ رقم کو بنک میں رکھ کر کوئی سود حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سودی کاروبار میں یہ رقم لگاتے ہیں۔ یہ بات انھوں نے خدا اور رسول ﷺ کو حاظر و ناظر جان کر انھیں گواہ بنا کر اسکیم بناتے ہوئے قسم کھا کر ہم سے کہی ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ صرف اپنی مدد آپ کے تحت ایک اسکیم ہے۔ اس میں کوئی سودی لین دین نہیں ہے۔ (بلکہ اکثر وہ اس رقم سے بعض ضرورت مندوں کو قرض حسنہ بھی دیتے رہتے ہیں) مذکورہ شخص نے یہ گھریلو بچتی اسکیم اپنی مدد آپ کا جذبہ پیدا کرنے اور بچت کی عادت ڈالنے کے لئے شروع کی ہے۔ اس سے ان کا مقصد کسی قسم کی کوئی ناجائز دولت کا حصول نہیں ہے۔

لہٰذا ایسی صورت میں کیا اس نیک اور دیندار شخص کو امام صاحب کی عدم موجودگی میں پنجوقتہ نماز یا جمعہ کی نماز یا خطبہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور ہماری نمازیں اس شخص کے پیچھے ہوں گی یا نہیں؟ براہ مہربانی از روئے شرع اس مسئلہ کا تسلی بخش جواب مرحمت فرمائیں۔

استفسار کنندگان: ۱۔ ظفر احمد، ۲۔ غلام مصطفیٰ، معرفت ڈاکٹر قاضی معین الدین، لطیف آباد نمبر ۵، حیدر آباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں ہر ماہ قرعہ اندازی میں جس ممبر کا نام نکلنے کے بعد، اس کی ادا شدہ رقم سے زائد رقم جو دی جاتی ہے، اس کی حیثیت متعین نہیں ہے، اگر وہ انعام ہے تو انعام میں دی جانے والی رقم اسی منافع سے حاصل ہو رہی ہے، جس میں ہر ممبر کی رقم شریک ہے، اس صورت میں صرف یہی فرد انعام کا مستحق کیوں ٹھہرا۔ اور اگر وہ منافع ہے تو منافع صرف اسی کو کیوں دیا جا رہا ہے جب کہ اس کی رقم بھی کم ہے، دوسرے منافع سے محروم ہیں۔ بہر صورت ترجیح بلا مرجح لازم آ رہی ہے۔ ان دونوں صورتوں میں امدادی اسکیم نہ رہی بلکہ قرض یا مضاربت کی شکل بن سکتی ہے، تو پھر اس کے اصول وقواعد جاری کئے جائیں، بہر حال اس اسکیم سے سب سے زیادہ فائدہ فرد واحد کو پہنچ رہا ہے، اور دوسروں کے حقوق پامال ہو رہے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۳۔۵۔ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

جائز کمائی کے لئے کوشش کرنا فرض ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مصطفویہ ومفتیان شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس مسئلہ میں کہ: زید جو کہ شادی شدہ ہے اور ایک گھرانے کا کفیل بھی ہے۔ عرصہ دس ماہ سے ایک پاکستانی مسلمان کی اشیائے خوردنی کی کمپنی میں مبلغ تین ہزار پانچ سو روپے ماہوار پر بطور (ٹیکس آفیسر) ملازمت کرتا ہے۔ مذکورہ کمپنی میں اس کے کام کی تفصیل درج ہے۔

۱۔ متعلقہ کمپنی کے لئے انکم ٹیکس گوشوارے (آمدن ٹیکس گوشوارے) تیار کرنا یعنی کمپنی کی سالانہ آمدن / نقصان کا باقاعدہ طور پر حکومت کے محکمہ انکم ٹیکس کے منظور شدہ فارم پر اندراج کر کے محکمہ انکم ٹیکس کو پیش کرنا تاکہ محکمہ کمپنی پر سالانہ آمدنی ٹیکس عائد کر سکے۔

مزید تفصیلات گوش گزار کرنے سے قبل ایک بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کل پاکستان میں کوئی ایسی کمپنی/ادارہ نہیں (تمام بینک، محکمہ ٹیلی فون وٹیلی گراف، واپڈا، ایل۔ اے۔ڈی وغیرہ) جو حکومت پاکستان کے نافذ کردہ انکم ٹیکس قوانین کی پابندی کرتا ہو، اکثر ملازمین طبقہ چاہے ان کا تعلق حکومت سے ہو یا پرائیوٹ۔ وہ اس قانونی ضابطگی سے مستثنیٰ ہیں۔

۲۔ متعلقہ کمپنی کے اعلیٰ عہدیداران/ مالکان اپنے ملازمین سے حتی الامکان توقع کرتے ہیں اور حکماً بھی کہتے ہیں کہ جس قدر ہو سکے، کم سے کم ٹیکس کی ادائیگی ہو، اور وہ یہ بھی تقاضہ کرتے ہیں کہ بہر حال ان کا مقصد حاصل ہونا چاہئے، چاہے ٹیکس سے متعلق کسی حکومتی قانون کی پابندی ہو یا نہ ہو۔ اس لئے متعلقہ کمپنی کم از کم ٹیکس لگوانے کے سلسلہ میں زید کی معاونت حاصل کرتی ہیں اور زید کو بھی کرنا پڑتی ہے۔

۳۔ متعلقہ کمپنی کی آمدن یا نقصان کے گوشوارے داخل کرتے وقت آمدنی کو کم ظاہر کرنے، اور نقصان سے بچانے کے لئے جائز وناجائز طریقے سے بتانا (زید کے ذمہ ہے)

۴۔ حکومت کی طرف سے جب انکم ٹیکس آفیسر بلائے یا تاریخ دے تو زید کو اپنے داخل کردہ گواشواروں کو درست ثابت کرنے کے لئے ہر جائز وناجائز طریقے سے کوشش کرنا۔

۵۔ اپنے مالکان کے فائدہ کے لئے اگر رشوت دینا پڑے اور مالکان اس لین دین پر راضی ہوں تو کبھی کبھار رشوت دینا۔

۶۔ دوران ملازمت مندرجہ بالا تمام کام زید بہ امر مجبوری کرتا ہے کیوں کہ ٹیکس والوں کو اگر سچ سچ بتا دیا جائے تو پھر وہ اپنی مرضی سے مطابق ٹیکس عائد کرتے ہیں اور سچ بولنے کی ذرہ بھر بھی قدر نہیں کرتے مثال کے طور اگر زید ۲۰،۰۰۰ روپے سالانہ متاثر ہے اور ٹیکس والوں کو کہتا ہے کہ میں نے مبلغ ۲۰،۰۰۰ روپے سالانہ کمائے ہیں تو اکثر بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ وہ (ٹیکس والے) زید کے بیان پر اعتماد نہیں کرتے بے شک وہ سچ ہی بول رہا ہو۔ بالآخر وہ اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں اور افسوس صد افسوس بعض اوقات تو کمپنی کی حقیقی آمدنی سے پانچ چھ گنا زائد ٹیکس لگاتے ہیں۔ بعض اوقات ٹیکس تھوڑا کروانے پر رشوت مانگتے ہیں اور تھوڑا بھی کر دیتے ہیں اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ رشوت بھی لیتے ہیں اور کام بھی نہیں کرتے مگر ایسے واقعات بہت کم پیش آتے ہیں۔

۷۔ جناب عالی! ایک ضروری بات یہ ہے کہ اگر ٹیکس والے رشوت لے کر کام کرتے ہیں تو وہ بھی انکم ٹیکس قانون کے مطابق کرتے ہیں۔ مثلاً زید کے مالکان کی طرف سے بعض اوقات قانون کی خلاف ورزیاں لاعلمی، سستی یا مصروفیت کی وجہ سے تاخیر ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں ٹیکس والے رشوت لے کر یا تو قانونی خلاف ورزیوں پر پردہ ڈال کر ٹیکس کم کر دیتے ہیں یا جرمانہ نہیں لگاتے۔ کمپنی کے مفادات میں یہ رشوت کو طے کرنے اور ادا کرنے کے دھندے بھی اکثر اوقات بہ امر مجبوری زید کو ہی سرانجام دینا پڑتے ہیں۔

اے اہل علم! ان تمام صورتوں کی موجودگی میں اگر زید اس کمپنی کو چھوڑ کر کہیں اور جگہ نوکری کرتا ہے تو اسے ۹۰ فی

صد، یقین ہے کہ اسے دوسری جگہ پر اس سے کہیں زیادہ برے کاموں میں ملوث ہونا پڑے گا یعنی اب جو جائز و ناجائز کاموں میں مشورہ لیا جاتا ہے پھر وہ کام خود کرنا پڑے گا اور اس کے بعد بلاواسطہ رشوت وغیرہ دینے میں بھی ملوث ہونا پڑے گا۔

اے اہل علم! زید کے متعلق ایک انتہائی ضروری بات عرض خدمت ہے کہ زید نے انکم ٹیکس قانون کی تعلیم عرصہ پانچ سال میں حاصل کی ہے لیکن دوران تعلیم موجودہ مشکلات ضمن میں ہرگز نہ تھیں اور ایک بات حقیقت پر مبنی یہ بھی ہے کہ اس وقت دینی احکام کی سوجھ بوجھ اس قدر نہ تھی۔

اے اہل علم وفضل! زید کی مذکورہ ملازمتی صورت حال کے پیش نظر عاجزانہ وعرض ہے کہ شریعت مطہرہ محمد یہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی رو سے جلد از جلد مفصلاً ومطمئنانہ، مخلصانہ، ہمدردانہ، اور رحیمانہ حکم فرمائیں کہ آیا! زید مذکورہ صورت حال میں نوکری جاری رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ جزاکم اللہ فی الدارین۔ المستفتی محمد طفیل، مصری شاہ، کرم پارک، لاہور

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں زید پر فرض ہے کہ وہ دوسری جگہ ایسی ملازمت تلاش کرتا رہے جہاں حلال وحرام کا امتیاز رہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔'' (بیہقی شریف) اتنا کمانا فرض ہے جو اپنے لئے اور اہل وعیال کے لئے اور جن کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کے نفقہ کے لئے اور ادائے دین کے لئے کفایت کر سکے۔ (عالمگیری) قدر کفایت سے زائد اگر اس لئے کماتا ہے کہ مال ودولت زیادہ ہونے سے میری عزت ووقار میں اضافہ ہوگا اور فخر وتکبر مقصود نہ ہو تو یہ جائز ہے اور اگر محض مال کی کثرت یا تفاخر مقصود ہو تو منع ہے۔ (عالمگیری) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (البقرہ:172) (اے ایمان والو جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ان میں پاک چیزوں سے کھاؤ) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی پرواہ بھی نہیں کرے گا کہ اس چیز کو کہاں سے حاصل کیا ہے، حلال ہے یا حرام ہے (بخاری شریف) زید اگر اس ملازمت میں ناجائز امور پر مجبور ہے تو اسے چاہئے کہ جلد از جلد ایسی ملازمت تلاش کرے جہاں جائز کمائی اس کے حصہ میں آسکے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ:2) برائی کے کاموں اور گناہ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲/۱۰/۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اقرار سے شی لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص نے مکان کی فروخت کا تحریری اقرارنامہ کیا۔ بعدہ وہ قرآن پاک اٹھا کر اس اقرارنامہ سے منحرف ہوگیا۔ تحریری اقرارنامہ ہمرشتہ ہے عدالت میں فتویٰ پیش کرنا ہے۔ منحرف کے لئے کیا حکم ہے؟ محمد یعقوب ولد احمد بخش، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: اقرار کرنے والے نے جس شی کا اقرار کیا، وہ اس پر لازم ہو جاتی ہے۔ قرآن و

حدیث واجماع، سب سے ثابت ہے کہ جس نے اقرار کیا وہ حق مقر کے ذمہ ثابت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا یَبْخَسْ مِنْهُ شَیْئًا (البقرہ:282) حق میں سے کچھ کم نہ کرے۔ لہٰذا صورت مسئول عنہا میں جب خرید وفروخت کے تمام شرائط پائے جائیں تو یہ بیع نافذ ہے انکار کرنے والا گنہگار ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳/۱۰/۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

انعامی بانڈز کی رقم جائز ہے اور اس سے تعمیر مسجد بھی جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا بونڈ ۵۰۰۰۰ روپے کا کھلا۔ اس نے اس بونڈ والے پیسے میں سے کچھ سیمنٹ خرید کر ایک مسجد شریف جو کہ زیر تعمیر تھی اس کے لئے دی ہے۔ اب دوسرا اس کا پروگرام ہے ان پیسوں میں سے مسجد کے لئے قالین لینے کا۔ کیا اس قالین پر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ یا پھر یہ رقم کا کچھ حصہ مسجد پر لگانا جائز ہے یا کہ نہیں؟ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

السائل محمد عبدالشکور، لطیف آباد یونٹ ۱۱، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں بونڈ کی رقم جائز ہے کہ یہ بطور انعام کے ہے اور جب کہ یہ رقم جائز ہے تو اس رقم سے تعمیر مسجد کرنا، جائز ہے اور مسجد کی ضروریات کو اس سے پورا کیا جا سکتا ہے ہمارے علماء اہلسنّت کا اسی پر فتویٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۵ھ

جس مدعی کے پاس گواہ ہوں تو مدعا علیہ سے قسم نہ لی جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی بدرالدین نے مکان 239 واقع دولت آباد عامل کالونی حیدرآباد کی فروختگی کا از روئے تحریر وحلف اقرار کیا اور کل قیمت پیشگی مبلغ چالیس ہزار روپیہ نقد وصول پالیا اور رجسٹری بیع نامہ کرانے کے لئے بلدیہ حیدرآباد سے مکمل کاغذات حاصل کرنے کے بعد کا وعدہ کیا۔ فروختگی کا یہ سارا معاملہ گواہوں کے سامنے ہوا۔ اب شخص مذکور تقریباً ایک سال آٹھ ماہ بعد رجسٹری بیع نامہ کرانے سے منکر ہو گیا ہے۔ اب رقم مبلغ چالیس ہزار روپیہ شخص مذکورہ کے پاس رہی، اور اس نے، اس رقم سے فائدہ حاصل کیا اب شخص مذکورہ کے بارہ میں شرع فتویٰ کیا ہے۔ جب کہ شخص مذکورہ نے دروغ حلفی بھی کی ہے۔ محمد یعقوب ولد احمد بخش، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: بصورت مذکورہ در سوال، دراصل دعویٰ ہے کہ بائع ومشتری میں سے، بائع انکار کرتا ہے اور اپنے انکار کو جھوٹی قسم سے ثابت کرنا چاہتا ہے لیکن اس صورت میں اس کی قسم کا اعتبار نہ کیا جائے گا کہ وہ (مدعی علیہ) ہے اور (مدعی علیہ) پر قسم اس وقت ہوتی ہے کہ (مدعی) گواہوں کے ذریعہ دعوٰی ثابت نہ کر سکے، گواہ سے ثابت ہونے کے بعد قسم نہیں دی جاتی۔ (بحرالرائق، بہار شریعت) یہاں (مدعی) مشتری (یعنی خریدنے والے کی ذات) ہے اور مدعی کے پاس

5A

اپنے دعویٰ خرید پر گواہ موجود ہیں اور شرعی مسئلہ ہے کہ البینة علی المدعی والیمین علی من انکر۔ (کتب فقہ) لہٰذا یہاں مدعی کے گواہ ہونے کی صورت میں (مدعی) یعنی فروخت کرنے والے کی قسم جھوٹی قرار دی جائے گی۔ (عامۂ کتب) اور فروخت کی ہوئی چیز ارباب انتظام مشتری کو دلائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حکام کو ہدیہ، رشوت ہے

سوال: میں ایک جگہ ملازم ہوں اور جہاں میں کام کرتا ہوں۔ اس ادارے کی کچھ ایسی جائیداد بھی ہے جو عوام الناس کو کرائے پر دی ہوئی ہے۔ یہ دوکانیں پگڑی پر دی ہوئی ہیں اکثر لوگ وہ دوکانیں زیادہ معاوضہ دے کر (مثلاً کسی کو پانچ ہزار کی پگڑی پر ادارے نے دوکان دے رکھی ہے اور وہ اسے آٹھ دس ہزار لے کر) دوسرے کو دے دیتا ہے۔ پھر وہ لوگ دوکان کے کاغذ پر نام تبدیل کرانے کے لئے ہمارے پاس آتے ہیں۔ اس سلسلے میں تمام قانونی کاروائی کرنا ہماری ذمہ داری ہے مگر جب ہم تمام کاغذات وغیرہ نئی پارٹی کے نام منتقل کرتے ہیں تو وہ اپنی خوشی سے کچھ رقم ہمیں بھی دے دیتے ہیں اور ہمارے انکار پر وہ اصرار کرتے ہیں کہ لے لئے جائیں کیوں کہ وہ لوگ خوشی سے دے رہے ہیں (ہمیں نہیں معلوم کہ وہ پیسہ انھوں نے جائز راستے سے کمایا ہے یا ناجائز راستے سے۔) پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے لئے وہ رقم جائز ہے یا ناجائز؟ جب کہ وہ اگر پیسے نہ دیں تب بھی وہ کام ہمیں ہی کرنا ہے۔ امید ہے کہ قرآن اور احادیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں گے۔

فقط: ایک بندۂ خدا

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صحیح بخاری میں ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں ہدیہ، ہدیہ تھا، اس زمانہ میں رشوت ہے یعنی حکام کو جو ہدیہ دیا جاتا ہے وہ رشوت ہے، بظاہر تو یہ رشوت ہے اس سے پرہیز بہت ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳-۱۰-۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مروجہ ''پگڑی'' ظلم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: آج کل دوکان ومکان کرایہ پر دئے جاتے ہیں۔ ان میں بعض پگڑی سسٹم پر بھی دئے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جو مکان یا دوکان پگڑی پر دیا جاتا ہے۔ اس کا کرایہ معمولی ہوتا ہے۔ نیز کرایہ دار کو یہ سہولت بھی حاصل ہوتی ہے کہ وہ یہ دوکان دوسرے کرایہ دار کو منتقل کرسکتا ہے، جس پر دوکان کے مالک کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ نئے کرایہ دار سے تھوڑا کرایہ بڑھا کرلے اور ایسی صورت میں پہلا کرایہ دار دوسرے کرایہ دار سے پگڑی لیتا ہے۔

مثلاً زید نے ایک دوکان کرایہ پر لی جس کے اس نے دوکان کے مالک کو نقد روپے مثلاً دس ہزار روپے بطور پگڑی

5B

کے دیئے۔ جو کہ نا قابل واپسی ہوتے ہیں۔ اب زید نے کچھ عرصے بعد یہ دوکان بکر کو مبلغ ۲۰۰۰۰ روپے پگڑی پر دے دی۔ اس طرح اب زید کا دخل دوکان پر سے ختم ہو گیا اور بکر اور مالک دوکان کا تعلق ہو گیا۔ اسی طرح بکر بھی چاہے تو یہ دوکان دوسرے کرایہ دار کو پگڑی لے کر منتقل کر سکتا ہے۔

تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ مندرجہ بالا مروجہ پگڑی کا لین دین شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

فقط عبدالعزیز میمن، نزد نیو کلاتھ مارکیٹ، پنجرہ پول، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مکان یا دوکان وغیرہ کے مالکان نے، اپنی ہوس زر کی تسکین کے لئے اور اپنی آمدنی میں بے تحاشا، اضافہ کی خاطر، یہ پگڑی کی رسم ایجاد کی ہے۔ جہاں تک فقیر کی معلومات کا تعلق ہے اس کی روشنی میں فقیر یہی کہہ سکتا ہے کہ (یہ پگڑی) ضرورت مندوں پر ایک ظلم ہے اور یہ ضرورت، اگر واقعی ضرورت شدیدہ ہو تو اس کا دینا جائز ہو سکتا ہے کہ الضرورات تبیح المحظورات لیکن خود اسے پگڑی وصول کرنا، ایسا ہی ناجائز ہو گا جیسے مالک کو اور جب یہ ظلم ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا بلا ضرورت شرعیہ دینا، یا کسی طرح لینا، جائز نہیں بلکہ ایک قسم کی رشوت ہے اور **لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ** (البقرۃ:188) میں داخل۔ مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ ناجائز و باطل طریقوں سے آپس میں ایک دوسرے کا مال نہ کھائیں۔ اس میں رشوت غصب ظلم، غرض ہر وہ صورت داخل ہے جس میں دوسرے کا مال غیر شرعی طریقوں سے حاصل کیا جائے اور یہ (پگڑی) کو بھی شامل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

نیلام میں ملنے والی رقم کا مسئلہ

سوال: محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جناب والا عرض ہے کہ درج ذیل سوالات کا از روئے شرع فتویٰ صادر فرما کر ممنون فرمائیں۔

۱۔ ایک مسجد میں چند دوکانوں کی تعمیر کے لئے جگہ خالی ہے۔ دوکانیں حاصل کرنے والے خواہشمند افراد زیادہ ہیں۔ ان دوکانوں کی بولی (جیسے کہ نیلام کرتے ہیں) زیادہ سے زیادہ کرایہ دینے اور دوکانیں اپنے خرچے سے تعمیر کرنے والے کو دی جائے گی یہ عطیہ کی رقم دوکانوں کے ساتھ مشروط اور نا قابل واپسی ہے کیا یہ شرط عطیہ جائز ہے یا ناجائز؟ اگر یہ رقم ناجائز ہے تو کیا یہ رقم مسجد کی تعمیر پر خرچ کی جا سکتی ہے؟ جب کہ یہ بھی معلوم ہے کہ رقم ناجائز ہے اور وہ مسجد کی تعمیر میں خرچ کر دی جائے تو ایسی مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اپنے کسی جائز یا ناجائز کام کرانے اور اپنا مخصوص مفاد حاصل کرنے کے لئے رشوت دی جاتی ہے۔ اسی طرح دوکانیں حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم بولی لگا کر دینا اور اپنا مفاد حاصل کرنا شرع میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اس رقم کا شمار

عطیہ، یا پگڑی، یا رشوت کس میں ہوگا؟ براہ کرم از روئے شریعت فتویٰ صادر فرما کر حقائق سے آگاہ فرمائیے۔ شکریہ۔

فقط نیاز احمد، لطیف آباد نمبر ۱۱، ایوب کالونی

۷۸۶ الجواب: نیلام میں کامیاب بولی دینے والے سے جو رقم پیشگی وصول کی جارہی ہے۔ اگر وہ اس دوکان کے کرایہ میں وضع ہوتی رہے گی تا آنکہ پوری وضع ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ رقم مسجد میں یا اس سے متعلق ۔۔۔ میں صرف ہو سکتی ہے اور نا قابل واپسی سے مراد اگر یہ ہے کہ یہ کسی شمار میں نہ آئے گی بلکہ بطور پگڑی وصول کی جائے گی تو یہ البتہ ناجائز ہے اور ناجائز آمدنی مسجد میں صرف نہیں ہو سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ نہ یہ پگڑی ہے نہ رشوت بشرطیکہ صورت اولیٰ کے مطابق ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

کسی بھی انجمن کے سرپرست اعلیٰ کا غیر شرعی فیصلہ قابل مواخذہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: کسی مذہبی انجمن میں سرپرست اعلیٰ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور اس کی ذمہ داری کیا ہونا چاہئے؟ کیا یہ قانون صحیح ہے کہ سرپرست اعلیٰ کے فیصلے کو کسی بھی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا؟ مذہبی انجمن اگر کسی کام کے لئے رشوت لے یا دے تو ایسی انجمن کی شرعی حیثیت کیا ہے اور ایسی انجمن کا کارکن بننا چاہئے یا نہیں؟

فقط والسلام محمد علی قادری، ٹھٹھیرا گلی شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۷ الجواب: صورت مسئولہ عنہا میں تمام مسلمان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے پابند ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ** (النساء:59) کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی۔ لہٰذا کوئی مسلمان خواہ وہ کسی انجمن کا صدر یا سرپرست ہو یا کسی قوم کا سربراہ وہ شرعی احکام سے بالا نہیں ہے۔ صدر یا سرپرست کا وہی حکم صحیح اور درست تسلیم کیا جائے گا جو احکام شرع کے مطابق ہو۔ ناجائز اور غلط فیصلہ کو شرعی احکام کی روشنی میں چیلنج کرنا جائز ہے۔ سیّد عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا **کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته** کہ تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر شخص سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ رشوت کا لینا اور رشوت کا دینا دونوں حرام ہیں۔ ارشاد گرامی ہے سیّد عالم ﷺ کا کہ **الراشی و المرتشی کلا هما فی النار**۔ ایسی انجمن کی شرعی کوئی حیثیت نہ ہوگی ہاں اگر وہ آئندہ کے لئے توبہ کریں اور نیک بن جائیں تو قابل اعتبار ہوگی اور پھر اس کا ممبر بننا صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

بوریاں جلد بھجوانے کے لئے چائے پلانا رشوت ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی! میرے دفتر میں ایک ٹرانسپورٹر صاحب اپنی گاڑی کے ذریعے سیمنٹ کی بوریاں جلد بھجوانے کے لئے پراپرٹی بیس

پر، عرصہ پندرہ سال سے محکمہ کے عملہ کو صبح کی چائے پلاتے ہیں۔ مزید دفتری اوقات میں ایک چپڑاسی کی طرح خدمات انجام دیتے ہیں۔ شرعاً ان کی چائے پینا اور ان سے کام لینا چاہئے یا نہیں؟ فقط سید منیر حیدر، خواجہ چوک، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** آپ کا خود، بیان ہے کہ وہ صاحب پرائیویٹ بیس پر محکمہ کے عملے کو صبح کی چائے پلاتے ہیں تا کہ سیمنٹ کی بوریاں جلد بھجوائیں۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اگر وہ محکمہ کو چائے نہ پلائیں تو محکمہ کے کارندے اتنی جلدی اس کا مال نہ بھجوائیں گے جیسا کہ اب بھیج دیا جاتا ہے تو اگر اس میں کسی کی حق تلفی نہیں ہوتی اور کسی کا مال خواہ مخواہ پیچھے نہیں دھکیل دیا جاتا بلکہ فرض کر لیجئے کہ مال کی روانگی کا ۸ بجے وقت مقرر ہے اور وہ صاحب اس وقت مقررہ سے پہلے مال روانہ کرنا چاہتے ہیں اور اس بناء پر چائے پانی سے تواضع کر دیتے ہیں اور اس میں کسی اور کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے اور نہ ان کے کام میں تاخیر ہوتی ہے تو بھی سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ وہ چائے وغیرہ نہ پی جائے بلکہ باری باری سے اس کے وقت مقرر پر مال روانہ کیا جائے اور اگر کسی کی حق تلفی ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ رشوت ہے اور دوسروں کے حقوق کو منع کرنا، اس صورت میں یہ چائے اور اس کے پینے پر انہیں مقدم دوسروں کو موخر کرنا جائز نہ ہوگا یہی حال ان کی اس خدمت خلق کا ہے جس کو وہ انجام دیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

سود کا کاروبار ہر طرح سے باعث لعنت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء حق اس مسئلے میں کہ: ایک شخص کسی محکمے میں چودہ سو روپے ماہوار تنخواہ پر ملازم ہے اور نہایت عزت سے بسر کر رہا ہے۔ اسے ایک بینک میں سولہ سو روپے ماہوار تنخواہ پر افسری مل رہی ہے۔ تو کیا اس شخص کے لئے یہ بینک کی نوکری جائز ہے یا ناجائز؟ فقط رشید احمد راجپوت

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صحیح مسلم شریف میں ہے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ "رسول اکرم ﷺ نے سود لینے والے، اور سود دینے والے، اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور یہ فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔" تو اگر بینک کی نوکری میں آپ کا واسطہ ان میں سے کسی شعبے سے نہ پڑا تو آپ کو اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۳.۳.۱ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

تعمیر مسجد، حرام مال سے کرنا، حرام ہے

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی! بعد آداب کے عرض ہے کہ: ایک شخص مسمی حاجی دلاری خواجہ سرایا ہیجڑا جو کافی جائیداد چھوڑ کر ایک ہفتہ ہوا فوت ہو گیا ہے۔ اس نے مرتے وقت ایک بڑا مکان اور دو دکان اسٹامپ پر وصیت کی ہے کہ یہ میری جائیداد مسجد غوثیہ و مدرسہ کے لئے ہے جو کہ محلہ دادن میں ہے غوثیہ مسجد و مدرسہ کے نام کرتا ہوں۔

لہٰذا جناب سے عرض ہے کہ اس کے متعلق شرع محمدی ﷺ سے اس کے بارے میں لکھیں آیا! کہ یہ جائیداد جائز ہے یا ناجائز؟ فقط عبدالمعبود خان، جنرل سیکریٹری مسجد غوثیہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مسجد میں مال حلال خرچ کرنا چاہئے اور تعمیر مسجد مال حلال وطیب سے کرنی چاہیے حرام مال سے تعمیر مسجد کرنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے ولا یقبل اللہ الا الطیب (الحدیث) شامی میں ہے قال تاج الشریعه امالوانفق فی ذلك مالا خبیثاً اومالا سببه الخبیث و الطیب فیکره لان الله تعالیٰ لا یقبل لا الطیب فیکوه تلویث بیته بما لا یقبله الخ۔ جو مال یقیناً خالص حرام ہو اس کا لینا کسی کو جائز نہیں اور مسجدوں اور مدارس کے چندوں کا بھی یہی حکم ہے کہ اسے حلال مال سے وصول کریں۔ لہٰذا مذکورہ ہیجڑے کا وہ مکان اور دوکان جو کہ اس نے ناجائز روپیہ سے حاصل کیا تھا مسجد میں دینا جائز نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الکفالۃ (کفیل ہونے کا بیان)

مہر کا مطالبہ ضامن اور شوہر دونوں سے کرنا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں ظہور احمد ولد اللہ بخش سکنہ پلاٹ ۱۰۸، ۱۰۹ الیاس آباد عثمان آباد حیدرآباد سندھ کا ہوں۔ چونکہ میرے فرزند مسمی محمد عارف کی شادی مسماۃ شفیقہ بانو بنت محمد ابراہیم صدیقی سکنہ پلاٹ ۱۰۸ الیاس آباد عثمان آباد، حیدرآباد کے ساتھ بتاریخ ۲۲ اگست ۱۹۸۰ء بروز جمعۃ المبارک ہو رہی ہے لہٰذا مندرجہ ذیل شرائط پر کاربند رہنے کا اقرار کرتا ہوں۔

۱۔ یہ کہ میرا مکان مذکورہ نمبر ۱۰۹ جس کا میں تاہنوز واحد مالک اور قابض ہوں اور جو ۱۴×۱۹ کا ہے۔ اس مکان کا تیسرا حصہ اپنی ہونے والی بہو مسماۃ شفیقہ بانو مذکورہ کو بیٹے کی طرف سے مہر دے رہا ہوں جس سے میرا یا میری اولاد یا کسی بھی عزیز رشتہ دار کا کسی قسم کا کوئی واسطہ نہ ہوگا۔

۲۔ یہ کہ جو زیورات بوقت نکاح وزیور چڑھاوا مسماۃ شفیقہ بانو مذکور کو دیے جا رہے ہیں اس کی بھی مسماۃ مذکورہ ہی مالک ہوگی۔

لہٰذا یہ اقرار نامہ میں نے محمد عارف کے والد ہونے کی حیثیت سے برضا ورغبت بغیر جبر واکراہ بموجودگی گواہان حاشیہ بدرستئ حواس خمسہ تحریر کرادیا اور پڑھ کر سن کر اور سمجھ کر ذیل میں دستخط کر دیے کہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آوے۔

فتویٰ پہلی شرط پر لینا ہے کیوں کہ مسمی ظہور احمد صاحب جو کہ محمد عارف کے والد ہیں، نے ایک اقرار نامہ کے ذریعہ یہ تحریر دی تھی اور اب وہ مسماۃ شفیقہ بانو کے لئے اپنے تحریر کردہ اقرار نامہ سے منحرف ہو رہے ہیں۔

اب آپ بتائیں کہ شرعی حیثیت سے شفیقہ بانو کو مکان کے بارے میں کیا حق ہے۔ فقط محمد نیاز، ۱۹۸۴ء۔ ۲۴

۸۶۷ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ شوہر محمد عارف کے والد مسمی ظہور احمد نے مسماۃ شفیقہ کو اس کے مہر میں مذکورہ مکان تحریر اً دینے کا اقرار کیا اور وہ تحریر کے بموجب ضامن ہوا تو اس پر عمل کرنا ولی شوہر، پر لازم ہوا کہ شوہر کا ولی، مہر کا ضامن ہوسکتا ہے ہاں اس میں یہ شرط ہے کہ اس عورت یا اس کے ولی نے اسی مجلس میں قبول کرلیا ہو ورنہ کفالت صحیح نہ ہوگی اور عورت بالغہ ہو تو ضامن یا شوہر جس سے چاہے مطالبہ کرے۔ (عالمگیری۔ درمختار۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

امانت رکھوانے کے بعد، لینے نہ آیا، تو امین حفاظت کب تک کرے۔ یا صدقہ کب کرے؟

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

ایک شخص روڈ پر سے بکرا لے جارہا تھا کہ میں نے اس شخص سے اس کے بکرے کا سودا مبلغ تین سو روپے میں کرلیا اور اس کو کہا کہ میں آپ کو نہیں جانتا ہوں اس لئے مجھے کسی کی ضمانت دو۔ اس آدمی کو تقریباً ایک ماہ کا عرصہ گزر گیا ہے آج تک وہ واپس لوٹ کر نہیں آیا۔ بکرا میرے پاس موجود ہے میں نے اس سلسلے میں ایس. پی حیدرآباد اور میسٹر حیدرآباد کو بھی درخواستیں دی ہیں لیکن کوئی جواب نہیں ملا اور نہ ہی وہ شخص واپس لوٹ کر آیا ہے۔ آپ مجھے قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ مجھے بکرے کا کیا کرنا چاہئے؟ فقط۔ حنیف چوہان، میونسپل کونسلر حلقہ نمبر ۲۴، حیدرآباد میونسپل کارپوریشن

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب صورت مسئولہ عنہا میں بائع، جو بکرا گاہک کے پاس رکھوا گیا وہ ودیعت (امانت) کی ایک شکل ہے، جس کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز مودع کے پاس امانت ہوتی ہے اس کی حفاظت مودع پر واجب ہے اور مالک کے طلب کرنے پر دینا واجب ہو جاتا ہے۔ ودیعت ہلاک ہو جائے تو اس کا ضامن واجب نہیں۔ (بہار شریعت بحوالۂ بحر لرائق) قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (النساء:58)۔ بہتر ہے کہ اس کی تشہیر کریں بازاروں اور شارع عام اور ایسے مواضع پر جہاں لوگ عموماً گمشدہ چیز کی اطلاع دیتے ہوں اتنے زمانہ تک اعلان کریں کہ ظن غالب ہو جائے کہ اگر چوری کا ہے تو اب مالک تلاش نہیں کرتا ہوگا، یہ مدت پوری ہونے کے بعد اختیار ہے کہ چاہے تو حفاظت کرتا رہے یا کسی مسکین پہ تصدق کردے۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقیر محمد عبد الحفیظ قادری ۹؍۷؍۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بیمہ کرانا شرعاً کیسا ہے؟

سوال: عزت مآب عالی جناب مولانا مفتی احمد میاں برکاتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد سندھ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، گزارش یہ ہے کہ زندگی کا بیمہ کرانے کے سلسلہ میں آپ سے درخواست ہے کہ کیا قرآن وسنت کی روشنی میں بیمہ کرانا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ مثلاً جب کہ بیمہ ۲۰۰۰۰ روپیہ کا کرایا جائے اور سالانہ ایک ہزار روپیہ کی صرف ایک ہی قسط بیمہ کمپنی کو ادا کی جائے اور اسی دوران بیمہ کرانے والے کی موت واقع ہو جائے تو بیمہ کمپنی اپنی شرائط کے مطابق مرنے والے کے ورثا کو مبلغ ۲۰۰۰۰ روپیہ بیمہ کی پوری رقم ادا کرے گی۔

کیا مرنے والے کے ورثا کو شریعت کی روشنی میں یہ رقم لینا جائز ہے؟ کیا مرنے والے پر اس بیمہ کے سلسلہ میں خدا کے یہاں کوئی پکڑ تو نہیں؟ کیا بیمہ کرانا حدیث شریف کے مطابق جائز ہے؟ اس سلسلہ میں آپ کی خدمت شریف میں مودبانہ گزارش ہے کہ شریعت کی رو سے جواب صادر فرمائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

فقط والسلام ملک عبد الشکور، یونٹ نمبر ۱۱، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: جب کہ یہ بیمہ صرف (غیر مسلم) گورنمنٹ کرتی ہو اور اس میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس کے سبب اس کے ذمہ کسی خلاف شرع احتیاط کی پابندی نہ عائد ہوتی ہو جیسے حج کی ممانعت وغیرہ (احکام شریعت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہاں اگر یہ بیمہ کوئی پرائیویٹ کمپنی کرتی ہو جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو یہ غالباً صرف نفع میں شریک کرتی ہے، نقصان میں نہیں، لہٰذا اس سے ملنے والی رقم سود ہوگی، جو حرام ہے۔ اسی طرح اگر مسلم گورنمنٹ، بیمہ کرے تو بھی حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۸.۷.۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

کرایہ دار، اگر دوسرا کرایہ دار رکھے تو معاہدہ کے تحت دیکھا جائے۔ جو طے ہوا ہو اس پر عمل کریں

سوال: بخدمت جناب مولانا مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی! خدمت عالی میں گزارش ہے کہ شرعی رو سے اس مسئلہ کا حل معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ: زید نے ایک اسٹور مالک مکان سے کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ دوران کرایہ اس نے تقریباً تین سال تک دوسروں کو بھی کرایہ پر دے دیا اور خود بھی اسی اسٹور میں اپنا کاروبار کرتا رہا۔ اب مزید دوسری مرتبہ اس نے پگڑی لے کر دوسرے شخص کو دے دیا اور اسٹور کا قبضہ اصل مالک کو نہیں دیا۔ اس لئے خدمت عالی میں گزارش ہے کہ اسلامی نقطہ نظر سے اس کا صحیح جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

فقط السائل محمد اکبر صدیقی، نیو کلاتھ مارکیٹ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: دوکان یا مکان کو کرایہ پر لیا اس میں خود بھی رہ سکتا ہے دوسرے کو بھی رکھ سکتا ہے۔ مفت بھی دوسرے کو رکھ سکتا ہے کرایہ پر بھی۔ (درمختار) کرایہ دار نے دوکان کو کرایہ پر دے دیا اگر اتنے ہی کرایہ پر دیا جتنے میں خود لیا تھا یا کم پر جب تو خیر، اور زائد پر دیا ہے تو جو کچھ زیادہ ہے اسے صدقہ کر دے۔ (درمختار) مالک اور کرایہ دار میں اختلاف ہوا کہ ان چیزوں کا کرنا اجارہ میں مشروط تھا یا نہیں اس میں مالک کا قول معتبر ہے، لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں اگر یہ شرط نہ تھی تو کرایہ دار کا پگڑی لے کر دوسرے کو دے دینا شرعاً جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۶.۸.۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الشھادۃ (گواہی کا بیان)

جھوٹی گواہی گناہ کبیرہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جو امام مسجد، کسی دو فریق کے معاملہ میں جھوٹی گواہی دے اور وہ جھوٹ ثابت ہو جائے تو اس کو امامت کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بینوا، توجروا۔ السائل سعادت خان

۷۸۶ **الجواب:** جھوٹی گواہی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ صحیح بخاری ومسلم شریف میں مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کبیرہ گناہ (یہ) ہیں اللہ کے ساتھ شریک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، کسی کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا اور ابوداؤد و ابن ماجہ میں روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے نماز صبح پڑھ کر قیام کیا اور یہ فرمایا کہ جھوٹی گواہی شرک کے برابر چلی گئی۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ (الحج:30) اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم واجب کر دے گا۔ (العیاذ باللہ) اور پھر ظاہر کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھ لی تو اس کا لوٹانا واجب بلکہ فاسق کو امام بنانا ہی ناجائز ہے۔ غنیۃ شرح منیہ میں ہے انهم لو قدموا فاسقاً یأثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریمة لعدم اعتنائه بامور دینه اور اسی سے معلوم ہوا کہ ایسے امام کو امامت سے معزول کرنا مسلمانوں پر لازم ہے۔ (ھکذا فی الفتاوی الرضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ربیع الاوّل شریف ۱۳۸۴ھ

تنہا عورتوں کی گواہی (سوائے مخصوص مسائل) کے مقبول نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ: اگر کسی قتل کے مقدمہ کی حقیقی بہن صرف شہادت دے تو یہ بموجب کلام پاک وحدیث قابل قبول ہے یا نہیں؟ قتل کا واقعہ دن میں ہوا اور محلہ کے اندر ہوا ہے۔

السائل محمد دین، سبزی مارکیٹ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** ولادت، بکارت، اور عورتوں کے وہ عیوب، جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی ان کے علاوہ دیگر معاملات میں تنہا عورت کی گواہی معتبر نہیں۔ بلکہ اگر صرف چار عورتیں یا زائد بھی گواہی دیں جن کے ساتھ کوئی مرد نہیں تو اس گواہی کا کوئی

اعتبار نہیں (درمختار) خود قرآن کریم کا ارشاد ہے وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ (آیت ۲۸۲ سورۃ البقرۃ پارہ ۳) یعنی اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ بنالو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں۔ صاف ارشاد ہے کہ تنہا عورتوں کی گواہی ایسے معاملات میں قابل قبول نہ ہوگی جبتک اس کے ساتھ مرد نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ شوال المکرم ۱۳۸۷ھ

جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: اس زمانے میں دین اور شرع کی پرواہ نہ کرتے ہوئے لوگ، مقدمات میں شہادت کے جذبے کے تحت خلاف واقعہ بطریقہ اہل اسلام خدا کو حاضر و ناظر جان کر جھوٹا قرآن اٹھا کر یا محض زبانی حلف اٹھا کر گواہی دیتے ہیں اور پھر اس پر اصرار بھی کرتے ہیں جس سے لوگوں میں اس قسم کی آئندہ بھی جرأت ہوتی ہے اور نتیجۃً واقعات صریحہ کے خلاف عدالتوں میں فیصلہ ہوتا ہے۔ ایک قوم نے بطریقہ برادری اپنے لوگوں کی سرزنش، تنبیہ، عبرت، کے لئے ایسے جھوٹے شواہد اور خلاف واقعہ دانستہ حلف اٹھانے والے کو اپنی برادری سے خارج کرنے کا فیصلہ یا تجویز کرلیا ہے یعنی اس کو شادی یا غمی یا غیرغمی کی تقاریب میں برادرانہ دعوت نہیں دیتے اور نہ اس کے کسی ایسے کام میں شریک ہوتے ہیں لہٰذا یہ برادری سے خارج کرنا بصورت ھذا شرع شریف میں کہاں تک جائز ہے؟ شرع شریف کا ایسے شخص کے لئے شرعی حکم، موافق مذہب امام اعظم کیا ہے؟ مفصل طور پر ارقام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے گا۔

فقط العبد مولوی محمد شفیع (پیر جی محمد شفیع)، پھلیلی روڈ، حیدرآباد

۷۸۲ **الجواب:** حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی شرک کے برابر کردے گی۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ فرما کر خود ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ (الحج:31) یعنی بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو۔ اللہ کے لئے باطل سے حق کی طرف مائل ہو جاؤ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ ابوداؤد، ابن ماجہ نے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم واجب کرے گا۔ طبرانی میں روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے ایسی گواہی دی جس سے کسی مرد مسلم کا مال ہلاک ہوجائے یا کسی کا خون بہایا جائے یا کسی کی عزت پر حرف آئے، اس نے جہنم واجب کرلیا۔ بیہقی نے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں کے ساتھ یہ ظاہر کرتے ہوئے چلا کہ یہ بھی گواہ ہے حالانکہ یہ گواہ نہیں، وہ بھی جھوٹے گواہ کے حکم میں ہے یعنی اس نے بھی اپنے فعل سے اپنے لئے جہنم کا عذاب واجب کرلیا۔ (العیاذ اللہ) پھر جھوٹی گواہی کا منشاء محض دنیا کمانا ہی ہوسکتا ہے اور جھوٹی قسمیں کھا کر دنیا کمانے والوں کے متعلق قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ (آل عمران:77)۔ یعنی'' جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے دام لیتے ہیں۔ ان کا آخرت میں کوئی حصہ

نہیں اور اللہ نہ ان سے بات کرے گا، نہ اس کی طرف نظر فرمائے قیامت کے دن اور نہ انھیں پاک کرے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔'' بہر حال جھوٹی گواہی دینے والا سخت گناہ گار مستحق عذاب نار ہے۔ اس پر فرض ہے کہ توبہ استغفار کرے اور اس کی جھوٹی گواہی سے جو لوگوں کے جان و مال و آبرو کو نقصان پہنچا ہے اس نقصان کی تلافی کرے یا ان سے معاف کرائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ایسے بیباک شخص سے واقعتہً مسلمانوں کا اجتناب، حق ہے۔ مسلمان مردوں اور عورتوں کو چاہئے کہ ایسے شخص کو یک لخت چھوڑ دیں۔ نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں اور نہ خود اس کے پاس بیٹھیں اور اس کے ساتھ کھانے پینے سے بھی پرہیز کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (الانعام) یاد آ جائے تو ایسے ظالموں کے پاس مت بیٹھو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑے ان کے مولوی منع کرتے رہے انھوں نے نہ مانا، اب وہ لوگ بھی ان کے ساتھ بیٹھے، کھانا کھایا، پانی پیا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک کے دل دوسرے پر مارے اور ان سب کو ملعون کر دیا۔ پھر اس معاملہ میں اس شخص کا ساتھ دینے والے اگر صرف اس گناہ میں اس کے مددگار رہوئے جب بھی ظاہر کہ وہ بھی اس کی طرح بدتر ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ:2) گناہ و زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد، مت کرو حدیث شریف میں ہے کوئی کسی ظالم کے ساتھ مدد دینے کو چلے اور وہ جانتے ہوں کہ یہ ظالم کے ساتھ ہیں تو وہ اسلام سے نکل جائیں گے (طبرانی) اور اگر اس قدر ہو کہ اس کے باوصف اس حرکت پر راضی ہیں جب بھی حدیث مذکور کی رو سے شریک گناہ و مستحق تذلیل و توہین ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ گناہ ایک کرتا ہے اور اس کا وبال اوروں پر بھی پڑتا ہے کہ جو اس پر راضی ہو وہ شریک گناہ۔ (مسند الفروس) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

ماں باپ کی گواہی اولاد کے حق میں مقبول نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مرد نے عورت سے شادی کر لی کچھ سالوں کے بعد میاں بیوی کے درمیان تنازع پیدا ہو گیا اور پھر یہ تنازع طول پکڑنے لگا۔ اس تنازع کے درمیان بیوی کے دیور کا کچھ سامان چوری ہو گیا۔ دیور نے بھائی کی بیوی کو چور تصور کیا۔ پھر شوہر بھی اپنے بھائی کے کہنے پر بیوی کو چور سمجھنے لگا۔ ایک دن شوہر اپنے ماں باپ اور بھائی کے ساتھ گھر کی چار دیواری کے باہر بیٹھے ہوئے تھے اور یہی چوری کا تذکرہ کر رہے تھے کہ اب کس طرح کیا جائے۔ اس درمیان میں بیوی نے قرآن کریم کو دیور کی گود میں پھینک دیا اور کہنے لگی کہ اس قرآن کریم کی قسم میں چور نہیں ہوں۔ شوہر اور اس کے بھائی قرآن کریم کو چھوڑ کر پھر بیوی سے کہنے لگے کہ چور تم ہی ہو تمھیں قسم کون دیتا ہے؟ یہ الفاظ کہہ کر قرآن کریم گھر میں رکھ کر واپس چار دیواری کے باہر اسی جگہ پر جہاں پر بیٹھے ہوئے تھے وہیں بیٹھ گئے اور بیوی واپس گھر کے اندر چلی گئی۔ کچھ دیر کے بعد ساس کو آواز دینے لگی ساس جب اندر گئی دیکھا کہ گھر کے صحن میں اسٹو و جل رہا ہے اور اس پر قرآن کریم رکھا ہوا

جل رہا تھا ساس یہ دیکھ کر چلانے لگی۔ جلدی آؤ قرآن پاک جل رہا ہے یہ سن کر شوہر اور اس کے بھائی اور باپ شوہر کے بہنوئی اندر آ گئے۔ شوہر اور اس کے بھائی آگ بجھا کر قرآن کریم کو گھر کے اندر لے گئے اور بیوی سے کہنے لگے کہ ظالم تم نے یہ کیا کیا ہے تو بیوی نے جواب دیا کہ میں نے اس لئے کیا یہ قرآن تمھیں بتادے۔ شوہر نے اس کو کچھ نہیں کہا اور پھر اس بات کو ان سب نے چھ ماہ تک پوشیدہ رکھا۔ چھ ماہ کے بعد شوہر نے حکومت کو اطلاع دی کہ میری بیوی نے قرآن پاک جلایا ہے۔ گورنمنٹ کے آدمیوں نے جا کر قرآن پاک کو دیکھا واقعی جلا ہوا ہے۔ انھوں نے قرآن کریم کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ حکومت نے شوہر اور اس کی بیوی اور شوہر کے بھائی تینوں کو حوالات میں بند کر دیا۔ جب حکومت کے بندوں نے ان سے بیان قلمبند کئے تو! شوہر کا بیان یہ تھا جو کہ اوپر مذکور ہے کہ میری بیوی نے قرآن کریم جلایا بمع شوہر کے گواہ اس کے باپ، ماں، بھائی، بیوی اور بیوی بالکل منکر ہے کہتی ہے کہ یہ سب فراڈ ہے اور مجھ پر الزام تراشی کر رہے ہیں۔ نہ میں نے قرآن کریم جلایا اور نہ مجھے پتہ ہے کہ کس نے قرآن کریم جلایا ہے اور یہ سب گھر والے میرے دشمن ہیں، دشمنی کی بناء پر مجھ پر الزام لگاتے ہیں۔ برائے کرم بتائیں کہ ازروئے شریعت اس بیان کے مطابق کون مجرم ہے۔ اور کیا شوہر کے لئے ماں، باپ، بھائی، بہنوئی، گواہ بن سکتے ہیں۔ اور ازروئے شریعت جو مجرم دین ہے اس کی سزا کیا ہونا چاہئے؟ کیا مجرم پر حد ہے؟ یا واجب القتل ہے؟ اور کیا توبہ کی گنجائش ہے یا نہیں؟ فقط والسلام مولانا محمد بلال قادری، خطیب جامع مسجد غوثیہ، پھلیلی

۷۸۶ **الجواب:** ماں باپ کی گواہی اپنی اولاد کے حق میں نامقبول ہے البتہ بھائی کی گواہی بہن کے لئے مقبول ہے۔ عالمگیری میں ہے لا تجوز شهادة الوالدين لولدهما و تجوز شهادة الاخ تو اب نہ رہے مگر دو گواہ یعنی شوہر کے بھائی اور عورت کا بہنوئی لہٰذا ان دونوں کی گواہی اس کے حق میں مفید و جائز ہے تو عورت کا انکار یہاں قابل قبول نہ ہوگا بلکہ گواہوں کی گواہی قابل قبول ہوگی بلکہ غور کیجئے تو یہ معاملہ حقوق العباد کا نہیں۔ اب معاملہ ہے قرآن کریم کی عظمت و حرمت کا یعنی حقوق اللہ کا تو اس میں مسلمان مدعی بن سکتا ہے اور ہر وہ شخص جو حادثہ کے وقت موجود تھا اس کی گواہی دے سکتا ہے۔ نتیجۃً عورت مجرم قرار پائے گی عورت پر فرض ہے کہ خدا سے ڈرے اس کے عذاب سے خوف کھائے اور جہنم کی آگ اپنے عمل سے نہ بھڑکائے صاف سچے دل سے توبہ کرے اور کلمۂ طیبہ پڑھے تاکہ اس کے گناہ عظیم کا کفارہ ہو جائے اور پھر دوبارہ ایجاب وقبول مابین زن وشوہر کرا کر ان دونوں کو میاں بیوی کے بطور رہنے کا حق دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

صرف ایک عورت کی گواہی کہاں مقبول ہے؟

سوال: کیا فرماتے علماء دین اس مسئلہ میں کہ: صرف ایک عورت کی گواہی کس کس مقام پر قابل قبول ہوتی ہے اور کس مقام پر ناقابل قبول؟ تفصیل سے وضاحت فرمائیے۔ فقط والسلام محمد صابر علی، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: ولادت، بکارت، اور عورتوں کے وہ عیوب، جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی ان میں

ایک عورت حرہ مسلمہ کی گواہی کافی ہے اور بچہ زندہ پیدا ہوا اور پیدا ہوتے وقت رویا تھا، اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے ایک عورت کی گواہی کافی ہے۔ (درمختار) ہدایہ میں ہے ویقبل فی الولادۃ والبکارۃ والعیوب بالنساء فی موضع لا یطلع علیه الرجال شهادۃ امرأۃ واحدۃ اور حدیث شریف میں ہے شهادۃ النساء جائزۃ فیما لا یستطیع الرجال النظر الیه اور رضاعت کے ثبوت کے لئے فقط عورتوں کی شہادت کافی نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ عورتوں کے کہنے سے بھی جدائی کرے (جوہرہ) زنا اور دیگر حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی معتبر نہیں۔ (درمختار) ہدایہ میں ہے لا شهادۃ النساء فی الحدود و القصاص۔ حدود اور قصاص کے علاوہ دیگر حقوق میں دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۳.۳.۱۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۵ جمادی الاولی ۱۴۰۳ھ

کن لوگوں کی گواہی مقبول ہے۔ اور کن کی نہیں؟

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ: براہ مہربانی آپ یہ تحریر فرمائیں کہ شرعی فیصلے میں گواہ کس قسم کے ہونے چاہئیں؟ عرض دار علی اکبر جمالی، گوٹھ با گو جمالی، تعلقہ ہالا

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم فرماتا ہے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ (البقرۃ:282) یعنی گواہ ایسے ہوں جو مسلمانوں کے پسندیدہ ہوں۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص صغیرہ گناہ کا مرتکب ہے مگر اس پر اصرار نہ کرتا ہو یعنی متعدد بار نہ کیا ہو اور کبیرہ گناہ سے اجتناب کرتا ہو، اس کی گواہی تو مقبول ہے مگر جب کبیرہ کا مرتکب ہو، مثلاً بے نمازی، یا شرابی یا جواری یا زانی ہے تو اس کی گواہی ہرگز مقبول نہیں۔ (درمختار وغیرہ) پھر حدود و قصاص کے علاوہ دیگر معاملات میں دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کی گواہی معتبر ہے اور تنہا عورتیں چار بھی ہوں تو ان کی گواہی معتبر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

جھوٹ کی مذمت۔ جھوٹے کو قاضی اسلام سزا دے

سوال: مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص شیر خان فوت ہو گیا۔ جو خورشید خاں ولد محمد یوسف کا چچا تھا۔ جب اس کی جائیداد کی وراثت کی گئی تو ایوب جو کہ شیر خان کی بیٹی کا شوہر ہے۔ اس نے ایک شخص شاہنور اور دوسرا تاج محمد سے کہا کہ تم دونوں یہ گواہی دو کہ فوتی شیر خان کا نہ تو کوئی بھائی زندہ ہے، نہ کوئی بہن، نہ کوئی بھتیجہ اور نہ ہی کوئی پوتا زندہ ہے۔ ان کے یہ بیان مختار کار کی کورٹ میں حلف نامہ کے ساتھ لئے گئے تھے۔ انھوں نے کلمہ پڑھ کر پھر بھی جھوٹ بولا اور غلط بیان دیئے اور شیر خان کا کھاتا جعلی اور دھوکے پر مبنی بیانات پر بدل دیا گیا اور جب اس کے خلاف اپیل کی گئی تو ان دونوں گواہوں کے بیانات کو جھوٹا قرار دیا گیا اور جب وہ جھوٹے ہو گئے تو کورٹ نے انھیں نوٹس جاری کیا مگر وہ کورٹ میں حاضر نہیں ہوئے۔ اس لئے ہم آپ سے رجوع کرتے ہیں کہ ایسے جھوٹوں کو اسلام میں کیا سزا دی گئی ہے۔ اور اب پھر بھی ان کی

گواہی قابل قبول ہوگی یا نہیں؟ مزید عرض یہ ہے کہ جب بیان لئے گئے تو ان میں یہ بھی شرط شامل تھی کہ اگر بیان جھوٹا نکلا تو اسلامی قانون کے تحت ہم کو ہر سزا منظور ہوگی جو اسلامی قانون کے تحت قرآن وسنت کو مدنظر رکھتے ہوئے علماء دین فیصلہ دیں گے؟ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ ہم کو اس اہم مسئلہ سے صحیح طور پر آگاہ کریں میں آپ کا مشکور رہوں گا۔

عرض دار حاجی ظہور احمد عالم خانزادہ، ساکن کھنڈو، تحصیل ہالہ ضلع حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ ہر مذہب والے اس کی برائی کرتے ہیں۔ تمام ادیان میں یہ حرام ہے، اسلام نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی، قرآن مجید میں بہت مواقع پر اس کی مذمت فرمائی اور جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت آئی، احادیث میں اس کی برائی ذکر کی گئی، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! جھوٹ سے بچو، کیوں کہ جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کا راستہ دکھاتا ہے۔ (بخاری، مسلم) نیز آپ نے ارشاد فرمایا! جب بندہ جھوٹ بولتا ہے، اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور جاتا ہے۔ (ترمذی) اور فرمایا! جھوٹ سے بچو، کیوں کہ جھوٹ ایمان کے مخالف ہے۔ (امام احمد) نیز آپ نے فرمایا! جھوٹی گواہی شرک کے ساتھ برابر کر دی گئی۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ) جو شخص جھوٹی گواہی دے چکا ہو جھوٹا ہونا ثابت ہو چکا ہے اس کی گواہی مقبول نہیں ہے۔ (درمختار) جھوٹے آدمی کے لئے کسی باقاعدہ سزا کا اعلان نہیں ہے۔ قاضی اسلام تنبیہ کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد عبد الحفیظ قادری ۲۴۔۱۱۔۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

گواہ، شرعی متقی، پابند صوم وصلوٰۃ ہونا چاہئے

سوال: محترمی ومکرمی قبلہ جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محمد شریف پر محمد یوسف اور ان کے گھر والے یہ الزام لگا رہے ہیں کہ محمد شریف کے پاس ہماری لڑکی کی تصویر ہے جب کہ محمد شریف کے پاس ان کی لڑکی کی کوئی تصویر نہیں ہے اور یوسف کے گھر والوں نے کہا کہ اگر محمد شریف حلف اٹھا کر کہہ دے کہ میرے پاس تصویر نہیں ہے تو ہم یقین کر لیں گے اور پھر کچھ نہیں کہیں گے۔ اب بجائے اس کے کہ محمد شریف ان سے کچھ کہتا، اس نے مسجد میں جا کر محمد یوسف، اپنے والد اور مسجد کے امام صاحب کے سامنے حلف اٹھا کر یعنی قرآن پاک ہاتھ میں اٹھا کر یہ کہا کہ میرے پاس کوئی تصویر آپ کی لڑکی کی نہیں ہے۔ اب محمد شریف کے حلف اٹھانے کے بعد بھی محمد یوسف یہ کہتا ہے کہ میں پولیس میں رپورٹ لکھوا کر حوالات میں بند کروا دوں گا۔ جب کہ محمد شریف کے حلف اٹھانے سے پہلے مسجد کے امام صاحب نے محمد یوسف سے مسجد میں یہ وعدہ لیا تھا کہ محمد شریف کے حلف اٹھانے کے بعد آپ کسی قسم کا شور یا کاروائی تو نہیں کریں گے، تو محمد یوسف نے امام صاحب سے کہا تھا کہ ہاں میں کوئی کاروائی نہیں کروں گا لیکن اس کے برعکس کہ وہ اپنے وعدہ پر قائم رہتے، انہوں نے محمد شریف کو بدنام کرنے

کے لئے محلہ اور تمام عزیزوں اور تمام ملنے والوں سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ محمد شریف نے جھوٹا حلف اٹھایا ہے اور ہماری لڑکی کی تصویر محمد شریف کے پاس ہے اور یہ ہمیں دیتا نہیں ہے جب کہ محمد شریف کے پاس کوئی تصویر نہیں ہے۔ (ان کی لڑکی کی)۔ محمد شریف کہتا ہے کہ اگر آپ کی لڑکی کی تصویر میرے پاس ہوتی تو میں آپ کو واپس کر دیتا، مجھ کو آپ کی لڑکی کی تصویر رکھ کر کیا کرنا ہے۔ کوئی مجھے اس سے شادی تو نہیں کرنی ہے جو میں آپ کی لڑکی کی تصویر لے کر رکھ لوں اور کہوں کہ میں اس سے شادی کروں گا۔ جب کہ محمد شریف ایک غریب اور نہایت شریف لڑکا ہے اور پنج وقتہ نمازی ہے اور محلہ میں اس کا بہت اچھا مقام ہے لیکن اس طرح سے اس کو بدنام کرنا اس کے لئے ایک بہت اہم مسئلہ بن گیا ہے اس سے پہلے کہ محمد شریف اپنی طرف سے اپنے اوپر کے اس جھوٹے الزام اور بدنامی کے خلاف کوئی کاروائی کرے۔ آپ شرعی طور سے واضح طور پر حکم صادر فرمادیں کہ محمد شریف کو کیا کرنا چاہئے؟ السائل محمد شفیع ساگری، خداداد کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں محمد یوسف مدعی ہے اس پر لازم ہے کہ وہ عادل، شرعی متقی پابند صوم وصلوٰۃ گواہ اپنے دعویٰ پر پیش کرے اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو مدعا علیہ یعنی محمد شریف پر قسم اٹھانا لازم ٹھہرا کہ البینة علی المدعی و الیمین علی من انکر چنانچہ جب محمد شریف نے حلف اٹھالیا، تو اب محمد یوسف کے لئے الزام تراشی کا کوئی جواز نہیں، محمد یوسف کو چاہئے کہ وہ اس فعل سے باز آئے اور اپنے مسلمان بھائی کو ایذا نہ دے۔ حدیث میں ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۴۔۵۔۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمده ونصلي ونسلم علی رسوله الكريم

باب المضاربة (نفع نقصان میں شراکت کے ساتھ کاروبار)

نفع نقصان میں شرکت کا حکومتی اعلان جب تک خلاف واقع ثابت نہ ہو جائے، جائز مانا جا سکتا ہے

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

گزارش یہ ہے کہ: آج کل حکومت پاکستان نے ایک مالیاتی نظام شروع کیا ہے جس کو نفع نقصان میں شراکت کی بنیاد پر، کاروبار کا نام دیا گیا ہے اور جیسا کہ معلوم ہوا کہ تمام بینک ان کھاتوں میں لگائی ہوئی رقوم پر ایک خاص شرح سے منافع دیتا ہے اور ابھی تک کوئی نقصان نہیں ہوا ہے۔ برائے مہربانی ہمیں قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کیا ان کھاتوں میں لگائے ہوئے روپیہ پر منافع لینا سود ہے یا نہیں؟

کیا ان رقوم کو خاص مدت کے لئے معین کرنا درست ہے یا نہیں۔ اگر آپ مہربانی فرما کر ہمیں ان سوالات سے مستند اور باحوالہ جوابات تفصیل کے ساتھ دیں تو ہم نہایت مشکور رہیں گے۔ فقط سلطان، روم گاؤں ڈاکخانہ ہزارہ

۷۸۶ **الجواب:** نفع نقصان میں شرکت کی بنیاد پر اگر کسی کاروبار میں روپیہ لگایا جائے اور اس میں منافع ہی منافع ہوا اور نقصان سامنے نہ آیا ہو تو نقصان کا سامنے نہ آنا یہ اس کاروبار کو حرام نہ کر دے گا اور جب کہ کوئی معقول وجہ حکومت کے اعلان کو خلاف واقعہ اور غلط سمجھنے کی موجود نہیں تو حکومتی وعدوں پر اعتبار کر کے اس طریقہ کو اپنایا جا سکتا ہے اور جب تک یہ اعلان خلاف واقعہ ثابت نہ ہو جائے، تو اس طریقہ پر حاصل ہونے والا منافع سود نہیں کہا جا سکتا تو اس کو اپنے مصارف میں لانا بھی جائز ہوگا۔ تفصیل کے لئے دیکھیں کتب فقہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

نوٹ: بعد کے معاملات سے، یہ اعلان یقین کے ساتھ خلاف واقعہ ثابت ہو چکا ہے۔ لہٰذا، یہ فتویٰ عارضی تھا جواب معدوم ہوا جیسا کہ حضرت نے خود تحریر فرمایا۔

(فقیر قادری احمد میاں برکاتی) ۱۵ر رجب المرجب ۱۴۲۷ھ/۱۱ راگست ۲۰۰۶ء

باپ بیٹوں کے مشترکہ کاروبار میں مالک باپ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ہمارے دادا حضور چچا اور والد صاحب جب انڈیا سے آئے اس وقت مقروض تھے اور یہ قرض تینوں کی کمائی سے ۱۲ سال کے عرصے میں ادا ہوا۔

۲۔ ہمارے والد صاحب نے میونسپل پلاٹ کرائے پر لے کر اپنی ہمت سے کاروبار شروع کیا اور تینوں اسی دوکان میں کاروبار کرتے رہے۔ جس کی آمدنی سے دومکان اور آٹھ دوکانیں بنوائی گئیں جن میں ایک مکان اس وقت دادا حضور کے نام ہے اور ایک مکان والد صاحب کے لڑکے کا نام پر ہے اور ایک دوکان چچا صاحب کے نام پر ہے اور سات دوکانوں میں سے آدھی چچا صاحب کے لڑکے کے نام اور آدھی والد صاحب کے لڑکے کے نام پر ہیں اب سوال یہ ہے کہ ان تمام جائیداد اور اس وقت کے مال کی تقسیم دادا حضور، چچا صاحب اور والد صاحب میں مساوی ہونا چاہئے یا دادا حضور اپنی مرضی سے کم وبیش کر سکتے ہیں یا نہیں؟

۳۔ اس کے بعد دادا حضور نے کام کرنا چھوڑ دیا اور والد صاحب و چچا صاحب نے کاروبار کو جاری رکھا اور دونوں کی محنت سے جو جائیداد خریدی گئی ان میں ایک گودام چچا صاحب کے لڑکے کے نام اور دوسرا گودام والد صاحب کے لڑکے کے نام ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان جائیداد اور گودام میں موجودہ مال کی تقسیم کا حق دادا کو ہے یا نہیں؟ اور اس جائیداد و مال میں سے دادا حضور کا حصہ ہوگا یا نہیں؟　　سائل انور علی ولد کریم بخش، ٹنڈو آدم

۷۸۶ الجواب: بیٹے اپنے باپ کے کام میں مدد دیتے ہیں اور کاروبار میں ان سب کے باہمی اشتراک سے جو اموال پیدا ہوئے ان تمام اموال کا مالک صرف باپ ہے بیٹے فقط مددگار سمجھے جائیں گے۔ کمافی القنية الاب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة و...... فالكسب كله للاب ان كان الابن في عياله لكونه معيناله۔ یوہیں جب باپ نے کاروبار سے ہاتھ اٹھالیا اور سب بھائی کاروبار شرکت میں کرتے رہے اور مال بڑھا تو وہ سب کا برابر ہے اگرچہ بعض نے کم کام کیا ہو۔ بعض نے زیادہ اور کوئی دانائی و ہوشیاری سے کام کرتا ہے اور کوئی ایسا نہیں۔ فتاویٰ خیریہ میں ہے کہ لو اجتمع اخوة يعملون في تركة ابيهم ونما المال فهو بينهم سوية ولو اختلفوا في العمل والراء۔ لہذا پہلی صورت میں تمام اموال کی تقسیم باپ کے مطابق عمل میں لائی جائے گی کہ وہی مالک ہے اور دوسری صورت میں یہ اموال سب بھائیوں میں برابر برابر تقسیم ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۳ صفر المظفر ۱۴۰۲ ھج

نفع ونقصان کا کھاتہ جب تک، شرع کے خلاف ثابت نہ ہو، جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ گورنمنٹ نے اعلان کیا تھا کہ بینکس کاروبار کریں گے مشترکہ کھاتے میں جو نفع ونقصان کے ساتھ جو بلا سودی ہوگا؟

۲۔ تاج کمپنی اپنے حصہ داروں کو ہمیشہ ہر سال منافع دیتی ہے کیا یہ دونوں قسم کے کاروبار جائز ہیں؟

فقط، حاجی عبدالرؤف، گل شاہ روڈ مکرانی پاڑہ

۷۸۶ الجواب: حکومت اعلان کرتی ہے نفع نقصان میں شرکت کی بنیاد پر شراکت کا اور کوئی وجہ نہیں کہ حکومت کے اس اعلان کا اعتبار نہ کیا جائے تو اس نیت سے اس مد میں روپیہ جمع کرا دینا جائز اور اس پر منافع بھی درست ہونا چاہئے۔ ہاں

حکومت کی پالیسی میں کچھ خطرات پوشیدہ ہوں اور وہ ظاہر ہونے لگیں تو احتیاط اس میں ہے کہ وہ منافع اپنے اوپر صرف نہ کریں۔لیکن اسے محض شبہات کی بنیاد پر حرام نہ جانیں۔

۲۔ تاج کمپنی اپنے حصہ داروں کو جو سال کے سال منافع دیتی ہے وہ تو، کھلا ہوا سود ہے پھر اس میں کچھ اور بھی دینی خطرات ہیں۔مثلاً ہماری رقوم سے ایسی کتابوں کی اشاعت جو ہمارے مذہب کے خلاف مضامین پر مشتمل ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

نفع نقصان کھاتوں میں جب اندیشے سامنے آجائیں تو جائز نہ رہے گا

سوال: واجب الاحترام بزرگ علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے پاکستان بینکنگ کاؤنسل کی طرف سے یہ کتاب بلاسود بنکاری آپ کی خدمت میں ارسال ہے اس کتاب میں بلاسود نفع ونقصان کی شرکت میں رقم بینک میں جمع کرنے پر زور دیا ہے اس کتاب کا آپ بغور مطالعہ فرمائیں اور مسئلہ حل کریں کہ کیا حکومت کے اعلان کے مطابق بینک میں رقم جمع کر کے بینک سے معاملہ کر سکتے ہیں؟ اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔ حاجی احمد رحمانی، میرپور خاص، ۸.۱۲.۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: پاکستان بینکنگ کونسل واضح طور پر اعلان کرتی ہے کہ کھاتے داروں کو صرف منافع ہی سے نہیں بلکہ نفع و نقصان شراکتی کھاتے کے سلسلے میں بینک کے نقصان میں بھی شریک ہونا پڑے گا۔نیز یہ کہ بلاسودی کھاتے بالکل علیحدہ رکھے جائیں گے اور انھیں بلاسودی کاروباری میں لگایا جائے گا اور ان واضح اعلانات پر یقین نہ کرنے کی واضح علامات واسباب موجود نہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے قبول نہ کیا جائے اور ان اعلانات کو خواہی نہ خواہی ردّی کے ٹوکرے میں ڈال دیا جائے۔ہاں ایسے اندیشے ہوں تو احتیاطاً اس سے پرہیز کریں اور یہ اندیشے کھل کر سامنے آجائیں تو آپ ہی ان سے اجتناب لازمی ہوگا۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الاوّل ۱۴۰۳ھ

انعامی بونڈ کا جائز ہونا۔نفع نقصان والا کھاتہ جب خلاف وعدہ نظر آئے تو ناجائز ہو جائے گا

سوال: زید ایک مخصوص رقم کے ۱۰ روپے والے انعامی بونڈ خریدتا ہے زید کو ہر ماہ ان بونڈ پر کچھ نہ کچھ انعام نکلتا ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ

۱۔ آیا! یہ انعامی رقم حلال ہے یا حرام ہے یا یہ بھی سود کی کوئی شکل ہے۔آیا! زید اس قسم کی رقم کو کسی گھریلو مصرف میں لا سکتا ہے۔مثلاً فرنیچر یا کراکری کی خریداری وغیرہ میں۔اگر نہیں تو شرعی حیثیت اس رقم کی کیا ہے؟ اور کہاں استعمال ہو سکتی ہے؟

۲۔ زید نے کچھ رقم، نفع نقصان کے شراکتی کھاتے میں بینک میں رکھی۔اس رقم میں سال یا چھ ماہ میں جو منافع ملتا ہے آیا! اس کی شرعی حیثیت کیا ہوئی زید اس کو بھی متذکرہ بالا میں استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟ فقط عبد العزیز ولد محمد شفیع

۷۸۶ الجواب: حکومت جن مواقع پر سود لیتی دیتی ہے وہ انہیں عوام الناس پر واضح و آشکارا کردیتی ہے، خواہ وہ اس کا نام سود رکھے یا منافع۔ انعامی بانڈ پر کسی بھی شرح سے حکومت کوئی سود نہیں دیتی اور بانڈ خریدنے والے کو اب یا آئندہ کوئی نقصان برداشت نہیں کرنا پڑتا تو اسے کھینچ تان کر سود یا جوئے کے کھاتے میں ڈال دینا اور وہ بھی کسی دلیل شرعی کے بغیر یہ عوام کو زبردستی گناہ میں جھونک دینا ہے اور یہ بات شریعت مطہرہ کو پسند نہیں لہٰذا مصالح شرعیہ کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کی خریداری اور اس پر حکومت جو انعام دیتی ہے اسے جائز و حلال قرار دیا جائے اور یہی فقیر بے توقیر کا فتوی ہے اور برسہا برس سے اسی فتوے پر قائم ہے، ہاں جس کے دل میں شک اور وسوسے ہوں وہ نہ خریدے یا اس پر ملنے والے انعام کو غرباء پر تقسیم کردے تو اس فعل سے شرع مجبور نہیں کرتی، جب کہ اس کے جواز کو اتنا ہی کافی، کہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل شرعی موجود نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ شراکتی کھاتے کے متعلق بھی یہی بات کی جائے گی جو اوپر مذکور ہوئی البتہ اگر کسی موقع پر یہ ثابت ہو جائے کہ حکومت اپنے وعدے کے برخلاف اس اعلان کی خلاف ورزی کررہی ہے تو اس وقت ان حالات میں فتوی دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

مضاربت کی تعریف اور اس کا طریقہ

سوال: جناب مولانا مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض ہے کہ کاروباری معاملات کے سلسلے میں ایک مسئلہ درپیش ہے جس کے لئے شرعی فتوی کی ضرورت ہے۔ ازراہ کرم اس معاملہ کی شرعی صورت حال سے آگاہ فرمائیں نوازش ہوگی۔

۱۔ مثلاً (الف) اپنی ضرورت کے تحت (ب) سے کوئی چیز لیتا ہے جس کے لئے (ب) مندرجہ ذیل شرائط مقرر کرتا ہے۔

یہ کہ اپنا یہ مال اسی وزن میں واپس لوں گا مگر جبتک تم اس کو استعمال کروگے یا اس کو خرید و فروخت کے کام میں لوگے اس کے عوض میں ایک مقررہ قم ہر ہفتہ، یا ہر ماہ، یا ہر تین دن، کے بعد بطور، عوض منافع کے طور پر لوں گا۔ جب کہ اصل مال اس وقت تک قائم رہے گا تاوقتیکہ تم واپس نہ کردو۔ اس قسم کے منافع کی شرعی طور پر کیا حیثیت ہے؟ اور کیا یہ جائز طور پر منافع کہلائے گا؟ یا کچھ اور؟ اگر الف اس قسم کے منافع دینے کے کاروبار کے نتیجے میں دیوالیہ ہو جائے تو ایسی صورت میں کیا (ب) پھر بھی مال وصول کرنے کا دعویدار ہوسکتا ہے۔ جب کہ وہ اصل قیمت سے کہیں زیادہ مذکورہ صورت میں منافع وصول کر چکا ہو۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ (ب) بازار کے بھاؤ میں کمی یا زیادتی کے سلسلے میں ہونے والے کسی نقصان کا ذمہ دار نہیں ہے۔ صورت مذکورہ بالا میں قسم کسی ایک فرمان پر آئے گی یا دونوں پر؟ عبدالرحیم

۷۸۷ الجواب: (ب) کا (الف) کو اس کی اپنی ضرورت کے ماتحت کوئی چیز اس شرط پر دینا، کہ اسی وزن میں واپس لوں گا، مگر جبتک تم اس کو استعمال کروگے۔ اس کے مقابل ایک مقررہ رقم، منافع کے طور پر لوں گا، صاف بتاتا ہے کہ مضاربت نہیں۔ یعنی تجارت میں وہ شرکت نہیں جس میں ایک جانب سے مال اور ایک جانب سے کام۔ اس لئے کہ مضاربت کے لئے جو شرائط ضروری ہیں اس میں ایک یہ شرط بھی ہے کہ نفع دونوں کے مابین شائع ہو مثلاً نصف نصف یا دو تہائی ایک کا، اور ایک

تہائی دوسرے کا، یا تین چوتھائی ایک کا اور باقی ایک چوتھائی دوسرے کا۔ نفع میں اس طرح حصہ معین نہ کیا جائے، جس میں شرکت قطع ہو جانے کا احتمال ہو، مثلاً یہ کہہ دیا کہ میں سو روپیہ نفع لوں گا۔ اس میں ہو سکتا ہے کل نفع سو (۱۰۰) ہی ہو۔ یا اس سے بھی کم، تو دوسرے کی نفع میں شرکت کیوں کر ہوگی، اور جب شرکت نہیں تو مضاربت فاسد ہوئی بیع بھی اس کو نہیں کہہ سکتے کہ واپس لینا اس میں شرط ہے۔ یہ تو نہ ہوا مگر قرض۔ جس پر ماہانہ یا ہفتہ وار یا سہ روزہ یا یومیہ ایک حصہ مقررہ، کا لینا شرط قرار پایا ہے، اور یہ صورت خالص سود، اور حرام ہے اور سود کے جواز کی کوئی صورت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (البقرۃ:275)۔ درمختار اور ردالمحتار وغیرہ میں ہے کل قرض جر نفعاً، حرام یعنی ہر وہ قرض جو نفع لائے وہ حرام ہے اور درمختار ہی میں ہے القرض بالشرط حرام، و الشرط لغو شرط کے ساتھ قرض لینا دینا حرام ہے، اور وہ شرط لغو ہے، اس سے معلوم ہوا کہ قرض لینے والا صرف اتنی ہی چیز کی واپسی کا ذمہ دار ہے جتنی اس نے قرض میں لی اور قرض دینے والا اتنی ہی چیز کا مستحق ہے جتنی اس نے قرض دی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

جو سوسائٹیاں بنک سے سود پر قرض لے کر تقسیم کریں، وہ سب سود میں ملوث ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک گروپ نے مل کر کوآپریٹو سوسائٹی قائم کی ہے۔ اس کوآپریٹو سوسائٹی نے سود پر بینک سے مال لیا ہے، اور وہ مال کوآپریٹو سوسائٹی کے ممبروں میں تقسیم ہوا ہے۔ اب زید بھی اس سوسائٹی میں شریک ہے جس نے سود پر مال لیا ہے، اور بنک کو سود ادا کیا ہے۔ امام مسجد جب کبھی نہیں ہوتا ہے تو زید اس نماز کی امامت کے فرائض انجام دیتا ہے۔ زید کا امام بننا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟ آپ دلائل کے ساتھ اور تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

دعا گو: کریم بخش، مقبول احمد، امام الدین، محمد صدیق، حاجی اکبر علی، حاجی نظام الدین، سرے گھاٹ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** حضور اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سود کھانے سے کوئی نہیں بچے گا اور اگر سود نہ کھائے تو اس کے بخارات پہنچیں گے" یعنی سود دے گا یا اس کی گواہی کرے گا یا دستاویز لکھے گا یا سودی روپیہ کسی کو دلانے کی کوشش کرے گا۔ یا سود خور کے یہاں دعوت کھائے گا، یا اس کا ہدیہ قبول کرے گا۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) فقیر حیران ہے کہ اس نام نہاد کوآپریٹو سوسائٹی کو کس زمرہ میں شمار کرے اور کم از کم اتنا تو ضرور ہے کہ اس کے کارکن، خود ان لعنتوں میں گرفتار ہو کر، دوسروں کی تباہی کا سامان کر رہے ہیں۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ "رسول اکرم ﷺ نے سود لینے والے، اور سود دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے، اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور یہ فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔" مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ہرگز ایسی سوسائٹی سے تعاون نہ کریں بلکہ انہیں مجبور کریں وہ ایسی لعنت والی چیزوں سے باز رہیں اور زید کہ اس نے اس کار شیطان میں شرکت کی ہے ہرگز اس قابل نہیں کہ وہ مسلمانوں کی امامت

کرے۔ اولاً وہ اس حرکت سے توبہ صحیحہ کرے، پھر امامت کا اہل ہو تو بے شک امامت کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم صفر المظفر ۱۴۰۴ھ

مشترکہ کاروبار میں منافع معین کرنے سے مضاربت نہیں رہتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص اپنی رقم دوسرے شخص کو کاروبار کرنے کے لئے دیتا ہے اس کے بعد دوسرا شخص طے شدہ معاہدے کے تحت ہر ماہ محدود رقم پہلے شخص کو دیتا ہے اور ہر ماہ اس رقم میں کبھی اضافہ یا کمی نہیں ہوتی یا دوسرے الفاظ میں نقصان کی گنجائش نہیں ہے۔ واضح رہے کہ یہ دونوں شخص مسلمان ہیں۔ اس معاہدے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ قرآن شریف وحدیث مبارکہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام محمد جمیل نظر شیخ، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** یہ تجارت میں ایک قسم کی شرکت ہے کہ ایک جانب سے مال ہو اور ایک جانب سے کام۔ اس عقد کی مشروعیت میں مصلحت یہ ہے کہ مال دار اور نادار دونوں کو فائدہ پہنچے۔ مال والے کو روپیہ دے کر اور غریب آدمی کو اس کے روپیہ سے کام کر کے۔ شرع میں اسے مضاربت کہتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے اور شرطوں کے علاوہ ایک شرط یہ بھی ہے کہ نفع دونوں کے مابین متعین ہو یعنی ہر ایک کا حصہ معلوم ہو جائے۔ مثلاً نصف نصف۔ یا دو تہائی یا ایک تہائی یا تین تہائی یا چوتھائی ایک کا ایک چوتھائی دوسرے کا۔ نفع میں اس طرح حصہ معین نہ کیا جائے کہ جس میں شرکت قطع ہو جانے کا احتمال ہو۔ مثلاً یہ کہدیا کہ میں سو روپیہ نفع لوں گا یا ماہ بماہ پچاس روپیہ لوں گا۔ غرض کوئی رقم نفع کی متعین ومحدود کر دی جیسا کہ سوال میں مذکور ہے۔ یہ جائز نہیں بلکہ سود ہے۔ اس میں ہو سکتا ہے کہ کل نفع اتنا ہی ہو جتنا روپے والے کو دے دیا گیا۔ یا اس سے بھی کم۔ تو دوسرے کی اس نفع میں شرکت کیوں کر ہوگی اور یہ دوسرا شخص کیا پائے گا۔ (عامۂ کتب)۔ یہ طریقہ بھی سودخوری کا ایک حیلہ ہے جسے نام شرکت کا دیا جارہا ہے اور نام بدل دینے سے حقیقت نہیں بدل سکتی۔ شراب کا نام شیرۂ انگور رکھدیا جائے تو وہ حلال نہیں ہو جائے گی۔ ناچ گانے پر اسلامی ثقافت کا لیبل لگا دیا جائے تو اس سے وہ حرام وناجائز حلال وجائز نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الودیعۃ (امانت کا بیان)

کسی کا مال ناحق کھانا

سوال: قبلہ محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، میرا حقیقی بھائی امیر الدین ولد امداد علی نہایت ظالم اور حاسد واقع ہوا ہے۔ پچیس سال سے متواتر مقدمہ بازی کر کے پریشان کر رہا ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ جو کچھ بھی ہے والد کی جائیداد کا وہ اکیلے ہی قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے اجمیر میں جھگڑتا رہا اور اپنے جائز حق سے زیادہ لیا اور بھائیوں کا حق مارا، اور یہاں پر بھی پہلے کی طرح، موجودہ مکان صرف اکیلے ہضم کرنا چاہتا ہے اور جو خاندان اس مکان میں مقیم ہیں، ان کو پریشانی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ کل امیر الدین نے کورٹ میں کلمہ پڑھنے کے بعد یہ بیان دیا ہوا ہے کہ خدا بخش میرا سوتیلا بھائی ہے، کبھی کہتا ہے کہ میری دوسری ماں کے ساتھ آیا ہوا ہے، کبھی کہتا ہے کہ باپ ایک ہے، گھر میں مائیں الگ الگ ہیں۔ حقیقت میں یہ سراسر جھوٹ ہے۔ مرحوم ماں باپ پر الزام دنیاوی دولت کے لئے لگا تا ہے۔ اس شخص کے لئے علماء دین کیا فرماتے ہیں۔ معاشرے میں اس کا کیا مقام ہونا چاہئے۔ اور جب تک وہ توبہ نہ کرے ہمیں اس کے یہاں کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟ اور اس کا لڑکا نظام الدین جو کہ اس کے ان کرتوتوں میں برابر کا شریک ہے اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

فقط خدا بخش ولد امداد علی اجمیری، سنار گلی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** جو باتیں سوال میں مذکور ہیں اگر مطابق واقع ہیں تو قرآن وحدیث کی رو سے امیر الدّین ظالم و جابر اور دوسروں کی حق تلفی کرنے والا قرار پاتا ہے۔ پھر ایسے ظالموں کے لئے کیا سزا ہے۔ یہ قرآن وحدیث سے سن لیجئے۔ قال اللہ تعالیٰ لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ (البقرۃ:188)۔ ایک کا مال دوسرا شخص ناحق طور پر نہ کھائے و قال النبی ﷺ جس نے ایک بالشت زمین ظلم کے طور پر لے لی قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم) اور طبرانی میں روایت ہے کہ جو شخص پرایا مال لے لے گا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔ (والعیاذ باللہ) اور فرمایا ﷺ نے ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہے یعنی ظلم کرنے والا قیامت کے دن سخت مصیبتوں اور تاریکیوں میں گھرا ہوگا۔ (بخاری و مسلم) پھر ایسے ظالموں کی مدد کرنے والے کے متعلق قرآن کریم کا صریح ارشاد ہے وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ (المائدہ:2) ظلم و گناہ پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور احادیث کریمہ میں بھی اس بارے میں سخت وعیدیں وارد ہیں۔ مولیٰ عزوجل اپنی پناہ میں رکھے اور حقدار کا حق پہنچانے کی توفیق دے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۴ ربیع الاوّل شریف ۸۵ ۱۳ ھ

امام کو پیشگی تنخواہ دینا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ: مسجد کے جمع شدہ مال سے امام مسجد کو بطریقہ تنخواہ پیشگی رقم دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ فقط، محمود الحسن بخاری

۷۸۶ **الجواب:** امام مسجد کو پیشگی تنخواہ دی جاسکتی ہے۔ درمختار میں ہے ''اوقات کے جو وظائف مقرر ہوتے ہیں یہ ایک اعتبار سے اجرت ہے اور ایک اعتبار سے صلہ واحسان'' اجرت تو یوں ہے کہ امام ومؤذن اگر انتہائے سال میں وفات پا جائے تو جتنے دن کام کیا ہے اس کی تنخواہ ملے گی اور محض صلہ ہوتی تو نہ ملتی۔ اور اگر پیشگی تنخواہ ان کو دی جاچکی ہے بعد میں انتقال ہو گیا یا معزول کردئے گئے تو جو کچھ پہلے دے چکے وہ واپس نہیں ہوگا اور محض اجرت ہوتی تو واپس ہوتی۔ واوین میں لکھے گئے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ تنخواہ پیشگی دی جاسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الاوّل شریف ۱۳۸۶ھ

امانت ضائع ہو جائے تو تاوان نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں مدرسہ ہذا کا ملازم ہوں۔ مجھے مدرسہ کی کتابیں خریدنے کے لئے کراچی بھیجا گیا۔ میں تین روز تک کتابیں تلاش کر کے خریدتا رہا۔ غالباً پانچویں روز میری جیب کٹ گئی اور مبلغ ۳۷۰ روپیہ ضائع ہوگئے۔ میں نے ملازمت کے علاوہ نجی اوقات میں چھ ماہ تک مزدوری کر کے مبلغ ۲۰۰ روپے مذکورہ نقصان کے بطور ضمان ادا کئے باقی کا مجھ پر تقاضہ ہے۔ مجھے حال میں معلوم ہوا ہے کہ'' امانت ہلاک ہو جانے پر ضمان نہیں'' یہ شرعی مسئلہ ہے لہٰذا واضح فرمائیں کہ مذکورہ بالا حالات میں کیا مجھ پر ضمان واجب ہے۔ اگر ضمان واجب نہیں تو بطور ضمان جمع کردہ مبلغ ۲۰۰ روپیہ کی واپسی کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے؟ فقط عبدالظفر خان اجمیری، ناظم رکن الاسلام، جامعہ مجددیہ میرآباد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔ کتابوں کی خریداری کے لئے جو رقم دی گئی وہ ودیعت تھی اور ودیعت کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز مودع (یعنی جس کی حفاظت میں دی گئی) کے پاس امانت ہوتی ہے اور یہ ودیعت ہلاک ہو جائے تو اس کا ضمان واجب نہیں بلکہ امین پر ضمان کی شرط کر دینا کہ اگر یہ چیز ہلاک ہوگئی تو تاوان لیں گے یہ بھی باطل ہے۔ (بحر الرائق۔ عالمگیری) خود حدیث شریف میں ارشاد فرمایا **لیس علی المستعیر غیر المغل ضمان ولا علی المستودع غیر المغل ضمان** معلوم ہوا کہ جبتک مودع خائن نہ ہو اس سے ضمان وصول نہیں کیا جاسکتا اور جب کہ تجربے سے یہ بات ثابت ہو کہ مودع خائن نہیں تو اس پر یہ حکم بھی نہیں لگایا جاسکتا کہ اس نے خود ہلاک وتلف کر دیا پھر ایک بات یہ ہے کہ اگر مودع سے ضمان وصول کرنے کا حکم دیا جائے تو لوگوں کے لئے مشکلات کا دروازہ کھل جائے گا اور کوئی شخص کسی کی امانت رکھنے پر تیار نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مودع نے لاعلمی میں جو رقم بطور ضمان جمع کرائی ہے وہ خود اس کی رقم ہے اور مطالبہ کا حق اس کے لئے محفوظ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

ودیعت رکھنے والا جبتک خائن نہ ہو، مال کے ضائع ہونے پر تاوان نہیں ہے

سوال: ایک آدمی نے کسی کے پاس ودیعتہ کوئی چیز رکھی اور اس نے اس چیز کو توڑ دیا یا کچھ نقصان کر دیا۔ دوسری صورت میں اپنے چھوٹے بچے کو وہ چیز دے دی تو اس نے اس چیز کو توڑ دیا۔ آیا! اس کو وہ ودیعت بھرنی پڑے گی یا نہیں؟

فقط۔ مولوی محمد یعقوب غفاری نقشبندی، درگاہ اللہ آباد، کنڈیارو، ضلع نواب شاہ، سندھ، ۱۰ جون ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب: ودیعت خاص اس چیز کا نام ہے جو حفاظت کے لئے دوسرے کے سپرد کر دی جائے اور وہ دوسرا اسے قبول بھی کر لے اور ودیعت کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز اس دوسرے کے پاس امانت ہوتی ہے جس کی حفاظت اس پر واجب ہوتی ہے۔ اب دوسرے نے اگر اس چیز کی ویسی ہی حفاظت کی کہ جیسے اپنے مال کی کرتا ہے اور وہ شے ہلاک ہوگئی تو اس کا ضمان واجب نہیں۔ (بحر الرائق وغیرہ۔) بچہ اگر ایسا ہے کہ وہ تمیز و شعور نہیں رکھتا تو اس کے پاس کوئی کیا کوئی چیز رکھے گا۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ چیز حفاظت سے رکھی ہوا تفاقاً بچے کے ہاتھ لگ گئی اور ٹوٹ گئی تو بھی ضمان نہیں اور صورت کوئی اور ہے تو بیان کی جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ودیعت رکھنے والے پر جب کہ وہ خائن نہ ہو ضمان نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رجب المرجب ۱۳۹۸ ھج

جو چندہ جس کام کے لئے لیا جائے اس میں خرچ کریں

سوال: مکرمی جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

انجمن سیّد سالار مسعود غازی حیدر آباد جو کہ ہماری برادری کی فلاح و بہبود اور دینی تنظیم ہے اور اس میں جمع شدہ پیسہ بطور امانت جمع ہے کہ پوری برادری کے بچّوں کی دینی تعلیم میں صرف کیا جاتا ہے۔

جناب عالی! ہماری برادری کا ایک آسودہ حالت شخص اپنے ذاتی مفاد کے مقدمہ میں تنظیم کا پیسہ استعمال کرنا چاہتا ہے، جس پر برادری کے لوگوں کو اعتراض ہے لہٰذا جناب سے گزارش کہ مہربانی فرما کر اس مسئلہ میں کچھ مدد فرمائیں اور فتویٰ دیں کہ دینی تعلیم کا پیسہ مقدمہ میں استعمال ہوسکتا ہے یا نہیں؟ تا کہ برادری آپ کے فتویٰ سے مستفیض ہوسکے۔ فقط، عبد اللطیف

۷۸۶ الجواب: جب کہ یہ رقوم برادری کی فلاح و بہبود اور دینی تعلیم کی ترویج کے لئے جمع کی گئی ہیں تو ان کے علاوہ کسی اور مد میں اس رقم کا خرچ کرنا، امانت میں خیانت کے مترادف ہے بالخصوص جب کہ یہ رقم دنیاوی مقدمہ میں صرف کی جائے۔ ہاں اگر مسلمانوں پر کوئی حادثہ آپڑے جس میں روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے اور اس وقت روپے کی کوئی سبیل نہیں تو، بے شک ایسی رقوم باہمی مشاورت و رضامندی سے بطور قرض لی جاسکتی ہے (عالمگیری) تو فرد واحد اپنے ذاتی مفاد دنیاوی، کے لئے اس رقم کا خرچ کرنے کا اور وہ بھی بہ جبر واکراہ، کوئی حق نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۹ ھج

امانت کا مال ضائع ہو جائے تو ضمان نہیں

سوال: مکرمی جناب مولانا صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض ہے کہ: میرے پاس ایک آدمی نے پیسے رکھے تھے اور وہ چوری ہو گئے۔ پیسے میں نے اس خیال سے رکھے تھے اگر مجھے ضرورت پڑی تو میں لے لوں گا لیکن چوری اس طریقے سے ہوئی کہ ایک کمرے میں، میں سویا تھا اور دوسرے کمرے میں پیسے پڑے ہوئے تھے اور ادھر سے پیسے چوری ہو گئے۔ تو اب آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ رقم مجھے واپس دینی پڑے گی یا نہیں؟ فقط گل رحمٰن

۷۸۶ **الجواب:** اگر اس نے روپیہ پیسہ کی ویسی ہی حفاظت کی جیسے وہ خود اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے کہ ہر وقت اپنے ساتھ نہیں رکھتا بلکہ اپنے گھر میں، محفوظ طور پر رکھتا ہے یا اپنے اہل وعیال کی حفاظت میں چھوڑتا ہے تب تو اس پر تاوان نہیں اور اگر لاپرواہی سے وہ رقم ڈال دی یا ایسی جگہ رکھی جہاں سے اس کے چوری ہونے کا اندیشہ ہے اور وہ چوری ہو گئی تو بیشک ضمان ہے۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاوّل ۱۴۰۲ ھج

امانت کا مال دیتے وقت شرط لگائی، امین نے شرط کا خیال نہ کیا اور مال ضائع ہوا تو تاوان ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مرتبہ مسجد سے رقم چوری ہوئی تو، انتظامیہ نے مؤذن صاحب کو یہ ہدایت کی کہ آئندہ ایک سو روپیہ سے زائد رقم مسجد میں رکھی نہ جائے، فوراً وہ رقم خزانچی مسجد کے پاس جمع کرائی جائے، مؤذن صاحب اس فیصلہ پر ہمیشہ عمل کرتے رہے مگر عید کے روز مؤذن مسجد نے تقریباً ایک ہزار روپیہ کی رقم مسجد کی الماری میں صرف ایک روز کے لئے رکھی مگر عید کے روز کسی نامعلوم فرد نے مسجد کی الماری توڑ کر رقم چوری کر لی۔ جب کہ مؤذن مسجد ایک دیانتدار ہیں اور عموماً بینک سے رقم نکلواتے ہیں کوئی بھی ایسی صورت پہلے پیش نہیں آئی ہے کیا یہ رقم مؤذن مسجد، یا انتظامیہ بطور جرمانہ ادا کرے گی یا نہیں؟ برائے کرم اس مسئلہ کا جواب تحریر فرمائیں

فقط السائل حافظ غلام محمد، امام جامع مسجد، لطیف آباد، حیدرآباد، ۲۷.۷.۱۹۸۳ء

۷۸۶ **الجواب:** قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ امانت رکھنے والے نے اگر ایسی شرط لگائی جس کی رعایت ممکن ہو، اور مفید بھی ہو، تو اس کا اعتبار ہے، یعنی اس شرط کی خلاف ورزی کی صورت میں ودیعت ضائع ہو جائے تو اس پر ضمان لازم آئے گا۔ مثلاً امانت رکھنے والوں نے اس سے کہا کہ یہ چیز دوکان میں نہ رکھنا، کیوں کہ اس میں ضائع ہونے کا اندیشہ ہے اور جس کے پاس یہ ودیعت ہے اس کے لئے کوئی دوسری جگہ اس سے زائد محفوظ ہے اور یہ اس پر قادر بھی تھا کہ اٹھا کر وہاں لے جاتا مگر نہ لے گیا اور دوکان سے وہ چیز رات میں چوری ہو گئی تو ضمان دینا ہو گا۔ ورنہ نہیں۔ (عالمگیری وغیرہ) یہاں یہی صورت ہے کہ جب مسجد کی انتظامیہ نے تاکید کر دی تھی کہ سو روپیہ سے زائد رقم مسجد میں نہ رکھی جائے بلکہ خزانچی کے سپرد کر دی جائے تو اس نے کیوں اس کی خلاف ورزی کر دی اور وہ کون سی مجبوری وضرورت تھی کہ اس نے اتنی بڑی رقم، ضائع ہونے کے اندیشے

کے باوجود، خزانچی کو نہ پہنچائی۔ حتی کہ وہ رقم ضائع ہوگئی۔ مختصر یہ کہ رقم کا ضیاع، مؤذن کی کوتاہی سے ہوا تو وہ اس کا ضامن ہے۔ الّا یہ کہ چندہ دینے والے خود ہی اُسے معاف کردیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

اگر قرض خواہ اپنی رقم مانگے، اور مقروض دینے کی بجائے، حج پر چلا جائے تو ایسے مال سے حج جائز نہیں

سوال: محترم جناب مولانا مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ خادم کو قرض کے بارے میں فتوی درکار ہے۔ امید ہے کہ جناب قرآن وسنت کی روشنی میں فتوی عنایت فرمائیں گے۔

عرض یہ ہے کہ: ایک شخص زید نے بکر سے ۱۰۰۰۰۰=/ لاکھ روپیہ صرف ایک ہفتہ کے لئے قرض پر لیا لیکن اب ایک ہفتہ گزرنے کے بعد بکر نے زید سے اپنا ایک لاکھ روپیہ قرض کا طلب کیا تو زید نے وہ قرض کی رقم دینے سے انکار کر دیا۔

اب معلوم ہوا ہے کہ زید اس قرض کی رقم سے حج کرنے جا رہا ہے اور بکر کی رقم دینے سے انکار کر رہا ہے۔ اس لئے قرآن وسنت کی روشنی میں فتوی دیں کہ کیا زید کا یہ عمل درست ہے؟ اور وہ بکر کا قرض ادا کرنے سے پہلے حج کر سکتا ہے؟ اور کیا ایسا حج درست ہوگا؟ فقط مستقیم احمد خاں، ۲۸.۶.۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ میں زید پر لازم ہے کہ وہ بکر کی رقم جو بصورت قرض اس پر واجب ہے ادا کرے۔ اس قرض کی رقم کو اپنے تصرف میں لانا ناجائز ہے اور پھر قرض لے کر منکر ہونا علیحدہ گناہ ہوا۔ بہر حال یہ رقم چونکہ زید کی ملک نہیں ہے اور حج کی شرائط میں سے ہے کہ وہ سفر خرچ کا مالک ہو لہٰذا اس حرام مال سے حج جائز نہیں اور زید کا یہ عمل شرعاً ناجائز ہے۔ (بہار شریعت۔) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

جب امانت مقررہ جگہ پہنچادی، پھر ضائع ہوئی تو امین پر تاوان نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: زید نے بکر کے ہاتھ ایک واشنگ مشین ابوظہبی سے پاکستان روانہ کی۔ واشنگ مشین پاکستان پہنچنے کے بعد، بکر جب واپس ابوظہبی آیا تو زید نے بکر سے واشنگ مشین کے اخراجات دریافت کئے۔ بکر نے کسٹم وکلیرنس کے اخراجات کے لئے کہا کہ میں تم سے لے لوں گا۔ اس دوران بکر پر سامان کی زیادتی کے سبب جرمانہ عائد کیا گیا تو بکر نے کہا کہ وہ جرمانہ کی رقم میں آپ سے نہیں لوں گا بلکہ صرف کلیرنس اور ٹرانسپورٹ کے اخراجات لوں گا۔ زید نے تین مرتبہ یہ بات دہرائی کہ آپ اپنے تمام اخراجات جو مجھ پر بنتے ہیں لے لو۔ کچھ عرصے بعد زید اور بکر میں کسی مسئلے پر تنازعہ ہوگیا لیکن اس سے قبل زید واشنگ مشین کے اخراجات جو کہ بکر نے بتائے تھے وہ ادا کر چکا تھا۔ اس تنازعہ کے سبب زید وبکر میں رنجش ہوگئی اور حتی کہ بات یہاں تک پہنچ گئی دونوں میں بول چال بند ہوگئی۔ اس تنازعہ کے کچھ دن گزرنے پر بکر نے پھر اپنے اس جرمانہ کا تقاضہ کیا لیکن زید جو بکر کے حساب سے تمام رقم ادا کر چکا تھا، لیکن اس تمام اخراجات اور جرمانے کا تحریری ثبوت بکر کے پاس موجود نہیں تھا لیکن بکر کے کہنے پر اسے جو رقم بنتی تھی وہ معہ جرمانہ ادا کر دی گئی۔ بکر کے

اس تقاضہ پر زید نے قرآن پاک پر فیصلہ کیا کہ وہ تقاضے کی قیمت سے زیادہ رقم قرآن پر رکھ دیتا ہے کہ جتنے اس کے بنتے ہیں وہ قرآن پر سے اپنی رقم اٹھالے لیکن بکر اس بات پر راضی نہ ہوا۔ بکر نے رقم نہ اٹھائی اور تقاضا کرتا رہا۔ یاد رہے کہ بکر پہلے اپنا تمام حساب لے چکا تھا اور جرمانے کا بھی علم بکر ہی کو تھا نہ کہ زید کو۔ اب زید پاکستان آ گیا اور بکر کا معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ زید نے حجت کے طور پر یہ کہا کہ میں پاکستان جاتا ہوں میں بھی تمہاری واشنگ مشین اس کے بدلے میں لے جاتا ہوں لیکن بکر اس پر بھی راضی نہ ہوا اب جب کہ زید بکر الگ الگ ہیں۔ اس واقعہ کو چار سال گزر چکا ہے کہ آپ قرآن وسنّت کی روشنی میں اس مسئلہ کا حل پیش کریں۔ اگر زید مجرم ہے۔ اور رقم اس کے ذمہ ہے تو زید کس طرح ادا کرے کیوں کہ زید بکر کے بارے میں کچھ نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے؟ فقط السائل، محمد صادق قریشی تحریک غلبہء اسلام، ساکن شہداد پور، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں زید پر اب کوئی جرمانہ یا تاوان نہیں ہے۔ جب بکر نے زید کی دی ہوئی امانت اس کی مطلوبہ جگہ پہنچا دی اور کرایہ بھی جو طے ہو چکا تھا وصول کر لیا تو اب زید پر کچھ لازم نہیں۔

احمد میاں برکاتی ۱۹۸۵ ۸.۴ء

اگر کسی کے وارث کا علم نہ ہو تو مال وارث کے ملنے تک امانتاً رکھا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک ماہ کا عرصہ ہوا زید کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کا قریبی کوئی وارث نہیں ہے۔ زید تقریباً ۱۵ سال تک ایک مسجد کا پیش امام رہا ہے۔ مسجد کے علاوہ زید کا اور کوئی ٹھکانہ نہیں تھا اور پندرہ سال سے صرف مسجد میں ہی رہتے تھے۔ دو سال قبل حج کے فارم بھرے تھے اور اسمیں لکھا تھا کہ اگر میرا انتقال ہو جائے تو میرا روپیہ مسجد کو واپس دیا جائے یا مسجد کو وارث قرار دیا تھا اور اس کے بعد حج کی منظوری نہیں ہوئی اور حج کا روپیہ ڈاکخانہ میں جمع کر دیا تھا اب چونکہ ان کا انتقال ہو گیا ہے اور روپیہ ڈاکخانہ میں جمع ہے۔ دوسرے ان کا کچھ سامان اور کپڑے وغیرہ بھی حجرے میں موجود ہیں۔ کیا ان کے روپے اور سامان کی مسجد وارث ہے؟ اور وارث نہ ہونے کی صورت میں ان کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور کپڑے اور سامان فروخت کر کے ان کے انتقال کے خرچ پر لگایا جاسکتا ہے؟ اور باقی کپڑے اور سامان اللہ کے نام پر غریبوں کو تقسیم کر کے ان کی روح کو ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے؟ مسجد کے وارث ہونے کا ثبوت ان کے حج فارم سے معلوم ہوا ہے۔ جب کہ ان کے فوٹو اور دستخط بھی موجود ہیں۔ ان کے انتقال کی اطلاع بار بار اعلانات اور اخبارات میں بھی شائع کر دی گئی ہے تاکہ کوئی جائز وارث ہو تو مسجد کمیٹی سے رجوع کرے۔ منجانب انجمن مسجد کمیٹی، شاہی بازار، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** وصیت صرف تہائی مال یعنی ۱/۳ میں جاری ہوتی ہے تہائی مال کے علاوہ جتنا مال نقد کپڑے سامان وغیرہ موجود ہے وہ متوفی کے وارث کا حق ہے اگرچہ وہ دور کے رشتہ دار ہوں۔ یہ مال بطور امانت رکھا جائے اور جب کسی وارث کا پتہ نہ چلے تو آگاہ کیا جائے تاکہ جواب دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب العاریۃ (بغیر مُعاوضہ کوئی چیز عارضی دینا)

عاریت کی ایک صورت

سوال: محترمی ومکرمی جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: الف ایک دوکان کا مالک ہے۔ ب اس کا قریبی عزیز ہے۔ ب کو عارضی طور کام جمانے کے لئے دوکان کی ضرورت تھی۔ مارچ ۱۹۸۰ء میں بغیر کسی تحریر کے باہمی اعتماد پر دوکان دی گئی تھی۔ البتہ درج ذیل باتیں متفقہ طور پر طے شدہ اور مسلم تھیں کہ

۱۔ ب نے اسکوٹر پارٹس کی ایجنسی لی تھی۔ اسے صرف کام جمانے کے لئے عارضی طور پر دوکان کی ضرورت تھی۔ دوکان ہذا مین بازار سے الگ تھلک ہے۔ اس لئے کہا گیا تھا کہ کام جمنے کے بعد مارکیٹ میں دوکان لے لوں گا اور آپ کی دوکان خالی کردوں گا۔ ۲۔ الف کو جب دوکان کی ضرورت ہوگی، دوکان فوراً خالی کردی جائے گی۔

الف نے دوکان کے سلسلہ میں ایک پیسے کا بھی مطالبہ نہیں کیا بلکہ بجلی بھی مفت میں محض رشتہ داری کے سبب دے رہا ہے۔

الف کو دوکان کی ضرورت ہے۔ اس نے دوکان خالی کرنے کا مطالبہ کیا۔ جس کو دو سال سے زیادہ گزر چکا ہے۔ ب نے طے شدہ باتوں سے انحراف کرتے ہوئے دوکان خالی کرنے سے انکار کردیا ہے۔ یاد دلایا گیا کہ ایفائے عہد فرمائیں اور امانت واپس کردیں لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

مندرجہ بالا کوائف کی روشنی میں قرآن وحدیث کی رو سے فتویٰ صادر فرمائیں کہ

۱۔ الف کا مطالبہ جائز ہے یا ناجائز؟ ۲۔ ب نے ایفائے عہد سے گریز کیا ہے، شریعت کا کیا فیصلہ ہے؟

۳۔ ب اس دوکان سے جو روزی حاصل کرتا ہے، وہ جائز ہے یا ناجائز؟ فقط والسلام احقر عبدالواحد

۷۸۶ **الجواب:** یہ صورت، عاریت کی ہے۔ یعنی مالک دوکان نے اپنی دوکان کسی عوض کے بغیر، دوسرے کو دے دی۔ یہ دوکان اب اس دوسرے کے پاس امانت ہے اور مالک دوکان کو یہ اختیار ہے کہ جب چاہے دوکان واپس لے سکتا ہے۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ حدیث شریف میں آیا کہ "تین چیزیں منافق کی علامت ہیں۔"

۱۔ جب بات کرے جھوٹ بولے، ۲۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، ۳۔ اور جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے۔ تو وعدہ خلافی سخت گناہ اور شان مسلم کے خلاف ہے اور ذریعہ ناجائز ہو تو آمدنی بھی ناجائز۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ ر ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسوله الكريم

باب الھبۃ (کسی کو تحفہ دینا، بخشش کرنا)

کسی نیک کام میں کوئی چیز دے کر واپس لینا بہت برا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مذہبی انجمن جس کے تحت قرآن کریم حفظ، ناظرہ کے تین مدرسے چلتے ہیں۔ انجمن کے چند افراد نے چند مطالبات جو قانوناً غلط ہیں منوانے کی کوشش کی لیکن انجمن کے ارکان کی بھاری اکثریت نے ان کے ان مطالبات کی پرزور مخالفت کی۔ اب وہ چند افراد اس بات پر مصر ہیں کہ ہم نے انجمن میں جو رقم خود دی یا کسی سے زکوٰۃ، خیرات، عطیات، قربانی کی کھالیں وغیرہ دلائی ہیں اس کا حساب کر کے رقم واپس کی جائے۔ کیا رقم ان کو شرعاً دی جاسکتی ہے یا نہیں۔ دلائل کی روشنی میں واضح فرمائیں۔

نوٹ۔ ایک مدرسہ ان ممبروں میں سے بعض کے علاقے میں موجود ہے لیکن اس کا سارا انتظام مرکز کے تحت ہے اور انجمن اس کو ہر صورت چلانے کے لئے تیار ہے۔ ان افراد نے فرداً فرداً خود اپنے پیش کئے ہوئے مطالبات کو غلط اور ناجائز تسلیم کیا ہے؟ عبدالرزاق، نائب ناظم انجمن، پھلیلی، پریٹ آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: ایک عاقل بالغ نے اپنی کوئی چیز، جب کسی فرد، یا انجمن، کو بلا معاوضہ دے ڈالی اور اس دوسرے کو اس چیز کا مالک کر دیا اور اس دوسرے نے اس پر قبضہ کر لیا تو یہ ہبہ ہوا اور ہبہ تمام ہو جائے، تو اسے لینا بہت بری بات ہے۔ حدیث شریف میں صاف ارشاد ہوا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جس طرح کتا قے کر کے چاٹ جاتا ہے، اور یہ شخص واپس نہیں لے سکتا، اور اگر دی ہوئی رقم، زکوٰۃ صدقہ، فطرہ، یا کسی اور صدقہ واجبہ کی رقم ہے تو اس سے واپس لینا بھی جائز نہیں۔ اگر چہ صدقہ لینے والا اسے واپس کرے۔ (عالمگیری) اور اس ممبر نے دوسروں سے جو رقم انجمن کے لئے حاصل کی ہے ان کی واپسی کا حکم ظاہر ہو گیا، جب وہ رقوم خود دینے والے وصول نہیں کر سکتے تو اس کی تو حیثیت محض ایک وکیل کی تھی، وہ بھی ختم ہوئی اب اس رقم کو صرف انجمن حسب صوابدید جائز طور پر صرف کر سکتی ہے۔ کسی اور کو اس رقم پر کوئی اختیار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی القعدہ ۱۳۸۷ھ

اپنی بیٹی کو بیچ دیا، اور رقم اپنے کام میں لی حلال ہے یا حرام؟ اگر ان پیسوں سے زمین خرید لی تو اس کی آمدنی کو کیا کرے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی لڑکی کو بیچ کر وہ پیسے اپنے پاس رکھ لئے۔ کچھ عرصہ

کے بعد کسی آدمی نے اپنی زمینیں بیچنی شروع کیں تو اس شخص نے ان پیسوں سے وہ زمین خرید لی۔ چند دنوں کے بعد اس شخص کو کسی عالم نے سمجھایا کہ یہ حرام ہے۔ تو وہ شخص اب شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا چاہتا ہے، تو اس کی کیا صورت ہے۔ زمین دینے والا زمین واپس نہیں لیتا اور وہ زمین کے پھلوں سے مسافروں کو یا غریبوں کو کھانا یا خیرات دے سکتا ہے یا نہیں۔ اور اگر وہ خود کھائے تو حرام ہے یا حلال؟ یا وہ شخص وہ زمین بیچ کر اپنے لئے یا اپنے لڑکوں کی شادی کے لئے خرچ کر سکتا ہے یا نہیں؟

فقط متعلم حافظ غلام مصطفےٰ (الصف الثالث)، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: زمین والا اگر زمین واپس کردے اور اپنی رقم لے لے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی لغزشوں کو معاف فرمائے گا۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ) اور اگر وہ زمین واپس نہیں کرتا تو اس پر فرض ہے کہ اس کی پیداوار سے رقم مہیا کرے اور جمع کر کے ایک ساتھ یا قسط وار اس شخص کو وہ رقم ادا کرے جس کے ہاتھ لڑکی کو بیچا تھا یا کسی سے قرض لے کر اس کی رقم چکائے۔ اسی طرح اس لڑکی کے خریدار پر فرض ہے کہ اس لڑکی کو اس کے باپ کے حوالہ کردے وہ لڑکی آزاد ہے۔ اس پر صرف اپنا حق ہے یا اپنے ماں باپ کا۔ حرام کا مرتکب جس طرح اس کا باپ ہے یوں ہی وہ بھی حرام کا مرتکب ہے جس نے اس لڑکی کو خریدا۔ دونوں پر توبہ فرض ہے۔ بہرحال روپیہ دینے والے کا لڑکی پر کوئی حق نہیں اور جو روپیہ اس نے دیا وہ لینے والے پر قرض ہے خواہ یہ معاف کردے اور آخرت کا ثواب لے یا اس سے وصول کرے۔ ہاں رقم وصول کرنے کے لئے لڑکی کو نہیں روک سکتا۔ روکے گا تو یہ اور گناہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رجب المرجب ۱۳۸۹ ھج

چندہ کی رقم سے، تمام چندہ دہندگان کی مرضی سے کاروبار کرنا، اور اپنی جانب سے منافع بلاشرط دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم محلہ کے چند افراد مل کر ایک انجمن قائم کرتے ہیں۔ جو صرف ایک سال کے لئے ہوتی ہے اور رمضان سے قبل توڑ دی جاتی ہے اور پھر اسی روز نئے ممبر بنائے جاتے ہیں اور اس انجمن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تھوڑا تھوڑا بچا کر عید کے موقع پر اپنی ضروریات اور خوشی کو دوبالا کرنے کے لئے ہر ممبر سے دو روپیہ ہر ہفتہ لیا جاتا ہے اس طرح تقریباً ایک سو پچاس ممبروں سے ۳۰۰=/ سو روپے لئے جاتے ہیں چونکہ یہ رقم بیکار پڑی رہتی تھی لہٰذا کمیٹی کے ممبروں کی اکثریت کی رائے سے یہ طے پایا گیا کہ انجمن کا کوئی ایک مرد رقم لے کر بطور ادھار کاروبار کرتا ہے اور مقررہ مدت پر جتنا پیسہ انجمن سے لیتا ہے واپس کر دیتا ہے، تو اگر وہ اپنی خوشی سے انجمن کو بطور عطیہ کے کچھ دینا چاہے تو وہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی یہ بتائیں کہ اگر ممبر نے جو عطیہ دیا ہے وہ سود ہے یا نہیں؟ اور یہ جائز ہے یا ناجائز؟

فقط چراغ الدین

۷۸۶ الجواب: کسی ضرورت مند مسلمان کو کوئی رقم بطور قرض دینا اور اس پر کوئی منافع نہ لینا باہمی تعاون ہے جس کا حکم قرآن شریف میں موجود ہے اب جب کہ یہ رقم بلاشرط دی گئی بلکہ صراحتاً لینے والے نے کہہ دیا کہ میں کوئی منافع نہ دوں گا اور

انجمن نے کہہ دیا کوئی نفع نہ لیں گے، پھر اگر شخص مذکورہ کوئی رقم بطور عطیہ دینا چاہتا ہے تو دے سکتا ہے یہ سود نہیں البتہ قرض لینے والا کوئی رقم بطور عطیہ نہ دے تو انجمن کو کوئی ناگواری نہ آنی چاہئے بلکہ انھیں خوشی ہونی چاہئے کہ ایک مسلم کا کام بھی بن گیا اور ہماری رقم بھی واپس مل گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۵ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

ضروریات مسجد کے لئے چندہ کیا گیا، اس سے رنگ وروغن جائز

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسجد کے بیت المال میں امام صاحب کی تنخواہ، مؤذن کی تنخواہ، بجلی کا بل، اور سوئی گیس کا بل ادا کرنے کے بعد بھی کچھ رقم بچ رہی ہے۔ مسجد کی سفیدی، رنگ وروغن و دیگر ضروریات میں اس رقم کو خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ از روئے شرع شریف جو حکم ہو صادر فرمائیں۔ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: جو رقم چندہ سے مسجد کے لئے جمع کی گئی ہے اس سے مسجد کا رنگ وروغن کرنا، چراغاں کا اہتمام کرنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

جو چندہ مسجد کی ضروریات کے لئے کیا، اس سے حافظ کو نذرانہ نہ دیا جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسجد میں ختم قرآن شریف کی تقریب میں تراویح پڑھانے والے حافظ صاحب کو نذرانہ اور تبرک وشیرنی وغیرہ پر ضروریاتِ مسجد کے بیت المال کی رقم سے خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ از روئے شرع شریف آگاہ فرمائیں۔ فقط السائل

۷۸۷ الجواب: عام چندہ سے، مسجد کے لئے جمع کی جانے والی رقوم صرف مسجد کی ضروریات پر صرف کی جائیں۔ تراویح پڑھانے والے حافظ صاحب کو نذرانہ اس رقم سے نہ دیا جائے، یا پھر ان لوگوں سے اجازت حاصل کر لی جائے جنھوں نے مسجد کو چندہ دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

چندہ کا مشترکہ پیسہ حرام نہیں ہوسکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: مسجد یں تعمیر ہو رہی ہے اور ہر مسجد کے دروازے کے سامنے سڑک پر گلا لگا ہوا ہے۔ اب اس میں چندہ غیر مسلم بھی ڈالتے ہیں کیوں کہ مسجد سے آواز آرہی ہے کہ مسجد کی تعمیر میں جو حصہ لے گا، اسے جنت میں سونے کا گھر ملے گا۔ آس پاس کے دوکانداروں نے کہا ہے کہ اس میں آوارہ عورتیں بھی چندہ ڈالتی ہیں۔ تو کیا نمازیوں کی نماز صحیح ہو جائے گی؟

گلے کے پاس کوئی شخص کھڑا ہوا بھی نہیں ہوتا جس کا دل چاہتا ہے پیسے گلے میں ڈال دیتا ہے۔ یہ گلا صحیح ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو اس کے لئے کیا کیا جائے؟ السائل، محمد ادریس، ریشم گلی، حیدرآباد، ۲۸.۹.۱۹۷۸ء

۷۸۸ الجواب: غیر مسلم، تعمیر مسجد میں اور وہ بھی یوں کہ اس کا نام نہ ہو جب کہ وہ نام پر مرتے ہیں، چندہ دینے ہی کیوں لگا،

یوں ہی بلا تحقیق عورتوں کو جو اس میں چندہ ڈالتی ہیں آوارہ کہہ دینا سخت بری بات ہے۔ اس سے احتراز و اجتناب لازم وضروری ہے اور بالفرض مان بھی لیا جائے کہ کسی غیر مسلم نے یا کسی آوارہ مرد خواہ عورت نے اس میں چندہ ڈالا تو اس سے نماز میں کیا خرابی پیدا ہوگی۔ اس پیسہ کو آنکھ بند کر کے حرام پیسہ نہیں کہا جا سکتا جب تک تحقیق نہ ہو۔ اس قسم کے وسوسوں کے پیچھے مت بھاگیں ورنہ جینا دوبھر ہو جائے گا۔ شریعت مطہرہ، ظاہر پر حکم دیتی ہے اور بظاہر وہ روپیہ حرام نہیں، تو حلال ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شوال المکرم ۱۳۹۸ ھ

چندہ جس غرض کے لئے ہے اس میں صرف کرنا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مسجد کے بیت المال کی رقم سے مسجد میں پنکھے خرید کر لگائے جا سکتے ہیں؟ جب کہ ۲۵ سال پہلے سے ۳ پنکھے لگے ہوئے ہیں۔

۲۔ بیت المال سے مسجد میں رنگ وروغن کرایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

۳۔ بیت المال سے ختم قرآن پاک کی تقریب میں رقم خرچ کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ برائے کرم صحیح ومدلل جواب سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ فقط والسلام خادم اہلسنت حافظ سراج الدین

۷۸۶ **الجواب:** جب کہ یہ رقم لوگوں سے حاصل کئے ہوئے چندہ سے ان ہی مصارف کے لئے جمع کی گئی ہے تو اس کا مصرف ہر وہ جائز فعل ہے جس سے مسجد ومصلیان مسجد کا مفاد ہو کہ چندہ کی رقم ایسے ہی مصارف میں صرف کی جاتی ہے لہٰذا اس رقم سے پنکھے خریدنا، رنگ وروغن کرانا، ختم قرآن کریم کا اہتمام کرنا، حافظ وسامع کی خدمت، کرنا، شیرنی تقسیم کرنا وغیرہ جائز ہے اور اگر مسجد سے متعلق کچھ وقف ہے اور اس کی آمدنی مسجد میں جمع ہے تو اس میں تفصیل ہے۔ سائل الگ معلوم کر سکتا ہے؟

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رمضان المبارک ۱۳۹۸ ھ

سودی رقم بلا نیت ثواب مجبوروں کو دے دے

سوال: محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی عرض یہ ہے کہ ایسوسی ایشن ہذا کی کچھ رقم ایک مقامی بینک میں فکسڈ ڈیپازٹ کھاتہ میں جمع ہے۔ بینک اس رقم پر سالانہ ایک مقررہ شرح سے منافع دیتا ہے۔ جس کو عام طور پر سود کہا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ منافع (سود) کسی ادارہ یا ایسوسی ایشن کو لینا جائز ہے یا حرام۔ اگر وہ رقم لینا ناجائز ہے تو پھر ایسی رقم کا مصرف کیا ہونا چاہئے۔ بینک میں چھوڑ دی جائے۔ یا کسی غریب یا ضرورت مند کو دے دی جائے۔ یا کسی رفاہی ادارے کے حوالہ کر دی جائے؟ یا کسی اور کام میں لی جائے؟ جب کہ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اس ملک کی اقتصادیات کا پورا انتظام ہی بینک کے منافع پر چل رہا ہے۔ امید ہے کہ تفصیلاً جواب سے مطلع فرمائیں گے۔ فقط۔ شبیر احمد خان، صدر حیدرآباد صرافہ ایسوسی ایشن، صرافہ بازار، حیدرآباد

۷۸۶الجواب: یہ رقم پہلے بینک سے نکال لی جائے پھر معذور و مجبور لوگوں پر صرف کریں لیکن نہ اس میں نیت ثواب ہو نہ ایسوسی ایشن کا اپنا مفاد مضمر۔ (فتاویٰ مظہریہ۔ فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رمضان المبارک ۱۳۹۸ ھج

زمین ہبہ کردی تو اب واپس لینے کا حق نہ رہا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جب محمد صدیق ولد کہڑ خان کا انتقال ہوا۔ اس وقت محمد صدیق ولد کہڑ خان نے اپنے پسماندگان میں، بیوی، چار لڑکیاں، ایک لڑکا، اور کچھ اراضی زمین چھوڑ دی۔ یہ بچے محمد صدیق ولد کہڑ خان کے بھائی مولوی محمد عمر صاحب کی زیر کفالت رہے کچھ عرصے بعد محمد صدیق کی بیوی اور دو لڑکیاں اور لڑکا تو انتقال کر گئے۔ باقی مرحوم کی دو لڑکیاں باقی رہیں ان کے نام یہ ہیں ۱۔ بصران، ۲۔ جمیعت۔ جب یہ لڑکیاں جوان ہوئیں تو مولوی محمد عمر صاحب نے محمد صدیق کی چھوڑی ہوئی ملکیت زمین کو شرع محمدی کے موجب بھائی محمد عمر صاحب اور دونوں لڑکیوں میں زمین تقسیم کی اور ساتھ ہی مسماۃ بصران کا نکاح محمد صالح سے کرادیا اور دوسری لڑکی جمیعت کا نکاح اپنے لڑکے رحمت اللہ سے کرادیا ان دونوں لڑکیوں نے اپنے حصے کی زمین اپنے چچا محمد عمر صاحب کو بخشش کردی اور ۱۹۳۸ء میں بخشش کی ہوئی زمین کا اندراج دو گواہوں کے سامنے مختیار کار صاحب کے آفس میں کرادیا گواہوں کے نام یہ ہیں ۱۔ مولوی محمد صالح ولد ولی محمد، ۲۔ محمد اسحاق ولد احمد خان ۱۹۴۷ء میں مولوی محمد عمر صاحب انتقال کر گئے اور مسماۃ جمیعت کا بھی انتقال ہو گیا اور وہ زمین جو بخشش والی تھی مولوی محمد عمر صاحب کے ورثاء میں تقسیم ہوگئی۔ یہ ورثاء زمین پر آج تک قابض ہیں۔ اس وقت مسماۃ بصران اپنا حصہ بخشش کیا ہوا واپس طلب کر رہی ہے۔ زمین طلب کرنے پر زمین کا ریکارڈ دیکھا گیا۔ لیکن وہ ریکارڈ نہیں مل رہا ہے اور گواہ موجود اور زندہ ہیں۔ کیا ایسی صورت میں مسماۃ بصران اس زمین کو لینے کی حقدار ہے یا نہیں؟ اس معاملہ میں قانون شرعی کیا کہتا ہے؟ فقط رحمت اللہ ولد مولوی محمد عمر

۷۸۶الجواب: جب کہ مسماۃ بصران نے وہ زمین اپنے چچا محمد عمر کو بخش دی اور بموجب قانون مروجہ وقت بخشش، اس کا داخل خارج بھی محمد عمر کے نام سے ہو گیا اور ادھر محمد عمر مرحوم کا انتقال ہو گیا تو یہ زمین اسی وقت ہبہ سے، محمد عمر کی ملکیت ہو گئی۔ پھر موہوب لہ یعنی جسے زمین ہبہ کی گئی اس کی موت خود مانع رجوع ہو تو اب بصراں کو یوں بھی اختیار نہ رہا۔ مختصراً حکم شرعی یہ ہے کہ اب بصراں اس زمین کی واپسی کا کوئی مطالبہ نہیں کر سکتی۔ اگر کرے گی تو شرعاً مطالبہ قابل قبول نہ ہوگا۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۸ ھج

(میں اس قرآن و حدیث کو نہیں مانتا) (معاذ اللہ) یہ کہنا کلمۂ کفر ہے۔ اس پر وراثت کے احکام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک قطعہ زمین نصف آباد، اور نصف غیر آباد ہے، اور زید کے دادا نے

یہ زمین بکر کو ھبہ کر دی اور کچھ دن بعد بکر نے اس زمین کو خالد کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ زید نے دعویٰ کیا کہ بکر کو ہبہ شدہ زمین کو فروخت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ آیا! از روئے شرع شریف زید اپنے دعویٰ میں سچا ہے یا جھوٹا؟

پھر اسی ہبہ شدہ قطعہ زمین پر زید اور بکر اپنے اپنے حق کو ثابت کرنے کے لئے آگے آگے تھے۔ آخر کار دونوں قاضی وقت کے پاس چلے گئے اور قاضی نے ان میں سے ہر ایک سے گواہ طلب کرایا اور دونوں گواہ لانے سے عاجز آ گئے۔ تو پھر قاضی نے باجازت مدعی، مدعا علیہ پر حلف پیش کیا اور مدعا علیہ قسم کھانے سے تین مرتبہ انکار کرنے لگا اور ساتھ اس طرح کہا کہ میں اس قرآن وحدیث کو نہیں مانتا اور یہ کہہ کر چلا گیا قاضی کے دربار سے اور پھر قاضی نے وہ قطعہ زمین بکر کو تحریر کر کے دے دی۔ تو از روئے شرع مدعا علیہ مسلمان رہا یا نہیں۔ اور تجدید کلمہ اور نکاح وغیرہ لازم آیا یا نہیں۔ اور چند دن بعد مدعا علیہ قاضی سے وہ تحریر لے کر کسی اور قاضی کے پاس گئے جس نے بارہ ہزار روپے رشوت لے کر اس تحریر کو غلط قرار دیا۔ قاضی ثانی نے بر بناء رشوت تحریر کو توڑا۔ از روئے شرع اس مذکورہ مسئلہ کو قرآن وحدیث سے وضاحت کر کے ہمارے لیے ہدایت کا راستہ کھولئے۔

فقط والسلام (مولوی) احمد خان زہری، فضل محمد بوبک، بلوچستان، علاقہ خضدار

۷۸۶ الجواب: زید کے دادا نے جو زمین بکر کو ہبہ کر دی اور وہ زمین اسی کی ملک اور اس کے قبضے میں تھی تو بیشک وہ ہبہ صحیح ہوا اور اب اس زمین پر بکر کی ملکیت ثابت ہوگئی یعنی اس زمین پر بکر نے قبضہ کر لیا۔ دستاویز میں داخل خارج کرا لینا بھی اس پر قبضہ کے معنی میں ہے اور زید کے دادا کے انتقال کے بعد، زید یا کسی اور وارث کو حق رجوع بھی نہیں، اور نہ زید کا یہ کہنا معتبر ہے، کہ بکر کو اس زمین کے بیچنے کا کوئی حق نہیں اور کوئی معقول وجہ ہے تو بیان کرے اور حکم شرعی حاصل کرے۔ بلا دلیل شرعی زید کا بکر سے لڑنا اور مقدمہ بازی کرنا، ناحق اور مسلمان کی ایذا رسانی ہوا، لیکن ان تمام امور کے باوجود، کورٹ میں جس شخص نے وہ خبیث الفاظ ادا کئے۔ وہ یقیناً اسلام سے خارج اور کافر و مرتد ہو گیا اور اس ارتداد کے باعث، جو کچھ اس کے املاک اموال تھے سب اس کی ملک سے خارج ہو گئے۔ ہاں اگر وہ پھر سے توبہ کرے اور از سر نو، اسلام لے آئے تو بدستور مالک ہو جائے گا اور اگر وہ کفر ہی پر مر گیا تو زمانہ اسلام کے جو کچھ اموال ہیں ان میں سے زمانہ اسلام کے دیون ادا کرنے کے بعد جو کچھ بچے وہ اس کے مسلمان ورثہ کو ملے گا اور زمانہ ارتداد میں جو کچھ کما رہا ہے اس میں اس کا کوئی وارث نہیں۔ یوہیں ارتداد سے عورت بھی نکاح سے نکل جاتی ہے۔ پھر اسلام لانے کے بعد، اگر عورت اس سے راضی ہو تو دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ ورنہ جہاں پسند کرے عورت اپنا نکاح کر سکتی ہے، اس کا اس عورت پر اب کوئی حق نہیں اور اگر اسلام لانے کے بعد عورت کو بدستور رکھ لیا دوبارہ نکاح نہ کیا تو قربت زنا ہوگی اور اولاد ولد الزنا۔ قرآن کریم نے ایسوں ہی کے متعلق فرمایا کہ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (آل عمران:22) اور احادیث کریمہ میں ایسوں کو قتل کی سزا وارد ہوئی، کہ حاکم اسلام اسے قتل کر دے اگر وہ توبہ نہ کرے۔ یہ تمام مسائل درمختار، ردالمحتار، عالمگیری وغیرہا میں بصراحت مذکور ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

رکن بننے کے لئے چندہ کی شرط لگانا کیسا ہے؟

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک دینی وسیاسی جماعت نے حالیہ میونسپل الیکشن کے سلسلے میں درخواست دھندگان برائے تائید ونمائندگی کے ساتھ یہ شرط، عائد کردی ہے کہ تم ہماری نمائندگی کی درخواست کے ہمراہ ۳۰۰=/ روپیہ ادا کرو، اگر یہ رقم نہ دی تو تمہاری درخواست قبول نہیں کریں گے۔ جناب والا یہ جماعت سیاسی جماعت کے ساتھ، دینی جماعت بھی ہے۔ کسی دینی جماعت کو، شرط کے ساتھ رقم دینی کس اعتبار سے جائز ہے؟ از روئے شرع جواب دے کر مرحمت فرمائیں۔ فقط حکیم سیّد محفوظ علی، بکرا منڈی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** اس لین دین کی بظاہر کوئی وجہ غیر شرعی نظر نہیں آتی۔ لہٰذا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۵ شوال المکرم ۱۳۹۹ ھج

مزار کی تعمیر کے لئے صاحب مزار کا بیٹا چندہ کرے، اور کچھ رقم اپنے صرف میں لے تو جائز ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے مزار عمرو کے لئے چندہ کیا اور صاحب مزار عمرو کے صاحبزادے بکر (جو کہ کئی ماہ سے بیروزگار تھا) کو اسی چندہ کی رقوم سے (گھریلو حالات کے پیش نظر) بطور نذرانہ یا اخراجات کچھ رقم دے دی۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس چندہ کی رقم سے صاحب مزار کے بیٹے بکر کو وہ رقم لینی جائز ہے یا نہیں؟ جواب باصواب سے عنداللہ ماجور ہوں۔

فقط سید ضیاء الحسن شکیل ولد (مفتی) سید ریاض الحسن جیلانی، امریکن کوارٹرز، حیدر آباد، ۱۶ شعبان ۱۳۹۹ ھج

۷۸۶ **الجواب:** چندہ کی رقم سے صاحب مزار کے بیٹے کو کچھ رقم لینے اور صرف کرنے کے جائز ہونے میں تو کوئی کلام نہیں کہ وہ ایک طور پر تعمیر کی نگرانی کی اجرت بھی کہی جاسکتی ہے۔ آخر لوگ کسی نہ کسی پر اعتماد کر کے نگراں مقرر کرتے اور اسے اجرت دیتے۔ تو اس کام کے لئے صاحب مزار کے بیٹے سے بڑھ کر اور کون معتمد ہوسکتا ہے اور غالباً اسی نیت سے دینے والے نے وہ رقم ادا بھی کی ہوگی۔ پھر بھی بہتر یہ تھا کہ وہ دینے والے دوسرے چندہ دینے والوں سے مشورہ کر لیتے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہی مریدین عمرو کے اہل خانہ کی ضروریات بھی مہیا کرتے ہیں تو اگر کوئی اعتراض ہے تو چندہ کر کے اس رقم میں ڈال دیں اور خازن کو ہدایت کردیں کہ وہ آئندہ ایسا نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۸ شعبان ۱۳۹۹ ھج

مسجد کے پلاٹ کی قیمت خریدار مقرر کرے، اور اس پر اصرار کرے تو یہ جبر ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حیدر آباد میں میمن سوسائٹی کی ایک کالونی آباد ہورہی ہے۔ جسکے مکمل ہونے پر تقریباً سات آٹھ ہزار افراد آباد ہوں گے۔ اس کالونی میں ایک مسجد زیر تعمیر ہے۔ جس کی تعمیر پر پانچ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ تعمیر کے لئے چندہ جمع کیا جارہا ہے اس کے علاوہ سوسائٹی کے جو ممبران اپنا پلاٹ بیچ کر جاتے ہیں، ایسے

فروخت ہونے والے پلاٹ پر سوسائٹی کی مینجنگ کمیٹی اور جنرل باڈی کے متفقہ فیصلہ کے مطابق، مسجد کے لئے فی گز پچیس پیسہ چندہ لیا جاتا ہے یہ چندہ خریدار ادا کرتا ہے، بلکہ اس سے زیادہ دلاتا ہے۔ اس طرح فی گز پچیس پیسہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ اور چندہ کی صورت ایسی ہو تو کیا ایسا چندہ مسجد کی تعمیر میں لگایا جاسکتا ہے؟ کمیٹی مسجد مریم میمن ہاؤسنگ سوسائٹی

۷۸۶ الجواب: پلاٹ، یا تعمیر شدہ مکان، فروخت کرنے والے پر، ۲۵ پیسہ فی گز کے حساب سے چندہ دینا اگر چہ مسجد کے نام پر ہوا گر اس پر لازم کر دیا گیا ہے تو یہ چندہ کہاں ہوا جبر واکراہ وصول کرنا ہوا اور حدیث شریف میں ہے کہ "مسلمان کو حلال نہیں کہ مسلمان بھائی کی لکڑی یا عصا بغیر اس کی دلی مرضی کے لے۔" جب بے مرضی لکڑی لینا حرام ہے تو اس کے اور مال کا لینا، کیونکر حرام نہ ہوگا جب کہ قرآنی ارشاد ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرہ: 256) دین کے لئے کوئی جبر و زبردستی نہیں۔ ہاں وہ اپنی مرضی سے جو اور جتنا چاہے دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم شعبان المعظم ۱۳۹۹ ھ

عام سواری چندہ کی رقم سے مہیا کی گئی اگر اس سے کچھ رقم بچ جائے تو اجازت لے کر کار خیر میں صرف کریں

سوال: مکرمی محترمی جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ:

حیدرآباد سے رائیونڈ کے اجتماع کے سلسلے میں سات بسوں کے ذریعہ ایک قافلہ رائیونڈ گیا۔ اس میں کل تقریباً ۳۴۰ احباب تھے۔ حیدرآباد کے ذمہ دار ساتھی کے ذمہ اس قافلہ کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ ان ساتھی نے جانے والے احباب سے مبلغ ۱۵۰ (ڈیڑھ سو روپے) فی کس کے حساب سے آمد و رفت کرایہ اور درمیانی مدت کا کھانا ناشتہ وغیرہ طے کیا۔ چونکہ بعد میں اگر کم یا زیادہ خرچہ ہو جائے تو پھر وصولی ناممکن ہوتی ہے۔ اس لئے امیر صاحب کے مشورے سے یہ طے ہوا کہ مبلغ ۱۵۰ روپیہ ساتھیوں سے وصول کیا جائے۔ ان ذمہ دار ساتھی نے امیر صاحب کو یہ بھی بتایا کہ اگر اس رقم میں کچھ کمی واقع ہوگئی تو میں اپنے پاس سے ادا کر دوں گا اور اگر کچھ سامان وغیرہ بچے تو اس کو مرکز کے استعمال میں لا دیں گے۔

اس لئے علماء کرام کیا فرماتے ہیں یہ بچا ہوا سامان وغیرہ مرکز کے استعمال میں دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

فقط حافظ محمد یعقوب، شاہی بازار، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: سفر سے واپسی پر جو رقم، یا سامان جو اسی رقم سے حاصل کیا گیا تھا باقی رہا تو یہ کسی فرد واحد کی ملکیت نہیں، نہ اسے، تنہا اپنی رائے سے اس میں تصرف کا کوئی اختیار ہے بلکہ یہ رقم و سامان ان تمام مسلمانوں میں مشترک ہے جنھوں نے کرایہ کے نام پر رقوم ادا کی تھیں۔ لہٰذا فرداً فرداً تمام حضرات سے اجازت لے کر کسی بھی کار خیر یا مصرف خیر میں اسے صرف کیا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۹۹ ھ

جس کے نام زمین ہبہ ہوئی وہ خالص اسی کا حق ہے۔ دوسروں کو اس میں تصرف کا اختیار نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: سکینہ بنت امیر علی کا نکاح نور عالم ولد گلاب سے ہوا۔ شادی کے موقع پر امیر علی نے اپنی لڑکی کے مہر میں گلاب سے رقبہ بیس کنال زمین اپنے قبضہ میں لے لی، کچھ عرصہ کے بعد امیر علی اور گلاب دونوں انتقال کر گئے اور مہر کی تحریر نور عالم کے پاس موجود ہے اور زمین امیر علی کے لڑکے محمد زمان کے پاس ہے جو سکینہ کا حقیقی بھائی ہے۔ محمد زمان نے اپنی ہمشیرہ کو زمین میں سے کچھ نہیں دیا چونکہ وہ اس زمین کو اپنے والد کی وراثت سمجھتا ہے۔ اب مسئلہ درکار یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس زمین کی صحیح حقدار سکینہ ہے یا محمد زمان؟ اور اس زمین کی فصل کے جو فائدے اس سے قبل ہوئے وہ کس کا حق تھا۔ بینوا توجروا

فقط السائل نور عالم ولد گلاب، تحصیل باغ، آزاد کشمیر

۷۸۲ الجواب: اگر یہ بات واقعۃً ثابت ہے کہ سکینہ بنت امیر علی کے حق مہر میں، بیس کنال زمین، نور عالم کے باپ، گلاب نے امیر علی کو ہبہ کر کے اس کے قبضہ میں دے دی اور اس کے نام اس زمین کا داخل خارج ہو گیا اور اسی بناء پر وہ زمین امیر علی کے قبضہ میں رہی تو وہ زمین نہ امیر علی کی ملکیت تھی نہ گلاب کی۔ گلاب کی اس لئے نہیں کہ وہ یہ زمین اپنے بیٹے کی طرف سے، اس کی منکوحہ کے حق مہر میں دے چکا اور امیر علی کی، اس لئے نہیں کہ وہ اپنی بیٹی کی طرف سے اس کا نگراں تھا نہ کہ اس کا مالک۔ اسی لئے اس زمین کے فوائد بھی سکینہ اور اس کے والد کا حق تھے اگر اس نے خود کاشت کی۔ یوہیں محمد زماں کا اس پر کوئی حق نہیں کہ یہ اس کے باپ امیر علی کی ملکیت ہی نہ تھی تو اس میں وراثت کیونکر جاری ہوگی۔ امیر علی نے اس زمین سے فائدہ اٹھایا تو صرف اس لئے کہ وہ اس کی بیٹی کی ملکیت تھی اور یہ اس پر کاشت وغیرہ کرتا اور منافع کما تا رہا۔ غرض یہ زمین خالص سکینہ کا حق ہے اس میں اس کا بھائی در کنار، اس کے شوہر کا بھی، اس کے جیتے جی کوئی حق نہیں۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ مہر خالص عورت کا حق ہے حتی کہ اسے اختیار ہے کہ جب تک مہر معجل وصول نہ کر لے اپنے آپ کو شوہر سے روک لے جیسا کہ عامہ کتب میں ہے اور حتی کہ اس کے باپ بھائی وغیرہ کو کسی طرح اس کے مہر معاف کر دینے کا اختیار نہیں۔ نہ ہرگز اس کے معاف کرنے سے معاف ہو سکے۔ کما فی کتب الفتاوی للمذھب۔ تو محمد زمان کا اس زمین پر قبضہ کرنا جو اس کی بہن کا حق مہر ہے نرا ظلم ہے۔ عورت کورٹ سے رجوع کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

ہبہ مکمل ہونے کے بعد، رجوع نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و فقہائے عظام کہ: ایک شخص شاہ محمد نے اپنی دوکان محمد اکرام ولد عطا محمد کو اسٹامپ پر بخشش کے طور پر لکھ دی اور محمد اکرام کو دوکان کا قبضہ دے دیا ہے۔ اب مہربانی فرما کر شرع کے مطابق فیصلہ فرمائیں کہ شاہ محمد نے جو بخشش محمد اکرام کو دی صحیح ہے یا نہیں؟

اس وقت شاہ محمد فوت ہو چکا ہے اور اپنی زندگی میں بخشی ہوئی دوکان واپس نہیں لی تھی۔ اس وقت شاہ محمد کی لڑکی

اپنے والد کی دوکان بخشش کی ہوئی واپس کروانا چاہتی ہے۔ مہربانی فرما کر شرع کے مطابق فیصلہ فرمائیں کہ شاہ محمد کی لڑکی اپنے والد کی بخشی ہوئی دوکان واپس لے سکتی ہے یا نہیں؟ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** مسمّی شاہ محمد نے جب اپنی دوکان، محمد اکرام ولد عطا محمد کو ہبہ کردی۔ ہبہ نامہ بھی مکمل کردیا اور اس دوکان پر محمد اکرام نے قبضہ بھی کرلیا تو اب یہ ہبہ مکمل ہوگیا اور وہ دوکان مسمّی محمد اکرام کی ملک قرار پائی۔ حتیٰ کہ خود مسمّی شاہ محمد بھی اپنی زندگی میں، محمد اکرام کی رضامندی کے بغیر، واپس لینے کا مجاز نہ تھا۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ۔) پھر جب کہ ہبہ کی تکمیل کے بعد شاہ محمد کا انتقال ہوگیا تو شاہ محمد کے ورثہ میں سے کسی کو اس ہبہ کی واپسی کا حق نہیں کہ ہبہ میں رجوع کرنے سے جو سات چیزیں مانع ہیں، ان میں سے ایک، واہب وموہوب لہ، (ہبہ کرنے والا اور ہبہ لینے والا) دونوں میں کسی ایک کا مرجانا ہے۔ تو جب ہبہ کرکے قبضہ دے دیا اور قبضہ کے بعد واہب مرگیا تو اس کا وارث، اس چیز سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور موہوب لہ (جسے ہبہ کیا گیا وہ) مرجائے تو اس کی ملک ورثہ کی طرف منتقل ہوگئی۔ (بحرالرائق۔ درمختار وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

زندگی میں ہبہ مکمل کردیا تو واپسی کا حق نہ رہا اور نہ وہ ترکہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مساۃ کلی مرحومہ زوجہ قمرالدین کا، ایک مکان 1157-D/58 جمن شاہ کے پڑ میں آدھا حصہ تھا۔ مرحومہ نے اپنی حیات میں مسمّی محمد شفیع ولد غلام نبی اور محمد صابر حسین ولد غلام نبی کو اپنے حق آدھے میں سے نصف حصہ محمد شفیع کو اور نصف صابر حسین کو بخشش کیا اور قبضہ بھی اپنی زندگی میں دے دیا تھا۔ مرحومہ کے مکان کا نہ تو کوئی وارث ہے اور نہ کوئی مدعی ہے۔ اس مساۃ مرحومہ کی بخشش کے گواہ بھی موجود ہیں جنکے مندرجہ ذیل نام موجود ہیں۔ ا۔ محمد شفیع ۲۔ خلیل احمد، لہٰذا شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے؟ مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔

فقط محمد شفیع، جمن شاہ کا پڑ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ مساۃ مذکورہ کا نہ کوئی وارث موجود ہے اور نہ کوئی ان کے مال مکان وغیرہ کا دعویدار اور مساۃ مذکور نے گواہوں کی موجودگی میں وہ مکان محمد شفیع اور محمد صابر کو ہبہ کرکے اس پر اپنی زندگی میں ہی قبضہ دے دیا تھا تو بیشک وہ مکان یعنی اس کا آدھا حصہ اب ان دونوں بھائیوں کی ملک ہے کہ ہبہ، قبضہ کے بعد مکمل ہوجاتا ہے۔ (کمافی الدرالمختار وردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

دوسرے کا مال، مسجد کو دینا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

سوال: حضرت قبلہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

میرے چچا گلاب محمد ولد محبوب خان سکنہ سنار گلی نے مکان A/1451 اور مکان D/1453 جو کہ مکان

D/1451 میں ضم ہے محکمہ سٹلمنٹ حیدرآباد سے کلیم کے ذریعہ حاصل کئے تھے اور مکانات مذکورہ بالا کو مسمیان فیض محمد و غلام محمد و امیر محمد پسران دین محمد کو بہ کرایہ مبلغ ۲۰۰ روپے ماہوار عرصہ دو سال سے دیئے تھے۔ کرایہ داران نے میرے چچا صاحب کی شرافت، ایمانداری اور خلوص سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے مکانات مذکورہ کو بدنیتی سے ایک فرضی اور جعلی دستخطوں کے ساتھ ہبہ نامہ بنا کر اپنے نام منتقل کرالئے۔ میرے چچا کو علم ہونے پر مذکورہ کاروائی کو کالعدم قرار دینے کے لئے عدالت مجاز میں مقدمہ زیر سماعت ہے۔ مزید معلوم ہوا ہے کہ کرایہ داران مذکورہ بالا میں سے مکان D/1453 کا ایک کونہ مسجد سنار گلی کو دے دیا ہے اور اس ساری کاروائی کو بذریعہ اخبار مشتہر کرادیا گیا ہے۔

کیا ایسے حالات میں کوئی جائیداد مسجد میں منتقل کی جاسکتی ہے جو غلط و ناجائز طریقہ پر حاصل کی گئی ہو؟ اور جس کی ملکیت کے بارے میں عدالت میں مقدمہ زیر سماعت ہو۔ کیا متولیان مسجد ایسی متنازع جائیداد کو، مسجد میں شامل کرنے میں شرعی اعتبار سے حق بجانب ہیں؟ المرقوم حسین بخش ولد احمد بخش

۷۸۶ الجواب: جب وہ مکان ان کی ملکیت میں نہیں اور واقعی ان لوگوں نے فریب دہی سے اس دوکان و مکان پر قبضہ کرلیا ہے اور اسی حالت و قبضہ میں ایک مکان مسجد کو دے دیا ہے تو یہ نہ ہبہ ہے نہ وقف۔ کہ ہبہ یا وقف کرنے والے کی ملکیت نہ پائی گئی۔ قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (النساء:29) (اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ پیو) تو جب یہ خود اپنی ذات پر صرف نہیں کرسکتے تو دوسروں کا مال، اوروں کو کب دے سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

دوسرے کے مال پر قبضہ کرنے سے، آدمی مالک نہیں بن سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص بھائی خان لغاری فوت ہوگیا۔ مرتے وقت وہ مقروض تھا اور قرضہ تقریباً ۱۶۰ روپے تھا۔ قرض خواہ جب اپنا قرض لینے آئے تو مرحوم کے بھائیوں میں سے ایک بھائی مانک خان نے قرضہ میں دو اونٹنیاں اپنی طرف سے قرض خواہ حاجی محمد عثمان میمن کو دے دیں۔ مرحوم کے انتقال کے وقت اس کے بچے کمسن نابالغ تھے اور ان کے پاس ایک اونٹنی تھی اور کچھ وہ زمین تھی جو مرحوم بھائی خان اور دو بھائیوں مانک خان اور لعل بخش کے پاس تھی، لعل بخش کا بیان ہے کہ زمین پر قبضہ تو سب کا اپنا اپنا تھا، لیکن محبت کی وجہ سے زمین سب ایک ہی بھائی مانک خان کے کھاتے پر تھی۔ قرضہ کی ادائیگی کے بعد مرحوم کے بچوں کی کمسنی کی وجہ سے مانک خان نے متروکہ زمین پر قبضہ کرلیا۔ پھر علماء کے فیصلے کے بعد اس نے وہ زمین بچوں کو واپس کردی لیکن پھر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ علماء کا پھر فیصلہ ہوا لیکن اس فیصلہ کے نفاذ سے قبل مانک خان کا انتقال ہوگیا۔ اب یہ زمین مانک خان کے لڑکے کے قبضے میں ہے۔ علماء نے اس سے بھی زمین واپس دینے کو کہا تو اس نے انکار کردیا اور کہا کہ مجھے شریعت کا فیصلہ قطعی قبول نہیں، شرع کا منکر ہوکر چلا گیا۔ اب اس زمین کا کیا ہوگا۔ لعل بخش بھی فوت ہوگیا۔ فقط السائل اللہ رکھا ولد بھائی خان لغاری، گوٹھ نبی بخش لغاری نزد شیخ بھرکیو، تحصیل ماتلی ضلع بدین، سندھ

۷۸۶ الجواب: بھائی خان لغاری کے انتقال کے بعد اس کے تمام مال متروک کے وارث اس کے بچے تھے اور ہیں۔ اگرچہ وہ کم سن و نابالغ ہوں۔ تو مانک خاں کا اپنے بھائی کی زمین پر قبضہ کرلینا، صحیح نہ ہوا کہ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ اسی مرحوم کی اولاد کی ملک ہے ان ہی کو واپس دلائی جائے گی۔ خواہ وہ کسی کے قبضہ میں ہو اور جو حکم شریعت سے پھرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جس نے ایک بالشت زمین، ظلم کے طور پر لی، قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔'' (بخاری شریف) بلکہ خود قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (النساء: 29) ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ پیو)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

قبضہ حکومت تسلیم کرے تو قبضہ درست ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: متنازعہ علاقہ آزاد کشمیر میں واقع ایک قطعہ اراضی ہے۔ جس کی سابقہ ملکیت ایک ہندو کی تھی تقسیم کے بعد کشمیر میں بھی آزادی کی تحریک نے زور پکڑا جس کے نتیجے میں آزاد کشمیر بھی وجود میں آیا اب تحقیق طلب مسئلہ یہ ہے کہ مذکورہ علاقہ سے ہندو لوگ اپنی جائیداد چھوڑ کر ہندوستان چلے گئے اور وہاں سے بعض مسلمان ہجرت کر کے آزاد کشمیر آ گئے۔ اس طرح یہ واقعہ ۱۹۴۷ء میں پیش آیا۔ ہندوؤں کی متروکہ، جائیداد آنے والے مسلمانوں میں حکومت آزاد کشمیر نے تقسیم کر دی، اور کچھ زمینیں حکومت نے اپنے قبضے میں رکھ لیں۔ اسی طرح کا واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک ہندو جب یہاں سے اپنی جائیداد چھوڑ کر چلا گیا تو اس کی عدم موجودگی میں اس کے پڑوس میں رہنے والے مسلمانوں نے اس کی جائیداد کے کچھ حصہ پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح یہ قبضہ ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک مقامی یعنی انصار کا چلا آ رہا ہے۔ جب کہ متروکہ جائیداد کا باقی تمام حصہ ایک مہاجر کے پاس ہے۔ اب تشریح طلب بات یہ ہے کہ متروکہ قطعہ اراضی پر از روئے شرع یہ قبضہ کس کا ہونا چاہئے۔ السائل، اعظم دین، تحصیل باغ، ضلع پونچھ آزاد کشمیر

۷۸۶ الجواب: جس کا قبضہ حکومت تسلیم کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

پگڑی دے کر قبضہ کرنا معتبر نہیں ہے

سوال: جناب حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب برکاتی، قادری مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ براہ کرم مندرجہ ذیل مسئلہ پر فتوی صادر فرما دیجئے کہ: آج سے تقریباً اکیس برس پہلے کی بات ہے کہ میرے والد نے مجھے اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا اور مجھے ایک کوارٹر بالعوض ۲۷۵ روپے بطور پگڑی ایک شخص کو دے کر، دلوایا۔ کوارٹر میں رہائش پذیر ہوئے کچھ ہی عرصے بعد میں نے اپنے والدین سے رجوع کیا اور کہا کہ اس کوارٹر کے سرکاری واجبات ادا کر دیں۔ تو انہوں نے مجھے صاف انکار کیا اور کہا کہ اب اس سال میں ہمارے پاس کوئی پیسہ نہیں ہے، نہ ہی ہم سے آئندہ کچھ طلب کرنا۔

اس کے بعد فدوی یعنی امیر الدین ولد بشیر الدین نے اس کے تمام واجبات اپنی جیب سے ماہانہ اقساط کے طور پر جمع کرائے اور بالآخر کوارٹر کی کل قیمت یعنی 2195/15 روپے ادا کر کے الاٹمنٹ کرایا اور مالکانہ حقوق حاصل کئے۔

اب واجبات کے علاوہ میں نے کوارٹر کی تعمیر میں بھی اپنے پیسے لگائے اور یہ تعمیر بجلی، نل، سوئی گیس اور دو کمروں پر مشتمل ہے۔ ان تمام قصوں کے بعد اب میرے والد صاحب یعنی بشیر الدین صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ کوارٹر میری جائیداد کا حصہ ہے۔ میرے والد صاحب کی دو یا تین جائیدادیں اور ہیں جو کہ کلیم سے خریدی گئی ہیں اور ان جائیدادوں میں سے میرے والد صاحب مجھے کوئی حصہ دینے کو تیار نہیں۔

اس کے علاوہ اگر دیکھا جائے تو پاکستان قوانین کے تحت یہ کوارٹر نہ تو والد صاحب کو مل سکتا ہے، نہ والدہ صاحبہ کو کیوں کہ ایک مکان اور پلاٹ تو والد صاحب کو، اور ۱۹۵۹ء میں ایک مکان، میری والدہ صاحبہ کو کلیم میں ملا تھا۔ لطیف آباد کے مکان صرف ان کو الاٹ ہوئے ہیں جنکے پاس پہلے مکان نہ ہو۔ آپ سے گزارش یہ ہے کہ بذریعہ فتویٰ اس بات سے مطلع کیجئے کہ اس کوارٹر کا اصل حقدار کون ہے؟

قانونی طور پر یہ کس کی ملکیت قرار پائے گا۔ اس بات کو پیش نظر رکھئے گا کہ میرے والد صاحب نے جب مکان لیا تو صرف ۲۷۵ کا تھا اور میں نے اس کی تعمیر و تزئین میں جو خرچہ کیا۔ وہ ۵۶۹۵ روپے ہے۔ نیز یہ ہے کہ اسلام میں پگڑی کی کیا حیثیت ہے۔ میرے والد صاحب اپنے ۲۷۵ روپے کے حقدار ہیں۔ یا اس کوارٹر میں ان کا کچھ حق بنتا ہے؟

فقط امیر الدین ولد بشیر الدین

۷۸۲ **الجواب:** پگڑی دے کر قبضہ لینا شرعاً معتبر نہیں۔ البتہ جب اقساط میں اس کی کل قیمت ادا کرنے کے بعد اس کا الاٹمنٹ اور مالکانہ حقوق حاصل کر لئے تو ظاہر ہے کہ اب یہ کوارٹر شرعاً اور قانوناً، الاٹمنٹ اور مالکانہ حقوق حاصل کرنے والے کی ملک ہوا۔ کسی اور کا اس میں کوئی حق نہیں۔ والد نے جو کچھ اس پر خرچ کیا وہ شرعاً روا ہی کب تھا کہ والد اپنا حق جتائے۔ بہر حال اب اس میں کوئی اور دعویٰ ملکیت نہیں کر سکتا اور کرے بھی تو وہ شرعاً بھی اور قانوناً بھی، نا قابل اعتبار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ ھج

زندگی میں اولاد کو دے تو برابر، برابر دے

سوال: میرے والد صاحب کی کل جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔

ایک مکان، ایک پلاٹ، اور ایک مکان۔ ان سب کی مجموعی قیمت تین لاکھ روپے بنتی ہے۔ اب ہمارے گھرانے کے افراد جو کہ مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل ہیں۔ تین بھائی، ایک ہماری والدہ، تین بہنیں۔

اب براہ کرم شرع کی رو سے مطلع فرمائیں کہ میرے والد صاحب مندرجہ بالا جائیداد کو ہم سب مستحقین میں کس حساب سے تقسیم کریں اور یہ بھی از راہ کرم از روئے شرع مطلع فرمائیں کہ کیا والد صاحب اس جائیداد میں کسی کو زیادہ کسی کو کم دے سکتے

ہیں؟ یا کسی لڑکے کو جائیداد سے محروم کر سکتے ہیں یا نہیں؟ آپ کی عین نوازش ہوگی۔ نیاز مند امیر الدین ولد بشیر الدین

۷۸۶ الجواب: آدمی اپنی زندگی میں اپنے مال کا مالک ہے۔ حالت صحت میں وہ اپنا مال جسے اور جتنا چاہے دے سکتا ہے کسی کو اس پر اعتراض کا حق نہیں۔ البتہ حقدار کو ناحق کرنا اور خواہ مخواہ مصلحت شرعی کے برخلاف اسے ضرر پہنچانا، گناہ اور خلاف شرع ضرور ہے اور اپنی زندگی میں اولاد کو ہبہ کرنے میں لڑکے اور لڑکیاں برابر کی حقدار ہیں۔ تو سب کو برابر دے کم وبیش نہ کرے۔ (بحر الرائق عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۱ ھ

جہیز کے مال پر، شوہر کا بھی حق نہیں ہے، شوہر کے انتقال کے بعد عورت اپنا سارا مال لے لے

سوال: جناب محترم بزرگان دین، جناب مفتی اعظم قبلہ محترم جناب خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالیٰ! گزارش یہ ہے کہ

مسماۃ شاہجہاں بیگم بنت عبد القیوم کی شادی خانہ آبادی، آج سے تقریباً تین سال قبل حفیظ ولد عبد الغفور سے ہوئی۔ شادی کے بعد حفیظ نے مسماۃ شاہجہاں بیگم کو کبھی خوش رکھنے کی کوشش نہیں کی اور اذیتیں دیئے رہے اور ساتھ ہی شاہجہاں بیگم کے ساس، سسر، جیٹھ اور جٹھانی وغیرہ بھی اذیتیں دیتی رہتی رہیں اور شاہجہاں بیگم پر ظلم کرتے رہے اور مسماۃ شاہجہاں ایک اچھی بیوی ہونے کی حیثیت سے اور مجازی خدا کے تصور کو لئے ہوئے سارے ظلم برداشت کرتی رہی اور اسی ایام میں شاہجہاں بیگم کے یہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کا نام شازیہ ہے۔ آج اس کی عمر تقریباً دو سال ہے اور اسی ایام میں میرے شوہر حفیظ کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی اور ان کے گردے کا آپریشن ہوا اور آپریشن کامیاب رہا مگر جٹھانی نے زبردستی بد پرہیزی کرا کے میرے شوہر کو جانبر نہ ہونے دیا اور آخر کار ان کا انتقال مورخہ ۱۱۵ کتوبر ۱۹۸۱ء کو ہوگیا۔ انتقال ہوتے ہی مجھ پر قیامت ٹوٹ پڑی کیوں کہ میرے شوہر کی موجودگی میں مجھے اتنی اذیتیں دی جاتی تھیں تو اب شوہر کی غیر موجودگی میں کیا توقع رکھتی لیکن میں نے پھر بھی صبر سے کام لیتے ہوئے اس گھر کو اپنانے کی خاطر اس گھر میں رہنا چاہا لیکن میرے سسر عبد العزیز نے مجھے مزید رکھنے سے صاف انکار کر دیا اور میرے تمام جہیز کے سامان پر قبضہ کر کے اپنے نئے تالے مسلط کر دیئے ہیں اور اس وقت میں ایک بے سہارا ہو کر چھ ماہ کے حمل کو لے کر باہر سے روٹیاں منگوا کر پیٹ کی آگ کو ٹھنڈا کر رہی ہوں۔ یہ درخواست میں آپ کے پاس اس لئے ارسال کر رہی ہوں کہ آپ خدا اور رسول اکرم ﷺ اور شریعت کے مطابق میرے اور میرے بچوں کے جو بھی حقوق بنتے ہوں ان کو آپ میری درخواست پر نظر ثانی کرنے کے بعد شریعت کی رو سے فیصلہ صادر فرمائیں کیوں کہ میں نے کسی ناجائز چیز کا مطالبہ نہیں کیا ہے۔ جو بھی میرے جہیز کا سامان ہے اور جو چیزیں بھی میرے شوہر نے خرید کر مجھے دی ہیں۔ میں اپنے سامان کی لسٹ آپ کو ارسال کر رہی ہوں۔ مجھے ان تمام چیزوں کو لینے کا اختیار ہے یا نہیں؟ کیوں کہ مجھے اپنی تمام زندگی اور اپنے بچوں کا مستقبل بھی دیکھنا ہے۔ فقط السائلہ، شاہ جہاں ساکنہ الیاس آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** لڑکی کو جو کچھ سامان جہیز میں ملتا ہے اس کی وہ تنہا مالک ہے۔ غیر تو غیر، اس لڑکی کے شوہر کو بھی اس پر حق ملکیت نہ تھا۔ نہ اب کسی اور کو ہے۔ (درمختار، ردالمختار) لہٰذا شوہر کی وفات کے بعد وہ پورا جہیز اپنے سسرال والوں سے شرعاً اور قانوناً وصول کر سکتی ہے۔ یونہیں جو سامان شوہر نے خرید کر اسے دے دیا اور عورت نے اس پر قبضہ لیا تو وہ بھی زوجہ کی ملک ہے۔ کسی کو اسے واپس لینے کا اختیار نہیں۔ ہاں اگر شوہر نے صرف برتنے کو دیا تھا اور خود اس کا مالک رہا۔ تو اب اس کے انتقال کے بعد، جہاں اس کے اور مال متروک میں وراثت جاری ہوگی، اس زیور وغیرہ میں بھی جاری ہوگا اور عورت اور اس کی بچی کہ نصف حصہ کی حقدار ہے، اپنا اپنا حصہ مقررہ پائیں گی۔ عورت کے جہیز یا شوہر نے جو کچھ عورت کو ہبہ کر دیا تھا اور عورت کے قبضہ میں دے دیا تھا (درمختار) اور اس کے مال متروک سے، عورت کو محروم کرنا ظلم و زیادتی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس ظلم و زیادتی کو روکیں اور عورت کو اس کا حق دلائیں۔

۱۔ یعنی پورا جہیز کہ اس کی تنہا وہی مالک ہے۔ ۲۔ اور وہ سامان جو شوہر نے اس کی ملک میں دے دیا تھا۔ ۳۔ اور مال متروکہ سے اس کا شرعی حصہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۰۱ ھج

چندہ کا مصرف

سوال: محترم جناب قبلہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض یہ ہے کہ: نماز تراویح میں حافظ صاحب نے بغیر طے کیے ہوئے قرآن پاک کا ختم کیا ہے۔ اب جو چندہ ہوا ہے وہ اس لئے کیا گیا ہے کہ حافظ صاحب کی امداد کریں گے لیکن رقم کا کچھ حصہ مسجد کے فنڈ میں بعض لوگ جمع کر لیتے ہیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟ محمدی مسجد فردوس کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** عام مسلمانوں سے چندہ، جس مد میں اور جس ضرورت کے لئے کیا جائے وہ چندہ اسی میں صرف ہونا چاہئے۔ ہاں باقی بچ رہے یا کسی اور مد میں صرف کرنا ہو تو چندہ دینے والوں سے اجازت حاصل کریں۔ پھر جہاں چاہیں حسب اجازت خرچ کریں یا پھر چندہ کرتے وقت واضح کر دیں کہ رقم فلاں فلاں مد میں صرف ہوگی۔ اب ان مدات میں صرف کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۰۲ ھج

انعامی بانڈ جائز ہیں سوا ایک صورت کے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: آج کل جو بانڈز خریدے جا رہے ہیں، دس روپے یا پانچ روپے میں کہ اس خرید و فروخت میں خریدار کو دس کے بجائے ایک ہزار یا زائد روپیہ ملتا ہے۔ کیا اس رقم کا لینا اور اس سے حج کرنا جائز ہے؟ براہ کرم اس مسئلہ کو وضاحت سے بیان فرما دیں۔ حضور کی عین نوازش ہوگی۔

العبد احقر عبدالمجید صاحب قلندری، ہاشانی پاڑہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اگر بازار میں کسی ایسے بانڈ کا وجود ہے جس کے خریدار کو ہزاروں کا فائدہ یقیناً ہو ہی جاتا ہے، تو وہ فقیر کے

علم میں نہیں اور نہ کبھی سننے میں آیا ہے کہ گرہ سے پانچ دس خرچ کیجئے اور بلا تردد، ہزاروں کما لیجئے اور اگر اس سے مراد ۱۰۵۔ کے انعامی بانڈ ہیں تو اس کی یہ کیفیت نہیں جو سائل نے بیان کی۔ وہ تو کسی نقصان کے بغیر، اپنی رقم کی حفاظت کا ایک ذریعہ ہے۔ جس پر خوش نصیبی ساتھ دے تو انعام مل جاتا ہے۔ مگر یقینی نہیں، کہ اسے سود کا نام دیا جائے لہٰذا وہ جائز ہے ہاں اگر انعامی بانڈز کی خریداری میں فی الحال کوئی رقم گرہ سے جاتی ہے جیسا کہ گیارہ روپیہ کے بانڈ میں سننے میں آیا تو وہ بیشک ناجائز ہے کہ قمار اور جوئے کی ایک صورت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۲ھج

شوہر نے جو مال بیوی کے نام کر دیا وہ بیوی کا ہے

سوال: محترمی قبلہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی! کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی شادی ہوئے کچھ عرصہ ہوا کہ زید کا انتقال ہو گیا ہے۔ مرحوم کا ایک لڑکا ہے اور والدین حیات ہیں۔ جب کہ مرحوم کا ایک بھائی دور کا بھی ہے۔ مرحوم نے ایک مکان اپنے بھائی کی شرکت سے برابر برابر رقم سے خریدا تھا۔ چنانچہ مرحوم نے نکاح کے وقت مکان کا آدھا حصہ نکاح کے فارم پر تحریر کر دیا تھا کہ آدھا مکان میری بیوی کے نام ہے۔ نیز بیوہ نے عدت کے ایام بھی مرحوم کے گھر نہیں گزارے ہیں لہٰذا اب بیوہ کا مطالبہ ہے کہ میرا جہیز بھی واپس دو اور مکان مذکورہ بالا کا حصہ بھی دو۔ برائے کرم قرآن مجید وفرقان حمید اور احادیث نبوی کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ ان کا فیصلہ کس طرح کیا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔ نیز اب بیوہ نکاح ثانی کرنا چاہتی ہے۔ زید کا لڑکا بھی بیوہ کے پاس ہے۔ اب جب کہ وہ دوسری شادی کرنا چاہتی ہے یہ بچہ کس کے پاس رہے گا۔ فقط حافظ عبدالصمد، ٹائن کا پڑ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** وہ زیور اور خانہ داری کے اسباب کہ زوجۂ زید اپنے جہیز میں لائی خاص اس کا حق ہے، ورثہ کا اس میں کوئی حق نہیں (ردالمحتار) اور مکان کا وہ حصہ جو زید نے اپنی بیوی کے نام کر دیا تھا وہ بھی عورت کی ملک ہے اور اسے لینے کا ہر طرح اختیار ہے (عالمگیر) بلکہ وہ اپنا مہر بھی پورا پورا پائے گی۔ بچہ جب تک ناسمجھ ہے ماں کے پاس رہے گا۔ ہاں عورت اس بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لے تو اب اسے حق پرورش نہ رہے گا۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاولی ۱۴۰۲ھج

جو مال عورت کو بھائی نے دیا وہ عورت کا ہے

سوال: عالی جناب! گزارش یہ ہے کہ: میرے شوہر کانڈیرو نے مجھے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا اور میرے بھائی نے مجھے ایک گائے کا بچہ دیا جو میں نے پال کر اور اپنی محنت کر کے بھینس، بیل، وغیرہ خرید لیا۔ اب میرے شوہر کانڈیرو نے مجھ سے یہ مال جبراً چھین لیا ہے۔ جس صورت میں کانڈیرو نے مجھے طلاق دی ہے، اس صورت میں اس کا حق میرے املاک میں نہیں لگتا ہے؟ حضور والا! فتویٰ صادر کریں کہ میرے ملکیت میں کانڈیرو کا حق لگتا ہے یا نہیں؟ سائلہ ہریرہ، بنت پیر بخش

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: جو مال و اسباب جائیداد وغیرہ عورت کو اس کے بھائی نے دیا عورت اس کی مالک ہے۔ دوسرے کا اس میں کوئی حق نہیں، شوہر کو کسی طرح کا استحقاق مالکانہ اس میں نہیں ہے (درمختار فتاوی رضویہ) لہٰذا مسمی کانڈیرو کا عورت مذکورہ کی ملکیت میں کچھ حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

فقیر محمد عبدالحفیظ قادری ۲.۵.۱۹۸۲ء

باپ کے ساتھ اولاد نے مل کر کاروبار، بڑھایا تو سب باپ کا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنے مقبوضہ کوارٹر میں جو اسے الاٹ ہوا اور جس کی قیمت خود زید نے ادا کی، کچھ نجی کاروبار شروع کیا اور اپنا پیسہ اس میں لگایا۔ زید کی اولاد بھی کاروبار میں ساتھ رہی اور کاروبار ترقی کرتا رہا لیکن زید بوڑھا ہو گیا تو زید کے ایک بیٹے نے اپنے باپ کی ساری ملکیت اور کاروبار پر قبضہ کرلیا اور زید کے ساتھ نہایت نامناسب سلوک کیا بلکہ اسے مارنے پیٹنے کی بھی دھمکی دی، جس کی رپورٹ زید نے تھانے میں درج کرائی۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان حالات میں زید کا اپنے کوارٹر اور کاروبار میں کتنا حق ہے۔ اور وہ وارثر اور کاروبار میں، جواب زید کے بیٹے کے قبضہ وتصرف میں ہے، تصرف کا کتنا اختیار رکھتا ہے۔ بینوا، توجروا

فقط السائل، غلام محی الدین انصاری، پریٹ آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ بالا میں جب کہ زید کو کوارٹر الاٹ ہوا۔ زید ہی نے اس کی قیمت ادا کی اور زید ہی نے اپنے پیسے سے اس میں نجی کاروبار شروع کیا۔ تو وہ کوارٹر اور کاروبار اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی، سب کچھ زید کی ملکیت ہے۔ زید ہی اس کا مالک ہے اور زید ہی کو اس میں تصرف کا پورا پورا اختیار ہے۔ اگرچہ زید کے بیٹے اس کے ساتھ کاروبار میں شریک رہے۔ اگرچہ اس کے بیٹوں نے اپنی محنت وقابلیت سے کاربار کو بڑھایا اور پھیلایا۔ چنانچہ فتاوی خیریہ میں بحوالہ قنیہ ہے الاب وابنه يكتسبان فى صفة واحدة ولم يكن لهاشى فالكسب كله للاب ان كان الابن فى عياله لكونه معينا له اھ (یعنی بیٹا باپ کے کام میں اسے مدد دیتا ہے اور دونوں کے کام سے اموال پیدا ہوئے تو تمام اموال کا مالک صرف باپ ہے۔ بیٹا فقط مددگار سمجھا جائے گا)۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس صورت میں بیٹے، اپنے باپ کے صرف مددگار ہیں۔ مال میں اس کے حصہ دار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۲ھج

دادا نے پوتے کو جو دے دیا وہ پوتے کا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم شفاعت خان نے اپنی زندگی میں ایک جائیداد بخشش کردی تھی۔ شفاعت خان بلا اولاد تھے اور انہوں نے مذکورہ کچھ جائیداد اپنے بھائی کے پوتوں کو بخش دی تھی۔ جب کہ مرحوم شفاعت خان کے نزدیکی وارث موجود ہیں۔ لہٰذا علماء دین کی کیا رائے ہے کہ آیا مرحوم شفاعت خان کو کتنا حصہ بخشنے کا اختیار تھا اور بقیہ

حصہ نزدیکی ورثہ میں تقسیم ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور اس کی وصیت کا شرعی مقام کیا ہے؟ فقط۔ مبارک علی لودھی، گرونگر، حیدرآباد

۷۸۲ **الجواب:** آدمی اپنی زندگی وصحت میں اپنے اموال پر تصرفات کا پوار پورا حق رکھتا ہے جسے چاہے اور جتنا چاہے دے۔ اس کے تصرف کو کوئی نہیں روک سکتا۔ لہٰذا مرحوم نے اپنی زندگی وصحت میں اپنے بھائی کے پوتوں کو جو کچھ ہبہ کر دیا اور ان کی ملکیت میں دے دیا وہ ان ہی پوتوں کا ہے جسے جتنا دیا اتنا ہی۔ اور یہ وصیت نہیں بلکہ ہبہ وبخشش ہے وصیت کا حکم اور ہے اور بخشش کا اور۔ دونوں کو خلط ملط کرنا درست نہیں۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ذی قعد ۱۴۰۲ھ

چندہ سے مسجد کی آمدنی کا مصرف

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد میں رقم چندہ، فاضل طور پر پڑی ہوئی ہے۔ اس رقم سے دینی مدرسہ کے لئے زمین خریدی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور خرید کردہ زمین، مسجد کے روپے سے تعمیر کی جاسکتی ہے نہیں؟

نواب ولد الہ دین، اشرف کالونی، اسلام آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مسجد کی جو آمدنی، چندہ وغیرہ سے حاصل ہو، اسے کسی بھی مصرف خیر میں صرف کرسکتے ہیں البتہ چندہ دہندگان سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ نماز جمعہ وعیدین و پنجوقتہ نمازوں کے مجمع میں اس کا اعلان کرتے رہیں اور رسیدات پر چندہ دہندگان کے نام اور پتے درج ہوں تو ان سے خصوصی طور پر مل کر، یہ اجازت حاصل کی جاسکتی ہے اور اجازت کے بعد اسے دینی مدرسہ کی تعمیر وترقی میں صرف کرنا جائز ہوگا۔ البتہ مسجد سے متعلق اوقاف مثلاً دوکان ومکان ہوں تو ان کی آمدنی کسی اور کام میں صرف نہیں کرسکتے۔ وھذا ھو الحکم فی امثال ھذہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

جس قرض میں دنیاوی منفعت ملے وہ سود ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ

۱۔ کچھ لوگ امداد باہمی کی بنیاد پر ایک رقم جمع کرتے ہیں۔ جس کو ان کی زبان میں کمیٹی کہا جاتا ہے۔ اس کمیٹی میں شریک افراد اپنے طور پر یہ طے کرتے ہیں کہ کل جمع رقم ایک ماہ بعد شرکاء کمیٹی میں کسی ایک کو دینے کے لئے قرعہ ڈالا جائے گا۔ جس کا نام قرعہ میں آ گیا اس کو یہ کل رقم دے دی جائے گی۔ یہ شخص اس رقم کی واپسی اس کمیٹی کے ذمے دار کو ہر ماہ مقرر کی گئی رقم کی تعداد کے ذریعہ ادا کرنے کا پابند ہوگا؟

۲۔ جس شخص کو قرعہ کے ذریعہ یہ رقم ملے گی وہ شخص اس رقم کو یہ کہہ کر کہ کمیٹی کا دوسرا شخص ضرورت مند ہے اس کو وہ کل رقم دے دیتا ہے اور اس رقم یعنی ایک ہزار روپیہ دے کر، گیارہ صد روپیہ اسی وقت یا بعد میں اس شخص سے واپس لے تو شریعت میں اس لین دین کو کیا کہا جائے گا؟

۳۔ جب ایسے شخص کوٹوکا گیا اور یہ کہا گیا کہ یہ تو سود ہے تو شخص مذکور نے کہا کہ میں نے تو اپنے ایک ساتھی کی وقت ضرورت مدد کی ہے۔ سود نہیں لیا ہے۔ تو شریعت کی رو سے ایسا شخص کس برتاؤ کے قابل ہے؟

فقط حکیم جلیل احمد رشیدی، ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: قرض کی تین صورتیں ہیں۔ ا۔ ایک وہ قرض ہے جس سے مقصود، اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ ۲۔ ایک وہ قرض ہے جس سے مقصود کسی بندے کی خوشنودی ہے اور ۳۔ ایک وہ قرض ہے جس میں اپنی ذاتی دنیاوی منفعت حاصل کر لینا مقصود ہے۔ پہلی دونوں صورتیں درست ہیں اور آخری صورت خالص سود ہے۔ اسے اپنے ساتھی کی مدد کا نام دینا، شیطان کا بہکاوا ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے اس حرکت سے باز رکھیں اور باز نہ آئے تو ہرگز ہرگز اسے اپنی اس امدادی کمیٹی کا رکن نہ بنائیں ورنہ وہ خود بھی گنہگار ہوں گے اور اس کے سودی کاروبار میں ترقی کا باعث۔ جو موجب لعنت الٰہی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جب ایک شخص دوسرے کو قرض دے تو اس کا ہدیہ قبول نہ کرے، ہاں اگر پہلے سے ان دونوں میں (ہدیہ وغیرہ) جاری تھا تو اب حرج نہیں۔" (ابن ماجہ، بیہقی) سبحان اللہ شریعت مطہرہ قرضدار سے، ہدیہ لینا بھی پسند نہیں فرماتی اور یہ شخص رقم مقرر کر کے زائد وصول کر رہا ہے اور پھر سمجھتا ہے کہ سود نہیں۔ جان برادر! یہ سود ہے اور اس کا لینا دینا حرام حرام حرام اور آخرت میں وبال و عذاب، حدیث شریف میں ہے کل قرض جر منفعۃ فھو ربوا (فتاوی رضویہ جلد ۱۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

حقیقی وارث کو بھی ہبہ، فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے

سوال: جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل حقیقت کی بناء پر فتویٰ مرحمت فرمائیں۔

ا۔ مسماۃ آمنہ دختر مرحوم سیّد تقریباً پانچ سال قبل عمر ۷۰ برس غیر شادی شدہ اور لاولد میں فوت ہوگئی۔

۲۔ مذکورہ مسماۃ آمنہ صاحبہ نے بنام نور احمد ولد محمد راحیل کو پیدائش کے دن سے مرنے دم تک اولاد کی طرح پرورش میں رکھا اور اپنی زندگی میں ہی نور احمد کو متحرک خواہ غیر متحرک ملکیت کا مالک بنا دیا تھا۔

۳۔ مذکورہ آمنہ صاحبہ نے فوت ہونے سے تین سال قبل اس قسم کا بیان بھی رجسٹر کرا دیا کہ میرے فوت ہونے کے بعد سرکاری ریکارڈ میں میری پوری جائیداد ملکیت نور احمد کے نام پر کر دی جائے۔

۴۔ مذکورہ آمنہ صاحبہ جب فوت ہوئی تو سرکار نے انٹرپور کے باشندوں سے بیان وغیرہ لے کر ان کی ملکیت (زمین) نور احمد کے نام پر تبدیل کر دی۔ اس وقت سے مسماۃ آمنہ صاحبہ کی زمین وغیرہ نور احمد کے قبضے میں ہے۔

۵۔ بی بی آمنہ کے متعلق ایک شخص بنام حاجی شاہد ولد سیّد سعید علی شاہ زبانی کہتا ہے کہ میں مرحومہ بی بی آمنہ کے ماموں کا بیٹا ہوں، مگر اس کے پاس مذکورہ رشتے کی کوئی معقول سند یا ثبوت نہیں ہے۔ صرف زبانی کہتا ہے، اور یہ بھی کہتا ہے کہ مذکورہ بی بی

آمنہ صاحبہ کی ملکیت میں سے مجھے شرعی حصہ دیا جائے۔

۶۔ مرحومہ بی بی آمنہ سرکار کے ریکارڈ میں اپنا قلم بند بیان کرا کر گئی تھی کہ میں غیر شادی شدہ ہوں، میرا خون کے رشتے میں کوئی بھی نہیں ہے۔ میں دنیا میں تنہا ہوں اور لاوارث ہوں۔ اگر کوئی میری وارثی وغیرہ کا دعویٰ کرے تو اس کو باطل اور جھوٹا سمجھا جائے۔

۷۔ مذکورہ حقیقت کی بناء پر آپ جناب فتویٰ صادر فرمائیں کہ بنام حاجی شاہد کی بات صحیح ہے یا غلط؟

فقط نور احمد ولد محمد راحیل، تحصیل کوٹری، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** اگر یہ بات صحیح ہے کہ مسماۃ بی بی نے اپنی زندگی ہی میں، نور احمد کو جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا مالک بنادیا تھا یعنی سب کچھ اس کے قبضہ میں دے کر، اپنی ملکیت سے دست بردار ہوگئی تھی تو یہ ہبہ ہوا اور شرعاً درست و صحیح اور نور احمد ہی اس تمام مال کا خواہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ، مرحومہ کی زندگی ہی میں مالک قرار پاچکا اور اب اس کے کسی حقیقی وارث کو بھی اس پر کوئی حق نہیں پہنچتا۔ خصوصاً جب کہ مسماۃ بی بی کا انتقال بھی ہو چکا کہ اب تو اس کے حقیقی وارث کو بھی اس کے ہبہ کے فسخ کرنے کا اختیار نہیں۔ نہ کہ بھانجہ۔ نہ کہ ایسا بھانجہ جس کا بھانجہ ہونا ابھی ثابت نہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں درمختار، عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

اجنبی نے بھی جس کو کوئی چیز ہبہ کر دی، وہ ملکیت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرا شوہر فوت ہوگیا۔ بچوں کی اجازت کے بعد میں نے دوسرا نکاح کیا۔ باقی میں سخت مزدوری کر کے انڈیا گئی تھی اور میری بہن نے مجھے بہت کچھ دیا تھا۔ وہ سامان بھی میرے بیٹے نے مجھ سے چھین لیا اور میں ماں باپ کے گھر سے جو سامان لائی تھی وہ بھی اس کے پاس ہے۔ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ مال کی حقدار میں ہوں یا میرے بیٹے؟ فتویٰ قرآن وحدیث کی روشنی میں عنائت فرمائیں۔

السائل، بیوہ نعمت علی، ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ

۷۸۶ **الجواب:** تمہاری بہن، خواہ کسی اور عزیز نے یا دور کے رشتہ دار نے یا محض اجنبی نے تمہیں جو کچھ دیا اور جو سامان تمہارے ماں باپ نے تمہیں جہیز میں دیا، وہ سب تمہاری ملکیت ہے۔ کسی اور کا اس میں کوئی حق نہیں۔ تمہاری زندگی میں تمہاری رضا اور خوشی کے بغیر کوئی اس پر قبضہ کر لے تو یہ اس کا ظلم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

ہبہ واپس لینے سے سات چیزیں مانع ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محمد حسین نامی ایک شخص نے پندرہ سال قبل زمین کا کچھ رقبہ اپنے پیر و مرشد کو ہدیۃً دینی مدرسہ و دینی مرکز کے لئے دیا تھا اور اس زمین پر دینی درسگاہ اور طلباء کے لئے مکان وغیرہ

تعمیر کر لئے گئے ہیں۔ جس پر کافی خرچہ بھی ہوا ہے اور وہاں باقاعدہ ایک مدرسہ پندرہ سال کے عرصہ سے دینی خدمات انجام دے رہا ہے اور عوام کی اصلاح کے لئے سال میں کافی دینی جلسے بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہو کر مستفیض ہوتے ہیں۔ جس سے کافی عوام میں دینی بیداری آ چکی ہے اور اب وہ شخص محمد حسن وہ زمین کا رقبہ اپنے پیر صاحب کے وصال پا جانے کے بعد ان کے ورثاء سے واپس مانگ رہا ہے اور زمین کی قیمت بھی نہیں لے رہا ہے۔ تو اس صورت میں کیا وہ زمین واپس لے سکتا ہے۔ اور تمام دینی درسگاہ اور دینی مرکز کو ختم کر کے وہ زمین کاشتکاری کے استعمال میں لا سکتا ہے یا نہیں؟ اور اتنا بڑا نقصان کرنے کی ذمہ داری اس پر عائد ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بالفرض وہ زمین شریعت اس کو واپس دلوا سکتی ہے تو تعمیرات کا خرچہ اس کے ذمہ واجب ہوگا یا نہیں؟ شرعی دلائل کی روشنی میں تفصیلی جواب سے نوازیں۔

السائل فقیر محمد علی نقشبندی، ٹنڈو الہ یار، سندھ

۷۸٦ **الجواب:** کسی چیز کو دے کر واپس لینا بہت بری بات ہے۔ تبیین الحقائق میں ہے کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ جس طرح کتا قے کر کے پھر چاٹ جاتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے اور اگر دے کر واپس ہی لینا چاہے تب بھی سب واپس نہیں لے سکتا۔ علماء دین نے ہبہ واپس لینے سے سات چیزیں مانع قرار دی ہیں۔ یعنی ان میں سے کوئی ایک مانع پایا جائے تو واہب اس چیز کو واپس نہیں لے سکتا۔ انہیں چیزوں میں ایک چیز ہے واہب یا موہوب (جسے ہبہ کیا گیا) دونوں میں سے کسی ایک کا مر جانا اور دوسری چیز ہے زیادت متصلہ۔ مثلاً زمین ہبہ کی اور موہوب لہ نے اس میں مکان بنایا، یا درخت لگائے تو یہ زیادت متصلہ ہے اور اب واہب واپس نہیں لے سکتا۔ (بحر۔ درمختار۔ عالمگیری) اور صورت مسئولہ میں دونوں ہی مانع موجود ہیں تو اب واہب رجوع نہیں کر سکتا۔ جو دے چکا اسے واپس نہیں لے سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

ہبہ کی تکمیل قبضہ سے ہوتی ہے

سوال: محترم قبلہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی! کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جب لوگ کچے قلعہ سے اٹھائے گئے تو لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱ میں چرونجی دوکاندار کے سامنے مجھے ایک کوارٹر ملا۔ میرے چار لڑکے تھے ہم سب اس کوارٹر میں رہنے لگے۔ قضائے عند اللہ سے میری بیوی کا انتقال ہو گیا۔ اس کے انتقال کے بعد میرے لڑکوں نے مجھ سے کہا کہ آپ اس کوارٹر سے دست بردار ہو جائیں۔ علاوہ ازیں مجھے اکثر برا بھلا بھی کہتے رہے چنانچہ ان کے کہنے پر مجبوراً میں نے وہ کوارٹر چھوڑ دیا اور یونٹ نمبر ۱۱، بلاک ای میں ایک پلاٹ خرید کر رہنے لگا۔ اس کے بعد میں نے ایک دوسری عورت سے شادی کر لی اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا۔ جب وہ بچہ خوب بڑا اور جوان ہو گیا تو میں نے اس لڑکے کی شادی کر دی اور ہم سب اسی کوارٹر میں رہنے لگے اور کوارٹر کچھ بنوا بھی لیا تھا۔ اب جب کہ میری نوکری ختم ہوئے تقریباً ایک سال ہو چکا ہے۔ وہ لڑکا برابر میرا ساتھ دے رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے گزر بسر بھی ہو رہی ہے۔ تو ایسی

حالت میں میری پہلی بیوی سے جو چار لڑکے ہیں حالانکہ وہ چاروں شادی شدہ ہیں اور علیحدہ علیحدہ کوارٹروں میں رہتے بستے ہیں۔ پھر بھی ان چاروں کا کہنا ہے کہ یہ کوارٹر بھی ہم کو ملنا چاہئے اور میں ان چاروں کو ہرگز یہ کوارٹر نہیں دینا چاہتا ہوں بلکہ اس لڑکے کو دینا چاہتا ہوں جو میرا ساتھ دے رہا ہے۔ اس لئے جناب والا سے استدعا ہے کہ متذکرہ حالات کی روشنی میں موافق شرع فیصلہ فرما کر حکم صادر فرمایا جائے کہ میں ایسی صورت میں کونسا طریقہ اختیار کروں؟ تاکہ میری بقیہ زندگی عزت کے ساتھ کٹتی رہے اور میری بیوی اور اس لڑکے کو جو میرے ساتھ رہ رہا ہے کسی قسم کی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ شیر محمد ولد غلام محمد، کوارٹر نمبر ۲۲۶ بلاک ای، یونٹ نمبر ۱۱ لطیف آباد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۲ **الجواب**: صورت مسئولہ میں شیر محمد ولد غلام محمد اپنی دوسری بیوی کے اس لڑکے کو جو اس کے ساتھ رہ رہا ہے اور اس کی خدمت کر رہا ہے۔ یہ کوارٹر جس میں وہ رہ رہا ہے اسی لڑکے کو ہبہ کر دے اور قبضہ دے کر اس کے نام رجسٹری کرا دے تاکہ بعد میں کوئی فتنہ جھگڑا نہ ہو اور اس کی زندگی پرسکون گزرے رجسٹری و قبضہ کے بعد یہ لڑکا اس کوارٹر کا مالک ہو جائے گا اور پھر کوئی دعویٰ نہ کر سکے گا۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۱۷ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

ہبہ کے بعد قبضہ میں نہ دیا، تو ہبہ باطل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی شادی زاہدہ سے ہوئی اور دونوں باہم رہتے رہے۔ زید ضعیف ہو کر بوجہ بیماری انتقال کر گیا۔ زید لاولد تھا اور اس نے اپنی زندگی میں زاہدہ کے نام پر ایک حلف نامہ تحریر کر کے دیا تھا کہ بعد انتقال زید اس کی کل میراث کی مالک اس کی بیوہ ہوگی۔ زید کا انتقال ہو گیا۔ اس کا ایک برادر حقیقی حیات ہے۔ زید کی جائیداد میں ایک مکان اور ایک دوکان ہے۔ ایک مکان زید کے والد کا تھا۔ اب اس جائیداد میں بیوہ زید کس قدر حصہ جائیداد کی مالک ہے۔

۷۸۲ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں زید نے اپنے مرض الموت میں اپنی زوجہ کو اپنی جزیا کل املاک کا ہبہ کر دیا اور یہ ہبہ حقیقتہً ہبہ اور حکماً وصیت ہے۔ اگر شوہر نے اپنی حیات میں موہوب لہ (بیوی) کو قابض نہ کر دیا اور مر گیا جب تو ہبہ محض باطل ہو گیا کہ اجازت ورثہ سے بھی نافذ نہیں ہو سکتا (درمختار) اور اگر بیوی نے واہب یعنی شوہر کی حیات میں باذن واہب قبضہ کر لیا تو اب اس ہبہ کا نفاذ موت واہب کے بعد، باقی ورثہ کی اجازت صحیحہ پر موقوف ہے۔ لہٰذا صورت ہذا میں جب کہ متوفی کے دو ہی وارث ہیں ایک بیوہ اور ایک بھائی تو مکان کی وصیت بھائی کی اجازت پر موقوف ہے اگر وہ جائز رکھے تو صحیح ورنہ کل مال منقولہ وغیر منقولہ کے، بعد تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت کسی اور کے حق میں ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد ۴ حصے کئے جائیں۔ ان میں سے ایک بیوی کو اور باقی تین بھائی کو دے دئے جائیں۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بیوہ	بھائی
۱	۳

احمد میاں برکاتی — ۲۷.۷.۱۹۸۴ء

قبضہ کے بعد ہبہ مکمل ہو جاتا ہے

سوال: جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ: ہمارے دادا محمد صفات خان ولد اسرار علی خان نے بتاریخ ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۱ء بمقام حیدر آباد ایک وصیت نامہ تحریر کیا۔ جس میں دادا مذکور نے درج بالا دو دکان کا وصیت نامہ ہمارے نام کر دیا اور قبضہ بھی دے دیا تھا۔ وصیت نامہ پر دادی ہاجرہ کو بھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔ ان کی پوری زندگی، دادا کی وصیت کے مطابق، ہم ان کا خرچہ برداشت کرتے رہے۔ دادا اور دادی کی تجہیز و تکفین و فاتحہ بھی ہم نے کی۔ لہٰذا اس مسئلہ میں شریعت فقہ حنفی کے مطابق کیا حکم صادر کرتی ہے کہ دو دکان جو دادا کی زندگی میں ہی مستقل طور پر قبضہ میں دے دی گئی تھی۔ جو کہ ہماری ملکیت ہے یعنی ہم اس کے مالک ہیں یا نہیں؟

السائل: شبیر احمد خان ولد محمد ریاض خان، لیاقت علی خان ولد محمد ایاز خان، گرونگر، حیدر آباد، سندھ، بتاریخ ۱۳.۸.۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ محمد صفات خان ولد اسرار علی خاں نے اپنی زندگی میں اپنی ملکیت جائیداد منقولہ وغیر منقولہ مسمی شبیر احمد اور لیاقت علی کو جو کہ ان کے حقیقی بھتیجے محمد ایاز کے فرزندان ہیں، ہبہ کر دی اور ان پر قبضہ بھی دے دیا تو ہبہ بعد قبضہ کے تمام ہو جاتا ہے لہٰذا جائیداد منقولہ کے وغیر منقولہ مذکورہ اسٹامپ منسلک کے مسمی شبیر احمد و لیاقت علی مالک ہوں گے۔ (ہدایہ۔ درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

کچھ قرض معاف کرنا ہبہ ہے، اور باقی واپس لینا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء حق اہلسنّت اس مسئلہ میں کہ: زید بکر کا مقروض ہے۔ بکر نے اپنی رقم ۹۰۰۰ ہزار روپے طلب کئے۔ زید نے ایک ماہ کی رخصت پر تاریخ مقررہ پر ادا کرنے کو کہا۔ مگر بکر نے اپنی ضرورت کا احساس دلایا اور کہا کہ میں ایک ہزار روپے چھوڑتا ہوں (معاف کرتا ہوں) مجھے بقیہ رقم ۸۰۰۰ ہزار روپے دے دو۔ زید نے اپنے بھائی عمرو سے کہا کہ اس کو ۸۰۰۰ ہزار روپے دے دو۔ عمرو زید کے بھائی نے ۸۰۰۰ ہزار روپے دے دئے۔ کیا ایسا لین دین جائز ہے یا نہیں؟

نیز بکر نے جو رقم ایک ہزار روپے معاف کی تھی۔ اس رقم کو زید کسی حاجت مند کو دینا چاہتا ہے یہ عمل زید کا درست ہے یا نہیں؟ فقط السائل قاری القرآن سید محمد برکات علی ہاشمی، فقیر کا پڑ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں جب کہ بکر نے اپنے قرض کی رقم مبلغ ایک ہزار روپے معاف کر کے بقایا رقم وصولی کر لی تو یہ صورت جائز ہے۔ اب زید مبلغ ایک ہزار روپیہ کسی حاجتمند کو دینا چاہے تو دے سکتا ہے (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ شوال المکرم ۱۴۰۵ھ

صرف نام کرنے سے ہبہ مکمل نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کا ایک لڑکا ہے جس کا نام عمرو ہے۔ زید نے اس کو بچپن سے پالا، اسے تعلیم دلوائی۔ پھر جب وہ شادی کے قابل ہوا تو اس کی شادی کردی۔ شادی کے بعد اس نے نوکری کر لی اور کسی دوسرے شہر میں رہنے لگا۔ اس (عمرو) نے باپ (زید) سے تقاضہ کیا کہ مجھے! اسی شہر میں پلاٹ دلایا جائے تا کہ میں اس میں گھر بنا کے رہ سکوں۔ زید نے اسے پلاٹ دلوایا۔ مگر کچھ دنوں کے بعد اس کا تبادلہ کسی دوسرے شہر میں ہو گیا۔ وہاں پر بھی زید نے عمرو کو ایک پلاٹ دلایا۔ مگر کچھ دنوں کے بعد وہ لڑکا دوسروں کے ورغلانے پر باپ سے الجھ پڑا اور کہنے لگا کہ یہ مکان میرے نام ہے اسے خالی کرو۔ ماں باپ نے اس سے کہا کہ مکان ہمارا ہے۔ اگر ہم نے صرف پیار کی وجہ سے تیرے نام کیا تو اس پر تیرا کیا حق ہے۔ جب کہ ہم اس سے پہلے اپنے پیسوں سے تمہیں دو شہروں میں پلاٹ دلا چکے ہیں۔ مگر لڑکا نہ مانا اور اس نے ایک عدالت میں مقدمہ کر دیا کہ مکان میرے نام ہے لہٰذا مجھے ملنا چاہئے جب کہ زید کا ایک لڑکا اور ہے اور وہ عرصہ دراز سے دماغی توازن سے محروم ہے۔ زید کا لڑکا عمرو اپنے بھائی کو کوئی حصہ دینے کے لئے تیار نہیں۔ یاد رہے کہ زید کے پاس اس مکان کے سوا کہیں بھی سر چھپانے کی جگہ نہیں۔

اب سوال طلب مسئلہ یہ ہے کہ شرعی لحاظ سے یہ لڑکا باپ کو گھر سے بیدخل کرنے کے لئے دعویٰ دائر کرسکتا ہے کیا یہ مکان جو ماں باپ نے صرف پیار کی وجہ سے اپنے بیٹے کے نام کر دیا تھا، بیٹے کا حق ہے یا کہ باپ کا؟ اور اس کی بھی وضاحت فرمائیں کہ کیا یہ بیٹا ماں، باپ کا نافرمان ہے؟ اور دنیا میں یا آخرت میں اس کے لئے کیا وعیدیں ہیں؟

السائل عالم علی خان قائم خانی، ڈگری

گزارش یہ ہے کہ: جناب مفتی صاحب! مذکورہ شخص ۷۰ سال کا بوڑھا شخص ہے اور اس کے بیٹے نے اس پر عدالت میں مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔ یہ شخص چاہتا ہے کہ آئندہ حاضری پر عدالت کے سامنے وہ فتویٰ پیش کر سکے۔

فقط۔ عبدالغفور چانڈیو، خطیب جامع مسجد اہلسنّت و جماعت، ڈگری

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: سائل نے یہ وضاحت نہ کی کہ زید نے عمرو کے نام مکان کب کیا اور ایسا کرنے سے مقصد کیا تھا، بہر حال زندگی میں کسی کو مال دینا ہبہ کہلاتا ہے۔ صرف نام کرنے سے عمرو مکان کا مالک نہ بنا بلکہ ہبہ تمام ہونے کے لئے قبضہ کی بھی ضرورت ہے، بغیر اس کے ہبہ تمام نہیں ہوتا۔ (ہدایہ۔ درمختار) لہٰذا صورت مسئول عنہا میں عمرو کا زید کی زندگی میں مطالبہ ناجائز ہے اور بعد میں بھی مکان مذکورہ سب ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸.۴.۱۹۸۵ء

اپنی زندگی میں جو دے دیا وہ واپس نہیں لے سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کی دو بیویاں ہیں۔ پہلی بیوی سے ایک لڑکی ہے۔ بیوی کو مرے ہوئے تقریباً ۲۷ سال ہوئے لڑکی کی شادی ۱۹۶۴ء میں کردی اور اپنے ہی پاس گھر داماد بنا کر رکھا اور مکان لڑکی کو دیا۔ مکان

میں لڑکی نے اپنا پیسہ لگایا۔

دوسری بیوی جو کہ شادی کے وقت حاملہ تھی اور پانچ ماہ کا حمل لے کر آئی اس سے ایک لڑکا ہوا۔ اس کے بعد اس شوہر نے نکاح کیا تو اس سے دو لڑکیاں ہوئیں جو کہ نابالغ ہیں، لڑکے کا پتہ نہیں کہ کس کا ہے؟ لہٰذا شریعت کی رو سے بتایئے کہ ان کا جائیداد میں کتنا حق ہے؟ پہلی بیوی کی لڑکی اور دوسری بیوی کی لڑکیوں کا کتنا حق ہے؟　　فقط السائل

۷۸۶ الجواب: آدمی اپنی زندگی و صحت میں، جو مال، نقد خواہ جائیداد، مکان وغیرہ کی شکل میں اپنے کسی وارث کو دے چکا اور اس مکان وغیرہ پر اس کے وارث نے قبضہ بھی کر لیا جس پر گواہ موجود ہیں تو مکان کا حصہ اس کا ہو چکا۔ اب اسے واپس لینے کا کوئی حق نہیں۔ وہ آدھا مکان اسی لڑکی کا ہے بالخصوص جب کہ وہ اس میں اپنا روپیہ ملا کر تعمیر بھی کر چکی۔ باقی ماندہ مال میں اپنی زندگی و تندرستی میں اسے اختیار ہے جسے اور جتنا چاہے دے۔ لیکن اس کی موت کے بعد، اس کے تمام مال اور باقی مکان وغیرہ میں وراثت جاری ہوگی اور تین لڑکیوں کے علاوہ کوئی اور وارث نہیں ہے تو یہ آدھا مکان وغیرہ ان تینوں میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم　　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۸ ر محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

کسی کو اس کے حق سے محروم کرنا، زندگی میں کسی کو ہبہ کرنا، وصیت صرف ایک تہائی میں نافذ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسلمان بالغ مرد جو کہ منقولہ اور غیر منقولہ ملکیت کا مالک ہے۔ اپنی زندگی میں اپنی غیر منقولہ جائیداد کا کچھ حصہ بطور ہبہ اپنے کچھ عزیزوں کو دینا چاہتا ہے۔ وہ عزیز اسلامی شریعت کی رو سے اس آدمی کی غیر منقولہ جائیداد میں اس کے فوت ہونے کے بعد جائز وارث نہیں بن سکتے۔ (مورث کے فوت ہونے کے بعد ترکہ میں حصہ دار نہیں بن سکتے)۔

نیز اس آدمی کے اپنے چچا زاد بھائی اس کی غیر منقولہ جائیداد میں اسلامی شریعت کی رو سے جائز وارث ہیں؟ ایک مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ مورث اپنی زندگی میں اپنی غیر منقولہ جائیداد کا کچھ، حصہ بطور ہبہ اپنے عزیزوں کو، جو کہ جائز وارث نہیں ہیں، دے سکتا ہے۔

روزنامہ سندھی اخبار ''عبرت،، میں مورخہ ۱۵ مئی اور ۱۷ مئی کو دو احادیث شریف دی گئی تھیں جن کا خلاصہ و مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی اپنی غیر منقولہ جائیداد اپنے وارثوں کو چھوڑ کر اوروں کو دیتا ہے وہ آدمی جنت سے محروم رہے گا اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت بھی اس آدمی کو نہیں ہوگی۔ قرآن شریف اور حدیث شریف کی روشنی میں تفصیل سے اور واضح دلائل سے بتلا دیا جائے کہ آیا وہ آدمی اپنی ساری غیر منقولہ یا منقولہ جائیداد یا اس کا کچھ حصہ بطور ہبہ اپنے عزیزوں کو یا اور آدمیوں کو جو کہ اس کی جائیداد میں جائز وارث نہیں ہیں، دے سکتا ہے یا نہیں؟　　فقط عطا محمد، وکیل، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: آدمی اپنی زندگی میں اپنے مال کا مالک ہے اور اپنے مال میں ہر تصرف کا اسے اختیار۔ تو حالت صحت میں جس طرح وہ اپنا مال اپنی ضرورت میں خرچ کر سکتا ہے یوں ہی دوسروں کو بھی اس کا مالک و مختار بنا سکتا ہے۔ اپنی ہی اولاد میں

سے کسی کو سارا مال دے دے اور دوسروں کو کچھ نہ دے یہ کر سکتا ہے۔ دوسرے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔ (بحرالرائق وغیرہ)۔ ہاں بلا ضرورت شرعی ایسا کرنا گناہ بے لذت سے کم نہیں اور ضرورت شرعی مثلاً یہ بھی ہے کہ وارث، فاسق و آوارہ یا بدچلن ہے اسے گمان ہے کہ اس کے بعد اس کا مال وہ وارث بدکاری و گناہ میں خرچ کر ڈالے گا تو اس کے لئے چھوڑ جانے سے یہ بہتر ہے کہ نیک کاموں میں یہ اموال صرف کر ڈالے۔ اس صورت میں اسے میراث سے محروم کرنے میں گناہ نہیں کہ یہ حقیقۃً میراث سے محروم کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے اموال اور اپنی کمائی کو حرام میں خرچ کرنے سے بچانا ہے۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

انسان کے مرنے کے بعد وصیت صرف ایک ثلث میں جاری ہوگی اگر چہ وصیت نامہ میں وارثوں کو عاق کر دے اور دوسروں کے حق میں سارے مال کی وصیت کر جائے۔ پھر بھی وارث باقی ۲/۳ میں حقدار ہیں۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بہر حال سارا دار و مدار صاحب مال کی نیت پر ہے نیت اچھی ہے تو اجر و ثواب ہے نیت محض وارث کو نقصان پہنچانا ہے تو گناہ ہے اور حدیث شریف میں جو مضمون وارد ہے، اس کا منشا یہی ہے کہ وارث پر ظلم نہ کرے اور فاسق و فاجر کو دینا تو اسے گناہ پر دلیر کرنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الآخر ۱۳۸۶ھ

ہبہ کر کے قبضہ دے دیا تو وہ ترکہ میں شمار نہ ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص بیمار ہو جاتا ہے اور اس کی بیماری میں اس کا بھائی مسمی بشیر الدین اس کی خدمت کرتا ہے اور وہ بیمار ایک دن خدمت سے خوش ہو کر اپنے بھائی بشیر الدین کو ذاتی مکان جو کہ اس نے کلیم میں حاصل کیا ہے اور وہ اس کا قابض بھی ہے۔ بشیر الدین کو اپنے مکان کا مالک بنا دیتا ہے اور ایک اسٹامپ پر ایک تحریر کے ذریعے بشیر الدین کو خدمت کے عوض مالکانہ حقوق بھی دیتا ہے اور ساتھ یہ بھی تحریر کر دیتا ہے کہ اس مکان میں میرے کسی بھی وارث کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ جو عزیز اس میں اس وقت رہتے ہیں ان کو بھی بشیر الدین نکالنا چاہے تو نکال سکتا ہے۔ کسی کو انکار کی مجال نہیں ہوگی اور نہ ہی میرا کوئی وارث بشیر سے حصہ مانگنے کا حق رکھتا ہے بلکہ اس مکان کے کل و جزو کا بشیر الدین مالک ہے۔ مکان کے حصہ کرنے کے کچھ عرصے کے بعد زید مر جاتا ہے تو از روئے شریعت مرنے والے کے وارث بشیر الدین سے مکان کے حصہ لے سکتے ہیں؟ کیا بشیر الدین ان ورثاء کو مکان سے کچھ دے گا یا بشیر الدین کل کا مالک ہے؟

فقط بشیر الدین ولد صغیر الدین، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: نظام الدین نے جب اپنے بھائی بشیر الدین کو اپنا ذاتی مکان ہبہ کر دیا اور مسمی بشیر الدین نے اسے قبول بھی کر کے نظام الدین کی زندگی میں قبضہ بھی کر لیا تو یہ ہبہ صحیح ہے اور مسمی بشیر الدین ہی اس کا مالک ہے۔ اس مکان پر اس کی ملکیت کے احکام نافذ ہوں گے۔ اب اس مکان میں نظام الدین مرحوم کے کسی وارث کا کوئی حق نہیں۔ درمختار میں فرمایا گیا

ہے واشراط صحتھافی الواھب العقل والبلوغ و الملك و فی الموھوب ان یکون مقبوضاً و حکمھا الخ

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ر شوال المکرم ۱۳۸۷ھ

اپنا مال اگر زندگی میں تقسیم کرے تو، برابر برابر تقسیم کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید حیات ہے۔اس کے ورثہ میں ایک زوجہ، تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔زید کی خواہش ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ہی اپنے تمام مال متروکہ کو جو کہ نقد، زیورات اور دیگر سامان پر مشتمل ہے۔اپنے مذکورہ بالا ورثہ میں شرعی طریقہ پر تقسیم کردے۔آیا زید کی زندگی میں میراث کی تقسیم جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ہے تو براہ کرم مذکورہ بالا افراد میں سے ہر ایک کا شرعی حصہ مقرر فرمادیں۔زید کے بیٹے شروع ہی سے زید کے ساتھ ہی رہائش پذیر ہیں۔زید کے کاروبار میں بڑے بیٹے کا کچھ ذاتی سرمایہ بھی لگا ہوا ہے۔وضاحت طلب امر یہ ہے کہ آیا؟ تقسیم کے وقت بڑے بیٹے کو یہ حق دیا جاسکتا ہے کہ وہ کاروبار میں سے اپنا ذاتی سرمایہ نکال لے؟ اور بعد میں بقیہ مال میں وہ بطور بیٹے کے شریک ہو؟ السائل محمد عمر اقبال، حالی روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** اپنی زندگی وصحت میں آدمی اپنے تمام اموال کا مالک ومختار ہے۔جس طرح چاہے تصرف کرے۔جیتے جی ان اموال میں وراثت کے احکام جاری نہیں ہوتے۔جس کو جتنا چاہے دے۔کس کو اس پر حق اعتراض نہیں۔البتہ کسی کو ناحق نہ کرے۔ورنہ آخرت میں جواب دہ ہوگا اور حکم شرعی یہ ہے کہ ایسی حالت میں، زوجہ کو مناسب جان کر جو چاہے، دے، اس کے بعد وہ تمام مال اپنے بیٹے بیٹیوں میں برابر برابر تقسیم کردے۔یہ نہیں کہ بیٹے کو بیٹی سے دونا دے۔یہ حکم صرف میراث کا ہے اور بڑے بیٹے نے جو سرمایہ کاروبار میں لگایا ہے وہ اسے پہلے واپس کردیا جائے۔پھر تقسیم عمل میں لائیں اور اولاد میں کوئی دیندار ہو تو اسے دوسروں پر ترجیح دیں۔یونہیں جو زیادہ حاجت مند ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ر محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الاجارۃ (اجرت پر دینا)

اجیر جب اپنا وقت دے گا تو اجرت پائے گا

سوال: قبلہ محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب مفتی صاحب! ایک مسئلہ میں آپ کا فتویٰ حاصل کرنے کے لئے زحمت دے رہا ہوں کہ: یہ مسئلہ ہم ہزاروں مسلمانوں کی نمازوں اور ایک امام مسجد کی تنخواہ کے جائز و ناجائز ہونے سے متعلق ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ مرکزی گورنمنٹ کی ایک صنعتی ورکشاپ ہے۔ گورنمنٹ نے ملازمین کی رہائش کے لئے ایک کالونی بھی بنائی ہوئی ہے۔ کالونی میں ایک جامع مسجد ہے مگر اس جامع مسجد کا گورنمنٹ سے کوئی تعلق نہیں۔ گورنمنٹ کی کسی بھی مد میں مسجد کے تعمیری کام میں روپیہ یا کوئی دوسری چیز استعمال کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ ہم ملازمین نے حسب توفیق چندہ جمع کر کے اس کی تعمیر کی ہے۔ اسی طرح جو خطیب صاحب مسجد میں ملازم ہیں۔ قانونی طور پر ان کی تنخواہ کے متعلق بھی گورنمنٹ نے کوئی گنجائش نہیں رکھی۔ مگر مسجد کمیٹی نے افسران سے مل کر خطیب کا نام بحیثیت مزدوری ورکشاپ میں لکھوایا ہے۔ اس طرح گورنمنٹ کے تمام کاغذات میں سو فی صد غلط اندراج کر کے امام صاحب کو تنخواہ دلوائی جاتی ہے۔ ورکشاپ کا کچھ سامان مسجد کی تعمیر میں بھی صرف کیا گیا ہے۔ لہٰذا آپ سے استدعا ہے کہ قرآن وسنّت کی روشنی میں اس مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں کہ امام صاحب کی تنخواہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور ہماری باجماعت نمازوں کی کیا حالت ہے؟

از طرف محمد اکرم، یو۔ ڈی۔ سی ٹیلیگراف ورکشاپ، کوٹری

۷۸۲ **الجواب:** وہ کام کرنے والا جو اپنے کام کی اجرت ماہانہ وصول کرتا ہے شرعاً اجیر خاص کہلاتا ہے۔ وہ اس وقت دوسرے کا کام نہیں کر سکتا اور اس کی تنخواہ اس کام پر موقوف ہے۔ اگر اس نے وقت دیا اور اسے وہ کام نہ ملا جس کے لئے اسے ملازم رکھا گیا تھا اور وہ خالی بیٹھا رہا تو تنخواہ پائے گا۔ ہدایہ میں ہے کہ الاجیر الخاص الذی یستحق الاجرۃ بتسلیم نفسہ فی المدۃ وان لم یعمل کمن استوجر شھر اللخدمۃ۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام مذکورہ جس کام کی تنخواہ پاتا ہے اگر اس کام کے دوران ورکشاپ میں حاضر رہا اگرچہ وہاں اس نے کوئی کام نہ کیا تو تنخواہ کا مستحق ہے۔ لیکن جس کام و نام سے تنخواہ وصول کرے اس سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو اور دوسرا کام دوسرے لوگوں کا، اگرچہ مسجد کی امامت یا بچوں کی تعلیم ہی کیوں نہ ہو، انجام دے تو تنخواہ اس فرم سے نہیں پا سکتا ہے۔ جس کے ملازمین میں اس کا اندراج ہے بلکہ غور کیجئے تو یہ صریح فریب ہے اور اس میں نہ صرف اس امام کی عزت جانے کا صحیح اندیشہ ہے، بلکہ جو لوگ اس میں ملوث پائے جائیں گے، ان کی بھی عزت بلکہ ملازمت جانے کا صحیح اندیشہ موجود ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اس امام کو ورکشاپ سے تنخواہ دینا اور اسے لینا

جائز نہیں جب تک وہ ورکشاپ میں کام کے وقت تک موجود نہ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ربیع الاول شریف ۱۳۸۹ھ

حجام کو ختنہ کی اجرت دینا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کہ: حجام کو ختنہ کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ ختنہ ہو جانے کے بعد زخم کو صحیح کرنے میں حجام کا وقت اور مرہم پٹی کے لئے پیسہ بھی صرف ہوتا ہے۔

فقط والسلام حاجی معین، گرونگر، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: حجامت بنوانا، ناخن ترشوانا، ختنہ کرنا یہ تمام امورِ سنت ہیں اور ان کی ادائیگی میں اجرت کا دینا یقیناً جائز اور اس کا لینا بھی حلال و درست۔ خود حضور اکرم ﷺ نے حجامت کی اجرت عنایت فرمائی۔ اب جو اسے ناجائز کہتا ہے اگر بلا دلیل شرعی کہتا ہے تو سخت گناہ اور دلیل رکھتا ہے تو بیان کرے۔ پھر مان بھی لیں تو آخر ختنہ کرنے والا، دوا استعمال کراتا اور کچھ دنوں تک اپنا وقت دیتا ہے اس کی قیمت واجرت تو دینی ہی ہے۔ غرض یہ کہ ختنہ کرانے کی اجرت لینا دینا دونوں صحیح ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

کافر کو مسجد میں مزدوری پر لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام اس مسئلہ میں کہ: کافر کو تعمیر مسجد میں مزدوری پر لگانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

۷۸۶ الجواب: کوشش کیجئے کہ تعمیر مسجد کے لئے فراہم کیا ہوا پیسہ، مسلمانوں ہی کے پاس جائے اور اس سے کافر کو کوئی فائدہ نہ پہنچے اور اگر کافر کو مزدوری پر لگا ہی لیا ہے تو اسے مسجد کے اندر نہ جانے دیں اور جتنی جلدی ہو سکے اسے اس کام سے الگ کر دیں اگرچہ اس سے جو کام لیا گیا اسے ناجائز نہیں کہا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

جو تعطیلات رائج ہیں مدرس ان کی تنخواہ پائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک قرآنی و دینی ادارے میں زید کو، عارضی طور پر قائم مقام کی حیثیت سے، گیارہ روز کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور ادارے کے مہتمم نے یہ حکم دیا تھا کہ اگر آپ دلچسپی کے ساتھ، محنت اور توجہ و نیز وقت کی پابندی سے کام کریں گے تو آپ کو مستقل مدرس کی تنخواہ ۱۰۰=/ سو روپے ماہوار کے حساب سے دی جائے گی لیکن زید نے اپنے کارِ متعلقہ کو نہایت لاپرواہی سے کیا اور نہ وقت کی پابندی کی تو ایسی صورت میں کیا زید مستقل تنخواہ کا مستحق ہے؟ یا اس کو نصف تنخواہ دی جائے؟ بینوا توجروا فقط السائل

۷۸۶ الجواب: مدرسہ میں تعطیل کے جو ایام ہیں مثلاً جمعہ، یا ماہ رمضان اور عید، بقرعید کی تعطیلیں جو عام طور پر مسلمانوں میں

رائج و معمول ہیں ان تعطیلات کی تنخواہ کا تو مدرس مستحق ہے اور ان کے علاوہ اگر مدرسہ میں نہ آیا یا بلا وجہ تعلیم نہ دی تو وہ اس روز کی تنخواہ کا مستحق نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار) یہ حکم مستقل مدرس کے لئے ہے تو غیر مستقل مدرس جسے صرف گیارہ یوم کے لئے رکھا گیا وہ ان ایام سے زیادہ کا مستحق کس طرح ہوسکتا ہے۔ جب کہ یہ وہ مسئلہ ہے جسے عام خاص اچھی طرح جانتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

امام نے مسجد کا مکان عاریت کے طور پر لیا تو اس کو خالی کرایا جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد کے امام صاحب کو، دوران امامت مسجد کا مکان، رہائش کے لئے دے رکھا تھا۔ جو اسی مقصد کے لئے لیا گیا تھا کہ جو بھی امام مسجد ہوگا، اس مسجد میں رہائش اختیار کرے گا تاکہ اسے رہائش کی تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ امام مسجد اڑھائی سال قبل انتقال کر گئے، اور ان کی جگہ ان کے لڑکے کو منتخب کیا گیا مگر دو سال امامت کرنے کے بعد اس نے نہ صرف امامت کو ترک کر دیا بلکہ اپنی ذاتی شرعی حیثیت کو بھی ختم کر کے لائق امامت ہی نہ رکھا۔ اب چھ ماہ سے ان کا تعلق مسجد سے ختم ہو گیا ہے مگر رہائش اسی مسجد کے مکان میں ہے۔ اب چونکہ یہ مکان مسجد کا ہے اور امام کو بلا کرایہ رہائشی سہولت کے طور پر دیا جاتا ہے۔ اس لئے اب امام آئے گا ظاہر ہے کہ اس کے لئے مکان کی ضرورت ہوگی۔ ہم نے سابق امام کے اہل و عیال سے کہا کہ مسجد کا مکان خالی کریں مگر وہ خالی نہیں کرتے۔ پھر ہم نے کہا کہ اگر تم خالی نہیں کرتے تو مسجد کو کرایہ دو تاکہ ضرورت پڑنے پر امام کے لئے کوئی دوسرا انتظام کیا جاسکے اور پھر جب یہ مکان مسجد کا ہے تو کرایہ لینا بھی مسجد کا حق، تاکہ مسجد کو فائدہ ہو۔ مگر وہ نہ تو مکان چھوڑنے پر راضی ہیں اور نہ ہی کرایہ دیتے ہیں اور اس سلسلے میں محلّے کے چند افراد کو انھوں نے اپنا حمائتی بنا رکھا ہے۔ لہٰذا آپ از راہ کرم اس سلسلے میں ہماری رہنمائی فرماتے ہوئے شرعی فیصلہ سے آگاہ کریں کہ ا۔ مسجد کے مکان پر ناجائز طور پر قبضہ کرنا جائز ہے؟ ۲۔ اور اگر رہائش کی تکلیف کی وجہ سے مکان میں رہائش رکھنی ہو تو کرایہ دینا ضروری ہے یا نہیں؟ ۳۔ مسجد کو کرایہ کی طرف سے نقصان پہنچانا یا ناجائز قابض کی چند افراد کی طرف سے حمایت کرانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا السائل محمد ہاشم، عثمانیہ مسجد، ٹنڈو آدم، سانگھڑ

۷۸۶ **الجواب:** جب کہ مسجد کا مکان، امام مسجد کو عاریۃً، رہائش کے لئے دیا گیا تھا تو مسجد کی انتظامیہ کو یہ حق ہمہ اوقات حاصل ہے کہ جب چاہے، یہ مکان اس سے خالی کرالے اور جب انتظامیہ اس سے یہ مکان واپس مانگے گی عاریت باطل ہو جائے گی کیوں کہ عاریت میں کوئی پابندی، مالک مکان یا اس کے نگراں پر، کہ اس وقت مسجد کی انتظامیہ ہے، لازم نہیں (درمختار) ہاں اگر کچھ ایسی مجبوری ہے کہ مکان خالی نہیں کیا جاسکتا تو جب تک اس امام کے قبضے میں وہ مکان رہے گا، بطور اجارہ رہے گا یعنی اب امام پر اس کا ماہانہ واجبی کرایہ ادا کرنا لازم ہوگا (بحر) اور یہ کہ نہ مکان خالی کرے نہ مکان کا کرایہ دے، ظلم ہے اور اس ظلم میں اس کا ساتھ دینے والے خود بھی ظالم۔ اہل محلّہ دباؤ ڈال کر وہ مکان خالی کرائیں یا اس سے واجبی کرایہ وصول کریں اور ان لوگوں کو خاطر میں نہ لائیں نہ ان کا ساتھ دیں جو یہ ظلم کر رہے ہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے تَعَاوَنُوْا عَلَی

الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (المائدہ:2) الآیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم ذی القعدہ ۱۴۰۱ھ

کرایہ کی دوکان دوسرے کو کرایہ پر دینا

سوال: ایک شخص نے مالک دوکان سے کرایہ پر، دوکان لے کر دوسرے کو کرایہ پر دی ہے۔ اوّل کرایہ دار مالک کو ۶۰ روپے ماہانہ دیتا ہے اور دوم کرایہ دار اوّل کرایہ دار کو ۱۵۰۰ روپے دیتا ہے، اوّل کرایہ دار دوکان خالی کرنے کو کہہ رہا ہے، اس دلیل کے ساتھ کہ میں نے یہ دوکان کرایہ پر نہیں بلکہ امانت کے طور پر دی تھی۔ جب کہ وہ اس کا کرایہ برابر وصول کرتا رہا ہے۔ کیا واقعی شرعاً یہ امانت ہے یا کرایہ کی جگہ؟ السائل عبد القادر، نیو کلاتھ مارکیٹ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: مکان یا دوکان کرایہ پر لیا تو اس میں خود بھی رہ سکتا ہے دوسرے کو بھی رکھ سکتا ہے۔ مفت اور بلا کرایہ بھی اور کرایہ لے کر بھی اپنے ساتھ (درمختار وغیرہ) لیکن علماء کرام فرماتے ہیں کہ جتنے کرایہ پر اس کرایہ دار نے وہ مکان یا دوکان حاصل کیا اس سے زیادہ دوسرے کرایہ دار سے وصول کیا تو ممنوع ہے۔ حکم یہ ہے کہ اس زائد رقم کو فقراء پر صدقہ کردے۔ درمختار میں فرمایا ولو آجر باکثر، تصدق بالفضل۔ اور جب حکم شرعی یہ ہے تو پہلے کرایہ دار کی وہ منطق خود ہی باطل کہ میں نے امانۃً دوکان دی تھی کرایہ پر نہیں اگر ایسا ہی ہے تو جو رقم اب تک اس کرایہ دار نے وصول کی ہے، وہ دوسرے کرایہ دار کو واپس کرے۔ اس قسم کی صورتیں، مال و دولت کی ہوس رکھنے والوں نے ایجاد کر لی ہیں شریعت میں کہاں؟ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

کرایہ دار دوسرے کو کرایہ پر کس طرح رکھ سکتا ہے؟ پگڑی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ میں کہ: میں نے ایک دوکان کپڑا مارکیٹ میں ۱۹۶۰ء میں ۵۰ روپے ماہوار کرائے پر لی اور پھر اپنے ایک رشتہ دار محمد عمر کو ۱۲۵ روپے ماہوار کرایہ پر دی۔ جس میں وہ کپڑے کا کاروبار کر رہا ہے۔ یہ دوکان پہلے جس کرایہ دار کے پاس تھی، اس کو میں نے دوکان خالی کرنے کے اور دوکان میرے نام کرایہ پر کروا دینے کے لئے مبلغ ۳۰۰۰ ہزار روپے دئے تھے۔ جسے کاروباری زبان میں مٹھائی یا پگڑی کہتے ہیں۔ درمیان میں وقفے وقفے سے میں نے کرایہ بڑھایا اور آخر میں محمد عمر مجھے ۴۰۰ روپے کرایہ ادا کرتا تھا۔ کچھ عرصے پہلے میں نے محمد عمر سے دوکان خالی کرنے کے لئے کہا کیوں کہ مجھے خود کاروبار کرنا تھا لیکن وہ خالی کرنے پر رضامند نہ ہوا۔ رشتہ داروں کے آپس کے فیصلہ کے مطابق یہ طے ہوا کہ میں دوکان خالی نہ کراؤں بلکہ اس کے نام کرایہ پر کروا دوں اور اس طرح میرا اس دوکان سے تعلق ختم ہو جائے گا جس کے عوض وہ مجھے ۱۱۰۰۰۰، ایک لاکھ دس ہزار روپے دے گا۔ اسے بھی کاروباری زبان میں مٹھائی یا پگڑی کہتے ہیں۔ جس میں اس نے مجھے ۵۰،۰۰۰ پچاس ہزار روپے ادا کر دیئے ہیں۔ جسے ایک تاجر کو میں نے کاروباری شراکت کے لئے دے دیئے ہیں۔ باقی ۶۰،۰۰۰ ہزار روپے قسطوں میں ہر ماہ ۵۰۰۰ روپے کے حساب سے ادا کرے

گا۔ واضح ہو کہ دوکان کا کرایہ جتنا کم ہوگا اور دھندا جتنا اچھا ہوگا اس کی پگڑی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ "پگڑی" کا یہ لین دین شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو اس کا حل شریعت کے مطابق تجویز فرمایئے تاکہ میں دنیا و آخرت کے خسارہ سے بچ سکوں۔ آپ کی بڑی عنایت ہوگی اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ آمین فقط والسلام، عبدالعزیز میمن، کیپٹل مارکیٹ روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: مکان یا دوکان کرایہ پر لیا تو اس میں وہ خود بھی رہ سکتا ہے دوسرے کو بھی رکھ سکتا ہے، مفت بلا کرایہ بھی اور کرایہ لے کر بھی، اپنے ساتھ (درمختار) لیکن علماء کرام فرماتے ہیں کہ جتنے کرایہ پر اس کرایہ دار نے وہ مکان یا دوکان حاصل کیا، اس سے زیادہ دوسرے کرایہ دار سے وصول کیا تو یہ ممنوع ہے۔ حکم ہے کہ اس زائد رقم کو فقراء پر صدقہ کردے، درمختار میں ہے ولو آجر باکثر تصدق بالفضل۔

۲۔ پگڑی دے کر قبضہ لینا، شرعاً معتبر نہیں، البتہ جب اقساط میں اس کی کل قیمت ادا کرنے کے بعد اس کا، الاٹمنٹ اور مالکانہ حقوق حاصل کر لئے، تو ظاہر ہے کہ اب یہ کوارٹر یا دوکان یا مکان شرعاً اور قانوناً، الاٹمنٹ اور مالکانہ حقوق حاصل کرنے والے کی ملک ہوا، کسی اور کا اس میں کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۱۹۸۵.۴.۱۵ء

جب مالک کرایہ کی جگہ واپس لینا چاہے تو، کرایہ دار پر خالی کرنا لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ سکینہ نے اپنا خرید کردہ پلاٹ ایک شخص مسمی عبدالسلام کو کرایہ پر دیا۔ مسمی عبدالسلام کرایہ پلاٹ کا دیتا رہا بعدہ مسماۃ سکینہ نے اپنا پلاٹ خالی کرانا چاہا۔ جس پر مقدمہ عدالت میں چلا۔ بعدہ فریقین اس معاہدہ تحریری پر رضامند ہوگئے کہ مسماۃ کے پسران جس وقت خود کام کرنا چاہیں گے، عبدالسلام پلاٹ خالی کردے گا اور قبضہ پلاٹ سپرد مسماۃ مذکورہ کردے گا۔ مسمی عبدالسلام کے پاس دیگر جگہ برائے کرنے اپنا کام موجود ہے

اب مسماۃ مذکورہ کے بچے جوان ہوگئے۔ مسماۃ خود پلاٹ پر کام کرانا چاہتی ہے اور اپنے بچوں کو روزگار سے لگانا چاہتی ہے، تو مسمی عبدالسلام پلاٹ خالی کرنے سے انکار کرتا ہے۔ فتویٰ درکار ہے۔ کیا عبدالسلام کا قبضہ جائز ہے یا نہیں؟

السائلہ مسماۃ سکینہ بیگم زوجہ شبیر احمد، گڈس ناکہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ مسماۃ سکینہ نے مسمی عبدالسلام کو اپنا پلاٹ کرایہ پر دیا اور وہ کرایہ پر رہتا رہا۔ اب مالکہ اپنا پلاٹ واپس لینا چاہتی ہے تو عبدالسلام پر لازم ہے کہ کرایہ نامہ کی مدت ختم ہونے پر مسماۃ سکینہ کو، پلاٹ مذکور واپس کردے، اور جب کہ چند معزز اشخاص کے سامنے عبدالسلام اور مسماۃ سکینہ کے تنازعہ کا فیصلہ ہوا، اس پر عبدالسلام کو عمل کرنا چاہئے۔ اور یہ ان معزز اشخاص پر بھی لازم ہوگا کہ، وہ اس معاملہ میں عبدالسلام کو مجبور کر کے یہ پلاٹ خالی کرا کے

مسماۃ سکینہ کے حوالے کرائیں، اور پھر اگر عبدالسلام اس پلاٹ پر اب بھی قبضہ رکھے، تو حدیث پاک میں ہے کہ (جس نے ایک بالشت زمین ظلم کے طور پر لے لی قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا (بخاری و مسلم) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! خبردار تم لوگ ظلم نہ کرنا سن لو کسی کا مال بغیر اس کی خوشی کے حلال نہیں (بیہقی) فقہا کرام نے فرمایا کہ کسی کی جائیداد، یا زمین غیر منقولہ، قبضہ کر لی اور وہ چیز موجود ہے تو مالک کو واپس دلا دی جائے گی (ہدایہ عالمگیری وغیرہ) لہٰذا عبدالسلام پر لازم ہے کہ اللہ سے ڈرے اور کسی کے پلاٹ پر قبضہ کر کے آخرت کی رسوائی سے بچے اور مالک کو پلاٹ واپس دے دینے میں ہی اس کے لئے دین و دنیا میں سرخروئی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی پر سوائے ذلت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ذی القعدہ ۱۴۰۴ھ

اجارہ کی شرائط

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مجھے شادی کے بعد میرے چچا و چچی نے اپنے ہمراہ رہنے کے لئے کہا اور میں نے ہاں کر لی۔ شادی سے قبل میں پھیری پر دودھ فروخت کرتا تھا، جس سے میری آمدنی تقریباً ۸۰ روپے یومیہ تھی۔ جوان کے منع کرنے کے باعث دودھ کی فروخت بند کرنے سے ختم ہوگئی۔ انہوں نے مجھے اپنے کاروبار میں شریک کر لیا۔ اس دوران مجھے کام کرنے کا معاوضہ نہیں دیا جاتا تھا۔ بس رہنے پر اکتفا تھا لیکن شادی کے تقریباً دس ماہ بعد انہوں نے مجھے علیحدہ کر دیا اور میں اپنے والدین کے پاس واپس آ گیا اور اب اپنے والدین کی خدمت کر رہا ہوں۔ کیا اس عرصہ میں اپنے چچا و چچی سے معاوضہ لینے کا مستحق ہوں جو میں نے ان کے ایما پر ان کے ساتھ گزارا جس وجہ سے میرا کاروبار نہ صرف مذکورہ، عرصہ بلکہ کچھ عرصہ بعد ختم ہو گیا۔ جناب سے گزارش ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں؟ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں فقہائے کرام نے اجارہ کے شرائط بیان فرمائے ہیں کہ اجارہ کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اجرت کا معلوم ہونا یعنی مزدوری جو کام کے عوض دی جاتی ہے، کام کرنے سے پہلے معلوم ہو، لہٰذا اجرت کو اس طرح بیان کرنا ضروری ہے کہ نزاع کا احتمال نہ رہے ورنہ اجارہ صحیح نہ ہوگا اور یہ اجارہ فاسدہ کہلائے گا اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کام کے کرنے پر اجرتِ مثل لازم ہوگی مثلاً اگر اجرت مقرر ہی نہیں ہوئی تو اس صورت میں جو کچھ اجرت مثل ہو دینی ہوگی۔ (بحر وغیرہ۔ بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الغصب (دوسرے کا مال چھین کر قبضہ کر لینا)

کسی کا مال ناجائز طور پر کھانا ظلم ہے

سوال: قبلہ جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

میرا داماد چار بچے اور اہلیہ چھوڑ کر مرا ہے۔ تجارت دوکان داری، جس کا وہ خود مالک تھا اس میں کوئی عزیز و رشتہ دار شامل نہ تھا۔ اب اس کے بچے اور اہلیہ حقدار ہیں۔ مگر ان کے رشتہ داروں نے مرحوم کے چھوٹے بھائی کو دوکان پر بٹھا کر قبضہ کرلیا ہے اور دوکان کے آدھے حصہ کے حق دار بننا چاہتے ہیں۔ آپ تحریر فرمائیں کہ یتیم کے مال پر خاص عزیز ہو کر کیا قبضہ کر سکتے ہیں، شرع کیا حکم دیتی ہے؟

۷۸۶ **الجواب:** قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۝ (النساء) یعنی وہ لوگ جو یتیموں کے مال ناحق کھا لیتے ہیں، وہ بس اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں اور عنقریب وہ دہکتی ہوتی آگ میں جھونکے جائیں گے۔ آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ یتیم کا مال کسی طریقے سے بھی بیجا صرف میں لانا حرام اور اس حرام خوری کا انجام جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا ۝ (النساء) "یعنی یتیم کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ۔ بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے"۔ اس آیت کریمہ نے یتیموں کے مال کے ساتھ دوسرے کو اپنا مال ملانا بھی حرام و گناہ قرار دیا۔ بلکہ یتیم سیانے اور انتظامی امور میں ہوشیار ہو جائیں تو یتیموں کے اولیاء کو حکم ہے کہ انتظامی ناقابلیت کے باعث جو سرپرستی اب تک یتیموں کے مال پر تمہیں حاصل تھی وہ ختم ہوئی اب ان کے بلوغ کا انتظار کئے بغیر ان کا مال ان کے حوالہ کر دو۔ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ (النساء:6)۔ ان صریح و واضح احکام کے ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص یتیموں کے مال پر قبضہ جابرانہ کرتا ہے، وہ ظالم ہے اور اس کا ساتھ دینے والے بھی اس ظلم میں اس کے شریک۔ ان بچوں میں اگر کوئی بچہ ہوشیار ہے کہ سلیقہ سے دوکان داری کر سکتا ہے تو کسی کو اجازت نہیں کہ ان کا سرپرست بن بیٹھے اور ان کا مال ہڑپ کرنے کا ارادہ کرے۔ اللہ توفیق بخشے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاخری ۱۳۸۴ ھ

ثواب کے نام پر دوسروں کی حق تلفی کرنا، ثواب نہیں ہے

سوال: جناب والی! میری دوکان کھاتہ چوک میں ہے، پاکستان بننے سے پہلے دوکان کے دروازے پر ہندوؤں کے دیوتا کی تصویر لگی ہوئی تھی۔ آج سے آٹھ دس سال قبل عبدالسلام قریشی نامی ایک شخص سے میں نے وہ دوکان خرید لی۔

میرے محلے کے لوگوں نے میری دوکان کے دروازے پر ایک پانی کی ٹنکی زبردستی بنالی جس کی وجہ سے میری دوکان ڈھک جاتی ہے اور اس پانی کی ٹنکی میں ان لوگوں نے میونسپلٹی کا چوری سے نل بھی لگا دیا ہے۔ اب اس ٹنکی کی حالت کچھ کچرا ڈپو کی مانند ہوگئی ہے اور نہ ہی اس ٹنکی میں پانی آتا ہے اور محلے کے چند دیندار لوگ میرے گلے پر چھری چلا کر ثواب کا کام کہتے ہیں۔ مہربانی فرما کر آپ سے اس سلسلے میں فتوٰی درکار ہے کہ اس ٹنکی سے پانی پینا جائز ہے یا ناجائز؟

فقط نور محمد ولد چاند محمد

۷۸۶ الجواب: اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی حق تلفی ہو رہی ہے تو میونسپلٹی سے رابطہ قائم کریں۔ ورنہ اس زمانہ میں خوفِ خدا اور پرسشِ روزِ جزا کا کسے خیال ہے؟ محض ثواب کے لئے دوسرے کی حق تلفی کونسا ثواب ہے جس پر لوگوں کو اتنا اصرار ہے۔ مولیٰ عزوجل قبولِ حق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الامین آمین، علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ

غاصب شرعی تعزیر کا مستحق ہے، اور مال ضائع کرنے پر ضمان ادا کرے

سوال: محترمی جناب قبلہ وکعبہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں اور غصب املاک کے فعل کی شرعی تعزیراتی حدود کے بارے میں، از روئے فقہ حنفیہ کہ نوعیت واقعہ یہ ہے کہ

۱۔ من مقر جائیداد نمبر 28 - 5 - 20- SE واقع رام گلی نمبر ۴ لاہور کا مالک ہے۔

۲۔ یہ کہ جائیداد مذکورہ بالا سے ملحقہ ایک حصہ جائیداد کی نمبر R51A - 9 - SE واقع برانڈ روڈ مسمیان امین برادر کی ملکیت ہے جب کہ دوسرا حصہ جائیداد نمبر 51 - R - 9 - SE مسمی معراج الدین کی ملکیت ہے اور یہ کہ من مقر کی جائیداد ان ہر دو فریق کے عقب میں واقع ہے۔

۳۔ یہ کہ مسمیان امین برادرز نے اپنی جائیداد سے تجاوز کر کے من مقر کے حصہ پر ناجائز قبضہ کرلیا ہے اور بالائی منزل مسمار کر کے ملبہ وغیرہ فروخت کر دیا ہے جب کہ مسمی معراج الدین نے من مقر کے غصب شدہ حصہ کو فروخت کر دیا ہے۔

۴۔ یہ کہ من مقر کی جائیداد کی دربندی کا مکمل نقشہ موجود ہے جس کی رو سے یہ امر ثابت ہے کہ ہر دو فریق مذکورہ بالا نے اپنے اپنے حصص جائیداد سے تجاوز کر کے من مقر کی املاک غصب کر لی ہے۔

۵۔ یہ کہ ڈپٹی سٹیلمینٹ کمشنر لاہور نے بھی من مقر کے استغاثہ پر فیصلہ صادر کرتے ہوئے وضاحتی حکم جاری کر دیا ہے جس میں من مقر کا حق تسلیم کیا ہے۔ فقط السائل قاضی ظہیر الدین

۷۸۶ الجواب: سوالات ومندرجہ حالات سے ظاہر ہے کہ

۱۔ جائیداد 28 - 5 - SE 20 سائل کی ملکیت ہے۔

۲۔ جائیداد مذکورہ بالا سے ملحق جائیدادیں مسمیان امین برادرز معراج دین کی ملکیت ہیں۔

۳۔ مسمیان امین برادرز معراج دین نے مذکورہ بالا نمبر کی جائیداد پر ناجائز قبضہ کرلیا ہے۔ ان حالات میں کورٹ ہی اس فیصلہ کو نافذ کرنے کا اختیار رکھتی ہے جو ڈپٹی سٹیلمنٹ کمشنر لاہور نے صادر فرمایا اور جس کی رو سے جائیداد مذکورہ بالا سائل کی ملکیت ہے۔ موجودہ حالات میں شرعاً تو صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ دونوں غاصب ہیں اور تعزیر شرعی کے مستحق۔

احادیث کریمہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جس نے ایک بالشت زمین ظلم کے طور پر لے لی قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے ڈال دیا جائے گا اور دوسری حدیث شریف میں ہے کہ جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ بھی ناحق لے لیا قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا (بخاری و مسلم شریف) اور اس باب میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر وہ چیز بعینہ موجود ہے تو مالک کو واپس دلائی جائے گی اور اگر غاصب نے ہلاک کردی تو غاصب تاوان دے اور اگر اس میں نقصان پیدا ہوا تو اس نقصان کا تاوان دے (ہدایہ، عالمگیری وغیرہ) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ حق کو حق جانیں اور اسے قبول کریں عمل میں لائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

دوسروں کی جائیداد پر ظلم سے، قبضہ کرنے والے کا حکم

سوال: اگر کوئی مسلمان قرآن و شریعت کے تحت دیئے گئے فتویٰ کو ماننے سے اس لئے انکار کرتا ہے کہ بددیانتی اور دھوکہ بازی کے طفیل، غصب شدہ منقولہ و غیر منقولہ جائیداد، کے ناجائز و حرام مگر وقتی فوائد سے محروم ہو جائے گا تو ایسے مسلمانوں کے لئے قرآن و شریعت کے تحت کیا حکم ہے؟ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** ایسے غصب و ظالم کے لئے ایک سزا جو حدیث شریف میں ارشاد فرمائی وہ یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔ (طبرانی) اور صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ "جس نے ایک بالشت زمین، ظلم کے طور پر لی، قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا ہی حصہ، طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا" اور دوسری حدیث میں ہے کہ " یہ طوق اس وقت تک اس کے گلے میں رہے گا کہ تمام لوگوں کے مابین فیصلہ ہو جائے"۔ اور عزوجل فرماتا ہے وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرہ:188) "ایک دوسرے کا مال ناحق طور نہ کھاؤ۔" اب بھی جو شخص اپنی حرکات سے باز نہ آئے، اسے عذاب دوزخ کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الشفعۃ (پڑوسی ہونے کا حق)

ناجائز قبضہ والی زمین پر، حق شفعہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کسی افتادہ زمین سرکاری اراضی پر قبضہ کر کے کسی دوسرے شخص کو کرایہ پر اٹھادی جائے اور اس طرح کرایہ کھاتا رہے۔ کیا یہ شخص جس کو حقوق ملکیت نہیں ملے ہیں اور نہ ہی اس نے کچھ رقم اس کی تعمیرات پر لگائی ہے۔ اس اراضی کا کرایہ کھانے اور مالک متصور ہونے کا شرعاً جواز رکھتا ہے؟

فقط عبدالرحیم، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۱ **الجواب:** اگر وہ زمین سرکاری ہے اور قابض نے اسے سرکاری طور پر حاصل نہیں کیا ہے تو نہ قبضہ درست ہے اور نہ یہ اس کا قانوناً و شرعاً مالک۔ البتہ یہ زمین اگر اس کی زمین سے متصل ہے تو اسے حق شفعہ حاصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۹ ھج

حق شفعہ کب تک ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر کوئی مکان یا دوکان یا جائیداد منقولہ فروخت کی جائے تو اس میں حق شفعہ کی مدت کب تک ہے یعنی حق شفعہ کب ختم ہوجاتا ہے؟ بینوا توجروا۔ فقط حاجی احمد ولد سلمان، حیدرآباد

۷۸۲ **الجواب:** طلب شفعہ میں یہ بات ضروری ہے کہ جیسے ہی اس جائیداد منقولہ مکان خواہ دوکان وغیرہ کے فروخت ہونے کا علم ہو فوراً اسی وقت یہ ظاہر کردے کہ میں شفعہ کا طالب ہوں۔ اگر علم ہونے کے بعد اس نے طلب نہ کیا تو شفعہ کا حق جاتا رہا اور بہتر یہ ہے کہ اپنے اس طلب کرنے پر لوگوں کو گواہ بھی بنالے تا کہ یہ نہ کہا جاسکے کہ اس نے طلب شفعہ نہیں کیا ہے۔ پھر اس پر یہ بھی لازم ہوگا کہ بائع یا مشتری کو اس سے مطلع کرے اور پھر حاکم کی کچہری میں اپنے حق شفعہ کا مطالبہ کرے۔ بلا عذر شرعی اگر ایک ماہ کی مدت بھی گزر گئی تو حق شفعہ باطل ہوگیا۔ (ہدایہ۔ درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ ھج

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الذبح (ذبح کا بیان)

عقیقہ میں گائے ذبح کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عقیقہ کی گائے میں دو لڑکوں اور تین لڑکیوں کے حصے ڈال سکتے ہیں یا نہیں؟ یا سات حصے ہی ضروری ہیں؟ بینوا توجروا　نور الحسن، لطیف آباد نمبر ۸، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: عقیقہ میں گائے ذبح کی جائے تو لڑکے کے لئے دو حصے اور لڑکی کے لئے ایک حصہ کافی ہے یعنی سات حصوں میں دو حصے لڑکے کے اور ایک حصہ لڑکی کا۔ صورت مسئولہ میں دو لڑکوں کے چار حصے اور تین لڑکیوں کے تین حصے ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۷ ذی القعد ۱۳۸۴ھ

عقیقہ کے احکام۔ عقیقہ پر گائے ذبح کرنا

بخدمت جناب قبلہ محترم مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

سوال: بعد سلام عرض خدمت ہے کہ

۱۔ ایک شخص اپنے پوتے کا عقیقہ کرنا چاہتا ہے لیکن اس نے اپنے لڑکے کا عقیقہ نہیں کیا ہے۔ لڑکا بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۲۔ ایک شخص اپنے تین بچوں کا عقیقہ کرنا چاہتا ہے جن کی پیدائش میں فرق ہے۔ عقیقہ میں یہ شخص گائے کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۷۸۶ الجواب: اب عقیقہ کے لئے ساتواں دن بہتر ہے اور اگر ساتویں دن نہ کر سکیں تو جب چاہیں کر سکتے ہیں۔ سنت ادا ہو جائے گی۔ بسم اللہ آپ اپنے پوتے اور بیٹے دونوں کا عقیقہ اب کر لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ماجور ہوں گے اور بچوں کی سلامتی ان کی نشو ونما اور ان میں اچھے اوصاف ہونا جو عقیقہ کے ساتھ وابستہ ہیں انھیں حاصل ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عقیقہ کے لئے گائے کی قربانی ہو سکتی ہے اور سات حصے تک مقرر کئے جا سکتے ہیں۔ بچوں کی تاریخ پیدائش میں فرق ہے تب بھی کوئی حرج نہیں یکجا کر لیں۔ سنت ادا ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۶ جمادی الاولی ۱۳۸۳ھ

ٹانگوں سے جانور ذبح کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: قربانی کے جانور کو اس کی اصل جگہ جہاں سے کہ قربان کرنا چاہئے اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ یعنی دونوں اگلی ٹانگوں کے پاس سے کاٹ دیا۔ کیا یہ قربانی حلال ہوئی یا نہیں؟ آیا! اس جانور کو کس طریقے سے کاٹا جاتا ہے؟ مدلل جواب سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل محمد حنیف، کوٹری بیراج، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: گلے میں چند رگیں ہیں ان کے کاٹنے کو ذبح کہتے ہیں اور جو رگیں ذبح میں کاٹی جاتی ہیں وہ چار ہیں ا۔ حلقوم جس سے سانس آتی ہے، ۲۔ مری اس سے کھانا پانی اترتا ہے، ۳، ۴۔ ان دونوں کے اغل بغل دو اور رگیں ہیں جن میں خون کی روانی ہے۔ ذبح کی ان چار رگوں میں سے تین کا کٹ جانا کافی ہے یعنی اس صورت میں بھی جانور حلال ہو جائے گا۔ اس کے بغیر جانور حلال نہیں۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۹۹ ھج

حرام وحلال۔ گھوڑا حلال رہا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: گھوڑا حرام جانور ہے یا حلال؟ کیوں کہ ہمارے گاؤں میں اس بات پر تنازعہ ہوا کہ گھوڑا حرام ہے حلال نہیں ہے۔ ایک جنگ کے موقع پر حضور اکرم ﷺ کے، صحابہ کرام نے کھایا تھا اور حضور اکرم ﷺ نے بھی کھایا تھا۔ ویسے حلال نہیں ہے۔ آیا! اس قسم کی کوئی روایت ہے یا نہیں؟ فقط عبدالقدیر، ٹنڈوالہیار

۷۸۶ الجواب: گھوڑے کے متعلق روایتیں مختلف ہیں۔ یہ آلہ جہاد ہے اس کے کھانے میں تقلیل (تقلیل کے معنی قلت یعنی کمی ہونا) آلہ جہاد ہوتی ہے لہٰذا نہ کھایا جائے۔ (درمختار وغیرہ) اور کھا لیا تو حرام و گناہ بھی نہیں کہ صحابہ کرام سے اس کا کھانا ثابت ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا تناول فرمانا فقیر کے علم میں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شوال المکرم ۱۴۰۰ ھج

بندوق کا شکار حلال نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کسی شکار پر بندوق سے گولی بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھکر چلائی۔ جس سے شکار زخمی ہو گیا۔ شکاری فوراً بلا کسی توقف کے، شکار کی تلاش میں روانہ ہوا۔ شکار کے خون کے نشانات پر چلتا رہا۔ دو، چار، چھ گھنٹے کی تلاش کے بعد شکار پر پہنچا تو شکار مر چکا تھا۔ جس کو شکاری نے بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کر لیا۔ کیا اس کا کھانا حلال ہے یا حرام؟ یہاں پر تمام شکاری لوگ کھاتے ہیں اور حلال جانتے ہیں۔ جواب بالصواب دیا جائے۔ صوفی مشتاق احمد قادری یوسفی، ضلع جعفرآباد (بلوچستان)

۷۸۶ الجواب: مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاوی میں فرمایا کہ بندوق سے شکار بمقتضائی قواعد فقہیہ، بغیر ذبح حلال نہیں۔ فان الاصل ان الموت اذا حصل بالجرح بیقین، حل وان بالثقل لایحل کذافی التبیین اور ردالمحتار میں ہے ولا یخفی ان الجرح بالرصاص، انما هو بالاحراق والثقل، بواسطة، اندفاعه العنیف اذلیس له حد فلا یحل، وبه افتی ابن نجیم، انتهی (ص ۱۷، ۱۴ج ۵)۔ اس فتویٰ کا ماحصل یہ ہے کہ جو چیز دھاردار نہ ہو اس سے شکار خواہ کتنا ہی زخمی کیوں نہ ہو جائے وہ بغیر ذبح حلال نہیں۔ لہٰذا بندوق سے شکار کیا مگر اسے ذبح نہیں کیا۔ یا کیا مگر اس میں وقت ذبح، حیات کا ہونا ثابت نہ ہوا تو حرام ہے۔ (ہکذا فی الفتاوی الرضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اسی سے معلوم ہوا کہ بندوق چلانے والا شکاری خواہ کوئی ہو اگر مسلمان اسے ذبح کرلے اور وقت ذبح اس میں زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں تو شکار مسلمان کے لئے حلال ہے ورنہ حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ جمادی الاخری ۱۴۰۰ھ

عقیقہ میں لڑکا لڑکی کے حصے

سوال: محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب والا! مندرجہ ذیل مسئلے میں شریعت محمدی ﷺ کا کیا حکم ہے کہ

ا۔ عقیقہ میں گائے کا ذبیحہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور اس میں بھی قربانی کی طرح سات حصے (عقیقے) ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ ذبیحہ صرف ایک جان رکھتا ہے اور قربانی ہر سال ہوتی ہے اور عقیقہ زندگی میں ایک بار ہوتا ہے۔ ۲۔ لڑکی کے لئے ایک بکری اور لڑکے کے لئے دو جان ذبیحہ کا حکم ہے؟ اصل شرعی حکم کیا ہے؟ عقیقہ کرنے والوں کو بتایا جائے ورنہ عام طور سے بلا معلومات گائے پر عقیقہ ہونے لگا ہے۔ السائل، ماسٹر قمرالدین، سرے گھاٹ، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں۔ لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی میں ایک بکری ذبح کی جائے جب بھی جائز ہے اور گائے ذبح کی تو سات حصوں میں لڑکے کے لئے دو حصے اور لڑکی کے لئے ایک حصہ مقرر ہے اور شرعاً گائے میں عقیقہ کرنا بلکہ قربانی کی گائے میں عقیقہ کا حصہ ڈال دینا بھی جائز ہے۔ حکم شرعی میں اپنے خیالات کی کھچڑی نہ پکائیں۔ حکم شرعی حکم شرعی ہے۔ (عامۂ کتب۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاولی ۱۴۰۲ھ

ذبح کا صحیح طریقہ

سوال: قصائی لوگ جانور کو ذبح کرتے وقت چار رگوں سے زائد پانچویں رگ جو حلقوم کے منکے میں اندر ہے، جس سے جانور سانس لیتا ہے کاٹتے ہیں اور حلقوم بھی سر کی طرف نہیں ہوتی بلکہ نیچے رہ جاتی ہے۔ آیا! اس طرح ذبح شدہ، جانور کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر مکروہ ہے تو مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟ کتاب، صفحہ، عبارت درج فرما کر مطمئن فرمائیں اور عنداللہ اجر عظیم

حاصل کریں۔ السائل حقیر الفقیر بخش علی غفاری نقشبندی، پیش امام نورانی مسجد گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: پورا حلقوم ذبح کی جگہ ہے اور ذبح کی چار رگوں میں سے تین کا کٹ جانا کافی ہے یعنی اس صورت میں بھی جانور حلال ہو جائے گا کہ اکثر کے لئے وہی حکم ہے جو کُل کے لئے ہے۔ تنویر الابصار پھر اس کی شرح درمختار میں ہے (وحل المذبوح بقطع ثلاث منها) (صفحہ ۲۵۶/ جلد ۵) البتہ اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے مکروہ ہے مگر ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت اس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں۔ ہدایہ (جلد ۴) میں ہے ومن بلغ بالسكين النخاع او قطع الراس كره له ذلك و توكل ذبيحة (کتاب الذبائح صفحہ ۴۳۴) خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر تین یا چاروں رگیں ذبح میں کٹ جائیں تو اس کے بعد بھی چھری آزمانا اور زائد رگیں کاٹنا جانور کو بلاضرورت ایذا دینا ہے۔ لیکن اس فعل کا کوئی اثر ذبیحہ پر نہیں۔ ذبیحہ حلال کا حلال ہی رہے گا۔ کراہت اس فعل میں ہے تنزیہی ہو یا تحریمی وھی الظاہر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

عقیقہ کا گوشت دادا، دادی، نانا، نانی، کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عقیقہ کا گوشت دادا، دادی، نانا، نانی، وغیرہ کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اسے کچا یا پکا کر تقسیم کرنا کیسا ہے؟ حکم شرعی سے مطلع فرمائیں

فقط السائل ناصر خان، لیاقت کالونی حیدرآباد، ۲۷۔ ۱۲۔ ۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: عوام میں جو یہ بات مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، وغیرہ نہ کھائیں یہ غلط ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں اور عقیقہ کا گوشت فقراء، واعزاء اور دوست واحباب میں کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا ان کو پکا کر بطور ضیافت ودعوت کھلا دیا جائے۔ یہ سب صورتیں جائز ہیں (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

دعوت ولیمہ میں عقیقہ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنے لڑکے کی دعوت ولیمہ کو عقیقہ کے طور پر کرنا چاہتا ہے، تا کہ اس کا وہ لڑکا جس کی شادی ہوئی ہے اور دوسرے لڑکے اور لڑکی کے عقیقہ کے فرض سے نمٹ جائیں۔ کیا یہ شرعی نقطۂ نظر سے درست ہے نیز جانور کے سلسلہ میں وضاحت فرمادیں کہ اس کی شرعی شرائط کیا ہوں گی۔

السائل حاجی وحید اللہ، لطیف آباد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: تقرب اگر مختلف قسم کے ہوں مثلاً ولیمہ اور عقیقہ تو ان میں شرکت ہو سکتی ہے۔ دونوں ملا کر ہو سکتے ہیں کہ عقیقہ بھی تقرب ہے۔ (درالمختار) عقیقہ کا جانور ان ہی شرائط کے ساتھ ہونا چاہئے جیسا قربانی کے لئے ہوتا ہے۔ اس کا

گوشت فقراء وعزیز و اقارب، دوست و احباب کو کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا ان کو بطور ضیافت و دعوت کھلا دیا جائے، یہ سب صورتیں جائز ہیں۔

عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا اور نانی نہ کھائیں، یہ غلط ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں سب کھا سکتے ہیں۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

بچوں کے مہندی لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص نے کوئی بھی جانور ذبح کیا مثلاً بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر مرغی ذبح کی۔ چھری اتنی تیز تھی کہ گردن علیحدہ ہوگئی، یا پھر بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر مرغی ذبح کی مگر گلے کی موٹی ہڈی گردن کی طرف نہ ہوسکی، نیچے جسم کی طرف کٹ گئی، ان دونوں صورتوں میں جانور صحیح ذبح ہوا یا کچھ کراہت پائی جائے گی؟

۲۔ کوئی عورت مجبوراً کسی معزز شخص کو اپنا محرم بنا کر حج پر جاسکتی ہے یا نہیں؟ جب کہ اس کا اپنا کوئی بیٹا بھائی نہ ہو؟

۳۔ مجبوری کی بناء پر مرد کو اپنے ہاتھوں پاؤں میں مہندی لگانا، جائز ہے یا نہیں؟ صرف علاج کی غرض سے۔

السائل فقیر محمد بشیر چشتی، ناظم دار العلوم حنفیہ رضویہ، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: پورا حلقوم ذبح کی جگہ ہے اس کے اعلیٰ، اوسط، اسفل جگہ، میں ذبح کیا جائے جانور حلال ہوگا، ذبح فوق العقدہ ہوا اور تین رگیں کٹ جائیں تو جانور حلال ہے ورنہ نہیں۔ (درمختار) اس طرح ذبح کرنا کہ سر کٹ کر جدا ہو جائے مکروہ ہے مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں۔ (ہدایہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ محرم بنانے سے کوئی محرم نہیں بن جاتا محرم سے مراد وہ شخص ہے جس سے عورت کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو اگر عورت کا کوئی محرم نہ ہو اور شوہر بھی نہ ہو تو نکاح کرے اور اس نکاح میں نفس پر اختیار دے دے۔ پھر شوہر کے ساتھ حج کو جائے اگر محرم نہیں ہے تو اس پر حج فرض بھی نہیں ہے۔ عورت کے لئے حج کی فرضیت محرم کے ساتھ شرط ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

۳۔ بالغ تو بالغ بچوں کو بھی بلا ضرورت مہندی لگانا، ناجائز ہے۔ عورت لڑکے کو لگائے گی تو گناہ گار ہوگی۔ (درمختار) عالمگیری ردالمحتار میں ہے یکرہ للانسان ان یخضب یدیہ و رجلیہ (۳۱۸/جلد ۵) ہاں اگر ضرورت واقعیہ ہو کہ اس کے بغیر ممکن نہیں تو بقدر حاجت لگانے کی اجازت ہے۔ اسی میں ہے الا بحاجۃ

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۴۔۸۔۱۹۸۴ء

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۲ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الاضاحی (قربانی کا بیان)

محرم میں شادی، حاملہ گائے کو ذبح کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ محرم الحرام کے عشرۂ اوّل میں شادی کرنا ازروئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ ایک شخص نے گائے قربان کی اس میں بچہ نکلا۔ اس شخص کو خبر نہ تھی کہ اس گائے کے پیٹ میں بچہ ہے وہ بچہ ابھی تک زندہ ہے۔ اب یہ بچہ قربان کرنا ہے تو کس طرح کرے؟ زندہ صدقہ کرے؟ یا ذبح کر کے پھر صدقہ کرے؟ اور اس میں جیسا کہ قربانی کے جانور کا گوشت تقسیم کیا تھا اس کا بھی اسی طرح کرے یا نہیں؟ فقط السائل عبدالرحمٰن

۷۸۶ الجواب: ۱۔ محرم الحرام کے عشرۂ اوّل میں شرعاً شادی کرنا، جائز ومباح ہے، جیسے اور ایام میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بہتر یہ ہے کہ اسے زندہ صدقہ کردے بالخصوص ایام نحر گزرنے کے بعد کہ اب قربانی کے کوئی معنی ہی نہیں۔ ردالمحتار بحوالۂ خانیہ فرمایا والمستحب ان یتصدق بھاحیّا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ذی القعدہ ۱۳۸۴ ھج

اوجڑی، کپورے کھانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: اکثر لوگ اوجڑی اور کپورے بڑے شوق سے کھاتے ہیں، اس کے لئے کیا حکم ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر مشکور ہوں۔

السائل حشمت علی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: کپورے کھانا حرام ہے۔ کمافی ردالمحتار و البدائع قال فی ردالمختار، مایحرم اکلہ من اجزاء الحیوان الماکول سبعۃ الدم المسفوح والذکر والانثیان الخ۔ اور اوجڑی میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ بعض مکروہ تحریمی بتاتے ہیں اور بعض جائز بلا کراہت، اور احتیاط اس سے اجتناب وپرہیز میں ہے۔ جیسا کہ نظیف طبائع اور نفاست پسند عوام وعلماء کرام کا معمول ہے۔ ((اور علماء محققین نے ۲۲، ایسے اجزاء بیان فرمائے ہیں، جن کا کھانا حرام یا مکروہ تحریمی ہے، وہ یہ ہیں ۱۔خون، ۲۔پتہ، ۳۔مثانہ، ۴۔نر کے پیشاب کی جگہ، ۵۔مادہ کے پیشاب کی جگہ، ۶۔دونوں کے پاخانہ کی جگہ، ۷۔فوتہ (کپورے)، ۸۔حرام مغز، ۹۔پیٹ کی غلیظ آنتیں، ۱۰۔غدود، ۱۱۔گردن کے دونوں پٹھے، ۱۲۔خون جگر، ۱۳۔خون تلی، ۱۴۔گوشت کا خون، ۱۵۔خون دل، ۱۶۔مرہ (پتہ کا زرد پانی)، ۱۷۔ناک کا

پانی، ۱۸۔علقہ، رحم میں نطفہ سے بنا ہوا خون، ۱۹۔اوجھڑی، ۲۰۔مضغہ، رحم میں نطفہ سے بنا ہوا لوتھڑا، ۲۱۔تام الخلقت بچہ جو مرا نکلے، ۲۲۔نطفہ۔(از: افادات رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۴ھ

اگر قربانی کے لئے دو جانور خریدے، مگر ایک ذبح کیا دوسرے کا کیا کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے جس کے اوپر قربانی واجب ہے۔ دو جانور قربانی کے لئے اس خیال سے لئے کہ اگر ایک جانور کے گوشت سے کام پورا نہ ہوگا تو دوسرا جانور بھی ذبح کر دیا جائے گا لیکن کچھ حالات ایسے رونما ہوئے کہ ایک ہی جانور ذبح کیا گیا۔ اب زید کا ارادہ ہے کہ اس جانور کو سید الشہداء حضرت امام حسین امام عالی مقام کے نام سے ذبح کر دے۔ لہٰذا علماء ملّت مفتی وقت فتویٰ صادر فرما کر شکریہ کا موقع دیں؟

احقر محمد احمد، لطیف آباد یونٹ نمبر ۵، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** زید جب کہ صاحب نصاب ہے اور اپنی جانب سے وہ ایام نحر میں قربانی کر چکا ہے، تو دوسرا جانور جو اس نے بہ نیت قربانی خریدا تھا اس کی قربانی اس پر واجب نہ تھی تو ایام نحر گزر جانے پر وہ جانور اس کی اپنی ملکیت ہے اور اسے اختیار ہے کہ جس طرح چاہے اسے اپنے تصرف میں لائے۔ لہٰذا سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اس جانور کی قربانی کر کے ثواب پیش کر سکتا ہے هكذا مستفاد من كتب الفقه۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ

گائے میں عقیقہ کا حصہ

سوال: مکرمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ: زید کا کہنا ہے کہ گائے کی قربانی میں عقیقے کا حصہ شامل کیا جا سکتا ہے لیکن بکر اس کے برعکس ہے۔ اپنی رائے قائم کرتے ہوئے کہتا ہے کہ گائے کی قربانی میں عقیقہ کا حصہ شامل نہیں کیا جا سکتا لہٰذا مفتی ملّت اہلسنّت و جماعت سے استدعا ہے کہ قرآن کریم وحدیث شریف اور فقہ کے دلائل سے فتویٰ صادر فرمائیں تاکہ زید مطمئن ہو جائے؟

طالب فتویٰ محمد احمد، لطیف آباد ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** قربانی کے جانور میں شرکت کے لئے نیت تقرب ضروری ہے اور یہ ضروری نہیں کہ وہ تقرب ایک ہی قسم کا ہو مثلاً سب قربانی ہی کرنا چاہتے ہیں بلکہ اگر مختلف قسم کے تقرب ہوں خواہ وہ تقرب سب شریکوں پر واجب ہوں یا کسی پر واجب ہو اور کسی پر واجب نہ ہو بہ صورت قربانی میں جائز ہے۔ اسی لئے قربانی اور عقیقے میں شرکت ہو سکتی ہے کہ عقیقہ بھی تقرب کی ایک صورت ہے۔(بہار شریعت بحوالہ ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

کپورے حرام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بکرے کے کپورے کھانا حلال ہیں یا حرام؟ بینوا، توجروا

فقط سید افسر علی شاہ، خطیب وامام مکہ مسجد، خواجہ چوک حیدر آباد

۷۸۲ **الجواب:** خصیے جنہیں کپورے بھی کہا جاتا ہے ان کا کھانا حرام ہے۔ (ردالمحتار ۱/۲۶۷/ج ۵) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ ھج

گائے کے حصے تقسیم کرنے کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زید مشترکہ قربانی کرتا ہے۔ کیا حصے تقسیم کرنے سے پہلے اپنے لئے گوشت علیحدہ نکال سکتا ہے یا نہیں؟ حوالہ قرآن و حدیث

۲۔ تقسیم کا کیا طریقہ ہے۔ از روئے شرع شریف فرمائیں؟

۳۔ کیا قربانی کے گوشت میں غرباء اور ہمسایوں کا بھی حصہ ہے؟ اگر ہے تو کتنا ہے؟

۴۔ کیا حسب بالا لوگوں کا حصہ نکالنے سے قبل اس قربانی کے گوشت میں سے زید اپنے لئے گوشت یا نلی وغیرہ نکال سکتا ہے یا نہیں؟

۵۔ اگر زید ایسا کرتا ہے تو اس کی قربانی کے لئے شرع کیا کہتی ہے؟ جیسا حسب بالا دفعہ میں تحریر ہے۔ از روئے شرع فتوی صادر فرمائیں۔

فقط خاکپائے بزرگان دین خاکسار، حافظ محمد بشیر احمد صدیقی، الیاس آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** ۱، ۲، ۴۔ شرکت میں گائے کی قربانی ہوئی تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے اندازہ سے تقسیم نہ ہو کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ کسی کو زیادہ ملے یا کسی کو کم ملے اور یہ ناجائز ہے۔ یہاں یہ خیال نہ کیا جائے کہ کم وبیش ہوگا تو ہر ایک اس کو دوسرے کے لئے جائز کردے گا کہ اگر کسی کو زائد پہنچ گیا تو معاف کیا کہ یہاں اس فعل کا جائز نہ ہونا شرع کا جز ہے اور ان کو اس کے معاف کرنے کا حق نہیں۔ (بہار شریعت بحوالۂ درمختار ردالمحتار) تو جب حصے تقسیم کرنا بلا وزن، محض اندازہ سے جائز نہیں تو تقسیم سے پہلے کوئی شخص گوشت، بونگ، نلی، وغیرہ لے تو یہ کیوں کر جائز ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرلے۔ ایک فقراء کے لئے، ایک دوست احباب وہمسایوں کے لئے، اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے۔ کل کا صدقہ کردینا بھی جائز ہے اور کل گھر میں رکھ لے یہ بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ قربانی ہوجائے گی لیکن آدمی گناہگار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۸۶ ھج

دوسرے کی طرف سے قربانی، منّت کی قربانی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید بہت مالدار ہے۔ اس کے مرنے کے بعد ان کے لڑکوں کا مال نصاب، نصاب کو پہنچتا ہے مگر زید اپنی زندگی میں ایک جانور کی قربانی کرتا تھا اور اپنے لڑکوں کی طرف سے نہیں کرتا تھا اور کبھی کبھی یہ کرتا تھا کہ ایک جانور جو کہ قربان کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بھی ایک مینڈھا ذبح فرمایا۔ پھر فرمایا، اللھم تقبل من محمد و من ال محمد ومن امة محمد تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک سب کی طرف ہوسکتا ہے۔ لہٰذا یہ سب کی طرف سے ہوگیا۔

۲۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر میرا کام اللہ نے پورا کیا تو تو میں حضور کے لئے قربانی کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ کام پورا کیا تو اب وہ اس قربانی کو کر کے کس طرح گوشت تقسیم کرے۔ گوشت وہ خود تو نہیں کھا سکتا ہے۔ کیا اس کے گھر والے بھی نہیں کھا سکتے۔ بینوا، توجروا فقط السائل

۷۸۶ الجواب: اگر زید کی بالغ اولاد صاحب نصاب نہیں تو ان پر قربانی واجب نہیں ورنہ ان پر قربانی واجب ہوگی نہ کریں گے تو گناہ گار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ یہ صرف حضور اکرم ﷺ کے خصائص سے ہے، کسی اور کو حضور اکرم ﷺ کے فعل پر، اپنے فعل کو، اور حضور اکرم ﷺ کی ذات پر اپنی ذات کو قیاس کرنا، اگر بربنائے وہابیت ہو نہ تو بڑی بے ادبی اور محرومی کی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ منت کی قربانی میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ سارا گوشت وغیرہ صدقہ کردے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

حلال جانور کے ۲۲ مکروہ تحریمی یا حرام اجزاء

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کپورے (بکرا یا بیل) کے حلال ہیں یا حرام؟ ازروئے شریعت جواب دیں۔ فقط، وارث علی انصاری، انصاری محلّہ پریٹ آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: حلال جانور کے سات اجزاء حرام ہیں جن کا بیان فقہا کے ہاں مقصود ہے۔ ۱۔ جاری خون، ۲۔ آلۂ تناسل، ۳۔ خصیے (کپورے)، ۴۔ شرم گاہ، ۵۔ گلٹی، ۶۔ مثانے اور ۷۔ پتہ۔ (کنز الدقائق ردالمحتار وغیرہما)۔ مگر امام احمد رضا علیہ الرحمتہ نے مزید پندرہ اجزاء شمار کرائے ہیں، جو مکروہ تحریمی یا حرام ہیں (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ

حلال جانور کے حرام اجزاء اور گردوں کا حکم

سوال: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بکرے وغیرہ کے کپورے اور گردے کھانا اور بیچنا جائز ہے یا ناجائز؟ بدلائل مسئلہ کی وضاحت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ فقط السائل قاضی فصیح الدین، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

الجواب: ۷۸۶ ہر حلال جانور کے بائیس اجزاء، مکروہ یا حرام ہیں، سات اجزاء جو مشہور ہیں، وہ یہ ہیں۔ ۱۔ بہتا خون، ۲۔ آلۂ تناسل، ۳۔ خصیے یعنی کپورے، ۴۔ شرم گاہ، ۵۔ گلٹی، ۶۔ مثانہ، اور ۷۔ پتہ۔ (ردالمحتار) اور کھلانے کے لئے ان کا خریدنا اور بیچنا بھی جائز نہیں۔ گردے کھانا بھی جائز ہے اور بیچنا بھی جائز۔ البتہ حضور اکرم ﷺ پاکیزگی طبع اور نفاست فطری کے باعث گردوں کو پسند نہ فرماتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ذی القعدہ ۱۳۹۹ ھج

قربانی ہر ایک کی الگ الگ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: قربانی ہر سال جتنے افراد گھر میں موجود ہیں کیا ہر ایک کی طرف سے واجب ہے۔ یا ایک آدمی کی طرف سے ایک سال اور دوسرے کی طرف سے دوسرے سال واجب ہوتی ہے۔ ا رصاحب نصاب سے کیا مراد ہے؟ فقط حافظ نور محمد، ٹنڈو الہیار

الجواب: ۷۸۶ قربانی کے لئے، ایام قربانی میں صاحب نصاب ہونا شرط ہے۔ یہاں مال پر پورا سال گزرنا بھی شرط نہیں۔ تو گھر میں، ان ایام کے دوران جتنے افراد صاحب نصاب ہوں گے ان پر ہر سال قربانی واجب ہوگی بشرطیکہ وہ صاحب نصاب رہیں۔ یہ نہیں کہ ایک سال ایک کی طرف سے اور دوسرے سال دوسرے کی طرف سے کر دی جائے صاحب نصاب وہ مسلمان ہے جو ۲/۱ ۵۲ تولہ چاندی یا ۲/۱ ۷ تولہ سونے یا ان کے ہم قیمت مال تجارت کا مالک ہو جب کہ یہ چیزیں حاجت اصلیہ مثلاً خانہ داری کا سامان، سواری کا جانور وغیرہ، کے علاوہ ہوں۔ (عامۂ کتب۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ذی الحجہ ۱۳۹۹ ھج

قربانی کے دنبے کا اون کاٹنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: قربانی کا دنبہ پالا جائے تو اس کا اون کاٹ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر اون نہ کاٹا جائے تو جانور اچھا نہیں پلتا؟ فقط محمد عالم، مکھی باغ، حیدرآباد، ۲۱ محرم الحرام ۱۴۰۰ ھج

الجواب: ۷۸۶ قربانی کے جانور کے بال یا اون کا، کاٹنا جائز ہے البتہ اپنے کام میں لانا اور اس سے منافع حاصل کرنا منع ہے۔ پھینکنا بھی جائز نہیں۔ کسی غریب کو صدقہ کر دے۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ محرم الحرام ۱۴۰۰ ھج

قربانی کا جانور عیب سے خالی ہونا چاہئے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک گائے بعمر تین سال (یعنی چار دانت) ہیں۔ اس کے دونوں کان جن کی لمبائی گیارہ گیارہ انچ ہے اور دونوں کان کے بیچ میں سے ڈیڑھ ڈیڑھ انچ کٹے ہوئے ہیں۔ ایسی صورت میں قربانی اس گائے کی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں نے یہ شبہ ڈال دیا ہے کہ حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ جانور کے کان میں اگر چھید ہو یعنی سوراخ ہو تو قربانی اس جانور کی نہیں ہوگی۔ لہٰذا جواب سے مطلع کریں۔ فقط نظام الدین، لطیف آباد نمبر ۷، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** بلاشبہہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ہم اس جانور کی قربانی نہ کریں ۱۔ جس کے کان کا اگلا حصّہ کٹا ہو اور ۲۔ نہ اس کی جس کے کان کا پچھلا حصّہ کٹا ہو اور ۳۔ نہ اس کی جس کا کان پھٹا ہو یا ۴۔ کان میں سوراخ ہو۔ (ترمذی ابوداؤد وغیرہ)۔ لیکن علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت استحباب پر محمول ہے یعنی بہتر یہ ہے کہ ایسا جانور قربانی کے لئے نہ ہونا چاہئے۔ (ردالمحتار وغیرہ) تو قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہئے لیکن اگر تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہوجائے گی مگر مکروہ ہوگی اور زیادہ عیب ہو تو ہوگی ہی نہیں۔ اور اس تھوڑے اور زیادہ عیب میں فاصل حد یہ ہے کہ جس کے کان یا دم یا چکی، تہائی یا اس سے کم کٹی ہو تو یہ عیب قلیل ہے لہٰذا قربانی جائز و درست اگرچہ کراہت تنزیہی، اور اگر کوئی عضو تہائی سے زیادہ کٹا ہو تو اس کی قربانی نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار) اب اس تفصیل کی روشنی میں آپ اس کے کان وغیرہ دیکھ لیں۔ عیب قلیل پائیں تو قربانی کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

بکرے کی قربانی کی عمر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص اپنی بچی کا عقیقہ کرنا چاہتا ہے اور عقیقہ کا بکرا ایک سال کا ہے مگر اس بکرے کے دانت ابھی تک نہیں آئے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس بکرے کی قربانی یا عقیقہ جائز ہوگا یا نہیں؟

السائل۔ محمد صابر، تحصیل ٹنڈو الہیار

۷۸۶ **الجواب:** بکرے یا بکری کی قربانی کے لئے ان کا پورے ایک سال کا ہونا شرط ہے (عامۂ کتب۔) دانتوں کا نکل آنا شرط نہیں۔ لہٰذا اگر اس امر کا یقین ہے کہ یہ بکرا سال بھر کا ہوچکا ہے تو عقیقہ و قربانی جائز ہے۔ اصل میں دانت نکلنا اس کے ایک سالہ ہونے کی ایک بڑی علامت جانی جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

قربانی میں اگر کسی کا حصہ نہ ہو

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ: قربانی کے جانور کا گوشت کتنے سے

قبل دست یاران اٹھا کر رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ شریعت کی رو سے جواب عنایت فرمائیں۔

فقط حاجی رفیق الدین، کلاتھ مارکیٹ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: قربانی کے جانور میں اگر کوئی شریک نہیں تو ذبح کے بعد گوشت کے اجزاء اٹھا لینے میں کوئی حرج نہیں ورنہ تقسیم کے بعد اٹھائیں۔ اور تقسیم کے بعد بھی اگر وہ اجزاء علیٰ حالہ برقرار ہیں تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنا مستحب ہے۔ فرض و واجب نہیں کہ ایسا نہ کیا تو آدمی گناہگار رہوا۔ یہ بات نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی قعد ۱۴۰۲ ھج

دوسرے کو قربانی کے لئے کہہ دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کہ: مثلاً زید کراچی کا رہنے والا ہے لیکن فی الوقت نوکری کی وجہ سے حیدرآباد میں رہتا ہے۔ زید حیدرآباد سے کراچی اپنے کسی عزیز کی طرف پیسے بذریعہ منی آرڈر یا کسی شخص کے ذریعے ارسال کرتا ہے اور اس عزیز کو لکھتا ہے کہ ان پیسوں سے میری طرف سے قربانی کر دینا۔ تو زید کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

السائل رضا محمد، مسجد مصری شاہ ٹنڈو طیب، حیدرآباد، ۲۷ ذی قعد ۱۴۰۲ ھج

۷۸۶ الجواب: بظاہر تو اس طرح قربانی میں کوئی وجہ، اس کے ناجائز ہونے کی ذہن میں نہیں آتی۔ سائل کے ذہن میں کوئی خدشہ ہے تو بیان کرے تاکہ حکم واضح کیا جائے؟ یہ طریقہ عامۃ المسلمین میں بلانکیر رائج ہے تو بلاوجہ ناجائز کیسے کہہ دیا جائے؟ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ذی قعد ۱۴۰۲ ھج

قربانی کا گوشت کیسے تقسیم کیا جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: قربانی کرنے والا قربانی کے گوشت میں سے دست یاران کو تقسیم سے قبل نکال کر رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ یا پھر کس طرح سے دست یاران نکال سکتا ہے؟ بروئے شریعت جواب باثواب مرحمت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط حاجی رفیع الدین، نیو کلاتھ مارکیٹ، حیدرآباد، ۳۰ اگست ۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: بہتر یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرے۔ ایک حصہ فقراء کے لئے، اور ایک حصہ دوست و احباب کے لئے، اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے۔ ایک تہائی سے کم صدقہ کرے تب بھی جائز، اور کل صدقہ کر دینا بھی جائز ہے اور کل گوشت گھر ہی میں رکھ لے یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

لہٰذا جب کہ قربانی ایک ہی شخص اپنی طرف سے کر رہا ہے تو مندرجہ بالا تشریح کی روشنی میں اپنے لئے دست یاران تقسیم سے قبل بھی لے سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی قعد ۱۴۰۲ ھج

قربانی کس پر واجب؟

سوال: کیا قربانی ہر صاحب حیثیت مسلمان پر اللہ تعالیٰ نے فرض یا واجب کی ہے۔ کیا قربانی صرف مکہ اور مدینہ میں ہی جائز ہے؟ یا اس کے علاوہ بھی ہر جگہ ادا کی جاسکتی ہے؟ جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

دعا گو۔ عبدالحمید ولد فقیر محمد

۷۸۶ الجواب: ہر وہ مسلمان، مرد خواہ عورت، جو ایام قربانی میں دو سو درھم یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے، یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی بنتی ہے تو اس پر قربانی واجب ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں آباد ہو اگرچہ مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ سے لاکھوں کوس دور۔ جب وہ صاحب نصاب ہے اور مقیم ہے اس پر قربانی لازم ہے۔ البتہ جو قربانی صرف حدود حرم کعبہ میں واجب ہوتی ہے اس کا وہیں کرنا فرض ہے۔ حرم کے علاوہ اس کی بجائے لاکھ جانور ذبح کرے، اس کا قائم مقام نہیں ہوسکتا۔ (عامۂ کتب و فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

قربانی شہر سے باہر لے جا کر کرنا

سوال: ہمارے شہر ماتلی کے ایک پیر صاحب نے جو کہ مہتمم مدرسہ اور خطیب بھی ہیں۔ نماز عید الاضحیٰ سے پہلے قربانی کا جانور، شہر کی حدود سے چند قدم باہر لے جا کر ذبح کیا اور بعد میں نماز عید الاضحیٰ پڑھائی؟ شریعت محمدی ﷺ میں ایسا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ فقط حافظ بدرالدین، کشمیری محلہ ماتلی، ضلع بدین

۷۸۶ الجواب: شہر کی حدود سے چند قدم باہر جا کر قربانی کرنے کی اجازت ہوجائے تو شہر کا ہر فرد حدود شہر سے باہر جا کر قربانی شروع کردے۔ خصوصاً اس زمانہ میں کہ آمد و رفت کے ذرائع قدم قدم پر موجود ہیں۔ شریعت مطہرہ نے اجازت صرف اتنی دی ہے کہ اگر شہری آدمی یہ چاہتا ہے کہ صبح ہی نماز عید سے پہلے قربانی ہوجائے تو وہ جانور دیہات میں بھیج دے (درمختار)۔ اس کے آدمی جو دیہات میں ہوں اس کی طرف سے قربانی کرکے گوشت بھیج دیں گے۔ یہ حکم تو کہیں نہیں کہ حدود شہر سے چند قدم کے فاصلہ پر جا کر خود شہری قربانی کرے۔ بہرحال قربانی دوبارہ کرنی ہوگی۔ یعنی اس جانور کو صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ نماز عید الاضحیٰ جائز ہوگی کہ اس کے شرائط پائے گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

قربانی کا جانور مر گیا تو دوسرا جانور خریدے

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ میں نے قربانی کے لئے ایک دنبہ خریدا۔ قربانی سے کچھ عرصہ پہلے ایک گاڑی والے نے دنبہ کو ٹکر ماردی تو وہ دنبہ

رات کو مر گیا۔ میں نے گاڑی والے سے کہا کہ دنبہ کی آدھی قیمت ۷۵ روپیہ ہوتی ہے۔ آپ اپنے محلہ کے مولوی صاحب سے معلوم کریں۔ آیا جو ۷۵ روپیہ جو دنبہ کی آدھی قیمت بنتی ہے۔ اس مسجد کے چندہ میں شامل ہوسکتا ہے تو آپ دنبہ کی آدھی قیمت ۷۵ روپیہ مسجد میں جمع کرادیں۔ گاڑی والے نے مولوی صاحب سے معلوم کیا تو مولوی صاحب نے مسجد میں جمع کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ وہ ۷۵ روپیہ چندہ میں جمع کرادیا۔

کیا شریعت کی رو سے میں یعنی دنبہ والے پر کوئی شرعی فرد جرم تو نہیں ہوا؟ خریدنے والا صاحب نصاب تھا۔ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: قربانی کا جانور مر گیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔ اب اگر قربانی کے دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی تو جانور یا اس کی قیمت کو صدقہ کردے، اگر پوری قیمت صدقہ نہیں کی بلکہ صدقہ کیا تو جو کم تھا اب وہ صدقہ کردے اور جو مسجد میں چندہ دلوایا وہ عطیہ ہے اس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ (عالمگیری درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی ۱۴.۳.۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حلال جانور کے حرام اجزاء/جھوٹی قسم کھانا/قسم کا کفارہ

سوال: محترم جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ

۱۔ حلال جانور کے گوشت میں کتنی چیزیں حرام ہیں۔ اور کتنی چیزیں مکروہ؟ ۲۔ بار بار قرآن کی قسم کھانا، جھوٹی قسم کھانے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ ۳۔ قسم کھائی کہ میں فلاں جگہ کھانا نہیں کھاؤں گا، پھر کھالیا، اس طرح مختلف قسموں کا کفارہ کیا ہے؟

فقط، حافظ محمد نذیر، بغدادی محلہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: حلال جانور کے ۲۲ بائیس اجزاء حرام یا مکروہ تحریمی ہیں، سات یہ ہیں۔ ۱۔ جاری خون، ۲۔ آلۂ تناسل، ۳۔ خصیے، ۴۔ شرمگاہ، ۵۔ گلٹی، ۶۔ پیشاب رہنے کی جگہ، اور ۷۔ پتہ۔ (ردالمحتار) بعض چیزیں سرکار دو عالم ﷺ نے پسند نہ فرمائیں مثلاً گردہ لیکن امت کو اس سے منع نہ فرمایا۔ اور اوجڑی کو محققین علماء نے مکروہ تحریمی فرمایا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

۲۔ قسم کھانا جائز ہے مگر جہاں تک ہو کمی بہتر ہے اور بات بات پر قسم نہ کھانی چاہئے، بعض لوگوں نے قسم کھانے کو تکیہ کلام بنا رکھا ہے اور اس کا خیال بھی نہیں رکھتے کہ بات سچی ہے یا جھوٹی یہ سخت معیوب ہے۔ (تبیین وغیرہ) جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو سخت گناہگار ہوا، استغفار و توبہ فرض ہے مگر کفارہ لازم نہیں (درمختار، عالمگیری وغیرہما)۔

۳۔ صورت مستفسرہ میں جس قسم کا ذکر ہے، اس کا توڑنا مستحب ہے اگر وہ شخص جس کے لئے قسم کھائی، صحیح العقیدہ مسلمان ہے، یہ قسم منعقدہ کہلاتی ہے، اس کے توڑنے پر کفارہ لازم آئے گا۔ (مبسوط) قسموں کا کفارہ قرآن کریم نے ارشاد فرمایا فَكَفَّارَتُهٗ (المائدہ:89) دس مسکینوں کو (دونوں وقت پیٹ بھر) اوسط کھانا کھلانا جو تم کھاتے ہو، یا انہیں کپڑا دینا، یا ایک غلام

آزاد کرنا، اگر ان میں سے کسی بات پر قدرت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۱۴.۱۱.۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حصے تقسیم کرنے کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک گائے میں سات حصے ہوتے ہیں۔ اگر اس میں سات مختلف افراد حصے دار ہوں تو تول کر تقسیم کیا جائے یا پھر اندازے سے؟ اگر ایک ہی گھر کے افراد ہوں تو کیا تول کر تقسیم ضروری ہے۔ نیز اگر قریبی رشتے دار ہوں مثلاً چار حصے پھوپھی کے گھر کے اور تین حصے بھتیجے کے گھر کے ہوں۔ تو اس صورت میں تقسیم تول کر ضروری ولازم ہے۔ السائل رمضان الدین

۷۸۶ الجواب: قربانی کا جانور اگر مشترک ہو تو حکم ہے کہ گوشت وزن سے تقسیم کیا جائے۔ محض تخمینہ سے تقسیم نہ کریں اور یہ حکم عام ہے۔ خواہ شرکاء آپس میں رشتہ دار ہوں۔ یا غیر۔ ایک ہی گھر کے افراد ہوں یا علیحدہ علیحدہ گھرانے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ سب شرکاء کا حق برابر ہے اور یہ حق شریعت کا مقرر کردہ ہے اور ہر ایک کا حق پورا ہے، اور یہ پورا پورا حق، حقدار کو اسی وقت مل سکتا ہے جب کہ وزن کیا جائے تخمینہ میں کمی بیشی ہونا ظاہر ہے۔ جب کہ کسی کو کمی بیشی کا حق نہیں۔ یہ تو حق شریعت ہے لہٰذا یہ بھی صحیح نہیں کہ کمی بیشی کی صورت میں ہر ایک دوسرے کو جائز کردے اور کہہ دے کہ کسی کو زائد پہنچا ہے تو معاف کیا کہ یہاں جائز نہ ہونا حق شرع ہے۔ ان کو معاف کرنے کا حق نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)۔ اور اگر ایک گھر کے افراد اس طرح ہوں کہ ان کا کھانا، مستقل ایک جگہ پکتا ہے تو تولنا لازم نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الاولی ۱۴۰۴ھ

دوا کے لئے جانوروں کی چربی کا استعمال

سوال: اکثر یونانی مرکبات میں جو مقوی باہ ہوتی ہیں۔ اس میں قضیب گاؤ، سوماہ گردہ ایک جزو کے طور پر ڈالا جاتا ہے مثلاً معجون لبوب کبیر تو کیا اس کا استعمال جائز ہے؟ اور اگر ناجائز ہو تو اس کی کیا وجہ ہے؟

۲۔ اکثر اطلہ جات میں شیر وریچھ کی چربی استعمال کی جاتی ہے تو کیا بیرونی مالش کے بعد نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ یا اس کا دھونا ضروری ہے؟ جب کہ اس سے مکمل فائدے، کے لئے سردی سے بچانا ضروری ہے؟ السائل رمضان الدین

۷۸۶ الجواب: جن جانوروں کا گوشت حلال ہے۔ ان کے بعض اعضاء حرام ہیں۔ یعنی ۱۔ جاری خون، ۲۔ آلۂ تناسل، ۳۔ خصیے، ۴۔ شرمگاہ، ۵۔ گلٹی، ۶۔ پیشاب کی جگہ یعنی مثانہ اور ۷۔ پتہ۔ اور مزید پندرہ مکروہ یا حرام، ان میں اوجھڑی شامل ہے۔ اور حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا، ناجائز ہے۔ البتہ جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا، ذبح شرعی سے ان کا گوشت اور چربی اور چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔ مگر خنزیر کہ اس کا ہر جزو بدن نجس ہے۔ لہٰذا ان جانوروں کی چربی وغیرہ اگر

کھانے کے سوا، خارجی طور پر استعمال کرنا چاہیں تو ذبح کرلیں۔ اس صورت میں اس کے استعمال سے بدن یا کپڑا نجس نہیں ہوگا۔ اور ذبح شرعی کے بغیر اس کا استعمال بدن و کپڑے کو نجس کر دے گا لہٰذا بوقت نماز دھونا ضروری ہوگا۔ لہٰذا مناسب اوقات میں استعمال کریں کہ بوقت نماز دھوسکیں۔ (درالمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   جمادی الاولی ۱۴۰۴ھ

چندہ کر کے قربانی کرنا ناجائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر کوئی شخص محلے سے چندہ کر کے یا اپنی طرف سے نبی اکرم ﷺ کے لئے قربانی کرے تو آیا یہ قربانی اور چندہ جائز ہے یا نہیں؟ خاص طور پر ہمیں اس چندہ کے بارے میں خبردار کریں کہ یہ چندہ جائز ہے یا نہیں؟ خادم، خطیب جامع مسجد قادری ملک کالونی، نواب شاہ

۷۸۶ **الجواب:** احادیث سے ثابت ہے کہ سیّد عالم حضرت محمد ﷺ نے اس امت مرحومہ کی طرف سے قربانی کی، تو جو مسلمان صاحب استطاعت ہو، اگر حضور اقدس ﷺ کے نام کی ایک قربانی کرے تو زہے نصیب۔ ترمذی میں روی ہے راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ دو مینڈھے قربانی کرتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا رسول اکرم ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ حضور کی طرف سے قربانی کروں لہٰذا میں حضور کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ (ترمذی) قربانی، مسلمان، مقیم، مالک نصاب، آزاد، پر واجب ہے لہٰذا جو مالک نصاب ہوا سے خود قربانی کرنا لازم ہے اور جو مالک نصاب نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں۔ اور نہ اسے چندہ کر کے قربانی کرنا جائز ہے۔ (درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۲۸ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

دل کلیجی وغیرہ حصہ میں شامل نہ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ

۱۔ کچھ لوگ قربانی کے جانور کی کلیجی، پھیپھڑے، تلی، دل، گردے اور سری پائے الگ نکال کر باقی گوشت کے تین حصے کر دیتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

۲۔ کیا قربانی کرنے والا قربانی کے گوشت میں سے ران یا دست جیسا کوئی خاص حصہ اپنے لئے نکال سکتا ہے؟

۳۔ کیا قربانی کا گوشت یتیم خانے یا کسی اور رفاہی ادارے کو دیا جا سکتا ہے؟

۴۔ کیا قربانی کا گوشت کوئی ایسا شخص لے سکتا ہے، جس نے خود بھی قربانی کی ہو؟ کیا قربانی کا گوشت کافر بھیل، یا کافر کولیوں، کو دیا جا سکتا ہے؟ ان مسائل ضرور یہ کا جواب مرحمت فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

عزت افزائی کا متمنی فہیم الدین صدیقی، الیاس آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: قربانی کے گوشت میں تقسیم صرف گوشت کی نہیں بلکہ گوشت میں کلیجی، پھیپھڑے، تلی،

دل، گردے، اور سری پائے بھی شامل ہیں۔ ان کی تقسیم بھی وزن کرنے کے بعد برابر کی جائے۔ یہ صورت ان جانوروں میں ہے جس میں سات حصے شامل کئے جاتے ہیں۔ باقی میں یہ قید نہیں۔ جس طرح چاہے کرے تین حصے کرنا فرض یا واجب نہیں ہے۔ بلکہ مستحب ہے چاہے تو تمام گوشت اہل خانہ کے لئے رکھ سکتا ہے (عالمگیری) ۲۔ اگر قربانی میں حصہ دار نہیں ہیں تو جو حصہ چاہے نکال لے جائز ہے۔ ۳۔ ادارے جہاں ضرورت مند ہوں دینا زیادہ اجر کا باعث ہے، جائز ہے۔ ۴۔ غنی بھی یہ گوشت قبول کر سکتا ہے جائز ہے۔ ۵۔ قربانی کا گوشت کافر کو نہ دے۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۱۰.۸.۱۹۸۴ء

ہر صاحب نصاب کی قربانی الگ الگ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک گھر میں پانچ یا دس بھائی اور چچا زاد بھائی اکھٹے رہتے ہیں۔ سبھی عاقل بالغ ہیں اور کمانے والے ہیں اور ان سب کے پاس اتنی ملکیت ہے جو تقسیم کی جائے تو سب صاحب نصاب ہوں گے اور یہ سب گھر والے ایک ہی قربانی کرتے ہیں۔ آیا! ایسی قربانی میں سب بری الذمہ ہوں گے۔ یا الگ الگ قربانی کریں؟

فقط خادم جامع قادری مسجد، ملک کالونی، نواب شاہ

۷۸۶ **الجواب:** ہر وہ مسلمان جو مالک نصاب ہو اس پر قربانی واجب ہے (درمختار) لہٰذا صرف ایک قربانی کئی مالک نصاب لوگوں کی طرف سے نہ ہوگی ہاں اگر وہ ایک گائے کریں تو سات آدمیوں کی طرف سے قربانی ہو جائے گی اور بکری یا دنبہ ذبح کریں تو صرف ایک آدمی کی طرف سے قربانی ہوگی باقی لوگ جو مالک نصاب ہیں وہ قربانی نہ کریں تو گناہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ محرم الحرام ۱۴۰۵ ھج

چرم قربانی سے مسجد کی دوکانوں کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: چرم قربانی کی قیمت، مسجد کی تعمیر، یا مسجد کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے مسجد سے ملحق دوکانیں تعمیر کرنے میں صرف کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ فقط سید منصب علی

۷۸۶ **الجواب:** چرم قربانی براہ راست بھی مسجد میں صرف کی جاسکتی ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ ادّخروا واتجروا کار ثواب میں خرچ کرو اور مسجد میں دینے کے لئے داموں پر فروخت کی تو دام براہ راست مسجد میں صرف کئے جاسکتے ہیں۔

تبین الحقائق میں ہے لا نه قربة کالتصدق، ہاں اپنے خرچ میں لانے کے لئے داموں کو بیچی تو اس کا راستہ صدقہ کرنا ہے کہ ملک خبیث ہے براہِ راست مسجد میں نہ دے۔ فان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب (کذا فی الفتاوی الرضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۸۴ ھج

چرمِ قربانی سے مدرسے کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عام لوگوں سے قربانی کی کھالیں جمع کی جائیں۔ پھر ان کی فروخت سے جو رقم حاصل ہو جائے دینی مدرسہ کی عمارت کی تعمیر یا استادوں کی تنخواہ پر خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

فقط السائل محمد حسین قادری

۷۸۶ الجواب: اگر قربانی کی کھالیں جمع کی گئیں اور پھر انہیں فروخت کر دیا اس نیت سے کہ یہ رقم صدقہ کرے گا تو یہ جائز ہے۔ (عالمگیری)۔ جیسے آج کل اکثر لوگ کھالیں دینی مدرسوں میں بھیجتے اور بعض مرتبہ وہاں کھال بھیجنے میں دقت ہوتی ہے تو اسے بیچ کر روپے بھیجتے ہیں یا کئی شخصوں کو دینا ہوتا ہے اسے بیچ کر دام فقراء پر تقسیم کر دیتے ہیں۔ یہ بیع جائز ہے۔ اس میں حرج نہیں اور حدیث میں جو ایسے بیچنے کی ممانعت آئی ہے اس سے مراد اپنے لئے بیچنا ہے۔ (بہار شریعت) اور جب کہ رقم مدرسہ کے لئے حاصل کی گئی تو اسے مدرسہ کی تعمیرات، استادوں کی تنخواہوں میں صرف کرنا بلا شبہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ذی قعد ۱۳۸۴ ھج

چرمِ قربانی کا مسجد میں استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: قربانی کی کھالیں مسجدوں میں خرچ کی جاسکتی ہیں یا نہیں۔ اگر جائز ہے اور ان کے ثبوت کی کوئی دلیل ہے تو درج فرمائیے۔ مدلل باثبوت کتابوں کے احوال تحریر فرما کر مشکور فرمائیں کہ بعض لوگ ناجائز کہتے ہیں؟ عرضدار، دین محمد، قاضی عبدالقیوم روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: قربانی کی کھالیں براہ راست مسجدوں میں صرف کی جاسکتی ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واتجروا اور اگر مسجدوں میں دینے کے لئے کھال فروخت کی تو اس کی قیمت بھی براہ راست صرف کی جاسکتی ہے۔ تبیین الحقائق میں ہے لانہ قربة کالتصدق ہاں اپنے خرچ میں لانے کے لئے داموں پر بیچی تو بے شک وہ قیمت نہ مسجد میں دے نہ مدرسے میں بلکہ فقراء پر تقسیم کر دے۔ (ھکذا فی الفتاویٰ الرضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۳۸۶ ھج

چرمِ قربانی کی رقم اپنے اوپر خرچ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اکثر مسجدوں میں اہل محلہ اپنی قربانیوں کی کھالیں جمع کر کے پھر ان کی قیمت سے کسی مولوی صاحب یا اس مسجد کے پیش امام موذن کو تنخواہ دے کر اپنے ہی بچوں کو تعلیم قرآن پاک دلواتے ہیں اور ان بچوں میں کوئی مسافر طالب علم نہیں۔ یہ تو یوں ہوا کہ اپنی قربانیوں کی کھالوں کی قیمت اپنے مصرف میں لائی گئی۔ کیا اس طرح خرچ کرنا شریعت محمدی میں جائز ہے؟ فقط جمال الدین، الیاس آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: آدمی چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف دھیان نہیں دیتا اور یہی باتیں اسے گناہ میں ڈال دیتی ہیں اور آدمی کو احساس بھی نہیں ہوتا۔ یہ ایک عام بلا ہوتی جارہی ہے کہ چرم قربانی تو چرم قربانی اکثر لوگ زکوۃ، فطرہ کی رقم جمع کرتے ہیں اور اپنی ہی قوم کے بچوں کی تعلیم و مدرس کی تنخواہ میں بلا دریغ خرچ کرتے رہتے ہیں حالانکہ یہ زکوۃ سے خود ہی بالواسطہ فائدہ حاصل کرنا ہوا جو حرام ہے۔ اسی طرح اگر چرم قربانی کی قیمت اپنے ہی بچوں یا اپنی ہی قوم کے بچوں پر خرچ ہوئی تو یہ بھی بالواسطہ خرچ اپنے اوپر کرنا ہوا۔ اور چرم قربانی کی قیمت اپنے اوپر یا اپنے بال بچوں پر صرف کرنا حرام ہے۔ (عالمگیری) ظاہر ہے کہ اگر زید نے اپنی قربانی کے چرم کی قیمت استاد کی تنخواہ میں دی اور اسی استاد کے یہاں، جسے چرم قربانی کی قیمت سے مشاہرہ دیا جارہا ہے، اس کے بچے بھی تعلیم پاتے ہیں تو اس قیمت سے اس نے اور اس کے بچوں نے فائدہ اٹھایا۔

بہر حال صورت مسئولہ خدشات سے خالی نہیں، اس لئے یہ رقم ہمیشہ ایسے دینی مدارس میں دی جائے جہاں غریب الوطن طلبا دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ دینی مدرسوں کو چھوڑ کر ایسے اداروں پر چرم قربانی کی قیمت خرچ کرنا جہاں محض دنیاوی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ دین کی طرف سے غفلت ہے جس کا وبال آج ہم پر پڑ رہا ہے کہ لوگ دین سے روز بروز غافل ہوتے جارہے ہیں۔ مولیٰ عزوجل مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ دین کی ترویج میں بیش بیش حصہ لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۸۶ھ

چرم قربانی کا مسجد میں خرچ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ قربانی کی کھالیں تعمیر مسجد میں استعمال کی جاسکتی ہیں یا نہیں؟

۲۔ ہمارے محلے کی مسجد زیر تعمیر ہے اور ذرائع آمد بہت ہی محدود ہیں۔ اہل محلہ نے اس سال قربانی کی کھالیں جمع کر کے ان کی رقم تعمیر مسجد میں صرف کر دی ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

۳۔ مسجد کی دو کانوں کی آمدنی کل ۶۰ روپیہ ہے اور اخراجات تقریباً ۱۱۰ روپیہ ہے۔ باقی خرچہ چندہ سے جمع کیا جاتا ہے۔ اس کا علاوہ مسجد کی کوئی آمدنی نہیں ہے۔ ایسی حالت میں کھالوں کی رقم دیگر اخراجات پر خرچ کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

فقط السائل حافظ بشیر احمد صدیقی، ناظم انجمن اصلاح معاشرہ، الیاس آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: فقہ کی چھوٹی بڑی مستند کتابوں میں ہے کہ قربانی کے چمڑے کو خود بھی کام میں لاسکتا ہے یعنی اس کو باقی رکھتے ہوئے اپنے کام میں لاسکتا ہے۔ مثلاً اس کی جائے نماز بنائے، چھلنی، تھیلی، مشک، دسترخوان، ڈول وغیرہ بنائے یا کتابوں کی جلد میں لگائے۔ (درمختار وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کی کھال کا صدقہ کرنا واجب نہیں، مستحب ہے ورنہ اپنے کام میں لانا، جائز نہ ہوتا اور جب کہ یہ کھال اپنے کام میں لائی جاسکتی ہے اور ایسا کرنا یقیناً جائز ہے تو مسجد نے کیا قصور کیا ہے کہ حاجت مند ہوتے ہوئے بھی قربانی کی کھالیں اس میں صرف نہ کی جائیں اس لئے علمائے کرام نے ارشاد فرمایا کہ

قربانی کا چمڑا اپنے کام میں بھی لا سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی نیک کام کے لئے دے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کے لئے دے دے یا کسی فقیر کو دے دے۔ (بہار شریعت) اب جو منع کرتا ہے وہ دکھادے کہ کہاں سے منع کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

امام و مؤذن کی تنخواہ چرم قربانی سے دینا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد شریف ہے جس کی آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اس مسجد کی انجمن کا خیال ہے کہ قربانی کی کھالیں جمع کر کے ان پیسوں سے موذن کی خدمت کی جائے یا ایسا کریں کہ اہل محلہ اپنی قربانی کی کھالیں اس مسجد کے موذن کو دیں کیا شرع محمد میں جائز ہے یا نہیں؟ السائل محمد خالد، گلزار گلی، دوقبر، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: چرم قربانی امام یا مؤذن کی تنخواہ میں نہ دی جائے بلکہ اعانت و امداد کے طور پر ہو تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

ہندو کا مسجد میں کھانا دینا، چرم قربانی اور مسجد

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک ہندو مسلمان کو پیسے دیتا ہے کہ اس سے سامان خرید کر کھانا پکوا کر جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ، مسجد میں جماعت کو کھلائے یا یا وہ ہندو خود ہی سامان دیتا ہے کہ یہ پکوا کر مسجد میں مقتدیوں کو کھلا دیا جائے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ از روئے شریعت یہ کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اور یہ بھی بتائیں کہ قربانی کے جانور کی کھال مسجد میں لگ سکتی ہے یا نہیں؟

فقط والسلام قاری کمال الدین، امام مسجد ملت اسلامیہ، اسلام آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: غیر مسلم سے اس مد میں رقم لینا بھی جائز ہے اور خورد و نوش کا سامان لینا بھی اور اس میں رقم یا سامان جو کھانا تیار ہو وہ مسلمان استعمال کر سکتا ہے شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ چرم قربانی ہر کار خیر میں صرف کی جا سکتی ہے تو مسجد نے کیا قصور کیا ہے کہ اس کی تعمیر میں خرچ نہ ہو سکے۔ چرمِ قربانی اپنے لئے پیسوں میں فروخت کی تو اب یہ قیمت براہِ راست مسجد میں نہیں لگ سکتی۔ اس کا مصرف صرف مسلمان فقیر ہے۔ (تحقیقہ فی الفتاویٰ الرضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

چرم قربانی کے بدلے قرض وغیرہ

سوال: بخدمت اقدس جناب قبلہ الحاج علامہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

سلام کے بعد عرض ہے ایک مسئلہ میں ہماری رہنمائی فرمائیں کہ: ایک انجمن ہے۔ وہ قربانی کے موقع پر قربانی کی کھالیں جمع

کرتی ہے لیکن اس انجمن کی جمع شدہ کھالوں کی جو رقم ہے اگر یہ انجمن اپنی برادری میں کسی کو یہ بتا کر اس کی مدد کرنا چاہے کہ قربانی کی کھالوں کی رقم سے مدد کرتے ہیں۔ تو اس صورت میں کوئی قوم کا غریب شخص اس رقم کو لینے کے لئے تیار نہیں ہوتا لہٰذا اب اس انجمن نے ایک دوسرا اصول بنایا ہے یعنی دستور بنایا ہے وہ یہ ہے کہ اپنی قوم کے غریب شخص کو قرض حسنہ جان کر اس غریب شخص کی ایک ۱۰۰۰ روپے یا ۲۰۰۰ روپے کی امداد کردی جاتی ہے اور قرض حسنہ وصول کرنے والا ہر ایک ماہ میں مبلغ ۵۰ روپے کی قسط اور ساتھا ۱ یا ۲ روپے کاغذات پین منشی وغیرہ کے لئے دیتا ہے بلکہ منشی اور کاغذات پین پینسل وغیرہ کا خرچ جان کر وصول کیا جاتا ہے اور رقم بھی واپس آ جاتی ہے اور اگر کوئی قوم میں ایسا غریب ہو تو یہ انجمن اس کو معاف بھی کر دیتی ہے۔ جناب اس مسئلہ کا فتویٰ دیں۔

۲۔ ہماری رہنمائی فرمائیں کہ آیا! ہم اس دستور کے مطابق کھالوں کی رقم کو استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے متعلق شرعی مسئلہ کیا ہے۔ امید ہے کہ جناب ہم کو اس مسئلہ کا فتویٰ دے کر ہماری دینی مذہبی رہنمائی فرمائیں گے اور ہم کو ممنون فرمائیں گے۔ شکریہ فقط داؤد سلیمان، فقیر کا پڑ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: چرم قربانی تو چرم قربانی، اموال زکوۃ کے لئے بھی شریعت مطہرہ نے یہ آسانی رکھی کہ اگر کوئی مستحق زکوۃ، زکوۃ کے نام سے یہ رقم لینا نہ چاہے تو اسے بنام قرض یا عیدی کے انعام یا مٹھائی وغیرہ کے نام پر یہ رقم دے دی جائے اور پھر واپس نہ لی جائے۔ یہاں بھی ایسا کر سکتے ہیں کہ چرم قربانی سے حاصل ہونے والی رقم، اس کے مستحق کو کسی بھی نام سے دے دی جائے اور پھر واپس نہ لیں اور وہ واپس ہی کریں تو ۵۰ روپے کے بجائے ۵۲ روپے کم وبیش لینا خالص سود ہے۔ لینے والے اور دینے والے دونوں گناہگار ہوں گے۔ (عامہ کتب۔) اور راز سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا قوم کے ہمدردوں اور غم گساروں کو قوم کا اتنا ہی درد ہے کہ وہ زکوۃ وفطرہ اور چرم قربانی کی رقوم کے علاوہ کسی اور طرح قوم کے غریبوں کی مدد نہیں کر سکتے۔ اس طرح رقوم جمع کرنا، مسلم برادری کے ناداروں پر زیادتی ہے۔ مولائے کریم آنکھیں کھولے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ محرم الحرام ۱۴۰۰ ھج

چرم قربانی کے مصارف

سوال: مکرمی جناب محمد مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی مسئلہ یہ ہے کہ عیدقربان کے موقع پر قربانی کی کھالوں سے حاصل ہونے والی آمدنی کس کس مصرف میں لائی جاسکتی ہے۔ نیز کیا مذکورہ آمدنی مندرجہ ذیل مصرف میں لائی جاسکتی ہے۔

الف۔ غریب اور ضرورتمند افراد کو قرض دینا اور ہر ماہ وصول ہونے والی قرض کی قسطوں کی رقوم میں سے اسی طرح کے دوسرے ضرورتمند افراد کو قرض دینا اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری رکھنا کیسا ہے؟ ب۔ غریب طلباء کی کتابوں، اسکولوں کی وردی اور فیس کے لئے مالی مدد کرنا کیسا ہے؟ ج۔ مستحق لڑکیوں کے جہیز کے سلسلے میں مالی مدد کرنا کیسا ہے؟ د۔ غریب و مستحق

عورتوں کو سلائی کی مشین خرید کر دینا؟ ہ۔ مستحق اور غریب افراد کے نان ونفقہ کے سلسلے میں مالی مدد کرنا؟ فقط اقبال حسین

۷۸۶ **الجواب:** (الف) کے علاوہ ہر مد میں چرم قربانی صرف کی جاسکتی ہے۔ لانہ تبرعة کالتصدق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

چرم قربانی مسجد میں لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: قربانی کی کھالیں مسجد میں لگ سکتی ہیں یا نہیں؟ اگر لگ سکتی ہیں تو کسی کتاب کا حوالہ دے دیجئے۔ براہ کرم اس کی وضاحت فرما دیجئے۔ عین نوازش ہوگی۔

السائل مولانا محمد یوسف، خطیب جامع محمدی مسجد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اگر کوئی شخص قربانی کی کھال اپنے صرف میں لانے کی نیت سے روپیوں پیسوں میں بیچے تو بیشک قیمت اس کے حق میں خبیث (ناجائز) ہوگی۔ وہ قیمت نہ مسجد میں دے نہ مدرسہ میں بلکہ فقراء پر تصدق کردے اور اگر نہ اپنے لئے بلکہ مسجد ومدرسہ یا کسی فقیر ہی کو دینے کیلئے روپیوں پیسوں میں بیچے۔ خود یہ، خواہ متولی مسجد ومہتمم مدرسہ ہو، یہ بہ صورت جائز ہے اور وہ قیمت مسجد ومدرسہ میں صرف ہوسکتی ہے کہ ممنوع تمول ہے نہ کہ تقرب۔ ولہٰذا امام علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں فرمایا لانہ قربة کالتصدق تو ہر کار تقرب میں دینا روا۔ تفصیل کے لئے (عرفان شریعت جلد نمبر ۲ دیکھیں)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

کون سے مدارس کے لئے چرم قربانی کا استعمال جائز

سوال: جناب قبلہ محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی عرض یہ ہے کہ: ہماری برادری کی ایک انجمن ہے۔ جو عیدالاضحٰی پر قربانی کی کھالیں جمع کرتی ہے اور کھالوں کی جو آمدنی ہوتی ہے وہ دینی تعلیم کے لئے مدرسہ پر خرچ کرتی ہے یعنی مولوی صاحب کی تنخواہ اور بچوں کے لئے قاعدہ، سپارے، قرآن مجید پر۔ لہٰذا آپ سے عرض ہے کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اس لئے ہم کو ضرور آگاہ کریں نوازش ہوگی۔ فقط رحمت کا طلب گار، محمد شوکت، انجمن نوجوانان۔ اہلسنت

۷۸۶ **الجواب:** اہلسنت کے وہ دینی مدارس جو حدیث فقہ تفسیر وغیرہ دینی علوم میں رات دن کوشاں ہیں اور جہاں بیرونی طلبہ کے قیام وطعام وغیرہ کا سارا دارومدار فطرہ وزکوٰۃ اور چرم قربانی پر ہو ایسے مدارس کے طلبہ اور ان کے اساتذہ پر چرم قربانی کی رقوم صرف کی جاسکتی ہیں۔ محلہ محلہ ذرا ذرا سے مکتبوں کے لئے چرم قربانی جمع کرنا ان مدارس کی حق تلفی کے برابر ہے اگرچہ ناجائز وحرام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

صدقات کی اقسام

سوال: علماء دین سے رہنمائی چاہتا ہوں تاکہ دل کے شکوک وشبہات دور ہوں۔ عرصے سے دیکھ رہا ہوں کہ: جب کوئی مکان یا کارخانہ وغیرہ تعمیر کیا جاتا ہے، تو بکرے کو بطور صدقہ کہہ کر ذبح کیا جاتا ہے اور گوشت غریبوں، مساکین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے لیکن خود مالک جس نے صدقہ دیا ہے، اس گوشت کو نہیں کھاتا کیوں کہ یہ صدقہ ہے۔ اگر کوئی چیز آپ کو پسند نہیں تو پھر از روئے، اسلام اسے دوسروں کے لئے پسند نہ کریں۔ تو کیا یہ رسم ہندوانہ نہیں؟ علاوہ ازیں یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ جب کوئی شدید بیمار ہو جاتا ہے تب بھی جانور کو بیمار کے سر سے، چھو کر، قبرستان میں چھوڑ دیا جاتا ہے کیوں کہ بقول لوگوں کے اس قسم کا صدقہ رد بلا ہے۔ برائے کرم بتلائیں کہ اسلام میں صدقہ کا کیا تصور ہے؟ اور شرع اس کے متعلق کیا تفصیلات فراہم کرتی ہے۔ خدارا رہنمائی کریں۔ کار ثواب ہوگا۔ شکریہ

فقط، گلزار محمد، معرفت پاکستان ہیوم پائپ کمپنی، فتح چوک، ڈاک خانہ، سائٹ حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: عربی زبان میں صدقہ، انفاق فی سبیل اللہ یعنی راہ خدا میں خرچ کرنے کا دوسرا نام ہے اور یہ الفاظ، فرض و واجب اور خیر خیرات کی ہر صورت کو شامل ہیں۔ مثلاً زکوۃ، فرض ہے قرآن نے اسے بھی صدقات سے تعبیر کیا۔ نذر شرعی کا پورا کرنا واجب ہے قرآن مجید نے اسے بھی انفاق فی سبیل اللہ فرمایا، اور صدقات کا یہی لفظ ہر کار خیر کے لئے بھی استعمال فرمایا گیا۔ بلکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "جو کچھ تو اپنی عورت کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ اپنے بچوں کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ تو خادم کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ تو خود کھائے تیرے لئے صدقہ ہے" یعنی جب کہ نیت محمود اور ثواب مقصود ہو۔ اب اگر کسی نے یہ منت مانی تھی کہ "جب اپنا مکان یا کارخانہ بناؤں گا تو راہ خدا میں ایک بکرا قربان کروں گا" تو یہ صدقہ واجبہ ہو گیا اس میں سے وہ خود کچھ بھی نہیں کھا سکتا، فقراء و مساکین پر ہی صرف کرے گا اور اگر نیت نہیں بلکہ بطور شکرانہ ہے تو اس سے پرہیز کے کوئی معنی نہیں اور بہ نیت محمود سب تقسیم کر دیں تو ان پر کوئی الزام بھی نہیں اور اسی سے آپ کا وہ شبہہ بھی دور ہو گیا جسے آپ سند بنا کر اس فعل کو ہندوانہ رسم قرار دے رہے ہیں کہ جب نیت یا نذر ہے تو انہیں اس سے کچھ کھانا جائز نہیں، اور بیمار سے بکرا اتار کر اسے قبرستان میں چھوڑ دینا ایک مہمل و لایعنی حرکت، بلکہ بعض حالات میں اسراف و فضول خرچی اور فعل حرام ہے۔ اسے زندہ خواہ ذبح کے بعد فقراء پر صدقہ کر دیں کہ بھوکوں کا پیٹ بھرے اور اس صدقہ سے بلاؤں کا دور ہو جانا، احادیث سے ثابت ہے۔ نیت حسن ہونا ضرور ہے۔ امید ہے کہ یہ اجمالی تفصیل آپ کے لئے تسلی کا باعث ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ذی قعد ۱۴۰۲ ھج

مسجد کے لئے چرم قربانی جمع کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد دو منزلہ تعمیر شدہ ہے اور جھاڑ و فانوس سے مزین ہے۔ اس میں دو عدد گھڑیاں لگی ہوئی ہیں۔ ہر جمعہ کو تقریباً ۴۰، ۵۰۰ روپے مسجد کے اندر وصولی ہو جاتی ہے۔ اس مسجد

میں نوعدد دوکانیں وقف ہیں ایسی مسجد میں یہ اعلان کر کے کہ مسجد زیر تعمیر ہے۔ آپ حضرات اس مسجد میں اپنی قربانی کی کھالیں دے کر اس کی تعمیر میں حصہ لیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔ کیا یہ درست ہے؟ ایسی مسجد کے لئے قربانی کی کھالیں وصول کی جاسکتی ہیں۔ مسجد مذکورہ میں امام صاحب اور موذن کی کوئی تنخواہ نہیں ہے بلکہ وہ کسی اجرت کے بغیر یہ فرائض انجام دے رہے ہیں۔ نبی اللہ، مسجد رحمانیہ، پریٹ آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر مسجد کو چرم قربانی کی ضرورت نہیں تو خلاف واقعہ اعلان کر کے چرم قربانی وصول کرنا، دوسرے مستحقین کا حق مارنا ہے اور کسی مستحق کو اس کے حق سے محروم کرنا، خود باعث محرومی ہے بلکہ بعض حالات میں گناہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۲ ھج

مسجد میں چرم قربانی کا استعمال

سوال: قبلہ محترم الحاج مفتی محمد خلیل خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، بعد آداب و تسلیمات کے علماء اہل سنت بریلوی مسلک شریعت مصطفی ﷺ کے، اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں کہ

کیا چرم قربانی مسجد کی تعمیر کے لئے جمع کر کے، استعمال کر سکتے ہیں۔ یا اختیار و حیلہ سے کوئی شخص مسجد میں چرم قربانی کے پیسے لگا سکتا ہے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر اس مسئلہ کا جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

عارض فقیر خالد مغل، الخطیب مدینہ مسجد، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد میں چرم قربانی کی قیمت لگانا ہمارے علمائے کرام کے نزدیک جائز ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص اس کی جلد، اپنے صرف میں لانے کی نیت سے روپوں پیسوں میں بیچے تو بے شک یہ قیمت اس کے حق میں خبیث ہوگی اور وہ قیمت مسجد میں صرف نہ کرے کہ ناجائز ہے۔ غرباء کو دے دے وہی اب اس کا مصرف ہیں۔ (عرفان شریعت وغیرہ)۔ ہاں خواہی نخواہی مسجد کی ضرورت پیدا کر کے چرم قربانی جمع کرنا اور غریبوں کو ناحق کر دینا، یہ ضرور قابل مواخذہ فعل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی الحجہ ۱۴۰۳ ھج

چرم قربانی سے مدرس کی تنخواہ اور مدرسہ کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین درج ذیل مسئلہ میں کہ: کیا چرم قربانی سے وصول کیا ہوا پیسہ مدرسہ کی تعمیر پر خرچ ہو سکتا ہے؟ نیز کیا اس پیسہ سے مدرس کی تنخواہ ادا کی جاسکتی ہے؟ جب کہ کھالیں بالخصوص مدرسہ ہی کے نام پر وصول کی گئی ہوں اور مدرسہ غیر اقامتی ہو۔ السائل، بشیر احمد خان، مورخہ ۲۵.۱.۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: حدیث شریف میں گوشت و چرم قربانی وغیرہ کے باب میں ارشاد فرمایا گیا کہ کلوا وادخروا وائتجروا یعنی" خود کھاؤ اور اٹھا رکھو اور ثواب کا کام کرو۔" چرم قربانی کھائی نہیں جاتی۔ کار خیر ہی میں صرف کی جاسکتی ہے تو مسجد و مدرسۂ دینیہ اہلسنت میں دینا بھی ثواب کا کام اور باعث اجر و ثواب ہے اور جب مدرسہ کے لئے اس کا دینا کار ثواب

ہے تو یہ رقم طلبہ پر بھی صرف ہو سکتی ہے، تعمیر میں بھی کام میں لا سکتے ہیں اور مدرسہ کی دوسرے ضروریات مثلاً تنخواہ مدرسین میں بھی صرف کر سکتے ہیں۔ ہاں اس کا خیال سب رکھیں کہ ان چھوٹے چھوٹے مکتبوں میں چرم قربانی صرف کرنے سے اہلسنت و جماعت کے دوسرے بڑے مدارس، جہاں درس نظامی پڑھایا جاتا ہے وہ متاثر نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

چرم قربانی کی رقوم سے مسجد کی تعمیر

سوال: اس مسئلہ کے متعلق علماء کرام شرعی طور پر کیا فرماتے ہیں کہ: مسجد کی تعمیر میں عید الاضحیٰ پر جو قربانیاں ہوتی ہیں۔ ان جانوروں کی کھالیں مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں بیچ کر تعمیر پر خرچ کی جا سکتی ہیں یا نہیں؟ شرعی لحاظ سے اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں۔ مہربانی ہوگی۔ شکریہ فقط عبد الرشید خان، امریکن کوارٹرز، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** قربانی کی کھال کسی نیک کام کے لئے دے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دے دے یا کسی فقیر کو دے دے تو جائز ہے۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ستمبر ۱۹۸۴ء

چرم قربانی کی رقوم مدرسوں میں دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: دینی مدرسہ جس میں شہر کے طلبہ دینی تعلیم حاصل کرتے ہوں۔ بعد ازاں گھر چلے جاتے ہوں۔ کیا ازروئے شرع ایسے مدرسے میں قربانی کی کھالیں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** قربانی کا چمڑا اور اس کی جھول اور رسی اور اس کے گلے کا ہار ان سب چیزوں کو صدقہ کر دے۔ (ردالمحتار) اور قربانی کا چمڑا کسی نیک کام میں دے سکتا ہے مثلاً دینی مدرسہ جہاں باہر کے طلبہ پڑھتے ہیں وہاں دینا جائز ہے۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

چرم قربانی کے مصارف

سوال: محترم جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

قربانی کی کھالیں برادری کی انجمن برادری سے وصول کر کے ان سے حاصل شدہ آمدنی کو کن کن کاموں میں خرچ کر سکتی ہے؟ مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ شکریہ عبد المجید خلجی، پھلیلی پار پریٹ آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** قربانی کا چمڑا اور اس کی جھول اور رسی اور اس کے گلے میں ہار ان سب چیزوں کو صدقہ کر دے۔ (درمختار) اسی طرح کسی نیک کام کے لئے دے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دے دے یا کسی فقیر کو دے دے۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

کھال کی ٹوپی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مینڈھے کی کھال کی ٹوپی جو حاملہ بھیڑ کا پیٹ چاک کر کے حاصل کی جاتی ہے۔ پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ نیز کھال حاصل کرنے کا مذکورہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی کیپٹن زوار حسین عباسی، لاہور، پاکستان

۷۸۲ الجواب: كل اهاب دبغ فقد طهر۔ ہر کھال دباغت کرنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ والم اذان الاهاب اذا دبغ فقد جازت الصلوة فيه و الشرب منه یعنی جب کھال سکھالی جائے تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے اور اس کی مشک بنا کر اس میں پانی پینا جائز ہے بھیڑ بکریاں پالنے والوں کا بیان ہے کہ بھیڑ کے بچے کی پیدائش کے بعد ذبح کر کے کھال اتار لیتے ہیں اور پھر کھال دباغت کر کے کھال ٹوپی بناتے ہیں اور یہ بات شرعاً جائز ہے ہاں زندہ بھیڑ کا پیٹ چاک کر کے کھال حاصل کرنا منع ہے۔ پھر بھی اگر کسی نے اس طرح کھال حاصل کر کے دباغت کر لی تو وہ پاک ہوگئی۔ اس کی ٹوپی بنا کر پہننا نماز پڑھنا جائز ہے اگر چہ جانور کو ایذا پہنچانے کا گناہ بہر حال اس پر ہوگا۔ اسے شرعی ذبح کے بعد کھال حاصل کرنا چاہئے اور اس غیر شرعی طریقہ سے اجتناب ضروری ہے۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الآخری ۱۴۰۵ ھج

چرم قربانی کی رقم کا دار المطالعہ میں استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے متعلق کہ: کیا قربانی کی کھالوں کی رقم ایک دینی دار المطالعہ کے ماہانہ اخراجات میں شامل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو اسکی رقم دار المطالعہ میں کس طرح خرچ ہو سکتی ہے؟ فقط السائل۔

غلام نبی قائم خانی

۷۸۲ الجواب ہوالموفق للصواب: چرم قربانی کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ اور فطرہ کے ہیں کہ فقراء و مساکین کا حق ہے بہتر یہی ہے کہ چرم قربانی کو ان ہی مصارف میں خرچ کیا جائے جو شرعاً محمود ہیں اور دار المطالعہ کے چلانے کے لئے اصحاب ثروت سے امداد لی جائے۔ دار المطالعہ سے ہر کس و ناکس اور غریب اور امیر سب ہی استفادہ کرتے ہیں پھر حق شرعی صحیح طور پر ادا نہ ہوگا۔ اور اگر دیگر وسائل بالکل ناپید ہوں تو، اس کار خیر میں، چرم قربانی کا استعمال جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۱.۱۲.۱۹۸۴ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الآداب والمعاشرۃ (زندگی گزارنے کے طریقے)

چین والی گھڑی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: گھڑی کی چین تانبا، لوہا، اسٹیل، سونا، چاندی وغیرہ کی ہو تو گھڑی مرد کو باندھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر اس کا باندھنا ناجائز ہے تو ہر گھڑی بھی تو اسی چیز کی بنی ہوتی ہے یعنی تانبا، پیتل، لوہا، سونا، چاندی وغیرہ کی۔ پھر یہ کیوں جائز ہے؟ لہٰذا براہ کرم شریعت مطہرہ کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

فقط السائل حافظ محمد بشیر، سرفراز کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں لوہا، پیتل، چاندی، سونا وغیرہ کی چین گھڑی میں ڈال کر کلائی پر باندھنا مرد کیلئے ناجائز ہے۔ اسی طرح سونے اور چاندی کی گھڑی باندھنا بھی مرد کے لئے ناجائز اور حرام ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار)۔ اکثر علماء کی بھی یہی رائے ہے۔ واللہ تعالیٰ علم

فقط محمد معراج الدین محمود ورنالوی، مدرس دار العلوم احسن البرکات

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد،

۱۴ رشعبان المعظم ۱۳۸۴ھ

ختنہ میں صدقہ کی منت ماننا

سوال: جناب محترم مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر کوئی آدمی یہ ارادہ کرلے کہ میں بیٹے کی ختنہ میں خیرات کروں گا اور اس خیرات کے لئے جانور بھی لے لے۔ کچھ دن کے بعد اس کی برادری کا دوسرا آدمی یہ کہے کہ خیرات کرنا ہے تو یہ جانور فروخت کرو اور اس کی رقم مسجد میں تعمیری کام میں دے دو۔ تو وہ اگر اس طرح کرے تو کیا جائز ہے یا نہیں؟ لہٰذا براہ کرم شریعت کی روشنی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حکم خدا کے مطابق مسئلہ کو حل فرمائیں؟

فقط تاجدار خان، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں اگر ختنہ میں قربانی یا خیرات کرنے کی منت کی تھی تب تو وہ چیز قربان کرے اور اگر منت نہیں مانی تھی بلکہ صرف ارادہ تھا تو جانور بیچ کر قیمت کسی بھی نیک کام میں لگا سکتا ہے۔ (درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رشعبان المعظم ۱۳۸۴ھ

غیر مقلد سے تعلق رکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دے دیں اور ایک ماہ بعد وہی شخص کسی وہابی اہلحدیث سے فتویٰ لے آیا کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تین طلاق نہیں ہوئیں۔ لہٰذا اس شخص نے بغیر حلالہ کے اپنی بیوی کو پھر رکھ لیا اس کے ایسا کرنے سے تمام قریبی عزیزوں نے اس کو سمجھایا اور اس فعل سے باز رہنے کو کہا لیکن اس نے اپنا ارادہ بدلنے سے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ میں تو وہابی اہلحدیث ہو گیا لہٰذا قانون شریعت کے مطابق اس سے سلام وکلام جائز نہ رہا اور تمام اہل خاندان نے اس سے تعلقات ترک کر لئے۔ اس کے بعد ان کے والد صاحب نے کسی صاحب سے معلومات فرمائی تو ان صاحب نے فرمایا کہ آپ تبلیغی حیثیت سے مل سکتے ہیں۔ لہٰذا ان کے والد صاحب نے ان سے ملنا شروع کر دیا اور ان کو سمجھایا بھی جس کو قریب ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن وہ شخص اپنے فعل سے باز نہیں آیا اور مطلقہ بیوی کو اپنے پاس رکھے ہوئے ہے۔ کیا ایسی صورت میں اس سے ملتے رہنا جائز ہے؟ یا تبلیغی حیثیت سے ملنے کی کچھ مدت مقرر ہے؟ براہ کرم جواب سے مطلع فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ مرسلہ فضل الرحمٰن خان، پختہ قلعہ حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: شیطان کہ انسان کا عدو مبین ہے وہ بعض اوقات بھلائی کے پردے میں برائی میں جھونک دیتا ہے۔ اب یہیں دیکھئے کہ بحکم قرآن حکیم ایسے بے باک و بے شرم سے جس نے محض ایک عورت کی خاطر اپنا دین بدل ڈیا اور مذہب حنفی کو چھوڑ کر غیر مقلدین وہابیہ کی ٹولی میں جا کھڑا ہوا۔ جس سے ہر مسلمان پر دور رہنا لازم ہے اور ضروری ہے۔ اب تبلیغ کے پردے میں میل ملاپ کراتا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بھی کچھ حدود ہیں۔ آخر رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک یہ بھی تو ہے کہ جب تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہے اور نفسانی خواہش کی پیروی کی جاتی ہے اور دُنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہے تو اپنے نفس کو لازم کرلو۔ (ترمذی) یعنی خود کو بری چیزوں سے بچاؤ اور دوسروں کے معاملات چھوڑ دو۔ یعنی ایسے وقت میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضروری نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں بیٹا صریحا خواہش کی پیروی کر رہا ہے اور عورت کو دین پر ترجیح دے رہا ہے تو بحکم حدیث اسے چھوڑنا لازم ہے یا اسے تبلیغ کئے جانا؟ تو یہ تبلیغ آخر کسی حد پر ختم ہوگی یا نہیں؟ بالجملہ زید کا باپ غلطی پر ہے اور جس نے اسے یہ سمجھایا وہ بھی غلط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

زبردستی چندہ مسلط کر دینا غیر شرعی فعل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: ہماری پنچائت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر شخص زیر تعمیر مسجد میں چندہ دے خواہ وہ پانچ روپے کمانے والا یا دو پیسے کے لے پکوڑے بیچنے والا بچہ ہو یا بڑا ضروری ہے کہ وہ پانچ روپے چندہ مسجد میں دے ورنہ وہ شخص پنچائت یا برادری سے ... اور اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔ آپ اس معاملہ میں فتویٰ صادر فرمائیں۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔ عبدالرزاق، یثرب کالونی حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** ہر وہ تحریک یا جمعیت یا پنچائت جس کی بنیاد کسی ایسے امر پر رکھی جائے جو شرع شریف کے خلاف ہے، اس کی امداد و اعانت قطعاً جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ: 2) نیکی اور پرہیزی گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و نافرمانی پر کسی کی اعانت نہ کرو۔ مسجد تعمیر کرنا بلاشبہ امر مستحسن اور اجر عظیم کا موجب، اور خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی کا باعث جب کہ بہ نیت حسن ہو۔ ہر مسلمان پر حتی الوسع اس کی تعمیر میں حصہ لینا محمود و مطلوب۔ لیکن چندہ پر کسی فرد کو مجبور کرنا یا اس پر مالی جرمانہ ڈالنا یہ جائز نہیں۔ نہ اسے برادری سے باہر کرنا جائز۔ جتنے لوگ اس امر سے واقف ہوتے ہوئے اس پنچائت کی حمایت کریں گے سب عند اللہ مجرم و ملزم قرار پائیں گے کہ بلاوجہ شرعی ایک مسلمان کو ایذاء دینا حرام، اور اسے اسلام سے خارج قرار دینا، سخت بیباکی اور خدا اور رسول ﷺ کے احکام سے استہزاء ہے۔ جن لوگوں نے یہ تجویز منظور کر لی ہے کہ چندہ نہ دینے والے کو اسلام سے خارج سمجھا جائے۔ ان پر فرض ہے کہ توبہ صحیح شرعیہ کریں اور فوراً اس پنچائت سے علیحدہ ہو جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم و رسولہ

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

ایصال ثواب میں خلاف شرع کام گناہ ہیں

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ

۱۔ جس کسی کے گھر میں میت ہوتی ہے۔ تو میت کو قبرستان میں دفن کرنے کے بعد سوگوار خاندان، قبر خلاصہ ہونے کے مقصد کے لئے اپنے گھر زردہ وغیرہ پکا کر اعزاء، واقارب و حاضرین کو کھلاتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ سوئم کی تاریخ یعنی میت کے انتقال کے تیسرے روز اعزاء واقارب کو سوئم کی فاتحہ کے نام سے من من کھانا پکا کر کھلایا جاتا ہے۔ میت کے ساتویں دن پھر رسم ہوتی ہے کہ میت کے لئے سری پائے پکا کر فاتحہ دلاتے ہیں جو سر سے پاؤں تک کے گناہ دور کرے، ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ مندرجہ بالا مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں۔ فقط السائل محمد الیاس خان

۷۸۶ **الجواب:** ایصال ثواب یعنی قرآن مجید، یا درود شریف، یا کلمہ طیبہ، یا خیرات وصدقات، یا کسی بھی نیک عمل کا ثواب مردوں کو، پہنچانا جائز ہے۔ چنے بتاشے یا شیرینی تقسیم کرنا یا کھانا پکوا کر فقراء و مساکین کو کھلانا، یا ان کے گھروں پر پہنچانا، یہ سب ایصال ثواب کی صورتیں ہیں اور جب نیک نیتی سے کی جائیں تو میت کو بھی اس سے فائدہ پہنچے گا کہ کرم الٰہی سے امید ہے کہ اس کے عذاب میں تخفیف فرمائے اور اس کی قبر کشادہ فرمائے لیکن یہ موقع دعوت کا اور اپنے عزیزوں رشتہ داروں اور قرابت داروں کو کھلانے پلانے کا نہیں ہے۔ علماء کرام جابجا ارشاد فرماتے ہیں اہل میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت کرانا اور اس کے یہاں جمع ہو کر اعزاء و اقارب کا دعوتیں اڑانا بدعت شنیعہ ہے اور ناجائز ہے۔ پھر یہ حکم اس وقت ہے جب کہ ورثاء بالغ ہوں اور سب باہمی رضامندی سے ایسا کریں اور کوئی وارث نابالغ یا غیر موجود ہو تو یہ اور زیادہ حرام ہے اور گناہ شدید ہے اور مال غیر میں بے اجازت تصرف کرنا خود ناجائز ہے، اور نابالغ کا مال ضائع کرنا، جس کا اختیار نہ خود اسے،

اور نہ اس کے باپ کو، نہ اس کے ولی کو، اور بھی سخت تر آفت ہے۔ خلاصہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر محتاجوں اور غریبوں کو دے دیں کھلا دیں یا ان میں تقسیم کرنے کو کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خوب ہے بشرطیکہ یہ کام کوئی عاقل اور بالغ اپنے مال خاص سے کرے یا ترکہ سے کریں تو سب وارث بالغ موجود ہوں۔ کمافی خانیہ، بزازیہ، تتارخانیہ۔ وغیرہ پھر اس قسم کے مجمع میں عورتیں جمع ہوں اور خلافِ شرع کام مثلاً رونا پیٹنا بناوٹ سے، مونھ وغیرہ ڈھانکنا وغیرہ کرتی ہیں اور یہ سب نوحہ ہے اور نوحہ حرام ہے۔ ایسے مجمع کے لئے میت کے عزیزوں دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی بلکہ میت کے گھر والوں کا اہتمام طعام کرنا، سرے سے ہی ناجائز۔ تفصیل کے لئے ہو اعلحضرت قدس سرہ کا فتویٰ مبارک۔ باقی سر سے پاؤں کے متعلق لکھا وہ محض بے اصل بناوٹی بات ہے جاہلانہ خیال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر شعبان ۱۳۸۴ھ

شادی بیاہ کی رسوم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ کیا سہرا باندھنا جائز ہے یا ناجائز؟ ۲۔ شادی وغیرہ میں باجے گانے بجائے جاتے ہیں اور خواتین کم از کم ایک ہفتہ قبل ہی مکانوں میں ڈھولک تھاپ پر گانے بجانے کرتی ہیں اور ڈانس بھی کرتی ہیں یہ کام کہاں تک صحیح ہے؟ ۳۔ بھائی بہن وغیرہ کو بھات دیتے ہیں، از روئے شریعت یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟ ۴۔ بکرے کا جو خون ذبح کرنے پر نکلتا ہے یا کوئی بھی جانور ہو حلال اس کا خون بوقت ذبح نکلتا ہے، اس کا بیچنا شرع کے نزدیک کیسا ہے؟ جائز ہے ناجائز؟ براہ مہربانی ان مسائل کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں مرحمت فرمائیں۔ عرض دار محمد نصیر احمد قریشی، میرپور خاص

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔ خالص پھولوں کا سہرا جائز ہے۔ (بہار شریعت حصہ ہفتم)

۲۔ اکثر جاہلوں میں رواج ہے کہ محلہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں یہ حرام ہے۔ اولاً ڈھول بجانا حرام، پھر عورتوں کا گانا مزید برآں، عورت کی آواز نامحرم کو پہونچنا، اور وہ بھی گانے کی اور وہ بھی ہجر وعشق ووصال کے اشعار یا گیت یا ڈانس کرنا، حرام ہے۔ (بہار شریعت حصہ ہفتم)

۳۔ بھات دینا جائز ہے۔ شادی وغیرہ تمام تقریبات میں جو چیزیں دی جاتی ہیں ان کی ہر قوم میں جدا جدا رسوم ہیں ان کے متعلق ہدیہ اور ہبہ کا حکم ہے۔ (بہار شریعت)

۴۔ وہ چیزیں جو بیع کے قابل ہی نہ ہوں ان کی بیع باطل ہے جیسے مردار یا خون یا شراب کا بیچنا کہ یہ چیزیں بیچنے کے قابل ہی نہیں لہٰذا خون کا بیچنا جو بوقت ذبح نکلتا ہے منع ہے۔ (درمختار ردالمحتار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ر ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

کافر کے بنائے ہوئے کھانے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: کافر کا بنایا ہوا کھانا جائز ہے یا ناجائز؟

فقط، حافظ سیراب خان، خطیب جامع مسجد اسلام آباد، حیدرآباد

الجواب: علماء دین کی عادت یوں ہے کہ حکم طہارت کے لئے ادنیٰ احتمال کافی سمجھتے ہیں اور محض خیالات پر حکم نجاست نہیں لگاتے۔ فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے کہ کتنی ردی حالت ان کھانوں، اور مٹھائیوں کی جو کفار و ہندو بناتے ہیں، کیا ہمیں ان کی سخت بے احتیاطیوں پر یقین نہیں؟ کیا ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان کی کوئی چیز گوبر وغیرہ نجاست سے خالی نہیں ہوتی؟ پھر بھی علماء ان چیزوں کا کھانا جائز رکھتے ہیں۔ ۷۸۶

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۸۴ھ

مرشد کے احکام اور غلط رسوم کی تردید

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ جو شخص خواہ کسی بھی سلسلے کا ہو اور وہ اپنے استعمال کے لئے کالا، کتھئی، پیلا، سبز رنگ بغیر اپنے مرشد کی رضامندی کے استعمال کرے تو کیا اس کے بدن میں آگ لگ جاتی ہے؟ یا وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے؟ یا یہ پہننا حرام ہے؟

۲۔ کیا اس پیر کی بیعت جائز ہے اور قائم رہتی ہے جو اپنے مرید پر فحش الزام عائد کرے جو کہ نازیبا الفاظ میں ہے اور لوگوں کے سامنے عائد کئے جائیں؟

۳۔ اگر کوئی پیر چند لوگوں کے سامنے یہ کہے کہ میں نے فلاں مرید کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاضر جان کر آزاد کیا اور پھر ایسے منکر ہو جائے کہ میں نے یہ کہا ہی نہیں۔ تو ایسے پیر کی بیعت جائز ہے یا نہیں؟

السائل سرفراز احمد چشتی صابری، اکبر آباد سکنہ حیدرآباد

الجواب: ۷۸۶ کسم یا زعفران کے رنگے ہوئے کپڑوں کے سوا باقی ہر قسم کے رنگ زرد سرخ، دھانی، بسنتی، چمپئی، نارنجی، وغیرہ مردوں کو بھی جائز ہیں اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو بالکل نہ پہنے۔ (درمختار) مرید کو اپنے مرشد کے ساتھ یوں رہنا چاہئے جیسے مردہ بدست زندہ، اگر مرشد واقعی مرشد ہے اور وہ اس قسم کے کپڑوں سے منع کرتا ہے تو مرید کو اپنے مرشد کی پیروی وفرمانبرداری لازم۔ اس کے خلاف نہ کرے اس کے علاوہ جو کچھ کہا جاتا ہے کہ اس سے بدن میں آگ لگ جاتی ہے یا وہ شرعاً حرام ہے محض بے اصل باتیں ہیں اور جو کہتا ہے وہ ثبوت پیش کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مرشد برحق اپنے مرید پر کوئی الزام کیسے لگا سکتا ہے جب کہ اس کی اصلاح وتربیت کا وہ خود ذمہ دار ہے اور بلا ثبوت شرعی تو کسی کے کہنے سے کوئی مجرم شرعی قرار نہیں پا سکتا اگرچہ کسے باشد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اگر جھوٹ ثابت ہو جائے اور وہ شخص توبہ نہ کرے تو اس سے بیعت جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ

غیر مرد سے تعلیم حاصل کرنا۔ گناہ چھپانے کا مسئلہ

سوال: قبلہ محترم و کعبہ مفتی مولانا محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ

۱۔ کیا الف کی بالغ لڑکی ب کسی غیر مرد ج کے سامنے تعلیم حاصل کرنے کے لئے بلا پردہ آ جا سکتی ہے؟

۲۔ کیا گناہ کو چھپانے کے لئے الف کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ قرآن وحدیث کا سہارا لے؟ اگر اس نے ایسا کیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۳۔ برادری میں انتشار پھیلانے اور جھوٹی بات کر کے گروہ بندی کرنے والوں کا مقام کیا ہے؟

فقط والسلام مخلص کمال الدین، شکار پور

۷۸۶ **الجواب:** اجنبی عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا اگرچہ جائز ہے جب کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنہ کا ہے اس زمانے میں خدا ترس کہاں؟ لہٰذا اس زمانے میں اس کو دیکھنے کی ممانعت کی جائے گی۔ پھر یہ حکم بھی اس وقت ہے جب کہ خلوت وتنہائی نہ ہو۔ اور خلوت یعنی دونوں کا ایک مکان میں تنہا ہونا تو یہ حرام و ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ گناہ سرزد ہو جائے تو اس کو چھپانا ہی چاہیئے یہی حکم خدا جل وعلا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ ہاں یہ صورت ہو کہ آدمی خدا جل وعلا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی کرے اور اسے بزور زبان جائز ثابت کرنے کی کوشش کرے یہ ضرور حرام و ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ برادری اور رشتہ داروں میں انتشار پھیلانے والا رشتہ کاٹنے والا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ رشتہ کاٹنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری ومسلم) اور ایک حدیث میں ہے کہ جس قوم میں قاطع رحم (رشتہ کاٹنے والا) ہوتا ہے اس پر رحمت الٰہی نہیں اترتی (بیہقی) اور جھوٹ و گروہ بندی کرنا شدید گناہ ہے اور اس کا مرتکب مستحق عذاب الٰہی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم کی شان احادیث میں

سوال: صاحب فضل وکمال جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی! درج ذیل مسئلوں کے بارے میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں کہ

۱۔ یہ کوئی حدیث ہے یا کہ کسی بزرگ کا قول ہے؟ ۲۔ اگر حدیث ہے تو کیسی ہے قوی یا ضعیف؟ ۳۔ اگر ممکن ہو تو اس کے پورے کلمات رقم فرمائیے انا مدینة العلم وعلیٌ بابها۔ ۴۔ کیا یہ صحیح ہے کہ مسلمان علماء اور شعراء اس کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کی سند میں پیش کرتے آئے ہیں؟ اور اسی لئے اب اس کے صحیح وقابل تسلیم ہونے میں نہ کوئی شک ہے نہ

غلطی؟ السائل محمد ناصر الدین صدیقی، ۳۰ ربیع الاوّل شریف ۱۳۸۴ھ

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔ نزہۃ المجالس میں بحوالہ، شرح بخاری لابن حمیرہ مذکور ہے کہ نبی اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انا مدینۃ السخاء و ابوبکر بابھا۔ وانا مدینۃ الشجاعۃ و عمر بابھا۔ وانا مدینۃ الحیاء و عثمان بابھا۔ وانا مدینۃ العلم و علی بابھا۔ نیز بحوالہ حدیث آخر مروی ہے کہ انا مدینۃ العلم و ابوبکر أساسھا و عمر حیطانھا وعثمان سقفھا و علی بابھا اور مسلم شریف میں وارد ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا انا دار الحکم و علی بابھا۔ بہرحال یہ مضمون متعدد احادیث کریمہ میں وارد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ان الفاظ کا بطور حدیث بلانکیر زبان زد عوام وخواص ہونا خود اس کی صحت ومقبولیت کی دلیل ہے؛ جس پر مزید کسی سند کی حاجت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ربیع الاوّل ۱۳۸۴ھ

شادی کی غلط رسوم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: آج کل شادی بیاہ کے موقع پر عام طور سے ڈھول باجے کا استعمال ہوتا ہے اور مرد اور عورتیں اس ڈھول کے ارد گرد ناچتے ہیں۔ عورتیں گھروں میں گیت گاتی ہیں۔ ڈھولک کا استعمال بھی کیا جاتا ہے۔ یہ سب جائز ہے یا ناجائز؟ اور ایسی جگہ پر ولیمہ کے کھانے میں شرکت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

بینوا توجروا فقط السائل محمد عمران خان لودھی

۷۸۶ **الجواب:** ڈھول باجا' گانا' ناچنا یہ سب شیطانی فعل ہیں اور ناجائز وحرام ہیں اور ایسی محفل میں جانا وہاں بیٹھنا بھی ناجائز ہے۔ جن گھرانوں میں یہ کرتوت ہوتے ہیں' ان کے مردوں پر فرض ہے کہ اسے روکیں اور طاقت سے روک سکتے ہیں تو طاقت کام میں لائیں۔ اگر معلوم ہے کہ دعوت میں یہ خرافات بھی ہیں تو دعوت میں جانا ہی جائز نہیں اور جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں لغویات ہیں اور اگر وہیں ہوں جہاں دعوت کا انتظام ہے تو واپس آئے اور اگر مکان کے دوسرے حصہ میں جس جگہ کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے۔ پھر اگر یہ شخص ان کو روک سکتا ہے تو روک دے ورنہ صبر کرے۔ (بہارِ شریعت بحوالہ، ہدایہ' درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

ڈرامہ وغیرہ بنانا لہو ولعب میں شامل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اسکول میں بحیثیت مدرس ہے اور اس میں ڈرامے اور موسیقی کے پروگرام ہوتے ہیں۔ تو کیا زید اس میں شریک ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر شریک ہوجائے تو گناہ تو نہ ہوگا؟

السائل۔ محمد ادریس

الجواب ۷۸۶: سینما، تھیٹر، ڈرامہ، خرافات کا ایک ہی جواب ہے جو قرآن ارشاد فرماتا ہے وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ (سورۃ لقمان:6) ترجمہ۔ یعنی کچھ لوگ جو کھیل کی باتیں خرید تے ہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھگا دیں بے سمجھے، اور اسے ہنسی اور مذاق کا ذریعہ بناتے ہیں، ان کے لئے ذلّت کا عذاب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رشعبان المعظم ۱۳۷۸ھ

قیامت دس محرم الحرام کو آئے گی / زمین و آسمان ساکن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ جو یہ مشہور ہے کہ قیامت ۱۰ محرم الحرام کو آئے گی اس کی کوئی سند ہے؟ ۲۔ ایک صاحب نے ایک تفسیر میں لکھا ہے کہ اشارہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان حرکت کرتے ہیں۔ دونوں ٹھہرے ہوئے نہیں ہیں یہ قول درست ہے یا نہیں؟ اور زمین و آسمان ساکن ہیں یا نہیں؟

فقط نور محمد، ٹنڈو الہیار، حیدر آباد

الجواب ۷۸۶: شاہ رفیع الدّین محدث دہلوی نے اپنی کتاب قیامت نامہ میں بحوالہ مسلم شریف فرمایا ''ناگاہ روز جمعہ کہ ہم روز عاشورہ باشد...... نفخ صور باشد'' واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں چنانچہ اجلہ صحابہ کرام مثلاً حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن مالک سے مطلق حرکت کی نفی مانی ہے تفسیر عجائب القرآن اور تفسیر کبیر میں بھی یہ مضمون صاف صریح الفاظ میں وارد ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا رسالہ مبارک ''نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان''۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ رصفر المظفر ۱۳۸۸ھ

عورتوں کا قبرستان جانا / عورتوں کا رشتہ داروں کے ہاں جانا / فلم کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ عورتوں کا بزرگوں کے مزاروں پر اور قبرستان جانا کیسا ہے؟ بعض بزرگ کہتے ہیں کہ جانا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جانا ناجائز ہے۔ اس بارے میں شرعی مسئلہ کیا ہے؟

۲۔ کیا عورت بغیر اپنے خاوند کی مرضی کے اپنے رشتہ داروں میں یا باہر جاسکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ فلم ''خانۂ خدا'' کا کیا حکم ہے؟ اس فلم میں حج ہوتا ہوا دکھایا گیا ہے؟

فقط السائل محمد عمران خان، حیدر آباد سندھ

الجواب ۷۸۶: ۱۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ عورت جب گھر سے قبروں کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہے تو اللہ اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے، جب گھر سے نکلتی ہے تو سب طرف سے شیاطین اسے گھیر لیتے ہیں جب قبر پر پہنچتی ہے تو میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے۔ جب واپس آتی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی لعنت میں ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔عورت صرف ماں باپ سے ملاقات کے لئے ہفتے میں ایک بار دن بھر کے لئے جاسکتی ہے اور محارم جیسے بھائی چچا وغیرہ کے ہاں جانا سال بھر میں ایک باراس کے علاوہ وہ کسی اور رشتہ دار کے یہاں نہیں جاسکتی چہ جائیکہ باہر نکلنا، بازاروں وغیرہ میں جائے گی گناہ گار قرار پائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔سینما، تھیٹر، بائیسکوپ، ڈرامہ، ناچ، رنگ کی محفلیں یہ سب شیطانی جگہیں ہیں اور وہاں جانا حرام اور ناجائز، بلکہ خیر سمجھ کر جائے تو اور زیادہ سزا کا باعث۔ مسلمانوں کی مت ماری گئی ہے کہ صراحۃ مقدس مقامات کی بے حرمتی کی جارہی ہے ان کی وقعت، نگاہوں سے گری جارہی ہے ان کے جذبات سے کھیلا جارہا ہے مگر یہ اسے نیکی سمجھ کر پھولوں کی طرح اس پر گرتے ہیں۔ غور فرمایئے بت خانہ میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ میلوں، ٹھیلوں، بازاروں اور ان تمام گزرگاہوں پر باآواز بلند قرآن کریم کی تلاوت جائز نہیں صرف اس لئے کہ اس میں نماز اور قرآن کی بے حرمتی ہے تو ان شیطانی مقامات پر جب کہ لعنت الٰہی اترتی ہے ایسے متبرک مقامات کے مناظر پیش کرنا کیوں کر ان کی بے حرمتی ہونے کا موجب نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے اور انھیں صراط مستقیم پر چلائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رصفر المظفر ۱۳۸۸ ھ

امانت میں خیانت کرنا

سوال: بخدمت شریف جناب مفتی اعظم سندھ حضرت مولانا مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ایک شخص بمع اہل وعیال کے حاجی ہے۔ان کے پاس امانت رکھی جاتی ہے۔

۲۔ایک شخص حاجی نہیں ہے مگر مسلمان ضرور ہے۔اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے۔

۳۔ایک شخص (مسلم) نے حج کرنے کے لئے مذکورہ بالا کے پاس نقد روپے برائے خراجات خانہ کعبہ شریف جانے اپنا پیٹ کاٹ کر جمع کئے اور ان کے پاس بطور امانت رکھدیئے۔ حج کے لئے اس نے اپنا روپیہ طلب کیا تو جواب ملا کہ تمہارے روپے کا سودا ادا کردیا جائے گا اور ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے۔ جاؤ چلے جاؤ! دعوٰی کرو! ایسی صورت میں امانت نہ دینے والے یا واپس نہ کرنے والے پر شرعی قانون کیا نافذ ہے؟ دنیا وآخرت میں اس کا کیا حشر ہوگا؟

والسلام از خادم، جواد خان ولد رحمٰن خان، حیدرآباد، پاکستان

۸۶ے **الجواب:** اللہ عزوجل فرماتا ہے **وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ** (البقرہ:188) ایک شخص کا مال دوسرا شخص ناحق طور پر نہ کھائے۔ نیز فرمایا **اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا** (النساء:58)۔ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت کی چیز ان کے مالکوں کو واپس کردو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص پرایا مال لیجائے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہوکر ملے گا۔ اور متعدد احادیث کریمہ میں امانت میں خیانت کرنے والوں کو منافق فرمایا۔ عقل مند کے

لئے یہی کافی ہے اور جب خوفِ خدا دل سے نکل جائے تو اس پر اللہ عزوجل وحضرت محمد ﷺ کے احکام کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ر جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

اتحاد و محبت کے لئے قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر حلف لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: گروپ بندی ختم کرنے اور اتحاد و محبت بڑھانے کے لئے نیز جائز اور حق بات کی خاطر قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کر لیا جائے؟ نبی اللہ انصاری، پریٹ آباد حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: اس زمانہ میں لوگ بے دھڑک، بلا خوف، غلط کام کرتے اور ان پر اصرار کرتے ہیں اور کوئی منع کرے تو باز نہیں آتے، اگر مسلمان متفق ہو کر ایسی سزائیں تجویز کریں جن سے عبرت ہو اور بیباکی و جرأت کا یہ سلسلہ بند ہو جائے تو نہایت مناسب ہوگا، بعض قوموں میں بعض معاصی پر ایسی سزائیں دی جاتی ہیں، مثلاً حقہ پانی اس کا بند کر دیتے ہیں، نہ اس کے ہاں کھاتے ہیں اور نہ اپنے یہاں اس کو کھلاتے ہیں جب تک توبہ نہ کرلے اور اس کی وجہ سے ان لوگوں میں ایسی باتیں کم پائی جاتی ہیں جن پر ان کے یہاں سزا ہوا کرتی ہے۔ مگر کاش وہ تمام معاصی کے انسداد میں ایسی ہی کوششیں کرتے اور اپنے پنچایتی قانون کو چھوڑ کر شرع مطہر کے موافق فیصلے دیتے اور احکام سناتے تو بہت بہتر ہوتا، لہٰذا دنیاوی گروپ بندی ختم کرنے اور شرعی اتحاد و محبت بڑھانے کے لئے اور جائز و حق بات کی خاطر قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کرنا شرعاً درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹۷۸.۱.۱۱ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح انشاء اللہ تعالیٰ۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، یکم صفر المظفر ۱۳۹۸ھ

درس قرآن، درس حدیث کے دوران تسبیح پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: درسِ قرآن مجید یا درس حدیث شریف کے دوران ذکر درود شریف یا دیگر وظائف تسبیح وغیرہ پڑھنا کیسا ہے؟

السائل قاری محمد نور الحسن گولڑوی، مسجد مرکز فروٹ مارکیٹ حیدر آباد، ۱۵ر جنوری ۱۹۷۸ء

۷۸۶ **الجواب:** درس قرآن و حدیث جب کہ مسجد میں معمول ہے یا وہ مجلس تذکیر و وعظ ہے تو حاضرین میں جو اعلم ہے یعنی اس وعظ و تذکیر کرنے والے یا درس دینے والے سے زیادہ علم رکھتا ہے تو آپ ہی اس جگہ سے ہٹ جائے گا ورنہ عوام الناس کو حکم ہے کہ وہ اپنے اوراد و وظائف اگر ترک کرنا پسند نہیں کرتے تو تنہائی میں پڑھیں ورنہ درس میں شریک ہوں کہ اس سے دین و دنیا دونوں سنورتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا ساری رات عبادت سے افضل ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد شریف میں تشریف لائے وہاں دو مجلسیں تھیں فرمایا کہ دونوں مجلسیں اچھی ہیں اور ایک دوسری سے اچھی ہے۔ یہ لوگ اللہ سے دعا کرتے ہیں اور اس کی طرف رغبت کرتے ہیں وہ چاہے تو ان کو دے اور چاہے تو منع کر دے اور دوسری مجلس والے علم سیکھتے ہیں اور ناواقف کو سکھاتے ہیں یہ افضل ہیں۔ میں

معلّم بنا کر بھیجا گیا اور اسی دوسری مجلس (وعظ و درس) میں حضور بیٹھ گئے (دارمی) اب فیصلہ وہ خود کریں کہ انھیں کیا کرنا چاہئے؟

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رصفر المظفر ۱۳۹۸ھ

نطفہ حرام ہے اور انڈا و دیگر جانور بھی نطفہ سے بنے یہ حرام ہیں یا حلال؟

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کلام پاک میں حکم خداوندی ہے کہ میں زندہ سے مردہ پیدا کرتا ہوں اور مردہ سے زندہ پیدا کرتا ہوں (انڈے سے بچہ اور مرغی سے انڈا)۔ سوال یہ ہے کہ انڈا نطفہ ہے۔ تو کیا انڈا کھانا حلال ہے؟ کیا انڈا ہم مسلمانوں کے لئے حلال ہے؟

دوسری جانب حکم ہے کہ ہم نے تم پر جن چیزوں کو حلال کر دیا ان کو اپنے اوپر حرام نہ کرو۔ میں دونوں جانب سے رضائے الٰہی تلاش کر رہا ہوں مگر افسوس کہ مجھ کو کوئی راہ نہیں ملتی۔ مہربانی فرما کر مجھ کو راہ دکھائیں کہ کونسی راہ درست ہے؟

فقط والسلام محمد انوار بیگ

۷۸۶ الجواب: اس قسم کے مسائل میں عقلی گھوڑے آپ دوڑائیں گے تو ٹھوکر تو کھانی ہی پڑے گی۔ عزیزم یہ اسرار قدرت ہیں ان میں قدم نہ ڈالیں ورنہ الجھ جائیں گے۔ نطفہ تو انڈا ہوا اور پھر انڈے سے مرغی، لیکن جہاں براہ راست نطفہ پرورش پا کر' جانور بنا جیسے حلال چوپائے۔ وہاں کیا کریں گے؟ اتنی بات خوب ذہن میں رکھ لیں کہ حقیقت بدل جائے تو حکم شرعی بھی بدل جاتا ہے۔ شراب حرام ہے لیکن اگر اسے سرکہ بنالیا جائے تو اب وہ سرکہ ہے اور حلال۔ اور یہ تو کہاوت آپ نے سنی ہوگی کہ ہر چہ درکان نمک رفت' نمک شد۔ گدھا نمک کی کان میں گرا اور مر گیا اور کچھ عرصہ بعد نمک ہو گیا تو اب وہ حلال کہ گدھا نہیں بلکہ نمک ہے۔ امید ہے کہ یہی دو مثالیں آپ کی رہنمائی کے لئے کافی ہیں اور حقیقت بھی عیاں ہے کہ رموز مملکت خویش' خسرواں دانند۔ یہ قدرت الٰہی کے اسرار ہیں۔ تو ہمارے ہر وہ چیز حلال ہے جسے اس نے حلال فرمایا۔ غور فرمایئے حلال جانور' بغیر بسم اللہ پڑھے ذبح کیا وہ حرام ہو گیا اور بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا تو حلال رہتا۔ حالانکہ وہی ذابح' وہی مذبوح اور وہی آلہ ذبح۔ مگر حکم شرعی میں زمین وآسمان کا فرق ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

اجنبی عورت کا غیر مرد کو دیکھنا

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ: احقر نے مندرجہ ذیل حدیث پاک پڑھی ہے۔ جس کو تحریر کر رہا ہوں۔

حدیث پاک۔ ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک دفعہ گھر میں ایک نابینا صحابی تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس جگہ سے تشریف نہیں لے گئیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ اندر جاؤ اور پردے کے حکم پر عمل کرو حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ حضور یہ تو نابینا ہیں دیکھتے نہیں ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ وہ نہیں دیکھ سکتے لیکن تم تو دیکھتی ہو۔ آپ یہ فتویٰ دیں کہ مندرجہ بالا حدیث پاک کی روشنی میں ٹی وی پر جو مرد نظر آتے ہیں۔ ان سے پردہ عورتوں کو (ٹی وی دیکھنے والی عورتوں کو) کرنا چاہئے یا نہیں؟ فقط السائل محمد اسحاق لودھی

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ نہیں ہے بلکہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ ہے۔ اس میں حکم شرعی یہ ہے کہ جس طرح غیر مرد کسی غیر عورت کو نہیں دیکھ سکتا ہے کہ اسی طرح کوئی عورت غیر مرد کو نہیں دیکھ سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ (النور: 31) اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اس آیت میں مطلقاً غض البصر کا حکم ہے لہٰذا کوئی شبہہ نہ کرے کہ ٹیلی ویژن پر تو مرد نہیں ہوتے صرف ان کی تصاویر ہوتی ہیں کیوں کہ تصاویر دیکھنا بھی موجب فتنہ ہوا۔ خاص کر موجودہ دور جو سراسر فتنہ کا دور ہے کہ عورتیں اور مرد ٹیلی ویژن پر جس فنکار کو دیکھتے ہیں اس کی وضع قطع طور طریقہ اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ ٹیلی ویژن پر غیر مرد کو دیکھنا باعث فتنہ ہے۔ اگر غور وفکر کیا جائے تو ٹیلی ویژن موجودہ دور میں ہر قسم کی برائی کو جنم دینے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ چوری اغوا قتل و غارت ایسی برائیاں یہاں سے بھی لوگ سیکھتے ہیں اور جو چیز فتنہ کا باعث ہو شرعاً ناجائز ہے اور ٹیلی ویژن موجودہ دور میں باعث فتنہ وفساد ہے۔ لہٰذا ہر غیرت مند باحیا عورت غیر مرد کو دیکھنا ہرگز گوارا نہیں کرے گی کہ یہی فساد کی جڑ ہے۔ اسی وجہ سے ٹیلی ویژن پر عورتوں کا غیر مردوں کو دیکھنا ان کی حرکات وسکنات کو گھور گھور کر دیکھنا اور ان سے محظوظ ہونا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقط حررہ محمود احمد صدیقی، مدرس دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد

۷۸۶ مجیب نجیح کا جواب، صواب وصحیح ہے۔

احادیث شریفہ میں عورتوں کو نازک شیشیاں فرمایا گیا اور جسے ان نازک شیشیوں کو صدمے سے بچانا ہو تو راہ یہی ہے کہ ان شیشیوں کو ہر ایسے مقام ومحل سے دور رکھا جائے جہاں ٹھیس کھا جانے اور ان میں بال پڑ جانے کا احتمال ہو۔ مانا کہ وہ پارسا ہیں تو جان برادر کیا پارسائیں معصوم ہوتی ہیں۔ نیک وصالح مرد خود اپنے نفس پر اعتماد نہیں کر سکتا اور کرے تو جھوٹا کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم نہ کہ عورت جو عقل ودین میں اس سے آدھی، اور رغبت نفسانی میں دوگنی۔ ہر مرد کے ساتھ ایک شیطان اور ہر عورت کے ساتھ دو۔ ایک آگے ایک پیچھے۔ شریعت مطہرہ فقط فتنہ ہی سے منع نہیں فرماتی بلکہ بالکلیہ اس کے در کو بند کرتی اور جھوٹے حیلے بہانوں کے پر کترتی ہے۔ غیروں کے گھر تو غیروں کے گھر، جہاں نہ اپنا قابو نہ اپنا گزر۔ حدیث میں تو اپنے مکانوں کی نسبت آیا کہ عورتوں کو بالا خانوں پر نہ رکھو یہ وہی اڑتی ہوئی نگاہوں کے پر کترنے ہیں۔ کوئلے کی دوکان کے قریب ہی کیوں جائے کہ دامن پر دھبا کھائے۔ لاجرم سبیل یہی ہے کہ بالکل در ہی جلا دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

کالے خضاب کا حکم، مرد اور عورت کے لئے الگ الگ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مرد کے لئے کالے خضاب کا استعمال کیسا ہے؟ ۲۔ عورت کے لئے کالے خضاب کا استعمال کیسا ہے؟ ۳۔ ظہر میں اگر جماعت کھڑی ہو جائے تو فرض سے پہلے والی سنتیں کب ادا کرے؟ السائل سید انوار علی حسنی، پنجرہ پول، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ عامہ مشائخ کرام و جمہور ائمہ اعلام کے نزدیک سیاہ خضاب، حالت جہاد کے سوا مطلقاً حرام ہے۔ جس کا مرتکب گنہگار و مستحق عذاب ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ شیخ محقق مولنا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ شریف میں فرماتے ہیں "پیری نور الٰہی ست و تغییر نور الٰہی بظلمت مکروہ، و وعید در باب خضاب سیاہ شدید آمدہ" یعنی بالوں کی سپیدی، اللہ عزوجل کا نور ہے اور نور الٰہی کو ظلمت و سیاہی سے بدلنا مکروہ ہے اور اس باب میں سخت وعیدیں وارد ہیں۔ اسی میں ہے "خضاب بسواد حرام ست" سیاہ خضاب حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مرد کی خوشنودی مزاج اور اپنے شوہر کو خوش رکھنے کے لئے عورت کے لئے سر پر سیاہ خضاب جائز ہے۔ جیسا اور دوسرے بناؤ سنگھار۔ ہاں دوسروں کو دھوکا دینے یا اپنی عمر اوروں کی نگاہوں میں کم دکھانے کے لئے، حرام جیسے غیروں کے لئے نمائش و زینت عورت کے لئے حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ نمازی کو اختیار ہے چاہے تو فرض سے متصل دو سنت پڑھ کر یہ چاروں ادا کرے یا پہلے یہ پڑھے بعد کو دو۔ ہاں افضل یہ ہے کہ پچھلی دو سنت پڑھ کر یہ چاروں پڑھے (فتح القدیر) نیت میں قبل جمعہ کے لفظ ملائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

توبہ کرنے والے کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: بخدمت جناب محترم قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مؤذن مسجد، اگر مسجد میں بیٹھ کر جھوٹ بولے تو کیا اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی؟ جب کہ اس نے توبہ کر لی ہے۔ السائل حافظ محمد عاشق چشتی، زمان طرز کوٹری، سندھ

۷۸۶ الجواب: حدیث شریف میں ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ (گناہ کر کے اس سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے بے گناہ)۔ تو جب وہ توبہ کر چکا اور امید رکھنی چاہئے کہ اس کی توبہ قبول ہوگی تو اب اس کا کیا قصور رہا جس کے باعث نماز نہ ہو۔ نماز اب اس کے پیچھے درست ہوگی بشرطیکہ اور کوئی وجہ ممانعت نہ پائی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ر شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

عورتوں کے بال کاٹنا اور مردوں کی داڑھی مونڈنا۔ رکشہ والے کی اجرت طے کرنا

سوال: محترم مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ: ۱۔عورتوں کے بال کاٹ کر اور مردوں کے انگلش بال کاٹ کر اور داڑھی مونڈھ کر جو روزی حاصل کی جائے وہ حلال ہے یا حرام؟

۲۔رکشہ والا مسافر سے کرایہ لے کر روزی کمائے وہ بھی حلال ہے یا حرام؟

۳۔جن لوگوں کے ذریعہ آمدنی میں شک وشبہ ہو ان کے گھروں کا کھانا پینا اور دعوتوں میں شرکت کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط السائل محمد صدیق غوری، عیدگاہ کالونی لطیف آباد حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔عورتوں کے بال تراشنا اور انھیں آج کل کے فیشن میں لانا کہ لڑکیاں لڑکے لگنے لگیں یہ فعل خود بھی کریں تو ان کے لئے حرام اور باعث لعنت ہے اور ایسے کام میں جو شرعاً ممنوع و ناجائز ہیں مدد کرنا یہ بھی ممنوع و ناجائز ہے اور ذریعہ ناجائز ہو تو آمدنی ناجائز۔ یہ شریعت کا عام قانون ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (مائدہ:2) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔رکشے اور دوسری سواریوں والے مناسب اجرت طے کرلیں اور کسی مسافر کی مجبوری سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں، یہ جائز ہے اور اس جھک جھک سے بہت بہتر جو میٹر سے ادائیگی میں پیش آتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔اگر اس کی بیشتر کمائی، ذریعہ حرام ہے تو دعوت قبول نہ کی جائے۔ ورنہ جائز ہے اور محض شبہہ پر کوئی حکم شرعی، عوام کے لئے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

بلوغت کی عمر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: لڑکی کی بلوغت کی عمر شریعت کی رو سے کتنی ہے؟ بینوا توجروا

۷۸۶ **الجواب:** لڑکی کا بلوغ احتلام سے ہوتا ہے یا حمل سے یا حیض سے۔ ان تینوں میں سے جو بات بھی پائی جائے لڑکی بالغ قرار پائے گی اور ان میں سے کوئی بات بھی نہ پائی جائے تو جبتک پندرہ سال کی عمر نہ ہو جائے بالغ نہیں۔ اور کم سے کم لڑکی کا بلوغ نو سال کی عمر میں ہوگا۔ اس سے کم عمر ہے اور خود کو بالغ کہتی ہے تو معتبر نہیں۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲/ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

نامحرم اور اجنبی عورتوں سے میل جول

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: نامحرم اور اجنبی مردوں کے ساتھ عورت کا بات چیت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور ایسی عورت کو فاسقہ فاجرہ کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

۷۸۶ **الجواب:** نامحرم تو پھر نامحرم ہے، شریعت مطہرہ نے عورت کو اپنے محرم مردوں، بلکہ عورتوں کے پاس جانے کی اجازت بھی اس شرط پر دی کہ کسی امر غیر شرعی کا ارتکاب لازم نہ آئے۔ مثلاً ۱۔ وہاں کوئی ممنوع شرعی نہ ہو، ۲۔ بے پردگی نہ ہو، ۳۔ فاسقوں فاجروں کا مجمع نہ ہو، ۴۔ ناچ گانے کی محفل نہ ہو، ۵۔ نامحرموں کو دیکھنا دکھانا نہ ہو۔ تو جب محرموں کے یہاں کسی دینی یا

دنیاوی حاجت کے لئے جانا بھی ایسی شرائط سے مشروط ہے تو غیروں کے یہاں آنا جانا' نامحرموں سے ملنا ملانا' اور اجنبی مردوں سے بات چیت کرنا جب کہ ضرورت شرعیہ نہ ہو' ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ بلکہ نامحرموں سے ملنا جلنا' اگر چہ شوہر کی اجازت سے ہو تب بھی حرام و ناجائز ہے۔ اگر وہ اذن دے گا خود گنا ہگار ہوگا۔ تو ایسی عورت یقیناً حرام شرعیہ کی مرتکب اور بالیقین فاسقہ فاجرہ ہے۔ ایسی عورتوں سے شریف زادیوں کو بھی دور بھاگنا چاہئے۔ ہر مرد کے ساتھ ایک شیطان اور ہر عورت کے ساتھ دو۔ ایک آگے اور ایک پیچھے۔ تو آج ہلاکت میں نہ گری۔ کل یقیناً گرے گی۔ عورتوں اور اجنبی مردوں کا ساتھ' آگ اور بارود کا ساتھ ہے۔ خدا جانے کب بھڑک جائے اور عزت و ناموس کو تباہ و برباد اور خاکستر کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ / ذی قعد ۱۴۰۱ھ

عورت کا شوہر کے علاوہ کسی اور کے لئے بناؤ سنگھار کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شوہر کے علاوہ کسی اور مرد کے سامنے سرخی پاؤڈر لگا کر' میک اپ میں آنا جانا اور اپنے حسن و جمال کی نمائش کرنا شرعاً کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز؟ **بینوا توجروا**

۷۸۶ الجواب: قرآن پاک کا ارشاد ہے کہ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ (النور: 31)۔ یعنی عورتیں اپنا بناؤ' سنگھار' خواہ وہ جسم کا ہو یا متعلقات جسم لباس وغیرہ کا' کسی اجنبی پر ظاہر نہ ہونے دیں۔ اس کے تحت ہر وہ چیز آ جاتی ہے جو غیروں کے لئے شوق و رغبت کا باعث ہو مثلاً حسن صورت' خوش خرامی' لباس' خوشبو' پاؤڈر غازہ وغیرہ۔ کیوں کہ اس سے میلان طبع پیدا ہوتا ہے اور لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے' اسے نظر اٹھا کر تکتے ہیں اور یہ شرافت نسوانی کے خلاف ہے۔ اب عورتیں اپنا بناؤ سنگھار غیروں کے لئے کرتی ہیں یا غیروں کے سامنے ایسی حالت میں آتی ہیں کہ مردوں کی نگاہیں خواہ مخواہ ان کی طرف اٹھیں تو لعنت الٰہی کی مستحق ہیں۔ یہ مضمون احادیث کریمہ میں جابجا ارشاد فرمایا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ / ذی قعد ۱۴۰۱ھ

عورت کے لئے شرعی پردہ کی تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عورت کے لئے شرعاً پردہ کا کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم کی آیات کریمہ اور رسول اکرم ﷺ کی احادیث شریفہ کی رو سے' عورت' عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز۔ انھیں حکم ہے کہ اپنے گھروں میں رہیں۔ اجنبی مردوں کے سامنے آنا در کنار' اس کی آواز بھی غیروں کے کانوں میں نہ آنے پائے۔ مسلمان شریف عورتیں' اگر کسی مجبوری یا واقعی ضرورت کے ماتحت گھر سے نکلیں تو ان کا سارا جسم کسی چادر یا برقع سے سر سے پاؤں تک چھپا رہنا چاہئے۔ خدا اور رسول ﷺ کی ایسے فیشن پر لعنت' جو زمانہ جاہلیت کی طرح عورتوں کو نیم برہنہ' بے غیرت و بے حیا بنا دے۔ دنیا جانتی ہے کہ شریعت اسلامیہ نے عورت کو مقام احترام دیا۔ اسے محترم اور قابل احترام شخصیت بنایا اور اسے ہر محل ابتذال سے بچایا اور بدنگاہی و بدنظری سے بچانے کے لئے اسے پردہ شرعی میں بٹھایا۔

جوعورت احکام شریعت کا احترام نہیں کرتی اپنا گھر جہنم میں بناتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲رذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

نامحرموں سے ملنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شادی شدہ عورت اپنے والدین کے گھر میں تنہا ہونے کی صورت میں نامحرموں اور غیر محرموں سے ملتی ہے۔ شریعت مطہرہ کے نزدیک ان نامحرموں اور غیر مردوں کا آنا جانا جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا

۷۸۶ **الجواب:** عورت نازک شیشیاں ہیں اور جسے ان نازک شیشیوں کو صدمہ سے بچانا ہو تو راہ یہی ہے کہ شیشیاں بھی بے حاجت شرعیہ نہ ملنے پائیں کہ آپس میں مل کر بھی ٹھیس کھا جاتی ہیں۔ تو غیروں اور اجنبیوں سے خلط ملط خود حرام اور تنہا مکان میں ان کا اجتماع حرام درحرام ہے اور شرمناک سے شرمناک تر۔ مانا کہ وہ پارسا ہے مگر جان برادر کیا پارسائیں معصوم ہوتی ہیں۔ یا نیک وبد کسی کی پیشانی پر لکھا ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ عورت کا نامحرم اور اجنبی مردوں سے تنہا ملنا اگرچہ وہ خالہ پھوپھی چچا زاد ہو۔ ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲رذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

عورت کا ناجائز طریقہ سے گھومنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شادی شدہ عورت، اپنے شوہر کے یہاں چھ سال تک پردے میں رہی۔ پھر اچانک ہی ناجائز شرط منوانے کے لئے والدین کے یہاں چلی گئی۔ دو چار روز بعد پردہ بھی اٹھا دیا۔ اب ننگے سر اور کھلے منہ گھومتی پھرتی ہے۔ شریعت مطہرہ کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

حاجی محمد عمر برکاتی

۷۸۷ **الجواب:** اس دور پرفتن میں آزادی نسواں کے پردہ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب پر روشن ہے۔ عورتیں اپنے لئے جائز و ناجائز حقوق کا مطالبہ کرتی ہیں اور جب ناجائز مطالبات پورے نہیں ہوتے تو شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر شرعی پابندیاں اٹھا کر پھینک دیتی ہیں۔ نتیجتہ خانگی وازدواجی زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔ مسلمان عورت کو تو یہ دیکھنا چاہئے کہ خدا جل وعلا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کیا ذمہ داریاں عائد کی ہیں۔ بہر حال اپنی ناجائز خواہشات کی تکمیل نہ ہونے پر شوہر کے گھر سے عورت کا چلا جانا ہی کیا کم جرم ہے کہ پوری بے حیائی لادکر، بے پردہ، ننگے سر، کھلے منہ، گھومنا پھرنا، یہ یقیناً شوہر کو ایذاء پر ایذاء دینا ہے اور اسے اذیت پر اذیت پہنچانا ہے۔ ایسی عورت ناشزہ و نافرمان بھی ہے اور بحکم حدیث شریف مستحق لعنت بھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عورت بغیر اجازت شوہر کے گھر سے نہ جائے اگر ایسا کیا تو جبتک توبہ نہ کرے اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

عرض کی گئی اگرچہ شوہر ظالم ہو؟ فرمایا اگرچہ ظالم ہو۔ (ابوداؤد طیالسی وابن عساکر) تو جب ظالم شوہر کے گھر سے

بلا اجازت چلے جانے پر وہ لعنت کی مستحق ہے' خیال فرمائیں کہ بلا وجہ شرعی' شوہر کو چھوڑ دینا اور شتر بے مہار بن جانا' کس درجہ لعنت کا استحقاق رکھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی القعد ۱۴۰۱ھ

ناراضگی کا حکم اور میاں بیوی کے حقوق

سوال: بخدمت جناب قبلہ وکعبہ حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی گزارش ہے کہ چند سوال حاضر خدمت ہیں۔ ان کے جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

۱۔ جو شخص ناراضگی کو لمبا کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ۲۔ جو شخص ناراضگی ختم نہ کرے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ ۳۔ جو شخص کسی پر جھوٹا بہتان لگائے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ۴۔ جو شخص میاں بیوی کے درمیان منافرت پھیلائے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ۵۔ جو شخص ہمسایوں اور قریبی رشتہ داروں سے اچھا سلوک نہ کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ۶۔ جو بیوی اپنے خاوند کے حقوق پورے نہ کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ۷۔ جو بیوی اپنے خاوند کو اپنے پاؤں کے جوتے دکھائے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ۸۔ جو بیوی اپنے خاوند پر جھوٹا بہتان لگا کر اسے شرابی اور ظالم ثابت کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ۹۔ چور کی مدد کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟ ۱۰۔ دنیا کے نفع کی خاطر جو شخص اپنی لڑکی کو غیر آباد کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

السائل محمد اسحٰق نعیمی میلسی وہاڑی، مورخہ ۲۹/۴/۱۹۸۱ء

۸۶۷ **الجواب:** حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی کے لئے یہ حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔ تو جو اس کے خلاف کرے گا تو آپ ہی گنا ہگار ہوگا۔ ہاں اگر یہ خفگی' حکم شریعت کے مطابق ہے تو جب تک وجہ' ناراضگی باقی ہے' خفگی رہے گی۔ اس پر مواخذہ نہیں بلکہ اجر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ ۴۔ کسی پر تہمت لگانا، یا میاں بیوی میں ناچاقی بڑھانا' گناہ کبیرہ اور شیطانی فعل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ صلہ رحمی اور نیک سلوک سے عمر زیادہ ہوتی ہے اور رزق بڑھتا ہے۔ پڑوسیوں کے ساتھ بھی نیک سلوک کا حکم ہے اگرچہ وہ کافر ہوں۔ اور اس کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ کسی طرح ان کا دل نہ دکھایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ بیوی ہو یا شوہر۔ جو ان میں سے دوسرے کا حق ادا نہ کرے گا۔ خود گنا ہگار ہوگا ہے اور کل بروز قیامت اس کی بخشش اس وقت تک نہ ہوگی جب تک صاحب حق' اپنا حق معاف نہ کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۔ ۸۔ شوہر کو ناحق ایذا دینے والی' جہنم میں اپنا گھر بناتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۹۔ چور کا ساتھی چور۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰۔ لڑکی کو شوہر سے جدا کرنا' ناجائز وحرام ہے اور اس کا مرتکب سخت گنا ہگار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

خالہ کا مقام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری خالہ نے مجھے گود لے کر پالا ہے۔ گذشتہ دنوں ان کا انتقال ہو گیا۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی قبر پر جو کتبہ نصب کیا جائے اس پر میرا نام بھی شامل ہو جیسے قبر والدہ محمد انور ولد حاجی محمد اکبر۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا میں اس طرح سے کتبہ بنوا کر قبر پر لگا سکتا ہوں؟ جب کہ میری اصل والدہ حیات ہیں اور قرآن پاک میں بھی خدا فرماتا ہے اور تم اپنے لے پالکوں کو ان کے اصل باپوں کے نام سے پکارا کرو۔ کیوں کہ ان کی شناخت اصل باپ کے حوالوں سے ہوگی۔ اس صورت میں کیا میرا مذکورہ قبر پر اپنا نام لکھنا جائز ہوگا؟ گو کہ یہ کوئی خاص مسئلہ نہیں جس پر پریشان ہوا جائے۔ مگر میرے نزدیک یہ بڑا مسئلہ ہے۔ براہِ مہربانی اپنے علم کی روشنی میں ارشاد فرمائیں اور ہاں دعا میں انھیں کس طرح یاد کیا جائے؟ یعنی میں جو آیات کریمہ ان کے لئے پڑھتا ہوں وہ کس طرح ان تک پہنچاؤں؟ کیا اس طرح کہ ’’اس آیت کریمہ کا ثواب خصوصاً میری والدہ مرحومہ کلثوم کو پہنچے‘‘ یا اس طرح کہ ’’ان آیات کریمہ کا ثواب خصوصاً میری خالہ کلثوم کو پہنچے‘‘۔

السائل محمد انور، چھوٹکی گٹی حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: خالہ جب کہ سگی ہو تو وہ اپنے ادب واحترام اور تعظیم وتوقیر اور دوسرے احکام میں بالکل حقیقی ماں کی مانند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے اس کا شمار محرمات یعنی ان عورتوں میں فرمایا جو مرد پر حرام ہیں لیکن اس کے باوجود وہ بہت سے احکام میں ماں سے جدا۔ مثلاً ذوی الفروض وعصبات کے ہوتے یہ ایک دوسرے کے وارث نہیں۔ یا ان میں سے کوئی دوسرے کے حق میں وصیت کر جائے تو وہ ایک تہائی میں نافذ ہوگی حالانکہ وارث کے لئے وصیت معتبر نہیں۔ یو ہیں خالہ ماں کی جگہ ہے ماں نہیں۔ اور جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے اِنْ اُمَّھٰتُھُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَھُمْ (المجادلۃ: 2) ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے یہ پیدا ہیں۔ لہٰذا ان کی طرف اس طرح نسبت کو شہرت دینا۔ حکم قرآن کے خلاف ہے۔ جب کہ کتبہ لکھوانا بھی ضروری نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جس طرح آدمی کی ماں اور خالہ دونوں ہی اللہ کو پیاری ہو جائیں اور آدمی کرنا چاہے ان کے لئے ایصال ثواب۔ تو دونوں ہی کے ثواب کی نیت کرے گا۔ ماں کے لئے بھی اور خالہ کے لئے بھی اور دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی۔ اب ایسا ہی آپ کریں۔ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اپنی خالہ کو بھی ایصال ثواب کریں خالہ کہکر اور خالہ کی نیت سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۱ ھ

اولاد کو قیامت کے دن کس نام سے پکارا جائے گا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: قیامت کے دن اولاد کو ماں کے نام سے پکارا جائے گا؟ یا کہ باپ کے نام سے پکارا جائے گا؟ السائل۔ سید ابرارالدین، نریٹ کارپوریشن لمیٹڈ حالی روڈ حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: امام احمد اور ابوداؤد نے ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

قیامت کے دن تم کو تمہارے باپوں کے نام سے بلایا جائے گا لہٰذا اچھے نام رکھو۔ اور اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ روزِ قیامت' شان ستاری جلوہ فرمائے گی اور لوگ اپنی ماؤں کی طرف نسبت کرکے پکارے جائیں گے۔ (احکامِ شریعت ۲)۔ لہٰذا یہ کہا جائے گا بروز قیامت' بعض مقامات پر' اولاد کو باپ کی طرف نسبت کرکے بلایا جائے گا جہاں مقصود' اولاد کے نسب کی شہرت ہو اور بعض مقامات پر ماں کی طرف نسبت کرکے پکارا جائے گا۔ جہاں شان ستاری' ماں کے جرم کو' لوگوں سے چھپانا چاہے گی تاکہ وہاں کسی کے روبرو' ماں یا اس کی اولاد کی فضیحت و رسوائی نہ ہو۔ ہوسکتا ہے کہ یہ داخلہء جنت کے بعد ہو اور وہ میدان حشر میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رشعبان ۱۴۰۱ھ

بے ریش لڑکوں کے ہمراہ تفریح کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید ایک تنظیم کا سرپرست اور مسجد کا امام ہے۔ زید نے اپنی تنظیم کے ایک فرد بکر کو اس بناء پر خارج کردیا ہے کہ وہ چند ساتھیوں کے ساتھ کلری جھیل پر تفریح کی غرض سے گیا تھا۔ ان چند ساتھیوں میں کچھ بے ریش لڑکے بھی تھے۔

زید نے مسجد میں اپنی تنظیم کے تقریباً ۴۰ افراد پر مشتمل ایک اجتماع میں یہ کہا کہ بکر اس کی اجازت کے بغیر بے ریش لڑکوں کو ہمراہ لے کر کلری جھیل گیا تھا۔ لہٰذا تمام افراد اس کا قطعی بائیکاٹ کریں۔ یہاں تک کہ اس سے سلام و کلام بھی ترک کردیں۔ زید نے تمام حاضرین کو اس بات پر قسم کھلائی اور اللہ کو گواہ کیا اور اس بات کی وضاحت بھی کی کہ کوئی بھی شخص اپنے دل میں یہ بات نہ رکھے کہ وہ بکر سے ترک کلام نہیں کرے گا۔ ورنہ غلط بات پر اللہ کو گواہ کرنے والا شخص ایمان سے خارج ہوجاتا ہے۔ اس واقعہ کے چند روز بعد زید کے علم میں یہ بات آئی کہ ان ۴۰ افراد میں سے ایک شخص نے اپنے دل میں بکر سے ترک کلام نہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ زید نے اس شخص سے توبہ کروائی اور تجدید ایمان کے لئے اس سے کلمہ پڑھایا۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ

۱۔ زید کا بکر سے ترک کلام کرنا اور تقریباً ۴۰ افراد سے ترک کلام کروانا اور اس بات کو تین روز سے زائد تک جاری رکھنا کیسا ہے؟

۲۔ ایسی بات پر خدا کی گواہی میں قسم کھانا کیسا ہے؟

۳۔ زید کا بکر کے بارے میں یہ مشہور کرنا کہ وہ بے ریش لڑکوں کے ساتھ کلری جھیل گیا تھا اور لوگوں کے ذہن میں بلا دلیل شرعی یہ تاثر دینا کہ بس سے بکر عوام الناس میں ذلیل و رسوا ہوجائے۔ جب کہ بکر اور اس کے ساتھ جانے والے افراد اس الزام کی پرزور تردید کرتے ہوں۔ کیا حکم رکھتا ہے؟

۴۔ زید کا اپنے اس فیصلے کو حضور اقدس ﷺ کے اس واقعہ کی طرف نسبت کرنا کہ جنگ احد میں سرکار نے جب جہاد کا حکم دیا

تو چند صحابہ نے جہاد میں شامل ہونے میں تاخیر کی۔ جس کی بناء پر سرکار نے ان سے قطع تعلق کر لیا تھا اور زید کا اپنے اس فعل کو سنت رسول ﷺ کے عین مطابق کہنا کیا حکم رکھتا ہے؟

۵۔ زید کی امامت سے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا نماز اس کے پیچھے ہو جائے گی یا نہیں؟ نیاز مند محمد یوسف قادری

۷۸۶ الجواب: مذکورہ بالا امور اگر واقع کے مطابق ہیں تو زید نے اپنی ناشائستہ حرکت سے بڑا گناہ کمایا اور اپنا اجر گنوایا۔ اولاً اس نے دوسرے مسلمان بھائی کی طرف محض اپنے خیال کے بموجب، ایک قبیح فعل کی نسبت کی۔ ثانیاً محض بدگمانی اور قیاس آرائی سے کام لیا۔ ثالثاً اس نے ایک مسلمان بھائی کی عزت کو نشانہ بنایا۔ رابعاً اپنے اس فعل قبیح کو سنت نبوی ﷺ پر ڈھالا۔ زید صاحب خدارا مسلمانوں پر رحم کیجئے۔ انھیں منتشر نہ کیجئے۔ انھیں مسلمانوں سے متنفر نہ کیجئے اور ایک کو دوسرے جدا نہ کیجئے اور ان میں باہم بائیکاٹ کو رواج نہ دیجئے۔ ہاں غلطی ہو جائے تو تنبیہ کیجئے۔ بشرطیکہ شرعاً غلطی ہو۔ ہاں تنبیہ پر باز نہ آئیں تو پھر وہ کیجئے جو شریعت مطہرہ کہتی ہے۔ اور یہ تجدید ایمان کی بھی خوب رہی۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ حدیث شریف میں ہے یسروا ولا تعسروا۔ لوگوں کو آسانیاں دو اور مشقتوں میں نہ ڈالو اور زید آسانیوں سے نکال کر مشقتوں میں ڈال رہا ہے۔ زید کو چاہئے کہ محض خدا اور رسول ﷺ کے لئے صدق دل سے توبہ کرے اور آئندہ اس قسم کے اقدام سے پرہیز کرے۔ مولائے کریم ہم سب کو مذہب اہلسنت پر ثابت قدم رکھے۔ (آمین)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رشوال المکرم ۱۴۰۱ھ

انبیاء کے نام پر نام رکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: جہاں تک میرے علم میں ہے کوئی شخص اگر اپنا نام صرف محمد، یا علی، غوث، یا دستگیر رکھے تو صحیح اور جائز نہیں۔ اگر کوئی شخص بسوں کا مالک غوث اعظم بس، کالپی شریف بس، چکوال شریف بس، یا اسی طرح کوئی ہوٹل والا اپنے ہوٹل کا نام غوث اعظم ہوٹل، لجپال ہوٹل، بہاؤالدین زکریا ملتانی ہوٹل، یا گنج بخش بابا فرید ہوٹل یا مدینہ ہوٹل رکھے، تو کیا یہ نام رکھنا جائز ہے؟ یا از روئے شرع کچھ اس معاملہ میں قباحت ہے؟

السائل محمد محی الدین قادری، سہون شریف، ضلع دادو

۷۸۶ الجواب: احادیث کریمہ سے ثابت ہے کہ محبوبان خدا، انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والثنا و رضوان اللہ علیہم کے اسمائے طیبہ پر نام رکھنا مستحب ہے جب کہ ان کے مخصوصات سے نہ ہو۔ مثلاً محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد، کہ یہ الفاظ کریمہ حضور ہی پر صادق اور حضور ہی کو زیبا ہیں دوسروں کو یہ نام رکھنا جائز نہیں۔ یوہیں یٰسٓ وطٰہٰ نام رکھنا منع ہے۔ کیا عجب کہ ان کے معنی وہ ہوں جو غیر خدا اور رسول ﷺ پر صادق نہ آسکیں تو ان سے احتیاط و احتراز لازم۔ صرف محمد یا احمد نام رکھے جائیں یا اور اکابر ملت کے ناموں پر اولاد وغیرہ کے نام رکھے جائیں تو اس کا جائز ہونا بالکل بدیہی ہے۔ ہاں محبوبان خدا کے ناموں کی طرف لفظ غلام کی اضافت ہو مثلاً غلام محمد، غلام علی، غلام حسین، وغیرہ تو اور بھی اچھا ہے کہ مزید برکت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ہوٹلوں،

بسوں، مکانوں، دوکانوں وغیرہ کے نام بھی بزرگان دین کے ناموں پر حصول برکت کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ بظاہر اس میں کوئی حرج نظر نہیں آتا۔ ہاں ان ناموں کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہ بنائیں تو بہت بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

قرآن ہاتھ میں لے کر عہد کرنا

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، علماء حضرات کی کیا رائے ہے کہ

ایک شخص قرآن پاک کو ہاتھ میں لے کر عہد کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے کسی گناہ سے لیکن پھر وہی گناہ کرتا ہے اور پھر اسی طرح توبہ کرتا ہے اور یہ عمل وہ کئی بار دہرا چکا ہے۔ اب وہ شخص سچی توبہ اور کفارہ ادا کرنا چاہے تو وہ کس طرح یہ کفارہ ادا کرے؟ السائل محمد اسماعیل، گول بلڈنگ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** رحمت خداوندی پر بھروسہ کرے اور پھر توبہ شرعیہ کرے دل میں دھکر پھکر نہ ہو۔ جو کچھ ہو چکا اور کر چکا اس پر سچی ندامت اور آئندہ کے لئے اس فعل بد سے عزم بالجزم کہ قریب بھی نہ پھٹکے گا۔ یہی توبۃ النصوح ہے اور عند اللہ مقبول۔ (ایں درگہ مدرگہ ناامیدی نیست۔ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

حاملہ عورت بچہ کو دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟

سوال: بخدمت جناب خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

بعد سلام عرض یہ ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک مسئلہ درپیش ہے۔ براہ مہربانی قرآن و حدیث شریف کی رو سے اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ

زید اور بکر ایک موضوع پر بحث کر رہے تھے۔ بندہ بھی وہاں پر موجود تھا۔ زید کی بیوی حاملہ ہے اور پہلے بھی ایک بچہ جو کہ ایک سال کا ہے ابھی ماں کا دودھ پیتا ہے اور زید کی بیوی کا حمل پانچویں مہینے میں ہے اور پہلا بچہ جو ایک سال کا ہے، ماں کا دودھ پیتا ہے اور دودھ بھی اتر رہا ہے اور بچہ کو بھی موافق ہے۔ بچہ ماں کا دودھ پی سکتا ہے؟ شرع میں اس پر کوئی پابندی تو نہیں؟ جب کہ بکر یہ کہہ رہا تھا کہ پانچویں ماہ کا حمل ہو جائے تو بچے کا دودھ چھڑا دینا چاہئے۔ پانچویں ماہ کے بعد تک اگر عورت اپنے پہلے بچے کو دودھ پلاتی رہتی ہے گناہگار اور پانچویں یا چھٹے مہینے کا حمل ہو جائے تو عورت کے پاس بھی نہیں جانا چاہئے۔ اس مسئلہ کے بارے میں کسی کتاب کا حوالہ بھی دیجئے گا۔ فقط والسلام، محمد ایوب، کھوسکی

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔ پانچویں ماہ کا حمل ہو جائے تو پہلے بچہ کا دودھ چھڑا دینا چاہئے۔ اور

۲۔ پانچویں یا چھٹے ماہ کا حمل ہو جائے تو عورت کے پاس بھی نہ جانا چاہئے۔ ان دونوں امور کا تعلق احکام شرعیہ سے نہیں یعنی ان کا مرتکب شرعاً کسی امر خلاف شرع کا مرتکب نہیں۔ نہ وہ گناہگار ہے۔ ہاں اطباء اس سے منع کرتے ہیں اور تجربہ بھی اس کی

اجازت نہیں دیتا تو اس سے پرہیز بہتر ہے۔ گناہ کہنا درست نہیں ہے۔ جو گناہ بتائے وہ شرعی دلیل لائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ رذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

مردوں کا مہندی لگانا

سوال: بخدمت جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: اگر پاؤں میں مہندی لگائی جائے تو کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز؟ نماز پڑھانے والے پیش امام صاحب اگر مہندی لگائیں فقط پاؤں پر، تو کیا ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ لال رنگ والی مہندی جو پتے پیس کر بنائی جاتی ہے؟ فقط السائل، عبدالغفار، جامع مسجد عمرکوٹ، ضلع تھرپارکر

۷۸۶ **الجواب:** ہاتھ پاؤں میں مہندی رچانا عورتوں کے ساتھ خاص ہے اور مرد کا پاؤں میں مہندی لگانا ان عورتوں سے تشبہ اور ان جیسی عادتوں کو اختیار کرنا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو مرد ہو کر عورتوں سے مشابہت پیدا کریں۔ لہٰذا عوام الناس کو عموماً اور خواص مسلمین کو خصوصاً ایسی حرکتوں سے بچنا لازم۔ ایک آدھ مرتبہ ایسا کر لیا اور حکم شرعی سن کر اپنی اس حرکت سے امام باز آ گیا تو نماز میں کوئی مضائقہ نہیں اور اس کی عادت ڈالے تو بے شک اسے امامت سے معزول کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ رشعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

بہن یا بیٹی کا عرصہ تک نکاح نہ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر کسی شخص کے گھر میں اس کی بیٹی یا بہن جوان ہو۔ تو کہتے ہیں کہ جتنے اس بیٹی یا بہن کو حیض آئیں گے تو اس شخص کے ذمے اتنا بڑا گناہ ہوگا جیسے کسی کو قتل کر دیا ہو۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟ اور کہتے ہیں کہ وہ باپ یا بھائی جب تک کہ اس بیٹی یا بہن کا نکاح نہیں کرتے گناہگار ہیں۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے کہ وہ گناہگار ہوتے ہیں؟ فقط، عبدالعزیز آرائیں، ٹنڈوالہیار، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** جب لڑکا یا لڑکی بالغ ہو جائے تو اس کے ماں باپ پر کیا ذمہ داریاں شرعاً لازم ہیں اس بارے میں ایک حدیث میں ہے عن ابی سعید و ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال رسول اللہ ﷺ من ولد له ولد فليحسن اسمه وادبه فاذا بلغ فليزوجه الخ (بیہقی)۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے لڑکا پیدا ہوا اس پر تین فرض ہیں ا۔ اچھا نام رکھے، ۲۔ علم جو دین و دنیا میں مفید ہو سکھائے، ۳۔ جب بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کرے اور اگر لڑکا بالغ ہو گیا اور اس کا نکاح نہ کیا اور اس لڑکے سے بدکاری ہو گئی تو لڑکے کی بدکاری کا گناہ اس کے باپ پر ہوگا۔

فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ توریت میں لکھا ہے کہ جس لڑکی کی عمر بارہ سال کی ہو جائے اور اس کے ماں باپ اس کی شادی نہ کریں تو اب اگر اس لڑکی سے کوئی گناہ ہوگا تو اس کے ذمہ دار اس کے ماں باپ ہوں گے۔ (بیہقی) غور کیجئے

کس قدر ذمہ داری کی چیز ہے مگر ہم ہیں کہ پرواہ ہی نہیں کرتے۔ روزمرہ کے واقعات شاہد کہ لڑکی کی زیادہ عمر کرنی ہر لحاظ سے نقصان دہ ہے۔ جب لڑکی بالغ ہوگئی گھر بٹھانے کی ضرورت نہیں، مناسب رشتہ ملنے پر نکاح کر دینا چاہئے ورنہ بہت سے فتنوں کا ڈر ہے۔ بس دیندار با اخلاق لڑکا تلاش کر کے فوراً اس فرض سے سبکدوش ہو جانا چاہئے۔

باقی باتیں سوال میں لغو ہیں شرعاً ان کی اصل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ

سگریٹ کی شرعی حیثیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: تمباکو نوشی کرنا شرعی حیثیت سے کیسا ہے؟ نیز سگریٹ نوشی کرنا کیسا ہے؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ نیز حنفی علماء اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

ذاکر حسین، لطیف آباد حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: تمباکو کا استعمال جیسا کہ عام طور پر سگریٹ بیڑی نوشی کی صورت میں' اور خاص طور پر حقہ نوشی کی صورت یا پان کے ذریعے مروج ہے۔ حق یہ ہے کہ شرعاً جائز ومُباح ہے۔ جس کی ممانعت پر شرع مطہرہ سے کوئی دلیل نہیں۔ تو اسے ممنوع وناجائز کہنا' بے خبری پر' یا بعض خاص افراد واشخاص اور حالات کی نظر پر مبنی ہے اور اسے حرام یا مکروہ تحریمی کہنا' شرع پر جرأت وتہمت ہے۔ زیادہ سے زیادہ اسے مکروہ تنزیہی کہا جا سکتا ہے یعنی جو نہیں پیتے اچھا کرتے ہیں اور جو پیتے ہیں برا نہیں کرتے۔ البتہ اگر اس کی بو منہ میں ایسی بس جائے کہ دوسروں کو اس سے اذیت پہنچے تو ایسے تمباکو کا استعمال بے شک ناجائز وممنوع ہے اور جب تک منہ میں ایسی اذیت دِہ بدبو باقی رہے گی مسجد جانے کی اسے اجازت نہیں کہ اس کی بو سے نمازیوں اور فرشتوں کو تکلیف ہوگی۔ جیسا کہ کچا لہسن پیاز کھانا کہ بلاشبہہ حلال ہے اور کھا کر جب تک بو زائل نہ ہو مسجد میں جانا ممنوع۔ یو ہیں اگر اس کا استعمال ایسی بے احتیاطی ولا پرواہی سے ہو کہ حواس ودماغ میں فتور لائے یا نشہ پیدا کرے تو پھر اس کا استعمال ممنوع وناجائز ہے اور حقہ نوشی کے سلسلہ میں جو ایک آدھ حدیث لوگ بیان کر جاتے ہیں وہ محض ان کی من گڑھت ہے۔ حدیث نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹؍ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

بے پردہ پھرنے والی عورتوں کے سربراہ دیوث ہیں یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: جو عورتیں ننگے سر' سینہ کھلا' گلا کھلا، سرعام، اسلامی شعائر کا مذاق اڑا رہی ہیں' برقعہ تو درکنار' دوپٹہ اور چادر بھی ترک کر دی' تو ایسی عورتوں کے خاوند' باپ بیٹے اور بھائیوں کے لئے شرع مطہرہ نے کیا حکم لگایا ہے؟ کیا یہ لوگ دیوث کہلانے کے مستحق نہیں ہیں؟ کہ جو جنت کی خوشبو تک بھی نہ جائے گا' جب کہ جنت کی خوشبو ستر ہزار میل تک محسوس ہوگی۔ اس سوال کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں دقیق اور طویل عطا فرمائیں تاکہ علماء حق سچ بات

عوام تک پہنچا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔

السائل سگ دربار غوث ورضا، محمد یوسف عازم القادری، نیشنل سیمنٹ فیکٹری۔ قطر، عربین گلف، ۱۰ ؍ جولائی ۱۹۸۲ء

۷۸۶ **الجواب:** مشرق خواہ مغرب، عرب ممالک خواہ عجم ممالک میں، آزادی نسواں کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے فحاشی ہے، عریانی ہے، برہنگی ہے، گناہ ہے اور حرام شدید، کہ اس میں خدا اور رسول کے احکام کی صریح مخالفت بھی ہے اور مردوں کے ساتھ بہت امور میں مشابہت بھی اور مرد کو عورت، عورت کو مرد سے، کسی لباس، وضع قطع اور چال ڈھال میں بھی تشبہ حرام ہے۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ عورت کو موئے سر اور مرد کو داڑھی کا قطع حرام ہے کہ اس میں ایک دوسرے کا تشبہ ہے۔ (درمختار ردالمحتار) حضور پرنور سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء المتشبھات من النساء بالرجال۔ اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی روش اپنائیں۔ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) اور ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ نے لعنت فرمائی اس مرد پر کہ عورت کا پہناوا پہنے اور اس عورت پر جو مردوں کا سا لباس پہنے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک عورت، مردانہ جوتا پہنتی ہے۔ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے ''مردانی عورتوں'' پر لعنت فرمائی اور ظاہر ہے کہ عورتیں یہ جو کچھ کر رہی ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی تقلید اور ان کے تشبہ میں کر رہی ہے اور رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ذلت وخواری رکھی گئی اس پر، جو میرے حکم کے خلاف کرے، اور جو کسی قوم سے تشبہ کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ (بخاری، احمد، طبرانی) یعنی جو کافروں یہودیوں نصرانیوں سے لباس وغیرہ میں مشابہت کرے وہ انہیں کافروں میں سے ہے۔ قیامت کے روز اس کا حشر، انھیں کے ساتھ ہوگا۔ غرض مسلمان عورتوں کا ایسی وضع قطع، راہ وروش اختیار کرنا جو یہودیوں نصرانیوں ملحدوں دہریوں اور مجوسیوں کا شعار ہے، ان سے تشبہ ہے اور یہ حرام۔ پھر حیرت بالائے حیرت ان مردوں پر، جنھیں دن کے اجالے میں بھی یہ نہیں سوجھتا کہ اس ''آزادیٔ نسواں'' کے پردہ میں دن دہاڑے مسلمان عورتوں کی عزت وآبرو اور ناموس پامال ہو رہی ہے۔ معاشرہ تباہ ہو رہا ہے اور اس تباہی میں، قصوروار صرف وہ عورتیں ہی نہیں جو ان بلاؤں کا شکار اور ان ناگفتنی وناکردنی حرکات میں گرفتار ہیں کہ وہ تو ہیں ہی ناقصات العقل والدین، قابل ملامت تو ان مردوں کی عقلیں ہیں جن کی آنکھیں اس خیالی روشنی، یا روشن خیالی کی ظاہری چمک دمک سے چوندھیا کر رہ گئی ہیں اور انہیں دن کی روشنی میں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ (النور: 19)۔ یقیناً جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں مردوں عورتوں میں بے حیائی اور فحش باتوں کا چرچا ہے ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ آیت کے عموم میں وہ سب لوگ بھی آ جاتے ہیں جو عورتوں یا مردوں کو اخلاقی پستیوں میں گرتا دیکھیں اور انہیں گرنے سے نہ روکیں۔ روکنا درکنار، آزادی نسواں اور مردوں سے مساوات اور ان کے شانہ بشانہ رہنے اور زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں سے برابری کا فسوں پھونک کر انھیں اور زیادہ پستیوں میں دھکیل رہے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو حدیث میں دیوث کہا گیا ہے اور دیوث کو جہنم کی سزائیں بھگتنے کا مستحق

بھی ٹھہرایا گیا۔ مولائے کریم اپنی پناہ میں رکھے۔ (آمین)۔ رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں لا یدخل الجنة دیوث۔ دیوث جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک اور جگہ فرمایا لا یجد ریح الجنة دیوث۔ دیوث بہشت کی بو نہیں سونگھے گا۔ قیل یارسول اللہ ﷺ وما الدیوث عرض کی گیا یا رسول اللہ ﷺ دیوث کسے کہتے ہیں؟ قال آپ ﷺ نے فرمایا الذی تزنی امراتہ وھو یعلم بھا وہ جس کی عورت حرام کاری میں مبتلا ہو اور اس کو معلوم ہو۔ یعنی علم و واقفیت کے باوجود وہ اس کا تدارک نہ کرے۔ اور یقیناً وہ سب مرد بھی اس میں داخل ہیں جن کی عورتیں، بہنیں، بیٹیاں، بیویاں آزادانہ پھرتی پھراتی، اور بیباکانہ مردوں کے دوش بدوش مخلوط مجلسوں میں، بازاروں میں، میلوں میں، گلیوں میں، آتی جاتی ہیں اور یہ باوجود قدرت اس کی بندش نہیں کرتے۔ اللہ عزوجل توفیق خیر بخشے۔ (آمین)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۷ر رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

مونچھوں کی مقدار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مونچھیں کتنی بڑی ہونی چاہئیں؟ اور یہ کہ مونچھ رکھنا کب سے ہے؟ اور اس کی مقدار از روئے شرع شریف کیا ہے؟ کیوں کہ بعض لوگ لمبی لمبی مونچھیں رکھتے ہیں جو کہ کھانے پینے کی اشیاء میں داخل ہوتی ہیں۔ مونچھوں کے بارے میں تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ تاکہ لوگ غلط فہمی کا شکار نہ ہو سکیں۔ شکریہ۔ فقط والسلام حاجی شبراتی شاہ، اورنگی ٹاؤن، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** احادیث صحیحہ میں اس باب میں جو الفاظ وارد ہیں ان میں کہیں یہ ارشاد ہے کہ مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ کہیں یہ ارشاد فرمایا کہ مونچھیں مٹاؤ، داڑھیاں بڑھاؤ اور کہیں یہ ارشاد مبارک ہے کہ مونچھیں کترو اور داڑھیاں بڑھنے دو۔ آتش پرستوں کا خلاف کرو۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مونچھوں کو کم کرنا سنت ہے۔ کتنا کم کرنا سنت ہے؟ اس باب میں فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ کم از کم اتنی کم کرے کہ ابرو کی مثل ہو جائیں۔ یعنی اتنی کم ہوں کہ اوپر والے ہونٹ کے بالائی حصے سے نہ لٹکیں۔ اس سے زیادہ آدمی پست کرے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ ایک روایت میں مٹانا یعنی منڈانا آیا ہے۔ (درمختار ردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۴ر ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

مصافحہ کی فضیلت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسائل میں کہ

۱۔ روزنامہ جنگ جمعہ ایڈیشن میں آپ کے مسائل اور ان کا حل میں مولوی لدھیانوی نے ایک مسئلے کے جواب میں یہ تحریر کیا کہ نماز پنجگانہ کے بعد آج کل جو مساجد میں لوگ ایک دوسرے سے ہاتھ ملاتے ہیں یہ بدعت ہے۔ آپ سے معلوم کرنا ہے کہ آیا یہ ہاتھ ملانا صحیح ہے یا نہیں؟ براہ کرم کسی مستند حوالے سے تحریر فرمائیں۔

۲۔نفل نماز جماعت سے ادا کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ السائل، محمد خلیل احمد، لطیف آباد ۱۲، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مصافحہ کرنا سنت ہے اور اس کا ثبوت تواتر سے ہے۔ احادیث میں اس کی بڑی فضیلت ہے۔ ایک حدیث میں یہ ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو حرکت دی اس کے تمام گناہ گر جائیں گے۔ یعنی صغیرہ گناہ جب کہ کسی کے دل میں دوسرے کے لئے عداوت و کینہ نہ ہو جیسا کہ دوسری احادیث میں ہے اور مطلقاً مصافحہ کا جواب یہ بتایا جاتا ہے کہ نماز عصر و فجر کے بعد' جو اکثر جگہ مصافحہ کرنے کا رواج ہے (بلکہ سنی مسلمانوں کی عادات واطوار میں شمار ہوتا ہے) یہ بھی جائز ہے اور بعض کتابوں میں جو اس کو بدعت کہا گیا اس سے مراد بدعتِ حسنہ ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۱۶ بحوالہ درمختار ردالمحتار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔نفل نماز کے لئے جب کہ باقاعدہ اہتمام کیا جائے تو مکروہ ہے اور اتفاقاً کر لی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵/رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

حشرات الارض سے دوا بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ: علاج کے لئے اگر کوئی جانور مثلاً مکوڑا یا چوہا یا چیونٹی وغیرہ مار کر اس سے دوائی بنائی جائے تو ان جانوروں کا مارنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسی دوائی کا استعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ایسی دوائی کا کھانا ناجائز ہے تو زخم پر بطور مرہم استعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ فقط والسلام رضا محمد عباسی، مسجد مصری شاہ

۷۸۷ الجواب: حشرات الارض جیسے چوہا' چھپکلی' مچھر' پسو' کھٹمل' مکھی' مینڈک وغیرہ سب حرام ہیں اور حرام چیزوں کو دوا کے طور پر استعمال کرنا' ناجائز و حرام ہے کہ حدیث میں ارشاد فرمایا جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے شفاء نہیں رکھی ہے۔ تو کھانے کیلئے ان کا استعمال یقیناً حرام۔ اب رہا خارجی استعمال تو ہرگز یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ اس سے مرض زائل ہو ہی جائے گا۔ نیز یہ کہ اس کے علاوہ کوئی اور حلال دوا میسر نہیں۔ تو محض گمان کے پیچھے لگ کر ان کی جان لینا' کس طرح درست قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہاں ویسا یقین تو نہیں ہو سکتا جیسے بھوکے کو حرام لقمہ کھانے سے' یا پیاسے کو شراب پینے سے' جان بچ جانے میں ہوتا ہے۔ (درمختار ردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴/ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

جمعہ کا وقت مقرر کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔کیا مسجد کمیٹی بنانے کے لئے جمعہ کی نماز مقررہ وقت سے قصداً دیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔اگر کہا جائے کہ نماز وقت پر ادا کر لیں اور کمیٹی بعد میں بنا لیں۔ اس پر جواب ملے کہ اتنی جلدی ہے تو اکیلے اپنی نماز ادا کر لیں۔ کیا جمعہ کی نماز اکیلے ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

۳۔ مسئلہ معلوم کیا کہ جمعہ کی نماز اکیلے ہو سکتی ہے؟ جواب ملتا ہے کہ بکواس بند کرو۔ اتنی جلدی ہے تو کسی اور مسجد میں چلے جاؤ۔ ایسے لوگوں کے لئے جو یہ جواب دیں شریعت میں کیا حکم دیا گیا ہے؟

۴۔ نئی کمیٹی کے صدر سے بعد نماز معلوم کیا گیا کہ مسجد میں ہر مسلمان آ سکتا ہے یا نہیں؟ اس شخص سے جواب طلب کریں کہ ایسے الفاظ کیوں ادا کئے۔ نئے صدر صاحب جواب دیتے ہیں کہ یہ بھی مسجد ہی کا کام تھا۔ نماز بھی قضا کر سکتے ہیں۔ کیا کمیٹی بنانے کے لئے نماز قضا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ فقط، ظفر علی، رشی گھاٹ روڈ' نزد مدینہ مسجد' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** یہ محض زبانی ہیر پھیر ہے۔ ہر فریق اپنی ہی بات کو اونچا رکھنا چاہتا ہے۔ مسجد کمیٹی بنانے کے لئے اگر چار چھ منٹ کی تاخیر ہو جائے تو نمازی برداشت کر لیں آخر دنیاوی کاروبار میں گھنٹوں انتظار کرتے ہی ہیں اور جب یہ تاخیر نمازیوں پر گراں گزرے تو انتظامیہ کی تشکیل مؤخر کر دی جائے۔ اسی وقت تشکیل دینا لازم وضروری تو نہیں۔ مسلمان کے قلب میں دوسرے مسلمان بھائی کی جانب سے وسعت ہونی چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ر صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

چین کی گھڑی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: آج کل جو گھڑیاں ہاتھ کی کلائی پر باندھنے کا عام رواج ہے۔ اس میں زنجیر ہوتی ہے جو زیور سے مشابہ ہوتی ہے اور کوئی گھڑی اور زنجیر تو سنہری ہونے کے باعث بالکل سونے کا زیور معلوم ہوتی ہے۔ کیا ان گھڑیوں کو پہن کر نماز پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے؟ براہ مہربانی فقہ حنفی کی روشنی میں مرحمت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط جمشید علی، سرفراز کالونی' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** شریعت مطہرہ کا قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ زنجیر' زیور کے حکم میں ہے جس کا استعمال مرد کو ناجائز ہے۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ سونے چاندی کے بٹن کرتے یا اچکن میں لگانا' جائز ہے۔ جس طرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے۔ (درمختار) یعنی بٹن جب کہ بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے۔ (بہار شریعت) اور سونے چاندی کی زنجیر گھڑی میں لگا کر اس کو گلے میں پہننا یا کاج میں لٹکانا۔ یا کلائی پر باندھنا بھی منع ہے۔ (ردالمحتار) بلکہ دوسری دھات مثلاً تانبا پیتل لوہے وغیرہ کی چینوں کا بھی یہی حکم ہے کیوں کہ ان دھاتوں کا پہننا بھی ناجائز ہے اور اگر ان چیزوں کو لٹکایا نہیں اور نہ کلائی پر باندھا بلکہ جیب میں پڑی رہتی ہیں تو ناجائز نہیں کہ ان کے پہننے کی ممانعت ہے جیب میں رکھنا منع نہیں۔ (بہار شریعت) اور یہ تاویل یہاں نہ سنی جائے گی کہ نماز کے وقت اتار تو لیتے ہیں لہٰذا یہ جائز ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ ان دھاتوں کا استعمال نماز میں بھی حرام و ناجائز ہے اور غیر نماز کی حالت میں بھی ممنوع اور جیب میں ڈالے رہنا' استعمال نہیں اور جن علماء نے اس کا استعمال ہر حال میں جائز قرار دیا ہے ان کے دلائل' صدر درجہ ضعیف اور ناقابل قبول ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ر ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

معانقہ کا ثبوت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: لوگ عیدین یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں آپس میں ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔ تو آیا! یہ کوئی شرعی مسئلہ ہے؟ یا محض ایک رسم ہے جو پڑ گئی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا آپس میں ایک دوسرے سے عیدین میں گلے ملنا ثابت ہے یا نہیں؟ اور مشکوٰۃ میں ایسی احادیث آئی ہیں جن میں یہ ثابت ہوتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے گلے ملتے ہیں۔ مثال کے طور ایک حدیث نقل کرتا ہوں۔ یہ حدیث مشکوٰۃ میں باب مصافحہ اور معانقہ میں مذکور ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ زید بن حارث مدینے میں آئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میرے گھر تشریف فرما تھے۔ انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف تہبند باندھے برہنہ جسم چادر کو کھینچتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ قسم ہے خدا کی میں نے کبھی اس سے پہلے نہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوش محبت سے زید کو گلے لگا لیا اور بوسہ دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گلے لگانا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ تو پھر عیدین میں کس طرح ناجائز ہو سکتا ہے؟

فقط السائل، محمد اسلم آرائیں، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ الجواب: اصل معانقہ کا جواز احادیث سے ثابت ہے تو کسی وقت بھی کیا جائے جائز ہے جبتک شرع مطہر سے ممانعت ثابت نہ ہو اور بعد نماز عیدین مسلمانوں میں معانقہ کا رواج ہے اور یہ بھی اظہار خوشی کا ایک طریقہ ہے تو یہ معانقہ بھی جائز ہے جب کہ محل فتنہ نہ ہو مثلاً امرد' نوجوان لڑکے' جن کی داڑھی نمودار نہیں ہوئی جب کہ وہ خوبرو خوبصورت ہوں' ان سے معانقہ کرنا محل فتنہ ہے لہٰذا بالخصوص حالات میں ممنوع رہے گا ورنہ جائز و مستحب ہے اور باعث ثواب۔ دراصل معانقہ بھی مصافحہ کی طرح امورِ معاشرت سے ایک امر ہے جس سے مقصودِ شرع' باہم مسلمانوں میں الفت وانسیت کا بڑھانا اور ملتے وقت انس ومحبت کا اظہار ہے جو یقیناً مطلوب شرع ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں لکھا کہ مصافحہ معانقہ وغیرہ امور' عرف وعادتِ' قوم پر مبنی ہوتے ہیں۔ جو امر جس طرح جس قوم میں رائج' اور ان کے نزدیک الفت وموانست اور اس کی زیادت پر دلیل ہو وہ عین مقصود شرع ہوگا جبتک بالخصوص ان میں کوئی نہی وارد نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ربیع الاول ۱۴۰۳ ھ

ولیمہ اور عقیقہ ساتھ ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ولیمہ کے ساتھ عقیقہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔ شکریہ

فقط والسلام، محمد ناصر خان، لیاقت کالونی' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ولیمہ وعقیقہ میں کوئی منافات نہیں کہ یک جا نہ ہو سکیں۔ دونوں ہی شکرانے کے موقع ہیں۔ لہٰذا ولیمہ کے موقع پر اگر عقیقہ کر دیا جائے کہ عقیقہ کا گوشت' دعوت ولیمہ میں کام آئے تو یہ کوئی گناہ ومواخذہ کی بات نہیں۔ ہاں جو فراخ

دست ہیں وہ کنجوسی کو کام میں نہ لائیں اور بہر حال گناہ ان پر بھی نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

اسماء الٰہیہ کی بے حرمتی

سوال: جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ

فیصل آباد کی ایک ٹافی فیکٹری بنام (عظیم پروڈکٹس فیصل آباد) نے ایک چھالیہ نکالی ہے اور چھالیہ خریدنے والے ہر بچہ کو چھالیہ کے ساتھ ایک اسٹیکر مفت دیا جاتا ہے جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے اور بچے تھوڑی دیر اسٹیکر سے کھیل کر اسے یا تو سڑک پر پھینک دیتے ہیں یا پھر کسی کوڑے کے ڈبے میں ڈال دیتے ہیں۔ اس طرح کلمہ طیبہ کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ ایک مسلمان ہونے کی وجہ سے مجھے بہت دکھ ہوا کہ اپنے کاروبار کو چمکانے کے لئے لوگ اللہ کے نام کی بے حرمتی ہونے کے عذاب سے بھی نہیں ڈرتے اور آپ عالم دین ہیں ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں لہٰذا آپ توجہ فرمائیں۔ اللہ آپ کو اجر عظیم دے گا۔

فقط عثمان علی بن عبد الستار

۷۸۶ **الجواب:** مکرمی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ عزوجل ہمیں، آپ کو توفیق خیر عطا فرمائے۔ خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی تو بڑے مقدس، مطہر، منور، مبارک، ہیں۔ شریعت مطہرہ کا تو حکم ہے کہ صرف حروف تہجی کی بھی تعظیم کی جائے تو صرف حروف قرآن و حدیث نہیں الف با تا ثا وغیرہ حروف کی بھی تعظیم لازم ہے خود کتاب میں ہوں یا اخبار ورسائل میں۔ اب آپ دیکھ لیجئے کہ ہم لوگ اردو اخبار ورسائل کا کیا حال کرتے ہیں۔ مال تجارت ان میں باندھیں، پڑیاں ان کی بنا کر سودا سلف ان میں بیچیں، دسترخوان کی جگہ انھیں بچھایا، رومال تولیہ کی طرح استعمال میں انھیں لائیں، ہاتھ پاؤں پونچھ کر نالی میں انھیں بہائیں بلکہ بعض ناخدا ترسوں کو دیکھا کہ اپنے کپڑوں کو غبار سے بچانے کی خاطر انھیں سرین کے نیچے رکھ کر بیٹھنے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔ لاکھ کہئے لاکھ سمجھایئے مگر کون سنتا ہے؟ بہر حال پہلا کام یہ کریں کہ خود ٹافی فیکٹری کو اس طرف توجہ دلائیں اور پھر کسی کا نام لئے بغیر اخبارات میں یہ مضمون بھیج کر انھیں اس طرف توجہ دلائیں کہ وہ اس پر عام مضمون لکھیں اور لوگوں کو گناہ سے بچائیں۔ مولائے کریم ہم مسلمانوں کو امن وامان وسلامتی ایمان سے نوازے۔ (آمین)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رذی تعدہ ۱۴۰۳ھ

جس سے نکاح کرنا ہو کیا اس کو دیکھنا جائز ہے؟

سوال: حضرت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی عرض یہ ہے کہ

میں نے ایک کام کے لئے استخارہ کیا تھا۔ جواب اثبات میں ملا۔ کام یہ ہے کہ مجھے ایک لڑکی سے محبت ہوگئی ہے۔ میں اپنے اور اس کے والدین کے علم میں لا کر اس سے ملنا چاہتا ہوں۔ خیال رہے کہ میرا نفس میرے کنٹرول میں ہے۔ شاید آپ سمجھیں کہ میں نفس کے تحت ایسا کہہ رہا ہوں۔ اس لئے آپ صرف اس بات کا جواب دیں کہ اگر میرا نفس میرے کنٹرول

میں ہوتو اس سے مل سکتا ہوں یا نہیں؟ اس بات کا ثبوت کہ میرا نفس میرے کنٹرول میں ہے یا نہیں؟ میں اپنے والدین کو دے دوں گا۔ فقط وسیم احمد، میرپور خاص

۷۸۶ **الجواب:** ساری خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں اور بندوں میں خوبیاں پیدا کرنا ان سے برائیاں ناپید کرنا اسی کے دست قدرت میں ہے بہر حال اگر آپ کا ارادہ اس لڑکی سے شادی کرنے کا ہے تو ضرورت کی بناء پر اسے دیکھنا جائز ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے جس سے نکاح کرنا چاہتے ہو اس کو دیکھ لو کہ یہ بقائے محبت کا ذریعہ ہوگا مگر دیکھنے میں نیت، حدیث پر عمل کرنا ہو۔ (درمختار وغیرہ) اور ملنے سے مراد اگر اس سے بالمشافہ رو برو گفتگو کرنا ہے اور تنہائی میں کچھ عہد و پیمان جیسی باتوں کو درمیان میں لانا ہے تو تنہائی کی اجازت نہیں۔ آدمی کو لاکھ اپنے اوپر قابو مگر حدیث شریف فرمایا گیا کہ "جب مرد عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے"۔ (ترمذی) اور شیاطین کے مکر سے اللہ پناہ میں رکھے۔ کون دعویٰ پارسائی کرسکتا ہے؟ لہٰذا اور لوگوں کی موجودگی میں اگر ایک آدھ بات کر لی جائے اور وہ لوگ اس کے یا اس کے محارم میں سے ہوں تو نظر میں بہ حال زمانہ کوئی مضائقہ نہ ہونا چاہئے مگر احتیاط! احتیاط! احتیاط! کہ جو بات اس میں ہے وہ اُس میں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

گناہ کو چھپانا چاہئے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر کسی شخص سے کوئی گناہ ہو جائے اور دوسرا شخص اس گناہ کو دیکھ لے اور اس گناہ کی اطلاع دوسرے اشخاص کو دے دے اور جس شخص نے یہ گناہ کیا ہے وہ اپنی عزت بچانے کے لئے جب کوئی دوسرے حضرات اس شخص سے قسم کھلوائیں اور وہ جھوٹی قسم کھا جائے یا قرآن کریم اٹھا لے حالانکہ گناہ کرنے والا یہ جانتا ہے کہ میں نے یہ گناہ کیا ہے اور اس نے اپنی عزت بچانے کے لئے قرآن اٹھایا یا جھوٹی قسم کھائی تو اس صورت میں قسم کا کیا کفارہ لازم آتا ہے؟ جس سے اس کا گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے اور قسم کن الفاظ سے ہوتی ہے؟ اور کن الفاظ سے قسم نہیں ہوتی؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔ فقط السائل نور محمد، ٹنڈوالہیار

۷۸۷ **الجواب:** جو گناہ آدمی چھپ کر کر رہا ہے اس پر اگر کوئی مطلع ہو بھی جائے تو اس پر لازم کہ ادھر سے اپنی توجہ ہٹا لے۔ دل میں اسے باقی ہی نہ رکھے حدیث میں ہے کہ دوسروں کی پردہ پوشی کرو تاکہ تمہارے گناہوں پر بھی کل بروز قیامت پردہ ڈالا جائے۔ غرض اس کے عیب پر مطلع ہو کر اس کا تذکرہ کرنا ہرگز ہرگز شرع کو پسند نہیں جب کہ وہ چھپ کر کرتا ہے اور بہر حال جب کسی شخص نے جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی خواہ اس کی وجہ کچھ ہی کیوں نہ ہو تو اس نے برا اور بہت برا کیا۔ سخت گناہ گار ہوا تو اس پر فرض ہے کہ توبہ استغفار کرے اور سچے دل سے اپنے رب کی بارگاہ میں نادم ہو کر آئندہ کے لئے قطعی ارادہ کر لے کہ ہرگز ایسا نہ کرے گا۔ کفارہ اگرچہ اس پر لازم نہیں لیکن اگر رضا کے لئے خیر خیرات کر دے یہی اس کے حق میں بہتر ہے۔ (درمختار

وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ر جمادی الاولی ۱۴۰۳ھ

ایصال ثواب کی حقیقت۔ طلاق کب دے؟

سوال: حضرت مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ

۱۔ میت کو دفنانے کے بعد تیسرے روز سوئم کی فاتحہ کرتے ہیں۔ چنے وغیرہ پڑھتے ہیں اس کے متعلق کتاب وسنت کی روشنی میں جواب ارسال فرمائیں۔

۲۔ چالیس دن کے بعد چالیسویں کی فاتحہ مروج ہے شرعی لحاظ سے اس کا کیا جواز ہے؟

۳۔ طلاق دینے کے سلسلے میں ازروئے شریعت کہاں تک اجازت ہے؟ نیازمند، نصیر احمد ولد تراب علی

۷۸۶ **الجواب:** مذہب اہلسنّت و جماعت میں زندوں کے ایصالِ ثواب سے مُردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کتب فقہ وعقائد کی روشنی میں اس کی تصریح موجود ہے۔ میت کے انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر وخیرات کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ اب رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا دوسرے روز سوئم' چالیس یا کم وبیش دن گزر جانے پر چہلم وغیرہ تو یہ تخصیصات نہ تو شرعی تخصیصات ہیں کہ شرع کی جانب سے متعین ہوں اور نہ ان کو جاہل سے جاہل مسلمان شرعی تخصیصات سمجھتا ہے۔ یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن ثواب ملے گا۔ کسی اور دن کیا جائے تو نہیں ملے گا۔ یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے۔ جو سہولت کے لئے لوگوں میں مروج ہے البتہ صدقہ وخیر خیرات غرباء ومساکین پر کرنا چاہئے۔ ان ایام میں دعوتوں کا سا اہتمام کرنا اور تمام اعزاء واقارب کو اس موقع پر دعوت کی خبریں پہنچانا یہ سب ناجائز وگناہ ہے کہ دعوت خوشی کے موقع پر ہوتی ہے نہ کہ غمی اور موت کے موقع پر۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راہ راست پر چلائے۔ (آمین)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عورت اگر بدزبان ونافرمان ہو تو شوہر پر یہ واجب نہیں کہ اسے طلاق ہی دے دے۔ جبتک بن پڑے اس کی اذیتوں پر صبر کرے ہاں جب دیکھے کہ نبھاؤ کی کوئی صورت باقی نہیں تو اب مجبوراً طہر (پاکی کے دنوں) میں ایک رجعی طلاق دے دے تاکہ عورت اپنی اصلاح کرے تو اسے رجعت کا حق بھی باقی ہے ورنہ عدت گزرنے پر وہ نکاح سے نکل جائے گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے بنائی گئی ہے' ٹیڑھی ہی چلے گی اگر تو اس سے فائدہ لینا چاہتا ہے تو اسی حال پر اس سے نفع اٹھا اور سیدھی کرنا چاہے تو ٹوٹ جائے گی اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے البتہ بلا وجہ شرعی طلاق دینا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند مبغوض اور مکروہ ہے۔ (الحدیث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ر جمادی الاولی ۱۴۰۳ھ

چین کی گھڑی کا استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حضرت مولانا امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب احکام شریعت حصہ دوئم میں ''جس گھڑی میں چین لگی ہو مرد

کو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی لکھا ہے'' اور اس طرح صدر الشریعۃ حضرت مولانا امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب فتاوی امجدیہ جلد اوّل میں چین لگی ہوئی گھڑی کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ لکھا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان بزرگوں نے یہ مسئلہ اس طرح لکھا ہے تو کیا اس طرح دوسری مستند کتابوں میں بھی یہ مسئلہ لکھا ہے یا نہیں؟ جن کو سب حضرات تسلیم کرتے ہیں جیسے فتاوی عالمگیری، شامی، درمختار وغیرہ۔ اگر ہے تو اس کا حوالہ دیں تا کہ دوسرے مخالفین کو یہ مسئلہ دکھا سکیں۔ وہ عبارات نقل کر دیں جن سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔　　　السائل محمد عبدالقدیر، ٹنڈو الہ یار

۷۸۶ الجواب: جو چیزیں بعد میں ایجاد ہو رہی ہیں ان کا نام لے کر تو ظاہر ہے کہ ان کتابوں میں تذکرہ نہیں۔ البتہ ایسے اصول ضرور ان میں مذکور ہیں جن سے ان چیزوں کے احکام معلوم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ''سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کا استعمال جائز نہیں۔ زیور کا پہننا مرد کو ممنوع ہے۔'' ان علماء نے جو کچھ لکھا وہ انھیں اصول کی روشنی میں لکھا، ان پر اعتماد کرنا اور ان پر عمل پیرا رہنا، عین حکم شرع کے مطابق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　　۱۲ رصفر المظفر ۱۴۰۳ھ

مسجد میں سلام کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد میں جماعت کے بعد سنت و نفل ادا کر کے امام مسجد دعا مانگتے ہیں۔ دعا کے فوری بعد ایک صاحب مسجد میں با آواز بلند ''السلام علیکم'' کہتے ہیں۔ جب کہ کچھ لوگ اپنی نماز پڑھتے رہتے ہیں۔ کیا ان صاحب کا اس طریقہ سے سلام کہنا جائز ہے؟　　　السائل سیّد شوکت علی

۷۸۶ الجواب: کوئی شخص تلاوت یا نماز میں مشغول ہے یا درس و تدریس یا علمی گفتگو ہو رہی ہے تو اسے سلام نہ کرے۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　　۲۹ رشوال المکرم ۱۴۰۴ھ

تصویر، قوالی، داڑھی کی مقدار، ذات پات کی حیثیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ

۱۔ تصویر کھنچوانا کس طرح جائز ہے؟ اور کس طرح حرام ہے؟ کیوں کہ ایک صاحب نے دوران گفتگو یہ فرمایا کہ آج کل جو تصویریں کیمرے سے کھینچی یا کھنچوائی جاتی ہیں وہ جائز ہیں۔ تصویریں وہ حرام ہیں جو ہاتھ سے مصوّر بناتے تھے کیوں کہ اس زمانے میں جو تصویریں بنائی جاتی تھیں۔ وہ ہاتھ سے بنائی جاتی تھیں وہ حرام ہیں۔ کیمرے والی نہیں۔

۲۔ قوالی سننا کس طرح جائز ہے؟ اور کس طرح ناجائز ہے؟ ایک صاحب کہتے ہیں کہ چشتی حضرات کے نزدیک قوّالی سننا جائز ہے اور قادری حضرات کے نزدیک ناجائز ہے۔ اس کی تفصیل بیان کریں۔

۳۔ داڑھی ایک مٹھی رکھنے کی کیا کیفیت ہے کس طرح رکھی جائے؟

۴۔ذات کی شرعی کیا حیثیت ہے؟ کیا جس طرح لوگوں نے پیشے اختیار کر لئے اسی طرح یہ ذاتیں بن گئیں مثلاً کسی نے پانی بھرنے کا کام کیا تو اس کو بھشتی کہتے ہیں یا کسی نے کپڑا بنانے کا کام اختیار کر لیا تو اس کو لوگ جولاہا کہتے ہیں۔

فقط والسلام نور محمد تسلیمی۔ گئوشالہ، حیدر آباد

الجواب: ۷۸۶ ا۔رسول اکرم ﷺ نے متواتر حدیثوں میں فرمایا کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (عامۂ کتب احادیث) ان احادیث کے پیش نظر علمائے کرام نے فرمایا کہ تصویر دستی ہو یا عکسی، دونوں کا ایک حکم ہے۔ جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ شرع مطہرہ کے مقاصد و مصالح سے بالکل بے خبر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔قوالی جس طرح آج کل مروج و معمول ہے وہ کسی بھی سلسلے کے مشائخ کرام کے معمول کے قطعاً خلاف ہے۔ احادیث اس بارے میں تواتر تک پہنچتی ہیں اور کچھ نہ ہو تو بخاری شریف کی حدیث شریف ہی کافی و وافی ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں ضرور میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہونے والے ہیں کہ حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا، ریشمی کپڑوں کو اور شراب اور باجوں کو۔ علماء کرام نے تحقیق فرمائی ہے کہ آج کل کے نام نہاد صوفیوں کا مزامیر کے ساتھ سماع کو، حضرات اکابر چشتیہ قدست اسرارھم کی طرف منسوب کرنا محض دروغ بے فروغ ہے۔ (فتاوی رضویہ)۔

۳۔ٹھوڑی چھوڑ کر، ایک مشت داڑھی رکھنا ہی سنت ہے۔ بعض ناخدا ترس، نیچے کے لب چھوڑ کر ایک مشت رکھنا داڑھی رکھنا کافی جانتے ہیں یہ فریب ہے اور وسوسۂ شیطانی۔ ٹھوڑی کے بال، اس کے علاوہ ہیں۔ یہی فعل علماء و مشائخ میں معمول و مقبول ہے اور یہی احادیث کا مطلوب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ذات پات کی تفریق صرف دنیاوی امتیاز اور رکھ رکھاؤ کے لئے ہے۔ نجات آخرت کا دارومدار تقویٰ و پرہیزگاری، حق پرستی، خدا ترسی پر ہے۔ جو دنیاوی اعتبار سے اعلیٰ قومیت میں مانے جاتے ہیں وہ سن رکھیں کہ ان کی یہ اعلیٰ نسبی آخرت میں کام نہ آئے گی۔ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ نسبی تعلق کے علاوہ، سارے علاقے ختم ہو جائیں گے۔ یہی قرآن و حدیث کی صریح تعلیم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

مسجد پر اہلسنّت و جماعت لکھ کر لگانا، اذان سے قبل صلاۃ وسلام، اپنے امام کی برائی کرنا

سوال: بخدمت جناب مفتی اعظم، حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ

ا۔مسجد کے دروازہ پر جو تختی نصب کی جاتی ہے۔ اگر اس پر جماعت اہلسنّت بریلوی لکھا جائے تو کیا یہ جائز ہے یا ناجائز؟

۲۔اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

۳۔جس امام کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ اس امام کی برائی کرنے والے کی نماز ہوگی یا نہیں؟

انتظامیہ جامع مسجد حنفیہ، یونٹ نمبر ۹، لطیف آباد، حیدر آباد، ۲۳/۶/۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب:** ا۔صورتِ مسئولہ میں موجودہ حالات کے فتنوں اور جھگڑوں سے حفاظت کی خاطر مسجد اہلسنّت پر ایسی تختی نصب کرنا جس میں "جماعت اہلسنّت بریلوی" لکھا ہو لگانا مستحسن امر ہے۔

۲۔قرآن پاک میں ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىِٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴿۵۶﴾ (الاحزاب) کہ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں نبی اکرم ﷺ پر اے ایمان والو! تم بھی درود وسلام پڑھو ان پر۔ یہاں قرآن پاک میں مطلقاً فرمایا کہ ان پر درود پڑھو سلام پڑھو کسی وقت کی قید نہیں تو کسی کے لئے یہ جائز نہ ہوگا کہ وہ یہ قید لگادے کہ اذان سے قبل درود بدعت ہے بلکہ حکم عام ہے کہ ہر وقت درود پڑھنا جائز ہے آج کل بعض کم عقل لوگوں کو اور کچھ نہیں تو یہ بات سوجھی کہ درود، قبل اذان ناجائز ہے حالانکہ خود مدعی، سرکار دو عالم ﷺ سے محبت کرنے کے بنتے ہیں اور حالت یہ کہ نہ دعا سے پہلے اور نہ بعد درود شریف پڑھتے ہیں اور جو درود پڑھے اسے بدعتی مشرک اور نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں؟ اور اب تو ان لوگوں کو کوئی گناہ نظر نہیں آتا سوائے درود قبل اذان کے، جتنا بڑا گناہ یہ ہے، درود شریف سے دشمنی کا نتیجہ کہ اذان سے پہلے درود شریف سن کر جل بھن جاتے ہیں۔ جیسے شیطان لاحول ولا قوۃ الا باللہ سے جل جاتا ہے۔ ایسے لوگوں سے اللہ مسلمانوں کو محفوظ رکھے اور اپنے حبیب پاک ﷺ پر صلاۃ وسلام کثرت سے پڑھنے کی توفیق فرمائے۔ (آمین)۔

۳۔محض دنیاوی کدورت کے سبب امام کے پیچھے نماز میں حرج نہیں اور اس کے واسطے جماعت ترک کرنا منع ہے اور کسی دینی سبب سے ہے اور قصور امام کا ہو اور وہ قصور گناہ کبیرہ ہے تو اس کے پیچھے نماز منع ہے اور اگر قصور مقتدی کا ہے تو امام بری ہوگا مقتدی خود مجرم ہے اور امام کی خواہ مخواہ برائی یا مخالفت شرعاً سخت ناپسند ہے کسی کی پیٹھ پیچھے برائی غیبت، گناہ کبیرہ ہے۔ ایسے مقتدی کو اللہ سے توبہ کرکے اور امام کی طرف سے دل صاف کرکے نماز پڑھنی چاہئے۔ (فتاوی رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ رذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

کھڑے ہوکر کھانا اور بیٹھ کر کھانے کی کیفیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کھڑے ہوکر کھانا کھانا منع ہے یا نہیں؟ لہٰذا محترم ہمیں اس کے بارے میں وضاحت سے آگاہ کریں۔ یہ بات اگر قرآن وحدیث سے اخذ کی جائے تو نہایت ہی بہتر ہوگی۔

السائل خدا بخش بروہی، پختہ قلعہ، نزد محمدی مسجد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مسلمانوں کے کھانے کے کا طریقہ یہ ہے کہ فرش وغیرہ پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ میز کرسی پر بیٹھ کر کھانا نصاریٰ (عیسائیوں) کا طریقہ ہے اس سے اجتناب چاہئے بلکہ مسلمانوں کو ہر کام سلف صالحین کے طریقہ پر کرنا چاہئے غیروں کے طریقوں کو ہرگز اختیار نہ کرنا چاہئے۔ صحیح بخاری میں سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے "خوان" پر کھانا تناول نہیں فرمایا، حضرت قتادہ سے پوچھا گیا کہ کس چیز پر وہ لوگ کھانا کھایا کرتے تھے؟ کہا کہ دستر خوان پر۔ خوان تپائی کی طرح اونچی چیز ہوتی ہے جس پر امراء کے ہاں کھانا چنا جاتا ہے جس طرح بعض لوگ اس زمانہ میں میز پر

کھاتے ہیں۔ تو جب میز یا خوان پر کھانا شریعت مطہرہ کو ناپسند اور برا ہے تو کھڑے ہو کر کھانا اور زیادہ ناپسندیدہ کام ہے۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رر جب المرجب ۱۴۰۰ھ

پھل فروٹ ایصال ثواب پر تقسیم کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہماری برادری میں جب کوئی انسان چھوٹا ہو یا بڑا مر جاتا ہے تو اس کی سوئم کی فاتحہ خوانی اس کے گھر پر کرواتے ہیں۔ ایصال ثواب کی نیت سے برادری والے اور دوست احباب پھل فروٹ لے آتے ہیں۔ گھر والے چنے اور پھل فروٹ حاضرین مجلس میں رکھ کر فاتحہ خوانی کرواتے ہیں۔ نیز پھل فروٹ کو پلیٹوں میں ڈال کر حاضرین میں تقسیم کرتے ہیں۔ فاتحہ خوانی کے بعد تمام حاضرین فروٹ کو شیرنی کے طور پر یا پھل فروٹ سمجھ کر کھاتے ہیں۔ کیا یہ سب کرنا اور پلیٹوں میں ڈال کر کھانا جائز ہے؟ کیا ایصال ثواب کی نیت سے پھل فروٹ لانا جائز ہے؟ اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ پلیٹوں میں پھل فروٹ نکال کر کھانا نمائش اور دکھاوا ہے تو پھر اسلام میں کس طرح سے درست ہے؟ کسی مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ ایصال ثواب کی نیت سے پھل فروٹ لانا اور شیرنی کے طور پر ادب و احترام سے پلیٹوں میں ڈال کر کھانا سب کا سب نفلی عبادت ہے۔ کیا نفلی عبادات سے روکنے والے انسان کو ثواب ملتا ہے؟ کیا ایسے انسان کا کہنا ماننا چاہئے یا نہیں؟ شریعت کی رو سے درست طریقہ جو ہو وہ بتائیں۔ عرض دار، ادریس احمد

۷۸۶ **الجواب:** ایصال ثواب جائز و مندوب، احادیث سے ثابت ہے۔ صورت مسئولہ میں جب کہ برادری والے اپنی طرف سے پھل فروٹ لاتے ہیں اور پھر ان پر فاتحہ پڑھی جاتی ہے تو ان پھل فروٹ کو کاٹ کر پلیٹ میں رکھ کر کھانا جائز ہے ان جائز باتوں سے منع کرنے والا بڑا احمق ہے اور کم علم بھی ہے نفل و عبادت سے روکنے والا ظالم ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ردالمحتار میں ہے "ایصال ثواب جائز ہے اور وھو مذھب اھل السنّة والجماعة یہ اہلسنت کا مذہب ہے"۔ ہاں ان جائز طریقوں پر اخلاص سے عمل کیا جائے۔ نام و نمود و نمائش نہ آنے پائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ رجمادی الاولی ۱۴۰۰ھ

اگر کتاب کھینچ ماری

سوال: جناب عالی! ایک مسئلہ در پیش ہے کہ: مسجد کے مؤذن سے جھگڑا ہوا تھا۔ اس نے درود و سلام پڑھنے والے کو بدعتی اور مشرک کہا مجھ سے برداشت نہیں ہو سکا۔ میں نے بہت سمجھایا لیکن وہ ان ہی الفاظ کو بار بار دہراتا رہا۔ میں نے تفسیر بھی دکھائی، پھر بھی اس نے اس سے انکار کیا۔ آخر کار میں نے بہت جذبات میں آ کر بجائے اور چیز مارنے کے میرے ہاتھ میں وہ تفسیر تھی وہ میرے ہاتھ سے اس کے منہ پر لگی اور زمین پر گر گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے ایسے مردودوں سے، مہربانی فرما کر اس کا کفارہ یا کچھ خیرات بتائیں کہ کتنا ادا کیا جائے؟ فقط السائل مولانا افضل خان، لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ یہ فعل بلا قصد ہو تو اس پر اتنا کرنا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس فعل پر شرمندہ ہو اور استغفار کرے اور کچھ خیرات کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ر رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

بڑے کی ختنہ کرنا

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض ہے کہ

ہمارے یہاں دس نفر عیسائی مسلمان ہوئے ہیں۔ تو اس بارے میں سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا ختنہ کرنا جو بڑے (بالغ) آدمی ہیں کیسا ہے؟ اور چھوٹی عمر کے دس سال والے بھی ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور نکاح کے دوبارہ کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فقط والسلام، محمد حبیب اللہ

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: بلا ضرورت شرعیہ بالغ مرد یا عورت کی شرمگاہ دیکھنا' چھونا حرام ہے' لہٰذا اگر بالغوں میں جس کی بیوی ہو اور وہ ختنہ کرنا جانتی ہو تو ختنہ کرے ورنہ ان کی ختنہ نہ کرائی جائے گی۔ اگر شوہر بیوی دونوں مسلماں ہوئے تو نکاح جدید کی ضرورت نہیں۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹/۱۱/۱۹۸۴ء

استاد کا مرتبہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے ایک کتاب میں اس طرح سے لکھا ہے کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ استاد کا مرتبہ والدین سے بھی زیادہ ہے

اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس طرح کی کوئی حدیث نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو باحوالہ کتاب نقل کردی جائے اور جب کہ قرآن کریم نے والدین کے لئے اف اور جھڑک سے منع فرمایا اور یہاں یہ صاحب لکھتے ہیں کہ استاد کا مرتبہ والدین سے بھی زیادہ ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی' تحقیق طلب ہے۔ یہ بتایا جائے کہ یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟ السائل محمد سرور علی، ٹنڈو الہیار' ضلع حیدرآباد' سندھ

۷۸۶ **الجواب:** استاد کا ادب کرے، اس کے حقوق کی محافظت کرے، اور مال سے اس کی خدمت کرے اور استاد سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس میں پیروی نہ کرے۔ استاد کا حق، ماں باپ اور دوسرے لوگوں سے زیادہ جانے اس کے ساتھ تواضع سے پیش آئے۔ جب استاد کے مکان پر جائے تو دروازہ پر دستک نہ دے بلکہ اس کے برآمد ہونے کا انتظار کرے۔ (عالمگیری) استاد کا حق شاگرد پر ایسا ہی ہے جیسا عالم کا حق غیر عالم پر۔ (عالمگیری) سیدنا ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کے سامنے دو شخصوں کا ذکر ہوا ایک عابد' دوسرا عالم' اس پر سید عالم ﷺ نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر۔ پھر فرمایا سید عالم ﷺ نے کہ بیشک اللہ اور اس کے

فرشتے اور آسمان و زمین والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی بھی دعائے خیر کرتی ہے لوگوں کو اچھی باتیں سکھانے والے پر یعلم الناس الخیر (ترمذی)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

میونسپلٹی کی زمین پر آبادی ختم کر کے مسجد تعمیر کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک جگہ پر مسجد تعمیر شدہ ہے۔ جس میں پنج وقتہ نماز ہوتی ہے مسجد کے سامنے گلی ہے اور اس کے بعد ایک پلاٹ میونسپلٹی کی ملکیت ہے۔ جس پر چند لوگوں نے اپنی رہائش کے لئے تعمیر کر رکھی ہے اور مع اپنے اہل وعیال اس میں سکونت پذیر ہیں مسجد کے لئے منتظمین، مدرسہ تعمیر کرانا چاہتے ہیں اور وہ لوگ جو رہائش پذیر ہیں ان کے مکانات گرانا چاہتے ہیں۔ یہ پلاٹ ابھی تک نہ تو مسجد کو ملا ہے نہ مسجد کے پاس اس کا کوئی قانونی حق ہے۔ رہائش پذیر لوگوں میں چند کے پاس اجازت نامہ ہے۔ کیا ان لوگوں کے مکانات گرا کر مدرسہ بنانا جائز ہے؟

محمد علی ولد محمد عثمان، بالوشاہی پاڑہ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں وہ سرکاری پلاٹ جس پر لوگ سکونت پذیر ہیں اور بلدیہ نے بعض حضرات کو فردِ حقیت بھی دے دی ہے تو اس طرح میونسپلٹی ان رہائش پذیر حضرات کا قبضہ تسلیم کر رہی ہے تو منتظمین مسجد کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ ان کے مکانات مسمار کر کے وہاں پر مدرسہ تعمیر کریں۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں" جس نے ایک بالشت زمین ظلم کے طور پر لے لی قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

کسی سے جرمانہ لینا

سوال: جناب محترم مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ

ایک شادی شدہ لڑکی اپنے گھر سے بھاگ گئی اور اس نے اپنے شوہر سے طلاق بھی حاصل کر لی اور عدت بھی پوری کر لی۔ اس کے بعد اس نے اپنی برادری چھوڑ کر دوسری برادری کے فرد سے شادی کر لی، وہ بھی مسلمان ہے۔

برادری کے چودھریوں کو اس واقعہ کا جب علم ہوا تو انہوں نے لڑکی کے والدین کو برادری سے علیحدہ کر دیا اور برادری میں ان کا آنا جانا، کھانا پینا بند کر دیا اور اس کی بیٹی، بہو کا آنا بھی بند کر دیا۔

قصور تو لڑکی کا تھا مگر اس سزا اس کے باپ کو دی گئی اور وہ شخص تقریباً برادری سے پانچ یا چھ سال علیحدہ رہا ایک دفعہ برادری کا ایک اجتماع ہوا۔ وہ کل برادری کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے واسطے مجھے معاف کر دو اور برادری میں واپس ملا لو۔ تو برادری کے چودھریوں نے اسے

برادری میں ملا تو لیا مگر اللہ اور اس کے رسول اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے واسطے نہیں بلکہ اس سے =/۱۱۰۰ روپے جرمانہ لے کر ملایا اور یہ بھی فیصلہ کیا کہ اس جرمانہ کی رقم کو یتیم خانے میں بھیج دیا جائے۔

آپ سے گزارش یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریری فتوی عنایت فرمائیں کہ جو اس شخص نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا واسطہ دیا تو اس پر =/۱۱۰۰ روپے جرمانہ کیا وہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور پھر اس رقم کو یتیم خانہ کو بھیج دیا۔ آیا! جرمانے کی رقم یتیم خانہ میں دینا جائز ہے یا ناجائز؟ اور ان لوگوں نے جو غلطی کی ہے اس کی ان کو کیا سزا ملنی چاہئے؟ فقط والسلام، شیر محمد ولد امام الدین، حیدرآباد، سندھ

۷۸۲ **الجواب** ھو الموفق للصواب: اسلام میں برادری کو معیار تقوی قرار نہیں دیا گیا بلکہ تقوی کو عزت کا معیار قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (الحجرات: 13) تم میں باعزت وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ شادی کے لئے برادری نہیں بلکہ کفو شرط ہے' کفو کے معنی ہیں کہ وہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیاء کے لئے (نہ کہ برادری کے لئے) باعث ننگ و عار ہو۔ (عامۂ کتب) لہٰذا شخص مذکور نے اپنی بیٹی کا نکاح دوسری برادری میں کیا تو وہ اس فعل سے نہ تو مجرم ہوا اور نہ گناہگار' بلکہ اس نے حضور اکرم ﷺ کے ارشاد پر عمل کیا' آپ نے فرمایا جب بے شوہر والی کا کفو ملے تو تاخیر نہ کرو۔ (ترمذی شریف) جب وہ مجرم نہ ہو تو معافی بھی اس پر لازم نہیں' اور نہ اس سے جرمانہ لینا جائز کہ شریعت میں جرمانہ جائز نہیں ہے۔ لوگوں کو چاہئے کہ اپنے اس بھائی کی رقم کو فوراً واپس کریں اور اس سے تعلقات بحال رکھیں ورنہ ان سے مواخذہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری عبدالحفیظ برکاتی غفرہ ۲۱/۱/۱۹۸۵ء

بیٹے کی وجہ سے رقم ضائع ہونا اور والدین کے حقوق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ میرے بڑے بیٹے کے خلاف تقریباً بارہ سال سے اغوا کا کیس تھا۔ اس نالائق بیٹے کی حرکت کی وجہ سے میرا کافی روپیہ برباد ہو گیا۔ چونکہ یہ لڑکا قصوروار تھا۔

۲۔ اس کے بعد کاروبار کرنے کے بہانہ اس لڑکے نے مجھ سے کافی روپیہ حاصل کیا اور کما کر کچھ نہ دیا۔

۳۔ پھر میری ہندوستان کی زمین کے کلیم کے کاغذات اس لڑکے نے دھوکہ دے کر مجھ سے حاصل کر کے سازش سے ایک شخص کو فروخت کر دیئے۔ چونکہ میں ان پڑھ ہوں' اس طرح اپنے تمام بہن بھائیوں کا حق یہ اکیلا کھا گیا۔ اس کی اس ناجائز حرکت کے سلسلے میں اس کو کہا جائے تو لڑکا ہمارے ساتھ یعنی اپنے ضعیف العمر والدین کے ساتھ بدزبانی سے پیش آتا ہے اور حملہ آور بھی ہوتا ہے۔

۴۔ ابھی حال ہی میں میرے اس لڑکے نے مجھے مار پیٹ کر سر اور پیر میں چوٹیں لگائی ہیں۔ اب دھمکی دیتا ہے کہ اس گھر سے

چلے جاؤ جب کہ یہ مکان خود میں نے اپنے تمام بچّوں کے لئے بنوایا ہے۔ اس میں میری کسی اولاد نے کچھ خرچ نہیں کیا ہے۔ اس کی اس حرکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ میرا یہ مکان سازش سے فروخت کرنا چاہتا ہے۔

۵۔ اس وقت اس لڑکے نے میری تمام اولاد کو بھی ورغلا کر گھر کا ماحول خراب کر رکھا ہے۔ اب حالات یہ ہیں کہ اس کے ساتھ ساتھ میری دوسری اولاد نے بھی والدین کے ساتھ بدکلامی کے ساتھ پیش آنا شروع کر دیا ہے۔

۶۔ اس کے علاوہ اس لڑکے نے اپنے بہن بہنوئی سے بھی جھوٹ بول کر کافی رقم وصول کی ہوئی ہے۔ اب واپس ادائیگی کا اس کو کوئی خیال نہیں ہے۔ جو اس کو حق بات کہی جائے تو بزرگ والدین سے بے حد بدتمیزی سے پیش آتا ہے۔ اس لڑکے نے مجھے کافی قرضدار کر دیا ہے۔

۷۔ اس وقت میری دو بیٹیاں اور تین بیٹے شادی کرنے کے قابل ہو چکے ہیں۔ میں بے حد پریشان ہوں، مفتی صاحب ان حالات میں اس نافرمان بیٹے کے ساتھ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ جب کہ یہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا۔

نیاز مند: شرف الدّین ولد شہباز الدّین، شاہ فیصل کالونی، کچا قلعہ حیدرآباد، سندھ

۸۶۷ **الجواب:** صحیح مسلم شریف میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ناک خاک میں ملے (اس کو تین مرتبہ فرمایا) یعنی ذلیل ہو۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کون یعنی کس کے متعلق یہ ارشاد ہے؟ فرمایا جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپے کے وقت پایا اور جنّت میں داخل نہ ہوا یعنی ان کی خدمت نہ کی کہ جنّت میں جاتا۔ ترمذی نے روایت کی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ پروردگار کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب اولاد اپنے والدین کی طرف نظر رحمت کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر نظر کے بدلے حج مبرور کرنے کا ثواب لکھتا ہے لوگوں نے عرض کی اگرچہ سو مرتبہ نظر کرے فرمایا ہاں، اللہ بڑا ہے اور اطیب ہے، فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ، ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جنت میں نہ جائے گا۔ (نسائی)

والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا، ان کو ہدیہ دینا، تحفہ دینا، ان کی کسی کام میں مدد کرنا، سلام کرنا، ان کے پاس بیٹھنا، ان سے بات چیت کرنا، ان کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آنا لازمی ہے۔ (درر، الاحکام) ساری امت کے علماء و صلحاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صلہ رحمی واجب ہے اور قطع رحمی حرام۔ جن لوگوں سے صلہ رحمی واجب ہے ان میں والدین کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے۔ (ردالمحتار) والدین کو مارنا، گالی دینا، ان کی بے عزّتی کرنا، ان پر ظلم کرنا سخت حرام ہے۔ والدین کے نافرمان کو اللہ تعالیٰ قیامت میں تو سزا دے گا ہی ایسے نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی سزا دیتا ہے۔ والدین کے مال و جائیداد و مکان وغیرہ پر اولاد ان کی اجازت کے بغیر، نہ قبضہ کر سکتی ہے اور نہ اسے فروخت کر سکتی ہے اور نہ اس کی مالک ہو سکتی ہے۔ اولاد والدین کی جائیداد میں ان کی زندگی میں تصرف کا حق نہیں رکھتی بلکہ والدین کی مرضی اور خوشی سے اگر وہ کچھ اولاد کو اپنی خوشی سے دیں تو جائز ہوگا ورنہ نہیں اور والدین کی جائیداد میں تصرف نہ شرعاً جائز، نہ قانوناً۔ نافرمان اولاد کو اللہ کی پکڑ اور

اس کے عذاب سے ڈرنا چاہئے کہ اللہ نے اسے ڈھیل دی ہے اس کی پکڑ سخت ہے۔ اپنے والدین کو راضی کرے اور اپنی غلطی کی معافی مانگے کہ اسی میں اللہ تعالیٰ و رسول اکرم ﷺ کی رضا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۵ھ

عورت کی آواز بھی عورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ: غیر محرم کی آواز سننا کیسا ہے؟ اور غیر محرم کی آواز کب سنی جا سکتی ہے؟ ریڈیو اور ٹی وی پر جو پروگرام اور ڈرامے پیش کیے جاتے ہیں ان کے کرداروں کی آواز سننا کیسا ہے؟ نیز ساز ینہ سننے کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور نابالغ ساز ینہ سنے تو کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

السائل قریشی برادرز، کھوسکی، ضلع بدین

۷۸۶ **الجواب:** عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی غیر محرم کو بلا ضرورت سنانے کی اجازت نہیں تو عورت کی آواز سننا منع ہے۔ جو محض لہو و لعب کی آوازیں ہیں خواہ ریڈیو یا ٹی وی پر ہوں، یا ساز کی آواز سننا، بالغ یا نابالغ سنے، سب منع ہے۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ر جمادی الاولی ۱۴۰۵ھ

فاسقین کی دعوت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: فاسق کے ساتھ کھانا، پینا، میل ملاپ، آمد و رفت اور لین دین کے بارے میں کیا حکم ہے؟ چند اشخاص نے برادری کے پنچ سے کچھ سامان لانے کا وعدہ کیا مگر رقم لے کر فرار ہو گئے۔ جھوٹ بولا، وعدہ شکنی کی اور امانت میں خیانت کے مرتکب ہوئے ایسے اشخاص اگر کھانا کھلائیں، میت کے سوم کے چنے تقسیم کریں تو ان سے یہ لئے جائیں یا نہیں؟ فقط امام الدین، نصرت کالونی حالی روڈ نزد اکبری مسجد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: حضور اکرم ﷺ نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا۔ (بیہقی شریف) جن افراد کا تذکرہ ہے اگر واقعۃً وہ ایسی برائی کے مرتکب ہوں، ان کی دعوت قبول نہ کرنا چاہئے۔ ہاں اگر وہ کسی دوسرے کے گھر کھانا کھلا رہے ہیں یا تقسیم کر رہے ہوں تو لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۲/۲/۱۹۸۵ء

عاق کی کوئی شرعی حیثیت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ: چھ لڑکے، دو لڑکیاں اور بیوی موجود ہے۔ افسوس ہے کہ چھوٹی لڑکی ثمینہ نے میرا حکم نہیں مانا، اپنی مرضی سے کورٹ جا کر نکاح کر لیا ہے۔ مجھے سخت دکھ پہنچا اور اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ نافرمان لڑکی اور نافرمان اولاد کو عاق کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

فقط السائل، ڈاکٹر نظر محمد، خواجہ غریب نواز کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: اولاد اگر نافرمان ہوگئی تو اس کا جواب اس سے طلب کیا جائے گا۔ اولاد کو عاق کر دینا شرعاً کوئی چیز نہیں۔ نہ اس سے ولایت زائل ہوتی ہے (فتاویٰ رضویہ) زندگی میں انسان اپنے مال ومتاع کا مختار ہوتا ہے جسے چاہے دے نہ چاہے نہ دے مگر وصیت میں یہ کہنا کہ فلاں کو عاق کر دیا اور فلاں وارث کو مال نہ دیا جائے، محض لغو وعبث ہے۔ توریث ورثاء بحکم شرع ہے، یہ رشتہ کسی کے باطل کرنے سے باطل نہ ہوگا۔ اولاد کی تربیت میں ماں باپ دونوں کا حصّہ ہوتا ہے۔ یہاں دیکھا جائے کہ اولاد دبگڑنے کا سبب دونوں میں سے کون بنا ہے؟ اور کس نے شرعی راستہ سے مونہہ موڑا ہے اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ محض عاق کرنے سے نہ تو مسئلہ حل ہوگا اور نہ شرعاً اس کی حیثیت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۱/ ۴/ ۱۹۸۵ء

مساجد میں اذان کا مقابلہ

سوال: جناب عالی گزارش یہ ہے کہ: کافی عرصہ سے ہم اہلیان دوکانداران شاہی بازار اس ذہنی پریشانی کو برداشت کر رہے ہیں جو کہ دومساجد کے لاؤڈ اسپیکروں کی صورت میں ہم پر مسلط کر دی گئی ہے۔

جناب سے گزارش ہے کہ کسی بھی جمعے کو آپ بذات خود شاہی بازار جمن شاہ کا پڑ کے سامنے کھڑے ہو کر اس عذاب کا مشاہدہ کریں۔ خطبۂ جمعۃ المبارک مسلمانوں کے لئے ایک طرح سے تبلیغ اسلام کا کام دیتا ہے مگر یہاں معاملہ برعکس ہے۔ یہاں تبلیغ کے بجائے مقابلہ بازی ہوتی ہے اور اسپیکروں کی آواز کے ٹکراؤ سے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ دونوں امام صاحبان کیا کہنا چاہتے ہیں۔ محسوس یوں ہوتا ہے کہ شاید کوئی آواز بلند کرنے والی دوا بیچی جارہی ہو اور موقع محل کے لحاظ سے ان کی آوازوں کا والیم گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔

محترم یہی حال مغرب کی نماز کا ہوتا ہے جب کہ دونوں اسپیکروں کی آواز ٹکراتی ہے تو اذان کے الفاظ بھی سمجھ میں نہیں آتے۔ جناب، دین اسلام میں مقابلہ بازی کے رجحان کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے مگر یہاں تو وہ اشخاص جو کہ نائب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہلاتے ہیں اس طرح دین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اڑاتے ہیں اور کوئی ان کو کہنے سننے والا نہیں ہے، ان امام صاحبان کا کام نماز پڑھانا ہے کہ مقابلہ بازی کرنا؟

جناب اس معروف بازار میں بڑی تعداد میں غیر مسلم بھی کاروباری سلسلہ میں آتے جاتے ہیں۔ وہ جب اس مقابلہ بازی کو دیکھتے ہیں تو قہقہہ لگا کر ہنستے ہیں اور مذاق اڑاتے ہیں کہ یہ ہے اسلام اور یہ ہیں مسلمان۔ تو اس چیز سے تنگ آکر ہم اہلیان انجمن شاہی بازار دوکانداران نے فیصلہ کیا تھا کہ کسی مفتی صاحب سے اس سلسلہ میں فتویٰ لیں مگر پھر یہ سوچ کر خاموش ہوگئے کہ کہیں غلط فتویٰ نہ لگ جائے۔ لہٰذا آپ کے ذریعہ سے ان منتظمین مساجد سے درخواست ہے کہ ان اسپیکروں کو اتار کر اپنی اپنی مسجد پر لگالیا جائے اور ہم لوگوں کو اس عذاب سے نجات دلائی جائے۔

فقط اہلیان دوکانداران واہل محلّہ، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں سائلین نے زبانی بھی بیان میں کہا کہ ان کی درخواست پر مسجد والوں نے اپنا اسپیکر بند کیا مگر دو دن کے بعد دوبارہ سابقہ طریقہ پر بحال کر دیا۔ جب کہ دوسری مسجد والوں نے ابھی تک بند ہی کر رکھا ہے۔ مگر اب وہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ فریق اوّل کی جانب سے پابندی نہ ہونے کی صورت میں ہم پابند نہیں رہیں رہے۔ بہر حال یہ ایک دینی مسئلہ ہے اذان شعائر اللہ میں سے ایک ہے۔ اس میں اس قسم کی بے جا ضد نامناسب ہے۔ فریقین کو چاہئے کہ اپنے اپنے اسپیکرز کے رخ دو سمتوں میں الگ الگ کرلیں اور اسپیکرز بھی دور لگائیں تا کہ آواز کے ٹکراؤ سے سماعت مجروح نہ ہو بالخصوص فریق اوّل کی جانب سے بظاہر یہ تاثر ملتا ہے کہ وہ اہل محلہ کی اس درخواست کا کوئی اثر قبول نہیں کرنا چاہتے۔ ایسی صورت میں بہتر یہ ہوگا کہ (ضلعی انتظامیہ) سے اس سلسلہ میں مدد لی جائے اور مناسب راہ نکالی جائے۔ ھذا ما عندی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۲/۳/۱۹۸۵ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الحظر والاباحۃ (ممنوع اور جائز کام)

سودا تولتے وقت کاغذ نیچے رکھنا، والدین حضور اکرم ﷺ، اشرفعلی تھانوی کی غلطیاں

سوال: بخدمت فیض الامت زبدۃ العلماء الکرام جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امابعد گزارش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات پر اپنے علم سے روشنی ڈال کر جواب عنایت فرمائیے۔ مسئلہ یہ ہے کہ

ا۔ ایک دوکاندار ایک چیز بیچتا ہے جو کہ دس روپیہ فی سیر ہے جب کہ ردی کا کاغذ تین روپیہ سیر ہے۔ اب سودا دیتے وقت وہ سودے کے نیچے کاغذ کا بڑا ٹکڑا ترازو میں رکھتا ہے۔ جس کا وزن اس شے کے ساتھ ہوتا ہے۔ کیا اس دوکاندار کے ذمہ اس کا حق تفاوت کارہ جاتا ہے؟ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ (الزلزال:8) کو سامنے رکھیں؟

۲۔ میں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے پڑھا ہے کہ وہ حضور پاک ﷺ کے والدین کے متعلق کفر کا ظن رکھتے تھے۔ کچھ علماء سے بھی یہی سنا ہے۔ ایک عالم نے (بریلوی خیال والے) اپنے وعظ میں اس بات پر بولتے ہوئے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے والدین مومنین میں سے ہیں۔ میں نے پوچھا اگر مومنین میں سے ہیں تو ان کو فاتحہ وغیرہ (کلام پاک) پڑھ کر بخشا جائے۔ انھوں نے جواب دیا، ہاں، میں اس دن سے روزانہ یہ عمل کرتا رہا۔ ایک دن تفسیر قرآن مفتی احمد یار خان صاحب گجرات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق کچھ پڑھا۔ ایک جگہ پڑھا کہ قیامت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد کے لئے سفارش کرنے کی غرض سے رب تعالیٰ سے التماس کریں گے۔ تو ان کے والد ایک بچھو کی صورت بن کر ان کے قدموں میں آگریں گے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سفارش ترک کردیں گے۔ جب سے یہ پڑھا تو میرے دل میں گزرتی ہے کہ آج کل کے علماء کرام سے ہمارے امام اعظم کا درجہ کئی گنا زیادہ ہے۔ انھوں نے جب ہمارے آقائے نامدار ﷺ کے والدین کے متعلق کفر کا اظہار کیا ہے۔ اب میں سوچتا ہوں کہ حضور پاک ﷺ کے والدین کو قرآن پاک میں سے پڑھ کر ثواب بخشتا رہوں۔ کیا ایسا خدا کے ہاں ناپسندیدہ ہے؟ اب میں آپ کے فیصلہ کو آخری سمجھوں گا۔

۳۔ قرآن پاک میں ہے کہ ابراہیم ابن آزر میں نے کسی تفسیر یا خاص کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام "تارخ" تھا۔ اس حساب سے آزر شاید ان کا چچا ہوگا۔ یہ گمان مجھے اس لئے ہوتا ہے کہ کئی زبانوں میں ایک لفظ کے کئی استعمال ہیں مثلاً بلوچی زبان میں ماموں اور چچا کے لئے ایک ہی لفظ ہے اور انگریزی میں خالہ پھوپھی اور چچا کی بیوی کے لئے ایک ہی لفظ ہے یا بہنوئی اور سالے کے لئے {Brother In Law} "برادر ان لاء" ایک ہی لفظ ہے۔ ماموں اور چچا کو انگریزی میں {Uncle} "انکل" کہتے ہیں۔

۴۔میں بیماری کی حالت میں اپنے بیٹے کو کہتا ہوں کہ میرے دانوں پر تیل ملے مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ گھٹنوں سے اوپر مرد کا ستر ہے تو دانوں پر تیل لگانے سے ستر کا دکھانا ہوتا ہے' کیا بیماری کی حالت میں بھی یہ جائز نہیں؟

۵۔اشرفعلی تھانوی نے بہشتی زیور میں لکھا ہے (یہاں سائل کے لکھے ہوئے آداب حذف کردیے گئے) کہ اگر باپ بیٹے کو کہے بیوی چھوڑ دے تو اسکو چھوڑنا ہوگا۔میں نے کسی اور کتاب میں اس کے متعلق یوں بھی پڑھا ہے کہ" حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بیوی پسند تھی لیکن وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ناپسند تھی' بیٹے کو کہا چھوڑ دو' نہیں چھوڑا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع ہونے پر حضور نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق فیصلہ فرمایا"۔اسی کتاب بہشتی زیور میں کفالت کے باب میں بیوی کے حقوق میں لکھا ہے کہ اگر مرد کو اتنی آمدنی ہے کہ صرف ایک کی کفالت کرے یا باپ کی، یا بیوی کی، تو مرد کو چاہئے کہ باپ کو جواب دے دے اور بیوی کی کفالت کرے۔اب سوال یہ ہے کہ اگر بیوی کو خرچ دے اور باپ کو جواب دے اور اس وقت باپ بیٹے کو کہے کہ بیوی کو چھوڑ دے تو یہاں فیصلہ کس طرح ہوگا؟

السائل ماسٹر محمد صادق عباسی، ہائی اسکول خیر پور، ناتھن شاہ، دادو

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ دوکاندار سودا تول کر پھر کاغذ یا تھیلی میں ڈال کر گاہک کو دے لیکن چونکہ اب یہ طریقہ تمام مسلمانوں میں معمول ہے جس سے گاہک بھی واقف ہے تو کوئی مواخذہ بھی نہیں ہاں دوکاندار کی نیت میں کھوٹ ہو تو وہ ضرور قابل گرفت ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد وامہات آدم علیہ السلام تا حضرت عبداللہ و بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما' سب موحد و ناجی وصاحب ایمان ہیں۔انھیں کافر کہنا بے ادبی ہے۔تمام اہلسنّت واکابر علماء وائمہ حتیٰ کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے۔اس کے خلاف میں کچھ لکھا ہے تو وہ صحیح نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔آپ کا خیال درست ہے۔عربی میں بھی چچا کو اَب کہا جاتا ہے اور باپ کو بھی۔آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔یہی متفقہ فیصلہ علماء محققین کا اور یہ اس لئے بھی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد میں کہیں کوئی کافر نہیں۔یہی مضمون احادیث سے ثابت ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔تیل وغیرہ کی مالش آپ خود کریں اور خود قادر نہ ہوں تو اہلیہ کی مدد لیں۔تیل وغیرہ کی مالش تو جائز ہے' آپ اسے جاری رکھیں۔ستر عورت فرض ہے۔اس سے غافل نہ رہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ترمذی اور ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی' کہتے ہیں" میں اپنی بی بی سے محبت رکھتا تھا اور حضرت عمر اس عورت سے کراہت فرماتے تھے۔انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو۔میں نے نہیں دی۔پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو"۔علماء فرماتے ہیں کہ" اگر والدین حق پر ہوں تو طلاق دینا واجب ہے اور اگر بی بی حق پر ہو تو جب بھی والدین کی رضامندی کے لئے طلاق دینا واجب ہے"۔اسی سے آپ کے خدشے کا جواب بھی مل گیا کہ والدین کی ہر حال میں رضامندی حاصل

کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ رشعبان ۱۳۹۸ ھج

ضروری گزارش! آپ نے بہشتی زیور اور اس کے مصنف اشرفعلی تھانوی کا ذکر فرمایا۔ یہ کتاب سینکڑوں نہیں ہزار ہا غلط مسائل پر مشتمل ہے اور پھر مذہب اہلسنت و جماعت کے خلاف، اور اس کے مصنف نے اپنی کتاب ''حفظ الایمان'' میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو چوپایوں کے علم جیسا کہا ہے۔ جس پر ان پر کفر کا فتویٰ دیا گیا۔ آپ نہ اس کتاب کو دیکھیں اور نہ اس کے مصنف کو عزت و کرامت کا مقام دیں۔ یہ لوگ اور ان کے حمایتی اسلامی سرحد سے نکل کر کفر کی سرحدوں میں پہنچ چکے ہیں۔

تعلیم کیسی ہونی چاہیے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بکر اپنی لڑکی کو گھر پر قرآن اور حدیث پڑھاتا ہے تاکہ وہ دین کی خدمت کر سکے۔ زید نے بکر سے پوچھا اپنی لڑکی کو کالج، اسکول اور یونیورسٹی اداروں میں تعلیم کیوں نہیں دلواتا ہے؟ تو بکر نے کہا کہ ایسے اداروں میں جن میں قرآن و حدیث نہ پڑھایا جائے لڑکیوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے نہ روانہ کیا جائے کیوں کہ دنیاوی تعلیم حاصل کر کے دینی خدمت نہیں کر سکتی ہیں اور آیا! ایسے اداروں میں لڑکیاں جائیں یا نہیں؟

فقط السائل

۸۶۷ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسؤلہ عنہا میں بکر کا قول صحیح اور درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد القادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰ ررمضان المبارک ۱۳۹۸ ھج

کالے خضاب کا استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کالا خضاب لگانا جائز ہے یا ناجائز؟ جب کچھ مسلمانوں نے اعتراض کیا تو خضاب لگانے والوں نے جواب دیا کہ ہم مہندی میں کالا رنگ ملا کر استعمال کرتے ہیں۔ آیا! ایسی صورت میں بھی جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا السائل حاجی محمد بخش، کراچی

۸۶۷ **الجواب:** سیاہ خضاب خواہ مازو وغیرہ کا ہو۔ خواہ نیل و حنا مخلوط، خواہ کسی چیز کا سوائے مجاہدین کے سب کو مطلقاً حرام ہے اور صرف مہندی یا سرخ خضاب یا اس میں نیل کی کچھ پتیاں ملا کر جس سے سرخی میں پختگی آ جائے اور رنگ سیاہ نہ ہونے پائے۔ سنت مستحب ہے۔ حضرت شیخ محقق علامہ عبدالحق دہلوی شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں ''خضاب بسواد حرام است و صحابہ وغیرہم خضاب سرخ می کردند وگاہے زرد نیز ملخصا''۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ الصفرۃ خضاب المومن والحمرۃ خضاب المسلم و السوداء خضاب الکافر ''زرد خضاب ایمان والوں کا سرخ خضاب اسلام والوں کا اور سیاہ خضاب کافروں کا''۔ (طبرانی و حاکم) اس کے علاوہ اور احادیث میں سیاہ خضاب پر سخت سخت

وعیدیں اور مہندی کے سرخ خضاب پر ترغیبیں بکثرت وارد ہیں۔ (حک العیب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ ررجب المرجب ۱۳۹۸ ھ

شادی بیاہ میں گانے گانا اور اس میں جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ آج کل شادی بیاہ میں گھریلو عورتیں بھی ناچتی ہیں اور گاتی ہیں اور بعض ڈھول بھی استعمال کرتی ہیں۔ کیا شرعاً یہ فعل مناسب ہے؟ اور کیا شریعت اس کو جائز سمجھتی ہے؟ نیز اگر عورتوں کی آواز نامحرم سنیں تو کیا گانا جائز ہوگا؟

۲۔ زید کے سمجھانے پر اگر یہ فعل ترک کر دیں اور اللہ تعالیٰ سے عہد بھی کریں کہ آئندہ یہ کام نہیں ہوگا اور پھر وہ عہد توڑ کر یہ کام دوبارہ کرتے ہیں تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟

۳۔ دولہا کی بارات کے ساتھ ڈھول لے کر چلنا اور گانے گانا شرعاً کیسا ہے؟ اس موقع پر کچھ لوگ اظہار خوشی کے لئے رقص کی مانند اچھلتے کودتے ہیں' اس کا کیا حکم ہے؟

۴۔ عمرو یہ کہتا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کے موقع پر دف بجانے اور گیت گانے کو جائز قرار دیا ہے۔ کیا مروجہ ڈھول اور گیت کا حکم دف کی طرح ہے؟ بینوا توجروا السائل، حاجی بشیر احمد، آزاد کشمیر

۷۸۶ الجواب: بلاشبہ ناچ اور باجے اور ڈھول تماشے شرعاً حرام حرام اور ناجائز وسخت ممنوع وسخت گناہ ہیں۔ خواہ یہ شیطانی افعال مردوں سے صادر ہوں یا ان کے ساتھ عورتیں بھی شریک ہوں۔ خواہ تنہا عورتیں ہوں بلکہ عورتوں کا گانا بجانا ناچنا اور بھی زیادہ گناہ ہے کہ ان کی آواز بھی عورت ہے اور غیر مردوں کے کانوں میں ان کی آواز کا پہنچنا اور بھی زیادہ فتنوں کا موجب، ان کے دیکھنے سننے اور ان میں شوقیہ یا بنام مجبوری شرکت کرنے والے سب گناہ کے مرتکب اور فاسق وگناہ گار ہیں۔

اور اسے شادی بیاہ کی رونق وزینت بتانا اور بھی قبیح۔ شیطان کے طرق اغواء وگمراہی سے ایک بدتر طریقہ یہ بھی ہے کہ آدمی کو نیکی کے حیلہ سے ہلاک کرتا ہے اور برائی کو ان کی نگاہوں میں کبھی ہلکا اور کبھی اچھا دکھاتا ہے۔ مولائے کریم مسلمانوں کو اپنی پناہ وعافیت میں رکھے۔ ''آمین''۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ گانے سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے جس طرح پانی سے کھیتی اُگتی ہے۔ والعیاذ باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عہد کرنا قسم ہے اور قسم توڑنے پر کفارہ لازم۔ جو عہد پر قائم نہ رہیں اور اس کا کفارہ بھی ادا نہ کریں' بہت گناہ گار اور خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کے مرتکب ہیں۔ قرآن کا صریح حکم ہے کہ ''اپنے عہد و پیمان کو پورا کرو'' اور حدیث شریف میں اپنے عہد و پیمان کو پورا نہ کرنا منافق کی علامت ٹھہرایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ ہاں شادی بیاہ اور عید بقر عید میں دف بجانا جائز ہے جب کہ سادہ دف ہو اس میں جھانجر نہ ہوں اور قواعد موسیقی پر نہ بجائے جائیں یعنی محض ڈھب ڈھب کی بے سری آواز سے خوشی کا اظہار مثلاً نکاح کا اعلان مقصود ہو۔ اب کہاں وہ دف کی بے سری

آواز اور کہاں یہ ناچ، باجے، کھیل، تماشے۔ جب کہ خود حدیث شریف میں ڈھول کو حرام فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷/ذی قعد ۱۳۹۸ھ

قوّالی کرنے اور سننے والوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء اہلسنّت و جماعت بیچ اس مسئلہ میں کہ: کیا قوّالی مزامیر کے ساتھ سننا حرام ہے؟ ہمارا تعلق اہلسنّت و جماعت سے ہے اور ہم اکثر قوّالیوں کی محفلوں میں شرکت بھی کرتے ہیں اور خود بھی قوّالیاں کراتے ہیں لیکن جب سے ہم نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا خاں صاحب کا فتویٰ احکام شریعت میں یہ پڑھا ہے کہ قوّالی بہ مزامیر سننا حرام ہے۔ اس وقت سے طبیعت پریشان ہے۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

بخدمت جناب عالی امام اہل سنت مجدد دین وملت معروض کہ آج میں جس وقت آپ سے رخصت ہو کر اور واسطے نماز مغرب کے مسجد میں گیا۔ بعد نماز مغرب کے میرے ایک دوست نے کہا کہ چلو ایک جگہ عرس ہے، میں وہاں چلا گیا۔ وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں؟ کہ بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوالی اس طریقے سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول دو سارنگی بج رہے ہیں اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول اکرم ﷺ کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار پڑھ رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں۔ یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں۔ کیا اس فعل سے رسول اکرم ﷺ اور اولیاء اللہ خوش ہوں گے؟ اور یہ حاضرین جلسہ گناہ گار ہوئے یا نہیں؟ اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس طرح کی؟ فقط السائل، احمد علی چشتی

۷۸۶ **الجواب:** ایسی قوّالی حرام ہے۔ حاضرین سب گناہ گار ہیں اور ان سب کا گناہ ان عرس کرنے والوں پر اور قوّالوں پر اور قوّالوں کا بھی گناہ ان عرس کرنے والوں پر۔ بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ساتھ، قوّالوں کا گناہ گار ہو جانے سے قوّالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے اور قوّالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک اپنا پورا گناہ اور قوّالوں پر اپنا گناہ لگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور ایسا عرس کرنے والے نے بلایا ان کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوّالوں نے انھیں سنایا اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے؟ اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا، پھر قوّالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا۔ وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیوں کر آکے بجاتے لہٰذا قوّالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲/شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

''احکام شریعت'' اعلیٰ حضرت کی کتاب اور مروجہ قوالی کا حکم

سوال: محترم آپ یہ فرمایئے کہ: واقعی یہ قول اعلیٰ حضرت ہی کا ہے کہ قوّالی مزامیر کے ساتھ سننا حرام ہے؟ کہیں یہ کسی شرارتی کی شرارت تو نہیں؟ اور اعلیٰ حضرت پر بہتان لگایا ہو۔ اگر یہ قول اعلیٰ حضرت کا ہے تو کیا واقعی مزامیر کے ساتھ قوّالی سننا

حرام ہے اور اس سے گناہ لازم آتا ہے؟ اگر یہ سب کچھ صحیح ہے تو اب تک جو ہم نے قوالیوں میں شرکت کی ہے اور بجائے ثواب کے گناہ کمایا تو کیا توبہ کرنے سے اب یہ گناہ معاف ہو جائیں گے؟ لہٰذا اس کا مفصل جواب قرآن وحدیث وفقہ حنفیہ کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام خادم اولیاء کرام، ایم ذکی دہلوی، لیاقت آباد کراچی

۷۸۶ الجواب: احکام شریعت بلاشبہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے مجموعہ فتاویٰ کا ایک حصہ ہے اور اس میں جو کچھ تحریر فرمایا گیا ہے وہی حق وصواب اور تمام علماء اہل سنت کے نزدیک معتبر و مستند ہے۔ مروجہ قوالی کا بیشک وہی حکم ہے اور ایسی محفلوں میں شرکت کرنے والے لاریب حرام کے مرتکب ہیں۔ ان پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور آئندہ ایسی محفلوں سے دور ونفور رہیں اور بے شک توبہ قبول فرمانے والا رب کریم ہے۔ جب کوئی صدق دل سے ادھر رجوع لاتا ہے وہ کریم توجہ فرماتا ہے اور اس کی توبہ اپنے فضل وکرم سے قبول فرماتا ہے۔ حدیث مبارک کا ارشاد ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ؍شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

چین والی گھڑی کا استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: آج کل جو گھڑیاں ہاتھ کی کلائی پر باندھنے کا عام رواج ہے۔ اس میں زنجیر ہوتی ہے جو زیور سے مشابہہ ہوتی ہے اور کوئی گھڑی اور زنجیر تو سنہری ہونے کے باعث بالکل سونے کا زیور معلوم ہوتی ہے۔ کیا ان گھڑیوں کو پہن کر نماز پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے؟ برائے مہربانی فقہ حنفیہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط، جمشید علی، سرفراز کالونی حیدرآباد

۷۸۷ الجواب: شریعت مطہرہ کا قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ زنجیر، زیور کے حکم میں ہے جس کا استعمال مرد کو ناجائز ہے۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ سونے چاندی کے بٹن کرتے یا اچکن میں لگانا جائز ہے۔ جس طرح ریشم گھنڈی جائز ہے۔ (درمختار) یعنی بٹن جب کہ بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے۔ (بہار شریعت) اور سونے چاندی کی زنجیر گھڑی میں لگا کر اس کو گلے میں پہننا یا کاج میں لٹکانا۔ یا کلائی پر باندھنا بھی منع ہے۔ (ردالمحتار) بلکہ دوسری دھات مثلاً تانبا پیتل لوہے وغیرہ کی چینوں کا بھی یہی حکم ہے کیوں کہ ان دھاتوں کا پہننا بھی ناجائز ہے اگر ان چیزوں کو لٹکایا نہیں اور نہ کلائی پر باندھا بلکہ جیب میں پڑی رہتی ہیں تو ناجائز نہیں کہ ان کے پہننے کی ممانعت ہے جیب میں رکھنا منع نہیں۔ (بہار شریعت) اور یہ تاویل یہاں نہ سنی جائے گی کہ "نماز کے وقت اتار تو لیتے ہیں لہٰذا یہ جائز ہونا چاہئے"۔ اس لئے کہ ان دھاتوں کا استعمال نماز میں بھی حرام وناجائز ہے اور غیر نماز کی حالت میں بھی ممنوع اور جیب میں ڈالے رہنا' استعمال نہیں اور جن علماء نے اس کا استعمال ہر حال میں جائز قرار دیا ہے ان کے دلائل حد درجہ ضعیف اور ناقابل قبول ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵؍ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

بوسیدہ قرآن کریم کا حکم

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر قرآن کریم کے منتشر اور بوسیدہ اوراق کو بے ادبی اور بے حرمتی سے بچانے کے لئے آگ میں ڈال کر تلف کر دیا جائے تو کیا یہ طریقہ جائز ہے۔ براہ کرم عمل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور فقہ حنفیہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

محمد ثناء اللہ ولد عبدالرزاق، مسجد درگاہ سرفراز کالونی، حیدرآباد سندھ

۷۸۲ **الجواب:** قرآن کریم اگر پرانا بوسیدہ ہو جائے اور اس قابل نہ رہے کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق منتشر ہو کر ضائع ہوں گے، تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کے لئے لحد بنائی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ قرآن کریم پر مٹی نہ آئے۔ البتہ ایسی حالت میں اسے جلایا نہ جائے (عالمگیری) کہ اس کے جلانے سے اس کی بے حرمتی کی بو آتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ رشوال المکرم ۱۴۰۳ھ

کالا خضاب لگانا

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گزارش یہ ہے کہ داڑھی میں سیاہ خضاب لگانا کیسا ہے؟ کچھ علماء دین سیاہ خضاب لگانا مکروہ سمجھتے ہیں اور کچھ علماء دین مکروہ تحریمی۔ جناب آپ سے گزارش ہے کہ شریعت کی رو سے فتویٰ دیں کہ داڑھی میں سیاہ خضاب لگانے والے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ آپ کا دعا گو مخلص برکت علی قادری، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** سیاہ خضاب خواہ مازو یا ہلیلہ و نیل کا ہو۔ خواہ تیل و حنا مخلوط خواہ کسی چیز کا سوائے مجاہدین کے سب کو مطلقاً حرام ہے اور صرف مہندی یا سرخ خضاب یا اس میں نیل کی کچھ پتیاں ملا کر جس سے سرخی میں پختگی آ جائے اور رنگ سیاہ نہ ہونے پائے۔ سنت مستحبہ ہے۔ حضرت شیخ محقق علامہ عبدالحق دہلوی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں (خضاب بسواد حرام است وصحابہ وغیرہم خضاب سرخ می کردند وگاہے زرد نیز ملخصا)۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ الصفرۃ خضاب المومن والحمرۃ خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر (زرد خضاب ایمان والوں کا سرخ خضاب اسلام والوں کا اور سیاہ خضاب کافروں کا)۔ (طبرانی وحاکم) اس کے علاوہ اور احادیث میں "سیاہ خضاب پر سخت سخت وعیدیں اور مہندی کے خضاب کی ترغیبیں بکثرت وارد ہیں"۔ یہ چند سطریں خلاصہ ہیں اعلحضرت امام اہلسنت کے فتویٰ مبارکہ کا۔ اور ان کے مقابل نہ کسی کا قول مستند۔ نہ کسی کا قول سند۔ خصوصاً واعظوں کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ رشوال المکرم ۱۴۰۳ھ

مخصوص انعامی بانڈ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین درمیان اس مسئلہ میں کہ: مسمّی محمد ہارون نے انعامی بانڈ اسکیم کے تحت حکومت پاکستان سے منظور شدہ ایک انعامی بانڈ قیمتاً خریدا اور بذریعہ قرعہ اندازی مذکورہ شخص کا خرید شدہ انعامی بانڈ انعام کا مستحق ٹھہرا۔ ایسی حالت میں علماءِ دین کا فتویٰ درکار ہے کہ محمد ہارون کے لئے مذکورہ رقم از رُوئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

العارض۔ محمد ہارون، معین ٹریڈرز' اسٹیشن روڈ' حیدرآباد، ۱۳ر نومبر ۱۹۸۳ء

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں اگر وہ انعامی بانڈ گیارہ روپیہ والا نہیں ہے تو اس کی رقم جائز ہے اور یہ انعامی رقم وہ جہاں چاہے استعمال کرسکتا ہے۔ گیارہ روپیہ والے میں کچھ رقم گرہ سے فوراً کٹ جاتی ہے اس لئے وہ جائز نہیں یوں ہیں جہاں رقم جیب سے چلی جاتی ہے یہی حکم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۷/۱۱/ ۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب ان شاء اللہ تعالیٰ نجیح ومثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۰ر جمادی الاولی ۱۴۰۴ھج

کھاتے وقت سلام کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ جب کوئی شخص کھانا کھاتا ہو اور دوسرا شخص آجائے تو اس کو السلام علیکم کہے تو کیا اس کو جواب دینا ضروری ہے یا نہیں؟

۲۔ کھانا کھاتے وقت باتیں کرنا کیسا ہے؟ السائل عبدالقدیر، ٹنڈوالہیار

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔ لوگ کھانا کھا رہے ہوں اس وقت کوئی آیا تو سلام نہ کرے کہ اس کے منھ میں لقمہ ہوگا جواب نہ دے سکے گا۔ ہاں اگر وہ کھانے کے لئے بیٹھا ہی ہے یا کھا چکا ہے تو کرسکتا ہے کہ اب وہ عاجز نہیں۔ جواب دے سکے گا۔ (ردالمحتار) اور اسی سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ منھ میں لقمہ ہونے کی صورت میں اس پر جواب واجب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بالکل چپ رہنا مجوسیوں کا طریقہ ہے اور بیہودہ، لایعنی فضول باتیں کرنا' ہر وقت ممنوع ہے لہٰذا اچھی باتیں کرتا جائے۔ (ردالمحتار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر جمادی الاولی ۱۳۸۰ھج

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب المتفرقات (مختلف مسائل)

رقم مقرر کر کے دلاّلی لینا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی زمین ہے۔ وہ اسے فروخت کرنا چاہتا ہے۔ عمرو نے جو کہ دلال ہے اور دلالی کرتا ہے۔ زید سے کہا کہ مجھے ۵۰۰ سو روپیہ دو تو میں ابھی آپ کی زمین فروخت کراتا ہوں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کو لینا اور عمرو کو دینا شریعت کی رو سے جائز ہے یا ناجائز؟ فقط الراقم قمر الدین، گلزار گلی حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** وباللہ التوفیق: اس طرح رقم مقرر کر کے دلالی جائز ہے۔ البتہ فی صد کمیشن کے حساب سے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم الفقیر عبد المصطفیٰ ازہری، شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ، عالمگیر روڈ، کراچی

۷۸۶۔ ذلك كذلك والی مصدق كذلك

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۰۷ھ

میّت کی قبر پر سورۃ البقرہ کی آیات

سوال: محترم جناب حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میّت کے دفنانے کے بعد جو اس کی قبر پر سورۃ البقرہ کا پہلا اور آخری رکوع پڑھا جائے تو اسے جہر سے نہ پڑھے بلکہ آہستہ آہستہ پڑھے کہ دوسرے لوگ نہ سنیں اور ایصالِ ثواب میّت اور دوسرے مسلمانوں کے حق میں کریں جب کہ یہاں پر عام رواج یہ ہے کہ اسے جہر سے پڑھا جاتا ہے۔ سلطان روم گاؤں، ضلع سوات

۷۸۶ **الجواب:** جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا فرض ہے جب کہ وہ وہاں سننے کو حاضر ہوں۔ (غنیۃ، فتاوٰی رضویہ) چونکہ قبرستان میں لوگوں کا آنا تدفین و ایصالِ ثواب کے لئے ہوتا ہے نہ کہ تلاوت سننے کے لئے۔ لہٰذا اگر پڑھا جائے تو ایک بھی سننے میں مصروف ہو تو کافی ہے مگر بہتر یہ ہے کہ سرّی طریقہ سے پڑھا جائے تاکہ جو لوگ اس وقت باتوں میں لگ جاتے ہیں وہ خواہ مخواہ گناہگار نہ ہوں، یہی علماء کا معمول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۴/۲/۱۹۸۳ء

بعد سلام کے دعا ''رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا'' پڑھنا

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ

ا۔ جب لوگ مسجد میں نماز فجر اور جمعہ کے بعد کھڑے ہوکر باآواز بلند سلام پڑھتے ہیں جس میں امام مسجد بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس کے ختم ہونے کے فوراً بعد امام صاحب یہ دعا پڑھتے ہیں رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٚ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۲۳﴾ (الاعراف) ۔ اے رب ہمارے ظلم کیا ہم نے جانوں اپنی پر اور اگر نہ بخشے گا تو ہم کو اور نہ رحم کرے گا تو البتہ ہو جائیں گے ہم ٹوٹا پانے والوں میں سے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ "سلام کے بعد اس دعا کا فوراً پڑھنا درست نہیں ہے" کہ سلام افضل و بہتر کام ہے بلکہ اللہ کا کام ہے کہ اللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پڑھتا ہے اور جب مسلمان نیک کام یا کوئی بھی کام کرتے ہیں تو ملائکہ ان کو لکھ لیتے ہیں اور جو وہ اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں تو اس میں ہماری یہ دعا بھی جو وہ لکھ کر لے جاتے ہیں پیش کریں گے جب کہ اللہ ان سے دریافت فرمائے گا کہ تم نے بندوں کو کس حال میں پایا؟ ان کے پیش کرنے پر اللہ فرمائے گا کہ اے فرشتو! تم گواہ ہو کہ یہ لوگ میرے کام کو ظلم سمجھتے ہیں۔ ایسا ہی سوال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے پر ہوگا۔ تو پھر ہمارا ٹھکانا کہاں ہوگا؟ اس صورت میں ہم راندۂ درگاہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے۔ اس لئے آپ اس کو نہ پڑھا کریں اس کے جواب میں وہ فرماتے ہیں کہ کلام پاک کی آیت ہے اور دعا ہے جو کہ آدم علیہ السلام نے پڑھی تھی۔ اس لئے سلام کے فوراً بعد پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۔ الحمد للہ رب العالمین التحیات للہ والصلوت الخ ایک صاحب اس طرح پڑھتے ہیں۔ تو لوگ ان پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس طرح پڑھنے سے الفاظ اور معنی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً الٰہی میرے اللہ کے واسطے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے الٰہی میرے معبود میرے خدا۔ وضاحت فرمائیں اس طرح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ پڑھنے والے صاحب اس کو قرأت کہتے ہیں۔ امید کرتا ہوں کہ کتاب و سنت سے جواب مرحمت فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

احمد حسین انصاری، لانڈھی، کراچی

۷۸۶ الجواب: ا۔ کسی بھی موقع و محل پر آدمی کو اپنی نکمی عقل کے فرضی گھوڑے دوڑا کر مسئلہ شرعیہ کو محض اپنی ذہانت پر اعتماد کرتے ہوئے قیاس نہیں کرنا چاہئے۔ آخر دواوین میں بیان کردہ الفاظ سائل نے یا معترض نے کہاں سے نقل کئے حوالہ دیں محض اپنے قیاس سے اتنی جرات کی تو بیجا جسارت کی اسے توبہ کرنا چاہئے۔ ربنا ظلمنا ایک دعا ہے جو آدم علیہ السلام کو تعلیم فرمائی گئی اور دعا کے اول و آخر درود شریف دعا کی قبولیت کی مؤجب ہے۔ اس مسئلہ میں امام صاحب حق پر ہیں۔ واللہ اعلم

۲۔ عربی تلفظ میں یائے مجہول جیسا کہ اردو خوانوں میں مروج ہے رائج و مروّج نہیں تو للہ کو لِلّٰہِ اور التحیاتُ ہی پڑھنا درست اور قواعد تجوید کے مطابق ہے، اعتراض بیجا ہے، اگر وہ کسرہ و ضمہ کو اس طرح ادا کرتے ہیں کہ کسرہ ی تک اور ضمہ واؤ تک پہنچ جائے تو غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ

کبوتر پالنا اوران کو کھانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کبوتر پالنا جائز ہے یانہیں؟ اوران کا کھانا حلال ہے یانہیں؟ جب کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ کبوتر پالنا جائز ہےاور حلال بھی ہے لیکن ان کو ذبح نہ کرنا چاہئے کیوں کہ یہ اماموں کے قاصد رہے ہیں آیا کبوتر اماموں کے قاصد رہے ہیں یانہیں؟ بینوا توجروا　　فقط بابو خان، پختہ قلعہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** کبوتر پالنا تو جائز ہے لیکن کبوتر بازی حرام ہے کہ ناحق بے زبان جانور کو تکلیف دینا ہے۔ کبوتروں کا کھانا بھی حلال ہے اور یہ بات کہ کبوتر پیغام رسانی کا کام کرتے ہیں اس حلال کو حرام نہیں کرسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۱ر رجب المرجب ۱۳۸۹ھ

لڑکی بیچ کر زمین خریدنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی لڑکی بیچ کر وہ پیسے اپنے پاس رکھ لئے۔ چند ماہ کے بعد کسی آدمی نے اپنی زمین بیچنے کا ارادہ کیا تو اس شخص نے جا کر ان پیسوں سے وہ زمین خرید لی۔ چند دنوں کے بعد اس شخص کو کسی علم والے نے سمجھایا کہ یہ حرام ہے۔ تو وہ شخص اب شریعت محمدی ﷺ پر عمل کرنا چاہتا ہے تو اس کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ جب کہ زمین دینے والا زمین واپس بھی نہیں لیتا اور وہ زمین کے پھل سے مسافروں اور غریبوں کو کھانا یا خیرات دیتا ہے۔ تو وہ قبول ہوگا یانہیں؟ اور وہ خود بھی کھا رہے ہیں تو کیا یہ حرام ہے یا حلال؟ یا وہ شخص اس زمین کو بیچ کر اپنے لڑکوں کی شادی کرانا چاہتا ہے یا خود اپنے لئے زمین دے کر عورت شادی کے لئے لے سکتا ہے یانہیں؟ بینوا توجروا

متعلم حافظ غلام مصطفیٰ، دارالعلوم احسن البرکات، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** زمین والا اگر زمین واپس کردے اور اپنی رقم لے لے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی لغزشوں کو معاف فرمائے گا (ابوداؤد، ابن ماجہ) اور اگر وہ واپس نہیں کرتا تو اس پر فرض ہے کہ اس کی پیداوار سے رقم جمع کرے اور ایک ساتھ یا قسط وار اس شخص کو وہ رقم ادا کرے جس کے ہاتھ لڑکی کو بیچا تھا۔ یا کسی سے قرض لے کر اس کی رقم چکائے۔ اسی طرح اس لڑکی کے خریدار پر فرض ہے کہ اس لڑکی کو اس کے حوالے کردے۔ وہ لڑکی آزاد ہے۔ اس پر صرف اپنا حق ہے یا پھر اس کے ماں باپ کا۔ حرام کا مرتکب جس طرح اس کا باپ ہے یوں ہی وہ بھی حرام کا مرتکب ہے، جس نے اس لڑکی کو خریدا۔ دونوں پر توبہ فرض ہے۔ بہرحال روپیہ دینے والے کا لڑکی پر کوئی حق نہیں اور جو روپیہ اس نے دیا وہ لینے والے پر قرض ہے، خواہ یہ معاف کردے اور آخرت کا ثواب لے یا اس سے وصول کرے۔ رقم وصول کرنے کے لئے لڑکی کو نہیں روک سکتا۔ روکے گا تو اور گنہگار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۸ر رجب المرجب ۱۳۸۹ھ

عمداً یا بھول کر قتل کر دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر ایک شخص کسی دوسرے کو دانستہ یا بغیر قصد کے قتل کر دے اور دونوں فریق آپس میں شرعی فیصلہ کے مطابق مصالحت کرنا چاہیں تو اس کی کیا صورت ہوگی؟ بینوا توجروا

ایک بندہ خدا۔ لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ایسی صورت میں مقتول کے اولیاء کو حق ہے کہ وہ مقتول کے عوض دس ہزار درہم چاندی کا مطالبہ کریں اور ایک درہم ساڑھے چار آنہ کا ہوتا ہے۔ اگر اس رقم سے کم پر دونوں فریق راضی ہو جائیں اور باہم مصالحت کریں تو پھر وہی رقم دینا لازم ہوگی۔ عالمگیری میں ہے واذا اصطلح القاتل واولیاء القتیل علیٰ مال یجب المال قلیلًا کان او کثیرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاوّل شریف ۱۳۸۹ھ

ڈاکخانہ سے جو رقم زائد ملی وہ سود ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص ایک مسجد کا پیش امام تھا اور اس کا روپیہ ڈاکخانے میں جمع تھا اور اس کا کوئی وارث نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے اس نے اپنی زندگی میں مسجد کو اپنے سرمایہ کا وارث بنایا تھا کہ مرنے کے بعد یہ رقم مسجد کو ملے۔ چنانچہ دو سال گزرے اس کا انتقال ہو گیا ہے اور مسجد نے عدالت کے ذریعے فیصلہ حاصل کر کے یہ رقم ڈاکخانے سے وصول کر لی ہے۔ کل رقم دو ہزار ستر روپے پندرہ پیسے ہیں۔ ڈاک خانہ سے معلوم ہوا کہ مرحوم کی اصل رقم ایک ہزار آٹھ سو دو روپے تین پیسے تھی اور باقی رقم دو سو اٹھ روپے بیاسی پیسے یہ اس کا منافع گویا سود ہے اور یہ رقم ڈاکخانہ سے کل ملی ہے۔ اب اس رقم کا مسجد کی کمیٹی والے کیا کریں؟ ایسا نہ ہو کہ نیکی برباد گناہ لازم والی مثال ہو جائے۔ مسجد کا تعمیری کام بھی شروع ہونے والا ہے اور پیشاب گھر بھی بنوانے ہیں۔ کیا یہ رقم اس مد پر خرچ کر سکتے ہیں؟ ایسا نہ ہو تو پھر مسجد کمیٹی اس رقم کو کیا کرے؟ براہ کرم وضاحت فرمائیں۔ فقط، حاجی منظور احمد، متولی شاہی مسجد، شاہی بازار، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: ڈاک خانہ سے جو رقم زائد ملی ہے وہ سود ہے اور حرام! حرام! حرام! روپیہ ہے۔ کسی کام میں لگانا جائز نہیں۔ نیک کام ہو یا اور۔ سوا اس کے کہ جس سے لیا اسے واپس کر دے اور ڈاک خانہ یا بنک کو یہ رقم دینا خطرات سے خالی نہیں۔ اس لئے یہ رقم فقیروں پر تقسیم کرے اس کے علاوہ کوئی وسیلہ اس کے پاک کرنے کا نہیں۔ پھر اسے خیرات کر کے جیسا پاک مال سے ثواب ملتا ہے اس کی امید رکھے تو سخت حرام ہے بلکہ فقہاء نے کفر لکھا ہے۔ ہاں جو شرع نے حکم دیا کہ حقدار نہ ملے تو فقیروں کو تصدق کرے اس حکم کو مانا تو اس پر ثواب کی امید کر سکتا ہے اور مسجد کی تعمیر میں بعینہ روپیہ نہیں لگایا جاتا بلکہ اس سے اشیاء خریدتے ہیں، خریداری میں اگر یہ نہ ہوا ہو کہ حرام رکھا کر کہا، کہ اس کے بدلے فلاں چیز دے، اس نے دی اس نے وہی رقم حرام کی قیمت میں دے دی، تو جو چیزیں خریدیں وہ خبیث نہیں ہوتیں۔ انہیں پیشاب خانہ وغیرہ میں صرف کیا جا سکتا

ہے۔(الفتاویٰ الرضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر صفر المظفر ۱۳۸۹ھ

محراب میں شیشہ کا کام اور ائمہ کے نام

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی گزارش خدمت یہ ہے کہ ہمارے شہر کڈھن میں ایک مسجد اہل سنت و جماعت نے بنوائی ہے۔ جس کی محراب کے اندر شیشہ کا کام کیا گیا ہے۔ اتفاق سے یہاں پر علمائے دیو بند کا جلسہ ہوا اور جلسہ میں موجود علماء کرام مسجد میں تشریف لائے۔ انھوں نے مسجد شریف کو دیکھا محراب کو دیکھ کر انھوں نے اپنا فرمان جاری فرمایا کہ جو محراب کے اندر نام لکھے گئے ہیں وہ شریعت کے خلاف ہیں اور ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ محراب کے اندر سامنے قرآن شریف لکھنے کا بھی حکم نہیں ہے یہ جو کچھ محراب کے اندر لکھا ہوا ہے شریعت کے خلاف ہے۔ اب محراب کا مکمل نقشہ آپ کی خدمت میں روانہ کیا جا رہا ہے۔ محراب کے اندر گولائی میں جو پنجتن کے نام ہیں وہ سر کے برابر ہیں سجدہ اور رکوع میں سامنے نہیں ہوتے ہیں۔ لہٰذا برائے کرم قانونِ شریعت کے مطابق آپ اپنا فتویٰ عنایت فرمائیں کہ محراب کے اندر یہ سب کام درست ہے یا پھر ان تمام ناموں کو محراب سے نکال دیا جائے؟ عین نوازش ہوگی۔ فقط والسلام عبد الحمید عفی عنہ، کڈھن ضلع بدین

۷۸۶ **الجواب:** مسجدوں میں ظاہری زینت زمانہ سلف صالحین میں فضول و ناپسند تھی۔ مگر علماء حاضرین نے اس کی اجازت فرمائی کہ اس سے عوام الناس کی نظروں میں مسجدوں کی عظمت اور دلوں میں وقعت بڑھتی ہے۔ مگر اب بھی دیوار قبلہ کو عموماً اور محراب کو خصوصاً ایسی چیزوں سے بچانے کا حکم ہے۔ جس سے لوگوں کا نماز میں دھیان بٹے یا ان کی نظروں کو پریشان کرے۔ لہٰذا اسمائے طیبہ اگر اتنی اونچائی پر لکھے گئے ہیں کہ نمازی کی نظریں ان پر نہیں پڑتیں کوئی حرج نہیں۔

وہابیہ کا انہیں ناجائز سمجھنا بربنائے کلمہ ''یا محمد'' ہے جو ان کے دھرم میں شرک ہے اور وہابیت مردود ہے۔ مولیٰ عزوجل اپنی پناہ میں رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ رربیع الاوّل شریف ۱۳۸۹ھ

قطع رحمی گناہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی ایک سوتیلی ماں ہے۔ زید نے کبھی بھی سوتیلی ماں اور سوتیلے بہن بھائیوں کو سوتیلے پن کا احساس نہیں ہونے دیا اور زید اپنی سوتیلی ماں کو ہر ماہ پابندی سے خرچ بھی دیتا رہا لیکن زید کے سوتیلے بھائی اور ماں نے اس کے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ جس سے زید ذہنی طور پر پریشان ہوا۔ اب زید سوتیلی ماں اور بہن بھائیوں سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھنا چاہتا بلکہ ان کو دیکھنا بھی نہیں چاہتا۔ ایسی صورت میں زید جو سوتیلی ماں کو خرچ دیتا تھا اس کی پابندی لازم ہے یا نہیں؟ فقط السائل۔ اظہر فاروق، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئول عنہا میں زید اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ جو معاملہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کا نام قطع رحمی ہے اور شریعت نے قطع رحمی کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔ احادیث کریمہ میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ قطع رحمی کرنے والوں پر رحم نہیں فرماتا'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خالہ کے بیٹے مسطح نام کے تھے جو نادار' مہاجر' صحابی تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا خرچ اٹھاتے تھے لیکن جب مسطح نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے والوں کا ساتھ دیا' تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ مسطح کے ساتھ حسن سلوک نہ کریں گے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے آیت وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ الآیہ (النور:22) نازل فرمائی اور اسی میں یہ ہے اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ' کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے۔'' جب یہ آیت حضور اکرم ﷺ نے پڑھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بے شک میری آرزو ہے کہ اللہ میری مغفرت فرمائے اور میں مسطح کے ساتھ جو سلوک کرتا تھا اس کو بھی موقوف نہ کروں گا چنانچہ آپ نے اس کو جاری فرمادیا''۔ (کنز الایمان وخزائن العرفان) یہ معاملہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے خالہ زاد بھائی کے ساتھ تھا تو انھوں نے اللہ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کردیا اور زید اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ سلوک موقوف کرنا چاہتا ہے حالانکہ سوتیلی ماں حقیقی ماں کی طرح ہوتی ہے تو جس طرح حقیقی ماں کے حقوق زید پر لازم' اسی طرح سوتیلی ماں کے حقوق زید پر لازم ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۸۹ ھج

زوجین کا ایک دوسرے کا پیشاب پینا اور آلۂ تناسل منہ میں لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر شوہر اپنی بیوی کا پیشاب جان کر پیئے اور اس کی بیوی اپنے شوہر کا آلۂ تناسل منہ میں لے کر چوسے تو' کیا ان دونوں پر کلمہ پڑھنا لازم ہو گیا یا نہیں؟ ویسے دونوں شوہر وزن اسلام پر قائم ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں اور اسلام کے تمام ارکان پورے کرتے ہیں۔ اگر شوہر اپنی بیوی کا دودھ جان کر پیئے تو نکاح قائم رہا یا نہیں؟
فقط۔ عزیز الرحمٰن، یونٹ نمبر ۱۱' لطیف آباد حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: بیوی' خواہ کسی مرد عورت یا حلال حرام جانور کا پیشاب حرام جان کر پیا تو سخت گناہ اور خباثت قلبی کا نشان ہے۔ اس سے فوراً توبہ فرض اور اگر معاذ اللہ بیوی کے پیشاب کو حلال سمجھا اور پی گیا تو ایمان بھی گیا۔ از سر نو کلمہ پڑھے اسلام لائے اور دوبارہ نکاح پڑھائے۔ یونہی عورت کی وہ بیہودہ حرکت اس کی دلی گندگی کا پتہ دیتی ہے۔ سچے دل سے توبہ کرے مگر ایمان ابھی باقی ہے۔ ہاں بیوی کا دودھ پینے سے نکاح نہیں جاتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ رجب المرجب ۱۳۹۸ ھج

جن جانوروں سے بدفعلی کی گئی ان کو جلا دیا جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکے نے بھینس کے ساتھ جماع کر لیا ہے اور اس بھینس اور

لڑکے کے بارے میں جو شرع شریف کا حکم ہو واضح فرمائیں۔ السائل الٰہی بخش، لطیف آباد حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جس بھینس کے ساتھ صحبت کی گئی ہے اس کو ذبح کر کے جلا دیں، اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے۔ (درمختار ردالمحتار) اور جس سے یہ قبیح فعل سرزد ہوا ہے اسے مناسب سزا دی جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸/۶/۱۹۷۸ء

قرآن کریم بوسیدہ ہو تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کو ایک قبر کھود کر اس میں جلا کر دفن کر دیا۔ یہ جو کچھ انہوں نے کیا یہ شرع کے موافق ہوا یا نہیں؟ السائل محمد جمیل احمد وارثی، اسسٹنٹ پروفیسر، ٹنڈو جام

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: قرآن مجید پرانا بوسیدہ ہو جائے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کے لئے لحد بنائی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ قرآن کریم پر مٹی نہ پڑے۔ مصحف شریف بوسیدہ ہو جائے تو اس کو جلایا نہ جائے۔ تاہم اگر کسی نے غلطی سے یا لاعلمی میں ایسا کر لیا تو اس کی راکھ کو اسی طرح دفن کرے جیسا کہ اوراق کا حکم ہے اور آئندہ اس سے اجتناب برتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۷/۳/۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۷ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

مسجد کے دروازے طاق تعداد میں

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ اکثر مسجدوں میں دیکھا گیا ہے کہ دروازے گنتی میں ۳ ہوتے ہیں یا ۵ یا ۷ یا ۹ یا ۱۱ یا ۱۳۔ آپ کو مثال کے طور پر بتایا ہے ایسے ہوتے ہیں مگر ایسے نہیں ہوتے ہیں جیسے ۲ یا ۴ یا ۶ یا ۸ یا ۱۰۔ یہ مسئلہ ہمیں بتائیں کہ آخر وہ ایسے کیسے ہوتے ہیں؟ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** حدیث شریف میں فرمایا ان اللہ وتر یحب الوتر۔ اللہ تعالیٰ طاق یعنی واحد و یکتا ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے، اس لئے مسلمانوں کا معمول رہا ہے کہ جہاں تک ممکن ہوتا ہے اس جگہ عدد طاق پسند کرتے ہیں یعنی ایسا عدد جو پورا تقسیم نہ ہو سکے۔ ھٰذا ما عندی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی القعد ۱۳۹۹ھ

خلفائے راشدین کے نام پر روڈ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: سرفراز کالونی حیدرآباد میں چند سڑکوں اور گلیوں کے نام تنظیم اصلاح سرفراز کالونی نے خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی سے منسوب کر کے رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ

خلفائے راشدین کا نام نامی اسم گرامی روزانہ ہر زبان پر آئے اور آنکھوں میں سمائے تا کہ ایمان تازہ ہو اور ان کا نام بلند ہو۔ اس مقصد مقدس کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک سڑک کا نام "صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روڈ" اور دوسری سڑک کا نام "فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روڈ" اور تیسری سڑک کا نام "عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روڈ" اور ایک چوک کا نام "حیدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوک" رکھا گیا ہے۔

آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس سلسلہ میں اپنا فتویٰ صادر فرمائیں اور تنظیم کو ممنون و مشکور فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

خدمت میں جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب مدظلہ العالی، دارالعلوم احسن البرکات' حیدرآباد، فقط آپ کا فرمانبردار محمد اکرم آرائیں، صدر تنظیم اصلاح، سرفراز کالونی' حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: "تنظیم اصلاح سرفراز کالونی" کے ممبران و ارکان کا یہ فیصلہ بڑا مستحسن اور قابل قدر و قابل عمل ہے۔ مولائے کریم اس پر عمل کی توفیق بخشے اور اس کے ذریعہ سواد اعظم اہل اسلام کے عقیدہ متعلقہ خلافت پر خصوصاً اور ان حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طفیل دوسرے عقائد پر استقامت نصیب فرمائے۔ (آمین) فقیر اس سلسلہ میں اتنی ترمیم پیش کرتا ہے کہ ان سڑکوں پر جو پتھر نصب کیے جائیں ان کی عبارت یوں ہو۔

خلیفہء اوّل

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روڈ

خلیفہء دوم

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روڈ

خلیفہء سوم

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روڈ

خلیفہء چہارم

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوک

نیز کسی نام پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ رض ہرگز نہ لکھیں کہ شرعاً ایسا لکھنا ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رمحرام الحرام ۱۳۹۹ ھج

کسی خاص مقصد کے تحت چندہ کیا تو اسی میں صرف ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: اکثر مساجد کی انتظامیہ مختلف ایام میں مثلاً گیارہویں شریف' شب قدر' شب معراج' شب برات' ربیع الاوّل اور عرائس وغیرہ کے لئے عوام سے چندہ وصول کرتی ہیں مگر اس پیسے میں

سے کچھ رقم ان ایام پر خرچ کرنے کے بعد بچالی جاتی ہے۔ جو بعد میں ائمہ کرام و مؤذن کے وظیفہ اور مساجد کے دیگر اخراجات پر خرچ کردی جاتی ہے جب کہ وہ پیسہ اسی شب پر خرچ کرنے کی گنجائش بھی ہوتی ہے۔ از روئے شرع تحریر فرمائیں کہ کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا السائل محمد عبدالرحیم نقشبندی، متعلم دارالعلوم احسن البرکات' حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** خاص خاص مواقع پر جو چندے کئے جاتے ہیں وہ انہیں مواقع کے لئے ہوتے ہیں انہیں میں خرچ ہونے چاہئیں۔ پھر بھی کوئی رقم باقی ہے تو چندہ دینے والوں سے اجازت حاصل کر کے خواہ مسجد وغیرہ میں اعلان کر کے کہ دینے والوں کو اب کوئی اعتراض نہ رہے دوسرے اخراجات میں خرچ کی جاسکتی ہے ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

قتل کا معاوضہ (دیت)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے کسی آدمی کو قتل کردیا۔ اب وہ یہ چاہتا ہے کہ میں مقتول کے ورثاء کو اس قتل کے بدلے میں کچھ معاوضہ دے دوں مگر یہ کہ قیامت کے دن میرا یہ گناہ ظاہر نہ ہو۔ کیا اللہ تعالیٰ وہاں بھی اس کے بدلے میں قاتل کو سزا دے گا یا معاوضہ کی وجہ سے معاف ہو جائے گا۔ بینوا توجروا

السائل حافظ منظور احمد، ضلع لاڑکانہ

۷۸۶ **الجواب:** اولیائے مقتول اگر مال لے کر مصالحت پر آمادہ ہیں تو اس کار خیر میں تاخیر کیسی؟ دنیا میں تو اپنی برأت کا انتظام کرلے۔ نیت بخیر منزل آسان۔ اس کریم کو معاف فرماتے کیا دیر لگتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

افلاس کے خوف سے منصوبہ بندی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کوئی شخص رزق کی تنگی یا سنبھال اور دیکھ بھال کی تنگی سے تنگ آ کر اپنی عورت کا بچہ پیدا کرنا بند کرادیتا ہے۔ آیا! شرعی نقطۂ نظر سے یہ جائز ہے یا ناجائز؟ فقط خادم الفقراء۔ محمد ظفر عباس قادری

۷۸۶ **الجواب:** افلاس و تنگدستی کے خوف سے اولاد کو زندہ درگور کردینا یا انہیں قتل کردینا' کفار و مشرکین کا معمول رہا ہے اور قرآن عظیم نے اس عقیدہ کی سختی سے تردید فرمائی۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اسی میں داخل ہے افلاس و تنگدستی کے خوف سے حمل ساقط کرانا' یا وہ تدابیر اختیار کرنا جو مانع حمل ہیں۔ ہاں اگر عذر ہو مثلاً عورت کے شیر خوار بچہ ہے اور حمل سے دودھ خشک ہو جائے گا اور بچہ کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو اس مجبوری سے حمل ساقط کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کے اعضاء نہ بنے ہوں اور اس کی مدت ایک سو بیس دن ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

افلاس سے منصوبہ بندی پر عمل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی اولاد کثیرہ کے باعث مالی پریشانی میں ہے اور یہی وجہ بچوں کی ماں کی تندرستی کے لئے مضر ہے تو وجہ بچوں کے بند کرائے جانے میں شرعی عذر ہے؟ مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

فقط السائل۔ سیّد یوسف علی، حسین آباد' پھلیلی روڈ' نزد پاکستان چوک' حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** کثرت اولاد کی صورت میں' دو چیزیں ہیں جو انسان کو نسل کشی پر آمادہ کرتی ہیں۔ ''ایک افلاس مفلسی' ناداری اور محدود آمدنی کا فی الحال پایا جانا یعنی والدین واقعتہً فی الحال افلاس مفلسی میں مبتلا ہیں اور دوسری چیز ہے خوف افلاس، مفلسی کے اندیشے یعنی والدین فی الحال تو مفلسی میں مبتلا نہیں ہیں لیکن اندیشہ کر رہے ہیں کہ اولاد بڑھتی رہی تو موجودہ آمدنی ہرگز ہرگز کفایت نہ کرے گی۔'' اور قرآن کریم نے ان دونوں ہی نظریات کو باطل قرار دیا ہے اور فرمایا نحن نرزقکم وایاھم ''ہم تمہیں رزق دیتے ہیں انہیں بھی دیں گے۔'' اسی لئے علماء کرام نے ارشاد فرمایا اسقاط حمل کے لئے دوائیں استعمال کرنا' یا دائی خواہ لیڈی ڈاکٹر سے حمل ساقط کرانا منع ہے بچہ کی صورت بنی ہو یا نہ بنی ہو۔ دونوں کا ایک حکم ہے ہاں اگر عذر ہو مثلاً عورت کے شیر خوار بچہ ہے اور باپ کے پاس اتنا بھی نہیں کہ دایا یا دودھ پلائی مقرر کرے یا دایہ میسر نہیں ہوتی اور حمل سے دودھ خشک ہو جائے گا اور بچہ ہلاک ہونے کا صحیح اندیشہ ہے تو اس مجبوری سے حمل ساقط کرایا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے اعضاء نہ بنے ہوں اور اس کی مدت ایک سو بیس دن ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ) مانع حمل دواؤں کا استعمال بھی اسی مجبوری کے ماتحت جائز ہونا چاہئے۔ نہ کہ افلاس و مفلسی کے تحت کہ قرآنی احکام کی صریح خلاف ورزی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رذی القعد ۱۳۹۹ھ

شرعی عذر کی وجہ سے منصوبہ بندی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی زوجہ کی منصوبہ بندی کرائی ہے کیوں کہ ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ اگر اس کی منصوبہ بندی نہ کرائی گئی تو اس کی جان جانے کا خطرہ ہے۔ مذکورہ شخص نے چند سال کے لئے منصوبہ بندی کرائی ہے۔ کیا ایسا کرانا جائز ہے یا نہیں؟ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** عورت کی جان جانے کا صحیح اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں مقررہ مدّت کے لئے منصوبہ بندی میں کوئی گناہ نہیں اور اب تو یہ فعل ہو چکا۔ قال اللہ تعالیٰ اِلَّا خَطَـًٔا (النساء:92)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رمحرم الحرام ۱۴۰۱ھ

اذان سے قبل سلام پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ اذان ہونے سے یا اذان کہنے سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی کے جواب میں بلند آواز کرنا کیسا ہے؟

۳۔اقامت کے وقت حیّ علی الصلوۃ کے الفاظ ادا کرتے وقت نماز کے لئے کھڑا ہونا کیسا ہے؟

۴۔انتظامیہ کمیٹی کے ممبرز کن خصوصیات کے حامل ہونے چاہئیں اور نیز ممبرز کی تعداد کتنی ہونی چاہئے؟

۵۔مسجد کا تیل بیچنے سے جو رقم حاصل ہوتی ہو اسے کس مد میں صرف کیا جائے؟

۶۔نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی سنتے وقت دونوں انگوٹھوں کو ملا کر چومنا کیسا ہے؟

فقط والسلام اللہ دین، سیٹلائٹ ٹاؤن، میرپور خاص

۷۸۶ **الجواب**: ۱۔اذان سے قبل صلوۃ وسلام پڑھنا جائز ہے۔البتہ اذان کے مقابلہ میں اسے پست آواز سے پڑھا جائے تاکہ صلوۃ وکلمات' اذان کے کلمات سے ممتاز ہیں اور وہابیہ کو اعتراض کی گنجائش نہ ملے۔واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔یہ ایک ایسا عمل ہے جو عام مسلمانوں میں معمول ومرقوم ہے' شرعاً نہ اس کا مطالبہ ہے نہ ممانعت اور جب شریعت مطہرہ اس سے منع نہیں کرتی تو ہم اور آپ منع کرنے والے کون۔واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔اقامت شروع کی جائے تو جو لوگ مسجد میں موجود ہیں وہ بیٹھے رہے۔اس وقت اٹھیں جب مکبر حی علی الصلوۃ پر پہنچے' یہی حکم امام کے لئے ہے۔اگر کوئی اس کے خلاف کرتا ہو تو گناہ گار نہیں لہٰذا اس مسئلہ میں بحث تکرار نہ کی جائے' کہ مسلمانوں میں خواہ مخواہ انتشار پھیلے گا۔(عالمگیری وغیرہ)۔واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔انتظامیہ کے ممبران خدا ترس' دیندار' سنی اور اپنے فرائض بخوبی انجام دینے والے ہونے چاہئیں تاکہ مسجد آباد رہے نمازی بڑھیں اور نظام میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔تعداد کی کوئی قید نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔اگر مسجد والوں کا معمول یہ ہو کہ بچا ہوا تیل امام مؤذن کو دیا جاتا ہے تو انھیں کو دیا جائے ورنہ جو معمول رہا اسی کے مطابق عمل کریں۔واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔نام اقدس سنکر دونوں انگوٹھوں کو چومنا جائز بلکہ مستحب ہے۔(درمختار وغیرہ)۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴؍ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

پستانوں کو دبا کر ختم کر دینا

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی گزارش خدمت میں یہ ہے کہ سندھ کے دیہاتوں میں کچھ قبائل کی ایسی عورتیں ہیں جو اپنی لڑکیوں کے بلوغت سے پہلے ہی ان کے ابھرتے ہوئے پستان کو دباتی ہیں۔پھر اپنی لڑکیوں کو بولتی ہیں کہ وہ خود اپنے پستانوں کے اوپر زور سے ایسی چیز گھمائیں کہ جس سے ان کے پستان مرجائیں۔نتیجتاً ان کے پستان واقعی مرجاتے ہیں اور بلوغت سے لے کر آخری دم تک ان لڑکیوں کے پستان اپنا ابھار چھوڑ کر ٹھیک اسی طرح لٹکتے رہتے ہیں جس طرح بھینس' گائے یا بکری کے تھن۔مقصد اس کا یہ بتایا جاتا ہے کہ ان لڑکیوں

میں مردوں کے لئے جاذبیت وکشش ختم ہو جائے۔ کیا از روئے شریعت مطہرہ ان عورتوں کا یہ فعل جائز ہے یا قطعی حرام اور گناہ عظیم؟ فتویٰ ارشاد فرمائیں اور ساتھ ہی اجازت بھی عطا ہو تا کہ سوال وفتویٰ اپنی سندھی کتاب ''حقوق اولاد'' میں درج کر کے شائع کرسکوں۔ فقط پروفیسر عبدالکریم لغاری قادری، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** جاہل عورتوں کا جوان و بالغ لڑکیوں کے ساتھ یہ معاملہ کہ وہ ان کے ابھرتے ہوئے پستانوں کو دبا کر انہیں ابھار سے روک دیتی ہیں۔ شرعاً حد درجہ قبیح وحرام اور موجب لعنت الٰہی ہے۔ یہ ان کی ابھرتی ہوئی جوانیوں پر ظلم بھی ہے۔ فطرت انسانی کی تغیر اور خلق الٰہی کی تبدیلی بھی یہ خود اپنی جگہ حرام وناجائز اور ایک شیطانی فعل ہے۔ آخر شیطان رجیم نے اپنے ناپاک ارادوں کا اظہار یوں بھی تو کیا ہے۔ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ (النساء: 119) ''میں بے شک ان کو حکم دوں گا کہ اللہ کی بنائی چیزیں بگاڑیں گے۔'' یہی وہ آیت کریمہ ہے جس کی رو سے حضور پرنور سیّد المرسلین ﷺ نے بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور منہ کے بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں، اللہ کی بنائی ہوئی چیز بگاڑنے والیوں پر لعنت فرمائی۔ (بخاری و مسلم، ابوداؤد، ترمذی وغیرہم) اور اس لعنت کی وجہ وعلت یہی خدا کی بنائی چیز بگاڑنی بتائی بعینہٖ یہی کیفیت بلکہ اس سے بڑھ کر پستانوں کے ابھار کے دبانے میں ہے۔ علماء کرام نے داڑھی منڈانے کو مثلہ یعنی صورت بگاڑنے میں شامل فرما کر، حکم دیا مرد کو داڑھی منڈانا کترنا، مثلہ ہے جیسے عورت کو سر منڈانا اور ابھرتی ہوئی جوانی کو یوں ملیامیٹ کر دینا نہ صرف صورت بگاڑ دینا بلکہ ان کی شخصیت کو فنا کر دینا ہے اور یہ یقیناً حرام۔ غور کریں کہ جب عورتوں کو اپنے بال منڈانا اس بناء پر حرام ہے کہ یہ مثلہ ہے تو پستانوں کے ابھاروں کو اپنی ان حرکات سے دبا دینا کیونکر مثلہ اور خلق اللہ میں تغیر اور حرام و ناجائز وظلم نہ ہوگا۔ یقیناً یہ فعل خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کو بدلنا تغیر خلق اللہ ہے اور موجب لعنت الٰہی۔ پھر ایک موہوم خطرے سے حفاظت کے لئے اور کم ظرف مردوں کی بدنگاہی سے بچانے کے لئے یہ فعل حرام کہ یقیناً حرام ہے۔ کس طرح جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ غرض ان عورتوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی ان شیطانی حرکتوں سے باز آئیں اور مردوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو ان بیہودگیوں سے بزور بازو مانع آئیں۔ انہیں پوری قوت سے ایسے فعل بد سے باز رکھیں۔ عذاب آخرت سے ڈریں اور جہنم کی آگ سے خوف کھائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

ملک چین والی ایک حدیث سے متعلق وضاحت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حدیث شریف میں ہے کہ ''علم حاصل کرو اگر چہ چین میں ہو۔'' کیا یہ حدیث صحیح ہے یا غلط؟ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو کونسی حدیث کی کتاب میں ہے؟ تفصیل سے تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

فقط والسلام محمد دلشاد، ایوب کالونی، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** حدیث مذکورہ درسوال کے الفاظ یہ ہیں۔ اطلبوا العلم ولو بالصین اس حدیث کو علامہ جلال الدین

سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتھرۃ میں بحوالہ کتب نقل فرمایا ہے۔ نیز اس حدیث کو ابن عدی، عقیلی اور بیہقی نے شعب میں اور ابن عبدالبر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فصل العلم میں نقل فرمایا ہے۔ (حاشیہ فتاویٰ حدیثیہ از علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۵/۸/۱۹۸۳ء

اگر وطن اصلی دو بن جائیں

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی گزارش یہ ہے کہ ایک مسئلہ ہے جس میں ہم بہت الجھن میں مبتلا ہیں۔ مہربانی فرما کر آپ اپنی خداداد علمی صلاحیت سے اس مسئلہ کو حل فرما کر مشکور فرمائیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ

ایک آدمی ایک جگہ (جہاں گرمی ہوتی ہے اور طبیعت ناساز رہتی ہے) کو چھوڑ کر دوسرے شہر اپنی جگہ بنا کر رہتا ہے (جہاں موسم ٹھیک رہتا ہے اور طبیعت بھی ٹھیک رہتی ہے)۔ لیکن اس وطن اصلی میں اس کی جائیداد زمین مال وملکیت ہے اور اس کا ایک بیٹا بھی وہاں رہتا ہے۔ خود وہ آدمی بھی دوسرے تیسرے مہینے وہاں جاتا ہے اور چار پانچ دن وہاں رہتا ہے، پھر واپس آتا ہے۔ وطن اصلی سے اس کا بہت تعلق رہتا ہے۔ اب وہ آدمی جس کے یہ دونوں وطن ہوئے وہاں جاتا ہے تو وہ نماز سفری پڑھے گا یا حضوری یعنی وطن اصلی اور وطن جدید میں اس کو کونسی نماز پڑھنی ہوگی؟ بینوا توجروا

فقط والسلام کرم اللہ انصاری، فضل آباد کالونی، ماتلی ضلع بدین

۷۸۶ **الجواب:** درمختار وغیرہ میں صراحۃً مذکور ہے کہ ایک جگہ آدمی کا وطن اصلی ہے۔ اب اس نے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا یعنی وہاں سکونت اختیار کر لی تو اگر پہلی جگہ اس کے بال بچے موجود ہوں تو دونوں اصلی ہیں۔ ورنہ پہلا اصلی نہ رہا اور جب دونوں وطن اصلی ہیں تو جب تک سفر میں ہے، مسافر ہے اور جب اپنی آبادی میں پہنچ جائے وہ علیٰ حالہ مقیم ہو گیا اب قصر نہیں کرے گا بلکہ پوری نماز پڑھے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳/ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ

جنازہ کی غیر شرعی رسوم۔ مسجد میں سوالی کو دینا

سوال: بخدمت جناب عالی مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی بعد سلام عرض ہے کہ اس سے قبل بھی چند سوال میں نے بھیجے تھے۔ آپ نے ان کا جواب بڑی تفصیل سے دیا تھا، آپ کی بہت بہت مہربانی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)۔ اب میں مزید کچھ سوال بھیج رہا ہوں۔ امید ہے کہ ان کے جواب بھی تفصیل سے عنایت فرمائیں گے۔ مسائل یہ ہیں کہ

۱۔ یہاں روڈہ تھل میں جب کوئی مرجاتا ہے تو لوگ اسپیکر پر اعلانات کرتے ہیں اور جب جنازہ (میت) کو اٹھا کر لے جاتے

ہیں تو پیچھے پیچھے ایک ڈھولچی ڈھول بجاتا ہے اور بعض لوگ ایسا نہیں کرتے لیکن اکثر کرتے ہیں اور جواب دیتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد اس طرح کرتے تھے۔ اس ڈھول بجانے سے ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو یہ پتا چل جائے کوئی فوت ہو گیا ہے اور جنازہ میں زیادہ سے زیادہ لوگ شریک ہوں اور اس ڈھول کی آواز ناچنے کی آواز کی طرح تو نہیں ہوتی ہے کہ ناچنے کے لئے بجایا جاتا ہے لیکن پٹھانوں کے ناچنے کی طرح بجتا ہے۔ آپ نے ''سنی بہشتی زیور'' میں ڈھول کو حرام لکھا ہے۔ تو کیا اس صورت میں ڈھول بجانا جائز یا کہ نہیں؟

۲۔ کتاب الفقہ جز اول عبد الرحمن الجزیری مترجم عباسی صاحب میں لکھا ہے کہ حنفیہ کہتے ہیں کہ مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور سوالی کو دینا مکروہ ہے۔ تو آپ مہربانی فرما کر ان سوالات کے جواب تفصیل سے دے کر مشکور فرمائیں۔

فقط والسلام انار شاہ جہاں سوات

۷۸۶ **الجواب:** جن باتوں کو شریعت مطہرہ نے حرام و ناجائز قرار دیا ہے اسے اچھی نیت سے کیا جائے تو بھی حرام ہی رہیں گے۔ آدمی کی نیت اس حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہیں کر دے گی۔ چوری وخیانت حرام ہے اگر کوئی اس نیت سے اس کا مرتکب ہو کہ اس ذریعہ سے حاصل ہونے والی رقم راہ مولیٰ میں صرف کروں گا یا مسجد بنواؤں گا یا ایسے ہی دوسرے کسی کار خیر میں خرچ کروں گا تو اس کی اس اچھی نیت کے باعث چوری وخیانت جائز و حلال نہ ہوگی۔ ڈھول باجے شیطانی چیزیں ہیں اور ان کا بے محابا استعمال یقیناً ناجائز و حرام ہے تو اس موقع پر بھی اس کا بجانا حرام ہی رہے گا حالانکہ یہاں تو کوئی نیت حسن بھی نہیں صرف آباؤ اجداد کی اندھی تقلید ہے اور اندھی تقلید مسلمانوں کا شیوہ نہیں۔ بہرحال آپ ان لوگوں کو نرمی و آہستگی سے سمجھا کر اس ناجائز فعل سے روکنے کی اپنی سی کوشش کریں۔ ہاں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اعلان میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ نیت یہ ہو کہ لوگ زیادہ آئیں گے تو میت کے لئے جنازہ میں زیادہ لوگوں کی شرکت ہوگی اور یہ لوگ اس کے لئے دعائے خیر کریں گے تو اسے بھی ثواب زیادہ ملے گا اور عذاب میں تخفیف ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مسجد میں اپنے لئے سوال کرنا بھیک مانگنا منع ہے۔ خصوصاً بلا ضرورت بطور پیشہ کہ خود ہی حرام ہے۔ لہٰذا آئمہ دین نے فرمایا کہ جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ ستر پیسے اللہ کی راہ میں اور دے کہ اس پیسے کا کفارہ ہو جائے ہاں دوسرے کے لئے امداد کو کہنا یا کسی دینی کام کے لئے چندہ کرنا جس میں غل وشور نہ ہو اور گردنوں کو پھلانگنا اور نہ کسی نمازی کی نماز میں خلل ہو بلا شبہ جائز ہے اور بے سوال کسی محتاج کو دینا بہت خوب اور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت ہے اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ مسجدیں عبادت و دعاء کے لئے ہیں۔ لوگ آتے ہیں تلاوت کرتے ہیں اور اپنے رب سے سوال کرتے ہیں تو مسجدوں میں آ کر سوال اللہ سے کرنا چاہئے نہ کہ بندوں سے۔ غنی کے دروازے کو چھوڑنا، محتاجوں سے سوال کرنا، کم عقلی اور غنی بے نیاز سے بے نیازی کا پتہ دیتی ہے۔ تو ایسے کو دینا اس کی اس حماقت و جرات کو بڑھانا ہے اور بری بات میں اس کی مدد کرنا ہے تو گویا اس سے بڑھ کر جرم ہوا جو ایک پیسہ دینے میں تھا۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۹؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

قبر پر اذان

سوال: جناب عالی مفتی اعظم سندھ محترم جناب مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
بعد تسلیم وتعظیم کے عرض ہے کہ مجھے ان سوالات کے جوابات درکار ہیں کیوں کہ آپ کی لائبریری میں فقہ کی یہ کتب موجود ہیں۔ شامی، درمختار، اور ردالمحتار وغیرہ۔ گزارش کی جاتی ہے کہ ان سوالات کا جوابات ان کتب سے دیجئے۔ سوال یہ ہیں کہ

۱۔ درمختار میں صفحہ ۲۶۹ پر جہاں دوسری اذانوں کا ذکر ہے وہاں قبر پر اذان کا ذکر ہے یا کہیں اور درمختار میں اگر مستحب لکھا ہو تحریر کریں؟

۲۔ کیا شامی صفحہ ۲۶۹ پر احناف کے نزدیک قبر پر اذان دینا بعد دفن میت کے مستحب لکھا ہے یا کہیں شامی میں مستحب لکھا ہو تو تحریر کیجئے؟

۳۔ کیا درمختار میں صفحہ ۳۸۷ پر قبر پر اذان دینا بدعت لکھا ہے؟ گزارش کی جاتی ہے کہ ان سوالات کے جوابات تفصیل سے دیجئے۔ بندہ غریب آپ کا بہت ممنون ہوگا۔ شکریہ فقط صوفی ناصر سلیم

۷۸۲ **الجواب:** درمختار میں قبر پر اذان کا مستحب ہونا فقیر کی نظر سے بھی نہیں گزرا بلکہ باوجود تلاش اس کا سراغ نہ ملا البتہ صفحہ ۸۳۷ پر یہ عبارت موجود ہے لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کما ھو المعتاد الآن وقد مزج ابن حجر فی فتاواہ بانہ بدعۃ۔ یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ یہ اذان مسنون نہیں عہد مبارک میں اس کا رواج نہ تھا بلکہ بدعت ہے کہ بعد میں مروج ہوئی اور خود اس عبارت میں تصریح ہے کہ منقول عنہ کے زمانے میں اس کا عام رواج کما ھو المعتاد الآن کا صاف مطلب یہی ہے، تو مسلمانوں کے ایسے فعل کو جس میں ان کے عوام وخواص صدیوں سے سب شریک ہیں۔ بدعت قبیحہ پر محمول کرنا اور یہ کہنا کہ یہ مسنون جائز نہیں۔ خود اپنے نفس کو دھوکہ اور عامۃ المسلمین کو فریب دینا ہے۔ مسنون نہ ہونا اور بات ہے اور خلاف سنت ہونا اور بات۔ کسی چیز کو بدعت نہ کہا جائے گا مگر اسی وقت کہ اس سے اس کے مقابل کوئی سنت چھوٹتی ہو اور بحمدہ تعالیٰ یہاں کسی سنت کا ترک، اس فعل سے لازم نہیں آتا تو اسے بدعت سیئہ کہنا، خود نئی شریعت گڑھنا ہے۔ حق وہی ہے کہ قبر پر اذان کا ہونا صحیح ہے۔ ہرگز شرع مطہرہ سے اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں اور جس امر سے شریعت منع نہ فرمائے اصلاً ممنوع نہیں ہوسکتا۔ جو جواز کے قائل ہیں ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ ہاں جو اس سے ممانعت کرتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اس ممانعت کو شرعی دلیل سے ثابت کریں۔ یہ کہنا کافی نہیں کہ یہ بدعت ہے۔ اس لئے کہ ہر بدعت، بدعت قبیحہ نہیں۔ آخر نہ دیکھا کہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کی جماعت کے بارے میں فرمایا کہ ھذہ بدعۃ حسنۃ پھر اس فعل میں زندہ اور مردہ دونوں کے فوائد وبرکات ہیں اور دونوں ہی اس کے منافع پاتے ہیں۔ تو یہ کونسی اسلام دوستی ہے کہ مسلمانوں کو ان منافع کے حصول سے روک دیا جائے۔ اس سلسلہ میں امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب کا رسالہ ایذان الاجر فی اذان القبر کا مطالعہ فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

شریر شخص کو مسجد میں آنے سے روکنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کہ

ا۔ زید ایک مسجد کمیٹی کا صدر ہے۔ ان پڑھ ہے' ۲۔ نماز نہیں پڑھتا۔ جمعہ کے دن گاہے گاہے نماز پڑھ لیتا ہے' ۳۔ دھوبی کا پیشہ کرتا ہے۔ مردوں نیز عورتوں کے گندے کپڑوں پر نمبر نگ کرتا ہے اور اپنے ہاتھ سے دھوتا ہے۔ گندے کپڑے دھونے کے بعد غسل بھی نہیں کرتا اور مسجد میں چلا آتا ہے' ۴۔ واشنگ فیکٹری میں عموماً جھوٹ بولتا رہتا ہے' ۵۔ لوگوں سے بداخلاقی سے پیش آتا ہے' ۶۔ علمائے دین پیش امام صاحبان کی ہتک کرتا ہے۔ یہاں تک کہ تین پیش اماموں کو مسجد سے نکال چکا ہے۔ ایک پیش امام صاحب کے سر پر ڈنڈا تان کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس فعل سے پیش امام صاحب کی تذلیل مقصود تھی' ۷۔ موجودہ پیش امام صاحب سے بھی بر سر پیکار رہتا ہے۔ علاوہ ازیں ان کا نذرانہ روک لیا ہے۔ مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر کیا ایسا آدمی مسجد کمیٹی کی صدارت یا کمیٹی کے کسی اور عہدے کے قابل ہے؟ بینوا توجروا فقط۔ حافظ نثار احمد

۷۸۶ **الجواب:** دھوبی کا پیشہ اختیار کرنا بلکہ خود پیشہ کے اعتبار سے دھوبی ہونا۔ کپڑوں پر نمبر نگ کرنا تو ایسی چیز نہیں کہ شرعاً وہ کسی سزا کا سزاوار قرار پائے۔ یوہیں کپڑے دھو کر اگر پورا بدن ملوث اور نجاست میں آلودہ نہ ہو تو غسل کرنا بھی فرض نہیں۔ صرف اتنا ہی بدن پاک کرنا لازم ہے جہاں ناپاک چھینٹیں پہونچیں۔ اگر وہ بدن پاک کر کے' پاک بدن' پاک لباس کے ساتھ' مسجد میں آتا ہے تو کوئی اسے مسجد میں آنے سے روک بھی نہیں سکتا۔ ا۔ ہاں اس کا جھوٹ کو اپنی عادت بنالینا' ۲۔ مسلمانوں سے بداخلاقی سے پیش آنا' ۳۔ امام مسجد کی بلاوجہ شرعی توہین وتنقیص کرنا' ۴۔ انھیں نقصان پہونچانے کے لئے ان پر لکڑی اٹھا کر کھڑا ہو جانا' ۵۔ اور ائمہ مسجد سے بر سر پیکار رہنا' ۶۔ انھیں ناحق ایذا پہونچانا' ۷۔ اور بلاوجہ شرعی ان کی یا عام مسلمانوں کی دل شکنی کرتے رہنا' یہ وہ بیہودہ حرکتیں ہیں کہ مسجد کی انتظامیہ کا صدر' یا ممبر ہونا درکنار' مسلمان اسے مسجد میں آنے سے بھی روک دیں تو انھیں اس کا حق حاصل ہے۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جو شخص نمازیوں کو تکلیف دیتا ہے۔ یا شریر ہے اس سے اندیشہ شرارت رہتا ہے ایسے کو مسجد میں آنے سے روکنا جائز ہے۔ (درمختار وغیرہ) تو ان حالتوں میں جب کہ وہ مسجد میں نماز کے لئے آنے کا حق نہیں رکھتا' مسجد کا صدر یا کوئی اور عہدیدار کس طرح رہ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ر جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

قبر پر اذان دینے کے بارے میں منکرین کے فتوے کا رد

سوال: بخدمت جناب عالی مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد آداب وتسلیم کے عرض ہے کہ جناب مفتی صاحب آپ کا جواب موصول ہوا۔ لیکن ایک مولوی صاحب یہ دلیلیں پیش کرتا ہے۔ کیا یہ دلیلیں درست ہیں؟

زید کہتا ہے کہ اذان ذکر ہے۔ اذان منکر نکیر کے وقت نفع دیتا ہے۔ اذان عمل صالح ہے۔

بکر کے نزدیک، قبر پر اذان دینا خلاف سنّت ہے اور بدعت سیئہ ہے۔ جیسا کہ تصریحات فقہا سے ثابت ہے۔ اذان بیشک ذکر ہے لیکن جس ذکر کے لئے جو موقع شارع علیہ السلام نے مقرر فرما دیئے ہیں ان کو وہیں رکھنا لازم ہے۔ ورنہ تعدی من حدود اللہ ہوگا۔ "من یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظلمون۔" احداث فی الدین یہی ہے کہ دین میں اپنی رائے قیاس سے تخصیصات اور تقییدات مقرر کرنا اور جو موقع کسی ذکر کا نہیں ہے اس کو اس موقعہ میں معمول بہ بنانا۔ عن نافع ان رجلاً عطس الی جنب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال الحمدللہ والسلام علی رسول اللہ ﷺ قال ابن عمر وانّی قول الحمدللہ والسلام علی رسول اللہ ﷺ ولیس ھکذا علمنا رسول اللہ ﷺ ان نقول الحمدللہ علی کل حال۔ صاحب لمعات اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ قولہ لیس ھکذا ای لکن لیس المسنون فی ھذہ القول و انما الذی علمنا فیہ ان نقول الحمدللہ علی کل حال فقط من غیر زیادۃ السلام فیہ الی ان قال فالز یاد ۃفی مثلہ نقصان فی الحقیقۃ کما لا یزاد فی الاذان بعد التھلیل محمد رسول اللہ و امثال ذلک کثیرہ۔ انتھٰی۔ پس معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے اس قسم کے خرافات کرنا در حقیقت تشریح جدید ہے۔ یہ قیاسات زید کے بعینہٖ ایسے ہیں کہ کوئی شخص مغرب کی نماز میں مثلاً تین رکعت کی جگہ چار رکعت مقرر کرے کہ اس میں قرآن کا پڑھنا اور رکوع، سجود و تسبیح و تحمید وغیرہ ہیں کہ جملہ عبادات و اذکار ہیں۔ الحاصل مبتدعین کا یہی حال ہے کہ ایسے ہی استدلالات اور محدثات فی الدین کو جائز کہا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے بدعت اور مبتدع کی نہایت مذمت فرمائی ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ و السلام مااحدث قوم بدعۃ الا رفع مثلھا من السنۃ فتمسك بسنۃ خیر ومن بدعۃ فقد اھان علی ھدم الاسلام رواہ البیھقی فی شعب الایمان مرسلا۔ پس اذان قبر پر کہنا من الوارد اشارۃ الی انہ لایسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کما ھوالمختار الان وقد صرح ابن حجر فی فتاواہ بانہ بدعۃ وقال من ظن انہ سنۃ قیاسا علی غیرھم بکراھۃ المصافحۃ المعتادۃ عقب الصلوات مع ان المصافحۃ سنۃ ومازال الا لکونھا لم تو ثر فی خصوص ھذا الموضع فالمواظبۃ علیھا فیہ تو ھم العوام بانھا سنۃ فیہ ولذا منعوا عن الاجتماع الصلوٰۃ الرغائب التی احدثھا بعض المبتدعین لانھا لم توثر علی ھذہ الکیفیۃ فی تلك اللیالی المخصوصۃ وان کانت الصلوۃ خیر موضوع انتھی۔ فقط

۱ - مشکوٰۃ المصابیح باب العطاس و التثاؤب صفحہ ۴۰۴ /۲

۲ - حاشیہ مشکوٰۃ باب العطاس و التثاؤب صفحہ ۴۰۶ /۲

۳ - مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب و السنّۃ فصل ثالث صفحہ ۳۱ /۲

۴ - ایضاً ۲

۵ - ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطلب دفن المیت صفحہ ۸۳۷ /۲

جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب تفصیل کے ساتھ جواب لکھیں۔ امید ہے کہ آپ اس کا جواب دے کر ہماری مدد

فرمائیں گے اور شکریہ کا موقع دیں گے۔ فقط والسلام۔ ناصر سلیم، جوہر آباد

۷۸۶ الجواب: آپ جب کہ خود اہل علم وفقہ سے نہیں تو منکرین سے کیوں الجھتے ہیں۔ ان کا منتھائے علم تو اس حد تک ہے کہ تمام نو پید باتیں بدعت سیّء ہیں حدود الہیہ کی تغییر ہے۔ اس کے مرتکب بدعتی اور مستحق عذاب آخرت ہیں۔ وغیر ذلك من الخرافات ان بے چاروں کو وہ حدیث بھی معلوم نہیں اور معلوم ہے تو ادھر سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں کہ ماراہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن۔ جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ عند اللہ بھی حسن ہے وہ بیچارے یہ بھی نہیں جانتے کہ الحلال ما احل الله فی کتابه و الحرام ماحرم الله فی کتابه ومن ماسکت عنه وهو مما عفا عنه۔ حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ اللہ کی طرف سے معاف ہے۔ زید نے یہ تو بیان کیا ہے کہ شارع نے جس ذکر کے لئے جو مواقع مقرر فرمادیئے ہیں ان کو وہیں رکھنا لازم ہے' لیکن یہ نہ بتایا کہ شارع نے اذان کو کس کس مقام پر جائز بتایا اور کس کس مقام پر ممنوع ٹھہرایا ہے وہ ممنوع مقامات بھی معلوم ہو جائیں اور پھر اس کے خلاف عمل کیا جائے تو بے شک کہا جائے گا کہ مقرر حدود سے تجاوز کیا اور جب یہ نہیں تو حدود اللہ سے تجاوز کے کیا معنی۔ انھیں وہ حدیث پیش کرنا چاہئے کہ جس میں قبر پر اذان دینے سے حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ مسلمان یاد رکھیں کہ جسکو ایک بار شرع نے محمود فرمایا تو جہاں اور جس وقت وہ بات واقع ہوگی ہمیشہ محمود رہے گی تاوقتیکہ کسی صورت خاصہ کی ممانعت خاص شرع سے نہ آجائے۔ مثلاً ذکر الٰہی کی خوبی' قرآن و حدیث سے ثابت۔ تو جب کبھی کسی طور پر خدا کی یاد کی جائے گی بہتر ہی ہوگی۔ ہر ہر خصوصیت کا ذکر شرع سے ضروری نہیں۔ مگر پاخانہ میں بیٹھ کر زبان سے یاد الٰہی کرنا ممنوع ہوگا کہ اس خاص کی برائی شرع سے ثابت۔ تو کسی اصل شرعی کے ماتحت کوئی اچھی بات ایجاد کرنا یہ نئی شریعت گڑھنا نہیں۔ شریعت گڑھنا یہ ہے کہ جس کام سے شرع سے ممانعت ثابت نہیں اور وہ کام فی نفسہٖ حسن ہے۔ اسے ناجائز و بدعت و گناہ کہہ دیا جائے جیسا کہ وہابیہ کا شعار ہے۔ ایسے تمام مسائل کا بیان اقامة القیامة اور خاص مسئلہ اذان کا بیان ایذان الاجر میں دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　　یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

منّت ماننا۔ بزرگوں کی حیثیت۔ نابالغ بچّوں کے رشتے۔ میّت پر رونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ منّت مانگنا کس قدر جائز ہے؟ اور کن اقسام کی منّت کی شریعت میں اجازت ہے؟

۲۔ بزرگوں کی حیثیت' اور انؒ کے پاس جانا' ان سے مانگنے کے سلسلے میں اسلامی نظریہ کیا ہے؟

۳۔ معصوم بچّوں کے رشتے کئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

۴۔ مرشد کے بارے میں اسلامی اصول اور مرشد کے خواص اور پہچان کیا ہیں؟

۵۔ میّت پر رونا گانا بجانا اور شاعری کی بابت اسلامی قانون کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں ان سوالات کے جوابات تفصیل سے عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ السائل۔ عبداللہ خان، نزد گورنمنٹ کالج کالی موری، حیدرآباد

۸۶۷ الجواب: کسی کام کو کسی دوسری چیز کے ہونے پر موقوف رکھنا منت ہے۔ اس کے لئے چند شرطیں ہیں۔

۱۔ ایسی چیز کی منت ہو کہ اس کی جنس سے کوئی واجب ہو ۲۔ وہ عبادت خود بالذات مقصود ہو۔ کسی دوسری عبادت کے لئے وسیلہ نہ ہو ۳۔ اس چیز کی منت نہ ہو جو شرع نے خود اس پر واجب کی ہو ۴۔ جس چیز کی منت مانی ہو وہ خود بذاتہ گناہ کی بات نہ ہو ۵۔ ایسی چیز کی منت نہ ہو جس کا ہونا محال ہو۔ (درمختار وغیرہ) تفصیل فقہ وغیرہ کی کتابوں میں ملے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بزرگان دین اللہ کے محبوب بندے اور حضور ﷺ کے لاڈلے امتی ہیں۔ ان کے پاس بیٹھنا ان کی باتیں سننا ان کی ہدایات پر عمل کرنا ان کے سلسلہ میں داخل ہونا دین و دنیا دونوں میں سرخروئی کا سامان ہیں۔ اپنی حاجات میں انہیں وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا یا خود ان سے مدد مانگنا کہ آپ اللہ کے نیک بندے ہیں۔ میرے لئے دعا کریں یا میرا کام کر دیں۔ سب طرح سے جائز ہے۔ مولانا جامی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتے ہیں کہ۔

زنو مید میسری بسر آمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم

واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ نابالغ نا سمجھ بچوں کی طرف سے ان کے باپ دادا وغیرہ ایجاب وقبول کریں تو یہ صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ مرشد کے لئے چار شرطیں ہیں۔ عالم ہو کم از کم اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتابوں سے نکال سکے ۲۔ سنی صحیح العقیدہ ہو ۳۔ فاسق مُعلن نہ ہو۔ گناہ و بے غیرتی کے کام علی الاعلان نہ کرتا ہو ۴۔ اس کا سلسلہ حضور ﷺ تک متصل ہو۔ واللہ اعلم

۵۔ میّت پر زور زور سے رونا چیخنا چلانا گریبان پھاڑنا منہ پیٹنا وغیرہا امور جاہلیت ہیں۔ گانا بجانا اور مہمل شاعری گناہ کے کام ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۹ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا سب پر لازم

سوال: محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا فرماتے ہیں علماء اہلسنت اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص قرآن کریم ناظرہ پڑھا ہوا ہے اور کئی مرتبہ (خود اپنے طور پر) قرآن کا اردو ترجمہ اور قرآن کے حاشیے میں درج شدہ تفسیر پڑھ چکا ہے اور صرف جمعہ کی نماز پڑھتا ہے اور کبھی کبھی دیگر نماز بھی پڑھ لیتا ہے۔ کیا یہ شخص کسی بے علم مسلمان کو فاسق پا کر نصیحت کرنے کا حقدار ہے یا نہیں؟

اس بات کا بھی خلاصہ فرمائیے کہ کسی فاسق کو نرمی اور سلیقے سے نصیحت کی جائے یا اسے بے عزت و ذلیل کرتے ہوئے بھی نصیحت کی جا سکتی ہے؟ اس مسئلہ کو حل فرما کر مشکور فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

عزت افزائی کا متمنی فہیم الدین صدیقی، الیاس آباد حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** ا۔جس نے کسی کو برا کام' خواہ اس کی برائی کسی درجہ کی ہو' کرتے دیکھا اور خود یہ بھی اس برے کام میں' اس برائی میں مبتلا ہے' تو اسے جائز ہے کہ اسے برے کام سے منع کردے کیوں کہ اس کے ذمے دو چیزیں واجب ہیں۔ برے کام کو چھوڑنا اور دوسرے کو برے کام سے منع کرنا۔ اگر ایک واجب کا تارک ہے تو دوسرے کا تارک کیوں بنے۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ کسی کو گناہ کرتے دیکھے تو نہایت نرمی کے ساتھ اسے منع کرے اور اسے اچھی طرح سمجھائے۔ اگر اس سے کام نہ چلے تو اب سختی سے پیش آئے، اسے سخت سست کہے مگر گالی نہ دے' نہ فحش زبان سے نکالے۔ اس سے بھی کام نہ چلے اور یہ طاقت کام میں لاسکتا ہے تو بقدر ضرورت کام میں لائے۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

فال کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بعض لوگ بعض امور غیبیہ مثلاً قسمت، یا گمشدہ چیز کا پتہ' بعض نجومی لوگوں سے' یا مینا طوطا وغیرہ کے ذریعہ سے معلوم کراتے ہیں۔ اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا یہ معلومات شرعاً صحیح اور قابل وثوق ہیں یا نہیں؟ بینوا بالبرہان اعنی کتب الفقہ و الفتاویٰ الحنفیہ

فقط السائل۔ غلام مصطفیٰ، ساکن ٹنڈو محمد خان

۷۸۶ **الجواب:** نجومی ہوئے' رمال ہوئے' جفار ہوئے کہ اپنے جھوٹے سچے علم نجوم یا رمل و جفر سے فال نکالنا اپنا ذریعہ معاش بنائے بیٹھے ہیں اور لوگوں کو فریب میں مبتلا رکھنا ان کا وطیرہ ہے' ان کے پاس جانا اور ان سے قسمت کا حال غیب کی باتیں معلوم کرنا زمانہء جاہلیت کا دستور اور مشرکین عرب کا معمول رہا ہے۔ قرآن کریم نے وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ (المائدہ:3) فرما کر ان سب طریقوں کو حرام و ناجائز و گناہ قرار دیا ہے۔ ان کے پاس جا کر ان کی باتیں سننا بھی گناہ و حرام ہے اور ان کی باتوں پر یقین کر لینا' اپنے ایمان و عقیدہ کو تباہ کرنے کے برابر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

گمشدہ اشیاء کا استخارہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کسی گمشدہ یا کسی اور چیز کے بارے میں جو معلومات حاضرات اور استخارے سے حاصل کی جاتی ہیں کیا وہ صحیح ہیں؟ اور کیا ان پر اعتماد کر کے کوئی شرعی حکم لگایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

فقط السائل۔ غلام مصطفیٰ، ساکن ٹنڈو محمد خان

۷۸۶ **الجواب:** آدمی میں اگر خود ذاتی روحانیت و قابلیت اور اہلیت ہو کہ وہ ان عملیات سے جو بزرگان دین سے منقول اور خاصان خدا کا معمول رہے ہیں استفادہ کر سکے اور ''حاضرات'' کے اشارے صحیح طور پر سمجھ سکے تو بے شک حاضرات سے

فائدہ اٹھائے۔ یہی حال استخارہ کا ہے اور بہر حال اس سے جو اشارے سمجھ میں آتے ہیں۔ وہ یقین کا درجہ نہیں پا سکتے۔ ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے اور ان حاضرات میں اگر شیاطین و کفار سے مدد لی جائے جیسا کہ بہت سے ہوس پرستوں نے اسے ذریعہ معاش بنا رکھا ہے تو آپ ہی حرام بلکہ کفر تک پہنچاتا ہے۔ مولائے کریم اپنی پناہ و حفاظت میں رکھے۔ (آمین)۔

واللہ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

دوسروں کے عیوب بتانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر کسی آدمی میں کوئی عیب ہے اور دوسرا آدمی ان عیبوں کو بتائے تو یہ غیبت ہوگی اور مسلمان کے عیب کو چھپانا بھی ضروری ہے۔ کن صورتوں میں دوسرے کے عیبوں کو ظاہر کرنا جائز ہے؟ اور کن صورتوں میں ظاہر کرنا جائز نہیں ہے؟ فقط السائل حافظ نور محمد، ٹنڈو الہ یار سندھ

۷۸۶ **الجواب:** ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے مگر اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان کو ضرر پہنچاتا ہے اس کی اس ایذا رسانی کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا غیبت نہیں ہے بلکہ اس ذکر کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کی اس حرکت سے واقف ہو جائیں اور اس سے بچیں۔ اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے ہو، خرابی کی بات اسی میں ہے بیان کرو کہ لوگ اس سے پرہیز کریں اور بچیں۔ (درمختار۔ ردالمحتار) یہ حکم فاسق و فاجر کا ہے جس کے شر سے بچانے کے لئے لوگوں پر اس کی برائی کھول دینا جائز ہے غیبت نہیں اور سوال میں جس شخص کا ذکر ہے وہ فاسق و فاجر ہے۔ کسی نے اپنے مسلمان بھائی کی برائی افسوس کے طور کی کہ مجھے نہایت افسوس ہے کہ وہ ایسے کام کرتا ہے یہ غیبت نہیں ہے۔ جو شخص اعلانیہ برا کام کرتا ہے اور اس کو اس کی پرواہ نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے۔ اس کی اس بری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے جس نے حیا کا حجاب اپنے چہرہ سے ہٹا لیا اس کی غیبت نہیں۔ (ردالمحتار)

کسی کے ظلم کی شکایت حاکم کے پاس کرنا بھی غیبت نہیں ہے۔ غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے فعل سے بھی ہوتی ہے اشاروں سے کہنا یا نقل کرنا بھی غیبت ہے۔ (درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

فاطمید ریفل ٹکٹ کی شرعی حیثیت

سوال: محترمی و مکرمی جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ آپ علم کی اشاعت میں مصروف عمل ہوں گے۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک اسکیم سے متعلق درج ذیل اخبار کا اشتہار ہے۔ علاوہ ازیں پرائز بانڈ کی انعامی اسکیموں سے متعلق فرمایئے قرآن و سنت کی رو سے ان اسکیموں میں حصہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ تفصیلی جواب سے آگاہ فرما کر مشکور فرمائیں۔

روز نامہ جنگ کراچی (۵)۔ ۲۷ر جنوری ۱۹۸۴ء چھ لاکھ روپے کے عظیم الشان ایک سو ایک انعامات حاصل کرنے کا سنہری موقع آپ کی دس روپے کی حقیری رقم کسی کی قیمتی جان بچا سکتی ہے۔ یہی دس روپے آپ کو دو لاکھ روپے کا انعام بھی دلا سکتے ہیں۔ دو روپے کا فاطمید ریفل ٹکٹ خریدیے صرف۔　فقط سیّد منیر حیدر

۷۸۶ **الجواب:** مختلف عنوانوں سے قوم کو لالچ میں ڈال کران کی کمائی کو خاک میں ملانے کیلئے انعامی اسکیموں کے بہت سے ناجائز طریقے اس وقت ملک میں مروج ہیں۔ انعام نکل آیا تو ٹھیک، یوں ہی اگر انعام نہ ملا تو وہ رقم بھی ہاتھ سے گئی۔ یہی تو قمار ہے اور اسی کو قرآن کریم نے مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ (المائدہ:90) فرمایا اور یہ حرام و گناہ ہے۔ ہاں ایسی انعامی اسکیم جس میں حصہ دار کا کوئی نقصان نہ ہوتا ہو وہ ضرور جائز ہے جیسا کہ دس اور پانچ کے انعامی بانڈ کو جب چاہے کام میں لائے رقم محفوظ و چیز موجود ہے نہ کسی فوری نقصان کا خطرہ نہ رقم گنوا دینے کا اندیشہ اسے قمار یا سود میں داخل کر دینا قوم پر زیادتی ہے پرائز بانڈ پر صاف صریح تحریر کہ اس پر کوئی سود نہ دیا جائے گا اور نہ ہی مسموع کہ حکومت نے مثلاً ایک لاکھ کے خریدار کو کسی مدت پر کوئی رقم بطور سود دی، نہ اس کا کوئی وعدہ نہ ایسا کوئی واقع تو انعام ہی ہے سود ہرگز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۹ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

کوپن کے ذریعے انعام تقسیم کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مذہبی محفل میں ایک انجمن انعام تقسیم کرنا چاہتی ہے، جس کا طریقہ یہ ہوگا کہ تمام حاضرین میں مفت انعامی کوپن تقسیم کئے جائیں گے۔ جلسہ کے آخر میں کسی بچہ سے چند کوپن نکلوائے جائیں گے جن حضرات کا نمبر نکل آیا انھیں انعام دئے جائیں گے۔ کیا شرعاً ایسا کرنا درست ہے؟

السائل محمد ہارون میمن، میمن انجمن، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** یہ محفل، مذہبی محفل ہے اور اس میں ہر خاص و عام کو شرکت کی اجازت عام ہے اور ایک انجمن بذریعہ کوپن، مذکورہ بالا انعامات تقسیم کرنا چاہتی ہے تو بظاہر اس کے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ مگر بہتر یہ ہے کہ انعامات تقسیم کرنے کے لئے کچھ مستحق افراد منتخب کئے جائیں اور ان میں وہ انعامی کوپن تقسیم کر کے پھر بطریق مذکورہ انعامات تقسیم کئے جائیں۔ مستحق افراد کا انتخاب کرنے کے لئے کوئی معقول راستہ تجویز کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ مستحق افراد انعام پاکر مقابلۃً زیادہ مسرور و محظوظ ہوں گے۔ اس کے باوجود، مسئولہ طریقہ میں کوئی حرج نہیں، جائز ہے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۹ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

عورتوں کے لئے زیارت قبور

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ عورت ایام حیض میں کسی ولی کے مزار اقدس یا قبرستان جا سکتی ہے یا نہیں؟

۲۔ پلید کپڑوں سے قرآن کریم کی تلاوت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

۳۔ پلید کپڑوں سے اسلامی کتب پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

۴۔ عورت ایام حمل میں کسی ولی کے مزار پر جاسکتی ہے یا نہیں؟

۵۔ عورت کو قبرستان جانا جائز ہے یا ناجائز؟ فقط والسلام السائل قاری کمال الدین، ٹنڈو طیب، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** عورتوں کے لئے بعض علماء نے زیارت قبور کو جائز فرمایا ہے۔ درمختار میں یہی قول اختیار کیا۔ لیکن ضروری ہے کہ بے پردگی نہ ہو، ۲۔ وہاں فاسقوں اور ناخدا ترسوں کا مجمع نہ ہو، ۳۔ مردوں سے خلط ملط نہ ہو، ۴۔ بے باک اور بدلحاظ عورتیں وہاں موجود نہ ہوں اور حالات اگر ایسے ہوں جیسا کہ عموماً مشاہدہ میں یہی آیا ہے تو ایسی حالت میں عورتوں کا زیارت قبور کے لئے جانا کیسا؟ علماء فرماتے ہیں کہ جب وہ جانے کا ارادہ کرتی ہے، اللہ اور اس کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور جب وہ گھر سے نکلتی ہے سب طرف شیطان اسے گھیر لیتے ہیں اور جب قبر پر آتی ہے میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے اور جب پلٹتی ہے اللہ کی لعنت اس کے ساتھ پلٹتی ہے۔ اس لئے عافیت وسلامتی کی راہ یہی ہے کہ عورتوں کو زیارت قبور سے روکا جائے، اگرچہ وہ مذکورہ بالا امور نہ پائے جائیں اور وجہ اسکی یہ کہ عزیزوں کی قبروں پر جائیں گی رونا پیٹنا چاہیں گی اور صالحین کی قبور پر جائیں گی تو تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی، یا بے ادبی کریں گی عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ۔ تاتارخانیہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۳ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

آتش بازی کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: آتش بازی کرنا (خصوصاً شب معراج وشب برات) کو بمطابق شریعت کیسا ہے؟ کیا یہ مسلمانوں کا طریقہ ہے؟ اس میں رقم لگانا اور آتش بازی میں استعمال ہونے والے سامان کی خرید و فروخت بمطابق شریعت کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مکمل جواب سے مشرف فرمائیں۔

جواب کا طالب محمد اقبال قادری، سیکریٹری ادارہ اہلسنت وجماعت ٹرسٹ، کھارادر، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** مروجہ آتش بازی، مطلقاً ممنوع وگناہ ہے ہمیشہ ناجائز وحرام ہے اور مبارک اوقات، مثلاً شب معراج، شب برات میں کہنا چاہئے کہ اس کی حرمت اور بڑھ جاتی ہے۔ گناہ کی کمائی میں اور فزونی آجاتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ﴿۲۶﴾ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿۲۷﴾ (بنی اسرائیل) ''یعنی اپنا مال فضول نہ اڑا (ناجائز کام میں خرچ نہ کر۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ تبذیر کے معنی ہیں، ناحق طور پر اپنا مال خرچ کرنا) بے شک (ناحق) اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں (کہ اس کی راہ چلتے ہیں) شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔'' ان آیات میں فضول خرچ کرنے والوں کو، دولقب دیئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ شیطان کے بھائی ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ شیطان کی مانند ناشکرے بھی ہیں، اور واقعی یہ بڑی ناشکری ہے کہ مال جو انسانی بقاء اور معاشرہ میں عزت و

خودداری کا اعلیٰ ذریعہ ہے اسے یوں نذر آتش کردیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم پہ چند باتیں حرام فرمادی ہیں۔ مثلاً ماں کی نافرمانی' ۲۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کردینا' ۳۔ ناحق لین دین اور چند باتوں کو سخت ناپسند فرمایا ہے (۱۔ ناحق قیل وقال' ۲۔ بلا حاجت واقعی لوگوں سے سوال' ۳۔ اور بربادیٔ مال۔ (بخاری و مسلم) جس کے دل میں نورِ ایمان ہے وہ ہرگز اس سخت و مبغوض و مردود فعل کی جرات نہ کرے گا اور ہرگز اسے یہ بات گوارانہ ہوگی کہ اسے شیطان کا ساتھی' شیطان کا ہمراہی اور ناشکرا کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ قبول حق کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب ''سنی بہشتی زیور'') واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۳ رشوال المکرم ۱۴۰۳ھ

برادری کا غلط فیصلہ نا قابل عمل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: برادری سوداگراں میں سے ایک فرد نے اپنی دختر غیر برادری میں منسوب کردی، جس پر برادری کے تین سو افراد نے اعتراض کیا اور اس اعتراض پر برادری نے سات آدمیوں کا انتخاب کیا۔ ا۔ر انتخاب میں برادری نے یہ شرط مقرر کردی تھی کہ یہ سات افراد جو طے کریں گے وہ برادری کو قبول کرنا ہوگا چنانچہ ان سات افراد نے پوری قوم کے تین سو افراد کو کلمہ پڑھوایا اور انھوں نے بھی کلمے پڑھے۔ پڑھنے کے بعد قومی نقطۂ نظر سے فیصلہ کیا کہ برادری کے لوگ اس شخص سے کہ جس نے اپنی لڑکی غیر برادری میں منسوب کردی تھی اس سے نہیں مل سکتے اور نہ اپنے مکان پر بلا سکتے ہیں۔

اس پر فیصلہ سناتے وقت برادری میں سے ایک فرد نے کھڑے ہوکر اور قرآن کی آیات سے اس نے بتایا کہ روز جزا اس کی اور ہماری، خداوند تعالیٰ کے ہاں پکڑ ہوگی کیوں کہ بھائیوں کو آپس میں چھڑا رہے ہیں۔ اس پر ساتوں افراد نے اس فیصلہ کو منسوخ کردیا اور پھر ان ہی ساتوں افراد کو دوبارہ فیصلہ کرنے کے لئے بھیجا گیا اور پھر دوبارہ انھوں نے کلمہ پڑھائے اور انھوں نے خود بھی پڑھے اور انھوں نے قوم سے اپیل کی کہ جو خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے فیصلہ کرلیا گیا ہے وہ آپ لوگوں کو منظور کرنا ہی پڑے گا چنانچہ وہ حسب ذیل فیصلہ علیحدہ بیٹھ کر تیار کر کے لے کر آ گئے اور اپنے فیصلہ کا اعلان کیا کہ آپ سب لوگ کلمہ پڑھ کر بیٹھے ہو اور ہم اپنا فیصلہ سناتے ہیں کہ جو آپ کو منظور کرنا ہوگا (اور یہ فیصلہ سنایا) کہ جن صاحب نے یہ کام غلط کیا ہے ان کو معاف کیا جاتا ہے۔ ادیب بھائی سب کے بھائی ہیں۔ سب نے اس فیصلہ کو تسلیم کرلیا۔ عند اللہ شرعی جواب سے آگاہ فرمائیں۔　　خادم احقر العباد شفیق الرحمٰن، چھوٹکی گھٹی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: پہلا فیصلہ جو برادری کے منتخب شدہ افراد نے کیا بلاشبہ خلاف خدا اور رسول ﷺ تھا اور اعتراض پر ان ساتوں افراد نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا انشاء اللہ تعالیٰ یہ ان کے ایمان کی دلیل ہے۔ پھر دوسرا فیصلہ جو ان افراد نے دیا بلاشبہ درست ہے اور وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (سورۃ المائدہ:92) کے مطابق۔ یہ فیصلہ ہر مسلمان کے لئے قابل قبول ہونا چاہئے۔ اب جو اس میں اختلاف کرے اور قوم میں انتشار اور تفریق پھیلائے وہ خدا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں مجرم

ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رشوال المکرم ۱۳۸۹ھ

عاق کرنے کی شرعی کوئی حیثیت نہیں

سوال: بخدمت اقدس عالی مرتبہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کے تین لڑکے ہیں اور زید نے اُن میں سے ایک کو عاق کر دیا اور زید نے کسی کے سامنے کہا نہیں کہ میں نے اپنے بیٹے کو عاق کر دیا۔ کیا زید کے مرنے کے بعد وہ لڑکا وراثت میں حصہ لے سکتا ہے یا نہیں؟

بینوا بالبرہان توجروا عند الرحمٰن

۷۸۶ الجواب: اولاد فرمانبردار ہو تب بھی اولاد ہے اور نافرمان ہو تب بھی اولاد ہی ہے۔ میت کے مال پر جس طرح فرمانبردار اولاد کا حق ہے یوں ہی نافرمان اولاد کا بھی۔ لہٰذا زید نے اگر چہ اپنی زندگی میں اپنے کسی بیٹے کو عاق کر دیا تو بھی زید کے انتقال کے بعد اپنے باپ کے مال میں حصہ دار ہے۔ اس کے اس حصہ کو جو شریعت مطہرہ نے مقرر فرمایا ہے کوئی شخص باطل نہیں کر سکتا اور نہ اس کے باطل کرنے سے وہ باطل ہو۔ یہ لڑکا وارث ہے اور وارث رہے گا اور اپنا مقرر حصہ اپنے باپ کے مال سے پائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رمحرم الحرام ۱۳۸۷ھ

عاق کی شرعی کوئی حیثیت نہیں، زندگی میں جسے چاہے جتنا چاہے دے سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: سائل اپنی لڑکی مسماۃ بانو بالغہ کو چند وجوہ کی بناء پر اپنے ترکے سے عاق کرنا چاہتا ہے تا کہ میرے مرنے کے بعد میرے دیگر ورثہ کو وہ مقدمہ بازی وغیرہ سے پریشان نہ کرے اور میری ملکیت سے کوئی حصہ نہ لے سکے۔ اس کو عاق کرنے کا طریقہ مرحمت فرمائیں؟ السائل احمد خان، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: میراث وتوریث کوئی امر اختیاری نہیں بلکہ مورث یا وارث نہ چاہے تب بھی یہ حق ثابت ہے بلکہ احادیث سے ثابت ہے کہ اپنے وارث کو میراث سے محروم کرنے والا نعیم جنت سے محروم ہوگا۔ اس لئے عاق نامہ تحریر کرنے کا کوئی شرعی طریقہ نہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں ہی اپنی وراثت تقسیم کر دے اور اپنے قبضہ اور ملکیت سے دستبردار ہو جائے تو ظاہر ہے کہ جب اس نے مرتے وقت کوئی مال چھوڑا ہی نہیں تو وراثت کس، میں جاری ہوگی؟ اب وہ جس کے قبضہ میں دے دیا گیا تھا اسی کی ملکیت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رربیع الآخر ۱۳۸۹ھ

عاق کرنے سے کوئی وارث اپنے حصے سے محروم نہیں ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرا ایک لڑکا جس کا نام محمد حسین ولد رحیم بخش ہے۔ شادی شدہ ہے۔

نہایت گستاخ اور آوارہ اور غنڈہ قسم کا آدمی ہے۔ ماں باپ کے ساتھ اس کا رویہ بہت ہی گستاخانہ ہے اور نافرمان ہے۔ ماں باپ کے حکم کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اس لئے میں اور اس کی ماں اس سے عاجز و تنگ آچکے ہیں اور ہم اسے عاق کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنی ملکیت یا جائیداد سے اس کو عاق کرتے ہیں اس سلسلے میں شریعت کے مطابق فیصلہ دیں؟

فقط۔ رحیم بخش ولد خدا بخش، پنجرہ پول، حیدرآباد، سندھ

۷۸۲ **الجواب:** نافرمان یا والدین سے گستاخانہ پیش آنے والا، کوئی بیٹا یا بیٹی وغیرہ وراثت سے محروم نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ ماں باپ نے زبانی یا تحریری طور سے اس کو عاق و محروم کردیا ہو۔ ایسی صورت میں مناسب یہ ہے کہ جو کچھ کسی کو دینا ہے اپنی زندگی میں ہبہ کرکے اسے اس کے قبضہ میں دے دے کہ نہ مال متروکہ ہوگا، نہ اس میں وراثت کا سوال پیدا ہوگا۔ آدمی اپنے مال کا مالک ہے بحالت صحت میں اپنا سارا مال یا اس کا کوئی حصہ جسے اور جتنا چاہے دے، دوسرے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کرسکتے مگر بغیر عذر شرعی ایسا کرنے والا گناہ گار ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہبہ کرنے میں اپنی اولاد کو برابر برابر دے یہ نہیں کہ لڑکی کو کم اور لڑکے کو اس سے دو چند جس طرح میراث میں ہوتا ہے۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رر جب المرجب ۱۳۹۹ ھ

شطرنج و تاش کھیلنا ناجائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) شطرنج کھیلنا و تاش کھیلنا و بچی وغیرہ کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟ چاہے مابین زر کالین دین ہو یا نہ ہو؟ مکروہ ہے یا حرام؟ صحیح حکم شرع سے وضاحت فرمائیں۔

(۲) ایک مولانا صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ تاش کھیلنا خنزیر کے خون میں ہاتھ رنگنے کے برابر ہے اور شطرنج، چوسر، بچی وغیرہ کھیلنے کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ گویا اس نے حرم میں زنا کیا ہے۔ مولانا صاحب کے اس اعلان سے محلّہ میں جو کہ گھروں میں عورتیں تاش کھیلتی تھیں بند ہوگیا سوائے چند مفسدوں کے، محلّہ کا ممبر جو کھیلنے والوں کا سرگروہ ہے اور کافی عرصہ سے روشنی وغیرہ کے اہتمام کے ساتھ بصد شوق خود بھی کھیلتا ہے اور دوسروں کو بھی اپنا شریک کرتا ہے مولانا کے اعلان سے لوگوں نے شریک ہونا چھوڑ دیا اور ایک حد تک یہ شیطانی محفلیں ختم ہوگئیں۔ ممبر مذکور مولانا صاحب کے خلاف لوگوں کو مشتعل کررہا ہے کہ مولانا نے بہت سختی سے کام لیا حرم شریف کی توہین کی ہے ہم زر کالین دین نہیں کرتے ہیں اس لئے مکروہ ہے حرام نہیں۔ اور مولانا صاحب کو توبہ کرنا چاہیے اور ایسی سختی نہیں کرنی چاہیے۔ مولانا صاحب نے بہار شریعت و احکام شریعت وغیرہ کا حوالہ دیا اس پر بھی نہیں مانتے اور حرام ہونے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس میں بچی اور تاش کا ذکر نہیں ہے۔ اب میں موجودہ مفتیان دین کا فتویٰ مانوں گا۔ اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ ممبر مذکور کے کہنے کے مطابق کیا مولانا نے حرم شریف کی توہین کی یا نہیں۔ دوم، بہار شریعت و احکام شریعت کی عبارتوں سے انکار کرنے والے کو شریعت کی جانب سے کیا سزا ہونی چاہیے۔ مہربانی فرما کر شریعت

محمدی ﷺ کے حکم سے آگاہ فرمائیں کہ مولانا صاحب کو توبہ کرنی چاہیے یا ممبر مذکور کو توبہ کرنی چاہیے۔بینوا توجروا

خادم العلماء اہلسنت و جماعت، حقیر پر تقصیر محمد محسن زیدی، سکر نڈر روڈ نواب شاہ، ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

۷۸۲ **الجواب:** لہو ولعب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں سوائے تین قسموں کے کہ ان کی حدیث شریف میں اجازت ہے۔(۱) بی بی سے ملاعبت، (۲) گھوڑے کی سواری اور (۳) تیر اندازی۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جتنی چیزوں سے آدمی لہو کرتا ہے سب باطل ہیں۔ مگر کمان سے تیر چلانا، اور گھوڑے کو ادب دینا، اور زوجہ کے ساتھ ملاعبت کہ یہ تینوں حق ہیں۔(ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ) لہٰذا، گنجفہ، چوسر، پچی، شطرنج، تاش یہ سب لہو میں داخل ہیں۔ تو از روئے احادیث کریم سب باطل و ناجائز و حرام ہیں اور مسلمان مرد عورت کو ان سے دور رہنا واجب ولازم۔ واللہ اعلم

جواب امام: فقیر کی نظر سے علماء کرام کا یہ قول اب تک نہیں گزرا کہ چوسر وغیرہ کھیلنا حرم شریف میں زنا کے برابر ہے۔ لیکن بایں ہمہ اس کی حرمت و خلاف شرع ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ممکن ہے کہ مبالغۃً علماء نے ایسا کرنے میں جسے امام مذکور نے بتایا، بیان کیا۔

اس مسئلہ کو بنیاد بنا کر امام مذکور کے خلاف مسلمانوں میں اشتعال پھیلانا قرآن و حدیث کی رو سے اشد حرام ہے۔ عجب کہ شدت غضب میں آدمی ایسے گناہ کا مرتکب ہو جو کفر تک پہنچاتا ہے۔ اور اسے اس کا لحاظ نہ آئے کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ جو مذکورہ بالا بیان کسی کتاب سے ثابت نہ کرے تو اس کا جرم صرف اس قدر ہے کہ اس نے شدت سے کام لیا اور حرام سے روکنے کیلئے بہت بیان کیا پھر بھی یہ جرم گناہ کبیرہ نہیں۔ امام کیلئے اس سے رجوع ممکن ہے۔ لیکن مسلمانوں میں انتشار پھیلانا اور افتراق بین المسلمین کا مرتکب ہونا تو وہ چیز ہے جسے قتل سے اشد فرمایا گیا۔ کہ الفتنة اشد من القتل۔ (القرآن الکریم)۔ بالجملہ امام ایسی باتوں کے بیان سے پرہیز کرے۔ جن کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو۔ اور امام کے مخالفین پر لازم کہ وہ اس فتنہ انگیزی سے باز آئیں۔ اور اس وعید سے اپنے آپ کو بچائیں جو امت محمدیہ میں افتراق پھیلانے والوں کیلئے وارد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ، اجل واتم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۵ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

جمعہ/سفر/داڑھی منڈانا

سوال: بحضور قبلہ مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں بالکل خیریت سے ہوں آپ کی خیریت کا طالب عرض خدمت ہے۔

چند ایک سوال جناب کی خدمت میں تحریر کرتا ہوں ان کا جواب تفصیل سے دیں عین نوازش ہوگی۔

(۱)　نماز جمعہ کے متعلق لکھیں کہ جہاں ہم رہتے ہیں اس جگہ پر زیادہ سے زیادہ 120 (ایک سو بیس) آدمی آتے ہیں نماز جمعہ کیلئے تو اتنی مقدار میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۲)　سفر کے متعلق ہے، ہماری مرضی کے مطابق سفر نہیں افسران کی مرضی پر ہوتا ہے مثال کے طور پر ایک جگہ سے دوسری

جگہ جانے پر پتہ نہیں ہوتا کہ ایک دن رہنا ہے یا زیادہ؟ عارضی ڈیوٹی ہوتی ہے اس کے سفر میں یا اپنی میں کونسی نماز ہوگی؟

(۳) جو امام کے متعلق ہے، مثال کے طور پر ایک آدمی صحیح اچھا پڑھا لکھا ہے لیکن داڑھی نہیں یعنی سنت سے کم ہے۔ ایک دوسرا آدمی جس کی سنت پوری ہے لیکن تعلیم کم؟

(۴) داڑھی منڈے کے پیچھے داڑھی والے کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔ منڈانے والا آدمی زیادہ پڑھا ہوا ہے اور داڑھی والا کم تو اس کی نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ سب پڑھنے سننے والوں کو سلام، منظور احمد لغاری

۷۸۶ الجواب: مذہب حنفی میں فرضیت جمعہ۔ صحت جمعہ اور جواز جمعہ سب کیلئے شہر یا متعلق شہر مثلاً چھاؤنی وغیرہ کا ہونا ضروری شرط ہے۔ دیہات میں نہ جمعہ فرض ہے نہ وہاں اس کا ادا کرنا جائز صحیح۔ اگر پڑھیں گے ایک نفل نماز ہوگی کہ برخلاف شرع جماعت سے پڑھی۔ ظہر کا فرض سر سے نہ اترے گا۔ پڑھنے والے گناہ کے مرتکب ہونگے کہ ظہر کی جماعت بلا وجہ ترک کی اور نماز نفل با جماعت بالاہتمام پڑھی اور نماز ظہر سر سے نہ پڑھی تو گناہ شدید۔ (فتاویٰ رضویہ، درمختار) واللہ اعلم

(۲) جو شخص مقیم ہو اور اپنے مقام اقامت سے دس دس پانچ پانچ بیس بیس کوس کے ارادے سے جائے کبھی مسافر نہ ہوگا۔ نماز پوری پڑھے گا۔ اگر چہ اس طرح پوری دنیا میں سفر کر آئے۔ جب تک ایک نیت سے پورے چھتیس کوس یعنی ساڑھے ستاون میل ٹھہرنے کے ارادے سے نہ چلے یعنی بیچ میں کہیں نہ ٹھہرے، ٹھہرنے کی نیت نہ ہو اور اگر دو سو میل کے ارادے سے چلا مگر ٹکڑے ٹکڑے کر کے یعنی بیس میل جا کر یہ کام کروں گا وہاں سے تیس میل جاؤں گا وعلی ھذا القیاس وہ مسافر نہ ہوگا۔ یک لخت ساڑھے ستاون میل کا ارادہ نہ ہوا۔ ہاں جو مسافر ہے وہ جہاں بھی جائے قصر پڑھے گا۔ وہاں سے ایک میل یا کم جائے خواہ زیادہ دور جائے وہاں بھی قصر نماز کریگا۔ جب تک پورے پندرہ دن کی ٹھہرنے کی نیت کسی محل اقامت میں نہ کرے اور جو شخص اپنے ارادوں میں مستقل نہ ہو، تو اس کی اپنی نیت بیکار ہے جس کا تابع ہے اسکی نیت کا اعتبار ہے اس کی نیت اقامت کی ہے تو تابع بھی مقیم ہے اور اس کی نیت اقامت کی نہیں تو یہ بھی مسافر ہے۔ ہاں تابع کو چاہیے کہ متبوع کہ جس کا یہ ماتحت ہے اس سے معلوم کرلے وہ جو کہے اس کے مطابق عمل کرے اور اس نے کچھ نہ بتایا تو دیکھے کہ وہ مقیم ہے یا مسافر اگر مقیم ہے تو اپنے کو مقیم سمجھے اور مسافر ہے تو مسافر۔ اور اگر یہ بھی نہ معلوم ہو تو تین دن کی راہ طے کرنے کے بعد قصر کرے اس سے پہلے پوری پڑھے (فتاویٰ رضویہ، درمختار ورد المحتار وغیرہا)

(۳) جو شخص وضو و غسل وغیرہ کا علم ٹھیک رکھتا ہو نماز صحیح پڑھتا ہو قرآن مجید غلط نہ پڑھتا ہو جس سے معنی بدلیں اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی مگر امام بنانے کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ مذہباً خالص سنی ہو فاسق علی الاعلان نہ ہو یعنی کوئی گناہ کبیرہ اعلان کے ساتھ نہ کرتا ہو صغیرہ بھی عادت و اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے جو شخص ان سب باتوں میں جامع ہو اگر چہ قرأت عظیم حافظ کی مثل نہ پڑھ سکے اسے امام بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور جو شخص داڑھی حد شرع سے کم رکھتا ہے کتر واتا ہے وہ فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی واجب الاعادہ یعنی اس کا دہرانا لازم اگر چہ وہ عالم کیوں نہ ہو۔ غنیۃ وغیرہ میں ہے لو قدموا فاسقاً یاثمون۔ تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے لان فی تقدیمه تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً یعنی اگر لوگوں نے کسی فاسق کو امامت کیلئے آگے بڑھا دیا تو وہ گناہ گار ہونگے اس لئے کہ اس

کے آگے بڑھانے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ اس کے فسق کی وجہ سے اس کی توہین لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

یزید اور ابوطالب نام رکھنا کیسا ہے؟ بدعقیدہ کے پیچھے نماز

سوال: جناب استاذ گرامی دام فیضہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اما بعد! واضح ہو کہ بندہ آپ کا پس غائبانہ شاگرد ہے اور آپ کی خدمت میں مندرجہ ذیل سوالات پیش کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ جواب جلدی عنایت فرمائیں گے۔

(۱) یزید، ابوطالب یہ نام مسلمان کیلئے رکھنے کے قابل ہیں؟ کئی مرتبہ علماء سے لعنت یزید پر سنی گئی ہے۔ مجھے اُس سے کوئی عقیدت نہیں ہے ظالم تو تھا ہی لیکن لعنت کا تعلق علمی خیال سے کہاں تک درست ہے؟ ہمارے پڑوس میں ایک شاہ صاحب نے اپنے بیٹے کا نام ابوطالب شاہ رکھا ہے۔ بہار شریعت میں زیارت حرمین کے باب میں لکھا ہوا پایا حضرت عبدالمطلب کی قبر پر جائیں مگر ابوطالب کی قبر پر نہ جائیں۔ اور جن کی قبروں کی زیارت کیلئے بزرگ نے لکھا ہے ان کی فاتحہ کیلئے لکھا ہے۔

(۲) انشاء اللہ تعالیٰ شوال کے مہینے میں حج سے پہلے بندہ کا حرمین شریفین جانا ہوگا۔ سعودی حکومت نجدی ہے۔ شاید وہ کچھ وہابیوں کے خیالات رکھتے ہیں۔ ان کے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنی پڑے گی۔ کیا وہ نماز ٹھیک رہے گی یا پنجگانہ اعادہ کیا جائے۔

(۳) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ (نمل:90) مذکورہ بالا آیت میں ہے یعنی سورت کا ساتواں اور پارہ بیس کا دوسرا رکوع ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ مَنْ جَآءَ میں ضمیر واحد ہے تو وُجُوْهُهُمْ میں جمع کیوں آئی۔ اگر جَآءَ کی جگہ جاؤا جمع ہوتی تو پھر وُجُوْهُهُمْ میں جمع رہتی جس طرح اردو میں کہیں گے جس نے چوری کی انہوں کے ہاتھ کاٹیں گے اس طرح نعوذ باللہ قرآن پاک غلطی سے پاک ہے۔ میں صرف ایک طالبعلم کے پاؤں کی خاک ہوتے ہوئے پوچھ رہا ہوں۔ جواب سے مستفیض فرمائیں۔

۷۸۶ **الجواب:** یزید فی نفسہ کوئی برا نام نہیں بعض صحابہ کرام بھی اس نام سے موسوم تھے مثلاً یزید بن عامر، یزید بن السعود لیکن کربلائے معلا کے واقعہ کے بعد عوام وخواص مسلمین میں یہ نام قابل نفرت ضرور جانا جاتا ہے اور اس نام کے ساتھ ہی وہ واقعہ ظلم وجفا کا ذہن میں آتا ہے تو جسے اپنی اولاد کو عوام وخواص کی نفرتوں سے بچانا منظور ہوگا وہ ہرگز اپنی اولاد کیلئے یہ نام پسند نہ کریگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

یوہیں ابوطالب کا ایمان چونکہ محققین کے نزدیک ثابت نہیں بلکہ بخاری کی روایت بتاتی ہے کہ وہ آخری وقت تک کلمہ اسلام پڑھنے سے گریز کرتے رہے۔ اس لئے اس کے نام پر بھی نام نہ رکھا جائے ہاں کسی مذہب کی حرص میں ایسا کرتا ہے وہ جانے یہی وجہ ان کی قبر پر جانے اور فاتحہ پڑھنے کی ممانعت کی ہے یزید پر لعنت کے بارے میں باہم علماء کا اختلاف ہے اسلئے اس احتراز چاہیئے۔ واللہ اعلم

(۲) امام وہابی ہو تو نہ اس کی نماز، نماز ہے نہ اس کے پیچھے نماز، نماز۔ جماعت میں شریک نہ ہونے سے فتنہ کا اندیشہ ہو تو

جماعت سے پہلے یا بعد میں اپنی تنہا پڑھ لیں۔ واللہ اعلم

(۳) عربی میں لفظ مَنْ صَوَّرَہٗ واحد ہے اور معنی جمع اس لئے واحد اور جمع دونوں کی ضمیریں اس کیلئے استعمال ہوتی ہیں۔ یہ اصول کی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳۹۹ ھج

سرخی، ناخن پالش لگانا، فلم، ٹی۔وی، بے نمازی کا کھانا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ

(۱) عورتوں کیلئے سرخی اور ناخن پالش لگانا جائز ہے یا نہیں، اگر کسی عورت نے یہ دونوں چیزیں لگانے کے بعد وضو یا غسل کر کے نماز پڑھی تو اس کی نماز، وضو، غسل درست ہوا یا نہیں اور اگر اس نے خاوند کو خوش کرنے کیلئے لگایا تو کیا حکم ہے؟

(۲) مرد کیلئے مہندی پاؤں میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) دومنزلہ مسجد میں، گرمی کی وجہ سے نیچے کا حصہ خالی چھوڑ کر اوپر کے حصے میں جماعت کرا سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) فلم دیکھنا گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ، روزہ کی حالت میں فلم دیکھنا کیسا ہے؟

(۵) گھر میں ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، ٹی وی رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس زمانہ میں تقریباً ہر گھر میں یہ چیزیں موجود ہیں تو کیا رحمت کے فرشتے آتے ہیں یا نہیں؟ اور ان کا رکھنا گناہ کبیرہ یا صغیرہ ہے؟

(۶) نجدی وہابی دیوبندی خارجی امام کے پیچھے سنی کی نماز ہوگی یا نہیں؟ کوئی امام عادی جھوٹا ہے یا کبھی کبھی جھوٹ بولتا ہے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۷) ایک امام ان پڑھ ہے اور قرآن پاک بھی بہت سادہ بغیر تجوید کے پڑھتا ہے اور الٹے سیدھے مسائل بیان کرتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۸) اگر کوئی بے نمازی مسلمان رمضان میں افطاری کے وقت مسجد میں کھانا لائے تو اس سے کھانا لینا جائز ہے یا نہیں، غیر مسلم کو مسلمان خیرات دے سکتا ہے یا نہیں اگر دی تو ادا ہوئی یا نہیں؟

حافظ امیر احمد جونیجو، مکان نمبر 184 شاہ محلہ، ٹنڈو الہیار، حیدر آباد، ۱۳/ اگست ۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** زیبائش و آرائش کی خواہ کوئی چیز ہو اگر وہ جرم دار ہو کہ اس کے استعمال سے ایک معمول تہ جسم پر جم جاتی ہے تو اس کے چھڑائے بغیر نہ وضو درست نہ غسل روا۔ اور ایسے وضو غسل سے نماز بھی ادا نہ ہوگی اور یہ زیبائش غیروں کو دکھانے کیلئے ہو تو حرام در حرام۔ صرف اور صرف شوہر ہی کی خوشی کیلئے یہ زیبائش کی جائے۔ واللہ اعلم

(۲) مہندی عورتوں کیلئے ہے نہ کہ مردوں کیلئے۔ واللہ اعلم

(۳) علماء کرام نے مسجد کی چھت پر چڑھنا بلا ضرورت ہو تو مکروہ لکھا ہے اور شدید گرمی اس کے لئے عذر ہے۔ (عالمگیری)

(۴) لہو ولعب کھیل تماشہ میں اپنا وقت صرف کرنا حرام ہے اور روزہ کی حالت میں ہو تو اور زیادہ حرام ہے، روزہ ہو جائے گا۔

(۵) ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، ٹیلیویژن اس عام حکم سے مستثنیٰ نہیں، البتہ ٹیلیویژن میں یہ بات اور زیادہ ہے کہ اس میں تصویریں بھی ہیں اور اس کی لت پڑ جائے تو جائز نا جائز، حرام حلال کولوگ یکساں سمجھنے لگتے ہیں تو گناہ سے کیسے بچیں گے۔ واللہ اعلم

(۶) فسق فی العمل مثلاً جھوٹ بولنا، فلم دیکھنا تاش وغیرہ کھیلنا، ایسے افعال کا مرتکب فاسق معلن ہے اور اسے امام بنانا گناہ۔ اور اس سے بدتر وہ ہیں جو فسق فی العقیدہ میں مبتلا ہیں کہ پہلے کا ایمان تو سلامت تھا یہاں ایمان یا سرے سے نہیں یا ہے تو نا قابل اعتبار۔ تو ایسوں کو امام بنانا وہی پسند کرے گا جسے اپنی نمازیں عزیز نہ ہوں اور ان کا تباہ کرنا منظور ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) اگر وہ نماز کے فرائض و واجبات یا مکروہات و مفسدات سے بھی واقف نہیں تو امامت کا اہل ہی نہیں اور اگر مسائل ضروریہ سے واقف ہے لیکن قرأت میں ایسی غلطیاں کرتا ہے جس سے نماز میں فساد لازم آئے تب بھی اسے امام بنانا جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) بے نمازی کافر نہیں، مسلمان ہی ہے اور ایسے ہزار مسلمانوں سے بہتر جو نمازی ہیں مگر بدعقیدہ، بدمذہب مثلاً وہابی خارجی رافضی تو اس سے مسلمان جیسا سلوک کریں اس کی افطاری بھی لیں اور دوسری نیک باتوں میں تعاون کریں۔ اور مسلمان فقراء کی کیا کمی ہے کہ غیر مسلم کو خیر خیرات کی جائے۔ بلکہ زکوۃ و فطرہ یا کوئی اور صدقہ واجب غیر مسلم کو دیا تو ادا ہی نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ررمضان المبارک ۱۳۹۹ ھ

سہرا باندھنا/مسجد کے اندر اذان

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مندرجہ ذیل چند مسائل کے بارے میں کہ

(۱) شادی کے موقعہ پر دولھا کے سر پر سہرا باندھنا اور بازو میں گانا یعنی دھاگہ اور کچھ موتی وغیرہ باندھنا شریعت پاک میں جائز ہیں یا نہیں اور شادی کے موقعہ پر ہاتھ پاؤں کو مرد کیلئے مہندی لگانا کیسا ہے۔ زید بہت ہی سخت گرمی محسوس کرتا ہو تو وہ گرمی کی وجہ سے پاؤں میں مہندی لگا کر جماعت کراسکتا ہے یا نہیں۔

(۲) ایک مسجد دو منزلہ ہے گرمی میں نیچے کا حصہ خالی چھوڑ کر اوپر کی منزل میں جماعت ہوسکتی ہے یا نہیں۔

(۳) نماز تراویح یا نماز جمعۃ المبارک لاؤڈ اسپیکر میں ہوسکتی ہے یا نہیں نیز پانچ وقت اذان مسجد سے باہر ہونی چاہیے یا اندر؟ اکثر و بیشتر مساجد میں لاؤڈ اسپیکر مسجد میں رکھے ہوتے ہیں اور وہیں اذان پڑھی جاتی ہے لہٰذا اس مسئلہ پر بھی روشنی ڈالی جائے۔ فقط والسلام مع الاکرام محمد بشیر چشتی غفرلہ، ٹنڈو الہیار، 31/05/1980

۷۸۶ **الجواب:** خوشبو لگانا سنت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ پسند بارگاہ رسالت ہیں۔ فرماتے ہیں ﷺ حبب الی من دنیا کم النسا و الطیب (الحدیث) یعنی تمہاری دنیا میں سے دو چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈال دی گئی۔ نکاح اور خوشبو۔" اور کتب حدیث میں وارد کہ رسول اللہ ﷺ خوشبو کی چیز رد نہ فرماتے تھے (ابوداؤد) بلکہ مسلمانوں کو حکم دیا کہ " جس کے سامنے خوشبو نبات پھول پتی وغیرہ پیش کی جائیں تو اسے رد نہ کرے کہ اس کا بوجھ ہلکا اور بو اچھی

ہے۔" (مسلم) تو سہرا کہ سر پر باندھیں یا ہار کہ گلے میں پہنیں، ان میں پھولوں سے اسی قدر زائد ہے کہ انہیں ایک ڈورے میں پرولیا ہے اور گلے میں ڈالنا یا سر پر باندھنا، وہی خوشبو سے خود فائدہ لینا اور دوسروں کو فرحت پہنچانا ہے تو اس قدر سے ممانعت یا حرمت یا ناجوازی کس طرف سے آ گئی۔ لہٰذا جائز ہے اور جو اسے ناجائز کہتا ہے شریعت مطہرہ پر افتراء کرتا ہے۔ اگر سچا ہے تو بتائے کہ اللہ ورسول نے اسے کہاں منع کیا ہے۔ جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور جب اللہ ورسول نے منع نہ فرمایا تو دوسرا اپنی طرف سے منع کرنے والا کون ہے۔ شرع کسی کی زبان کا نام نہیں کہ جسے چاہے آدمی بزور زبان، بے دلیل شرعی، حرام کہدے۔ سہرا نہ شرعاً ممنوع ہے نہ شرعاً ضروری ومستحب۔ بلکہ ایک دنیاوی رسم ہے۔ کی تو کیا، نہ کی تو کیا۔ البتہ نلکیوں اور پنی والے سہرے۔ ہار وغیرہ پہننا یا استعمال کرنا ممنوع ہے کہ مشرکین سے مشابہت کا شائبہ پایا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مہندی استعمال کرنا عورتوں کی زینت ہے لہٰذا ان کیلئے جائز (عالمگیری) اور بلا ضرورت چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں بھی مہندی لگانا نہ چاہیئے۔ اور مرد کیلئے اس کی ممانعت صریح ہے۔ امام کو خصوصاً اس سے احتراز لازم۔ اور گرمی وغیرہ ضرورت کے باعث استعمال کرتا ہے تو اس میں ایسی چیز شامل کردے جس سے اس کی رنگت زائل ہو جائے۔ یا کوئی اور شے استعمال کرے۔ اگر کوئی امام مسجد مہندی استعمال کرتا ہے اور منع کرنے پر باز نہیں آتا تو اسے امام نہ کیا جائے کہ لوگ اس پر معترض ہوں گے اور شرعاً بھی جرم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) نیچے کا حصہ خالی چھوڑ کر، اوپری منزل پر نماز باجماعت مکروہ ہے کہ مسجد کی بے ادبی ہے۔ ہاں اگر مسجد تنگ ہو جائے کہ نیچے نمازیوں کیلئے جگہ نہ رہے تو باقی ماندہ لوگ چھت پر صف بندی کرلیں۔ یہ بلا کراہت جائز ہے کہ اس میں ضرورت ہے۔ بلکہ اس میں بھی شرط یہ ہے کہ حال امام مشتبہ نہ ہو۔ (عالمگیری۔ فتاوی رضویہ)

(۴) علمائے محققین کا فتوی اسی پر ہے کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز نہیں اگر چہ نماز نفل مثلاً تراویح ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) لاؤڈ اسپیکر خواہ مسجد کے کسی حصہ میں ہو۔ اذان مسجد میں مکروہ ہے۔ پنجوقتہ نماز کیلئے بھی اور نماز جمعہ کیلئے بھی۔ فتاوی قاضی خاں۔ فتح القدیر۔ بحر الرائق وفتاوی ہندیہ وغیرہ کتب میں ہمارے علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ مسجد میں اذان دینی مکروہ ہے۔ اب تن آسانی یا اپنی مرضی سے لوگ جو چاہیں کریں یوم حساب قریب ہے اس سے تو ڈریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رر جب المرجب ۱۴۰۰ھ

غیر شرعی قسم پر کفارہ نہیں/ غیر سے موئے زیر ناف صاف کرانا حرام ہے/ انعامی بانڈز کب جائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ثناء ہر رکعت میں پڑھنی چاہیے یا ایک ہی رکعت میں پڑھنی چاہیے؟

(۲) ماں بیٹے کی محلہ میں ایک گھر میں جانے پر لڑائی ہوئی اور اس لڑائی میں ماں نے قسم کھالی کہ میں اس گھر میں جب تک قرآن شریف کی تلاوت نہیں کروں گی جب تک تو نہ مرے گا؟

(۳) والد اگر ضعیف ہو جائے کہ وہ اپنی شرم گاہ کے بال نہ اتار سکے تو بیٹا اپنے والد کی وہ خدمت کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) بانڈز پر جو انعام ملتا ہے وہ انعام کی رقم مسلمانوں پر کہاں تک درست ہے؟

(۵) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کو ثواب پہنچاتے ہیں اور شیرینی پر فاتحہ دیتے ہیں تو اس شیرینی کو کہتے ہیں یہیں بیٹھ کر کھاؤ باہر مت لے جاؤ یہ طریقہ ہمارے لئے کہاں تک درست ہے ہمیں ان سے آگاہ کریں؟

۷۸۶ **الجواب:** ثناء صرف پہلی رکعت میں پڑھی جائے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ماں کی یہ قسم، حلف شرعی نہیں کہ اس کے خلاف کرنے پر کفارہ لازم ہو، ماں کو چاہیے کہ وہ اپنے بیٹے کے گھر جائے اور اس کے حق میں دعائے خیر کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) موئے زیر ناف مونڈنا سنت ہے اور ستر عورت فرض۔ تو سنت کی ادائیگی کیلئے فرض کیسے چھوڑا جائے گا۔ اگر استرا استعمال نہیں کر سکتا تو باپ کو چاہیے، ہڑتال وغیرہ دوسری چیزیں جو عام طور پر بازار میں دستیاب ہیں استعمال کرے۔ ثواب پائے گا۔ واللہ اعلم

(۴) انعامی بانڈ کی خریداری میں اگر گرہ کا کچھ نقصان نہ ہوتا ہو تو خریداری بھی جائز ہے۔ کہ روپیہ بھی محفوظ رہے گا اور اگر اس پر حسن اتفاق سے حکومت کے طریقوں پر کوئی انعام نکل آیا تو وہ بھی جائز ہے۔ اسے سود قرار دینا، مسلمانوں کو حرج میں ڈالنا ہے۔ واللہ اعلم

(۵) فاتحہ خواہ کسی چیز پر ہو جب بہ نیت خیر و ایصال ثواب کی جائے گی، جائز و روا ہوگی۔ اور انشاء اللہ باعث برکت بھی۔ البتہ یہ پابندیاں جو عام طور پر رائج ہیں بیجا پابندیاں ہیں۔ انہیں ختم کرنا چاہیے۔ پھر بھی ان پابندیوں کے باعث اصل فاتحہ، ناجائز نہ ہوگی۔ کھینچ تان کرا سے بدعت قرار دینا، وہابیہ کا شیوہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳/رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

کتاب المیراث

باب الوراثۃ

جہیز کی ملکیت / مال وراثت میں بیوہ کا حق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ بوقت نکاح جو زیور لڑکی کو دیا جائے یا دیگر تحائف برتن، کپڑے وغیرہ دلہن کو دیے جائیں۔ ان کا حقیقی مالک کون ہے؟ یا رشتہ داران کوئی تحفہ دلہن کو دیں وہ کس کی ملکیت ہے؟

۲۔ زید مرجائے اور اس کی بیوی بیوہ ہوجائے۔ تو زید کے بعد اس کے کل سامان وملکیت زیور، کپڑے، جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا حقیقی وارث کون ہوگا۔ جب کہ زید کی بہن، والدہ، وغیرہ بھی حیات ہیں۔ اگر بیوہ کے علاوہ دیگر رشتہ داران حصہ دار ہوسکتے ہیں تو ان کا حصہ کس قدر ہوگا؟

۳۔ زید کے مرنے کے وقت اس کی بیوی حاملہ تھی۔ زید کے انتقال کے دو ماہ کے بعد لڑکا تولد ہوا۔ اس صورت میں لڑکا کس قدر حصہ دار ہے؟ اپنے والد کی املاک میں سے نیز اس لڑکے کا صحیح وارث کون ہے؟

۴۔ نکاح کے وقت مہر مقرر ہوا۔ وہ زید ادا نہیں کرسکا۔ نہ معاف کرایا۔ زید مرگیا۔ کیا اس کی چھوڑی ہوئی املاک میں سے مہر ادا ہوسکتا ہے یا نہیں؟

۵۔ زید کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ اور بچہ کا خرچ کس کے ذمہ ہے؟ بیوہ کے والدین اس قابل نہیں۔ بیوہ کے سسرال میں زید کے چچا، والدہ، بہن موجود ہیں اور ان کی مالی حالت اس قابل ہے کہ وہ خرچ برداشت کرسکیں۔

۶۔ لڑکی بوقت شادی سولہ سال کی تھی۔ دو سال بعد بیوہ ہوگئی۔ اب اگر بیوہ عقد ثانی کرنا چاہے تو کیا اس کو پہلے شوہر کی املاک سے محروم رکھا جاسکتا ہے یا نہیں؟

۷۔ زید کی بیماری میں زید کی والدہ نے گھر میں خرچ کے طور پر یا اپنے لڑکے کے علاج معالجہ کے بطور جو رقم صرف کی ہے۔ کیا وہ زید پر قرض ہے؟ کیا زید کی والدہ زید کے مرنے کے بعد از روئے شریعت زید کی جائیداد یا املاک میں سے اپنا قرضہ لے سکتی ہے؟

۸۔ میت پر جیسا کہ عورتیں بہت کچھ معاف کرالیتی ہیں۔ زید کی بیوی نے مہر معاف کردیا۔ کیا از روئے شریعت مہر معاف ہوگیا؟ فقط السائل محمد خان جونیجو، سانگھڑ

۷۸۶ الجواب: ۱۔ زیور برتن وغیرہ جہیز جو لڑکی کو دیا جاتا ہے وہ تمام وکمال لڑکی کی ملکیت ہے۔ یوہیں جو تحائف رشتہ داروں کی جانب سے لڑکی کو دیئے جاتے ہیں خاص ملک دختر ہیں۔ لڑکی کے شوہر یا کسی اور کو، کسی طرح کا مالکانہ استحقاق اس

ین نہیں۔علامہ شامی فرماتے ہیں کل احد یعلم ان الجهاز ملك المرأة، لاحق لاحد فیه۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ زید کے انتقال کے بعد اس کی جائیداد، اس کی بیوہ، اس کے بیٹے اور والدہ پر تقسیم ہوگی۔ ان میں سب سے مقدم میت کا جزء یعنی بیٹا پوتا وغیرہ، پھر میت کا اصل، باپ دادا وغیرہ، پھر باپ کی نسل مثلاً بھائی بھتیجہ وغیرہ، ان سب کے بعد دادا کا جزء جیسے چچا کا بیٹا وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اس صورت میں ذوالفروض کو دینے کے بعد جو کچھ مال باقی بچتا ہے۔ اس کا وارث یہ بیٹا ہوگا۔ (سوال کا دوسرا جزء واضح نہیں۔) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ مہر خاص عورت کا حق ہے اور یہ دین مہر بھی ایسا ہی قرض ہے جیسے دوسرے لوگوں کا قرض۔ اس کا ادا کرنا ایسا ہی ہے جیسے دوسروں کا قرض ادا کرنا۔ صورت مسئولہ میں بے شک زوجہ اپنا دین مہر، املاک سے وصول کرسکتی ہے اور زوجہ مطالبہ کرے تو ورثہ پر اس دین کا ادا کرنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ وفات کی عدت میں عورت کا نفقہ شوہر کے ورثہ پر واجب نہیں۔ وہ از خود یہ بار برداشت کریں تو محض احسان ہے اور خدا نے انہیں دیا ہے تو انہیں اس بیوہ پر خرچ کرنا چاہئے خدا اجر دے گا۔ ہاں بعد عدت بیوہ پرورش کا معاوضہ، دودھ پلانے کی اجرت، اور بچہ کا نفقہ وغیرہ طلب کرسکتی ہے اور یہ سب اخراجات اگر بچہ کا مال ہو تو اس سے دیئے جائیں ورنہ بچہ کی دادی، دادا، بھائی چچا وغیرہ عصبات کے ذمہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ شوہر کے انتقال کے بعد۔ جہاں اور دوسرے ورثہ کا حق مال متروکہ پر ثابت ہوجاتا ہے وہیں بیوہ کا حق بھی متعلق ہوجاتا ہے۔ یہ حصہ گویا اس کے درد دل اور حرمان نصیبی کے لئے مداوا ہے۔ کوئی شخص اس سے یہ حق شرعی چھین نہیں سکتا اور عورت نکاح ثانی کرے تو بھی اس کے شوہر کی املاک سے اس کو محروم رکھنا ظلم و ناانصافی ہے۔ مال متروکہ میں حصہ شرعی کا مالک ہونا بھی اس کا حق ہے اور نکاح ثانی کرنا بھی اس کا حق ہے۔ یہ دوسرا حق اسے پہلے حق سے محروم نہیں کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۔ وہ روپیہ کہ زید کی والدہ نے، زید کے علاج معالجہ میں، اپنے ذاتی مال سے خرچ کیا بحکم عرف شائع و عام، تبرع و احسان قرار پائے گا کہ زید کی والدہ اس کا مطالبہ کسی سے نہیں کرسکتی ہے۔ ہاں اگر زید نے خود استدعا کی کہ آپ خرچ کیجئے۔ میں واپس دے دوں گا یا خود زید کی والدہ ہی نے کہا یہ صرف تیری طرف سے بطور قرضہ کروں گی اور اس نے قبول کرلیا تو ان صورتوں میں جو اٹھایا وہ قرض ہے اور اپنا یہ قرض زید کی املاک سے وصول کرسکتی ہے لیکن ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ والدۂ زید نے یہ سب خرچ بطور خود کیا۔ کبھی قرض نہ جانا اور اب تقسیم جائیداد کا وقت آیا وہ اس خرچ کو قرض کا نام دے کر دوسرے ورثہ کی حق تلفی کرنا چاہتی ہے۔ آخر ماں کو بیٹے کے املاک سے بطور وراثت بھی تو مال حاصل ہوگا اس کو غنیمت جانے اور دوسرں کی حق تلفی سے باز آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۔ دین مہر خالص عورت کا حق ہے اور جب زوجہ نے اپنا حق خود معاف کردیا تو از روئے شرع بھی معاف ہوگیا۔ واللہ اعلم

العبد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ر جمادی الاولی ۱۳۸۳ھ

بیوہ، والدہ، بیٹے کا حصہ ہے، بہن محروم/حق پرورش کی تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زید نے اپنے انتقال کے بعد بیوی والدہ، بہن اور لڑکا جو چار ماہ کا ہے چھوڑا ہے۔ شرعاً زید کے ترکے میں ان صاحبان کا کیا کیا حصہ آتا ہے؟

۲۔ والد کے انتقال کے بعد بچے کی پرورش کا حق کس کو حاصل ہے اور کب تک؟ فقط السائل، غلام محمد قادری قاسمی

۷۸۶ الجواب: ۱۔ صورت مذکورہ بالا میں زید کا تمام مال متروکہ ادائے جمیع حقوق، مقدم علی الارث، یعنی تجہیز و تکفین، و ادائے دیون، (قرض) ونفاذ وصیت درثلث کے بعد ۲۴ سہام پر تقسیم ہوگا۔ ان ۲۴ میں سے آٹھواں حصہ یعنی ۳ سہام زید کی بیوی کو، اور چھٹا حصہ یعنی ۴ سہام زید کی والدہ کو، ملیں گے اور باقی تمام سہام یعنی ۱۷ سہام زید کا لڑکا پائے گا۔ بہن محروم رہے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جب کہ ماں موجود ہے اور بچہ کی پرورش کی خواہش مند بھی۔ پھر اس کی اہل بھی ہے تو حق پرورش اس ماں کو حاصل ہے۔ اس کے پاس لڑکے کو اس وقت تک رہنے دیں کہ اب اسے اس کی حاجت نہ رہے یعنی اپنے آپ کھاتا، پیتا، پہنتا، استنجاء کر لیتا ہو اور اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ر جمادی الاولی ۱۳۸۳ھ

ایک شخص کا انتقال ہوا، وارثین میں بیوہ اور پوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی امام بخش کے انتقال سے پہلے اس کا لڑکا مسمّی غلام حیدر فوت ہو گیا اور بعد فوتی غلام حیدر اس کی بیوی کے ایک دختر پیدا ہوئی۔ بعد امام بخش کا انتقال ہو گیا۔ مندرجہ ذیل ورثہ امام بخش کے موجود ہیں۔ شرعاً کس کو کتنا حصہ ملے گا؟

۱۔ صاحبزادی دختر غلام حیدر ۲۔ بیوہ امام بخش ۳۔ بھانجا صالح محمد

فقط السائل، محمد بخش چانڈیو

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ بالا میں امام بخش متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین، و ادائے دیون، ونفاذ وصیت درثلث، آٹھ سہام پر تقسیم ہوگا۔ ان میں سے ایک حصہ متوفی کی بیوہ کو اور باقی سہام متوفی کی پوتی کو دیا جائے گا۔ چار سہام بوجہ ارث اور تین سہام بوجہ رد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ر جمادی الاولی ۱۳۸۳ھ

ایک شخص کے وارثین میں چار بیویاں، تین بیٹیاں اور ایک بھائی، ایک بہن ہے

سوال: جناب مولانا مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب اعلیٰ گزارش یہ ہے کہ

ایک آدمی بنام محمود ولد سادھو عمر ساٹھ سال فوت ہو گیا، قریباً سات سال ہوئے ہیں۔ مرنے کے وقت اس کے ماں، باپ، دادا، دادی فوت ہو چکے تھے۔ اس نے مرنے کے بعد مندرجہ ذیل وارث چھوڑے ہیں۔

چار عورتیں اور تین دختر اور ایک بھائی اور ایک بہن۔

اس نے ایک ایکڑ باغ اور ستاون ایکڑ بتیس گز زمین چھوڑی ہے۔ زیورات، سونا دس پندرہ تولہ، چاندی دو سو تولہ، اور بھینس ایک، گائے دو، بکری پچاس، گھوڑا ایک، برتن، چھ گھروں کا اور بیل چھ اور زمینداری سارا عملہ چھوڑا ہے۔ وہ سارا سامان و مال بھائی کے پاس ہے۔ زمین لیتے وقت ہی پہلے ہی بھائی نے آدھا داخلہ کرایا ہے۔ ساری زمین فوتی کی کمائی سے بنی ہوئی ہے۔ زمینداری کا کام کرتا تھا۔ بھائی مال چراتا تھا اور کھانے پینے میں ایک تھے۔ فوتی نے اپنے دختروں کو زبانی بخشش کیا تھا مگر سب شرعی فیصلہ پر متفق ہو گئے ہیں۔ سات سال سے بھائی ابھی تک فائدہ اٹھا رہا ہے۔ برائے مہربانی وارث کا فیصلہ دو۔ بہت بہت مہربانی ہوگی۔ شکریہ فقط السائل محمد اسماعیل امین، ۲۵ر دسمبر ۱۹۶۳ء

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں میت کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲۴/ ۷۲/ ۲۸۸

زوجہ ۴ عدد		دختر ۳ عدد	بھائی ا عدد	بہن ا عدد
۳	۱۶	۵		
۹	۴۸	۱۵		

وقال لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (النساء:11پ) وقال فَلَهُنَّ الثُّمُنُ (النساء:12پ)

زوجہ	زوجہ	زوجہ	زوجہ	دختر	دختر	دختر	بھائی	بہن
۹	۹	۹	۹	۱۶	۱۶	۱۶	۴۰	۲۰

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

ایک شخص کے وارثین میں بہن، بیٹی، اور بھانجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بروئے شرع محمدی ﷺ (فقہ حنفی) سے جواب صادر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ عبدالوحید کا ترکہ مساۃ حکیما ہمشیرہ، مساۃ رفیقا دختر، عبدالمقیم، عبدالمستقیم بھانجہ اور اللہ دین خان و محمد شریف خان و عبدالستار خان میں کس طرح تقسیم ہوگا۔

فقط والسلام نیاز مند، محمد شریف خان و غوث محمد خان

زید

بیٹا — بیٹا — بیٹا

اجاگر خان — ذوالفقار — شہباز خان

فوت ہوگئے — عمر خان — شمشیر خاں — بندہ باز خان — میر داد خان — کالے خان

عبدالوحید خاں — نیاز محمد خان — اللہ دین خان — محمد شریف خان — عبدالستار خان

مسماۃ حکیما ہمشیرہ — مسماۃ رفیقا دختر — سکینہ بیگم ہمشیرہ

عبدالمقیم — عبدالمستقیم

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ بالا میں عبدالوحید کا تمام مال متروکہ، بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین، وادائے دیون، ونفاذ وصیت در ثلث، دو سہام پر تقسیم ہوگا۔ نصف رفیقا کو دے کر باقی نصف مسماۃ حکیما وسکینہ بیگم میں برابر تقسیم ہوگا اور سکینہ بیگم کا تمام مال متروکہ عبدالقیوم وعبدالمستقیم میں دو حصے ہو کر منقسم ہوگا۔ کسی اور کو اس سے کچھ نہ ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۱۵ ربیع الاوّل شریف ۱۳۸۳ھ

ایک شخص کے وارثین میں لڑکا، لڑکی، بیوی اور پوتے پوتیاں ہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی نہایت ادب واحترام کے ساتھ عرض یہ ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق مجھے ہدایت اور راہ نمائی سے سرفراز کیا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ۔ مسئلہ یہ ہے کہ

۱۔ زید کا انتقال آج سے تقریباً ۳۵ سال قبل ہندوستان میں ہوا اور اس کی جائیداد کا کلیم اب پاکستان میں اس کے لڑکے نے حاصل کیا۔

۲۔ زید کے انتقال کے بعد اس کے دو لڑکے، دو لڑکیاں اور ایک بیوی جو اس کی جائیداد کے جائز حصے دار ہوتے ہیں۔ زندہ تھے۔

۳۔ زید کے انتقال کے ۲۵ سال بعد اس کے ایک لڑکے کا انتقال ہوگیا۔ اس کی تین لڑکیاں اور ایک لڑکا زندہ ہے۔

۴۔ زید کے انتقال کے ۳۲ سال بعد اس کی بیوی کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس کی بیوی نے اپنی زندگی ہی میں عدالت میں معتبر گواہوں کے سامنے اپنا حصہ اپنے لڑکے کو دے دیا تھا۔

۵۔ کلیم کی کل مالیت ۳۰۰۰ روپیہ ہے اور اس کلیم کو حاصل کرنے میں کل ۲۰۰ سو روپے صرف ہوئے۔ اب زید کی جائیداد کے جائز حصہ دار مندرجہ ذیل افراد ہیں۔

۱۔ زید کا پہلا لڑکا۔ ۲۔ زید کے دوسرے لڑکے کی اولاد یعنی اس کی تین لڑکیاں اور ایک لڑکا۔

۳۔زید کی پہلی لڑکی۔ ۴۔دوسری لڑکی۔ ۵۔زید کی بیوی۔

عرض ہے کہ ان حصہ داروں کا حصہ الگ الگ بنادیا جائے۔عین نوازش ہوگی۔ فقط آپ کا اطاعت گزار، شمشیر خان ولد عبدل خان، پختہ قلعہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب صورت مسئولہ میں زید متوفی کا تمام مال متروکہ، بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین، و ادائے دیون، و نفاذ وصیت در ثلث، ایک سو چوالیس ۱۴۴ سہام پر حسب ذیل طریقہ سے منقسم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸/ ۴۸/ ۱۴۴

بیوی	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی
		۷		
۱	۱۴	۱۴	۷	۷

فَلَهُنَّ الثُّمُنُ (النساء:12) لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (النساء:11)

میّت مسئلہ ۶ ۱۴ ۵

ماں	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی
۱	۲	۱	۱	۱

لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ (النساء:11) لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (النساء)

۱۴۴

بیوی	لڑکا	لڑکی	لڑکی	ماں	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی
۱۸	۴۲	۲۱	۲۱	۷	۱۴	۷	۷	۷

ان سہام سے زید کی بیوی نے بحیثیت بیوی ۱۸ سہام اور بحیثیت ماں ۷ سہام پائے۔ جنکا مجموعہ ۲۵ سہام ہوا۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۸۳ ھ

دادا کے مال کی تقسیم بطور مناسخہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: دادا کا انتقال ہوا اور اپنی زمین چھوڑی۔ دادا کے دو بیٹے بھی تھے۔ جن کا نام حمید الدین اور وحید الدین تھا۔ پھر وحید الدین کا انتقال ہوگیا۔ جس نے دو لڑکیاں چھوڑیں انوری اور آمنہ اور ایک لڑکا رشید الدین کو چھوڑا۔ پھر حمید الدین کا انتقال ہوا اس نے ایک لڑکی امتہ النساء اور اپنی بی بی اصغری کو چھوڑا۔ لہٰذا اب دادا کی وراثت بقیہ ورثاء میں کس طرح سے تقسیم ہوگی؟ السائل رشید الدین، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ، بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین، و

ادائے دیون، ونفاذ وصیت در ثلث، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگی۔ یعنی کل ۳۲ سہام میں سے رشید الدین ۱۴، امتہ النساء ۸، انوری ۴، آمنہ ۴، اصغری ۲ سہام پائے گی۔

مسئلہ ۶/ ۳۲

میت

حمید الدین مسئلہ ۸/ ۱۶

اصغری زوجہ	امتہ النساء بنت	رشید الدین ابن وحید الدین
۱	۴	۳
۲	۸	۶

وحید الدین مسئلہ ۴/ ۱۶

رشید الدین	انوری	آمنہ
۲	۱	۱
۸	۴	۴

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰/ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی اور چار لڑکے ہیں

سوال: جناب قبلہ محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، مہتمم دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید فوت ہوتا ہے۔ اس نے اپنے ترکہ میں چھ ہزار آٹھ سو روپے چھوڑے ہیں۔ اپنے ورثاء میں ایک بیوی اور چار لڑکے چھوڑے ہیں۔ ان میں ہر ایک کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ عرض دار محمد صادق

۷۸۶ الجواب:

مسئلہ ۸/ ۳۲ زید۔ ۶۸۰۰ رقم

بیوی	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا
۴	۷	۷	۷	۷

یعنی بعد از تقدیم ماوجب تقدیمه من التجهیز والتکفین والدین والوصیة جملہ املاک فوتی سے ایک روپیہ میں سے ذیل کی تفصیل کے مطابق رقم دی جائے گی۔

اصل مسئلہ سے ملا ہوا حصہ	نام ورثاء	ایک روپیہ سے ملی ہوئی رقم	جملہ رقم سے ملا ہوا حصہ			
۴	رضیہ	۰......۲......۰	۰......۰......۰	۵	۸	۰
۷	ا	۶......۳......۰	۰......۸......۷	۸	۴	۱
۷	ب	۶......۳......۰	۰......۸......۷	۸	۴	۱
۷	ج	۶......۳......۰	۰......۸......۷	۸	۴	۱
۷	د	۶......۳......۰	۰......۸......۷	۸	۴	۱
میزان		۰......۰......۱ روپیہ	۰......۰......۰	۰	۸	۶

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳/ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی تین لڑکے اور پوتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری ایک بیوی تین لڑکے اور پوتا پوتی ہیں۔ میں اپنی زندگی میں اپنی جائیداد ان میں تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔ براہ کرم ان لوگوں کے شرعی حصے بیان فرمادیں اور یہ بھی بتادیں کہ میری موت کے بعد شرعاً وراثت کس طرح جاری ہوگی؟ فقط السائل سجاد خان ولد منور خان، گوٹھ اللہ داد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** مورث کو شرعاً یہ اختیار ہے کہ اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا جو حصہ جس کے نام چاہے ہبہ کردے لیکن ہبہ معتبر اس وقت ہوگا جب کہ اس پر اس کا قبضہ ہو جائے۔ جسے ہبہ کیا جائے، اس میں وارث اور غیر وارث کی کوئی تخصیص نہیں اور اگر قبضہ نہ دیا صرف وصیت نامہ لکھ دیا یہ وصیت نامہ وارث کے حق میں معتبر نہ ہوگا بلکہ محروم قرار پائے گا اور وارث اپنا شرعی حصہ پائے گا۔ مورث مذکور کے انتقال کے بعد وراثت حسب ذیل طریقہ پر منقسم ہوگی۔

۸/۲۴

زوجہ	ابن	ابن	ابن
۱		۷	
۳	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱/ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

عورت کا شوہر کی جائیداد میں حصہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک عورت جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو۔ اس عورت کا اپنے شوہر کی جائیداد میں کتنا حق ہے جب کہ اس کی کوئی اولاد نہ ہو؟

۲۔ ایک بیوہ عورت کا اپنے خاوند کی جائیداد میں کتنا حق ہے جب کہ نہ خاوند کی کوئی بہن یا بھائی زندہ ہو؟

۳۔ ایک عورت کا خاوند اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا کچھ حصہ اپنے چھوٹے بھائی کے نام منتقل کر دیتا ہے۔ کیا اس میں بیوہ عورت کا حق ہے؟ اگر ہے تو کتنا ہے؟ فقط السائل، عبد المجید، ملتان شہر

۷۸۶ الجواب: میت کی کوئی اولاد نہ ہو تو عورت کو کل مال متروکہ سے چوتھائی حصہ ملے گا یعنی تجہیز و تکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث کے بعد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اپنی جائیداد کا کوئی حصہ بھائی کے نام منتقل کر دیا تو بھائی بھی اس کا مالک نہ قرار نہ پائے گا کہ ہبہ تمام ہونے کے لئے قبضہ کی ضرورت ہے، لہٰذا اگر وہ جائیداد بھائی کے قبضہ وتصرف میں نہ آئی تو ہبہ مکمل نہ ہوا۔ اس میں وراثت جاری ہوگی اور عورت اس میں بھی اپنا حصہ پائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، تین لڑکیاں اور بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: نظام الدین کے انتقال کے بعد ان کی ایک بیوہ، تین لڑکیوں نے ایک مکان کے اوپر کا حصہ جو کہ ایک کمرہ پر مشتمل ہے جو کہ متوفی نے چھوڑا تھا ان کی بیوہ نے مبلغ =/۴۰۰۰ ہزار روپے میں مقصود علی کے ہاتھ فروخت کر دیا جس کی رقم پوری وصول پائی اور تحریر لکھ دی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ متوفی کے ایک حقیقی بھائی بشیر الدین بھی ہیں۔ جس کا حق محمدی لا کے تحت حصہ نکلتا ہے اور جس کی بناء پر بشیر الدین نے خریدار کے معاہدہ خریداری میں اپنا حصہ بھی رقم کروالیا ہے اور جس کی اطلاع خریدار کو کافی عرصہ کے بعد ملی۔ کیا ان حالات میں بشیر الدین خریدار سے اپنا حق طلب کرنے میں حق بجانب ہے؟ یا اس کو یہ حق فروخت کنندگان سے طلب کرنا چاہئے؟ فقط سید مقصود علی

۷۸۶ الجواب: نظام الدین کے انتقال کے بعد متوفی کی تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز، وتکفین، وادائے دیون، ونفاذ وصیت در ثلث، حسب ذیل طریقہ سے تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲۴/ ۷۲

زوجہ	بنت	بنت	بنت	برادر
۳		۱۶		۵
۹	۱۶	۱۶	۱۶	۱۵

یعنی متوفی نظام الدین کا تمام مال متروکہ ۷۲ سہام پر تقسیم ہوگا۔ جن میں ۹ حصے بیوہ اور ہر لڑکی کو ۱۶ حصے اور بقیہ ۱۵ حصے بشیر الدین کو ملیں گے۔ (ایک سہام ایک روپیہ میں سے ۳۸۸-۱ بنیں گے)۔ بشیر الدین اپنا حصہ فروخت کنندگان سے وصول کر سکتا ہے۔ خریدار سے اس کا کیا تعلق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں تین چچازاد بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمّٰی شیر محمد کا انتقال ہوا۔ اس نے اپنے تین چچازاد بھائی چھوڑے ان کے نام یہ ہیں ا۔ ھندال، ۲۔ متارو، ۳۔ گھواب۔ اب ان تینوں میں متوفی کا مال متروکہ کس طرح تقسیم ہوگا۔ بینوا توجروا

فقط السائل۔ محمد مومن رضوی، ڈاکخانہ، تھرپارکر

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مسمّٰی شیر محمد متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث، تین برابر حصّوں میں تقسیم ہوکر، متوفی کے تینوں چچازاد بھائیوں پر تقسیم ہوگا۔ بشرطیکہ اور کوئی وارث ذوی الفروض یا عصبات میں موجود نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ر رجب المرجب ۱۳۸۴ھ

نابالغ کا حصّہ کوئی استعمال نہیں کرسکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک بیوہ کے چار بچّے ہیں دو بالغ اور دو نابالغ اور مذکورہ عورت کے پاس اپنے شوہر متوفی کی کچھ رقم ہے۔ جس سے وہ خود حج کرنا اور اپنے بھائی یا باپ کو شوہر کی طرف سے حج کرانا چاہتی ہے۔ حالانکہ شوہر نے حج کی وصیت بھی نہیں کی تھی۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں مذکورہ عورت اپنے شوہر کی میراث سے حج کرسکتی ہے یا حج بدل عن الزوج کراسکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

فقط السائل۔ قاری محمد رمضان، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفّٰی کی میراث کو تقسیم کیا جائے۔ اگر عورت کے حصّے میں اتنا مال آجائے جس سے وہ خود حج کرسکے اور بھائی باپ کو بھی لے جاسکے تو جائز ہے۔ اس طرح اگر اسے حصہ میں تھوڑا آئے مگر بالغ اولاد اپنا حصہ والدہ کو بخش دے تو بھی جائز ہے مگر نابالغ اولاد کا حصہ قطعاً حج وغیرہ کے لئے استعمال نہیں کرسکتی اگرچہ وہ اجازت بھی دیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ر رجب المرجب ۱۳۸۴ھ

عورت کے ترکہ میں شوہر اور اس کے بچوں کا بھی حق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت نے اپنے خاوند کو بغیر کسی جبر و تشدّد اور دباؤ کے راضی وخوشی بدرستی ہوش و حواس اپنا زر مہر اپنی اولاد اور اپنے ماموں کے سامنے معاف کردیا۔ ایسی صورت میں شرعی احکام سے آگاہ فرمائیں کہ

ا۔ مہر معاف ہوگیا یا نہیں؟

۲۔ کیا زر مہر میں شوہر اور بچّوں کا بھی کچھ حصہ ہے؟

۳۔ اگر ہے تو کس قدر ہے؟ جواب کا طالب حافظ محمد جمیل قادری، تلک چاڑی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔ لڑکی جب کہ عاقلہ بالغہ ہے اور اس نے اپنی خوشی سے کسی دباؤ کے بغیر اپنا حق مہر معاف کر دیا تو معاف ہو گیا یا تو عورت کو اختیار ہے کہ وہ کل مہر یا اس کا کوئی حصہ معاف کر دے۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ زرمہر میں عورت کی وفات کے بعد تجہیز و تکفین ادائے دیون اور نفاذ وصیت کے بعد جو بھی ترکہ ہوگا اس میں وراثت شامل ہوگی۔ شوہر اور اولاد بھی اپنا حصہ پائیں گے اور دوسرے ورثاء اپنا حصہ۔ (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جب تک وارثوں کا پتہ نہ ہو اولاد کا حصہ معین نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ہاں اس صورت میں شوہر کل مال کا ۱/۴ (چوتھائی) حصہ پائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ / جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

مرنے والا اپنے مال ہبہ کر کے سپرد کر دے تو ٹھیک ورنہ اس میں بھی وراثت جاری ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں احکام شرعی کیا ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ: سائل نے اپنا عقد ثانی مسماۃ صغریٰ بیگم سے عرصہ ۲۱-۲۲ سال پہلے کیا تھا اور زرمہر ۳۲ بتیس روپے ساڑھے دس آنے مقرر کیا گیا تھا۔ منکوحہ بعد نکاح سائل کی تمام آمدنی کی مالک و مختار تھی۔ منکوحہ کو کئی مرتبہ کہا گیا کہ وہ اپنے زرمہر کو جس طرح چاہے استعمال کر سکتی ہے یا جس کو چاہے دے سکتی ہے۔ مگر اس نے اس پر کوئی غور نہ کیا۔ حتی کہ اکتوبر میں اچانک اس کو تکلیف ہوگئی اور جب حالت ناقابل برداشت ہوگئی تو اس کو اس کے واسطے کہا گیا تو جواب دیا کہ تم کسی کو بھی دے دو۔ اس وقت اس کی حالت بہت خراب تھی اس وقت اپنے زیور کے لئے کہا کہ میرا زیور میری لڑکی کو دیا جائے۔ اب گزارش یہ ہے کہ اس زرمہر کا کیا جائے اور کس طریقے سے استعمال میں لایا جائے۔ منکوحہ کا چند گھنٹوں کے بعد انتقال ہو گیا۔ ان کے بطن سے ایک لڑکی ہے جو کہ شادی شدہ ہے۔

فقط السائل محمد منور خان

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسماۃ صغریٰ بیگم کا تمام زرمہر اس کے مال متروکہ میں شمار ہوگا اور پھر اس کے وارثوں میں تقسیم ہوگا۔ لڑکی کا زیور اگر مسماۃ نے اس کے ہاتھ میں سونپ دیا تھا فبہا ورنہ اس کے زیور میں وراثت کے احکام جاری ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ / جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں باپ دو بھائی اور بہن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کا غیر شادی شدہ حالت میں انتقال ہوا اور اس نے باپ، دو بھائی، ایک بہن چھوڑے ہیں۔ اس کی جائیداد کس طرح تقسیم کی جائے گی؟ بینوا توجروا

فقط السائل حکیم عبدالواحد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں برتقدیر صدق سائل میت کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین، و ادائے دیون، و نفاذ وصیت در ثلث، میت کے باپ کو دیا جائے۔ باپ کے ہوتے ہوئے بھائی بہن محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ / ذی القعدہ ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں چھ لڑکے اور دو لڑکیاں اور بیوی ہے اور مال دیگر بھائیوں میں مشترک ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک ملک مشترک میں تین بھائی شریک تھے۔ یوسف، احمد، قاسم۔ پھر یوسف کا انتقال ہو گیا اور اس نے ۶ لڑکے اور ۲ لڑکیاں اور بیوی چھوڑی تو اس کی ملکیت ورثاء پر کیسے تقسیم ہوگی؟ بینوا بالبرھان اجرکم عند الرحمٰن

فقط السائل، محمد شریف

۷۸۶ الجواب:

مسئلہ ۳ تصحیح ۴۸

ایک مِلک مشترکہ تین بھائی

یوسف	احمد	قاسم
۱۶/۱	۱۶/۱	۱۶/۱

میّت یوسف مسئلہ ۸ تصحیح ۱۶

بیوی	چھ لڑکے						دو لڑکیاں	
بیگم فاطمہ	رمضان	محمد	طالب	طیب	طاہر	طارق	حیات خاتون	مہناز

حصے ۴۸

اصل مسئلہ سے ملا ہوا حصہ	نام ورثاء کا	ایک روپے سے ملی ہوئی قیمت
۱۶	احمد	۴......۵......۰
۱۶	قاسم	۴......۵......۰
۰۲	بیگم فاطمہ	۸......۰......۰
۰۲	رمضان	۸......۰......۰
۰۲	محمد	۸......۰......۰
۰۲	طالب	۸......۰......۰
۰۲	طیب	۸......۰......۰
۰۲	طاہر	۸......۰......۰
۰۲	طارق	۸......۰......۰
۰۱	مہناز	۴......۰......۰
۰۱	حیات خاتون	۴......۰......۰
۴۸		۱ روپیہ......۰......۰

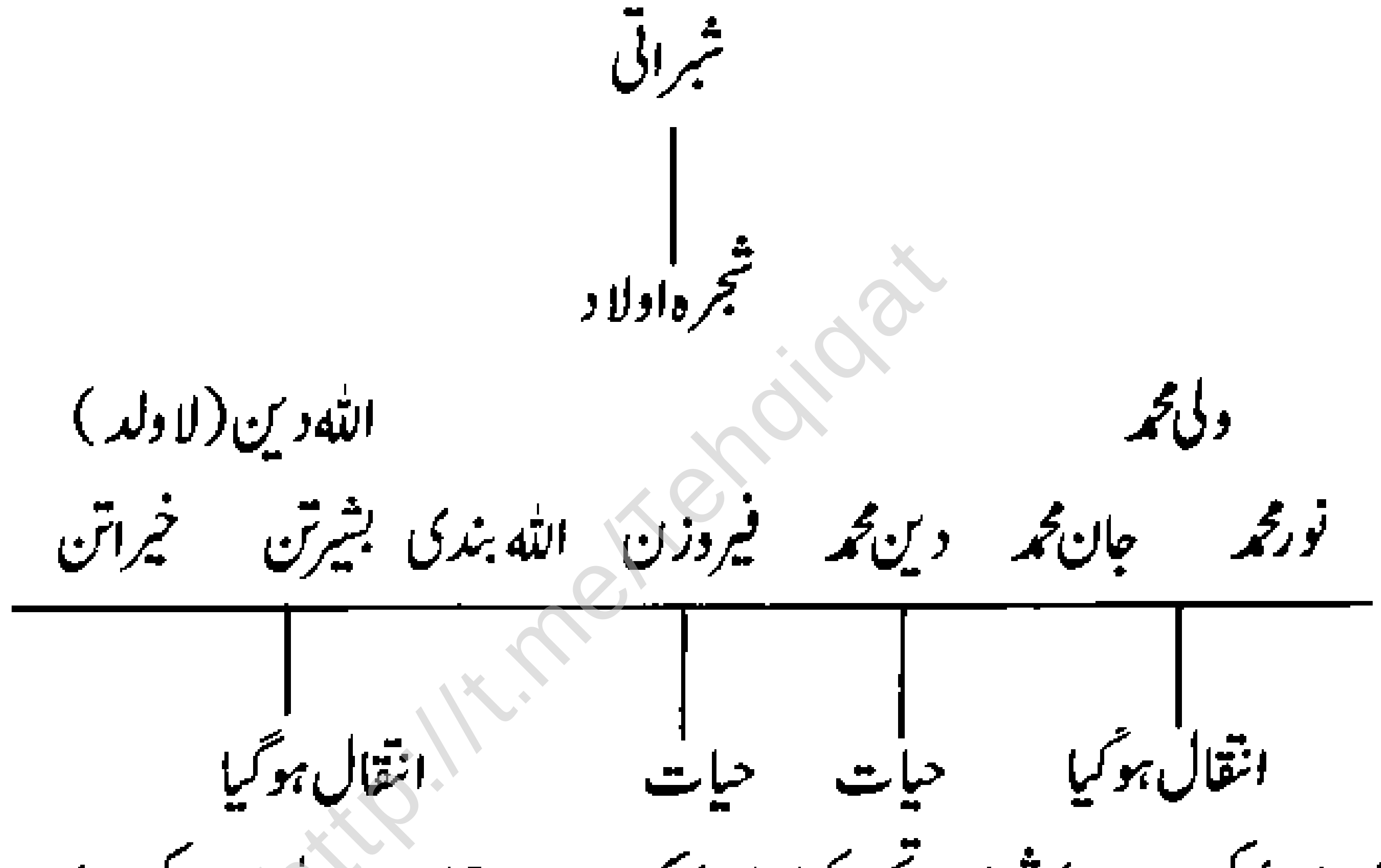
بعد از تقدیم ماوجب تقدیمہ من التجھیز والتکفین والدین والوصیتہ فوتی مسمّی یوسف کی ملکیت

متحرک خواہ غیر متحرک ایک روپیہ کر کے اوپر دی ہوئی تفصیل کے مطابق ورثاء پر تقسیم ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رذی القعدہ ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، بھتیجا اور بھتیجی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے دادا مرحوم شبراتی کے کی اولاد بنام ولی محمد، اللہ دین تھے۔ جس میں سے میرے چچا مرحوم اللہ دین کا انتقال ہوگیا۔ جن کی کوئی اولاد نہیں اور اُن کی پہلی بیوی کا بھی انتقال ہوگیا ہے۔ جن کے بطن سے کوئی اولاد نہیں اور دوسری بیوی (چچی) جو موجود ہیں ان کے بطن سے بھی کوئی اولاد نہیں ہے۔ نیز اب وہ دوسری شادی کر رہی ہیں اور میرے والد مرحوم ولی محمد جو کہ دادا کے حقیقی وارث ہیں ان کے بطن سے سات اولاد ہوئیں۔ جن میں سے، میں اور میری بہن حیات ہیں اور باقی بہن بھائیوں کا انتقال ہوگیا۔ جن کا شجرہ مندرجہ ذیل ہے۔



اس لئے برائے کرم بروئے شریعت تحریر کیا جائے کہ میرے چچا مرحوم اللہ دین کی جائیداد میں میری چچی سوتیلی کا حق ہے؟ جب کہ وہ دوسری شادی کر رہی ہیں۔ یا میرا اور میری بہن کا پوری جائیداد میں حق ہے؟ اگر میری سوتیلی چچی کا اس حالت میں اس جائیداد میں حق ہے تو کتنا؟ اور ہمیں اس جائیداد میں کتنا حق حاصل ہے؟ تحریر فرمائیں۔

فقط السائل، دین محمد، رشی گھاٹ، پھیلی روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں اللہ دین کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز وتکفین، و ادائے دیون، ونفاذ وصیت در ثلث، چار سہام میں تقسیم ہوگا۔

ایک سہام متوفی کی زوجہ، دوسہام متوفی کا بھتیجا اور ایک سہام اس کی بھتیجی پائے گی۔ جس کی صورت یہ ہے۔ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (النساء:11)

میت مسئلہ ۴

زوجہ دین محمد (بھتیجا) فیروزن (بھتیجی)

ا

اللہ دین کی زوجہ اگرچہ دین محمد اور فیروزن کی نگاہوں سے سوتیلی چچی ہے لیکن اللہ دین کی زوجہ ہے لہٰذا بھی وارث قرار پائے گی اگرچہ دوسری شادی کرلے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رذی القعدہ ۱۳۸۴ھ

ترکہ میں لڑکوں کے ہوتے ہوئے پوتوں کا حق نہیں، زندگی میں چاہے تو دے سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کے دولڑکے ہیں اور مرنے سے پہلے زید اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا حصہ تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ لڑکوں کے ہوتے ہوئے کیا پوتوں کا حق بھی ہوتا ہے؟ شریعت کی رو سے جواب سے مطلع فرمائیں۔

فقط۔ حاجی احمد میاں، لطیف آباد ۱۰، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** لڑکوں کے ہوتے ہوئے پوتوں کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا یعنی زید کے انتقال کے بعد جو وراثت تقسیم ہوگی۔ لڑکوں کے ہوتے ہوئے پوتے شرعی حصہ نہیں پائیں گے۔ لیکن زید اپنی زندگی میں جس کو جتنا چاہے دے سکتا ہے یعنی اپنی زندگی میں میراث کا حصہ اس کے قبضے میں دے دے شرعاً اس میں کوئی مخالفت نہیں، ہاں وارثوں کو جو شرعاً مستحق ہوتے ہیں محروم نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رمحرم الحرام ۱۳۸۶ھ

ایک شخص کے وارثین میں دولڑکے، تین لڑکیاں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کے دولڑکے اور تین لڑکیاں ہیں اور ہر فرد شادی شدہ ہے۔ جن کی اولاد بھی ہے اور وہ خود فوت ہوگیا ہے۔ بڑے لڑکے کی اولاد میں چار لڑکیاں ہیں۔ چھوٹے کی اولاد میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ ایک لڑکی کی اولاد چار لڑکے، دولڑکیاں ہیں۔ دوسری لڑکی کی اولاد چھ لڑکے، تین لڑکیاں ہیں۔ ایک لڑکی فوت ہوچکی ہے جس کا خاوند زندہ ہے اور اس کی اولاد موجود ہے۔ بڑی لڑکی کا خاوند فوت ہوگیا ہے۔ ایک مکان کے کلیم کی رقم تقریباً ساڑھے چھ ہزار روپیہ نقد ہے۔ ازروئے قانون شریعت اسلامیہ کیا کیا حصہ اور حقوق بنتے ہیں؟ بذریعہ تقسیم رقم جواب مرحمت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ فقط محمد علی اینڈ سنز، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** سائل پہلے اس کا جواب دیں کہ تین لڑکیوں میں جو لڑکی فوت ہوئی ہے وہ اپنے والد کے بعد فوت ہوئی ہے یا ان کی وفات سے پہلے؟

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ررجب المرجب ۱۳۸۴ھ

۷۸۶ الجواب سائل نے بتایا کہ مرحومہ اپنے والد کی وفات کے بعد فوت ہوئی ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں متوفی کا

کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوقِ مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین، و ادائے دیون، و نفاذِ وصیت در ثلث، بقاعدہ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ (النساء) سات سہام پر بطریق ذیل تقسیم ہوگا۔

ہر لڑکا (بیٹا) ایک ہزار آٹھ سو ستاون روپے دو آنے ۷/۳۳ پائی پائے گا اور ہر لڑکی (بیٹی) کو نو سو اٹھائیس روپے نو آنے ۷/۱۵ پائی دیئے جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ولد	ولد	بنت	بنت	بنت
۲	۲	۱	۱	۱
روپیہ آنہ پائی	روپیہ آنہ پائی	روپیہ آنہ پائی	روپیہ آنہ پائی	روپیہ آنہ پائی
۱۸۵۷-۲-۳۳/۷	۱۸۵۷-۲-۳۳/۷	۹۲۸-۹-۱۵/۷	۹۲۸-۹-۱۵/۷	۹۲۸-۹-۱۵/۷

جو لڑکی فوت ہو چکی ہے اس کا حصہ اس کے ورثہ میں تقسیم کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۴ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوہ، ۳ لڑکیاں اور ایک بھائی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: نظام الدین کا انتقال ہوا۔ اس نے ایک بیوی تین لڑکیاں اور ایک حقیقی بھائی چھوڑا۔ ان میں مرحوم کی ملکیت کس طرح تقسیم کی جائے؟　فقط سید یعقوب علی

۷۸۶ **الجواب:** متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین، و ادائے دیون، و نفاذ وصیت در ثلث، حسبِ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲۴/۷۲

میت

زوجہ	بیٹی	بیٹی	بیٹی	حقیقی بھائی
۳		۱۶		۵
۹	۱۶	۱۶	۱۶	۱۵

(یعنی تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور وصیت اگر کی ہو) کے بعد تمام مال ۷۲ حصوں میں تقسیم ہوگا اس میں ۹ حصے بیوی

کو، سولہ ۱۶ حصے ہر لڑکی کو، اور بقیہ ۱۵ حصے، میت کے بھائی کو دیئے جائیں گے۔ بیوی نے اگر مہر کی رقم وصول نہیں کی تو وہ تقسیم سے پہلے ادا کرنا ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۰ رشوال المکرم ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، ماں اور ایک بھائی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا اچانک بجلی کے حادثہ سے انتقال ہوگیا۔ اس نے ماں، ایک بھائی اور ایک بیوی چھوڑی ہے۔ ان کے علاوہ اور کوئی اس کا وارث نہیں ہے۔ برائے کرم یہ تحریر کریں کہ اس کی وراثت شرعاً کس طرح جاری ہوگی؟ فقط السائل محمد صفات خان لودھی، گرونگر، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں میت کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین، و ادائے دیون، و نفاذ وصیت در ثلث، میت کے وارثوں میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا یعنی جملہ بارہ سہام پر تقسیم کر کے تین سہام زوجہ کو، چار سہام والدہ کو، اور باقی پانچ سہام میت کے بھائی کو دیئے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲

بھائی	والدہ	بیوہ
۵	۴	۳

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ررجب المرجب ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، ۵ بیٹے اور ایک بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: چودھری حاجی نصیر الدین کا انتقال ہوگیا اور ان کے ورثاء میں ان کی بیوی مسماۃ چھمو اور تین بیٹے موجودہ والدہ سے ہیں اور ایک بیٹی شادی شدہ ہے اور پہلی بیوی سے دو لڑکے بالغ موجود ہیں اور ان کی ملکیت میں ایک دوکان اور ایک مکان ہے۔ زندگی میں پہلی بیوی کے لڑکوں نے والد کی کوئی خدمت نہیں کی اور والد نے اپنی زندگی میں ایک وصیت نامہ میں ہم تینوں بھائیوں کو اپنی ذاتی ملکیت کا وارث قرار دیا ہے۔ مرحوم والد نے بڑی بڑی نقد رقمیں ان دونوں بھائیوں کو دے دی تھیں اور وصیت نامہ میں مکان و دوکان ہم لوگوں کو لکھا تھا۔ ایسی صورت میں وہ دو بھائی جھگڑا کرتے ہیں لہٰذا مناسب حسب شرع جب کہ وصیت نامہ تین بھائیوں کے نام لکھا گیا ہے تو کیا مسئلہ ہے؟ فقط السائل ابنائے نصیر الدین

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں حاجی نصیر الدین مرحوم کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر ورثاء میں تقسیم ہوگا اور وصیت جو حاجی نصیر الدین نے اپنی بعض اولاد کے لئے کی وہ معتبر نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے لا وصیة لوارث۔ وارث کے لئے وصیت کا اعتبار نہیں۔ کل سہام ۸۸ ہوئے۔ مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوں گے۔

میت مسئلہ ۸ / ۸۸

زوجہ	بنت	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن
۱۱	۷	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رشوال المکرّم ۱۳۸۷ھ

ایک شخص کے وارثین میں ۳ بیٹے، ۲ بیٹیاں اور مرحوم بیٹے کی بیوی ہے

سوال: بخدمت اقدس عالی مرتبہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، صدر مدرس دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حاجی احمد دین کا انتقال ماہ دسمبر ۱۹۶۶ء کو ہوا تھا متوفی مذکور نے کچھ غیر منقولہ جائداد اور کچھ نقد رقم چھوڑی ہے۔ متوفی مذکور کے ورثاء جو حیات ہیں اور جو انتقال کر گئے ہیں، ان سب کی تفصیل درج ذیل ہے۔ آپ برائے مہربانی ان سب ورثاء کے متوفی مذکور کے ترکے میں جو جو حصے از روئے شریعت بنتے ہوں ان کا تعین فرمادیں تاکہ کسی کے ساتھ کوئی ناانصافی نہ ہو۔

نام متوفی احمد دین۔

۱۔ خورشید بیگم (حیات) زوجہ احمد دین مرحوم

۲۔ ممتاز احمد مرحوم پسر (سن وفات ۱۹۴۸ء)۔ نوٹ۔ ممتاز احمد متوفی مذکور کی بیوی حیات ہیں۔ جس کا کوئی بچہ نہیں اور نہ ہی اس نے دوسری شادی کی ہے۔

۳۔ مختار احمد حیات پسر احمد دین مرحوم

۴۔ نثار احمد حیات پسر احمد دین مرحوم

۵۔ مختار بیگم حیات دختر احمد دین

۶۔ سردار بیگم مرحومہ (سن وفات ۱۹۶۷ء) دختر احمد دین مرحوم۔

نوٹ۔ سردار بیگم متوفی مذکورہ کے پانچ بچے حیات ہیں۔

منجانب نثار احمد ولد حاجی احمد دین، بھائی خان چاڑی، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ بالا میں حاجی احمد دین مرحوم کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث ۴۸ سہام پر تقسیم ہو کر موجودہ ورثہ پر حسب ذیل طریقہ ہوگا۔ ممتاز احمد یا اس کی بیوی یا بیٹے کا اس حالت میں کوئی حصہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸ / ۴۸

خورشید بیگم	ممتاز احمد (فوت)	مختار احمد	نثار احمد	مختار بیگم	سردار بیگم
زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۱	محروم		۷		
۶		۱۴	۱۴	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رشوال المکرم ۱۳۸۷ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، ۳ بیٹیاں، ۳ بھتیجے اور ۳ بھتیجیاں ہیں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زید کی اولاد لڑکا کوئی نہیں، تین لڑکیاں ہیں وہ بھی شادی شدہ اور ایک بیوی ہے۔ ان کے علاوہ تین بھتیجے اور تین بھتیجیاں ہیں۔ ایسی صورت میں زید کا ترکہ، ورثاء مندرجہ بالا میں کس طرح تقسیم ہوگا؟

۲۔ نیز صورت مندرجہ بالا کے تحت زید کسی ایک وارث کو از روئے وصیت کل یا جزو ترکہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ یا اپنی زندگی میں (ہبہ) بخشش کر سکتا ہے یا نہیں؟

۳۔ وصیت کی شرعی صورت کیا ہے؟ جواب تفصیلی اور حوالہ کے ساتھ مرحمت فرمائیں۔ بینوا بالبرہان توجروا عند الرحمٰن

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ عنہا میں متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل ترکہ ۷۲ سہام پر تقسیم ہوگا اور نیچے لکھے ہوئے سہام کے مطابق ہر وارث کو ادا کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲۴/۷۲

زوجہ	بنت	بنت	بنت	ابن عم	ابن عم	ابن عم (بھتیجے)	بنت عم ۳ (بھتیجی)
۳		۱۶			۵		محروم
۹	۱۶	۱۶	۱۶	۵	۵	۵	

۲۔ وارث کیلئے جو وصیت کی جائے گی وہ نا معتبر ہے۔ اس پر عمل لازم نہیں ہاں اگر باقی وارث راضی ہوں تو درست و نافذ ہے۔ اور اگر اپنی زندگی میں اپنے ورثاء میں سے کسی وارث کو مال ہبہ کر کے اس کے قبضے میں بھی دے دے تو یہ معتبر و نافذ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، ۵ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں

سوال: بخدمت اقدس عالی مرتبہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، از راہِ کرم وعنایت مندرجہ ذیل اشخاص کو وراثت کے متعلق شریعت محمدی سے آگاہ فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

میرے بہنوئی مرحوم قبول احمد خان کے مندرجہ ذیل وارث ہیں۔

بیوہ، پانچ لڑکے بالغ۔ جس میں دو لڑکے پہلی بیوی سے ہیں پہلی بیوی کا میری بہن کی شادی سے قبل انتقال ہو چکا تھا۔ اور لڑکی ا بالغ شادی شدہ، ۲ نابالغ غیر شادی شدہ

فقط: سلیم احمد، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثلاً تجہیز وتکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸ / ۱۰۴

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۱				۷				
۱۳	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷

یعنی جملہ ۱۰۴ سہام ۱۳ سہام زوجہ کو، ہر بیٹے کو ۱۴ سہام، اور ہر بیٹی کو سات سہام دیئے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ / جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

باپ کی چھوڑی زمین میں بیٹوں کا حق ہے، پوتوں کا نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: دو بھائی ہیں۔ جب ان کا والد فوت ہوگیا تو فقط زمین ۴/۱ ، ایکڑ تھی اور کوئی ایسی خاص ملکیت تھی نہیں جس سے ان کی ملکیت میں ترقی ہو۔ زمین میں پیداوار نہیں ہوتی تھی۔ محنت وغیرہ کرکے گزارا کرتے تھے۔ بڑے بھائی کے دو بیٹے تھے۔ عنقریب ہی جوان ہوئے اور کاشتکاری محنت سے کرتے رہے۔ اس سے انھوں نے سرکاری قسطوں پر زمین خرید کی قسطیں ادا کرتے رہتے ہیں۔ دونوں بھائی اور بڑے بھائی کے بیٹے اکٹھے رہتے ہیں اور ملکیت بھی اکٹھی رہی۔ اب دونوں بھائی اور ایک بھائی کے بیٹے آپس میں جدا ہونا چاہتے ہیں، ملکیت تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔

بڑا بھائی کہتا ہے کہ خرید کی ہوئی زمین کے چار حصے کرلیں کیوں کہ میرے بیٹوں کی بھی محنت ہے۔ ان کا حق ان کو دیا جائے۔ دوسرا چھوٹا بھائی کہتا ہے کہ ہم دونوں آپس میں دو حصے کرکے زمین تقسیم کرلیتے ہیں بیٹوں کا کوئی حق نہیں۔

بیٹے کہتے ہیں جو ملکیت ہمارے دادا کی ہے وہ آپ دونوں آپس میں تقسیم کرو ہمارا کوئی حق نہیں باقی جو زمین ہے

ہماری محنت سے خریدی گئی ہے۔ اس سے ہمیں حصہ ملنا چاہئے۔ اب شرع شریف کا اس میں کیا حکم ہے کہ بیٹوں کو حصہ دیا جائے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: ۴ ۱/۲ ،ایکڑ کا وہ قطعۂ زمین جو متوفی کی ملکیت تھا متوفی کے انتقال کے بعد اس کے دونوں بیٹوں میں (جب کہ کوئی اور وارث نہ ہو) برابر برابر تقسیم ہوگا۔ اس زمین میں اِن بیٹوں کا کوئی حصہ نہیں اور بقیہ زمین جو ان دونوں بھائیوں اور بڑے بھائی کے بیٹوں نے حکومت سے خریدی ہے اس میں سب لوگ بقدر ادائیگی قیمت ومحنت شریک ہیں اور اگر یہ متعین نہ ہو سکے کہ کس نے کتنی رقم دی تو باہمی تصفیہ ہی سے کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے لیکن یہ بات یقینی ہے کہ اس میں چاروں ہی شریک رہیں گے یہاں کوئی شخص اپنی خوشی سے اپنے حق سے دستبردار ہو جائے تو وہ اور بات ہے۔ بہر حال بیٹوں کا اس میں حصہ ضرور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ رجمادی الاولی ۱۳۸۷ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، لڑکی اور بھائی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس کی ایک لڑکی، ایک بیوی اور ایک بھائی ہے۔ تو اس کی جائیداد میں سے شریعت کے مطابق ان لوگوں کو کتنا کتنا حصہ ملنا چاہئے؟

فقط السائل، الف خاں

الجواب: میّت، مسئلہ ۸/۱۶

زوجہ	ایک بنت (لڑکی)	ایک بھائی
۱	۴	۳
۲	۸	۶

بعد از تقدیم ماوجب تقدیمہ من التجہیز و التکفین والدین والوصیۃ جملہ املاک فوتی کی اس طرح تقسیم کی جائے گی۔

زوجہ (بیوی) کو ۰......۲ آنہ......۰ اور لڑکی کو ۰......۸ آنہ......۰ اور بھائی کو ۰......۶ آنہ......۰ ملے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ رجمادی الاولی ۱۳۸۷ھ

ایک شخص کا انتقال ہوا اور وارثین میں بیوہ، ۷ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمی الٰہی بخش کے حسب ذیل ورثاء ہیں اور الٰہی بخش کا انتقال ہو چکا ہے۔ الٰہی بخش نے جو جائیداد یا روپیہ چھوڑا ہے۔ اس میں ہر ایک کا مطابق شرع شریف کس طرح حصہ پہنچے گا؟

ایک بیوہ۔ سات بیٹے۔ تین لڑکیاں۔　　بقلم خود، ولد الٰہی بخش، ۲۶ رجون ۱۹۶۸ء

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں الٰہی بخش متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث ۱۳۶ سہام پر تقسیم ہوگا ان میں ۱۷ سہام زوجہ کے، ہر لڑکے کو ۱۴ سہام اور ہر لڑکی کو ۷ سہام ملیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۱۳۶/۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۱۷	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، بیٹی، بھتیجا، بھانجا، بھتیجی اور چچازاد بھائی ہیں

سوال: مکرمی جناب قبلہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ممتاز خان ولد نجابت خان ۱۹۶۴ء میں ٹنڈو الہ یار ضلع حیدرآباد میں انتقال کر گیا۔ وہ حنفی مذہب کا تھا۔ اس نے ۳۳، ایکڑ اراضی چھوڑی ہے۔ اس کا شجرہ حسب ذیل ہے۔ نفیسہ بیگم متوفی کی دختر، اور مسماۃ سائرہ متوفی کی زوجہ حیات ہے۔ اور مسماۃ زیتون متوفی کی چچا زاد بہن ہے۔ عبدالحمید متوفی کا بھانجہ اور مختار احمد متوفی کا بھتیجہ ہے۔ از روئے شرع شریف بتایا جائے کہ آیا! یہ لوگ متوفی کے وارث ہیں یا نہیں؟

شہابت خان

نجابت خان (مرحوم)	سرور خان (مرحوم)	عبدالقیوم خان (مرحوم)	
ممتاز خان (مرحوم)	جمشید بیگم (مرحومہ)	زیتون بیگم	امتیاز خان (مرحوم)
نفیسہ بیگم (دختر)	عبدالحمید خان	مختار احمد خان	زرینہ بیگم

فقط السائل

۷۸۶ الجواب: ممتاز خان کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث ۸ سہام پر تقسیم ہو کر حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸

سائرہ (زوجہ)	نفیسہ (دختر)	مختار احمد (بھتیجا)	زرینہ بیگم (بھتیجی)	زیتون (چچازاد بہن)	عبدالحمید خان (بھانجا)
۱	۴	۳	محروم	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۷ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، بیٹا، ۳ بیٹی، بھائی اور بہن ہیں

سوال: مکرمی جناب قبلہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: الٰہی بخش مرحوم نے اپنی زندگی میں اپنا گھر رہن رکھا۔ جسے ان کی فرمائش پر ان کے بیٹوں میں سے رحیم بخش نے آزاد کرایا۔ الٰہی بخش نے وہ مکان رحیم بخش کے نام لکھدیا اور اس کے قبضہ میں پہلے ہی وہ مکان تھا۔ باقی ماندہ لڑکوں سے الٰہی بخش نے کہا کہ جب تم اس کی رقم ادا کردو گے تو مکان تمہارا ہے ورنہ تم کرایہ دار ہو گے لیکن ان بھائیوں میں سے کسی نے رقم ادا نہیں کی۔ رحیم بخش نے اسے از سر نو تعمیر کرالیا۔ اس کے بعد ہندوستان تقسیم ہوا تو رحیم بخش پاکستان آ گئے اور اس مکان کا کلیم کیا اور جب کلیم منظور ہو کر آیا تو دو روز قبل ہی ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس کلیم کو اس کی بیوی نے مبلغ =/۶۰۰۰ ہزار روپیہ قرض لے کر اپنے نام کرایا۔

الٰہی بخش کی اس وقت پہلی بیوی سے تین لڑکیاں عائشہ، صغریٰ، سکینہ ہیں اور دوسرے بیوی سے ایک لڑکا ہے۔ تیسری بیوی کو طلاق دے دی تھی۔ چوتھی بیوی فاطمہ حیات ہے۔ نیز رحیم بخش کا ایک بھائی اور بہن بھی حیات ہے۔ شرع محمدی کے مطابق یہ رقم کس طرح تقسیم کی جائے گی۔ بینوا توجروا

۷۸۶ الجواب: الٰہی بخش کے رہن کردہ، مکان کو رحیم بخش نے اپنی طرف سے آزاد کرایا اور الٰہی بخش نے وہ مکان اس بنیاد پر رحیم بخش کو دے دیا اور رحیم بخش نے اسے قبضہ میں لے لیا تو وہ مکان بلا شرکتِ غیرے رحیم بخش کی ملکیت قرار پایا۔ اب اس مکان کی جو رقم کلیم کی حکومت کی طرف سے آئی اس سے تمام مصارف (مقدم علی الارث) نکال کر رقم کو حسب ذیل طریقہ پر تقسیم کیا جائے گا۔

میّت مسئلہ ۸/۴۰

زوجہ	بنت	بنت	بنت	ابن	اخ (بھائی)	اخت (بہن)
۱		ـ			محروم	محروم
۵	۷	۷	۷	۱۴		

واللہ تعالیٰ اعلم — العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۱۵/جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

جس بیٹے کا انتقال باپ کے سامنے ہوا اس کا ترکہ میں حصہ نہیں

سوال: مکرمی جناب قبلہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین، ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص احمد فوت ہو گیا ہے۔ اس کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں مگر اس کا ایک بیٹا قاسم جوانی میں ہی فوت ہو چکا تھا۔ جس کے بال بچے تھے۔ اب دادا کے فوت ہونے کے بعد قاسم کے بچے دادا کی ملکیت میں سے اپنا حصہ مانگ رہے ہیں۔ تو کیا شریعت کے مطابق وہ حصہ طلب کر سکتے ہیں یا نہیں؟ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: قاسم کے بیٹے متوفی احمد کے حقیقی پوتے ہیں اور اولاد ذکور کے ہوتے ہوئے پوتوں کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں۔ لہٰذا قاسم کے بیٹوں کا دعویٰ متوفی احمد کی جائداد میں شرعاً مسموع نہ ہوگا بلکہ وہ شرعاً محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۱ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

دادا کی جائیداد کی تقسیم اس کی اولاد اور اولاد، در اولاد میں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: قاضی ابوبکر مرحوم نے اپنی وفات کے بعد مندرجہ ذیل جائز وارث چھوڑے ہیں جو کہ مرحوم کی متحرک، خواہ غیر متحرک جائیداد میں شرعی وارث ہیں۔ مرحوم کے تین لڑکے بالغ ہیں۔ قاضی صادق علی، قاضی غلام نبی، قاضی فتح محمد اور اس کی بیوی اور اس کی دختر کنواری مندرجہ بالا وراثوں میں سے صادق علی فوت ہو چکا ہے اس نے مندرجہ ذیل وارث چھوڑے ہیں، دو اس کے بھائی قاضی غلام نبی اور قاضی فتح محمد، ایک والدہ، ایک حقیقی دختر اور اس کی ایک ہمشیرہ اور قاضی صادق علی مرحوم کی متحرک خواہ غیر متحرک جائیداد الگ ہے۔ مہربانی فرما کر مندرجہ بالا دونوں وارثوں کے مسئلہ پر بابت شرع شریف محمدی حنفی موجب حدیث فتویٰ عنایت فرما کر مشکور فرمائیں کر ہر ایک کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟　فقط السائل قاضی غلام نبی

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں قاضی ابوبکر مرحوم کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸ ابوبکر مرحوم

زوجہ (ہندہ)	صادق علی	غلام نبی	فتح محمد	بنت (زینب)
۱	۲	۲	۲	۱

میت ۶ / ۳۰ صادق علی ۲

والدہ (ہندہ)	غلام نبی (بھائی)	فتح محمد (بھائی)	زینب (ہمشیرہ)	دختر (بیٹی)
۱		۲		۳
۵	۴	۴	۲	۱۵

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۱ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

بھتیجے کا چچا کی جائیداد میں حصہ کب ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: چچا کے انتقال کے بعد اس کی ملکیت میں بھتیجے کو کتنا حق پہنچتا ہے؟ بینوا توجروا　السائل سلیمان خان ولد سلطان خان، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** بھتیجا ذوی الفروض میں نہیں بلکہ عصباتِ نسبیہ میں ہے اور عصبات کے لئے کوئی حصّہ مقرر نہیں ہے۔ بلکہ ذوی الفروض کو ان کے مقررہ حصّہ دینے کے بعد اگر کچھ مال بچے گا تو ترتیب کے مطابق ان میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ان عصبات میں سب سے مقدم وہ لوگ ہیں جو میّت کی اولاد میں سے ہیں۔ جیسے بیٹا، پوتا، پھر وہ لوگ مستحق ہیں کہ میّت جن کی اولاد ہے۔ جیسے باپ، دادا۔ جب ان دونوں قسم کے لوگوں میں کوئی موجود نہیں تو اب وراثت کے مستحق وہ لوگ ہیں جو میّت کے باپ کی اولاد میں سے ہیں۔ جیسے بھائی، بھتیجا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ میّت کے ذوی الفروض میں کوئی شخص موجود ہو تو اس کا حصّہ علیحدہ کرنے کے بعد دیکھیں کہ میّت کا بیٹا پوتا یا باپ یا دادا یا بھائی موجود ہے یا نہیں؟ اگر موجود ہیں تو بھتیجا کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر کوئی ان میں سے موجود نہیں تو ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ بچتا ہے۔ وہ بھتیجہ کا حق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ ؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ ھ

ایک عورت کے وارثین میں ۲ بیٹیاں، ۳ پوتے، نواسے، بہو وغیرھم ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

الف۔ ۱۔ ایک بیوہ کو اپنے شوہر کے انتقال کے بعد وراثت میں ملی ہوئی ملکیت جس میں ایک مکان رہائشی۔

۲۔ دوکان وغیرہ کا کلیم اور زمین کا کلیم شامل ہے اس دوکان اور مکان کے کلیم میں سے اپنے لئے ایک مکان رہائشی لیا یعنی کلیم میں سے ملا اور باقی کلیم جو کچھ بچا وہ بیچ دیا۔ اس کو زمین بھی اپنے شوہر کے ترکہ میں سے ملی جو کہ اس کے شوہر کے دوسرے وارثوں کے ساتھ مشترک تھی بیچ دی گئی جس کی رقم کچھ اس نے خرچ کر دی اور کچھ بچ گئی۔

ب۔ وہ بیوہ انتقال کر گئی اور اس کے پاس جو کچھ بچا ہے اس میں ایک مکان اور کچھ نقد رقم ہے آپ سے گزارش ہے کہ مذکورہ بالا مکان اور رقم کو حدیث شریف کے مطابق اس کے ورثاء میں بانٹ دیجئے۔ ورثاء مندرجہ ذیل ہیں۔

دو بیٹیاں، تین پوتے، آٹھ پوتیاں، دو نواسے، دو بہوئیں، چھ نواسیاں۔ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ میں میّت کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز وتکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث مندرجہ ذیل ورثاء میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ بہو اور نواسے، نواسیاں محروم رہیں گی۔

میّت مسئلہ ۳ ؍ ۴۲

بیٹی	بیٹی	پوتا	پوتا	پوتا	پوتی	پوتی	پوتی	پوتی	پوتی	پوتی	پوتی	پوتی
۱	۱							۱				
۱۴	۱۴	۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱

یعنی منجملہ ۴۲ سہام میں سے ۱۴ سہام ہر بیٹی کو، ۲ سہام ہر پوتے کو اور ایک سہام ہر پوتی کو ملے گا۔

العبد محمد خلیل خاںؒ القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ ؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی اور ۳ بیٹے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمی عبدالرحمٰن ولد احمد کا انتقال ہو گیا ہے۔ مرحوم نے حسب ذیل ورثاء، زوجہ میمونہ، صابر بیٹا، ناصر بیٹا، طاہر بیٹا جو کہ مرحوم کے صحیح وحقیقی ورثاء ہیں۔ چھوڑے ہیں۔ برائے کرم ان کا حصہ شرعی بیان فرمائیں۔ مرحوم کے کمپنی میں ۱۳۳ حصص تھے۔

فقط السائل سیّد صادق علی ایڈووکیٹ، چیئرمین یونین کمیٹی، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مسمی عبدالرحمٰن کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز وتکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث میت کے ورثاء میں بطریق ذیل تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/۲۴ (عبدالرحمٰن)

میمونہ (زوجہ)	صابر (بیٹا)	ناصر (بیٹا)	طاہر (بیٹا)
۱		۷	
۳	۷	۷	۷
۱۳۳ حصص ۸/۵ ۱۶	۲۴/۱۹ ۳۸	۲۴/۱۹ ۳۸	۲۴/۱۹ ۳۸

یعنی میمونہ کو ۸/۵ ۱۶ حصے اور لڑکوں میں ہر لڑکے کو ۲۴/۱۹ ۳۸ حصے دیئے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹/ اکتوبر ۱۹۶۸ء

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، بیٹی، اور چچازاد بہن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے تایازاد بھائی ممتاز خان (مرحوم) ولد نجابت خان مرحوم اپنے جائیداد غیر منقولہ تقریباً ۳۴ء۱ ایکڑ زرعی اراضی چھوڑ کر انتقال کر گئے۔ انہوں نے ایک لڑکی نفیسہ بیگم و بیوہ کو چھوڑا تھا۔ بیوہ ممتاز خان بھی انتقال کر گئی ہیں۔ اس سلسلے میں آپ بموجب قرآن شریف وسنت مندرجہ ذیل شجرے کے مطابق جائیداد کی وراثت کا فتویٰ جاری فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

شہابت خان

نجابت خان (فوت)	سرفراز خان (فوت)	غفور خان (فوت)
ممتاز خان (فوت)	حمیدہ (دختر)	امتیاز خان۔ زیتون بیگم
نفیسہ بیگم زوجہ خلیل احمد	فوت قبل پاکستان	فوت قبل پاکستان (دختر)

فقط والسلام مسماۃ زیتون بیگم، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں ممتاز خان کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸

زوجہ	بنت
۱	۷

ممتاز خان کی چچازاد بہن زیتون بیگم کا اس صورت میں شرعاً کوئی حصہ مقرر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ رمحرم الحرام ۱۳۹۰ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیٹا اور بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد کی جائیداد ہے اور ہم دو بہن بھائی ہیں۔ والد کا انتقال بہت پہلے ہوگیا تھا۔ بہن کی شادی خود میں نے اپنے ہاتھوں سے کی۔ میں نے خود دو شادیاں کی ہیں اور دونوں بیویوں سے صرف ایک ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ پہلی لڑکی سے صرف دو نواسے ہیں اور دوسری کی دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ اور جو میری حقیقی بہن تھی اس کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ شریعت میں کن کن کو کیا کیا ترکہ ملنا چاہئے۔ براہ کرم جواب دے کر مشکور فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں سائل کے والد کا تمام متروکہ مال و جائیداد بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث دونوں بہن بھائیوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ بھائی کو بہن سے دوگنا ملے۔ یعنی کل مال کے تین حصے کئے جائیں ان میں سے دو بھائی کے اور ایک بہن کا اور جب کہ یہ دونوں بھائی بہن زندہ ہیں لہٰذا ان کے ترکہ کی تقسیم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اپنی زندگی میں جو جسے، جتنا چاہے ہبہ کردے اور قبضہ میں دے دے لینے والا اس کا مالک ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رمحرم الحرام ۱۳۹۰ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، ۲ بیٹیاں اور ۴ بھتیجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی چھبو خان انتقال کرچکے ہیں۔ اس مرحوم کی دو دختر موجود ہیں اور مرحوم کی ایک بیوی بھی ہے۔ دختران کے نام یہ ہیں۔ مسماۃ حسینہ، مسماۃ تمنّٰی

مرحوم چھبو خان کے اپنے چچازاد بھائی کے تین لڑکے موجود ہیں۔ بنام کلو خان، رحمان خان، امیر خان۔ چھبو خان کی جائیداد میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کو شرعاً حقوق ملتے ہیں یا نہیں؟ اور نیز یہ بھی بتائیں کہ ایک روپیہ میں ان کا

کتنا حصہ بنتا ہے؟

شجرہ حسب ذیل ہے

محمود خان

نصرو خان (مرحوم)	چھبو خان (مرحوم)	بینو خان (مرحوم)	اسماعیل خان (مرحوم)
کلو خان، رحمٰن خان، امیر خان	دختر مسماۃ تمنی، دختر مسماۃ حسینہ	لیاقت خان	رحمت خان (مرحوم)
حیات، حیات، حیات	حیات، حیات	حیات	یامین خان (حیات)

فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی چھبو خان کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۲۴/۹۶

زوجہ	دختر ۲ ثلث	دختر	کلو خان بھتیجا	رحمان خان بھتیجا	امیر خان بھتیجا ۵	لیاقت خان بھتیجا
۳	۸	۸				
۱۲	۳۲	۳۲	۵	۵	۵	۵

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الاول شریف ۱۳۹۰ھ

ایک شخص کے وارثین میں دو بیویاں، بہن، اور ۲ بھتیجی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اللہ ڈنو شاہ فوت ہوگئے جن کے وارث یہ ہیں۔

اللہ ڈنو شاہ (میّت)

زوجہ　زوجہ　اخت (بہن)　بنت الاخ (بھتیجی)　بنت الاخ (بھتیجی)

ان میں وراثت کس طرح سے تقسیم ہوگی؟　فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی اللہ ڈنو کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث ۱۶ سہام ہوکر، مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸/۱۶

زوجہ	زوجہ	اخت	بنت الاخ	بنت الاخ
۱		۴		
۲		۷	محروم	محروم
۱	۱	۱۴		

یعنی کل ۱۶ سہام میں سے ہر زوجہ کو ۱ سہام، اور بقیہ ۱۴ سہام میں سے اس کی بہن کو بطور وراثت ذوی الفروض ۸، اور بقیہ ۶ سہام، بطور، رد۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۵ رشعبان المعظم ۱۳۹۰ھ

ایک شخص کے وارثین میں دو بیویاں، دو بیٹیاں اور بھائی، بہنیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شاہ محمد شاہ فوت ہو گئے جن کے وارث یہ ہیں۔

شاہ محمد شاہ (میّت)

زوجہ زوجہ بنت (بیٹی) بنت (بیٹی) اخ (بھائی) اخت (بہن)

فقط السائل عبداللہ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث ۱۴۴ سہام ہو کر مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۲۴، ۱۴۴

زوجہ	زوجہ	بنت	بنت	اخ	اخت
۳		۱۶		۵	
۳	۳	۱۶	۱۶	۳۰	
۹	۹	۴۸	۴۸	۲۰	۱۰

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رشعبان المعظم ۱۳۹۰ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، دو بیٹی اور چچازاد بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرا سسر الٰہی بخش ہندوستان میں ہندوؤں کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔ اور میرا خاوند حسین بخش بھی شہید کر دیا گیا۔

ہندوستان سے زرعی زمین کا کلیم میرے سسر الٰہی بخش کے نام تصدیق ہوا ہے۔ الٰہی بخش کے صرف ایک لڑکا حسین بخش تھا اور کوئی بیٹی نہیں تھی۔ اب اس وقت الٰہی بخش کے دو پوتیاں ۱۔ بتول، ۲۔ رمضانو اور ایک بیٹے مرحوم کی بیوی رحمتی موجود ہے۔

ایسی صورت میں دادا کی ملکیت میں سے پوتیوں کا حق تحت احکام شریعت کتنا ہوتا ہے؟

شجرہ اس طرح ہے

شبراتی

پیر بخش — بھورا — الہی بخش — رمضان

عبداللہ — گھوڑا — پیرو — حسین بخش — لاولاد

عیدو — اعتباری — امام بخش — حیات — حیات — رحمتی — بتول — رمضانو

حیات — حیات — حیات — بیوہ — دختر — دختر

حیات — حیات — حیات

فتوے کی طالب، مسمات رحمتی

۷۸۶ **الجواب:** سائل پہلے یہ بتائے کہ حسین بخش کا انتقال کب ہوا۔ الہی بخش سے پہلے یا الہی بخش کے بعد میں؟ پھر جواب دیا جائے گا۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں الہی بخش مرحوم کا تمام مال متروکہ حسین بخش کی طرف منتقل ہوگا کہ وہی اپنے والد مرحوم کے تنہا وارث تھے اور اب کہ ان کا انتقال ہوا تو ان کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد و نقود و زیورات وغیرہ بعد ادائیگی حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث ۲۴ سہام پر تقسیم ہوگا۔ ان میں سے ۳ سہام ان کی بیوہ کو۔ ۸ سہام ایک لڑکی بتول کو۔ ۸ سہام دوسری لڑکی رمضانو کو اور باقی ماندہ ۵ سہام حسین بخش کے چچازاد بھائیوں میں برابر برابر تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ وہ نہ ہوں تو ان کے حصے ان کی اولاد پائے گی۔

مسئلہ ۲۴ (میت حسین بخش)

زوجہ (رحمتی)	بنت (بتول)	بنت (رمضانو)	اخ (چچازاد، جو بھی ہیں)
۳	۸	۸	۵

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رشعبان المعظم ۱۳۹۰ھ

ایک شخص کے وارثین میں بہن اور دو چچازاد بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ مریم فوت ہو چکی ہے اور اس کے حقیقی وارث ایک بہن اور دو چچازاد بھائی ہیں۔ آیا ان کو شرعاً کیا حصہ ملے گا؟

میّت (مریم)

ہمشیرہ	ابن العم	ابن العم
رحمت	یوسف شاہ	نور محمد شاہ

فقط السائل، عبدالرحمٰن

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسماۃ مریم کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و

ادائے دیون ونفاذ وصیت درثلث ۴ سہام پر تقسیم ہوگا۔اس میں ۲ سہام مسماۃ رحمت کواور باقی دوسہام یوسف شاہ اور نور محمد شاہ کودے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴ (میت مریم)

ابن العم نور محمد شاہ	ابن العم یوسف شاہ	ہمشیرہ رحمت

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رمحرم الحرام ۱۳۹۰ھ

میراث کے حصول سے متعلق متفرق سوالات کا حل

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: دیوراور بھائی کے آپس میں اختلاف ہونے کی وجہ سے مسئلہ پوچھنے کی نوبت آئی۔مہربانی کر کے بتایئے کہ کون کون وارث ہے؟اور کتنا کتنا حصہ پائے گا؟

محرم فوتی

چھوٹا بھائی		بڑا بھائی
	غلام علی (فوتی)	میر بخش
چھوٹی بیگم (حاجیانی زینت)	بڑی بیگم (شبو)	بیگم (سارا)
تین لڑکیاں۔ایک بالغ، ۲ نابالغ	بے اولاد	بے اولاد

الف۔بڑا بھائی میر بخش کی ایک بیگم ہے اور کوئی اولاد نہیں ہے۔

ب۔ چھوٹا بھائی غلام علی فوتی کی دو بیویاں ہیں۔بڑی بیگم کے کوئی اولاد نہیں ہے اور چھوٹی بیگم سے تین لڑکیاں ہیں ایک بالغ اور دو نابالغ۔دونوں بھائی آپس میں اکٹھے رہتے تھے۔گھر کا زیادہ خرچ چھوٹا بھائی فوتی اٹھاتا تھا۔

۱۔فوتی غلام علی اپنی زندگی میں لکھ کے دے گیا تھا کہ میرے بعد میری ملکیت کی وارث چھوٹی بیگم ہے۔اس ملکیت میں کون کون وارث ہیں؟

۲۔فوتی غلام علی کی تین لڑکیاں ہیں۔ایک بالغ ۲ نابالغ۔ان لڑکیوں کا کون وارث ہے۔ان لڑکیوں کا حصہ کیسے وارث کیا جائے؟ کیسے استعمال کیا جائے؟اور کس کو حق ہے اس کا؟

۳۔فوتی غلام علی ایک بینک میں منیجر تھے۔بینک میں جو فنڈ برائے امداد فوتی کی طرف سے ملے گا۔وہ اپنی چھوٹی بیگم کے نام سے لکھ کے بینک میں دے گیا ہے۔اس میں کون کون وارث ہے؟

۴۔ فوتی غلام علی بینک میں لکھ کر دے گیا ہے کہ میرے بعد پیسہ اور سامان میری چھوٹی بیگم کو دیا جائے گواہوں کے سامنے۔ ان میں کون کون وارث ہیں؟

۵۔ انشورنس زندگی کا شریعت موجب حلال ہے یا حرام؟ فوتی، غلام علی اپنی زندگی میں انشورنس کے پیسے بھی چھوٹی بیگم کے نام کر گیا اس میں کون وارث ہے؟

ج۔ اگر انشورنس حرام ہے تو ان عورتوں کو استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ ان عورتوں کا کمائی کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔ اس انشورنس کے علاوہ عورتوں کو دوسرا مال ملکیت کے حصے میں آتا ہے۔

د۔ انشورنس حرام ہے تو ان پیسوں کو کس طریقہ سے استعمال میں لایا جائے؟

۶۔ فوتی غلام علی نے پیسے قرض کے طور پر آدمیوں کو دیئے ہوئے تھے جو غلام علی کے مرنے کے بعد چھوٹی بیگم کو ملے اس میں کون کون وارث ہے؟

۷۔ فوتی غلام علی زندگی میں اپنے زیور دوسرے بینک میں گروی طور پر رکھتے تھے۔ ان زیوروں کو بینک میں قرض دے کر آزاد کرانے کا کس کو حق ہے؟

۸۔ میر بخش اور غلام علی فوتی کے باپ کی جائداد ہے۔ ان میں کون کون وارث ہے؟

۹۔ گھر میں جو سامان ہے وہ زیادہ تر فوتی غلام علی کا ہے اس میں کون وارث ہے؟

۱۰۔ فوتی غلام علی اپنی چھوٹی بیگم کو خرچی نہیں دیتا تھا اس خرچی کے بدلے میں سونا لے کر دیتا تھا اس میں کون کون وارث ہیں؟

۱۱۔ چھوٹی بیگم کی شادی کے وقت ماں باپ نے اپنی لڑکی کو جو زیور دیا اور شوہر نے شادی کے وقت جو چھوٹی بیگم کو زیور وغیرہ دیئے اس میں کون وارث ہے؟

۱۲۔ فوتی غلام علی اپنی زندگی میں اپنی لڑکیوں کو الگ الگ زیور دے گیا تھا اس میں کون کون وارث ہیں؟

۱۳۔ بیگم اور لڑکیوں کو جو تحفہ کے طور سامان ملا اس میں کون وارث ہے؟

۱۴۔ نابالغ لڑکیوں کی طرف سے ملکیت کی وراثت میں دستخط دینے کا کس کو حق ہے؟

۱۵۔ فوتی غلام علی کے مرنے کے وقت جو خرچ ہوا مثلاً کفن دفن اور فاتحہ کا خرچہ کرنے کا کون حق دار ہے؟

۱۶۔ عورتوں کا عدت میں رہنا وہ خرچ کس کے ذمہ ہے؟

۱۷۔ فوتی غلام علی کے پاس بندوق اور پسٹل تھے۔ جو غلام علی کے فوت ہونے کے بعد میر بخش نے بیچ دیئے۔ ان پیسوں کا کون وارث ہے؟

۱۸۔ فوتی غلام علی کو زندگی میں ساس اور بھائی نے ملکیت جائیداد کا حصہ فوتی کو بخشش کر کے دیا۔ اس بخشش والی بات کو ۱۴ سال گزر چکا ہے۔ یہ عورت ساس اور بھائی زندہ ہیں۔ اختلافات کی وجہ سے یہ عورت کہتی ہے کہ ہماری بخشش والی زمین کا حصہ واپس کر دو۔ کیا یہ ملکیت بخشش والی عورتوں کو واپس کی جائے یا فوتی کے وارثوں میں تقسیم کی جائے؟

نوٹ۔ فوتی کے اوپر سسرال کا اعتبار تھا۔ ساس نے اپنا حصّہ بخش دیا اور بھابی نے اپنا حصّہ بھی دیور کو بخش دیا تھا۔ بھائی نے اس لئے بخشش کیا تھا کہ اس کا شوہر جو کماتا تھا وہ فضول خرچ کر دیتا تھا اس لئے اپنا حصّہ دیور کو دے دیا۔ اس کے بعد فوتی کرایہ لینا، ٹیکس جمع کرنا اور مرمت کرانا خود کرتا تھا اور کرایہ لے کر اپنے پاس اور بھابی کے حصّہ کے جو پیسے تھے وہ خرچ کے لئے ان کو دیتا تھا۔ پھر شرط یہ ڈالی تھی کہ بھائی اور ساس کا خیال ہے کہ ہم کو صرف حج کرنا ہے اور جب بھی وقت بے وقت ضرورت پڑتی تھی دونوں کو وہ فوتی ضرورت پورا کرتا تھا۔

۱۹۔ غلام علی اور محمد بخش نے باپ کی کچھ ملکیت جائیداد کی بیچ دی۔ ان ملکیت بیچنے سے پہلے محمد بخش نے فوتی سے چار ہزار روپیہ قرض لئے تھے۔ فوتی نے کہا کہ اس ملکیت میں آپ کو حصّہ نہیں دیتا ہوں کیوں کہ مجھے سخت ضرورت ہے لہٰذا آپ کو دوسری ملکیت میں سے حصّہ دوں گا۔ حصّہ دیتے وقت چار ہزار روپیہ اپنا واپس لے لوں گا۔ کیا یہ پیسے بڑے بھائی محمد بخش سے لینا چاہئے یا نہیں؟ منجانب علی نواز سموں، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** جواب سے پہلے چند امور کا لحاظ ضروری ہے۔

۱۔ میراث وتوریث کوئی اختیاری چیز نہیں بلکہ ایسا حق ہے کہ بلا اختیار مورث ووارث ثابت ہو جائے گا۔ جب مورث مرجائے گا تو شرعاً مال متروکہ وارثوں کی ملک میں آجاتا ہے۔

۲۔ مورث قاعدہ شرعی کے برخلاف اگر وارثوں کے حصّے مقرر کرکے اور وصیت کرکے مرجائے تو اس کا یہ فیصلہ ناقابل اعتبار بلکہ باطل ہے۔ ورثہ حسب قاعدہ شرعیہ اپنا اپنا حصّہ پائیں گے۔

۳۔ مورث اپنی زندگی میں اپنا مال کسی وارث کے قبضے وتصرف میں دے کر مرجائے تو اب یہ مال اس وارث کا ہو چکا اس میں کوئی تقسیم جاری نہ ہوگی کہ اب وہ میراث نہیں۔

۴۔ میّت کے مال سے سب سے پہلے تجہیز وتکفین کی جائے گی۔ پھر اس پر جو قرض تھا وہ ادا کیا جائے گا۔ مہر بھی اس میں داخل ہے۔ پھر وارثوں کے علاوہ دوسروں کے حق میں اس نے وصیت کی ہے تو ثلث مال سے پوری کی جائے گی۔

اب۔ آیئے اصل جواب کی جانب۔ ترتیب وار جواب یہ ہے۔

۱۔ صورت مسئولہ میں غلام علی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز وتکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال ۱۴۴ سہام پر تقسیم کرکے ۹ سہام ایک زوجہ کو، ۹ سہام دوسری زوجہ کو اور باقی سہام تینوں لڑکیوں کو برابر برابر فی بیٹی ۳۲ اور بھائی کو ۳۰ دیئے جائیں۔

مسئلہ ۲۴/ ۱۴۴ (میت غلام علی)

زوجہ	زوجہ	بنت	بنت	بنت	اخ (محمد بخش)
۳			۱۲		۵
۹	۹	۳۲	۳۲	۳۲	۳۰

واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔لڑکیاں اپنی ماں کی پرورش میں ہیں تو ماں ان کے حصے پر قبضہ کرلے۔ بالغ لڑکی خود اپنے مال کو اپنے قبضہ میں لے اور حسب ضرورت خرچ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔انشورنس میں جو رقم ادا کی جا چکی صرف اس میں وراثت جاری ہوگی بشرطیکہ متوفی کے نام پر ہو۔ ورنہ یہ رقم اس کی ہے جس کے نام پر جمع کرائی گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔بینک سے ملنے والی رقم میں بھی سب وارث شریک ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔متوفی کی موجود رقم جو دوسروں پر قرض ہے اس میں بھی وراثت جاری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔جو زیور بینک میں گروی رکھے گئے ہیں انہیں مال متروکہ سے چھڑایا جائے گا وراثت بعد میں جاری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۔باپ کی جائیداد میں دونوں بھائی برابر کے شریک ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۔ماہانہ خرچ کے عوض سونا دیا گیا تو وہ اس کا ہے جسے ماہانہ خرچ کے عوض دیا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۹۔عورت کو ماں باپ کے ہاں سے جو زیور و سامان وغیرہ ملتا ہے اس کی وارث عورت ہے۔ اس میں وراثت جاری نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰۔عورت کو جو زیور چڑھاوے میں دیا جاتا ہے اس کی ملکیت اس علاقہ کے رواج پر مبنی ہے۔ جیسا رواج ہو وہی کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۱۔لڑکیوں کو جو زیور الگ الگ بنوا کر دیا گیا وہ ان ہی کی ملک ہے۔ وراثت سے اس کا تعلق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲۔تحفہ جات ان ہی کے ہیں جنھیں دئے گئے ان میں بھی وراثت جاری نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳۔عدت کا خرچ میت کے مال متروکہ سے پورا کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۴۔ بندوق پستول وغیرہ جو سامان فروخت کیا گیا اس کا تاوان بیچنے والے پر ہے۔ اس میں سب وارث شریک ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۵۔میت کے پاس جو رقم اس کی ساس اور بھاوج نے حج کے لئے جمع کرائی وہ ان کی اپنی ہے۔ وہ واپس لے سکتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۶۔میر بخش اپنے باپ کی ملکیت سے حصہ پائے گا اور وہ چار ہزار روپیہ اس پر قرض ہیں ان میں وراثت جاری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

ایک شخص کے وارثین میں چار بیٹیاں، ایک پوتا، ایک بہن، اور اپنے مرحوم بیٹے کی بیوہ ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوا۔ اس نے اپنے وارثین میں چار بیٹیاں، ایک پوتا، ایک بہن اور اپنے مرحوم بیٹے کی بیوی چھوڑی ہے۔ براہ کرم شریعت کی رو سے ہر ایک کا حصہ بیان فرمائیں۔ فقط السائل، مطیع الرحمٰن شیروانی

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی محمد صدیق کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت درثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ بہن اور بیٹے کی بیوی محروم رہیں گی یعنی مال متروکہ کے ۱۲ سہام کرکے دوثلث ۸ سہام چاروں بیٹیوں کو ہر بیٹی کو ۲ سہام اور باقی ایک ثلث پوتے کو دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۱۲

بنت	بنت	بنت	بنت	ابن الابن (پوتا)	اخت	زوجہ ابن
۲	۲	۲	۲	۴	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں اس کے والدین، بیوی اور لڑکا اور ۳ لڑکیاں اور بھائی، بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید فوت ہوگیا ہے۔ زید نے حسب ذیل وارث چھوڑے ہیں۔ ترکہ کس طرح سے تقسیم ہوگا؟

ایک بیوی، ایک لڑکا، لڑکیاں تین، والد، والدہ، چار بھائی، دو بہنیں۔ فقط السائل علی حسن، حالی روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں تجہیز وتکفین وادائیگی قرض واجرائے وصیت درثلث کے بعد متوفی کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ زیورات پارچہ جات ونقد رقوم ان کے ورثاء میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ بہن بھائی محروم رہیں گے۔

مسئلہ ۲۴/۱۲۰

زوجہ	پدر	مادر	پسر	دختر	دختر	دختر	برادر	ہمشیرہ
۳	۴	۴		۱۳			محروم	محروم
۔	۲۰	۲۰	۲۶	۱۳	۱۳	۱۳		

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ

میّت کی قرض دی ہوئی رقم بھی اسی کی ہے اور کہیں اور صدقہ نہیں کی جاسکتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں نے اپنے حقیقی بھائی شوکت علی سے مبلغ دوسوساٹھ روپیہ قرض لیا تھا مگر قضائے الٰہی سے وہ فوت ہوگئے جب کہ میں ان کا قرض دار ہوں۔ مرحوم کے وارثوں میں والدین، ایک بیوی، ایک ہمشیرہ، دو بھائی موجود ہیں۔ میّت کی اولاد نہیں ہے۔

۱۔ کیا یہ رقم کسی رفاہی ادارے مدرسہ یا مسجد میں دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

۲۔ کیا قرض کی یہ رقم میّت کی غیر مقبوضہ ہونے کے باوجود ملکیت ہوگی؟ دوسری صورت میں میّت کی چھوڑی ہوئی اس رقم کی تقسیم علم الوراثت کے مطابق کس طرح تقسیم ہوگی؟ السائل: اصغر علی ولد بندو خان، ریلوے کالونی، حسین آباد، گدو

۷۸۲ الجواب: متوفی شوکت علی کی جو رقم آپ پر قرض ہے وہ آپ نہ کسی رفاہی ادارے کو دے سکتے ہیں نہ کسی مدرسہ و مسجد کو۔ تاوقتیکہ متوفی کے ورثہ اس کی اجازت نہ دیں کہ یہ مال صرف ورثہ کا حق ہے انہیں کی ملک ہے وہ چاہیں تو اپنا حق معاف کرسکتے ہیں یا کسی مصرف خیر میں لگا سکتے ہیں اور متوفی کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض و اجرائے وصیت در ثلث کے بعد اس کے تمام ورثہ میں حسب ذیل طریقے پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال کے ۱۲ حصّوں میں سے ۳ حصّے زوجہ کے، ۴ حصّے ماں کے اور باقی ماندہ ۵ حصّے اس کے والد کے۔ دونوں بھائی اور بہن باپ کی موجودگی کے باعث محروم رہیں گے۔ واللہ اعلم

میّت مسئلہ ۱۲

زوجہ	پدر	مادر	برادر	برادر	ہمشیرہ
۳	۵	۴	محروم	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۴ رذی تعدہ ۱۳۹۱ھ

ایک شخص کے وارثین میں دو بیویاں ایک لڑکی اور ایک بھتیجا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: محمد بخش کا انتقال ہوا۔ اس نے اپنے وارثوں میں دو بیویاں، ایک لڑکی، ایک بھتیجا چھوڑا۔ ان کو محمد بخش کی وراثت میں کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ جواب سے سرفراز فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

السائل عبدالوحید خان، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۲ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی محمد بخش کا تمام مال متروکہ جمیع حقوق مقدم علی الارث کی ادائیگی کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۴/۸

ابن اخ (بھتیجا)	بنت	زوجہ	زوجہ
۱	۲		۱
۲	۴	۱	۱

یعنی تمام مال کے ۸ سہام کئے جائیں گے ان میں سے ہر زوجہ کو ایک، بیٹی کو چار اور باقی ۲ اس کے بھائی کے بیٹے کو دیئے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲؍ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۷ھ

ایک شخص کے وارثین میں تایا، چچازاد بھائی، بھانجا اور بھانجی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی امیر خان کا انتقال ہوگیا۔ ایک قطعہ اراضی زرعی اور ایک پلاٹ برائے مکان چھوڑا۔ مسمّی امیر خان کے ورثاء درج ذیل ہیں۔ ۱۔ حقیقی چچا عبدالستار، ۲۔ تایازاد بھائی عبدالرزاق، ۳۔ چچازاد بھائی مبین احمد جو دوسرے چچا کا لڑکا ہے، ۴۔ ابرار احمد حقیقی بھانجا، ۵۔ حقیقی بھانجی صدیقہ بیگم۔ بھانجوں کی والدہ یعنی مسمی امیر خان کی بہن کا انتقال ہوگیا ہے۔ مذکورہ بالا صورت میں جب کہ صورت مسئولہ یہ ہے تقسیم حصص کا تناسب کیا ہوگا؟

مرحوم امیر خان

حقیقی بھانجی	حقیقی بھانجا	چچازاد بھائی	تایازاد بھائی	حقیقی چچا
حیات	حیات	حیات	حیات	حیات

یہ یاد رہے کہ امیر خان نے انتقال سے پہلے گواہوں کے سامنے اپنی کل جائیداد کی وصیت اپنے بھانجے اور بھانجی کے لئے کی تھی۔ اجراء وصیت اور ورثاء کے حصص کی تقسیم کیا ہوگیا۔ منجانب اصغر علی خانزادہ، پریم نگر، ٹنڈوالہیار

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور صرف تہائی مال میں وصیت کے اجراء کے بعد باقی ماندہ ۲/۳ مال میت کے حقیقی چچا کو دے دیا جائے گا۔ تایازاد یا چچازاد بھائی، چچا کی موجودگی میں حق وراثت نہیں رکھتے اور وصیت صرف تہائی مال میں جاری کی جاتی ہے۔ میت کا حقیقی بھانجا اور بھانجی وصیت کے مطابق مال تو پائیں گے مگر صرف ۱/۳ (ایک تہائی)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹؍رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

ایک شخص کے وارثین میں دو بیویاں، ۵ بیٹے اور ۳ لڑکیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بچل خاں مرحوم کی اولاد میں وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ مہربانی فرما کر اس مسئلہ کو حل کریں۔ جناب بڑی مہربانی ہوگی۔ بچل خان مرحوم نے دو بیویاں چھوڑیں۔ پہلی بیوی سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں، دوسری بیوی سے دو لڑکے اور ایک لڑکی۔ یہ کل آٹھ افراد مرحوم کی وراثت میں حصہ لینے والے حیات ہیں۔

السائل حافظ محمد نسیم خان، مسجد پکے والی تلہار ضلع بدین، سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئول عنہا میں بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر مال تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸/۱۶/۲۰۸

زوجہ	زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۱						۷			
۱	۱					۱۴			
۱۳	۱۳	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۱۴	۱۴	۱۴

یعنی کل مال متروکہ کے ۲۰۸ حصے کئے جائیں ان میں سے ۱۳-۱۳ ہر بیوی کو اور ۲۸-۲۸ ہر لڑکے اور ۱۴-۱۴ ہر لڑکی کو دیئے جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹/۶/۱۹۷۸ء

ایک شخص کے وارثین میں ۳ لڑکے، ۲ لڑکیاں، بیوی اور والدین ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: متوفی غلام حیدر نے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑے ہیں۔ تین لڑکے احمد خان، محمد خان، شیر زمان۔ تینوں زندہ ہیں۔ دو لڑکیاں گلزار خاتون، اقبال خاتون دونوں زندہ ہیں۔ ایک زوجہ وہ بھی زندہ ہے اور متوفی کے تین سال کے بعد متوفی کا والد انتقال کر گیا، والدہ زندہ ہے۔ فقط السائل، قاری چراغ الدّین، ۱/۱/۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی غلام حیدر کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین، وادائے دیون، ونفاذ وصیت در ثلث، ۱۹۲ سہام پر تقسیم ہو کر مندرجہ ذیل طریقہ پر اس کے ورثہ پر منقسم ہو جائے گا۔

میّت مسئلہ ۲۴/۱۹۲

زوجہ	پدر	مادر	پسر	پسر	پسر		دختر	دختر	
۳	۴	۴				۱۳			
۲۴	۳۲	۳۲	۲۶	۲۶	۲۶		۱۳	۱۳	۱۹۲=

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۹۷ھ

ایک شخص کے وارثین میں، بیٹی، بھتیجے اور بھانجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حاجی حسین ولد رتو خان کی بیوی مسماۃ ساراں بیوہ انتقال کر گئی مسماۃ شہزادی متوفی کی بیٹی ہے۔ اور مسماۃ ساراں کے بھتیجے اور بھانجے موجود ہیں۔ فوتن مسماۃ ساراں کی حیاتی میں ان کے والد، والدہ، بھائی، بہن، دادا، دادی، چچا، چچا، نانا، نانی، فوت ہو گئے تھے۔

نوٹ۔ فوتن مسماۃ ساراں کے شوہر کی ملکیت میں سے ان کے بھتیجے اور بھانجے کو حصہ شرع محمدی کے مطابق ملتا ہے یا نہیں؟ ان حالات میں ان کی وارث فقط ان کی لڑکی ہے یا بھانجے اور بھتیجے بھی ہیں؟ فقط السائل محمد الیاس خانزادہ

الجواب ۷۸۶ ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں مسماۃ ساران متوفیہ کا تمام مال متروکہ از قسم جائیدا منقولہ وغیر منقولہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا اور بیٹی کے ساتھ بھتیجے حقدار ہوں گے۔ بھانجے محروم رہیں گے۔

میت مسئلہ ۲

ابنائے عم	بنت
۱	۱

یعنی کل مال کا نصف بیٹی کو دینے کے بعد باقی نصف بھتیجوں میں مساوی طور پر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۲۲/۱۱/۱۹۷۸ء

ایک شخص کے وارثین میں بہن، بھاوج، پوتے اور پوتیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حاجی ابراہیم اپنی ذاتی کمائی سے مکان و زمین و رقم چھوڑ کر قضائے الٰہی سے فوت ہوگئے اور ایک بیوہ بہن جوان کے ساتھ رہتی تھی یہ سگی بہن ہے اور ایک بھاوج بیوہ سگے بھائی کی بیوہ عورت چھوڑی ہے۔ باقی رشتہ دار چچا کے پوتا پوتی ہیں۔ کیا سگی بہن اور بھاوج کے ہوتے ہوئے جب کہ یہ دونوں بیوہ بھی ہیں، چچا کے پوتے پوتیوں کو حق وراثت پہنچتا ہے یا نہیں؟ اگر حق وراثت پہنچتا ہے تو کتنا کتنا حصہ وراثت میں پائیں گے؟ برائے مہربانی شرع کی رو سے حصہ بتایا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط السائل حاجی محمد قاسم کردی، لطیف آباد ۶، حیدرآباد، سندھ، ۶/۱۰/۱۹۶۴ء

فقیر محمد

حاجی نبیل صاحب — حاجی صاحب

ہارون	حاجی عمر	حاجی ایوب	جیجانی سائل	حاجی محمد ابراہیم
مرحوم	مرحوم	مرحوم	حیات	مرحوم
لاولد	لاولد (ایک بیوی ہے)	لاولد		لاولد

حاجی احمد	حاجی اسحاق	حاجی داؤد
مرحوم	مرحوم	
	لاولد	

خیر محمد — نعمت مسماۃ — عصمت مسماۃ — محمد عثمان — حاجی محمد — عبداللہ

فاطمہ — سلمان — آمنہ — یوسف — حاجی رمضان

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں حاجی محمد ابراہیم کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث دو سہام پر تقسیم ہوگا۔ ایک سہام (نصف) اس کی بہن جحیانی پائے گی ا، دوسرا سہام (نصف آخر) حاجی احمد اور حاجی داؤد کی اولاد ذکور میں تقسیم ہوگا۔ بھاوج اور دوسری پوتیاں محروم رہیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رذی قعدہ ۱۳۹۸ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، والد، دو بیٹیاں، سوتیلی ماں اور سوتیلا بھائی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید فوت ہوگیا۔ زید نے ایک زوجہ اور دو لڑکیاں اور ایک حقیقی باپ اور ایک سوتیلی ماں ایک سوتیلا بھائی چھوڑا ہے۔ اب اس کے ترکہ میں سے سب کے حصے میں کتنا کتنا حصہ آئے گا؟

نوٹ۔ زید کا باپ حقیقی ہے اور زید کا سوتیلا بھائی زید کے حقیقی باپ کا بیٹا ہے۔ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں میت کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث ۲۴ سہام پر تقسیم ہو کر حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی تین سہام زوجہ کو، ہر لڑکی کو ۸ سہام، باپ کو باقی ماندہ ۵ سہام، سوتیلا بھائی اور سوتیلی ماں محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲۴

زوجہ	بنت	بنت	باپ	سوتیلی ماں	سوتیلا بھائی
۳	۸	۸	۵	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

ایک شخص نے اپنے وارثین میں بیوی، بیٹیاں اور بھتیجے چھوڑے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے شوہر متوفی دولے خان عرف راجہ نے ترکہ میں زمین چھوڑی جو ان کو پشت با پشت سے چلی آرہی ہے۔ اب میرے شوہر کے رشتہ کے ایک بھتیجے نے اس زمین میں اپنے حق کا دعویٰ کیا ہے۔ شجرہ حاضر خدمت ہے۔ مدعی محمد اسحاق بن نیاز محمد خان ہیں۔ کیا متروکہ زمین میں مذکور فرد کا کچھ حصہ ہے۔ دولے خان نے درج ذیل وارث چھوڑے ہیں۔ ایک بیوہ، چار لڑکیاں، تین موجود، ایک گمشدہ۔ جواب سے عنایت فرمائیں۔

السائل مسماۃ شکوری (بیوہ دولے خان)، ۳۰/۹/۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی دولے خان کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض و نفاذ وصیت در ثلث کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی تمام اموال کے ۲۴ حصے کریں ان میں سے آٹھواں حصہ یعنی تین سہام بیوہ کو، دو تہائی یعنی ۱۶ سہام ۴ بیٹیوں کو اور باقی ۵ سہام محمد اسحاق کو کہ وہ میت کا عصبہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲۴

زوجہ شکوری	بنت	بنت	بنت	بنت	محمد اسحاق
۳	۴	۴	۴	۴	۵

تنبیہ۔گم شدہ بیٹی کا حصہ بطور امانت محفوظ رہے گا تا آنکہ وہ واپس نہ آ جائے یا اس کی موت حقیقۃً یا شرعاً متحقق ہو جائے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶رشوال المکرم ۱۳۹۸ھ

حرام طریقہ سے حاصل کیا گیا مال وارث کو ملا تو ملک حلال ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اس نے وراثت میں کچھ رقم چھوڑی ہے جو کہ سود سے حاصل کی گئی۔اب اس کے وارث اس رقم کو مسجد کی تعمیر پر خرچ کرنا چاہتے ہیں۔اب آپ شرعی رو سے فتویٰ صادر فرمائیں کہ

۱۔ آیا! یہ رقم تعمیر مسجد کے لئے خرچ کی جا سکتی ہے یا نہیں؟
۲۔ یہ رقم دینی مدرسہ کی تعمیر میں خرچ کی جا سکتی ہے یا نہیں؟
۳۔ یہ رقم کن کن جگہوں پر خرچ کی جا سکتی ہے؟ تفصیلی جواب سے مستفیض فرمائیں۔

منجانب سنہری مسجد کمیٹی، امانی شاہ کالونی، لطیف آباد ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** مورث نے حرام طریقہ پر مال حاصل کیا تھا اب وارث کو ملا اگر وارث کو معلوم ہے کہ یہ مال فلاں کا ہے تو اسے پھیر دینا واجب ہے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس کا ہے تو مالک کی طرف سے فقراء و مساکین پر صدقہ کر دے اور اگر مورث کا مال حرام اور مال حلال خلط ملط ہو گیا ہے۔یہ نہیں معلوم کہ کون سا حرام کا ہے اور کونسا حلال کا مثلاً اس نے رشوت لی ہے یا سود لیا ہے اور یہ مال حرام اب ممتاز و معلوم نہیں تو فتویٰ کا حکم یہ ہو گا کہ وارث کے لئے حلال ہے اور دیانت اس کو چاہتی ہے کہ اس سے بچنا چاہئے۔(بہار شریعت حصہ ۱۱۔بحوالہ ردالمحتار) اور اس صورت میں وارث وہ پیسہ مسجد و مدرسہ میں لگا سکتا ہے کہ اس کی ملک خبیث نہیں اور پہلی صورت میں کہ مال حرام ممتاز و معلوم ہے تو حرام روپیہ کسی کام میں لگانا اصلاً جائز نہیں نیک کام ہو یا اور۔سوا اس کے کہ جس سے لیا گیا اسے واپس کر دے یا فقیروں پر تصدق کر دے۔وفی المسئلۃ تنوع ذکرہ الامام احمد رضا فی فتاواہ۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶رجمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

ایک عورت نے اپنا مکان اپنے تین بیٹوں کے نام کیا اور چوتھے کو کچھ نہ دیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت نے اپنی زندگی میں اپنا مکان اپنے تین بیٹوں کے نام کر دیا

پھر مسماۃ کا انتقال ہو گیا۔ انتقال کے بعد مسماۃ مذکورہ کے چھوٹے بیٹے نے ہبہ شدہ مکان پر اپنا دعویٰ کیا، جب کہ یہ مکان بقیہ تین بیٹوں کے نام منتقل بھی ہو چکا ہے۔ کیا اب چھوٹے بیٹے کا حق اس مکان میں بنتا ہے یا نہیں؟

السائل عبد العزیز، شاہی بازار، حیدرآباد، ۱۲/۹/۱۹۷۸ء

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: آدمی خواہ مرد ہو یا عورت اپنے مال کا مالک ہے، حالت صحت میں اپنا سارا مال ایک ہی لڑکے کو دے دے اور دوسروں کو کچھ نہ دے یہ کر سکتا ہے، دوسرے لڑکے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کر سکتے مگر ایسا کرنے میں گنہگار ہے۔ (بحر الرائق)۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۲/۹/۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۶/جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

ایک عورت نے اپنا مکان اپنے تین بیٹوں کے نام کیا اور چوتھے کو کچھ نہ دیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہندہ مرحومہ کی ملکیت ایک مکان تھا اور ہندہ کے چار بیٹے ہیں مگر ہندہ نے چند وجوہات کے سبب اپنے بڑے لڑکے کے علاوہ تین چھوٹے بیٹوں کے نام اپنی موت سے تین سال قبل مکان مذکورہ ہبہ کر دیا۔ اب مسماۃ مذکورہ موت کے چار ماہ بعد بڑے لڑکے نے اپنے حق کا مطالبہ کیا ہے اور اس کے فیصلے کے لئے کچھ لوگوں کو ثالث مقرر کیا ہے لہٰذا گزارش ہے کہ مندرجہ بالا حالات میں شرعی نقطۂ نظر سے فقہ حنفیہ کی روشنی میں وضاحت فرمائی جائے کہ تا کہ ثالثوں کو احسن طریقہ پر احکام شرعیہ کے مطابق فیصلہ کرنے میں رہنمائی حاصل ہو۔

فقط والسلام السائل حاجی غلام رسول، حاجی حکیم محمد، حیدرآباد، سندھ، مورخہ ۱۳/ستمبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** مرد خواہ عورت، اپنی زندگی (صحت) میں اپنے مال کا مالک ہوتا ہے اور اپنی ملکیت پر اسے اختیار کلی کہ جسے اور جتنا چاہے ہبہ و بخشش کر دے۔ مثلاً حالت صحت میں اپنا مال اپنی اولاد میں سے ایک لڑکے یا لڑکی کو بخش دے اور دوسروں کو کچھ نہ دے۔ یہ کر سکتا ہے دوسرے لڑکے اس پر کوئی مطالبہ نہیں کر سکتے اور سوال میں صاف صریح ہے کہ مسماۃ مذکورہ نے اپنی موت سے تین سال قبل اپنا مکان ہبہ کر دیا اور ہبہ نامہ میں مندرج ہے کہ اس مکان کا سٹی سروے میں داخل خارج بھی کرا دیا تو اب وہ مکان انہیں بیٹوں کی ملکیت ہے جنہیں ہبہ کیا گیا ہے۔ چوتھے بیٹے کو شرعاً کوئی حق نہیں اور نہ ہی اس کا مطالبہ شرعاً قابل تسلیم و لائق قبول۔ (بحر الرائق و بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹/شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، دو بیٹیاں، اور ۵ بھائی اور ایک بہن ہیں

سوال: قبلہ کونین کعبۂ دارین رہنماء دین و دنیا جناب مولانا مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: متوفی عبد السرور خان کی ایک بیوی اور دو لڑکیاں ہیں۔ ایک لڑکی شادی شدہ اپنے گھر بار کی ہے اور دوسری لڑکی نابالغ اپنی ماں کے پاس ہے۔ متوفی کے پانچ حقیقی بھائی اور ایک بہن

ہے۔متوفی کا چھوڑا ہوا اثاثہ شرعی طور سے کس طرح تقسیم ہوگا؟ اور کتنا کتنا حق ہوگا؟ براہ کرم تفصیلی طور سے مطلع فرمائیں۔
نوٹ۔متوفی کی بیوی کے دو بھائی اور پانچ حقیقی بہنیں ہیں اور ایک بیوی کی والدہ بھی ہے۔
فقط آپ کا تابعدار، عبدالجبار خان ولد عبدالستار، پنجرہ پول، حیدرآباد، مؤرخہ ۵ر اکتوبر ۱۹۷۸ء

۷۸۶ **الجواب:** صورت مستفسرہ میں متوفی کا کل مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور ثلث مال میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل ورثہ پر بطریق مذکورہ تقسیم ہوگا۔متوفی کے سالے اور سالیاں اور ساس کا اس سے کوئی تعلق نہیں سب محروم ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۲۴ر ۲۶۴

زوجہ	بنت	بنت	اخ	اخ	اخ	اخ	اخ	اخت
۳	۸	۸			۵			
۳۳	۸۸	۸۸	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۵

یعنی کل مال کے ۲۶۴ حصے کئے جائیں ان میں سے زوجہ کو ۳۳، ہر لڑکی کو ۸۸، ہر بھائی کو ۱۰ اور بہن کو ۵ حصے دے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ر ذی قعد ۱۳۹۸ھ

کسی کی زندگی میں کوئی شخص اس کا وارث نہیں ہوتا

سوال: جناب مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی اولاد زندگی میں جبراً پانچ ہزار روپیہ طلب کرتی ہے۔اگر نہ دیں تو زید کا بڑا لڑکا مار پیٹ کرتا ہے۔آیا! وہ اس طرح شرعاً اپنے حق لینے کا مجاز ہے یا نہیں؟ اور یہ طریقہ از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟ براہ کرم رہنمائی فرمائیں۔ فقط عبدالستار ولد عبدالغفور، ساکن مکھی باغ، اسلام آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** ہر شخص اپنی زندگی میں اپنے مال کا بالکلیہ مالک ہے اور اس میں اسے ہر طرح تصرف کا اختیار ہے۔ وارثوں کا حق تو مرنے کے بعد متعلق ہوتا ہے۔لہٰذا اس سے جبراً مطالبہ کرنا کسی طرح جائز نہیں اور اولاد کہ معاذ اللہ اپنے والدین پر ہاتھ اٹھائے بلکہ انہیں برا کہے بلکہ ایذا پہنچائے سخت نالائق اور ناخلف ہے۔مسلمان کے لئے قرآن کریم کا اتنا ہی حکم کافی کہ ''اپنے ماں باپ سے اف بھی نہ کرو اور نہ انہیں جھڑکو،،۔اب جو اس سے خلاف کرتا ہے اور اپنی ناشائستہ حرکتوں سے باز نہیں آتا خود ہی دوزخ کماتا ہے۔بہر حال وہ بالجبر اپنے باپ سے ایک روپیہ لینے کا حق نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

ترکہ میں حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے علاتی بھائی کا کوئی حصہ نہیں

سوال: جناب مکرمی و محترمی مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ میرے والد بزرگوار نے دو شادیاں کی تھیں۔

۲۔ پہلی بیوی سے صرف ایک لڑکا حیات ہے جب کہ والد صاحب دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔

۳۔ دوسری بیوی جو کہ میری والدہ ہیں۔ ان سے چار لڑکے ہیں۔

۴۔ میرے والد کے انتقال کے وقت ہم جملہ پانچ بھائی چار سگے، ایک سوتیلی ماں سے اور ایک بیوہ وارث رہے۔

۵۔ ہمارے والد بزرگوار کی جائیداد کو خانگی طور پر بٹوارا کر کے ہر بھائی کو حصہ دے دیا تھا۔

۶۔ ہمارے سب سے چھوٹے بھائی کا فروری ۱۹۷۴ء کا حادثے میں انتقال ہو گیا۔ اب اس کا جو شرعی حصہ ہے۔ اس میں ہمارے سوتیلے بھائی نے اپنا حصہ لینے کے لئے درخواست دی ہے۔ جب کہ ہمارے مولوی صاحب سے پوچھنے سے ظاہر ہوا ہے کہ جب ہماری والدہ حیات ہیں تو اس چھوٹے بھائی کا حصہ صرف ہم سگے بھائیوں کی والدہ کو ہی مل سکتا ہے اور سوتیلے بھائی کو اس میں سے کوئی حصہ نہیں مل سکتا۔

اب آپ اس بارے میں شرعی فیصلہ صادر فرمائیں کہ سوتیلا بھائی حصہ لینے کا حق دار ہے یا نہیں؟ فقط حاجی گل خان

۷۸۶ **الجواب:** حقیقی بھائیوں کے ہوتے ہوئے علاّتی بھائی (یعنی جو صرف باپ شریک ہے ماں جدا جدا ہیں) کو وراثت میں کوئی حصہ نہیں۔ ذوی الفروض جو صورت مسئولہ میں میّت کی والدہ ہیں ان کا حصہ ادا کرنے کے بعد باقی ماندہ میّت کے حقیقی بیٹے باہم برابر تقسیم کر لیں گے کہ یہی وارث ہیں۔ سراجی میں ہے ویسقط بنوا العلّات ایضا بالاخ لاب و ام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ر جمادی الاولی ۱۳۹۸ھ

ایک عورت کے وارثین میں شوہر، لڑکا، لڑکی اور والدین ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: مسماۃ زینب وفات کر گئی۔ اس نے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑے۔ والدین، شوہر، ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ ان کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ اور لڑکا لڑکی کس کو ملیں گے؟

فقط والسلام رضا محمد عباسی، مسجد مصری شاہ ٹنڈہ یوسف روڈ، حیدرآباد ۲ر ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسماۃ زینب کے انتقال کے بعد اس کے تمام متروکہ مال از قسم زیورات و پارچہ جات و جائیداد منقولہ و غیر منقولہ و رقوم میں سے اول اس کی تجہیز و تکفین میں صرف کرنے، اور ادائیگی دین و نفاذ وصیت در ثلث کے بعد تمام اموال کو ۳۶ سہام پر تقسیم کر کے زوج کو ۹، باپ کو ۶، ماں کو ۶ بیٹے کو ۱۰، اور بیٹی کو ۵ سہام دیے جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۳۶/۱۲

دختر	پسر	مادر	پدر	زوج
	۵	۲	۲	۳
۵	۱۰	۶	۶	۹

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

ایک شخص کے وارثین میں ۳ چچازاد بھائی، ۵ چچازاد بہنیں، اور ایک ماں شریک بھائی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص فوت ہوگیا ہے۔ اس کے اپنا کوئی سگا بہن بھائی نہیں ہے۔ چچازاد تین بھائی اور پانچ بہنیں ہیں اور ایک مادری بھائی ہے۔ جو دوسری قوم سے ہے۔ اس کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ اس کے مادری بھائی کو حصہ ملے گا یا نہیں؟ فقط حمید اللہ، غریب آباد نز دسیمنٹ فیکٹری، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائیگی جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث ۱۸ سہام پر منقسم ہو کر حسب ذیل طریقہ پر تقسیم کیا جائے گا۔ چچازاد بہنیں محروم رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۱۸/۶

عم زاد	عم زاد	عم زاد	برادر اخیافی
	۵		۱
۵	۵	۵	۳

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ۵ بیٹے، بیوی اور دو بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے والد صاحب مرحوم نے کل سولہ ہزار =/۱۶۰۰۰ روپے ترکہ چھوڑا ہے۔ پانچ بھائی، ایک والدہ اور دو بہنیں ہیں اور سب بالغ ہیں۔ تو ہر ایک کے حصے میں کتنے کتنے روپے آئیں گے؟

فقط محمد اسماعیل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض، و اجرائے وصیت در ثلث کے بعد، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸ / ۹۶

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۱				۷			
۱۲	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

یعنی سولہ ہزار روپے کے ۹۶ حصے کئے جائیں گے اس میں سے ۱۲ حصے متوفی کی زوجہ کو، ۱۴ حصے ہر بیٹے کو اور ۷ حصے ہر بیٹی کو دے جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۱۴ / ربیع الاول شریف ۱۳۹۸ھ

زندگی میں جس کو چاہے مال دے، جس کو چاہے نہ دے مگر! انصاف نہ کرنا گناہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مکان C:2264 جو کہ میرا اور ذاتی ہے جھورا مل گٹی حیدر آباد میں واقع ہے۔ (چھ دو کانوں اور چار مکانوں پر مشتمل ہے)۔

میری پہلی بیوی بشیر بیگم ہے اس کے پاس دو لڑکے مظہر الغنی اور عبد الغنی اور ایک لڑکی زیب النساء (شادی شدہ) رہتے ہیں۔ پینتالیس سال ہوئے بشیر بیگم حیدر آباد دکن میں میرے گھر سے بلا اجازت چلی گئی تھی۔ بلا اجازت جانے کی وجہ سے مہر واجب الادا نہیں رہتا۔ اس لئے اس کو مہر نہیں مل سکتا۔ یہ دونوں لڑکے پڑھنا نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے تقریباً پچیس سال سے اپنی ماں کے پاس چلے گئے ہیں اس کے بعد آکر کبھی نہیں ملے اور نہ ہی ہم لوگوں کی کوئی خبر لی۔ ان پچیس سالوں میں کبھی ایک پیسہ نہیں دیا۔ پانچ سالوں سے میں فالج سے صاحبِ فراش ہوں تین مہینے ہوئے یہ دونوں لڑکے آئے اور ان نافرمان لڑکوں نے میرے پاس اوپر آنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ مکان کے ترکہ کا حصہ لینے آئے تھے۔

میری دوسری بیوی زلیخا بیگم (مرحومہ) ہے جس کا ایک بیٹا مقبول الغنی اور ایک بیٹی قمر النساء (شادی شدہ) ہے یہ لڑکا بھی نہ پڑھنے کی وجہ سے تقریباً پندرہ سال سے گھر سے چلا گیا ہے۔ اس نے بھی میری یا اپنی سوتیلی ماں کی کوئی خدمت نہیں کی اور نہ کبھی ایک پیسہ دیا۔ اسی دوران میں میری آنکھوں میں موتیا بند ہو گیا۔ تقریباً ڈیڑھ سال ہوئے مقبول الغنی آیا تو اس کی سوتیلی ماں فریدہ بیگم نے اس سے کہا کہ اب تو یہ کسی کو پہچانتے بھی نہیں ہیں۔ تم تینوں بھائی مل کر آپریشن کرا دو تا کہ یہ کلام اللہ ہی پڑھ لیا کریں۔ بلا کچھ کہے وہ اٹھ کر چلا گیا آج تک واپس نہیں آیا۔ پھر میں نے اپنے سالے مجید بھائی سے کہا جو میری حالیہ بیوی فریدہ بیگم کے بھائی ہیں تو انہوں نے خود گیارہ سو روپے کا خرچہ کر کے راجپوتانہ ہاسپٹل میں میری آنکھ بنوا دی۔

میری تیسری بیوی فریدہ بیگم ہے ان کے چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ یہ سب میرے ساتھ ہی رہتے ہیں۔ ماں اور بچوں نے میری تیمارداری میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی ہے۔ اس مکان کے بنانے میں ان ہی سات بچوں نے مدد کی ہے۔

سڑک پر سے ریت، اینٹیں اوپر کر لے جانا۔ تعمیر پر پانی ڈالنا اور گارا وغیرہ بنانا۔ فریدہ بیگم اور بچیوں کا زیور بیچ کر زمین خریدی گئی ہے۔ جس کا وزن تراسی تولہ نو ماشے ہے۔ نو ہزار =/۹۰۰۰ روپے میں فروخت کیا اور فریدہ بیگم نے مجھ سے وعدہ لیا ہے کہ بینکوں کی رقم کی ادائیگی کے بعد اتنی ہی مقدار میں سونا خرید کر زیور بنا دیا جائے گا۔ اس مکان کی قیمت =/۷۵۰۰۰ روپے کے لگ بھگ ہے اگر ان بچوں کی محنت کا اندازہ لگا لیا جائے تو اس کی قیمت ایک لاکھ ہو جاتی ہے۔ اب اسی مکان کی آمدنی پر گھر کے کھانے پینے کا دارومدار ہے کیوں کہ میں معذور ہو گیا ہوں۔

اب مظہر الغنی، عبد الغنی اور مقبول الغنی کبھی کبھی آتے ہیں۔ باہر سے کہہ کر چلے جاتے ہیں کہ بڈھے کو مر جانے دو پھر ہم مکان پر قبضہ کر لیں گے۔ جو بچے میرے ساتھ رہتے ہیں انہیں بڑی تشویش ہے کہ یہ تمہارے بعد ہمارا کیا حشر کریں گے۔

اب جائیداد پر قرضہ۔

مکانوں اور دو کانوں کا ڈیپازٹ	۲۰۰۰۰
قرضہ بینک	۲۵۰۰۰
لڑکیوں کی شادی	۱۵۰۰۰
ماں کی حسن خدمت کا صلہ	۲۰۰۰۰
بقیہ مکان کی تعمیر جو رہ گئی ہے	۵۰۰۰
زیور تراسی تولہ نو ماشہ پچھلی قیمت	۹۰۰۰
ٹوٹل	۹۴۰۰۰

۱۔ بشیر بیگم جو پینتالیس سال ہوئے گھر سے بلا اجازت چلی گئی تھی۔ از روئے شریعت مہر واجب الادا ہوتا ہے یا نہیں؟

۲۔ مظہر الغنی، عبد الغنی اور مقبول الغنی ان نافرمان اور نافرض شناس لڑکوں کو از روئے شریعت ترکہ ملنا چاہئے یا نہیں؟

فقط السائل ڈاکٹر شمس الدین

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔ عورت کا مہر تو نفس عقدِ صرف نکاح سے واجب ہو جاتا ہے اور وطی یا خلوت صحیحہ یا زوجین میں سے کسی کے انتقال پر، مؤکد و مقرر ہو جاتا ہے کہ اب شوہر کی جانب سے کل یا جز کی ادائیگی یا عورت کی جانب سے معافی کے بغیر ہرگز ساقط نہ ہوگا اگر چہ عورت معاذ اللہ، فسق و فجور میں مبتلا ہوا گر چہ معاذ اللہ وہ مرتد ہو جائے۔ (درمختار و بدائع و فتاوی رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مورث کے انتقال کے بعد، اس کی اولاد خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں اور دوسرے ورثہ اس کے مال متروکہ میں ضرور اپنا حصہ مقرر پاتے ہیں اگر چہ اولاد زندگی بھر، نافرمان رہی اگر چہ باپ انہیں عاق کر دے ہاں اپنی زندگی میں آدمی اپنے مال کا کامل مختار ہے جس کو اور جتنا چاہے اور جب چاہے بخش دے اور اس کے قبضہ میں دے دے مگر بلا وجہ شرعی ایسا کرنا نہ چاہئے ورنہ آخرت میں مواخذہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۹۸ھ

کسی کے مرنے کے بعد اس کے فعل کے جائز یا ناجائز کے بارے میں سوال بیجا ہے، وہ جانے اور اس کا ربِ کریم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مکان واقعہ چندی رحمانی گلی شاہی بازار حیدرآباد، ہماری والدہ مسماۃ بشیراً بیوہ عبد الغنی کے نام پر درج ہے اور والدہ نے یہ مکان تینوں بیٹوں کے نام پر منتقل کر دیا اور مجھے محروم کر دیا۔ یہ مکان والدہ کے ذاتی مال سے خریدا ہوا نہیں ہے بلکہ والد عبد الغنی صاحب کا ترکہ ہے۔ اس کے علاوہ میں نے کمایا تھا جو کہ میں نے اپنی والدہ کو دیا تھا کیوں کہ اس وقت میرے تینوں بھائی چھوٹے تھے لہٰذا میں نے ہی اپنی والدہ اور بھائیوں کی کفالت کی اور ان کی تعلیم وغیرہ کا سارا خرچ میں نے کیا۔

لہٰذا مکان میں میرا حصہ میرے بھائیوں کے حصص کے مساوی یا نہ ہے اور مکان کے علاوہ والدہ نے زیورات پارچہ جات چھوڑا ہے جو کہ میرے والد مرحوم کا ترکہ ہے۔

جس میں برابر کا شریک ہونے کا حق دار ہوں۔ اس کے علاوہ والدہ کی تجہیز و تکفین میں چاروں بھائی برابر کے شریک تھے۔

لہٰذا از روئے شریعت ہمیں یہ بتایا جائے کہ والدہ کا یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟ اور اس جائیداد اور زیورات پارچہ جات میں کس کس کا حصہ کتنا کتنا بنتا ہے؟

عبد الغنی (مرحوم)

بشیراً (مرحومہ) زوجہ عبد الغنی

عبد الصمد   عبد السلام   عبد العزیز   عبد الرزاق

عبد الصمد ولد عبد الغنی، شاہی بازار حیدرآباد، سندھ

۷۸۲ **الجواب:** سوال سے ظاہر ہے کہ وہ مکان مسماۃ بشیراً کے نام درج ہے۔ تو یہ مکان مسماۃ بشیراً کی ملک ٹھہرا اور انہیں اپنی ملک پر تصرف کا پورا اختیار ہے جسے چاہیں بخش دیں دوسروں کو کسی مطالبہ کا حق نہیں۔ البتہ زیورات اور پارچہ جات اور اس مکان کے علاوہ دوسرا تمام مال متروکہ تمام بھائیوں میں مساوی تقسیم ہوگا۔ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض، تقسیم پر مقدم ہے۔ جس نے خرچ کیا وہ اس مال متروکہ سے وصول کر سکتا ہے۔ والد کے انتقال کے بعد ان کے کسی فعل کے جائز یا ناجائز ہونے کا سوال بے جا ہے۔ وہ جانے اور ان کا رب کریم۔ (اس معاملہ سے متعلق پہلے بھی دو فتوے جاری کیے جا چکے ہیں)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۱۴ شوال المکرم ۱۳۹۸ ھ

دوسری شادی وراثت سے محروم نہ کرے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی زید کا انتقال ہو چکا ہے۔ اس کے ایک لڑکی ہے اور بیوی ہے۔

بیوی نے دوسرا نکاح کرلیا ہے۔ مرحوم کے چار بھائی ہیں اور ایک شادی شدہ بہن ہے۔ اب اس کے ترکہ میں شرع محمدی کے مطابق حصوں کی کس طرح تقسیم ہوگی۔

زید مرحوم

بنت	زوجہ	اخ	اخ	اخ	اخ	اخت
حیات	دوسری شادی کرلی ہے	حیات	حیات	حیات	حیات	حیات

جواب سے عنایت فرمائیں۔ محمد اسماعیل بلوچ، ہوم اسٹیڈ ہال، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئول عنہا میں متوفی کا کل مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ، بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸/ ۷۲

بنت	زوجہ	اخ	اخ	اخ	اخ	اخت
۴	۱		۳			
۳۶	۹	۶	۶	۶	۶	۳

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸؍ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

باپ کی میراث میں بیٹی کا حصہ ہوتا ہے، اگر نہ دیا جائے تو ان سے وصول کیا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

ا۔ زید کے ورثا میں پانچ بیٹے اور ایک بیٹی ہندہ ہے۔ زید کے ترکہ میں سے پانچوں بیٹوں اور بیٹی ہندہ کو کتنا کتنا حصہ تقسیم ہونا چاہئے؟

۲۔ زید کے بیٹوں نے زید کا مال آپس میں تقسیم کرلیا ہے اور اپنی بہن ہندہ کو حصے سے محروم رکھا ہے۔ حتی کے ہندہ کا انتقال ہوگیا۔ صورت مذکورہ میں بہن ہندہ کا حق نہ دینے والوں پر شرعاً کیا حکم ہے؟

۳۔ زید کی بیٹی ہندہ کے ورثاء میں صرف ایک لڑکا ہے۔ آیا! کیا مرحومہ ہندہ کا بیٹا اپنی ماں کا حق حاصل کرنے کے لئے اپنے ماموں یا ان کی اولاد پر دعویٰ کرسکتا ہے؟ فتوے کا طالب، فصیح الدین

۷۸۶ الجواب: صورت مسئول عنہا میں متوفی کا کل مال متروکہ، تمام حقوق کی ادائیگی مثل تجہیز و تکفین وادائیگی قرض و اجرائے وصیت در ثلث کے بعد، اس طرح تقسیم ہوگا کہ ہر بیٹے کو بیٹی سے دوگنا ملے۔ ھکذا

میت مسئلہ ۱۱

ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
۲	۲	۲	۲	۲	۱

یعنی کل مال متروکہ کے ۱۱ حصّے کریں۔ ہر بیٹے کو ۲، اور بیٹی کو ایک حصّہ دیں اور اب کہ بیٹی کا انتقال ہو چکا اس کا حصّہ یعنی کل مال متروکہ کا گیارہواں حصّہ، اس کی اولاد کو دیا جائے گا۔ یہ اس کی اولاد کا حق ہے یعنی بیٹے کا، وہ اپنا حق جس طرح چاہے، ان غاصبوں سے وصول کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الاخری ۱۳۹۹ھ

دو آدمیوں نے مل کر ایک مکان خریدا تو دونوں کا ترکہ الگ الگ تقسیم ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: جمن اور محمد نے مل کر ایک مکان خریدا۔ جمن وفات کر گیا۔ اپنے پیچھے صرف دو بھانجے اور ایک بھانجی چھوڑ گیا۔ بعدہ دو بھانجے گزر گئے۔ اب صرف ایک بھانجی زندہ ہے اور محمد بھی وفات پا گیا۔ اس کی اولاد موجود ہے یعنی تین لڑکے اور ایک لڑکی۔ ان افراد میں ملکیت کا کون کون مستحق ہوگا؟ اور ملکیت کس طرح تقسیم ہوگی؟ السائل غلام حسین، ٹنڈو طیب، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** سائل یہ بتائے کہ جمن اور محمد کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟ خریداری میں کس نے کتنی رقم ادا کی؟ جمن کے دور کے رشتہ داروں میں کوئی مرد موجود ہے یا نہیں؟ ان جوابات کے آنے پر مسئلہ کا جواب دیا جائے گا۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۷۸۶ **الجواب:** سائل نے بتایا کہ محمد جمن کا خالہ زاد بھائی اور سالا تھا اور خریداری کے وقت آدھی آدھی رقم دی گئی اور جمن کے دور کے رشتہ داروں میں کوئی موجود نہیں ہے۔

صورت مسئولہ میں جائیداد کے دو حصّے کیے جائیں۔ ایک جمن کے ورثہ، یعنی ۲ بھانجوں اور ایک بھانجی کا اور جب کہ دونوں بھانجے انتقال کر گئے تو جمن کے حصّہ کی تنہا مالک اس کی بھانجی ہوئی۔ محمد کا اس میں کوئی حصّہ نہیں۔ البتہ محمد کے انتقال کے بعد اس کا حصّہ اس کے ورثہ یعنی تین لڑکے اور ایک لڑکی کو دیا جائے گا یعنی محمد کے مال متروکہ کے سات حصّے کیے جائیں گے ان میں سے ہر لڑکے کو ۲، اور ہر لڑکی کو ایک حصّہ ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بہن اور نواسے نواسیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے ماموں حاجی عثمان خان کا انتقال قریب ایک سال قبل ہو گیا ہے اور مرحوم نے اپنے وارثوں میں مندرجہ ذیل ورثہ چھوڑے ہیں۔ ایک حقیقی بہن، ان کی بیوی کا انتقال مرحوم کے انتقال سے دو

سال قبل پہلے ہو چکا تھا، ۳۔ مرحوم کی ایک لڑکی تھی جس کا انتقال مرحوم سے چار سال قبل ہو چکا تھا۔
اور مرحوم کی لڑکی کے ۲ لڑکے اور ۳ لڑکیاں موجود ہیں اور قریبی کوئی وارث موجود نہیں ہے۔ صرف ایک ہمشیرہ ہے۔ لہٰذا آپ سے التماس ہے کہ آپ اس مسئلہ کو قرآن و حدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

شجرہ نسب

سعد اللہ خان

حسن خان

فیروز خان

عبد اللہ خان	الطاف خان
نجابت خان	سلمان خان
چھوٹے خان	حاجی عثمان خان مرحوم
مرحوم	ایک بہن (حیات ہے)

فقط السائل مراد خان ولد بشارت خان

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ متوفی کا کوئی اور وارث سوائے حقیقی ہمشیرہ کے موجود نہیں ہے تو اس کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض، و نفاذ وصیت در ثلث کے بعد، اس کی حقیقی ہمشیرہ کی ملکیت قرار پائے گا۔ نواسے اور نواسی کا اس میں کوئی حق نہیں۔ ہاں اگر عثمان خان متوفی کے انتقال کے بعد عبد اللہ خان کی اولاد نرینہ میں کوئی مرد موجود تھا تو اس صورت میں ہمشیرہ صرف نصف کی حقدار ہے باقی نصف عصبات کا ہے بشرطیکہ وہ عثمان خان کی موت کے وقت زندہ ہو۔

واللہ تعالٰی اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

ایک عورت کے ورثاء میں شوہر، بھائی، علاتی بھائی اور والدہ ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ پاندھی کا انتقال ہوگیا۔ مسماۃ پاندھی نے مرنے کے بعد چار ورثاء چھوڑے ہیں۔ ۱۔ خاوند، ۲۔ بھائی، ۳۔ باپ کی طرف سے ایک بھائی، ۴۔ والدہ۔
مندرجہ بالا ورثاء کے علاوہ کوئی وارث نہیں ہے۔ لہٰذا فقہ حنفی کے مطابق مرحومہ مسماۃ پاندھی کی ملکیت سے ورثاء کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ السائل محمد سلطان، ضلع سانگھڑ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسماۃ پاندھی کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ برادر حقیقی کے سامنے علاتی بھائی محروم رہتا ہے۔

میت مسئلہ ۲

زوج	والدہ	برادر حقیقی	برادر علاتی
۳	۱	۲	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رصفر المظفر ۱۳۹۹ھ

میت کے وارث وہ لوگ ہوں گے جو اس کی موت کے وقت زندہ ہوں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے بھائی محمد اسماعیل ولد محمد حسین میرے والد محمد حسین کی حیات میں انتقال کر گئے۔ محمد اسماعیل کے دو لڑکے ہیں اور ایک بیوہ، اب محمد حسین کا انتقال ہو گیا۔ ہم اور چار بھائی موجود ہیں۔ اب محمد حسین کی جائیداد میں محمد اسماعیل کے دو لڑکے اور بیوہ کا کتنا کتنا حصہ بنے گا؟

فقط السائل اسلام الدین ولد محمد حسین، سرے گھاٹ، مدینہ مسجد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** میت کے وارث وہ لوگ ہوتے ہیں جو اس کی موت کے وقت زندہ ہوں۔ چنانچہ محمد اسماعیل کا انتقال جب کہ اپنے والد کی حیات میں ہو چکا تو اس کا یا اس کی بیوہ کا محمد حسین مرحوم کی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں اور بیٹوں کی موجودگی میں پوتے محروم رہتے ہیں لہٰذا مال متروکہ محمد حسین میں، ان کے چاروں بیٹے شریک ہیں اور جب کہ کوئی اور وارث نہیں تو صرف یہی چاروں حقدار ہیں۔ کسی اور کا میں کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ رذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیٹیاں اور بیٹا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ غلام فاطمہ بیوہ شیرن فوت ہو گئی ہے۔ اس کے ورثاء میں ایک لڑکا غلام رسول اور دو لڑکیاں مسماۃ غلام جنت و مسماۃ قائماں زندہ موجود ہیں۔ ایک لڑکی مسماۃ عزت اپنی والدہ غلام فاطمہ کی زندگی میں فوت ہو گئی تھی۔ جس کی دو لڑکیاں عائشہ اور امیراں زندہ ہیں۔ ترکہ مسماۃ غلام فاطمہ کس طرح تقسیم ہو گا؟ غلام فاطمہ کو یہ زمین شیرن خاوند کے مال سے ترکہ سے ملی۔

غلام فاطمہ بیوہ شیرن

غلام رسول (حیات)	غلام جنت (حیات)	قائماں (حیات)	عزت (مرحومہ)
			عائشہ امیراں

فقط السائل، بشیر احمد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ، تمام حقوق کی ادائیگی کے بعد، صرف اس کے لڑکے غلام

رسول، اور اس کی موجودہ دولڑکیوں، غلام جنت اور قائماں میں تقسیم ہوگی۔ مسماۃ عزت کا انتقال چونکہ اپنی والدہ کی زندگی میں ہو چکا تھا اس لئے اس کی لڑکیاں عائشہ وامیراں محروم رہیں گی۔ تمام مال کے ۴ حصّے کئے جائیں گے۔ ۲ حصّے غلام رسول اور ایک ایک حصّہ غلام جنت اور قائماں کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۴

پسر	دختر	دختر	دختر متوفاہ
۲	۱	۱	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۱ رذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بھائی اور بیوی ہیں۔ ایک عورت کے ورثاء میں اس کا بھتیجا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زید کا انتقال ہو چکا ہے۔ زید کے ورثاء میں صرف زید کی بیوہ ہندہ اور زید کے دو بھائی ہیں۔ ہندہ اور زید کے دونوں بھائیوں کو زید کے ترکہ میں سے کتنا کتنا حصّہ تقسیم ہوگا؟

۲۔ ہندہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ ہندہ کے ورثاء میں صرف ہندہ کے بھائی کا لڑکا بکر ہے۔ کیا ہندہ کے ترکہ کا کل مال بکر کا ہوگا؟ شریعت مطہرہ کے مطابق فیصلہ فرمادیں۔ فقط السائل سمیع الدین صدیقی، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں تجہیز و تکفین وادئیگی قرض واجرائے وصیت در ثلث کے بعد، زید کے تمام مال متروکہ سے تمام مال کا چوتھائی، زید کی بیوی کا ہے اور باقی ۳/۴ دونوں بھائیوں کا ہے۔ جسے یہ برابر برابر باہم تقسیم کرلیں۔ واللہ اعلم

۲۔ ہندہ کے انتقال کے بعد اس کے ورثہ میں سے نہ کوئی ذوی الفروض میں ہے نہ عصبات میں کوئی اور تو بے شک اس کا بھتیجا اس کے تمام مال کا وارث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بھائی اور بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے ان کی جائیداد میں ورثاء کے بارے میں معلوم کرنا ہے۔

۱۔ میرے والد کے دو حقیقی بھائی زندہ ہیں۔

۲۔ ایک بھائی جن کا انتقال میرے والد صاحب کے انتقال کے دو سال پہلے ہو چکا تھا۔

۳۔ میرے والد کے حقیقی بھائی یعنی میرے چچا جائیداد میں سے اپنا حصّہ میرے حق میں دینے کو تیار ہیں مگر مرحوم چچا کے لڑکے اعتراض کر رہے ہیں کہ ہمارا بھی حصّہ بنتا ہے۔ مہربانی فرما کر اس مسئلہ کے بارے میں فیصلہ عنایت فرمائیں۔

عبدالشکور

بنت	اخ متوفی	اخ	اخ
رابعہ	عبدالستار مرحوم	منصب داد	نثار احمد
	ابن، ابن	بنت، بنت	

فقط مسماۃ رابعہ بیگم بنت عبدالشکور خان (مرحوم)

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی عبدالشکور کا تمام مال متروکہ، متوفی کی بیٹی رابعہ اور اس کے انتقال کے وقت موجود زندہ دونوں بھائیوں میں، بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز وتکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت درثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ متوفی کے انتقال سے قبل فوت ہونے والے بھائی کی اولاد کا اس مال متروکہ میں کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲/۴

بیٹی	بھائی	بھائی	مرحوم بھائی کی اولاد
۲	۱	۱	محروم

یعنی کل مال کے چار حصے کریں۔ ۲ بیٹی کو، اور ایک ایک ہر بھائی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں پانچ لڑکیاں اور نواسے اور پوتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مندرجہ ذیل لوگوں میں سے کون کون صحیح صحیح حقدار ہیں اور کتنا کتنا حصہ میں آتا ہے؟ میرے نانا کی وفات کے بعد مندرجہ ذیل لوگ وارث ہیں۔

۱۔ پانچ لڑکیاں موجود ہیں۔

۲۔ ایک لڑکا موجود ہے اور ایک لڑکے کا انتقال والد کے انتقال کے بعد ہوا جس کا بیٹا یعنی مرحوم کا پوتا موجود ہے۔

۳۔ ایک لڑکی اولاد میں موجود ہے۔ فقط محمد یوسف خان ولد احمد خان، ڈتل شاہ کا پڑ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** بیٹی کی موجودگی میں نواسیاں اور بیٹے کی موجودگی میں میت کے پوتے محروم رہتے ہیں۔ صورت مسئولہ میں میت کا تمام، مال متروکہ تجہیز وتکفین اور ادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے موجود ورثہ میں جو سائل کی تحریر کے بموجب پانچ لڑکیاں اور دو لڑکوں پر مشتمل ہیں تقسیم کر دیا جائے گا۔ یوں کہ تمام مال متروکہ کے نو حصے کریں۔ دو دو حصے لڑکوں کو اور ایک ایک حصہ ہر لڑکی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مرحوم لڑکے کا حصہ البتہ اس کا بیٹا اور دوسرے ورثہ پائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۹

پسر	پسر	دختر	دختر	دختر	دختر	دختر
۲	۲	۱	۱	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ر محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں اس کی بیٹی اور نواسے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: متوفی اللہ بندہ کا انتقال ہوگیا اور اس کی ایک بیٹی موجود ہے اور دوسری بیٹی متوفی کے انتقال سے ۲۰ سال قبل، ایک بیٹا اور دو بیٹیاں چھوڑ کر انتقال کر چکی ہے۔ جب کہ متوفی کی ایک بیٹی موجود ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ آیا! متوفی کی بیٹی کی موجودگی میں دوسری مرحوم بیٹی کے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں کا متوفی کی وراثت میں حصہ لیں گے یا نہیں؟ وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ فقط السائلہ مسماۃ جنت دختر اللہ بندہ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ متوفی کا کوئی وارث سوائے ایک لڑکی کے نہ ذوی الفروض مثل باپ و ماں وغیرہ میں کوئی ہے نہ عصبات میں مثل بیٹا پوتا یا اس کی نرینہ اولاد وغیرہ۔ تو تمام مال متروکہ کی وارث تنہا اس کی موجودہ لڑکی ہے۔ مرنے والی لڑکی کا حق اس کی موت نے ساقط کر دیا اور بیٹی کے ہوتے ہوئے نواسے نواسی وارث نہیں ہوتے تو یہ لڑکی آپ ہی تمام مال پائے گی۔ البتہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور وصیت کا اجراء تہائی مال میں، اس پر مقدم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ر رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

ترکہ میں بالغ یا نابالغ، شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، سب کو برابر حصہ ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی وفات کے بعد زید کے لواحقین میں پہلی زوجہ سے دو لڑکے اور ایک لڑکی اور دوسری زوجہ سے صرف ایک لڑکا ہے۔ زید کی دونوں بیویاں پہلے ہی فوت ہو چکی ہیں۔ دوسری بیوی کا لڑکا اپنے بھائی کے زیر کفالت ہے۔ زید کی پہلی بیوی کے تینوں بچے شادی شدہ ہیں۔ اس صورت میں یہ مستحقین کتنے کتنے مال متروکہ کے حقدار ہوں گے؟ براہ کرم ہر ایک کا حصہ مقرر کر دیں۔ شکریہ فقط السائل صغیر احمد، حالی روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اگر زید کے ورثہ میں اس کی اولاد کے علاوہ، ماں باپ یا بیوی موجود نہیں تو زید کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادیگی قرض اور تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد، اس کے بیٹوں اور بیٹی میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ ہر بیٹے کو بیٹی سے دو گناہ ملے۔ خواہ یہ اولاد ایک بیوی سے یا دو تین سے، خواہ بالغ ہو یا نابالغ۔ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔ حق ان ہی بیٹے بیٹی کا ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں کل مال کے ۷ حصے کریں ان میں سے ۲ حصے ہر بیٹے کو اور باقی ایک حصہ ہر بیٹی کو دیں۔ ھٰکذا

میت مسئلہ ۷

ابن	ابن	ابن	بنت
۲	۲	۲	۱

واللہ تعالیٰ اعلم　　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۷ رر جب المرجب ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیویاں، سوتیلی ماں، سوتیلا بھائی، دو حقیقی بہنیں، پانچ لڑکیاں، ممانی، پھوپھی، بھتیجا ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے مندرجہ ذیل ورثہ چھوڑے ہیں۔
۱۔ بیوی، ۲۔ بیوی، ۳۔ سوتیلی ماں، ۴۔ سوتیلا بھائی (باپ کی طرف سے)، ۵۔ سوتیلی بہن، ۶۔ دو حقیقی بہنیں، ۷۔ پانچ لڑکیاں، ۸۔ ایک ممانی، ۹۔ ایک پھوپھی، ۱۰۔ حقیقی بھتیجا۔ ان میں وراثت کس طرح سے تقسیم ہوگی؟

السائل، متو خان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت درثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ ان ورثہ کے علاوہ باقی لوگ محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲۴/۴۸/۲۴۰

زوجہ	زوجہ	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	اخت حقیقی	اخت حقیقی
				۱۶				
۳(دوآنہ)				(۱۰آنہ ۸پائی)			۵(۳آنہ ۴پائی)	
۳				۳۲			۱۰	
۱۵	۱۵	۳۲	۳۲	۳۲	۳۲	۳۲	۲۵	۲۵

واللہ تعالیٰ اعلم　　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۹ رر جب المرجب ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیٹا اور بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید اور اس کی بیوی دونوں کا انتقال ہو چکا ہے۔ جس کے پس ماندگان میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ زید نے کوئی رہائشی جائیداد نہیں چھوڑی ہے البتہ کچھ زیور چھوڑ گیا۔ چھوڑے ہوئے زیور میں کتنا حصہ لڑکے کا اور کتنا حصہ لڑکی کا ہوگا؟ شرع شریف کی رو سے تشریح فرمائی جائے تاکہ وقت ضرورت کام آئے۔

نیاز مند، احمد اشرفی، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ زید اور اس کی بیوی کا کوئی اور وارث ماں باپ وغیرہ نہیں ہیں، ان کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض و اجرائے وصیت کے بعد ان کے بیٹے اور بیٹی میں یوں تقسیم ہوگا کہ بیٹے کو بیٹی سے دونا ملے گا یعنی مال کے تین حصے کرلیں، ۲ حصے بیٹے کو اور ایک حصہ بیٹی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۳

ابن	بنت
۲	۱

واللہ تعالیٰ اعلم — العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۸؍ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ

ایک عورت کے ورثاء میں بھائی، باپ، شوہر، نانا، ساس، سسر ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسماۃ ارباب خاتون کا انتقال ہوا اور اس نے حسب ذیل ورثاء چھوڑے ہیں۔ ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

مسلم سنّی عورت ارباب خاتون۔ شادی شدہ، لا اولاد۔ انتقال کے وقت جائیداد=/۱۰۰ پیسے

مسماۃ ارباب خاتون

دادا	دادی	بھائی	سسر	ساس	نانا	نانا کی بیوی۔۱	نانا کی بیوی۔۲	خاوند	باپ	ماں
فوت شدہ	حیات	حیات	حیات	حیات	حیات	حیات	حیات	حیات	حیات	فوت شدہ
						سوتیلی نانی	سوتیلی نانی			

السائل، محمد مستو خان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں میّت کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد صرف اس کے شوہر اور باپ کو ملے گا۔ اس کا بھائی، نانا، ساس، سسر، وغیرہ سب محروم رہیں گے۔ کل مال کے دو حصے کریں ایک زوج کو دیں اور دوسرا اس کے باپ کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۲

زوج	باپ	بھائی	نانا	سسر	ساس
۱	۱	محروم	محروم	محروم	محروم
۸ آنہ	۸ آنہ=ایک روپیہ				

واللہ تعالیٰ اعلم — العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۱۱؍ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ

ایک عورت کے ورثاء میں باپ، خاوند، بیٹا، بیٹی، بھائی اور بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسماۃ مہناز کا انتقال ہوا۔ جس کے وارثین درج ذیل ہیں۔ جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ باپ، خاوند، بیٹا، بیٹی، بھائی ۲، بہنیں ۳۔ ازراہ کرم حکم شرع سے مطلع فرمائیں۔

السائل محمد مستو خان، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض واجرائے وصیت در ثلث کے بعد اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ بہن بھائی محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۱۲/۳۶

زوج	اب	ابن	بنت	اخ ۲	اخت ۳
۳	۲		۷	محروم	محروم
۹	۶	۱۴	۷		

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵/ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

ایک عورت کے ورثاء میں خاوند، باپ، بیٹا، بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسماۃ بھاوا کا انتقال ہوا۔ اس کے ورثہ میں مال کس طرح تقسیم ہوگا؟ خاوند، باپ، بیٹا ایک، بیٹی تین۔ احکام شرعی سے مطلع فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

السائل محمد مستو خان، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ، تجہیز وتکفین، وادائیگی قرض اور تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد، اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال کے ۶۰ حصے کریں، ان میں سے ۱۵ شوہر کو، ۱۰ باپ کو، ۱۴ بیٹے کو اور ۷ ہر لڑکی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۱۲/۶۰

زوج	اب	ابن	بنت	بنت	بنت
۳	۲			۷	
۱۵	۱۰	۱۴	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷/ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ۳ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد والدہ دونوں فوت ہو چکے ہیں اور ہم تین بھائی اور تین بہنیں ہیں۔

جس میں تینوں ہمشیران کا عقد والد صاحب نے کرا دیا تھا اور ہم تین بھائیوں میں سے دو کی شادی ہو گئی۔ صرف ایک بھائی چھوٹا رہ گیا ہے۔ جس کی شادی نہیں ہوئی اور والد وفات پا گئے۔ والد صاحب مرحوم کی چھوڑی ہوئی جائیداد پلاٹ کی شکل میں ہے جو -/۲۱۵۰۰ میں فروخت کی گئی ہے۔

عالیجناب سے استدعا ہے کہ آپ شرعی رو سے ترکہ بہن بھائی اور غیر شادی شدہ بھائی کا تفصیل سے تحریر فرمائیں۔ تا کہ شرعی مسئلہ کے تحت تقسیم ہو سکے۔ • خادم دولہا حسن، لطیف آباد یونٹ ۱۱، نزد جامع مسجد ربانی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد، تمام ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی ہر بھائی کو ۹ حصوں میں سے دو حصے اور ہر بہن کو ایک۔

میّت مسئلہ ۹

ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۲	۲	۲	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷/ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۴ بھائی، ۳ بہنیں، والدہ، بھانجی اور بھتیجیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: متوفی زید بے اولاد فوت ہوا اور حسب ذیل ورثہ چھوڑے ہیں۔

۱۔ بیوہ، ۲۔ برادران، چار، ۳۔ ہمشیرہ، تین، ۴۔ والدہ۔ (والدہ مرحومہ کا انتقال متوفی کے انتقال کے ۲ سال بعد ہوا)، ۵۔ ایک بھانجی کو متوفی نے اپنے پاس رکھ کر پالا اور شادی وغیرہ کی۔ ۶۔ اسی طرح دو بھتیجیوں کی پرورش بھی کر رہے تھے۔

تفصیل مال متروکہ

۱۔ برف کا کارخانہ جس میں مرحوم کا ۳/ا حصہ ہے۔ جس کو مرحوم نے اپنی بیوہ کے تاحیات اخراجات کے لئے مختص کر دیا تھا۔ ۲۔ ٹرک جن کی فروختگی کے بعد، رقم حاصل ہوئی۔ ۳۔ ایک مکان۔ ۴۔ طلائی نقرئی زیورات جو کہ بیوہ کے پاس استعمال میں ہیں۔ ۵۔ وہ رقم جو کہ مرحوم نے بیوہ کو جمع کرنے کے لئے دی یا گھریلو اخراجات کے بعد بیوہ نے بچا کر رکھی۔ جس کی تعداد کا کوئی علم نہیں ہے۔ (دوسروں کو) ۶۔ ایک پلاٹ واقع کراچی۔ ۷۔ مرحوم پر کوئی قرض واجب الادا نہیں ہے۔

برائے مہربانی فقہ حنفی کی روشنی میں فتویٰ صادر فرما کر ممنون فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

ورثاء چاہتے ہیں کہ مرحوم اور مرحوم کی والدہ جن کا انتقال مرحوم کے انتقال کے بعد ہوا ان کی طرف سے حج بدل

کرادیا جائے۔ تو کیا ترکہ تقسیم کرنے سے قبل حج کے اخراجات کے لئے متروکہ رقم میں سے اخراجات لئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ حج کے لئے مرحوم یا مرحومہ کی کوئی وصیت یا خواہش نہیں تھی اور نہ ہی مرحومہ پر حج فرض تھا۔

فقط السائل سید اختیار علی، سید منزل، ٹنڈوالہ یار، ۲۹/۵/۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ وقیمتی پارچہ جات وزیورات و دیگر نقد رقوم، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض واجرائے وصیت در ثلث کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۱۲/۱۳۲

زوجہ	مادر	برادر	برادر	برادر	برادر	ہمشیرہ خواہر	ہمشیرہ خواہر	ہمشیرہ خواہر	
۳	۲				۷				
۳۳	۲۲	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	= ۱۳۲

یعنی تمام مال کے (۱۳۲) سہام کئے جائیں گے ان میں سے (۳۳) سہام زوجہ کے۔ (۲۲) سہام والدہ کے اور (۱۴) سہام ہر بھائی کے اور (۷) سہام ہر بہن کے حصے میں آئیں گے۔ اور والدہ کے انتقال کے بعد جب کہ کوئی اور وارث اس کا نہیں تو اس کے ۲۲ سہام بھی متوفی کے بھائی بہنوں کو مل جائیں گے کہ وہ اس کی اولاد میں ہیں۔ ہر بھائی کو ۴ اور ہر بہن کو ۲۔ اس طرح سہام کی تقسیم ہوگی۔

برادر	برادر	برادر	برادر	ہمشیرہ خواہر	ہمشیرہ خواہر	ہمشیرہ خواہر	
۴	۴	۴	۴	۲	۲	۲	= ۲۲

۲۔ متوفی نے اپنی زندگی میں جو زیور وغیرہ اپنی زوجہ کو ہبہ کر کے اس کی ملک کر دیا تھا وہ اسی کی ملک ہے۔ اس میں وراثت جاری نہ ہوگی۔

۳۔ متوفی نے اپنی بھانجیوں، بھتیجیوں وغیرہ کو جو کچھ لیا دیا اس سے بھی ورثہ کا کوئی تعلق نہیں۔

۴۔ متوفی کے بالغ ورثہ اپنی جانب سے مرحوم ومرحومہ کے لئے کسی کو بھی حج پر بھیج سکتے ہیں۔ تقسیم وراثت سے قبل یہ رقم مال متروکہ سے نہیں لی جاسکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

مہر ادا کرنا لازم ہے خواہ اس کی وصیت کی ہو یا نہیں۔ بیوی کے انتقال کی صورت میں مہر بھی ترکہ میں شمار ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسمی محمد بخش مرحوم نے دو گواہوں ا۔ لیاقت علی (بھائی)، ۲۔ جمال الدین (بیٹا) کو مرض الموت میں ہدایت کی میرے دو سو روپیہ جو تمہارے (جمال الدین کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے) پاس ہیں اس میں سے زوجہ بتولن مرحومہ کا مہر مبلغ ساڑھے بتیس (۲/۱ ۳۲) روپے موجل جو میرے ذمہ ہے ادا کردینا جب کہ مرحومہ مذکورہ کا سوائے تین لڑکیاں اور ایک لڑکا (تمام شادی شدہ) کے اور کوئی رشتہ دار یہاں موجود نہیں اور نہ کسی اور جگہ ہے۔ (اب صورت حال مذکورہ میں گواہوں کو مہر ادا کرنا لازم و جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر لازم و جائز ہے تو اس کی صورت کیا ہوگی؟ اور کس کو ادا کرنا جائز ہے؟ کیا کسی جائز کار خیر میں یا صدقہ جاریہ میں یہ رقم مرحومہ کی طرف سے ادا کی جاسکتی ہے؟

ازراہ کرم حکم شرعی شریف سے خلاصہ فرمائیں۔ السائل، لیاقت علی، ملت آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مہر کی رقم شوہر پر قرض ہے۔ اس کی وصیت کی جائے یا نہ کی جائے اس کی ادائیگی تقسیم ترکہ پر مقدم ہے کہ ادائیگی قرض بمعہ تجہیز و تکفین، دوسرا لازمی امر ہے اس کے بعد اجرائے وصیت کا حکم ہے اور ان سب کے بعد، مال متروکہ کی تقسیم عمل میں آتی ہے۔ لہٰذا یہ رقم بھی اس مرحومہ کے ورثہ پر تقسیم ہوگی اور دوسرے اموال کی طرح اس کی تین لڑکیوں اور ایک لڑکے پر تقسیم کی جائے گی۔ یوں کہ کل مال کے اور اس رقم مہر کے، پانچ حصے کیے جائیں۔ دو حصے لڑکے کو اور ایک حصہ ہر لڑکی کو دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، بہنیں، بھائی اور بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسمّی مرحوم عبدالرشید ولد محمد علی انتقال کر گئے۔ مرحوم کی نرینہ اولاد نہ تھی۔ آبائی جائیداد غیر منقولہ پر ایک حقیقی بھائی عبدالغفور۔ تین ہمشیرہ۔ ایک بیوہ اور دو لڑکیاں ورثاء میں چھوڑی۔ براہ کرم ورثاء کے حصص شرعی بابت کے باعث فتویٰ لکھ دیں۔ السائل، عبدالقیوم

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۲۴

زوجہ	بنت	بنت	اخت	اخت	اخت	اخ
۳	۸	۸	۱	۱	۱	۲

یعنی کل مال کے ۲۴ حصے کیے جائیں۔ ان میں سے ۳ زوجہ کو، ۸ ہر بیٹی کو، ۱ ہر بہن کو اور ۲ بھائی کو دیے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ر ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں اس کے ۴ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: محمد اکرام خان انتقال کر گئے انھوں نے یہ یہ وارث

چھوڑے ہیں۔ ۱۔ بیٹا محمد حنیف خان، ۲۔ بیٹی خاتون، ۳۔ بیٹا محمد نسیم خان، ۴۔ بیٹا محمد انور خان، ۵۔ بیٹی زیب النساء، ۶۔ بیٹی خیر النساء، ۷۔ بیٹا محمد اسلم خان

قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں کہ متوفی کی وراثت ان ورثاء پر کیسے تقسیم ہوگی؟ بینوا توجروا

السائل محمد انور خان، ریشم گلی شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی محمد اکرم خان کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین وادائیگی قرضہ جات واجرائے وصیت در ثلث کے بعد لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ (النساء: 11) کے قاعدہ کے بموجب حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا کہ تمام مال کے ۱۱ حصے کریں اور ان میں سے ہر بیٹے کو ۲، اور ہر بیٹی کو ایک حصہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۱۱

ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۲	۲	۲	۲	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۴ بیٹے اور ۳ بیٹی ہیں

سوال: جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میں اس معاملہ میں آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے کہ ہم چار بھائی ہیں۔ جن میں سے دو بھائی پہلی ماں سے ہیں۔ ان کے انتقال کے بعد ہمارے والد محترم نے دوسری شادی کی جن سے ہم تین بہن بھائی ہیں۔ دو بھائی اور ایک بہن۔ ہمارے والد محترم نے اپنی حیاتی میں دو پلاٹ خریدے۔ جن میں سے پہلے بھائیوں کے نام ایک پلاٹ کردیا۔ بقایا ایک پلاٹ والد محترم نے اپنے نام کروالیا اور اس کے بعد ہمارے والد محترم کا انتقال ہوگیا۔ اب آپ ہمیں شریعت کی روشنی میں بتائیں کہ اس پلاٹ میں سے ان بھائیوں کو حصہ دیں یا نہ دیں؟ واضح رہے کہ والد محترم اپنی حیاتی میں ان کے حصے کر گئے تھے مگر لکھ کر نہیں گئے تھے۔ والدہ محترمہ ہمارے پاس قیام پذیر ہیں۔ والدہ کا خرچہ ہم دونوں بھائی برداشت کرتے ہیں۔ وہ دونوں بھائی والدہ محترمہ کو بالکل نہیں سنبھالتے۔ آپ ہمیں شریعت کی رو سے اس مسئلہ کا حل بتائیں؟

عرض دار رمضان وامام الدین

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ تجہیز و تکفین وادائیگی قرضہ جات اور تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال کے ۸۰ حصے کریں۔ ان میں سے ۱۰ سہام زوجہ کو، ۱۴ سہام ہر بیٹے کو اور ۷ سہام ہر بیٹی کو دیں۔ باقی باتوں پر ترکہ کا مدار نہیں جس کو جو دیا وہ اس کا ہوگیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸۰/۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۱۰	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم العبدمحمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

بہو اپنے سسر کی جائیداد سے کوئی حصّہ نہیں پاسکتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میرے بھائی محمد اسماعیل ولد محمد حسین کی زوجہ مسماۃ بسم اللہ جو کہ میرے والد محترم کی حیات میں ہی بیوہ ہوگئی تھی اور میرے والد محمد حسین نے اس کے بدرویّہ اور بداخلاقی کی وجہ سے میرے بھائی محمد اسماعیل کو بمعہ ان کی بیوی کے گھر سے علیحدہ کردیا تھا اور میرا بھائی محمد اسماعیل احمد پور پنجاب جہاں اس کی سسرال تھی جا کر آباد ہوگیا تھا اور وہیں فوت ہوگیا تھا اور اس کی بیوہ وہیں پر آباد رہی اور اب مسماۃ بسم اللہ میرے والد کے انتقال کے بعد حیدرآباد آ گئی اور وہ لوگوں کے بھڑکانے سے ہمیں پریشان کررہی ہے۔ کیا اس صورت میں ہم پر اس کا کوئی حق واجب ہے؟ اس کے متعلق فتویٰ دیجیے۔ فقط سلام الدّین ولد محمد حسین، مدینہ مسجد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ محمد اسماعیل کا انتقال، اپنے والد محمد حسین کے انتقال سے پہلے ہوگیا تو محمد حسین کے مال متروکہ میں محمد اسماعیل یا اس کی زوجہ بسم اللہ یا ان کی والدہ کا کوئی حق نہیں کہ بسم اللہ سے رشتہ ختم اور بہن اپنے سسر کی شرعاً وارث نہیں اور بیٹوں کی موجودگی میں پوتوں کا بھی کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبدمحمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

اگر کوئی شرعی وارث نہ ہو اور متوفی کی وصیت مسجد وغیرہ میں رقم لگانے کی ہو تو، وصیت پورے مال میں نافذ ہوسکتی ہے

سوال: جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسمّی حاجی حامد حسین مرحوم کا اچانک انتقال ہوگیا اور ان کی واضح وصیت بھی نہیں ہے۔ مرحوم حاجی حامد حسین نے حاجی نثار احمد صاحب کو مبلغ =/۱۰،۰۰۰ روپے کاروبار کے لئے دئے تھے۔ جس کا نفع مبلغ =/۲۰۰۰ روپے اور ہوگیا۔ اس طرح کل بارہ ہزار =/۱۲،۰۰۰ روپے مرحوم حاجی حامد حسین، کے مسمّی حاجی نثار احمد صاحب کے پاس موجود ہیں۔

مرحوم حاجی حامد حسین کی کوئی اولاد نہیں ہے اور نہ کوئی خونی رشتہ دار موجود ہے۔ مرحوم نے اپنے سالے کی لڑکی کو پرورش کے لئے اپنے پاس لیا تھا۔ اور سن بلوغ تک پہنچنے پر اس کی شادی بھی کردی۔ مرحوم کی لے پالک لڑکی کے خاوند اور اس کے بھائی وغیرہ مرحوم کی جائیداد اور روپیہ پیسہ پر قابض ہوگئے ہیں۔

مرحوم حاجی حامد حسین مسمّی حاجی نثار احمد صاحب سے اپنی زندگی میں اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ وہ (مرحوم) دس ہزار روپیہ تو یہ، اور تقریباً ۲۰-۲۵ ہزار روپیہ اور ملا کر کسی مسجد میں لگانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور مرحوم حاجی حامد حسین صاحب اکثر اس کے متعلق حاجی نثار احمد سے اظہار خیال کیا کرتے تھے۔ مگر اچانک انتقال ہوگیا۔ حاجی نثار احمد صاحب کے پاس جو رقم ہے اس کے متعلق یہ نہیں کہا تھا کہ وہ لے پالک لڑکی کو دے دینا۔

اب سوال یہ ہے کہ حاجی نثار احمد یہ رقم کس کو دے؟ تاکہ وہ اس رقم کے بارے سے فارغ ہو جائے۔

۱۔ آیا! حاجی حامد حسین کی طرف سے خیرات کر دے؟

۲۔ آیا! کسی صدقہ جاریہ میں لگا دے؟

۳۔ آیا! لے پالک لڑکی کو دے دے؟ جس کا مطالبہ لے پالک لڑکی اور اس کا خاوند کر رہا ہے؟ لہٰذا شرعی فیصلہ ارشاد فرمائیں کہ یہ رقم کس طرح ادا کی جائے؟ تاکہ حاجی نثار احمد اس قرضہ سے بری ہو جائیں اور دنیا اور آخرت میں گناہ گار بھی نہ ہوں۔ فقط السائل: حاجی نثار احمد، نائی کا پاڑہ' تلک چاڑی' حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** سوال سے ظاہر ہے کہ متوفی حاجی حسین کا کوئی وارث موجود نہیں اور نہ عصبات میں کوئی نہ، ذوی الارحام میں۔ شریعت مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ جب کسی مال کا حقدار نہ ملے تو وہ مال فقیروں پر تصدق کر دیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ) بنابریں صورتِ مسئولہ میں ہونا یہ چاہئے کہ وہ تمام رقم جو حاجی نثار احمد کے پاس ہے اور متوفی اس رقم بلکہ اس کے ساتھ کچھ اور رقم ملا کر مسجد کی تعمیر وغیرہ میں صرف کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور اپنی اس خواہش کا وہ برملا متعدد بار اظہار کر چکا تھا۔ اس لئے متوفی کی خواہش کے مطابق اگر یہ رقم اہلسنّت و جماعت کی مسجد یا چند مساجد میں صرف کر دی جائے تو حاجی نثار احمد انشاء اللہ تعالیٰ مواخذہ اخروی سے بچ جائیں گے اور اگر یوں کر لیا جائے کہ وہ رقم کسی قابل اعتماد متدین سنّی فقیر کو کہ صاحب نصاب نہیں، دے کر مالک کر دیا جائے اور وہ اپنی جانب سے مسجد میں لگا دے تو مسئلہ شرعی پر بھی عمل ہو جائے گا اور متوفی کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی اور ثواب سب کو ملے گا۔ بلکہ احادیث شریف میں آیا کہ اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کے لئے اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

بہن، بیٹی کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص محمود خان کا حال ہی میں انتقال ہوگیا۔ مرحوم کی ایک ہمشیرہ ہے حسنیٰ نام ہے اور زرینہ نام کی ایک بیٹی ہے۔ مرحوم اپنے پیچھے کچھ جائیداد چھوڑ کر گیا ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ مرحوم کی ہمشیرہ اور بیٹی کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ مرحوم کا اور کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔ فقط والسلام، حسنیٰ بیگم، ٹنڈو الہ یار، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں محمود خان کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین و

ادائے، دیون ونفاذ وصیت در ثلث' متوفی کی بیٹی زرینہ اور بہن حسنٰی میں برابر برابر تقسیم کردیا جائے گا۔ بیٹی کو نصف بقدر فرض اور باقی نصف بہن کو بحیثیت عصبہ۔ حدیث شریف میں ہے اجعلوا الاخوات مع البناتِ عصبةً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کی اولاد کی پرورش کون کرے؟

سوال: جناب قبلہ وکعبہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع اس مسئلہ میں کہ: ا۔ میرے مرحوم بھائی ریاض الدین احمد ولد حاجی نور محمد نے مرنے کے بعد مندرجہ ذیل ترکہ چھوڑا ہے۔

ا۔ نقد ایک لاکھ تہتر ہزار روپے۔ =/۰۰۰، ۱۷۳ روپے ۲۔ ایک مکان ۳۔ سونے کے زیورات۔ انعامی بونڈ

مرحوم کے چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ مرحوم کی والدہ بھی حیات ہیں۔ مرحوم کے تین بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ قرآن اور سنت کی روشنی میں اس ترکہ کی تقسیم کس طرح ہوگی اور مرحوم کے بچوں کو مال، اور جائیداد کی سرپرستی کا حق سب سے زیادہ ترتیب وار کس کو پہنچتا ہے؟

۲۔ کیا شرعی طور پر جب کہ بچے نابالغ ہیں ان بچوں کے باپ کے چھوڑے ہوئے پیسوں سے کوئی جائیداد خریدی جاسکتی ہے؟

۳۔ کیا شرعی طور پر بچوں کے باپ کی چھوڑی ہوئی جائیداد فروخت کی جاسکتی ہے؟

۴۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کا حق سب سے زیادہ ترتیب وار کس کو پہنچتا ہے؟

مرحوم ریاض احمد کے خاندان والے۔ سسرال والے اور اولاد فقہ حنفی اہلسنّت وجماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔

برائے مہربانی قرآن وسنّت کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام۔

نثار احمد آرائیں، ریشم گلی حیدرآباد' سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں میت کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ از نقد وزیورات وغیرہ' ان تمام حقوق کی ادائیگی کے بعد جو وراثت کی تقسیم پر مقدم ہیں' یعنی میت کی تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو ایک ثلث (۱/۳) میں اجرائے وصیت کے بعد اس کی والدہ اور چاروں بیٹوں اور پانچوں بیٹیوں میں مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ میت کے بھائی بہن صورت مسئولہ میں وارث نہیں۔ نہ ان کا میت کے مال میں کوئی حق۔ وہ سب محروم رہیں گے۔ کل مال کا ۱/۶ (چھٹا) حصہ والدہ کا اور باقی ۵/۶ میت کی اولاد کا ہوگا۔ ہکذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۸/۶ میت

والدہ	پسر ا	پسر ۲	پسر ۳	پسر ۴	دختر ا	دختر ۲	دختر ۳	دختر ۴	دختر ۵
ا					۵				
۱۳	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۵	۵	۵	۵	۵

۲۔میت نے اگر کسی کو وصیت کے ذریعہ نابالغ اولاد کی سرپرستی اور نگہداشت اور مالی امور کے انتظام وانصرام کے لئے نامزد نہیں کیا اور نہ اس کے دادا یا' چچا یا' تایا وغیرہ ایسے ہیں تو حکومت سے رجوع کیا جائے کہ وہ کسی قابل اعتماد و دیندار مسلمان کو ان کی جائیداد اور ان کی سرپرستی کے لئے مقرر کرے اور وہ پوری دیانتداری سے اور خیر خواہی سے ان نابالغ بچوں کے اموال سے ان پر خرچ کرے اور ہر وارث کا نفقہ اس کے حصے سے دے، کسی کی حق تلفی نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔وصی یا حاکمِ اسلام کی جانب سے نامزد کیا ہوا سرپرست یا ان کا نگراں' ان کے کھانے' پینے' پہننے' برتنے وغیرہ ضروریات کی چیزیں انہیں کے اموال سے خرید کرسکتا ہے لیکن اسراف وفضول خرچی کے بغیر۔ یونہیں ان کے اموال سے ان کے لئے جائیداد خریدنا کہ آئندہ ان کے کام میں آئے گی اور زرنقد کی موجودگی میں جو خرشے اور وسوسے ہوتے ہیں، ان سے بھی نجات مل جائے گی یہ بھی جائز ہے۔ یونہیں جائیداد وغیرہ کا بیچنا اگر ان کے حق میں مفید وکارآمد ہو اور حاصل شدہ رقوم کی بھی حفاظت کی جاسکے اور اس میں ان کا کوئی مالی نقصان نہ ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ تنویر الابصار و درمختار وردالمحتار وغیرھا اسفار میں ہے جاز شراء مالا بد للصغیر منه (کالنفقه و الکسوۃ وبیعه ای بیع مالا بد منه لاخ و عم ام هوفی حجر هم ای فی کنفهم والا لا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے۔ ماں اگر نہ ہو یا اس کی اہل نہ ہو تو نانی پھر نانی کی ماں' اس کے بعد دادی، پھر پردادی۔ پھر بہن پھر خالہ پھر پھوپیوں کے لئے ہے۔ اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی نہ ہو یا اس کا حق ساقط ہو تو یہ حق اس کے عصبات یعنی باپ پھر دادا' پھر بھائی' وغیرھم کو ہے۔ لیکن لڑکا سات سال کا اور لڑکی نو سال کی ہو جائے تو عورتوں کو حق پرورش نہ رہے گا۔ باپ' دادا' یا کسی اور ولی کے پاس رہے گا تاآنکہ کوئی فتنہ نہ رہے۔ (درمختار ردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کی اولاد کی پرورش کا حق کسے ہے؟

سوال: جناب قبلہ وکعبہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ۱۔میرے مرحوم بھائی ریاض الدین احمد ولد حاجی نور محمد نے مرنے کے بعد مندرجہ ذیل ترکہ چھوڑا ہے۔

۱۔نقد ایک لاکھ تہتر ہزار روپے۔ =/۱،۷۳،۰۰۰ روپے

۲۔ایک مکان

۳۔سونے کے زیورات' انعامی بانڈ' ٹیلی ویژن' ریڈیو' برتن' کتابیں وغیرہ

مرحوم نے اپنے لواحقین میں چار بھائی' ایک بہن' والدہ' بیوہ' چار بیٹے (نابالغ)' پانچ لڑکیاں جن میں سے دو سن بلوغت کو پہنچ گئی ہیں، چھوڑے ہیں۔

قرآن وسنت کی روشنی میں اس ترکے میں حصے دار کون کون ہے؟ اور ہر ایک کو کتنا حصہ پہنچتا ہے؟ اور ترکے میں کون

کون سی چیزیں شمار ہوتی ہیں؟

۲۔ مرحوم کے بچوں کی ولدیت اور سرپرستی کا حق ترتیب وار سب سے زیادہ کس کو پہنچتا ہے اور بچوں کی تعلیم و تربیت کون کرے گا؟

۳۔ کیا شرعی طور پر مرحوم کے بچوں کے لئے مرحوم کے ترکے سے کوئی جائیداد خریدی جاسکتی ہے؟

۴۔ کیا شرعی طور پر مرحوم کی چھوڑی ہوئی جائیداد فروخت کی جاسکتی ہے؟

۵۔ بچوں کے باپ کی چھوڑی ہوئی رقم بینک میں جمع کرادی تھی۔ جس پر بیس ہزار منافع ہوا۔ یہ منافع یتیم بچوں کے لئے جائز ہے یا ناجائز؟

مرحوم ریاض احمد کے خاندان والے۔ سسرال والے اور اولاد فقہ حنفی اہلسنت و جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ برائے مہربانی قرآن و سنت کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام نثار احمد آرائیں، ریشم گلی حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی ریاض احمد کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ و غیر منقولہ زیورات و نقد رقوم و اسباب خانہ داری وغیرہ جو متوفی کی ملکیت میں تھا، یعنی میت کی تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض و اجرائے وصیت در ثلث کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۲۴/ ۳۱۲

زوجہ	والدہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
۳	۴					۱۷				
۳۹	۵۲	۳۴	۳۴	۳۴	۳۴	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷

یعنی تمام مال کی قیمت لگا کر اس کے ۳۱۲ حصے کریں۔ ان میں سے بیوہ کو انتالیس ۳۹، والدہ کو باون ۵۲، ہر بیٹے کو چونتیس ۳۴ اور ہر بیٹی کو سترہ ۱۷ اسہام دیں۔ خواہ یہ بالغ ہوں یا نابالغ۔ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔ اور چونکہ میت کی اولاد میں بیٹے بیٹیاں موجود ہیں اس لئے میت کے بھائی بہنوں کا کوئی حصہ نہیں۔ یا یوں کہہ لیں کہ ایک روپیہ میں سے آٹھواں حصہ یعنی صرف دو آنہ زوجہ کا، اور چھٹا حصہ یعنی دو آنہ آٹھ ۸ پائی، متوفی کی والدہ کا اور باقی ماندہ گیارہ آنہ چار ۴ پائی متوفی کے بیٹے بیٹیوں کا۔ یوں کہ ہر بیٹے کو بیٹی سے دوگنا ملے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے۔ ماں اگر نہ ہو یا اس کی اہل نہ ہو پھر اس کی نانی، اس کے بعد دادی پردادی، پھر بہن پھر خالہ پھر پھوپیوں کے لئے ہے۔ اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی نہ ہو یا اس کی اہل نہ ہو تو یہ حق اس کے عصبات یعنی دادا چچا وغیرہ کو ہے۔ لیکن لڑکا سات سال کا اور لڑکی نو سال کی ہو تو عورتوں کو حق پرورش نہ رہے گا۔ باپ دادا اور ولی کے پاس رہیں گے۔ تا آنکہ کوئی فتنہ نہ رہے۔ پھر جب کہ بچہ بالغ ہو گیا اور تادیب کی ضرورت نہ ہو تو جہاں چاہے وہاں رہے۔ لیکن یہ اختیار

صرف اسی وقت ہے کہ اس کے چال چلن بگڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔ ورنہ باپ دادا وغیرہ نگرانی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ میّت نے اگر کسی کو وصیت کے ذریعہ نابالغ اولاد کی سرپرستی ونگہداشت اور مالی امور کے انتظام کے لئے نامزد نہیں کیا تو اس کے چچا تایا دادا وغیرہ اس کی نگہداشت اور مالی امور کا انصرام کریں اور وہ پوری دیانتداری اور خیرخواہی سے ان کے اموال ان پر خرچ کرے کہ کسی حق تلفی نہ ہو اور ہر وارث کا نفقہ اس کے حصے سے دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ نابالغ بچوں اور بچیوں کا سرپرست ونگراں' ان کے کھانے' پینے' پہننے' برتنے وغیرہ ضروریات کی چیزیں انہیں کے اموال سے خرید سکتا ہے لیکن اسراف وفضول خرچی کے بغیر۔ یوہیں ان کے اموال سے ان کے لئے جائیداد خریدنا کہ آئندہ ان کے کام میں آئے اور زرِنقد کی موجودگی میں جو خرشے اور وسوسے ہوتے ہیں ان سے بھی نجات مل جائے گی یہ بھی جائز ہے۔ یوہیں جائیداد وغیرہ کا بیچنا اگر ان کے حق میں مفید وکارآمد ہو اور حاصل شدہ رقوم بھی بحفاظت موجود رہیں اور اس میں ان کا کوئی مالی نقصان نہ ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ تنویر الابصار ودرمختار وردالمحتار وغیرہ میں ہے جاز شراء مالا بد للصغیر منه (کالنفقه و الکسوة و ....) وبیعه ای بیع مالا بدمنه لاخ و عم ام هوفی حجر هم ای فی کنفهم والا لا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ بینک سے حاصل ہونے والا منافع صرف نادار ولاچاروں پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

اگر متوفی کی بیوی حاملہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ ترکہ کی تقسیم مؤخر کردیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: محمد یاسین (مرحوم) ولد محمد ابراہیم کے بیوی بچوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے

۱۔ بیوہ حلیمہ ۲۔ ریحانہ لڑکی ۳۔ شبانہ لڑکی ۴۔ محمد شکیل بیٹا

ان افراد میں جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ بیوہ حلیمہ زبیدہ تین ماہ سے امید سے ہے وہ عدّت کس طرح پوری کرے؟ السائل عبدالغنی

۷۸۶ **الجواب:** صورتِ مسئولہ میں چونکہ متوفی کی بیوہ حاملہ بھی ہے اور نہیں کہا جاسکتا کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ اس لئے وراثت کا عمل موخر کردیں۔ بعد وضع حمل' تقسیم مال متروکہ عمل میں لائیں ورنہ بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں اور وضع حمل کے بعد تجہیز وتکفین وغیرہ امور کے بعد تمام مال متروکہ جو متوفی کی ملکیت تھا اس کے (۲۴) حصے کریں۔ (۱/۸) یعنی تین حصے بیوی کو' (۱/۶) یعنی ۴ حصے باپ کو اور (۱/۶) یعنی چار ۴ حصے ماں کو دیں۔ باقی ماندہ تیرہ (۱۳) حصے متوفی کی اولاد کے ہیں۔ وضع حمل کے بعد ان میں تقسیم کردیں۔ اس طرح کہ ہر لڑکے کو لڑکی سے دونا ملے اور ہر لڑکی کو لڑکے سے آدھا ملے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ حاملہ کی عدّت وضع حمل ہے۔ وضع حمل تک جس مکان میں عورت کی سکونت تھی اس میں عدت پوری کرے اور اگر کوئی

مجبوری ہے تو بیان کی جائے تا کہ حکم شرعی دیا جاسکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

ایک عورت کے ورثاء میں بھائی کی بیوہ اور اس کے بچے، دو بھائی، ایک بہن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک خاتون بنام افسری بیگم نے جن کا انتقال ہو گیا ہے۔ جائیداد اور زیور چھوڑا ہے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ شوہر کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے قریبی رشتہ دار مندرجہ ذیل ہیں۔ مرحومہ نے روپیہ میں سے تین آنے اللہ واسطہ خیرات کی وصیت کی ہے۔

۱۔ بڑے بھائی کی بیوہ اور بچے

۲۔ دو بھائی حیات ہیں

۳۔ ایک بہن جو کہ بیوہ ہے اور ان کے بچے

۴۔ خاوند کے بھائی اور ان کے بچے

۵۔ ان خاتون نے اپنی نند کا ایک بچہ لیکر پالا تھا اور اس بچے کے نام ان کے شوہر نے جائیداد کی تھی جو کہ اسی بچے کے نام ہے۔ خدا اور قرآن شریف کے حکم سے یہ جائیداد اور زیور کن لواحقین کو اور کس شرح سے تقسیم ہو گا؟ تحریری مطلع فرمائیں۔

فقط، شہزاد علی

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں میت کے تمام مال متروکہ سے اولاً تجہیز وتکفین کریں۔ پھر میت پر قرض ہو تو اسے ادا کریں۔ اس کے بعد وصیت کی ہو تو اسے تہائی مال سے پورا کریں۔ ان تمام حقوق کے بعد اب میت کا تمام مال متروکہ اس کے دو بھائیوں اور ایک بہن کو ملے گا۔ یوں، کہ اس مال کے ۵ حصے کریں۔ دو دو حصے ہر بھائی کو اور ایک حصہ بہن کو دیں۔ مرنے والے بھائی کی اولاد یا خاوند کے بھائی وغیرہ کا اس مال میں کوئی حصہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ر صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

ایک عورت کے ورثاء میں بھائی اور شوہر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ زینب وفات کر گئی۔ پیچھے ایک حقیقی بھائی اور شوہر چھوڑ گئی اور جو ملکیت زینب چھوڑ گئی ہے۔ وہ سب کی سب زینب کو اسکے والد نے دی تھی۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ زینب کے متروکہ مال سے اس کے حقیقی بھائی کو کتنا ملے گا؟ اور شوہر کو کتنا حصہ ملے گا۔ بینوا بالبرھان توجروا عنداللہ الرحمٰن

السائل حاجی خیر محمد، ضلع ٹھٹھہ، سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز وتکفین و ادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث متوفیہ کے شوہر اور اس کے بھائی میں برابر برابر تقسیم ہوگا جب کہ کوئی اور وارث نہ ہو جیسا کہ

سائل کا بیان ہے۔ (ہکذافی السراجی)

میت، مسئلہ ۲

زوج	اخ	
۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ۳ بیٹے اور دو بیٹیاں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نام حمید اللہ ولد مشیت اللہ کا انتقال ہو گیا۔ ان کی اولاد تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ جن میں سے ایک بیٹا حمید اللہ صاحب کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا۔ انتقال کرنے والے بیٹے کی اولاد میں دو بیٹے ہیں جو کہ نابالغ ہیں۔ حمید اللہ صاحب نے =/۱۹،۵۰۸ روپے ورثہ چھوڑا ہے۔ براہ کرم قرآن وسنت کے مطابق جواب دیا جائے کہ مذکورہ رقم کی تقسیم کس طرح عمل میں آئے گی؟ مخلص، شفیع الدین، وحید اللہ کوارٹر، یونٹ نمبر ۹ لطیف آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں برتقدیر صدق سائل، متوفی حمید اللہ ولد مشیت اللہ کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین و ادائیگی قرض اور ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد، بشرطیکہ کوئی وصیت متوفی نے کی ہو، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم اور جس بیٹے کا انتقال، متوفی کی زندگی میں ہو گیا اس کی اولاد محروم ہے۔

میت مسئلہ ۶

ابن	ابن	بنت	بنت	
۲	۲	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، بیٹیاں، بہن، چچازاد بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: عثمان کے انتقال کے بعد اس کے ورثاء میں اس کی تین لڑکیاں جو شادی شدہ اور بال بچے دار ہیں۔ اس کی بیوی اور سگی بہن اور چچا تایا زاد بھائی ہیں۔ اس کی بہن حوا بائی، عثمان کو اس کی دماغی خراب حالت میں سنبھالے ہوئے تھی اور اس کی آخری رسومات بھی اس نے ادا کیں اس صورت میں اس کی بیوی لڑکیوں، بہن اور دوسرے رشتے داروں کا کتنا کتنا حصہ ہوگا؟ فقط محمد حنیف، قریشی چوک، عثمان پاڑہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں میت کا تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کی بیوی، تینوں بیٹیوں اور بہن کے مابین تقسیم ہوگا۔ چچازاد بھائی کا اس صورت میں کوئی حق نہیں۔ تمام مال کے ۷۲ حصے کریں ان میں سے ۹ حصے بیوی کو، ۱۶-۱۶ حصے ہر بیٹی کو اور باقی ۱۵ اس کی بہن کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲۴ ؍ ۷۲

زوجہ	بنت	بنت	بنت	اخت	
۳		۱۶		۵	
۹	۱۶	۱۶	۱۶	۱۵	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۸؍محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

وارث کے حق میں کی گئی وصیت معتبر نہیں، یوہیں وارث کو محروم کرنے کی وصیت بھی معتبر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص ابوالحسن کا انتقال ہوگیا۔ پسماندگان میں ایک بیوہ اور ایک چھوٹا بھائی چھوڑا ہے۔ مرحوم نے اپنے وصیت نامہ میں تاکید کی تھی کہ میرے بھائی کو کچھ نہ دیا جائے۔ بلکہ ایک اور شخص کو دینے کے لئے کہا ہے، باقی سب بیوی کو دیا جائے۔ اب از روئے شرع جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ مرحوم کے بھائی کا حصہ ترکہ میں ہوگا یا نہیں؟ اس مسئلہ میں قرآن واحادیث کی رو سے وضاحت فرمائیں۔

السائل عبدالوہاب ولد عبدالحمید، سنار گلی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں ابوالحسن متوفی کے تمام مال متروکہ سے تجہیز وتکفین اور مہر وادائیگی قرض کے بعد (بشرطیکہ میت پر قرض ہو) اس کے صرف تہائی مال سے وصیت پوری کی جائے اور باقی ماندہ اموال اس کے ورثہ میں تقسیم کئے جائیں گے۔ پھر مذکورہ بالا صورت میں متوفی نے اپنی بیوی کے لئے وصیت کی ہے جو اس کی وارث ہے اور وارث کے لئے وصیت شرعاً معتبر نہیں۔ یوہیں متوفی نے اپنے بھائی کو جو عصبہ اور شرعاً اس کا وارث ہے محروم کرنے کی وصیت کی ہے یہ بھی معتبر نہیں۔ لہٰذا اگر متوفی کا کوئی اور وارث موجود نہیں تو اس کا مال تین حصوں پر تقسیم کرکے ایک حصہ میں وصیت جاری کریں اور باقی ۲/۳ کا ۱/۴ حصہ متوفی کی بیوی کو اور باقی ماندہ اس کے بھائی کو دیں یا بالفاظ دیگر کل مال کے ۱۲ حصے کریں۔ ان میں سے ۴ سہام وصیت کے ہیں اور باقی ۸ سہام میں سے (۲) متوفی کی زوجہ کے اور باقی (۶) متوفی کے بھائی کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۴؍محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

مورث کے انتقال کے وقت جو ورثہ زندہ ہوں وہی اس کے وارث قرار پائیں گے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی! فدوی محمد رفیع ولد محمد شفیع فقہ حنفی کی رو سے چند سوالات کے جوابات چاہتا ہے، عنایت فرمادیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ

۱۔ میرے والد جناب محمد شفیع کی پہلی بیوی سے ایک لڑکا بنام محمد افضل ولد محمد شفیع بقید حیات ہے اور اس کی والدہ فوت ہوچکی ہیں۔

۲۔ پہلی زوجہ کے فوت ہونے کے بعد میرے والد صاحب جناب محمد شفیع نے دوسری شادی کی؛ جن کے بطن سے میں محمد رفیع پیدا ہوا لیکن میرے پیدا ہونے کے کچھ عرصہ کے بعد میرے والد صاحب نے میری والدہ کو گھریلو ناچاقی کے باعث طلاق دے دی۔

۳۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد میرے والد صاحب محمد شفیع صاحب نے تیسری شادی کر لی۔ جن سے کوئی اولاد نہیں۔

۴۔ لیکن تیسری شادی کرنے کے بعد میرے والد صاحب محترم محمد شفیع فوت ہو گئے۔ ان کو فوت ہوئے تقریباً تین چار سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور میری والدہ صاحبہ نے بھی کچھ عرصہ کے بعد دوسری شادی کر لی ہے اور ان کے خاوند بھی زندہ ہیں۔

۵۔ میرے والد صاحب محترم کی وفات کے بعد' ان کی تمام جائیداد پر' ان کی پہلی بیوی کے بیٹے محمد افضل ولد محمد شفیع زبردستی قابض ہو گئے ہیں۔

۶۔ اصولی اور قانونی طور پر میرے والد صاحب کی جائیداد میں' دوسرا بیٹا ہونے کی حیثیت سے میرا حصہ بھی ہے۔

۷۔ میں فدوی محمد رفیع ولد محمد شفیع' فقہ حنفی' آپ سے مؤدبانہ گزارش کرتا ہوں' کہ برائے مہربانی اسلامی اور قانون کی رو سے یہ فتویٰ صادر فرمادیں کہ آیا! میرا حصہ میرے والد صاحب جناب محمد شفیع کی جائیداد میں ہے یا نہیں؟

فقط السائل ڈاکٹر محمد رفیع ولد محمد شفیع، لیاقت میڈیکل کالج' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** مورث کی وفات کے بعد اس کے تمام مال متروکہ کے حقدار وہ تمام وارث ہوتے ہیں جو اس کے انتقال کے وقت زندہ موجود تھے اور سوال سے ظاہر ہے کہ محمد شفیع کے انتقال کے وقت ان کے دولڑکے اور ایک بیوی بقید حیات تھے۔ لہٰذا ایسی صورت میں جب کہ اور کوئی وارث نہ ہو میت کا تمام مال متروکہ تمام حقوق کی ادائیگی کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال کے ۱۶ حصوں میں سے دو زوجہ کو اور ہر لڑکے کو ۷-۷۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۱۶/۸

ابن	ابن	زوجہ
۷		۱
۷	۷	۲

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　　۱۵ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

متوفی کی موت کے وقت جو وارثین زندہ ہوں وہی وارث ہوں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میرے نانا کا ایک مکان ہے۔ ان کی اولاد میں سات لڑکیاں اور دو لڑکے ہیں۔ دو لڑکیاں فوت ہو چکی ہیں۔ ایک لڑکی کی اولاد موجود ہے اور دوسری لڑکی کی نہیں اور ایک لڑکا فوت ہو چکا ہے۔ جس نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی جو شادی کی تھی۔ اس نے خود طلاق لی ہے۔ اس سے ایک لڑکا موجود ہے' جو اپنی والدہ کے پاس رہتا ہے۔ اور اس کی ماں نے طلاق کے دوسرے سال دوسری شادی کر لی تھی۔ دوسری بیوی نے شوہر کے مرنے کے بعد دوسری شادی کر لی اور تمام زیورات' تمام سامان اور تمام نقدی جو کچھ بھی اس کے پاس تھا اپنے ساتھ لے گئی۔ اب مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ مکان بیچ کر حصہ آپس میں تقسیم کرنا ہے۔ مندرجہ بالا حضرات میں سے کون کون اس مکان

کے حقدار ہیں؟ ازراہِ کرم شریعت مطہرہ کے مطابق مسئلہ کی وضاحت فرمائیں اور حصہ میں فرداً فرداً کتنا کتنا آئے گا؟ جواب دے کر ممنون و مشکور فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط محمد یوسف ولد احمد خان، ڈنل شاہ جاڑی' حیدرآباد

الجواب ۷۸۶: متوفی کی وفات کے وقت اس کے والدین یا اولاد میں جتنے وارث زندہ موجود تھے وہ سب وارث ہیں اور حسب احکامِ شریعت اپنا حصہ پائیں گے اور جو اس کی وفات سے پہلے انتقال کر چکے ماں باپ خواہ لڑکا لڑکی' ان کا یا ان کی اولاد کا بحالت موجودہ کوئی حصہ نہیں۔ ورثہ کی تفصیل لکھیں تو جواب تفصیل سے دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رمحرم الحرام ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے وارثین میں بھتیجے بھتیجیاں، ۴ بھائی اور ۲ بہنیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک بہن کے انتقال کے بعد جس کی ایک گود پلائی بیٹی بھی ہے اس کے بھائیوں اور بہنوں کو مندرجہ ذیل چیزیں ترکہ میں ملیں۔

۱۔ ایک مکان جو مرحومہ کے نام ہے۔

۲۔ نقد =/۴۰۰۰۰ روپے

۳۔ کچھ شیرز جو مرحومہ کے نام ہیں

۴۔ کچھ شیرز جو گود پلائی بیٹی کے نام ہیں

۵۔ مرحومہ کے انشورنس کے =/۱۰۰۰۰ روپے جو نقدی کی صورت میں ملے

مرحومہ کے بھائیوں اور بہنوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ ۴ بھائی شادی شدہ ہیں (مرحومہ کے بھائی)۔ ایک بھائی کی اولاد جس میں ۴ لڑکیاں شادی شدی ہیں۔

۲۔ مرحومہ کی بہنیں جو شادی شدہ ہیں۔

ایک بہن جس کی اولاد موجود ہے (مرحومہ کی بہن جس کی اولاد زندہ ہے اور وہ خود مرحومہ سے پہلے انتقال کر گئی۔

آپ سے درخواست ہے کہ مندرجہ بالا ترکہ ان لوگوں میں کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟

السائل محمد صدیق، بھائی خان جاڑی' حیدرآباد

الجواب ۷۸۶: سائل کی تحریر اور زبانی بیان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ''بہن کے انتقال کے وقت' اس کے چار بھائی' دو بہنیں اور ایک رضاعی بیٹی موجود تھے۔ ان میں سے ایک بھائی کا انتقال ہو گیا اور اس نے اولاد چھوڑی''۔ ایسی حالت میں' متوفیہ کا تمام مال متروکہ' ان تمام حقوق کی ادائیگی کے بعد جو تقسیم پر مقدم ہیں یعنی تجہیز و تکفین' وادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' مندرجہ ذیل ورثہ میں تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۱۰

بھائی	بھائی	بھائی	بھائی	بہن	بہن
۲	۲	۲	۲	۱	۱

یادرکھنا چاہئے کہ بھائی بہن کے ہوتے ان کی اولاد کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ یوہیں رضاعی بیٹی کا وراثت میں کوئی حق نہیں' البتہ جو شیرز اس کے نام ہیں وہ اسی کی ملک ہیں۔ متوفیہ کے چار بھائیوں میں سے ایک بھائی کے انتقال کے بعد اس کا تمام مال متروکہ اسی کی اولاد میں تقسیم ہوگا۔ کسی اور کا اس صورت میں کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

البتہ یہاں بھی وقت تقسیم یہ لحاظ رکھنا ہوگا کہ ہر بھائی کو بہن سے دوگنا ملے مثلاً مرحوم کی ۵ لڑکیاں اور ۳ لڑکے ہیں تو اس کے مال کے ۱۱ حصے کریں۔ ہر بیٹے کو ۲ اور بیٹی کو ا حصہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۷ رصفر المظفر ۱۴۰۰ ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیویاں، ایک بیٹا، ۴ بیٹیاں ہیں

سوال: محترم کعبہ وقبلہ جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میں عقیدتاً سنی مسلمان ہوں۔ مجھے درج ذیل حقائق کی روشنی میں از روئے اسلام وشرع آپ کا فتویٰ درکار ہے جو کہ حقوق ملکیت اور ترکہ سے تعلق رکھتا ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ درج ذیل تمام کو کسی متمول فرد کے انتقال کے بعد کتنا کتنا حصہ ملنا چاہئے؟

میرے والد لالہ نورالدین ولد گلباز خان کا انتقال ۱۹۶۵ء میں ہوا۔ ترکہ میں انھوں نے لاکھوں روپے کی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد چھوڑی ہے۔ میری ماں مسماۃ وحیدن عرف وحیدہ میرے باپ کی دوسری بیوی (منکوحہ) ہیں اور بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں۔ میری پیدائش ۱۹۵۹ء کے ماہ جولائی میں ہوئی جب کہ میری دوسری بہن مارچ ۱۹۶۳ء میں پیدا ہوئی۔ ہمارا اس کے علاوہ کوئی اور بھائی بہن نہیں ہے لیکن ہمارے والد صاحب کی پہلی بیوی سے دو لڑکیاں بنام نورالنساء اور گلناز اور ایک لڑکا مسمّی نور احمد پیدا ہوا۔ نور احمد کا انتقال میرے والد کے انتقال کے تین برس کے بعد ہوگیا۔ ان کی اولاد میں سے اب ایک لڑکا مسمّی جہانزیب اور دو لڑکیاں مسماۃ مینو اور مسماۃ زرینہ حیات ہیں جب کہ مینو اور جہانزیب غیر شادی شدہ ہیں اور زرینہ شادی شدہ ہیں۔ ایک لڑکا مسمّی نثار احمد مرحوم کا انتقال ڈیڑھ برس قبل ہوا ہے اس کی بیوہ موجود ہے لیکن اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

میرے والد محترم لالہ نورالدین مرحوم کی پہلی بیوی کا انتقال ان کے انتقال کے تقریباً دس برس کے بعد ہوا۔

اطلاعاً عرض ہے کہ مرحوم لالہ نورالدین کی تمام جائیداد پشتینی ہے اور انہیں اپنے مرحوم والد جناب گلباز خان سے ترکہ میں ملی تھی۔ ذیل میں مرحوم۔ لالہ سائیں) کے ورثہ کی فہرست بمع رشتوں اور دیگر تفصیل کے ساتھ درج کر رہی ہوں۔ مجھے ان میں سے ہر ایک کے لئے بتایا جائے کہ کتنا کتنا ترکہ کس کس کو ملے گا؟

ا۔ نور احمد ولد لالہ نورالدین مرحوم (دونوں کا انتقال ہو چکا ہے)

۲۔ لالاں (زوجہ)

۳۔ نورالنساء بنت لالہ نورالدّین (بیوہ اور بقید حیات)

۴۔ گلناز بنت لالہ نورالدّین (بقید حیات اور بیوہ)

۵۔ وحیدن عرف وحیدہ زوجہ لالہ نورالدین مرحوم (بقید حیات)

۶۔ عائشہ عرف نورنار بنت لالہ نورالدین (بقید حیات)

۷۔ نورافروز بنت لالہ نورالدین (بقید حیات)

۸۔ نثار ولد نوراحمد مرحوم (مرحوم)

۹۔ موتی زوجہ نوراحمد (مرحوم)

۱۰۔ جہانزیب ولد نوراحمد مرحوم (بقید حیات)

۱۱۔ زرینہ بنت نوراحمد (بقید حیات اور شادی شدہ)

۱۲۔ مینو بنت نوراحمد (بقید حیات)

۱۳۔ بیوہ نثار احمد (بقید حیات) فقط، عائشہ عرف نورنار بنت لالہ نورالدین، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** سوال سے ظاہر ہے کہ لالہ نورالدّین ولد گلباز خان کی وفات کے وقت، مرحوم کی دو بیویاں (وحیدہ اور لالاں)، چار لڑکیاں (نورالنساء، گلناز، عائشہ، نورافروز) اور ایک لڑکا نوراحمد بقید حیات موجود تھے اور یہ کہ یہ اولاد دونوں بیویوں کے بطن سے تھی لیکن تقسیم وراثت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کون سی اولاد کس کے بطن سے ہے بلکہ میت کی تمام اولاد، وارث قرار پاتی ہے اور حسب حکم شرعی اپنا حصہ لیتی ہے لہٰذا صورت مذکورہ میں لالہ نورالدّین کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ و غیر منقولہ، زیورات و پارچہ جات وغیرہ ان کے موجود ورثہ میں بطریق ذیل تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸/۱۶/۹۶ لالہ نورالدّین (متوفّی)

وحیدہ	لالاں	عائشہ	نورافروز	نورالنساء	گلناز	نوراحمد
زوجہ	زوجہ	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن
۱			۷			
۱	۱		۱۴			
۶	۶	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۲۸

یعنی کل جائیداد کے ۹۶ حصے کریں۔ ان میں سے ہر زوجہ کو ۶، ہر بیٹی کو ۱۴ اور بیٹے کو ۲۸ حصے دیں۔ اب نوراحمد کے انتقال کے بعد ان کے حصے کی جائیداد ان کے ورثہ میں جو ان کے انتقال کے وقت موجود تھے تقسیم ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ رصفر المظفر ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۲ بیٹے، ایک بیٹی ہے

سوال: محترم کعبہ وقبلہ جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: آپ کے فتویٰ مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۷۹ء میں آپ نے ایک بھائی اور ایک بہن کے درمیان والدین کے ترکہ میں سے فرمایا ہے کہ بھائی کو مال کے ۲ حصے اور بہن کو مال کا ایک حصہ ملے گا۔

۱۔ اگر متذکرہ بھائی فوت ہو جائے اور اس نے بیوہ ۲ لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑی ہو تو متوفی کے مال کا ان چاروں میں کس نسبت سے بٹوارہ کیا جانا چاہیے؟

۲۔ متوفی مذکور کے بچے نابالغ ہوں تو ان کا مال ان کو کس عمر میں ان کے حوالہ کیا جائے؟ اور کس وقت تک ان بچوں کا سرپرست ان کے مال کو حفاظت سے رکھے؟ ازروئے شرع شریف کیا فرمان ہے؟

نیازمند محمد حمید اشرفی، ایڈوانی لین حیدرآباد، المرقوم ۱۷ رمئی ۱۹۸۰ء

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز وتکفین و ادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث، اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸ / ۴۰

زوجہ	ابن	ابن	بنت
۱		۷	
۵	۱۴	۱۴	۷

یعنی کل مال متروکہ کے ۴۰ حصے کریں۔ ان میں سے ۵ بیوہ کو دیں۔ ۱۴-۱۴ ہر بیٹے کو اور ۷ اس کی بیٹی کو۔

۲۔ نابالغ اولاد کے حصے کی رقم اس کے ننھیال میں ایسے شخص کی نگرانی میں دی جائے جو ان میں سب سے زیادہ پرہیزگار و خدا ترس ہو۔ جب کہ ددھیال میں کوئی ایسا مرد نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، بھتیجے، بھتیجی، بہن، متبنّیٰ (لے پالک بیٹا) ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسمّی عبدالرحمٰن ولد بدرالرحمٰن شیخ مورخہ ۱۷ رمئی ۱۹۸۰ء کو قضائے الٰہی سے وفات پاچکے ہیں۔ مرحوم بے اولاد تھے ان کے قریبی اعزا اور رشتہ داروں میں مندرجہ ذیل حیات ہیں۔

۱۔ بیوہ ۲۔ بھتیجے ۲، بھتیجی ۲ ۳۔ بہن ایک ۴۔ متبنّیٰ بیٹا ایک

فتویٰ درکار ہے کہ مندرجہ بالا حقوقِ وراثت میں احکام شریعت کے مطابق کون کون مستحق ہیں؟ نیز حقوق وراثت کا تناسب شرع سے کیا ہوگا؟ السائل، اکرام الحق ولد نیاز محمد ولد بدرالرحمٰن شیخ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین ادائیگی قرض اور نفاذ وصیت در ثلث کے بعد اگر متوفی نے کی ہو حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ بھتیجی اور متبنٰی بیٹا محروم رہیں گے۔ یعنی زوجہ کو چوتھائی بہن کو نصف اور باقی ماندہ دونوں بھتیجوں میں برابر برابر۔

میّت مسئلہ ۴/۸

بھتیجا	بھتیجا	اخت (بہن)	زوجہ
	۱	۲	۱
۱	۱	۴	۲

اور سیدھا سادہ حساب یہ ہے کہ کل جائیداد کو ایک روپیہ فرض کریں تو اس میں سے ۴ آنے بیوہ کے۔ آٹھ آنے بہن کے، اور ہر بھتیجا کے ۲ آنے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

جائیداد غیر منقولہ میں قبضہ کے معنی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید (مرحوم) تقریباً دو سال سے بیمار تھے اور ایک ماہ تو اس قدر شدید بیمار ہوئے کہ بولنے، دیکھنے، اٹھنے، بیٹھنے کے قابل بھی مرحوم نہ رہے اور اس ایک ماہ کی شدت مرض کے بعد ان کی وفات ہوگئی۔ زید نے مرنے سے پندرہ دن قبل اپنی زوجہ کے نام تمام جائیداد ہبہ کی جب کہ زوجہ صرف چوتھائی حصہ کی حقدار تھی۔ مرحوم کے ورثاء میں مرحوم کے ایک حقیقی بھائی بھی ہیں۔ اس صورت میں زید کا ہبہ کرنا اور اس مقدار کا ہبہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ براہ کرم شریعت محمدی کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ السائل محمد اشفاق، گل شاہ بخاری، ۲۴/اپریل ۱۹۸۰ء

۷۸۶ **الجواب** وہو الموفق للصواب: مریض صرف ثلث مال سے ہبہ کر سکتا ہے اور ہبہ بھی اس وقت صحیح ہے کہ اس کی زندگی میں موہوب لہ قبضہ کر لے قبضہ سے پہلے مریض مر گیا تو ہبہ باطل ہو گیا۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۶/۴/۱۹۸۰ء

۷۸۶ اور جائیداد غیر منقولہ میں قبضہ کے معنی ہیں۔ اس کے نام داخل خارج ہو جانا۔ پھر اگر اسے وصیت قرار دیا جائے تو وہ وارث کے حق میں معتبر و نافذ نہیں۔ مجیب کا جواب صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ / جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی ۴ لڑکے، ۳ لڑکی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص فوت ہو گیا ہے۔ اس نے اپنے وارثوں میں مندرجہ ذیل ورثہ چھوڑے ہیں۔ از روئے شرع شریف مذکورہ وارثوں کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ بینوا توجروا

ا۔بیوہ	=	حیات
۲۔لڑکے چار	=	حیات
۳۔لڑکی تین	=	حیات

السائل: خادم حسین

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں میت کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون ونفاذ وصیت درثلث، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/۸۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۱				۷			
۱۱	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

متوفی کی وراثت میں ذوی الفروض اور عصبہ نہ ہوں تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسماۃ موتی کا انتقال ہوا۔ اس کی نہ ماں ہے نہ باپ اور نہ اولاد ہے اور نہ ہی شوہر ہے۔ اس کے قریبی وارثوں میں اس کی تین چچازاد بہنیں ہیں اور مرحوم بھائی کا متبنّٰی امداد حسین، اور مرحوم محمد عبداللہ جو کہ موتی کے شوہر قادر بخش کی پہلی بیوی کا لڑکا تھا اس کے بارے میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں؟ کون کون وارث ہوگا؟ فقط السائل: محمد جمیل، ملتان، بیرونِ سندھ

۷۸۶ الجواب: سائل کے بیان کے مطابق جب کہ متوفی کا کوئی وارث یا ذوی الفروض عصبہ سے نہیں صرف اس کے حقیقی چچا کی تین بیٹیاں موجود ہیں تو اس صورت میں اس کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون ونفاذ وصیت درثلث' ان ہی تینوں بہنوں میں برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اس کا سوتیلا بیٹا اور اس کے بھائی کا متبنّٰی' دونوں ہی محروم ہیں۔ موتی کی وراثت میں ان کا کوئی حق نہیں کہ نہ ہی ذوی الفروض میں نہ عصبہ میں اور نہ ذوی الارحام ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور عمر کی کمی بیشی کو وراثت میں کوئی دخل نہیں۔ وارث خواہ کسی عمر کا ہو وہ اپنا حق ضرور پائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ر شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیویاں' بیٹا' دو بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوا۔ اس نے دو بیویاں' ایک لڑکا اور

۴ لڑکیاں چھوڑیں۔ ان میں وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ از روئے شرع جواب سے مستفیض فرمائیں۔

السائل: محمد سمیع ولد خدا بخش، لطیف آباد یونٹ نمبر ۸، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ بالا میں میت کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/۱۶/۶۴

زوجہ	زوجہ	ابن	بنت	بنت
۱			۷	
۱	۱		۱۴	
۴	۴	۲۸	۱۴	۱۴

یعنی کل مال کے ۶۴ حصے کریں۔ ان میں سے ۴-۴ ہر بیوی کو، ۱۴-۱۴ ہر لڑکی کو اور باقی ۲۸ لڑکے کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رشعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

بیوی اگر پہلے شوہر کے انتقال کے بعد دوسرا نکاح کر لے تو بھی پہلے شوہر کی جائیداد سے اپنا حصہ وصول کرے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میرا نکاح ۲۰ رمئی ۱۹۶۷ء کو پروفیسر عبدالعزیز خان سے ہوا تھا۔ ان کے تین بیٹوں کی میں ماں ہوں جن کی عمر ۱۰ سال، ۷ سال، ۵ سال ہے۔ میرے شوہر عبدالعزیز خان کا ۲۲ نومبر ۱۹۷۶ء کو انتقال ہو گیا۔ اب میں نے دوسرا نکاح کر لیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ گذشتہ یعنی مرحوم شوہر کی جائیداد میں حصہ دار ہوں یا نہیں؟ یا میرے تینوں بیٹوں کو شرع کی رو سے باپ کی جائیداد میں سے حصہ ملنا چاہئے یا نہیں؟ آیا! میں ان کی وفات کے بعد اپنے مہر کی حقدار ہوں یا نہیں؟ فقط السائلہ آصفہ یوسف زئی

۷۸۶ **الجواب:** مرد و عورت کے درمیان، زوجیت کا تعلق قائم ہو جائے تو ان میں سے کسی ایک کی موت، دوسرے کو وارث بنا دیتی ہے اور شرعاً وہ اپنے مقررہ حصہ کا وارث قرار پاتا ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے وَلَهُنَّ الرُّبُعُ (النساء:12) یعنی ”(اے شوہرو) تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی حصہ ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو۔ پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں آٹھواں حصہ ہے“۔ تو مرنے والے کی اولاد کی موجودگی میں عورت کا آٹھواں حصہ شرعاً مقرر ہے اور وہ اپنا حصہ پائے گی۔ اور نکاح ثانی کر لینے سے عورت اپنے شوہر کی میراث سے محروم نہیں ہوتی کہ یہ کوئی جرم نہیں۔ یہ تو ایک ہندوانہ رسم ہے کہ نکاح ثانی سے روکنے کے لئے اسے میراث سے محروم کر دینا تجویز کر رکھا ہے اور مسلمانوں کو خدا کی امان کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اولاد اپنے والد خواہ والدہ کے انتقال کے بعد، خواہ ددھیال میں رہے یا ننھیال میں، وہ بھی اپنا مقررہ حصہ پائے گی۔ اگر

صرف لڑکے ہیں تو ذوی الفروض مثلاً ماں باپ کا حصہ دینے کے بعد جو باقی رہے وہ لڑکوں کا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی موجودگی میں میت کا بھائی اگر چہ حقیقی ہو وہ بھی وارث نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ زوجہ کا دین مہر بھی ایسا ہی قرض ہے جیسے اوروں کا اور اس کا ادا کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جیسے دوسروں کا قرض اور مہر تو خالص عورت کا حق ہے۔ زندگی میں بھی حقدار تھی اور موت کے بعد تو مہر مؤکد ہو گیا اور اس کا ادا کرنا ورثہ پر واجب و لازم۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴؍رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

کسی نے اپنی زندگی میں کوئی مال کسی کو ہبہ کر دیا تو بعد موت کسی وارث کو یہ اختیار نہیں کہ اس مال کا مطالبہ کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے دو شادیاں کیں۔ ایک بیوی سے دو بیٹے ہیں اور دوسری بیوی سے بھی دو بیٹے ہیں۔ اس شخص نے اپنی حیاتی میں جو پہلی شادی کی تھی، ان بیٹوں کو اپنی حیاتی میں سولہ ایکڑ زمین بیچ کر شادی کروائی۔ اس وقت دوسری بیوی کے دونوں بیٹے صغیر تھے اور کچھ عرصے گزرنے کے بعد وہ آدمی مر گیا۔ کچھ عرصے کے بعد دوسری بیوی سے جو دو صغیر بیٹے تھے۔ وہ بڑے ہوئے۔ انھوں نے اپنے دونوں بھائیوں سے مطالبہ کیا کہ ہماری بھی شادی کرواؤ۔ انھوں نے انکار کیا کہ ہم نہیں کروائیں گے۔ ان دونوں چھوٹے بھائیوں کا مطالبہ ہے کہ شادی نہیں کرواتے تو آپ لوگوں کی شادی میں سولہ ایکڑ زمین خرچ ہوئی تھی۔ اس کا آدھا یعنی آٹھ ایکڑ ہمیں دو کہ ہم بھی شادی کریں۔ تو انھوں نے انکار کر دیا۔ شریعت محمدی میں اس سے ہم بیچی ہوئی زمین کا آدھا حصہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط رحمت اللہ، جوھی، ضلع دادو

۷۸۶ الجواب: آدمی کو اپنی زندگی و صحت میں، اپنی ملکیت پر پورا اختیار ہوتا ہے۔ جہاں چاہے اور جس طرح چاہے صرف میں لائے۔ دوسروں کو اس پر کسی اعتراض کا حق نہیں۔ اس لیے متوفی نے اپنے دو لڑکوں کی شادی میں اپنا کل اثاثہ یا اس کا کوئی حصہ، فروخت کر کے صرف کر دیا تو اسے اس کا حق تھا کہ وہ اس کی ملک تھا۔ اب کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرے بیٹوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے بڑے بھائیوں سے، جن کی شادی پر وہ زمین فروخت ہوئی، کسی زمین یا روپیہ وغیرہ کا مطالبہ کریں۔ یہ مطالبہ اپنے مرنے والے باپ سے کر سکتے تھے وہ باپ تھا ان کی سنتا اور ان کا حق انہیں دیتا لیکن وہ قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا تو اب دوسروں سے مطالبہ بے معنی ہے۔ ہاں ان بھائیوں کو چاہئے کہ اپنے ان چھوٹے بھائیوں کی دلجوئی کریں۔ ان کی ضرورتوں میں ان کا ساتھ دیں اور جو بھی بن پڑے ان پر صرف کریں کہ مگر یہ اخلاقی ذمہ داری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷؍ذی القعدہ ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ۴ لڑکے اور ۴ لڑکیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنے ترکہ میں ایک مکان چھوڑا۔ جس

کے حقدار چار لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ لڑکیاں مطالبہ کر رہی ہیں کہ ہمیں ہمارا حق دو۔ لڑکیوں میں ایک لڑکی ہندوستان میں ہے۔ باقی سب یہیں ہیں۔ اگر مکان کی قیمت لگائی جائے یا فروخت کر دیا جائے تو شرعاً کتنا کتنا حق لڑکوں کو ہوگا اور کتنا لڑکیوں کو؟ فقط السائل رحمت اللہ، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱' حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اگر متوفی کے صرف یہی ورثہ موجود ہیں تو اس کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد' اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ ورثہ خواہ یہاں ہوں یا ہندوستان میں۔ ان کا معلوم و زندہ ہونا شرط ہے۔ مکان خواہ فروخت کریں یا اس کی قیمت لگائیں۔ بہرحال تقسیم ہونا شرط ہے۔

میّت مسئلہ ۱۲

ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت
۲	۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱

یعنی تمام مال کے ۱۲ حصے کر لیں۔ ان میں سے ہر لڑکے کو ۲' اور ہر لڑکی کو ا حصہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳/ ذی القعدہ ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۲ بیٹی، ۲ بھتیجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میرے دادا سیّد غلام حسین ولد امداد حسین کے دو لڑکے تھے۔ جن کا نام سیّد جعفر حسین و سیّد باقر حسین تھا۔

سیّد جعفر حسین کے دو لڑکے ہیں اور سیّد باقر حسین کے پسماندگان میں ایک بیوہ اور دو لڑکیاں حیات ہیں چونکہ ان کے کوئی نرینہ اولاد نہیں ہے لہٰذا ان کی جائیداد میں بیوہ' لڑکیاں اور بھتیجوں کا کس قدر حصہ ہوگا تا کہ ترکہ کی تقسیم شریعت کے تحت ہو جائے اور کوئی شرعی مسئلہ یا عدالتی چکر نہ پڑے۔ امید کرتا ہوں کہ جناب شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔

دادا سیّد غلام حسین ولد امداد حسین

سیّد جعفر حسین کا انتقال باقر حسین کے بعد ہوا — سیّد باقر حسین کا انتقال پہلے ہوا

جن کا ترکہ تقسیم کرنا ہے

سیّد شبیر الحسن	سیّد مطلوب الحسن	عائشہ بیگم	زینی	ہما
		بیوہ باقر حسین	دختر	دختر

فقط السائل الحاج سیّد زبیر الحق

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی باقر حسین کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کل مال کے ایک تہائی

میں اجرائے وصیت کے بعد ۲۴ چوبیس سہام میں منقسم ہو کر ان کے ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ ان کی زوجہ عائشہ بیگم کو ۳ حصے، یعنی آٹھواں، دونوں بیٹیوں کو ۱۶ حصے یعنی ہر ایک کو ۸ حصے اور باقی ۵ سہام ان کے بھائی سیّد جعفر حسین کو دے جائیں گے۔ یہ ۵ سہام ان کے ورثہ میں حسب احکام شرعیہ تقسیم ہوں گے۔ یا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ اگر سیّد جعفر حسین کا کوئی اور وارث سوائے ان دولڑکوں کے کوئی اور نہیں تو سیّد جعفر حسین کے ۵ سہام ان لڑکوں شبیر الحسن اور مطلوب الحسن کو منتقل ہو جائیں گے جن کو وہ برابر برابر تقسیم کرلیں۔ بالفاظ دیگر ۴۸ سہام میں سے بیوہ کو ۶ ' ہر بیٹی کو ۱۶ سہام اور ہر بھتیجے کو ۵۔

میّت مسئلہ ۴۸/۲۴

زوجہ	بنت	بنت	ابن الاخ	ابن الاخ
۳	۱۶		۵	
۶	۱۶	۱۶	۵	۵

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳رذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ۳ بیٹے اور ۲ بیٹیاں ہیں۔ ان میں ایک بیٹے کا انتقال ہوا جس کی اولاد موجود ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمّی عبدالغفور فوت ہو گیا۔ اس کے تین لڑکے اور دو بیٹیاں ہیں۔ متوفی کے ایک بیٹے مسمّی یار محمد کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس کی صرف ایک لڑکی ہے۔ آیا! یار محمد کے حصے کی جائیداد اس کی لڑکی کو مل سکتی ہے یا نہیں؟ اور اس کے بھائیوں کو بھی کچھ حصہ مل سکتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح اس کی بہنوں کو بھی حصہ مل سکتا ہے یا نہیں؟ السائل محمد علی

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی عبدالغفور کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین، وادائیگی قرض اور ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے تینوں بیٹوں اور دونوں بیٹیوں پر، اور پھر اس کے بیٹے مسمّی یار محمد کا مال متروکہ، اس کی بیٹی، بہن اور دونوں بھائیوں پر حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا جب کہ کوئی اور وارث مثلاً بیوی یا ماں باپ موجود نہ ہوں۔

میّت مسئلہ ۴۸/۸

ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۲	۲	۲	۱	۱
۱۲	۱۲	۱۲	۶	۶

(یار محمد)

مسئلہ ۲/۱۲ میت یار محمد ۲

بنت	اخ	اخ	اخت	اخت
۱		۱		
۶	۲	۲	۱	۱

یعنی یار محمد کے تمام مال متروکہ کے (۱۲) حصے کریں۔ ان میں سے (۶) سہام عطا محمد کی بیٹی کو' باقی سہام سے عبدالغفور کے ہر بیٹے کو (۲) سہام اور ہر بیٹی کو (۱) سہام دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳/ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

زندگی میں سب کو برابر تقسیم کرے' اگر اولاد بدچلن ہو تو نہ دے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میرے تین لڑکے اور دو لڑکیاں اور ایک بیوی ہے۔ دو بڑے لڑکوں کی میں نے شادی کرادی ہے اور چھوٹے لڑکے کی شادی کرانی ہے۔ ایک لڑکی کا نکاح ہو چکا ہے لیکن رخصتی نہیں ہوئی۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں اپنی جائیداد میں سے کچھ تو اپنی بیوی کے نام پر کر جاؤں اور چھوٹا لڑکا بھی میری بیوی کے ساتھ رہے گا اور کچھ جائیداد مساجد کے نام کر جاؤں۔ میں چاہتا ہوں کہ دو بڑے لڑکوں کو کچھ بھی نہ دوں کیوں کہ وہ دونوں میرے نافرمان ہیں۔

لیکن اگر شریعت کی رو سے ان دونوں نافرمانوں کا بھی مجھ پر حق بنتا ہے تو میں اپنی جائیداد ان کو دینے کے لئے بالکل تیار ہوں اور یہ بھی بتایا جائے کہ مندرجہ بالا جتنے افراد ہیں ان کو جائیداد میں سے کتنا کتنا حصہ دوں؟

فقط السائل حاجی شبیر نقشبندی، ریشم گلی حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اپنی زندگی وصحت میں آدمی کو اختیار ہے کہ جسے وہ چاہے دے اور جب چاہے دے۔ جتنا چاہے ورثہ میں تقسیم کردے جتنا چاہے فی سبیل اللہ مسجد و دینی مدرسہ کو بخش دے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ مسجد وغیرہ کو ایک تہائی سے زیادہ نہ دے اور ورثہ کو بے سہارا نہ چھوڑے اور آدمی کی موت کے معاً بعد اس کے تمام ورثہ کا حق اس کے اموال متروکہ سے متعلق ہو جاتا ہے خواہ وہ نافرمان ہوں یا عاق کردیے گئے ہوں۔ زندگی میں اولاد کو تقسیم کردیں تو لڑکے لڑکی کو برابر دیں۔ لڑکے کو دونا اور لڑکی کو اس سے نصف دینا' میراث میں ہے اور یہاں جیتے جی آدمی تقسیم کر رہا ہے۔ یونہی اگر بعض اولاد بدچلن ہے تو انہیں دینا' بدچلنی میں مدد دینا ہے لہٰذا انہیں نہ دے۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲/ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

پوتوں کا جائیداد میں حصہ نہیں ہاں اگر دادا چاہے تو زندگی میں ان کو دے سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میری والدہ محترمہ بقید حیات ہیں اوران کی کچھ جائیداد ہے۔ ہم تین بھائی اور تین بہنیں حیات ہیں اور ایک بھائی جس کا انتقال تقریباً ۲۲ سال ہوئے ہوگیا ہے۔ انتقال کے وقت ہماری بھابھی حاملہ تھیں اور کچھ عرصہ بعد وہ ہمیں چھوڑ کر اپنی والدہ کے پاس رہنے لگیں اور وقت مقرر پر وہ ایک بچے کی ماں بن گئیں۔ بچے کی پرورش اس کی نانی کے ہاں ہونے لگی۔ ہم لوگوں نے بچے کو اپنے پاس رکھنے کی کوشش کی تو ہماری بھابھی نے انکار کیا اور وہ کسی طور اس بات پر راضی نہ ہوئیں۔

اب ہماری والدہ چاہتی ہیں کہ وہ اپنی جائیداد ہم بہن بھائیوں میں تقسیم کردیں تو برائے مہربانی آپ بتایئے کہ از روئے شریعت ہم بہن بھائیوں کو اس میں کتنا حصہ ہوگا؟ اور ہمارے مرحوم بھائی کی اولاد کا حق ہوگا یا نہیں؟ اگر ہوگا تو کتنا ہوگا؟ امید ہے کہ آپ جواب دے کر مشکور فرمائیں گے۔ فقط شمس الدین ولد افسر الدین، بلبلانی گھٹی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: آپ کی والدہ صاحبہ اپنے مال کی مالک ومختار ہیں۔ اپنی صحت وزندگی میں جسے جتنا چاہیں بخش دیں۔ دوسروں کو ان پر اعتراض کا حق نہیں۔ خواہ وہ صلبی اولاد ہو یا اولاد کی اولاد۔ یا محض اجنبی، ہاں کسی حقدار کو ناحق محروم نہ کریں کہ ناجائز اور گناہ ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ اپنی زندگی میں اولاد کو ہبہ کریں تو لڑکے اور لڑکی دونوں کو برابر برابر دیں۔ یہ نہیں کہ لڑکے کو لڑکیوں سے دو چند دیں جیسا کہ میراث کا قانونِ شرعی ہے کہ لڑکے کو لڑکی سے دو ملنا ملتا ہے۔ ہبہ و بخشش میں ایسا نہیں۔ پھر جسے دیں اس کا اس مال پر قبضہ کرلینا ضروری ہے ورنہ ہبہ صحیح نہ ہوگا اور مرنے کے بعد اس میں وراثت جاری ہوگی۔ آپ کے مرحوم بھائی کی اولاد کا وراثت میں کوئی حق نہیں کہ بیٹوں کے سامنے پوتے محروم رہتے ہیں۔ ہاں آپ کی والدہ ماجدہ اپنی صحت وزندگی میں جو چاہیں دے دیں اور اس پر اُن کا قبضہ کرادیں یعنی ملکیت سے اسے بالکل جدا کردیں۔ یوں دینا بھی جائز اور اسے لینا بھی جائز۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عُفی عنہ ۱۲ ؍ ذی قعد ۱۴۰۰ ھ

اپنی زندگی میں جس کو چاہے اپنا مال دے دے کسی کو اعتراض کا حق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میرے حقیقی چچا حافظ غلام حسین صاحب نے نرینہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے مجھے اپنا متبنّٰی بنالیا تھا۔ جو ہماری برادری کے رسم ورواج کے مطابق گود لینا کہلاتا ہے۔ جس کو عدالت بھی تسلیم کرتی ہے۔ گویا میں اس وقت سے اپنے حقیقی چچا ندکور کا لے پالک بیٹا ہوں۔

حافظ حاجی غلام حسین صاحب کی ایک بیٹی بھی ہے۔ اس کے علاوہ بیوی یا کوئی اور اولاد نہیں ہے۔ ان کی بیٹی شادی شدہ اور بال بچے دار اور قطعی خوشحال ہیں۔

میں چونکہ اس وقت فالج زدہ ہوں اور کام کاج سے معذور ہو گیا ہوں۔ میری طرف سے میرے مذکورہ حقیقی چچا صاحب نے توجہ ختم کردی ہے اور تمام ملکیت منقولہ وغیر منقولہ کا مالک اپنی بیٹی اور داماد کو بنانا چاہتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ لے پالک بیٹے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔

لہٰذا عرض خدمت ہے کہ از روئے شریعت مجھے آگاہ کیا جائے کہ میرا مذکورہ حقیقی چچا صاحب کی کسی بھی قسم کی جائیداد پر کتنا حق بنتا ہے؟ فقط نثار احمد ولد غلام محمد

۷۸۶ الجواب: حاجی غلام حسین اپنی زندگی میں وصحت میں جسے چاہیں اپنا مال ہبہ کر کے اس کے قبضہ میں دے دیں۔ کسی کو اس پر کوئی اعتراض کا حق نہ ہوگا۔ البتہ کسی وارث کو ناحق کرنا' یہ گناہ اور آخرت میں قابل مواخذہ جرم ہے۔ ہاں ان کے انتقال کے بعد' بھتیجے' ایک بیٹی کی موجودگی میں جب کہ کوئی اور وارث موجود نہ ہو نصف کا مستحق ہے اور منھ بولا بیٹا ہونا' اسباب وراثت میں سے کوئی سبب نہیں جب کہ بھتیجا عصبات میں داخل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶/ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

متوفی کی موت کے وقت جو ورثا زندہ ہوں وہی اس کے وارث ہوتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: حاجی محمد ابراہیم کا انتقال ہو گیا۔ حاجی صاحب کی کوئی اولاد نرینہ نہیں ہے۔ صرف ایک لڑکی ہے اور بیوہ ہے۔ ایک حاجی صاحب کا برادر حقیقی ہے اور ایک بہن ہے۔ حاجی صاحب کی کوئی وصیت نہیں صرف کاغذ پر یہ ضرور لکھا ہے کہ میرے بعد میرا بھائی اور میری بہن جو پنجاب میں رہتے ہیں۔ میری بیوی اور لڑکی ہے اور میری اور میری بیوی زندگی تک ہم مالک ہیں۔ اب حاجی مرحوم صاحب کی ملکیت اور مال کی تقسیم کس طرح تقسیم ہوگی؟

کیا حاجی مرحوم کی بیوہ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی لڑکی کو تمام ملکیت و مال کی مالک بنادے یا لکھدے؟ جب کہ حاجی صاحب مرحوم کی اس قسم کی کوئی تحریر نہیں ہے۔

نوٹ۔ حاجی محمد ابراہیم کی بیوہ بہت سخت بیمار ہیں۔ اگر اس دوران مرحوم کی بیوی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کا حصہ کس کو پہنچتا ہے؟ دوسرے اگر یہ جائیداد مرحوم کی ہو یا اس کی ذاتی پیدا کردہ ہے تو اس کی تقسیم وراثت کیسے ہوگی؟

فقط السائل محمد عتیق لطیفی، شاہی بازار، شہداد پور

۷۸۶ الجواب: مورث کے انتقال کے وقت جتنے ورثہ موجود ہوتے ہیں حسب احکام شریعت سب ہی اپنا اپنا حصہ پاتے ہیں۔ صورت مذکورہ میں حاجی محمد ابراہیم کا تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور اجرائے وصیت در ثلث کے بعد آٹھ حصوں میں تقسیم کریں۔ ایک حصہ بیوہ کو' چار حصہ بیٹی کو' دو حصے بھائی کو اور ایک حصہ بہن کو دیں۔

میت مسئلہ ۸

زوجہ	دختر	برادر	ہمشیرہ
۱	۴	۲	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۵ رصفر المظفر ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثا میں بیوی' ۵ بیٹے' ۲ بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: عبد الغفور ولد عبد الکریم کا انتقال ہو گیا۔ انھوں نے مندرجہ ذیل وارث چھوڑے ہیں۔ پانچ بیٹے' دو بیٹیاں اور ایک زوجہ۔ ان میں وراثت کس طرح جاری ہوگی؟

فقط، عبد الشکور، کھائی روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی عبد الغفور کا تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد ان کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۹۶/۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۱					۷		
۱۲	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

یعنی تمام مال متروکہ کے ۹۶ حصے کریں' ان میں سے بیوہ کو ۱۲۔ ۱۴۔ ۱۴ ہر لڑکے کو اور ۷۔ ۷ ہر لڑکی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۵ رصفر المظفر ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں پہلی بیوی کا لڑکا اور دوسری بیوی سے تین لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید کا انتقال ہوا۔ ان کے وارثوں میں پہلی بیوی سے ایک لڑکا ہے۔ پہلی بیوی کا انتقال ہوا تو دوسری شادی کی۔ ان سے تین لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں۔ وہ بیوی بھی زندہ ہے۔ ایسی صورت میں وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟

فقط، حاجی نور محمد، مارکیٹ روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی زید کا تمام مال متروکہ' از قسم زیورات وجائیداد وغیر منقولہ ونقد رقوم وغیرھا' تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد آٹھ حصوں میں تقسیم کریں۔ ان میں ایک حصہ یعنی کل مال کا ۱/۸ بیوی کو دے دیں اور باقی ۷ حصے یعنی کل مال کا ۷/۸ ان کے بیٹے بیٹیوں میں' جو پہلی بیوی سے ہیں اور دوسری سے بھی۔ اس طرح تقسیم کریں کہ ہر بیٹے کو بیٹی سے دونا ملے۔

میت مسئلہ ۱۲۰/۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
۱						۷					
۱۵	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶رذی القعدہ ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ۴ بیٹے، ایک بیٹی اور بیوی ہے۔ان میں دو بیٹوں کا انتقال ہوا اوران کی اولاد موجود ہے

سوال: بخدمت جناب محترم مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میرے والد محمد عظیم کے نام، لطیف آباد یونٹ نمبر ۲ ' میں ایک مکان ہے۔ میرے والد کا انتقال ہو چکا ہے۔ ہم چار بھائی اور ایک بہن ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔محمد انوار' ۲۔محمد یاسین' ۳۔محمد یامین اور ۴۔عبدالرحیم۔ ہم چاروں بھائی شادی شدہ ہیں۔ بڑے بھائی انوار کے تین بچے ہیں اور دوسرے بڑے بھائی یاسین کے پانچ بچے اور میرے (یامین) کے ایک لڑکی ہے۔ میرے چھوٹے بھائی عبدالرحیم کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

میرے دو بڑے بھائی محمد انوار اور محمد یاسین کا انتقال ہو چکا ہے اور بڑے بھائی کی بیوی نے دوسری شادی کرلی ہے اور وہ اپنے بچے سمیت اپنے شوہر کے ساتھ چلی گئی ہیں اور دوسرے بڑے بھائی محمد یاسین کی بیوی سے میں نے دوسری شادی کرلی ہے اور وہ اپنے بچوں سمیت میرے ساتھ رہ رہی ہے۔ اب میرا چھوٹا بھائی اور والدہ چاہتی ہیں کہ مکان کے دو حصے کرلئے جائیں۔ جن میں سے ایک حصہ میں لوں اور دوسرا حصہ میرا چھوٹا بھائی لے لیکن میں نے اپنے بھائی سے کہا کہ اس طرح حصے نہیں ہوتے بلکہ جو کچھ بھی، بہن بھائی اور والدہ کے حصے میں آئے قرآن وسنت کے مطابق وہ لیں گے۔

آپ سے صرف اتنا معلوم کرنا ہے کہ میرے دو بھائی جن کا انتقال ہو چکا ہے اور بچے جوان اور بالغ ہیں تو ان سب کو اس مکان میں سے حصے لینے کا حق ہے یا نہیں؟ ذرا تفصیل سے وضاحت کرکے بتائیں کہ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

فقط محمد یامین ولد محمد عظیم، لطیف آباد' حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مذکورہ بالا صورت میں متوفی محمد عظیم کا تمام مال متروکہ' تجہیز وتکفین' وادائیگی قرض' اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸ / ۷۲

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
۱		۷			
۱۹	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷

یعنی کل مال کے ۲۷ حصے کریں۔ ان میں سے ۹ حصے بیوہ کو دیں۔ ۷ حصے بہن کو اور ہر بھائی کو ۱۴-۱۴ حصے۔ اب کہ ایک بھائی کا انتقال ہوا تو اس کی بیوہ اور بچے اس حصے کے حقدار ہیں اگرچہ بیوہ نے شادی کر لی۔ یوہیں دوسرے بھائی کے انتقال کے بعد اس کی بیوی بچے اس کے حصے کے حقدار ہیں وہ اپنا حق پائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رذی القعدہ ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیٹی، بھتیجے، بھتیجیاں، داماد، نواسیاں، نواسے ہیں اور بیٹی کا انتقال ہوا اس کے ترکہ کی تقسیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسمّی سیّد امام علی قادری (مرحوم) نے جو نقد جائیداد چھوڑی ہے۔ اس کی تقسیم ورثاء میں کیسے ہوگی؟

مرحوم کے ایک سگے بھائی چھوٹے تھے۔ جن کا انتقال مرحوم کی زندگی میں ہوگیا۔ مرحوم کی بیوی کا بھی انتقال مرحوم کی زندگی میں ہوگیا۔ مرحوم کی ایک بیٹی تھی۔ اس بیٹی کا انتقال مرحوم کے بعد ہوا۔ اب موجودہ وارثان مندرجہ ذیل ہیں۔

مرحوم کے داماد، مرحوم کی تین نواسیاں، ایک نواسہ، مرحوم کے چھوٹے بھائی ایک کی، اولاد یعنی دو بھتیجے، چار بھتیجیاں۔

شرع شریف کے مطابق جواب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔ عبدالحمید صابری، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی سیّد امام علی قادری کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین وادائیگی قرض، اجرائے وصیت درثلث کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲ر۴

میّت

بنت	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجی	بھتیجی	بھتیجی	بھتیجی	داماد	نواسیاں ۳	نواسہ ۱
۱	۱			محروم		محروم		محروم	
۲	۱	۱							

اور جب کہ مرحوم کی بیٹی کا بھی انتقال ہوا تو اس کا مال متروکہ اس کے شوہر اور اولاد میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ہٰکذا

میّت مسئلہ ۴ر۲۰

زوج	ابن	بنت	بنت	بنت
۱		۳		
۵	۶	۳	۳	۳

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رذی القعدہ ۱۴۰۰ھ

ایک عورت کے ورثاء میں شوہر، دو بیٹی، بہن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ چراغ بی بی نے انتقال کر کے اپنے پیچھے شوہر دو لڑکیاں، جن کی شادی ہو چکی ہے اور ایک بہن شادی شدہ چھوڑی، اور چراغ بی بی کی جائیداد اپنی ذاتی ہے۔ اس کی اپنی کمائی کی ہے۔ آبائی جائیداد نہیں لہٰذا چراغ بی بی کی جائیداد متروکہ کو تقسیم کر کے فتویٰ صادر فرمائیں۔ **بینوا توجروا**

السائل۔ مشتاق علی، سرے گھاٹ، حیدر آباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ میّت کا اور کوئی وارث موجود نہیں۔ متوفی کا کل مال متروکہ، تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا یعنی کل مال کے بارہ حصہ کریں۔ ان میں سے ایک چوتھائی یعنی ۳ شوہر کو، دو تہائی یعنی ۸ حصے دونوں بیٹیوں کو، ہر ایک کو ۴، اور باقی ایک حصہ اس کی بہن کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۱۲

زوج	بنت	بنت	اخت
۳	۴	۴	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۲؍رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیوی، دو بیٹی، دو بہن، ایک بھائی ہیں اور نواسے کے لئے اس نے وصیت کی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: اگر کوئی شخص اپنی وفات سے پہلے، اپنے نواسے اور ایک بیوی کے لئے وصیت کر جائے کہ میرے مرنے کے بعد میرے تمام مال کے وارث یہی ہیں حالانکہ اس کی دو بیویاں، دو بیٹیاں، دو بہنیں اور ایک بھائی موجود ہیں۔ ایسی صورت میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا۔ **بینوا توجروا**

فقط عبدالکریم، گوٹھ گھڈارا، تعلقہ ٹنڈو باگو، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض کے بعد، میّت کے مال متروکہ سے ایک تہائی، اس کے نواسے کو دیا جائے جس کے لئے میّت نے وصیت کی ہے۔ جب کہ وہ شخص تندرست تھا یعنی بلا تکلف چلتا پھرتا اور بازار سے اپنی ضروریات خرید لایا کرتا تھا یا گھر کے کام کاج کرایا کرتا تھا۔ نواسہ چونکہ وارث نہیں اس لئے اس کے حق میں وصیت نافذ ہوگی۔ لیکن صرف ایک ثلث۔ (۱/۳) میں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ البتہ بیوی چونکہ شرعاً اس کی وارث ہے لہٰذا اس کے حق میں وصیت شرعاً معتبر نہیں کہ لا وصیۃ لوارث۔ اس وصیت کے اجراء کے بعد میّت کا مال متروکہ اس کے ورثہ میں یوں تقسیم ہوگا کہ

تمام مال کے ۹۶ حصے کریں۔ان میں سے ۶-۶ بیوی کو ۳۲-۳۲ ہر لڑکی کو ۱۰ بھائی کو ۵-۵ بہن کو دیں۔ ہکذا واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲۴/۹۶

زوجہ	زوجہ	بنت	بنت	اخت	اخت	اخ	
۳		۱۶		۵			
۶	۶	۳۲	۳۲	۵	۵	۱۰	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸/ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، بھائی، بھتیجی اور بھتیجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید کا انتقال ہوا اور اس کے کوئی اولاد وغیرہ نہیں ہے۔ ورثاء میں صرف ایک بیوی ایک حقیقی بھائی اور ایک دوسرے مرحوم حقیقی بھائی کے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہیں۔ مذکورہ بالا صورت میں مستحقین ترکہ کتنی کتنی مالیات کے حقدار ہوں گے؟ از راہ کرم از روئے شرع محمدی سے ہر ایک کا جواب متعین فرمادیں۔

بینوا بالبرھان توجروا عند الرحمٰن فقط السائل منشی محمد اشفاق، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ پہلے تمام مال میں سے میت کی تجہیز وتکفین، قرض اور نفاذ وصیت در ثلث ہوگا، اس کے بعد جو مال بچے گا اس کے چار حصے کئے جائیں۔ چوتھائی حصہ بیوی کو اور باقی ۳ بھائی کو دیئے جائیں گے، بھتیجے اور بھتیجی ترکہ سے محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۴

زوجہ	اخ حقیقی	بنت	ابنان لاخ	
۱	۳	محروم	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی، ۱۲/۲/۱۹۸۰ء

بیٹے کے ہوتے ہوئے بھتیجے وارث نہ ہوں گے

سوال: مکرمی ومحترمی جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مندرجہ ذیل امور میں شرعی فتویٰ عنایت فرمایا جائے۔

جد امجد عمدہ خان۔فوت (ہندوستان)

عبداللہ (مرحوم) ۴۰ سال قبل

عبدالکریم عبدالشکور علی شیر

عہدہ ءوراثت

رحمت اللہ (مرحوم) ۱۸ سال قبل

عبدالعزیز

عہدہ ءوراثت

محمود (مرحوم) ۲۵ر دسمبر ۱۹۷۴ء

فضل الدین علی محمد

عہدہ ءوراثت

مقصود اللہ (مرحوم) ۹ر مئی ۱۹۷۵ء

تاج محمد فضل احمد حاجی غلام مصطفٰے

عہدہ ءوارثت

برکت اللہ (مرحوم) ۱۲ر اپریل ۱۹۷۵ء

لاولد شکیلہ (بیوہ)

وراثت ۱۴ر=

۱۲ر=

مقصود کی حیات میں وراثت ہوگئی۔اس کی وفات کے بعد اس کے لڑکوں تاج محمد فضل احمد اور غلام مصطفٰے کے نام وراثت ہوگئی۔آیا! علی شیر وغیرہ۔عبدالعزیز۔فضل الدین۔علی محمد وغیرہ برکت کی جائیداد میں حصہ دار بن سکتے ہیں یانہیں؟

فقط حاجی غلام مصطفٰے، ہوسڑی، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں، متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض، اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، برکت کی بیوہ اور حقیقی بھائی کے مابین تقسیم ہونا تھی جو تقسیم کردی گئی اور صحیح تقسیم کی گئی۔مرحوم کے دوسرے بھائیوں کا انتقال چونکہ مرحوم سے پہلے ہی ہو چکا تھا، اس لئے ان کا وراثت میں حصہ نہ تھا۔اب کہ مقصود کا بھی انتقال ہوا تو ان کا مال متروکہ صرف ان کے بیٹوں کا حق ہے۔بھتیجے تمام کے تمام محروم الارث ہیں کہ بیٹوں کے ہوتے ہوئے بھتیجوں کا کوئی حق نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ر ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

ایک عورت کے ورثاء میں بھتیجا، بھانجا اور بھانجی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ فیاضی بی بی کا انتقال ہوا تو انہوں نے اپنی بہن کا ایک لڑکا نواب خاں اور اپنے بھائی فیضاب خان کا ایک لڑکا قمریاب خان اور ایک لڑکی ختیجہ بی بی چھوڑے ہیں۔ ان میں مال متروکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ فقط، قمریاب خان

۷۸۲ **الجواب** وھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ میں مسماۃ فیاضی بی بی کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد مسماۃ فیاضی بی بی کے بھائی بیٹے مسمّی قمریاب خان یعنی مرحومہ کے بھتیجے کو ملے گا کہ عصبہ ہے۔ بہن کا لڑکا نواب خان اور بھائی کی لڑکی ختیجہ چونکہ عصبات میں نہیں بلکہ ذوی الارحام میں داخل ہیں۔ اس لئے عصبات کے ہوئے ہوئے یہ محروم رہیں گے۔ سراجی میں ہے ومن لا فرض لھامن الاناث واخوھا عصبته باخیھا کالعم والعمة المال كله للعم دون العمة۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۱۰ ر ۸ ر ۱۹۸۰ء

۷۸۲ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، بیٹا، دو بیٹی اور بہن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: والد صاحب مرحوم نے ۱۹۵۵ء میں کلیم داخل کیا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد مبلغ ۲۴۰۰۰/= ہزار روپیہ کا کلیم منظور ہوا۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ، ایک لڑکا، دو لڑکیاں شادی شدہ اور ایک بہن شادی شدہ چھوڑے ہیں۔ اس کلیم میں سے ہر ایک کو کتنا حصہ ملے گا؟ فقط عزیز الرحمٰن، حیدرآباد، سندھ

۷۸۲ **الجواب:** صورت مسئولہ میں میت کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی (۱/۳) میں اجرائے وصیت کے بعد، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال کے ۳۲ حصے کریں۔ ان میں سے ۴ حصے بیوہ کو، ۱۴ حصے بیٹے کو اور ہر بیٹی کو ۷-۷ حصے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸ ر ۳۲

زوجہ	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بہن
۱	۷			محروم
۴	۱۴	۷	۷	

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ر ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

ایک شخص فوت ہوا اس کا کوئی وارث نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص فوت ہوگیا۔ اس کے پیچھے قریب یا بعید کوئی رشتہ دار نہیں ہے اور ایک آدمی پر قرضہ چھوڑ مرا ہے۔ اب یہ قرضہ واپس لے کر اس کی نیاز و فاتحہ دلائی جاسکتی ہے یا مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ شریعت کی رو سے جواب عنایت فرمائیں۔ السائل مولوی محرم دین قادری، متعلم دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد سندھ

۸۶/۷ **الجواب:** ایسی صورت میں کہ متوفی کا کوئی قریب یا دور کا رشتہ دار موجود نہیں، یا اس کا پتہ نہیں چلتا کہ ہے یا نہیں؟ اس کا مال متروکہ جو تجہیز و تکفین وغیرہ سے باقی بچے، فقراء پر تصدق ہے۔ اس کی طرف سے فقراء یا دینی طلبہ کو کہ مستحق امداد ہوں، دے سکتے ہیں بلکہ انہیں کو دینا ہے۔ مسجد میں یہ رقم صرف نہیں کر سکتے کہ ان اللہ طیب یقبل الطیب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رشعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثا میں بیوی، بیٹا اور بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم نظام الدین نے اپنے لواحقین میں ایک بیوہ اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑی ہے۔ مرحوم ریلوے میں ملازمت کرتے تھے۔ مرحوم کے انتقال کے بعد ریلوے سے ان کی سروس کا روپیہ ملا ہے۔ لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ شرعی طور پر فیصلہ دیں کہ بیوی کا اس روپیہ میں کتنا حصہ ہے؟ اور بیٹے کا حصہ کتنا ہے؟ اور بیٹی کا کتنا حصہ ہے؟

نوٹ۔ بیٹا امام الدین ریلوے میں ملازم ہے۔ شادی شدہ ہے۔ تین بچوں کا باپ ہے۔ ریلوے کی طرف سے علیحدہ کوارٹر میں رہتا ہے۔ بیوہ مریم اپنے شوہر نظام الدین کے مرنے کے بعد ریلوے کے الگ کوارٹر سے محروم ہے کیوں کہ یہ گورنمنٹ کا قانون ہے۔ بیٹا امام الدین اپنی ماں کو ساتھ رکھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ بیٹے کو صرف اپنے باپ کے پیسے میں سے حصہ چاہئے۔ لہٰذا آپ سے گزارش عرض ہے کہ آپ یہ بتائیں کہ بیٹے کو کتنا حصہ ملے گا؟

بیوہ کو پنشن کے مبلغ =/۲۰۹ روپیہ ماہوار ملتے ہیں۔

بیوی نے بیوہ ہونے کے بعد جو پیسہ ملا اس میں سے اپنی بیٹی شگفتہ اور اپنے دیور مرحوم کی لڑکی شمیم کی شادی کی ہے۔ مرحوم شوہر کی فاتحہ وغیرہ بھی کی ہے۔ تمام اخراجات اسی پیسے میں سے ہوئے ہے اور مرحوم تقریباً دو سال بیمار رہے۔ اس میں ان کا علاج وغیرہ پر جو کچھ ہوا اسی بیوہ نے کرایا۔ اس سلسلہ میں قرضہ بھی لیا گیا۔ یہ وضاحت بھی فرمائیں کہ یہ قرضہ کون دے گا؟

لڑکا امام الدین اپنی والدہ کو اپنے ساتھ رکھنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ بیوہ مریم اسی کوارٹر میں ابھی تک قیام کررہی ہے۔ جس میں وہ اپنے مرحوم خاوند کے ساتھ رہتی تھی۔ یہ کوارٹر نظام الدین کے بھتیجے کے نام ہوگیا ہے۔ کھانے کا خرچ مریم اپنا خود اٹھاتی ہے۔

نظام الدین مرحوم

پہلی بیوی مرحومہ سے بیٹا   موجودہ بیوی سے بیٹی

۔ امام الدین　　شگفتہ

فقط: حافظ عبد الشکور، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: متوفی نظام الدین کے مال متروکہ سے اس کی تجہیز و تکفین کے بعد جو کچھ باقی بچا سب سے پہلے اس سے قرض کی ادائیگی کی جائے جوان کے ذمہ تھا اور ادائیگی قرض کے بعد اگر کوئی وصیت کی تھی تو ایک تہائی میں وصیت پوری کریں۔
اب تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور اجرائے وصیت کے بعد متوفی کا مال متروکہ حسب ذیل طریقہ پر ورثہ میں تقسیم کریں۔

میت مسئلہ ۲۴

زوجہ	پسر	دختر
۳	۱۴	۷

یعنی کل مال کے ۲۴ حصے کریں۔ ان میں سے ۳ بیوہ ۱۴ لڑکے اور ۷ لڑکی کو دیں۔ لڑکا تنہا رہے یا ساتھ۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

پینشن کی حقدار اس کی بیوی ہے یا نابالغ اولاد جو اس کی پرورش میں ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۹ رشعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، چھ بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کوارٹر 231-230 لطیف آباد یونٹ نمبر 7-c جو بابو عزیز الرحمٰن صاحب نے خرید کیا تھا۔ جس میں کوارٹر 231 حمید الرحمٰن کے نام تھا سب بھائی مشترکہ اپنے روپوں سے کوارٹر کی اقساط جمع کراتے رہے مگر حمید الرحمٰن کے الگ ہو جانے پر بقیہ اقساط کی ادائیگی بنفس نفیس حمید الرحمٰن نے ادا کی اور کوارٹر 230 دیگر بھائیوں نے مشترکہ طور پر ادا کیں اور کل واجبات ادا ہو گئے۔

موجودہ وقت میں جناب جمیل الرحمٰن اور سلیم الرحمٰن صاحب میں نااتفاقی ہوگئی تو نوبت اینجا رسید کہ کوارٹر 230 کو تقسیم کرنے کا سوال پیدا ہو گیا۔

مذکورہ اعداد و شمار اخراجات بغرض ملاحظہ مطابق بیانات تحریری ادا کر دئے گئے ہیں۔ جو ہمراہ ہیں۔ کوارٹر کے خریدار تحریری طور پر دو صاحبان ہیں۔

۱۔ جمیل الرحمٰن	تحریری دعویدار
۲۔ نعیم الرحمٰن	تحریری دعویدار
۳۔ سلیم الرحمٰن	زبانی دعویدار

لہٰذا گزارش عرض ہے کہ مذکورہ بالا اعداد و شمار کے مطابق کون شخص اس کا حقدار ہے از روئے شرع؟

کوارٹر 230 اس وقت بھی زیر تعمیر ہے۔ جس کا خرچ جمیل الرحمٰن صاحب برداشت کر رہے ہیں۔ نام حصہ داران مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ بیوہ عزیز الرحمٰن، ۲۔ حمید الرحمٰن، ۳۔ فرید الرحمٰن، ۴۔ سلیم الرحمٰن، ۵۔ نعیم الرحمٰن،
۶۔ شمیم الرحمٰن، اور ۷۔ ایک دختر۔ سب صاحبان شادی شدہ ہیں۔

فقط: سیّد محمد علی، بانٹو ااسٹریٹ، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** باپ نے جو کچھ مال ترکہ میں چھوڑا اس میں اس کے تمام ورثاء حکم شرعی کے مطابق مقررہ حصہ دار ہیں۔ اگرچہ اس میں کسی نے کام زیادہ کیا کسی نے کم۔ صورت مسئولہ میں جب کہ دونوں کوارٹر مرحوم کی ملکیت تھے ان کے انتقال کے بعد اس میں وراثت بطریق ذیل جاری ہوگی۔

میّت مسئلہ ۸ / ۱۰۴

زوجہ	پسر	پسر	پسر	پسر	پسر	پسر	دختر
۱				۷			
۱۳	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷

یعنی کل مال یعنی جائیداد متروکہ کی قیمت لگا کر اس کے جملہ ۱۰۴ حصّے کریں۔ ان میں سے ۱۳ حصّے بیوی کو ۱۴-۱۴ حصّے ہر بیٹے کے اور ۷ حصّے بیٹی کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رشعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

پوتا، پوتی کا دادا کی وراثت میں حصّہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید، عمرو، بکر اور اسلم چار حقیقی بھائی اور چار ہمشیرہ تھیں۔ دو بھائی اور ایک بہن کا انتقال ہوگیا۔ کل جائیداد مسمیان کے والد کی تھی۔ ایک بھائی باپ کے سامنے فوت ہوگیا۔ جو کنوارہ تھا۔ دوسرا بھائی جس کا انتقال ہوا اس کی ایک دختر شادی شدہ حیات ہے۔

جو برادر شادی شدہ فوت ہوگیا اس کی دختر کا اپنے دادا کی جائیداد میں کس قدر حصہ ہے؟

دادا کی حیات میں دو پسران کا انتقال ہوگیا۔ اس وقت دو پسران چار دختران اور ایک پسر کی دختر موجود ہے۔

فقط السائل محمد حنیف ولد محمد صوفی ضلع حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں فوت شدہ بیٹے کی بیٹی کا، اپنے دادا کی وراثت میں کوئی حق نہیں۔ کہ نہ وہ ذوی الفروض میں ہے اور نہ عصبات میں۔ جب کہ دوسرے ذوی الفروض مثلاً اس کے بیٹے بیٹیاں موجود ہیں تو وراثت وہ ذوی الفروض ہیں نہ کہ یہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رشعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

اگر کسی نے اپنے وارث کو زندگی میں کچھ دیا تو کیا وہ ترکہ میں شمار ہوگا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہم دو بہن بھائی ہیں۔ بہن شادی شدہ ہے۔ ہمارے والد نے اپنی زندگی میں ایک مکان بہن کو لے کر دیا تھا۔ جو کہ انہوں نے فروخت کر دیا اور اور بعد میں ہمارے مکان میں جو کہ والد صاحب کے نام ہے آ کر رہنے لگی اور اب بہن مجھ سے حصہ مانگ رہی ہے۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں فرمائیں کہ بہن کا کتنا حصہ بنتا ہے؟

فقط عبدالرشید قریشی، لطیف آباد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں آپ کے والد مرحوم نے جو کچھ اپنی زندگی میں آپ کو یا آپ کی بہن کو یا کسی اور کو دے دیا اس کا وراثت سے کچھ تعلق نہیں۔ جسے جو کچھ دیا جا چکا وہ اس کی ملکیت قرار پا چکا۔ اب وہ مکان جو مرحوم کا مال متروکہ ہے اس کے تین حصے ہوں گے۔ اس میں ایک حصہ آپ کی بہن کا اور دو حصے آپ کے ہیں۔ جب کہ کوئی اور موجود نہ ہو۔ قال اللہ تعالیٰ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ (النساء:11)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳

بنت	ابن
۱	۲

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

ایک عورت کے ورثاء میں شوہر، والدہ اور ۵ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمات امامن بیگم جو کہ میری منکوحہ شریک حیات تھی۔ عرصہ ۳ سال قبل اس جہاں فانی سے رحلت کر گئی۔ مرحومہ کو اپنے والد کی زرعی زمین میں سے ۸/۱ ایکڑ زمین ورثہ میں ملی تھی۔ میری مرحومہ اہلیہ اپنے والد مرحوم عبدالرزاق خان کی واحد اولاد تھی۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ مرحومہ کے والد اور میری خوش دامن زندہ سلامت ہیں۔ ایک چچا مسمی عبدالشکور بھی حیات ہیں۔ علاوہ ازیں میری مرحومہ زوجہ کے بطن سے پانچ دختران میرے پاس ہیں جن کے نام وعمر حسب ذیل ہیں۔

۱۔ فرزانہ	بنت شجاعت علی	=	۱۵ سال
۲۔ ثمینہ	بنت شجاعت علی	=	۱۲ سال
۳۔ شبانہ	بنت شجاعت علی	=	۱۰ سال
۴۔ فرخندہ	بنت شجاعت علی	=	۸ سال
۵۔ رخشندہ	بنت شجاعت علی	=	۶ سال

مذکورہ بیان کی روشنی میں شرعی فتویٰ صادر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

فقط، شجاعت علی ولد محمد یونس، مسلم راجپوت، ساکن ٹنڈو جام

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مرحومہ کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ ونقد رقوم وزیورات و پارچہ جات وغیرہ، تجہیز وتکفین و ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی (۱/۳) میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر ہوگا کہ تمام مال کے ۶۰ حصے کریں، ان میں سے ۱۵ شوہر کو، ۱۰ اماں کو اور آٹھ آٹھ ہر بیٹی کو دیں۔ چچا مسمّی عبدالشکور کا اس میں کوئی حصہ نہیں کہ وہ عصبہ ہے اور صورت مسئولہ میں محروم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۶۰/۱۲

شوہر	والدہ	دختر	دختر	دختر	دختر	دختر
۳	۲			۷		
۱۵	۱۰	۷	۷	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

زندگی میں تقسیم کرے تو سب کو برابر دے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنی جائیداد تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ زید کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں اور زوجہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ اب زید کی جائیداد میں شرع محمدی کے تحت لڑکوں کو کتنا اور لڑکیوں کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

فقط سیّد ہدایت علی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** اپنی زندگی وصحت میں، اپنا مال یا جائیداد وغیرہ، وارثوں اور دوسرے لوگوں میں تقسیم کرنا ہبہ ہے اور اولاد کو ہبہ کرنے میں لڑکے اور لڑکی دونوں کو برابر دینا چاہئے۔ یہ نہیں کہ لڑکے کو لڑکی سے دو چند دے۔ جس طرح میراث میں ہوتا ہے کہ لڑکے کو لڑکیوں سے دونا ملتا ہے۔ ہبہ میں ایسا نہیں۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

وصیت صرف ایک تہائی میں جاری ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نظر محمد کا انتقال ہوا۔ انہوں نے بیمہ اور جی پی فنڈ کی رقومات ترکہ میں چھوڑیں۔ متوفی کے وارثوں میں صرف ان کا ایک چچا زاد بھائی مسمّی اکرام الدین ہے اور اکرام الدین کی ایک لڑکی ہے۔ جس کے نام مرحوم نے اپنے تمام فنڈ منتقل کر دئے تھے۔ مرحوم غیر شادی شدہ تھے۔ ان کے والدین کا انتقال ہو چکا اور اکرام الدین اور رضیہ بانو بنت اکرام الدین کے علاوہ مرحوم کا کوئی اور وارث نہیں۔ اس صورت میں ترکہ کا حقدار کون بنے گا؟

سائل اکرام الدین، تکی شاہ روڈ، ریلوے کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسمّٰی نور محمد کا تمام مال متروکہ' از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ' تجہیز وتکفین' وادائیگی قرض اور ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد' جب کہ متوفی کا کوئی اور وارث نہیں' صرف اور صرف اس کے چچازاد بھائی اکرام الدّین کو ملے گا۔ اکرام الدّین کی بیٹی جسے متوفی نے اپنا بنا کر اپنے پاس رکھا صرف وہی اموال پائے گی جو متوفی نے اپنی زندگی وصحت میں اس کے نام منتقل کر کے اس کے قبضہ میں دے دیئے تھے اور وہ ان کی زندگی میں ان اموال کی مالک بن چکی تھی۔ ورنہ وصیت' احکام شریعت کے مطابق تمام مال کے ایک تہائی میں جاری ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ میں نہیں۔ ایک تہائی سے جو کچھ زیادہ ہوگا وہ اس کے ورثہ کو ملے گا اور یہاں متوفی کا وارث صرف اکرام الدّین ہے اور وہی بطور عصبہ باقی ماندہ مال کا حقدار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۱۱ ربیع الاوّل ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیویاں، ۳ بھائی اور ایک بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک بزرگ نیاز احمد کا انتقال ہوا۔ ان کے چار بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ ایک بھائی اور ایک بہن کا ان کی زندگی میں انتقال ہو گیا۔ تمام بہن بھائی اولاد والے ہیں' سوائے نیاز احمد کے۔ نیاز احمد کی دو بیویاں تھی اور بے اولاد تھیں۔ پہلی بیوی حیات ہے۔ پہلی بیوی کو نیاز صاحب نے اپنی زندگی میں ایک ہوٹل اور دوسری بیوی کو ایک مکان دیا اس کے علاوہ کچھ اور جائیداد بھی ہے۔ پہلی بیوی کا بھی انتقال شوہر کے بعد ہو گیا ہے۔ پہلی بیوی کے چار بھائی اور چار بہنیں ہیں۔ ان کی زندگی میں ان کے دو بھائی اور ایک بہن کا انتقال ہو چکا ہے۔ جن کی اولاد ہے۔ ایک بھائی کا بعد میں انتقال ہوا۔ مرنے والی کے جو بھائی بہن ہیں۔ ان کی اولاد کا بھی کیا کوئی حصہ ہے؟ سائل اطہر شہزاد' لطیف آباد' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** متوفی نیاز احمد کے انتقال کے بعد ان کا تمام مال متروکہ' ان کی وفات کے وقت موجود' ان کے ورثہ یعنی دو بیویاں' تین بھائی اور ایک بہن میں' تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۴/۵۶

زوجہ	زوجہ	برادر	برادر	برادر	خواہر
۱			۳		
۷	۷	۱۲	۱۲	۱۲	۶

یعنی تمام مال کے ۵۶ حصے کریں۔ ان میں سے ہر بیوی کو ۷-۷' ہر بھائی کو ۱۲-۱۲' بہن کو ۶ حصے دیں۔ متوفی نے اپنی زندگی میں جتنا' جسے ہبہ کر دیا اور اس کے قبضہ میں دے دیا مثلاً جائیداد غیر منقولہ کا داخل خارج، اس کے نام کر دیا، وہ اسی کی ملک ہوگا۔ اس میں نیاز احمد کے دوسرے ورثہ کا کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

یوہیں پہلی بیوی کے انتقال کے وقت جب کہ صرف دو بھائی اور تین بہنیں زندہ موجود تھیں اور ان کے علاوہ کوئی وارث نہ تھا تو ان کا تمام مال متروکہ تمام حقوق کی ادائیگی کے بعد ان کے دو بھائیوں اور تین بہنوں میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا یعنی تمام مال متروکہ کے ۷ حصے کریں ان میں سے ہر بھائی کو ۲ اور ہر بہن کو ایک حصہ دیں۔ مرنے والی کے جو وارث اس کی زندگی میں فوت ہو گئے ان کی اولاد کا کوئی حصہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۷

برادر	برادر	خواہر	خواہر	خواہر	
۲	۲	۱	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

کسی وارث کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسرے کے حصے کا مال ہبہ کردے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد چچا تایا تین بھائی ہیں۔ ان میں تایا کا انتقال ہو چکا ہے۔ ان کی کوئی اولاد وغیرہ نہیں ہے صرف میری تائی ہیں۔ اُن کی جائیداد کا وارث کون ہونا چاہیے؟ اس میں میری تائی اور میرے چچاؤں کا کیا حق ہوگا؟ ایک شخص نے دشمنی کی بناء پر میری تائی کو ورغلا کر اُن کا مکان مسجد کے نام کرا دیا ہے جب کہ ہم اس کے وارث موجود ہیں جو کہ خود کرایوں کے مکان میں رہتے ہیں۔

جب یہ مکان مسجد کو لکھا گیا تھا نہ تو ہمیں معلوم ہوا اور نہ ہی اہلِ محلّہ کو اور نہ پڑوسیوں وغیرہ کو معلوم ہوا مکان مسجد کا نام کرانے والا شخص غیر عقیدے کا ہے اور اس میں گواہ بھی غیر عقیدے کے ہیں اور وہ بھی غیر محلّے کے شخص ہیں۔

لہٰذا شریعت کے مطابق ہمیں اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

فقط عبدالکریم، سیٹلائٹ ٹاؤن میر پور خاص

۷۸۶ **الجواب:** تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض کے بعد اگر میّت نے کوئی وصیت کی ہے تو وہ صرف کل مال کے ایک تہائی میں نافذ ہوگی اور اگر کوئی وصیت نہیں کی تو میّت کا تمام مالِ متروکہ اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا اور صورت مسئولہ میں جب کہ متوفی کے جائز ورثہ موجود ہیں یعنی ایک بیوی اور تین بھائی۔ تو اس صورت میں متوفی کا کل مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ و غیر منقولہ زیورات و پارچہ جات و نقد رقوم وغیرہ جو بھی چھوڑا۔ اس کے موجودہ ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۴

زوجہ	برادر	برادر	برادر
۱	۱	۱	۱

عورت کو ہرگز ہرگز اس کا حق نہیں کہ وہ دوسرے ورثہ کا حق ان کی اجازت کے بغیر اپنی مرضی سے صرف میں لائے یا

اسے فی سبیل اللہ کسی مدرسہ یا مسجد کو دے دے۔ ہاں اپنے حصہ پر اسے یہ اختیار حاصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رشوال المکرم ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' والدہ' بھائی اور بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: چند روز قبل میرے (یعنی محمد حسین ولد عنایت علی خان کے) سگے ماموں مشتاق احمد قائم خانی کا رضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا۔ مرحوم ایک زمیندار شخص تھے اور ان کی زرعی زمین چھیانوے ایکڑ سامارو ضلع تھر پارکر میں واقع ہے۔ ان کا ایک مکان ہے اور مکان سے متصل ایک پلاٹ بھی ہے۔ مرحوم کی بیوہ عنایت بانو اولاد کی نعمت سے محروم ہے اور عرصہ دراز سے ایک عزیزہ (مرحوم مشتاق خان کی بہن سائرہ بانو) کی سازش کے نتیجے میں اپنے میکے (حیدر آباد) میں ہے۔ مرحوم کی ایک اور چھوٹی بہن بنام ممتاز بانو ہے جو ڈگری میں رہائش پذیر ہے۔ اور اس کے علاوہ ممتاز بانو کے تین بیٹے اور چار لڑکیاں ہیں جب کہ ممتاز بانو کے خاوند زندہ ہیں۔ مرحوم کی بڑی بہن سائرہ بانو (مقیم سامارو) کے صرف دو بیٹے ہیں اور مجازی خدا رحلت فرما چکے ہیں۔ مرحوم مشتاق احمد کی سگی والدہ اور چھوٹا بھائی انڈیا میں مقیم ہیں۔ مشتاق احمد خان کی ایک مرحومہ بہن کے بچے بھی انڈیا میں ابتداء ہی سے رہائش پذیر ہیں۔ مرحوم مشتاق احمد خاں کی ایک مرحومہ بہن کا کچھ قرضہ بھی واجب الادا ہے۔ جو مرحوم کے علاج معالجہ اور دیگر ضروریات کے لئے فراہم کیا گیا تھا۔ مرحوم کی کچھ زمین عنایت علی خان کے پاس بطور مقاطع ہے۔ مرحوم زیادہ تر اپنی زمین پر ہی رہتے تھے اور جب شہر آتے تو سامارو میں رہتے، کیوں کہ سامارو ہی گوٹھ سے قریب واقع ہے۔ ان کا انتقال بھی سامارو میں ہوا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ان کی زمین اور مکان کے وارث کون رشتہ دار ہیں؟ اور ان کا حصہ کتنا بنتا ہے؟ مرحوم نے سامارو میں اپنے آخری ایام میں رشتے داروں کے دباؤ کے نتیجہ میں اپنی زمین تقسیم بھی کی ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ اطلاعات کے مطابق ایک بلاک (یعنی ۱۱۶ ایکڑ زمین) بیوہ عنایت بانو کو دیا گیا ہے اور سامارو میں مکان سے متصل پلاٹ بھی بیوہ کے نام کیا گیا ہے۔ یہ کاغذات سامارو میں مقیم مرحوم کی بہن کے پاس ہیں۔

۲۔ مرحوم کے سامارو کے مکان میں مرحوم کی بڑی بہن سائرہ بانو مقیم ہیں۔ خود کا مکان کرایہ پر دے رکھا ہے۔ یہ مکان سائرہ بانو اور ان کے لڑکوں کے نام کیا گیا ہے جب کہ دونوں لڑکوں کو زمین ۲۰ را یکڑ اور خود سائرہ بانو کو ۳۲ را یکڑ زمین دی گئی ہے۔

۳۔ مرحوم کی چھوٹی بہن ممتاز بانو کے نام صرف ۱۶ را یکڑ زمین کی گئی ہے۔

۴۔ ایک غیر مسلم ہاری کو آٹھ ایکڑ جب کہ موصولہ اطلاعات کے مطابق چار ایکڑ مسجد کے نام کی گئی ہے۔ مرحوم کی کچھ زمین تقسیم کے بغیر پڑی ہوئی ہے جب کہ مال مویشی بھی کسی کے نام نہیں کیے گئے۔

مرحوم مشتاق خاں کے بہنوئی یعنی ممتاز بانو کے شوہر اور میرے والد عنایت علی خان جو مرحوم کی زمین کے مقاطع دار ہیں۔ سول کورٹ میں کیس کرنے کے متمنی ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ بیوہ بمعیت دونوں سگی بہنوں کو اس کا جائز حصہ ملے۔ مرحوم

مشتاق احمد خان کی تقسیم سے قطع نظر، براہ کرم ہمیں اس بات سے مطلع کیا جائے کہ مرحوم کے صحیح وارث کون کون ہیں؟ اور کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ فقط السائل محمد حسین ناز، ضلع تھرپارکر سندھ

۷۸۶ الجواب: تحریر سے ظاہر ہے کہ متوفی نے اپنے بعد حسب ذیل وارث چھوڑے ہیں۔

۱۔ بیوہ ۲۔ والدہ ۳۔ بھائی ۴۔ بہن ۵۔ بہن۔ ایسی حالت میں متوفی کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ و غیر منقولہ زیورات و پارچہ جات وغیرہ ان کے انہیں ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ بہن کی اولاد یا بہنوئی کا ان کی ملکیت میں کوئی حصہ بطور وراثت نہیں۔ البتہ ان کے مال متروکہ سے کچھ حصہ اولاً تجہیز و تکفین میں صرف کیا جائے گا۔ پھر ان پر جو قرض ہے وہ ادا کیا جائے گا۔ پھر کوئی وصیت وارث کے علاوہ کسی اور کے لئے مثلاً مسجد و دینی مدرسہ یا کسی فرد کے لئے کی ہے تو وہ وصیت ایک تہائی میں جاری ہوگی۔ تجہیز و تکفین ادائیگی قرض اور ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد متوفی کا تمام مال متروکہ مذکورہ بالا ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال متروکہ کے ۹۶ حصے کریں۔ ان میں سے ۱۲ بیوہ کو ۱۶ والدہ کو ۳۴ بھائی کو اور ہر بہن کو ۱۷-۱۷ اسہام دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۹۶/۲۴

زوجہ	والدہ	برادر	خواہر	خواہر
۳	۴		۵	
۱۲	۱۶	۳۴	۱۷	۱۷

اور اپنی زندگی میں جو کچھ مال وہ دوسرے کو دے کر اپنی ملک سے نکال کر اس کے قبضہ میں دے چکا وہ اسی کا ہونے میں قبضہ، داخل خارج سے سمجھا جائے گا یعنی وصیت کرنا کافی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ر شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

ایک آدمی کے ورثاء میں بیوی، باپ اور دو بہنیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرا ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ جن کی شادی میں نے کر دی ہے۔ لڑکی اپنے گھر بار کی ہے۔ لڑکے کی شادی تقریباً دو ڈھائی سال پہلے، کی تھی۔ قضاء الٰہی سے اس کا انتقال مورخہ ۳ر اگست ۱۹۸۱ء بروز پیر ہوگیا۔ مرحوم کی بیوی موجود ہے اور میں باپ اور اس کی دو بہنیں بقید حیات ہیں۔ لہٰذا غیر منقولہ ایک پلاٹ میں نے آج سے تیس سال قبل خود اپنے نام سے خرید کیا۔ میرے لڑکے عارف مرحوم کی عمر جب چار سال تھی میں نے اس پلاٹ کو تقریباً دس سال بیشتر محمد عارف کے نام کر دیا۔ مبلغ ایک ہزار روپیہ میں، اس پلاٹ کی تعمیر اب سے چار سال قبل میں نے کی جس میں بیشتر حصہ کمائی کا میرا ہے۔ محمد عارف نے میرا ہاتھ اس وقت سے بٹانا شروع کیا جب اس کی عمر سولہ سال ہوگئی۔

ہم دونوں باپ بیٹے مرحوم کے انتقال تک، ساتھ رہے ہیں۔ ہم ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے لہٰذا اس کی بیوہ

کا شرعی حق قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر کیا جائے۔

۲۔ میں نے اپنی لڑکی کی شادی دو ڈھائی سال قبل کی تھی۔ لڑکے کی دلہن کو کچھ زیور پہنایا تھا جو کہ میرا ذاتی خرید کیا ہوا تھا۔ اس زیور میں مرحوم کی بیوہ کا حق شرعی کیا بنتا ہے؟

۳۔ میرے لڑکے کے ذمہ کچھ قرض ہے۔ اس کا شرعی فیصلہ کیا ہے کہ اس کی ادائیگی میں کس کس کو حصہ لینا ہے؟

فقط حاجی عبدالرؤف، چھوٹکی گٹی، حیدرآباد

۷۸۲ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جو پلاٹ، مبلغ ایک ہزار روپیہ کے عوض، محمد عارف کے نام کیا گیا اگرچہ اس کی قیمت وصول نہ کی، گویا معاف کردی تو وہ پلاٹ محمد عارف مرحوم کی ملکیت ہے اس میں وراثت جاری ہوگی اور شرعاً اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا اور تقسیم کی صورت یہ ہے کہ محمد عارف متوفی کا تمام مال متروکہ، خواہ جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ، نقدی ہو یا زیورات یا اور کچھ، اس میں سب سے پہلے تجہیز و تکفین عمل میں آئے گی۔ پھر اس نے اپنے اوپر قرض چھوڑا ہے تو اس مال سے قرض ادا کیا جائے گا۔ پھر اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں وصیت جاری ہوگی۔ ان سب کے بعد محمد عارف کے ورثہ میں اس کا مال اسطرح تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۴

زوجہ	باپ	بہن	بہن
۱	۳	محروم	محروم

یعنی کل مال کے ۴ حصے کریں۔ ان میں سے ۱ حصہ، بیوی کو دیں اور باقی تین حصے باپ کو۔ بہنیں خواہ شادی شدہ ہوں یا کنواری۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دونوں محروم رہیں گی۔

۲۔ شادی میں جو جہیز عورت کو ماں باپ کے ہاں سے ملتا ہے وہ تمام کا تمام عورت ہی کی ملکیت ہے۔ اس کے کسی حصہ میں کسی اور کا حق نہیں۔ تمام وکمال اسے واپس کیا جائے۔ (درمختار وغیرہ)

۳۔ چڑھاوے کا زیور، بری کے جوڑے وغیرہ میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر اس زیور وغیرہ کا، عورت کو مالک کر دیا گیا تھا۔ خواہ صراحتہً کہہ دیا تھا کہ ہم نے اس کا تجھے مالک کیا۔ یا وہاں کے رسم و رواج سے ثابت ہو کہ وہ زیور وغیرہ تملیک ہی کے طور پر دیتے ہیں جیسا کہ ہمارے اطراف میں شرفاء کا دستور ہے کہ دے کر پھر نہیں لیتے، تو وہ بھی عورت ہی کی ملک ہے۔ ورنہ جس نے چڑھایا اس کی ملک ہے۔ خواہ وہ شوہر کا باپ ہو یا ماں ہو یا خود شوہر۔ اور جو زیور شوہر نے بنوا کر، عورت کو دے دیا یعنی اس کے قبضے میں دے کر اسے مالک بنا دیا اور عورت کا قبضہ بھی ہوگیا تو وہ زیور بھی عورت کی ملک ہے۔ غرض چڑھاوے وغیرہ میں دارومدار، وہاں کے رسم و رواج پر ہے۔ اگر عورت کی تملیک سمجھتے ہیں تو عورت مالک ہے ورنہ چڑھانے یا بنوانے والا مالک ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۰ رشوال المکرم ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی ' ۵ بیٹے اور ایک بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید مرحوم نے دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ پہلی بیوی سے ایک لڑکا ہے اور دوسری بیوی سے جو حیات ہے پانچ بچے ہیں' جن میں چار لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ لہٰذا مرحوم کی جائیداد شریعت مطہرہ کے مطابق کس طرح تقسیم ہوگی؟ اور کس کا کتنا حصہ بنے گا؟

فقط السائل واحد علی عثمان، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین' و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' اس کے موجودہ ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ تمام مال کے (۸۸) اٹھاسی حصے کریں۔ ان میں سے (۱۱) بیوہ کو' (۱۴-۱۴) ہر بیٹے کو اور (۷) بیٹی کو دیں۔ میت کی اولاد میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ پہلی بیوی سے ہے یا دوسری بیوی سے اور نہ یہ ہوتا ہے کہ آدھا ایک بیوی کی اولاد کو دیں اور آدھا دوسری کی اولاد کو۔ بہر حال صورت تقسیم یہ ہے۔ ہاں میت کی کوئی بہن ہے تو وہ اس سے محروم رہے گی۔

میت مسئلہ ۸ / ۸۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
۱			۷			
۱۱	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷

واللّٰہ تعالٰی اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ،　۲۶ رشوال المکرم ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بھائی' بھانجہ اور بھتیجے ہیں

سوال: محترم جناب حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: محمد دین نے اپنے پیچھے یہ ورثاء چھوڑے ہیں۔ ایک بھائی مسمّٰی مستقیم اور بھانجے اور بھتیجے۔ یاد رہے کہ مستقیم کے علاوہ متوفی محمد دین کے تمام بھائی اور بہنیں متوفی کی حیات ہی میں فوت ہو گئے۔ از روئے شریعت ورثاء کو کتنے حصے ملیں گے؟ اور کون محروم رہے گا؟

فقط محمد حنیف ولد مستقیم راجپوت، ٹنڈو الہ یار' ضلع حیدرآباد' سندھ

۷۸۶ الجواب: اگر واقعتہً متوفی کا کوئی اور وارث اس کے بھائی' بھتیجوں اور بھانجے کے سوا موجود نہیں تو ایسی صورت میں متوفی کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' باقی ماندہ مال کا مقدار صرف میت کا بھائی ہے۔ بھانجے درکنار' بھتیجوں کا بھی کوئی حق نہیں۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۶ رشوال المکرم ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی بیٹی اور بہن ہے

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمات لطیفن زوجہ عبدالرحمٰن کی ہے۔ اس کے شوہر یعنی عبدالرحمٰن کا تقریباً نو ماہ ہوئے انتقال ہوگیا ہے اور اس سے ایک لڑکی بھی ہے اور وہ شادی شدہ ہے۔ عبدالرحمٰن مذکور کی ایک بہن بھی ہے لہٰذا عرض یہ ہے کہ اب اس صورت حال میں ان تینوں کو کتنا کتنا حصّہ ملے گا؟ فقط السائلہ مسمات لطیفن

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مسمّٰی عبدالرحمٰن کا تمام مال متروکہ اس کی تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو کل مال کے ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸

زوجہ	دختر	ہمشیرہ	
۱	۴	۳	
۲/آنہ	۸/آنہ	۶/آنہ	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

اگر اصل جائیداد میّت کے باپ کی ہو تو بہو کو اس میں دعویٰ کا حق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ ہم ۷ بھائی ہیں اور ۵ بہنیں ہیں اور ہم والد کے ساتھ رہتے ہیں اور والدہ بھی ہمارے ساتھ رہتی ہیں۔ والد کا انتقال ہوگیا ہے اور ہم سب ایک مکان میں رہتے ہیں اور ہمارا خرچ سب ساتھ میں ہوتا ہے۔ نیچے ایک عدد کارخانہ اور اوپر مکان ہے، جو نظام الدین (ہمارے بھائی) کے نام پر ہے۔ جو بھی اس مکان میں رقم لگی ہے، وہ ہمارے والد صاحب کی ہے۔ والد صاحب نے نظام الدین کو کہا تھا وہ میری جگہ کام کرے گا۔ نظام الدّین کے مرنے کے بعد یہ جھگڑا کھڑا ہوا ہے کہ نظام الدّین کی بیوہ یہ کہتی ہے کہ یہ ملکیت میری ہے۔ والدہ نے یہ فیصلہ دیا کہ اس میں برابر کا حصّہ ہے، کسی ایک کی جائیداد نہیں ہے اور کچھ عرصہ کے بعد والد صاحب کا انتقال ہوگیا۔ جب کہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے والد صاحب کی موجودگی میں گزر گئے اور اس کے بعد والد صاحب کا انتقال ہوگیا۔

نظام الدین نے مرنے سے پہلے ایک عدد تحریری حلف نامہ اپنے بھائیوں کو دیا تھا۔ یہ تحریر موجود ہے۔ اب آپ سے عرض ہے کہ اس میں برابر کے حصّہ میں جو کچھ آیا ہے اس کے بارے میں ہمیں تقسیم کر کے بتائیں؟ فقط السائل، محمد عمر

۷۸۶ الجواب: اگر یہ بات سچ ہے کہ وہ مکان، نظام الدّین کے والد کی ملکیت تھا اور نظام الدّین، اپنی زندگی میں بھی اس کا نگراں، اور اپنے والد کی جگہ ساری جائیداد و کاروبار کی نگرانی کرتا رہا اور ساری ملکیت، باپ ہی کی رہی تو اس مکان میں زوجہء نظام الدّین کو کسی دعوی کا حق نہیں پہنچتا۔ زوجہء نظام الدّین صرف اسی مال میں حصّہ پائے گی جو نظام الدّین کی ملک تھا اور

مرتے دم تک اس کی ملکیت رہا۔ نظام الدّین کے انتقال کے بعد اس مکان و دو کان اور کاروبار کی نگرانی بھی نظام الدّین کے والد کی طرف لوٹ آئی اور ملکیت تو اس کی باقی ہی تھی اور اب کہ نظام الدّین کے والد کا بھی انتقال ہو گیا تو اس کی ساری ملکیت اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگی۔ جس میں نظام الدّین کی بیوہ کا حق نہیں بلکہ نظام الدّین کی اولاد ہے تو اس کا بھی حق نہیں کہ مرنے والے کے بیٹے موجود ہیں۔ اولاد کی صحیح تعداد معلوم نہیں لہٰذا جواب اتنا ہے کہ مرنے والے باپ کے تمام مال متروکہ میں تجہیز و تکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد آٹھواں حصّہ ان کی زوجہ کا ہے اور باقی بھائی بہنوں کا۔ ہر بھائی کو ہر بہن سے دونا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ر ذی قعد ۱۴۰۱ھ

اگر جائیداد مشترک ہے تو بھی حصّہ برابر کا ہوگا اگرچہ ایک نے زائد کام کیا ہو اور دوسرے نے کم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: دو سگے بھائیوں کی مشترکہ جائیداد ہے اور کام بھی مشترک ہے۔ بڑے بھائی کی ایک لڑکی ہے اور چھوٹے بھائی کے دو لڑکے ہیں۔ بڑے بھائی کا انتقال ہو گیا تو چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کی لڑکی کا نکاح کر دیا اور اسے کوئی جائیداد دیئے بغیر نکال دیا۔

کچھ عرصہ کے بعد چھوٹے بھائی کا بھی انتقال ہو گیا۔ دونوں لڑکے اب جائیداد فروخت کر کے آپس میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں اور لڑکی کو کچھ نہیں دے رہے۔ از روئے شرع بتائیں کہ لڑکی کا وراثت میں کچھ حصّہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنا ہے؟

فقط۔ شہرت النساء زوجہ جمیل احمد انصاری، انصاری محلّہ پریٹ آباد حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** دونوں بھائیوں کی جائیداد جب کہ مشترکہ تھی اور کاروبار بھی مشترک، تو اس کاروبار کے منافع میں بھی دونوں بھائی شریک ہیں اور مال بڑھا ہے تو وہ بھی دونوں کا برابر برابر ہے۔ اگرچہ ایک نے کام کم کیا دوسرے نے زیادہ۔ بعض نے اچھی تدبیریں بتائیں ہوں جن سے منافع ہوا، دوسرے نے نہیں۔ فتاویٰ خیریہ میں ہے لو اجتمع اخوۃ یعلمون فی ترکۃ ابیھم و نما المال فھو بینھم سویۃ ولو اختلفوا فی العمل والرای لہٰذا مرحوم بھائی کے ترکہ سے نصف حصّہ اس کی بیٹی کو دلایا جائے گا اور باقی نصف اس کے بھائی کا ہوگا۔ گویا تمام روپیہ جو کاروبار میں لگا ہے اس کا (ایک چوتھائی) ۱/۴ بیٹی کا ہے اور باقی ۳/۴ (تین چوتھائی) اس کے بھائی کا۔ نصف خود اس کا اپنا اور باقی ۱/۴ (ایک چوتھائی) بھائی کی جائیداد کا بطور عصبہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ر صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

اگر پوتے کے علاوہ کوئی اور وارث نہیں تو سب ترکہ پوتے کو ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے سگی دادی کا انتقال ہو گیا۔ وہ اپنی ملکیت میں سے کچھ نقدی و زیور مسجد کے لئے وصیت کر گئی ہیں۔ جس کے چند گواہ ہیں۔ لیکن کچھ معزز اشخاص یہ کہتے ہیں۔ جب سگا پوتا موجود ہے تو حق

پوتے کا بنتا ہے تو براہ کرم اس مسئلہ پر قرآن وسنت کی تفصیل سے پورا پورا حق جو ہے بتایا جائے؟ نوٹ! پوتے کے علاوہ ان کا کوئی اور وارث نہیں ہے۔ فقط۔ شبیر احمد، ڈاکخانہ تحصیل و ضلع میر پور خاص

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ متوفاۃ کا پوتے کے سوا کوئی اور وارث موجود نہیں ان کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین وادائیگی قرض اور جب کہ وصیت کی ہے تو کل مال کی ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد مرنے والی کے پوتے کو دے دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

عاق کرنے کے باوجود وارث ترکہ میں سے حصّہ پائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے چند لڑکے ہیں۔ ان میں ایک بالکل نافرمان ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کو گھر سے نکال دوں۔ میں نے اس کی شادی بھی کرادی ہے۔ کیا ازروئے شرع اس کو میں گھر سے خارج کر سکتا ہوں یا نہیں؟ اور میرے مرنے کے بعد میری ملکیت میں وہ حقدار ہوگا یا نہیں؟ سائل عنایت علی ولد عبدالامام، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اولاد نالائق و نافرمان ہو تو باپ کو اختیار ہے کہ وہ اب اپنے ساتھ رکھے یا نہ رکھے۔ اسے کچھ دے یا نہ دے۔ لیکن باپ کے مرنے کے بعد باپ کی تمام ملکیت میں جیسے اور وارث حق دار ہیں یہ بھی حقدار ہوگا اگرچہ عاق کر دیا جائے۔ ہاں باپ اپنی زندگی ہی میں اپنی ملکیت اپنے ورثہ میں تقسیم کردے اور ان کی ملکیت میں دے دے تو مرتے وقت نہ اس کا کوئی مال ہوگا اور نہ اس کا کوئی دعویدار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۵ بیٹے اور بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم کی جائیداد ایک مکان کی شکل میں ہے۔ جس کا ایک بڑا لڑکا شادی شدہ بمعہ اپنے بچوں اور ایک بیوی کے ساتھ رہتا ہے۔ جب کہ دوسری بیوی جو کہ حیات ہے اس کے چار لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔

۲۔ جب کہ بڑے بھائی نے اپنے والد کی تجہیز و تکفین پر تقریباً -/۱۵۰۰۰ روپے قرضے لے کر خرچ کیا۔ جب کہ مرحوم کی دوسری بیوی جو کہ حیات ہے۔ کہتی ہے کہ تقریباً -/۸۰۰۰ روپے قرضہ مرحوم پر واجب الادا ہے۔ جو کہ بڑے بیٹے کی شادی پر خرچ کئے تھے بتایا ہے۔ اب بتائیں کہ جائیداد کی تقسیم کس طرح کریں؟ حصہ کس طرح ادا کیا جائے؟

فقط السائل حسن علی عثمان، عثمان آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں میت کے مال متروکہ سے اس کی تجہیز و تکفین کے جائز مصارف یعنی وہ مصارف جن کا تعلق صرف کفن دفن سے ہے پورے کریں۔ (نہ وہ کہ نیاز فاتحہ کے نام پر کنبہ والوں کی دعوت پر جو عموماً تیجہ اور چہلم پر رواج بن گیا ہے خرچ کیا جائے)۔ پھر میت نے اپنے اوپر جو قرض چھوڑا ہے وہ ادا کیا جائے۔ تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض کے بعد

اگر مرنے والے نے کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی (۱/۳) سے اسے پورا کیا جائے۔ ان سب کے بعد ترکہ میت کے موجودہ ورثہ میں تقسیم کر دیں۔ اس طرح کہ کل مال کے (۸۸) حصے کریں، ان میں سے (۱۱) بیوہ کو اور (۱۴-۱۴) حصے ہر بیٹے کو (خواہ پہلی بیوی سے ہوں یا دوسری سے) اور (۷) حصے بیٹی کو دیں۔ ہکذا

میّت مسئلہ ۸/۸۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
۱۱	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ
یکم ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

میّت کے بیٹے یا پوتے ہوں تو بھائی وارث نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: رضیہ بیگم اپنے شوہر کے ہاتھوں ہلاک ہوگئی۔ مرحومہ کی وفات کے وقت مندرجہ ذیل ورثاء زندہ تھے۔

۱۔ والدہ روشن بی بی، ۲۔ دو بھائی محمد انور اور شیر محمد، ۳۔ تین بہنیں فاطمہ، جنت، بیگم، ۴۔ ایک بھائی برکت علی مرحوم کی اولاد، ۵۔ مرحوم کی چار بیٹیاں، ۶۔ تین بیٹے محمد حفیظ، محمد اجمل، محمد اکمل

ان ورثاء میں شرعاً ۵، ۱، ۶ وارث ٹھہرے۔ باقی ۲، ۳، ۴ محروم ہوئے۔ ایک بھائی محمد انور اپنے آپ کو مرحومہ رضیہ بیگم کی دیت کا حقدار سمجھتا ہے جب کہ اس کا شرعاً حق نہیں ہے۔ مگر وہ لالچ میں کذب بیانی سے کام لے رہا ہے۔ کیا محمد انور وارث ہے؟

۲۔ رضیہ بیگم مرحومہ کی والدہ، روشن بی بی نے اپنی زندگی میں اپنی بیٹی کا قصاص اور اپنے حصے کی دیت معاف کر دی تھی اور دو معزز مسلمان گواہوں کے روبرو تحریر بھی لکھ دی ہے۔ اس تحریر کے پونے دو ماہ بعد وہ بچاری اللہ کو پیاری ہوگئی۔ اب انور کہتا ہے کہ والدہ کی وفات کے بعد وہ دیت کا مالک ہے۔ جب کہ روشن بی بی یعنی محمد انور کی والدہ نے اپنی زندگی میں معاف کر دیا تھا۔ کیا محمد انور کو شرعاً دیت ملنی چاہئے؟

۳۔ رضیہ بیگم کی ہلاکت کی رپورٹ چونکہ محمد انور نے تھانے میں درج کروائی تھی۔ اس لئے وہ فریادی بنا۔ اب انور کا کہنا ہے کہ چونکہ وہ فریادی ہے۔ اس لئے رضیہ بیگم کا وارث بھی وہ ہے اور دیت کا حقدار بھی ہے۔ لیکن قاتل کا کہنا ہے کہ کسی بھی واردات کا کوئی بھی فریادی ہو سکتا ہے۔ جس نے واقعہ دیکھا ہو یا سنا ہو۔ وہ رپورٹ یا اطلاع دے سکتا ہے۔ چاہے پڑوسی ہو یا راہ چلتا مسافر۔ رپورٹ درج کروانے یا فریادی بننے سے شرعاً اس مقتولہ کا وارث تو وہ نہیں بن جاتا۔ کیا محمد انور اپنی بہن کے مقدمے میں فریادی ہونے کے سبب دیت کا حقدار ہوگا؟ کیا ان تینوں مندرجہ بالا صورتوں میں محمد انور شرعاً مرحومہ رضیہ بیگم کا وارث ہے؟ اور دیت کا حقدار ہے؟ اب آپ اس مسئلہ کو حل فرمائیں۔ شکریہ

فقط محمد حنیف، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** سوال سے ظاہر ہے کہ مرحومہ نے اپنے ورثاء میں چار بیٹیاں، تین بیٹے اور ایک ماں چھوڑی اور دو بھائی محمد انور اور شیر محمد۔ لیکن یہ دونوں بھائی وراثت میں کوئی حق نہیں رکھتے کہ بیٹے موجود ہیں۔ فرائض کی مشہور کتاب سراجی میں ہے اولهم بالميراث جزء الميت اى البنون ثم بنوهم وان سفلو اثم اصله اى الاب ثم جزء ابيه الخ۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ عصبات میں سب سے مقدم بیٹا پوتا ہے۔ اس کے بعد باپ دادا۔ پھر حقیقی بھائی۔ اگر میت کے بیٹے یا پوتے یا باپ دادا موجود ہوں تو حقیقی بھائی وارث نہیں ہوتا۔ لہٰذا محمد انور کا دعویٰ ناحق ہے۔ اور ناقبول قبول۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۲ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

بیوی اپنے شوہر کے ترکہ میں صرف آٹھویں حصہ کی حقدار ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد صاحب کا انتقال ۱۹۳۱ء میں ہو گیا۔ انہوں نے اپنے پیچھے ایک بیوہ، دو لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑیں۔ ۱۹۴۹ء میں میرے بڑے بھائی کا بھی انتقال ہو گیا۔ بڑے بھائی نے اپنے پیچھے ایک بیوی اور ایک لڑکی چھوڑی۔ اس کے بعد والدہ صاحبہ کا بھی ۱۹۵۹ء میں انتقال ہو گیا۔ والدہ مرحوم نے اپنی ملکیت میں دو مکان چھوڑے ہیں جن کی ملکیت تقریباً ایک لاکھ کی ہو گی۔ میں نے ایک مکان دوبارہ تعمیر کروایا ہے اور دوسرے مکان کی مرمت کروائی ہے۔ جس میں تقریباً (=/۷۰۰۰۰) ہزار روپیہ میں نے اپنے پاس سے خرچ کیا ہے۔ بڑے بھائی کی بیوہ کو میں اب تک پورا خرچ باقاعدہ دے رہا ہوں اور ان کو دو حج بھی کروا دیے ہیں۔ بڑے بھائی مرحوم کی لڑکی کی شادی بھی میں نے کروا دی ہے۔ دونوں مکانوں کا پراپرٹی ٹیکس بجلی کے بل پانی اور گیس کے بل بھی میں ہی ادا کر رہا ہوں۔ بڑے بھائی مرحوم کی بیوہ کو اپنے ساتھ ان مکانوں میں اپنے ساتھ رکھنے کی بیس سال سے کوشش کر رہا ہوں مگر وہ ساتھ رہنا نہیں چاہتیں۔ مہربانی فرما کر بتائیے کہ ان مکانوں میں کتنا حصے ہو گا؟　　فقط سائل متین احمد

۷۸۶ **الجواب:** آپ کے والد صاحب کے انتقال کے بعد، تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کا تمام مال متروکہ مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم ہو گا۔

میّت مسئلہ ۴۸/۸

زوجہ	ابن	ابن	بنت	بنت
۶	۱۴	۱۴	۷	۷

پھر بھائی صاحب کے انتقال کے بعد بشرائط مذکورہ ان کے ترکہ (یعنی ۴۸ میں سے ۱۴ سہام)، ان ۱۴ سہام میں سے صرف ۸/۱ آٹھواں حصہ ان کی بیوی کو اور آدھا ایک بیٹی کو ملے گا۔ باقی آپ بھائی بہنوں اور والدہ کا۔ تو آپ کی بھاوج اپنے شوہر کی ملکیت میں صرف آٹھویں حصے کا حق رکھتی ہیں باقی آپ لوگوں کا اور ان کی بیٹی کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۸ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں چار بھتیجے اور بھتیجی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص محمد ابراہیم کا انتقال ہوا اس کے کوئی اولا نہیں ہے۔ لیکن اس کے دو سگے بھائیوں کی اولاد موجود ہے۔ ابراہیم سے پہلے اس کے بھائی محمد دین اور سراج دین کا انتقال ہو چکا ہے۔ سراج دین کا ایک لڑکا محمد امین ہے محمد دین کے چار لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ محمد دین اور ابراہیم کی ایک مشترکہ زمین ہے جس میں دونوں آدھے آدھے کے حصہ دار تھے۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اس زمین میں جو ابراہیم کے حصّے کی ہے۔ کون وارث ہوگا؟

فضل دین

سراج دین — محمد دین — محمد ابراہیم

محمد امین (ابن) — لاولد

ابن — ابن — ابن — ابن — بنت

حیات — حیات — حیات — حیات — مرحومہ

سائل محمد امین، ریلوے اسٹیشن، کوٹری

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں محمد ابراہیم کا تمام مال متروکہ منقولہ خواہ غیر منقولہ اس کے پانچوں بھتیجوں میں برابر تقسیم ہوگا۔ بھتیجی محروم رہے گی۔ البتہ محمد دین کی جائیداد میں محمد امین کا کوئی حصّہ نہیں کہ وہ محمد دین کا بھتیجا ہے اور محمد دین کے خود چار لڑکے موجود ہیں۔ ہٰکذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۵

بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجی
۱	۱	۱	۱	۱	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رصفر المظفر ۱۴۰۱ھ

وصیت صرف تہائی مال میں جاری ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص اللہ دین مرحوم ولد کلو، جس کا تقریباً آٹھ نو مہینے پہلے انتقال ہو گیا۔ اس نے اپنی ملکیت میں ایک پلاٹ چھوڑا ہے۔ کچھ لوگوں کے کہنے کے مطابق مرحوم نے یہ وصیت کی ہے کہ پلاٹ مسجد میں لگا دیا جائے جب کہ مرحوم کے ورثاء میں ہمشیرہ مسمات افسری بیگم موجود ہیں۔ اس صورت میں کیا کیا جائے؟ برائے مہربانی اس کا جواب عنایت فرما دیجئے۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ سائل۔ حبیب الرحمٰن، نزد سلطانی مسجد، تلک چاڑی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** لوگوں کا کہنا تو یہاں کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتا۔ ہاں اگر شرعی گواہ کہ پابند شرع، پابند صوم صلوٰۃ اور قابل اعتماد مسلمان، جن سے جھوٹ کا تجربہ نہیں ہوا یہ گواہی دیں کہ "فلاں نے یہ وصیت کی ہے کہ پلاٹ مسجد میں لگا دیا جائے" تب بھی

یہ وصیت صرف ایک تہائی میں جاری ہوگی۔ باقی دو تہائی (۲/۳) اس کے ورثہ کا حق ہے۔ اور صورت مسئولہ میں اگر مرحوم کا، بہن کے علاوہ کوئی اور وارث (نہ ذوی الفروض میں اور نہ عصبات میں) موجود نہیں ہے تو یہ تنہا ہی اس کی مالک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۷ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

صرف شبہ کی وجہ سے وارث کو محروم نہیں کیا جاسکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اسٹامپ پر اکیلے میں بیٹھ کر غصہ کی حالت میں طلاق نامہ لکھا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور یہ میری کسی چیز کی حقدار نہیں ہے۔ لیکن اسٹامپ لکھ کر اپنے صندوق میں رکھ دیا ہے اور اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کیا ہے' کافی وقت گزر گیا اور وہ اپنی بیوی کے ہمراہ رہائش پذیر رہا۔ یہاں تک کہ وہ بیمار ہو کے ہسپتال میں داخل ہوا ہے اور مرتے وقت تک اس نے یہ راز نہیں کھولا اور نہ ہی کسی قسم کی وصیت کی۔ اس کے مرنے کے بعد جب اس کے بھائی نے صندوق کھولا تو وہ اسٹامپ دیکھا۔ تو انہوں نے اپنے گھر میں اس کا ذکر کیا لیکن اس کی بیوی کو یہ بات نہیں بتائی۔ بیوی عدت کے ایام گزارنے لگی۔ ابھی عدت میں تقریباً ۱۵ یوم باقی تھے۔ تو مرنے والے کے بھتیجے نے کہا کہ چچا میاں نے اسٹامپ لکھا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور وہ کسی چیز کی بھی وارث نہیں ہے۔

جناب عالی! عرض یہ ہے کہ کیا عورت کو طلاق ہوئی؟ اور قانوناً وہ کسی بھی چیز کی وارث ہوگی یا نہیں؟

فقط۔ صابر علی، جناح کالونی' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: شرعاً اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ تحریر اسی مرنے والے کی ہے؟ خط خط سے مشابہ ہوتا ہے۔ لہٰذا محض اس اسٹامپ کو بنیاد بنا کر مرنے والے کی بیوی کو وراثت سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۷ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

وراثت کا حکم مرنے کے بعد ہوتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ محمد شریف ولد حاجی احمد کا انتقال ہوگیا ہے۔ مرحوم کے ورثاء میں صرف ایک بیوہ اور دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ کچھ رقم ترکہ میں ہے۔ شرعاً کس طرح تقسیم کریں۔

بیوہ کا، لڑکوں اور لڑکی کا حق کیا ہے؟

۲۔ محمد شریف ولد حاجی احمد کا انتقال ہوگیا تو تمام زیورات مرحوم کی بیوہ اپنے گھر (میکے) لے گئی ہے۔ مرحوم کے سسرال والے کہتے ہیں کہ والد کی جائیداد میں سے بیٹے کا حق ہے نیز پوتوں کا حق بھی ہے' دیا جائے۔ یاد رہے کہ مرحوم کے والد حاجی احمد ابھی زندہ ہیں۔ کیا باپ اپنی زندگی میں پوتوں' پوتیوں' بیٹا' بیٹیوں کو اپنی جائیداد شرعاً تقسیم کرسکتا ہے یا نہیں؟

خادم حاجی احمد ولد آدم، کانچ میل، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ سوال نمبر ۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسمّی محمد اشرف کے والد بھی حیات ہیں۔ ایسی صورت میں مرحوم کا

تمام مال متروکہ یعنی وہ مال جو مرحوم کی ملکیت میں تھا اور ترکہ میں چھوڑا' تجہیز و تکفین واداۓ قرض اور مرحوم نے کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی (۱/۳) میں اجراۓ وصیت کے بعد' حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸ / ۱۲۰

زوجہ	باپ	بیٹا	بیٹا	بیٹی
۱۵	۲۰	۳۴	۳۴	۱۷

یعنی کل مال کے ۱۲۰ حصے کریں اور ان میں سے زوجہ کو (۱۵)' باپ کو (۲۰)' ہر بیٹے کو (۳۴-۳۴) اور بیٹی کو (۱۷) حصے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مرحوم کے والد جب کہ حیات ہیں تو اس کی جائیداد واموال میں' صرف ان ہی ورثہ کا حق ہے جو خود، مرحوم کے اس باپ کے انتقال کے وقت زندہ موجود ہوں گے۔ ابھی تو اپنی تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے خود مرحوم کے باپ مالک ہیں۔ نہ مرحوم بیٹے، کا اس میں کوئی حق ہے نہ اس کے بیٹوں کا اور نہ اور دوسرے ورثہ کا۔ ہاں باپ اپنی زندگی میں مختار ہے۔ اپنا مال جسے اور جتنا چاہے دے دے۔ دوسروں کو اس پر اعتراض کا حق نہیں اور اپنے ورثہ میں تقسیم کرے تو بیٹے' بیٹی برابر کے حقدار ہیں۔ لہٰذا مرحوم لڑکے کے سسرال والوں کا مطالبہ شرعاً درست نہیں۔ بلکہ زیورات میں بھی صرف انہیں زیورات پر اسے حق ملکیت حاصل ہے جو جہیز میں اس نے پائے یا سسرال میں اس کی ملکیت میں دے دیئے گئے اور جو صرف استعمال کو دے گئے ان میں وراثت جاری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رذی قعد ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی دو بیٹے اور بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: محترم والد صاحب فوت ہوگئے اور مرحوم کے پسماندگان میں دو لڑکے' ایک لڑکی اور ایک بیوہ موجود ہیں۔ براہ کرم بندہ نوازی از روۓ شریعت اس امر کا فتویٰ مرحمت فرمایا جاۓ کہ جائیداد متروکہ میں ہر ایک کا کتنا شرعی حصہ ہوتا ہے؟ آپ کا نیاز مند محمد ظہور ولد محمد یعقوب (مرحوم)، ملکانی مسجد' حیدرآباد

۷۸۲ **الجواب:** صورت مسئولہ میں میّت کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین واداۓ قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجراۓ وصیت کے بعد' حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸ / ۴۰

زوجہ	ابن	ابن	بنت
۵	۱۴	۱۴	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رذی قعد ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیٹی اور بھتیجی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ: شجاعت کا کوئی لڑکا نہیں ہے۔ صرف ایک لڑکی مسماۃ کومل اور دو بھتیجے ہیں۔ شجاعت کے نام تقریباً ۱۰ر ۱۲، ایکڑ زمین رقبہ ہے۔ بیٹا نہ ہونے کی وجہ۔ یہ کومل کو کس قدر حصہ ملے گا؟ اور باقی زمین وارثین میں کیسے تقسیم ہوگی؟ سائل عبدالستار گدی، اہلسنت وجماعت حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے ورثہ میں یوں تقسیم ہوگا کہ کل مال کے ۴ حصے کریں۔ نصف یعنی ۲ حصے اس کی بیٹی کو دیں اور بیٹی بھی انتقال کر جائے تو اس کا مال اس کی اولاد کو دیا جائے گا اور شوہر ہو تو وہ بھی حصہ پائے گا۔ اور شجاعت کے مال کا باقی نصف اس کے بھتیجے بطور عصبہ پائیں گے کہ اس کے ذوی الفروض میں کوئی اور موجود نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۴

ابن الاخ	ابن الاخ	بنت
۱	۱	۲

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ر جمادی الاٰخریٰ ۱۴۰۱ھ

اگر مختلف بیویوں سے اولاد ہو تو بھی سب کو برابر حصہ ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے دو شادیاں کی ہوئی ہیں۔ پہلی بیوی سے ایک لڑکا ہوا اور وہ فوت ہوگئی دوسری بیوی سے دو لڑکے ہوئے وہ زندہ ہیں۔ کیا پہلی بیوی سے جو لڑکا ہوا اس کا حصہ ملکیت میں ان دونوں کے برابر کا ہوگا یا زائد ہوگا۔ ملکیت مثلاً زمین ۱۰۰ ارا یکڑ، نقد رقم ۱۰ الاکھ ہے۔ فقط: نادر علی، تلک چاڑی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مرنے والے کی اولاد، خواہ پہلی بیوی سے ہو یا دوسری یا تیسری سے، اپنے باپ کی دراثت میں برابر کی حقدار ہے۔ مثلاً دو بیویوں سے تین بیٹے ہیں تو پہلی بیوی کے بیٹے کا بھی اتنا ہی حق ہے۔ جتنا دوسری بیوی کے۔ بیٹوں کا یعنی تینوں کا برابر برابر۔ یہ نہیں کہ ایک لڑکا ایک بیوی سے ہے تو اسے نصف دیں اور بقیہ دوسری بیوی کی اولاد کو۔ بلکہ تین حصہ برابر کے ہوں گے اور تینوں کو برابر برابر دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ر ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

کسی چیز کی ملکیت ثابت کرنے کے لئے گواہ ضروری ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے ایک سرکاری زمین اپنے بھائی کے نام کروائی مگر اس زمین کی پیداوار وہ خود لیتے تھے اور سرکاری اخراجات بھی وہ خود ادا کرتے تھے۔ مگر اب جب کہ وہ صاحب فوت ہوگئے ہیں۔

انہوں نے اپنے پیچھے ایک بیوہ دو بھائی اور دوسرے بھائیوں کی اولاد چھوڑی ہے۔اب آپ مہربانی کر کے شریعت محمدی کے مطابق یہ بتائیں کہ اس زمین کا حقدار صرف وہ بھائی ہے۔جس کے نام پر زمین ہے؟ یا دوسرے وارث بھی حقدار ہوتے ہیں؟

فقط السائل ،محمد عمر خلجی، متعلم رکن الاسلام جامعہ مجددیہ،ہیرآباد،حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** متوفی کا بھائی جس کے نام مرنے والے نے سرکاری زمین کھتونی کروائی اگر اس بات کا مدعی ہے کہ "وہ چیز، مرحوم بھائی نے اس کی ملکیت میں دے دی تھی اور اپنی زندگی ہی میں قبضہ اس پر کرادیا تھا اگر چہ پیداوار وہ خود لیتا رہا اور سرکاری اخراجات بھی خود ادا کرتا رہا" تو اپنے اس دعویٰ پر کم از کم دو معتبر مسلمان گواہ جو نماز روزہ کے پابند ہوں یا لوگوں کو اس بات کا یقین ہو کہ یہ لوگ جھوٹے نہیں قابل اعتبار ہیں۔ بات سچی کہتے ہیں۔پیش کرے تا کہ فیصلہ کیا جا سکے۔ورنہ بظاہر حالات یہ زمین، مرنے والے کی ملکیت معلوم ہوتی ہے۔اگر ایسا ہی ہے اور اس بستی کے رہنے والے جانتے ہیں کہ بھائی کے نام اس زمین کی کھتونی ایک فرضی کاروائی تھی تو اب تجہیز تکفین، وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی (۱/۳) میں اجرائے وصیت کے بعد، نہ صرف یہ زمین بلکہ اس کا تمام مال متروکہ اس کی زوجہ (بیوہ) اور دو بھائیوں میں تقسیم ہوگا۔بھائیوں کی اولاد محروم رہے گی۔وصورتہٗ ہٰکذا

میّت مسئلہ ۱۶/۸

زوجہ	برادر	برادر
۲	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ر جمادی الاٰخری ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں تین بیویاں، آٹھ بیٹے اور ۴ چار بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عبد الرحمٰن صاحب انتقال کر گئے اور اپنے پیچھے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑ گئے ہیں جو سب زندہ ہیں۔مرحوم کا ترکہ ورثہ میں کس طرح تقسیم ہوگا؟ ورثاء یہ ہیں

ورثاء

۱۔بیوہ مسماۃ رانی	۱۔بیوہ شہر بانو	۱۔بیوہ پارساں
۲۔بیٹا شوکت حسین	۲۔بیٹا سلیم اختر	۲۔بیٹا عبدالقادر
۳۔بیٹا عابد حسین	۳۔بیٹا سلیم اختر	۳۔بیٹی حاکم زادی
۴۔بیٹا ریاض حسین	۴۔بیٹی نجمہ بی بی	
۵۔بیٹا مظفر حسین	۵۔بیٹی یاسمین بی بی	
۶۔بیٹا ذوالفقار حسین		
۷۔بیٹی سلمان بی بی		

عرض دار ممتاز علی، شیر خان چیمبرز، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: سوال سے صاف ظاہر ہے کہ متوفی عبدالرحمٰن نے تین بیویاں مسماۃ رانی، مسماۃ شہر بانو، مسماۃ پارسان چھوڑی ہیں۔ جب کہ پہلی بیوی مسماۃ رانی سے متوفی کے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی موجود ہیں۔ مسماۃ شہر بانو سے ۲ بیٹے دو بیٹیاں ہیں اور مسماۃ پارساں سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی حیات ہیں۔ گویا مرحوم نے تین بیویاں، آٹھ بیٹے اور چار بیٹیاں ورثہ میں چھوڑیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو متوفی کا تمام مالِ متروکہ حسب ذیل طریقہ پر اس کے موجودہ ورثہ میں تقسیم کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸ / ۲۴ / ۴۸۰

بیوہ	بیوہ	بیوہ	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
	۱							۷						
	۳							۲۱						
۲۰	۲۰	۲۰	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱

یعنی جو مال متروکہ کے ۴۸۰ حصے کریں ان میں ہر بیوہ کو ۲۰-۲۰، ہر لڑکے کو ۴۲-۴۲ اور ہر لڑکی کو ۲۱-۲۱ سہام دیں۔ یعنی ایک روپیہ میں سے دو آنے تینوں بیویوں کو اور باقی چودہ ۱۴ آنے لڑکوں اور لڑکیوں میں اس طرح تقسیم کریں ہر لڑکے کو لڑکی سے دونا ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ / جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی اور ۵ بیٹے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کا انتقال ہوا اور وہ لاولد تھا۔ اپنے ورثاء میں مرحوم نے ایک بیوی اور ایک حقیقی بھائی چھوڑا۔ کچھ عرصہ بعد مرحوم کی بیوہ بھی فوت ہو گئیں اور بیوہ کے مرنے کے بعد ان کے حقیقی بھائی زندہ تھے لیکن ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کی بیوہ اور پانچ فرزند موجود ہیں۔

لہٰذا اس صورت میں ترکہ کی تقسیم شریعت محمدیہ کی روشنی میں کس طرح ہو گی؟ بیوہ نے ایک دوکان، طلائی زیورات، پوسٹ آفس یا بینک میں رقم اور دیگر رقم بھی چھوڑی ہے۔ برائے مہربانی حصص مقرر کر کے مشکور فرمائیں۔ شکریہ

سائل رفیق الدین، کوٹری، سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں زید کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کی بیوی اور بھائی کو ملے گا۔ یعنی کل مال کے ۴ حصوں میں سے ایک حصہ بیوہ کا اور ۴/۳ بھائی کا عصبہ بطور۔ پھر جب کہ ان بی بی کا انتقال ہوا اور ان کا بھی ایک بھائی کے سوا کوئی وارث نہ تھا تو اس تمام مال کے مالک ان بی بی کے بھائی ہوئے اور اب کہ اس بھائی کا بھی انتقال ہوا ہے اور انہوں نے ایک بیوی، پانچ بیٹے چھوڑے ہیں تو ان کا مال متروکہ ان کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸/۴۰

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن
۵	۷	۷	۷	۷	۷

یعنی (۴۰) حصّوں میں سے ۵ حصّے زوجہ کو اور ہر بیٹے کو (۷-۷) حصّے دیئے جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رجمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

بیرون ملک رہائشی ورثاء بھی ترکہ سے حصّہ پائیں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے حقیقی چچا جناب حاجی جان محمد مرحوم کا طویل علالت کے بعد چھ ماہ قبل انتقال ہوا۔ مرحوم نے اپنی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد میں ایک دوکان گھریلو استعمال کے برتن اور بستر وغیرہ چھوڑا ہے۔

چونکہ ورثاء میں نہ تو مرحوم کی بیگم حیات ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی حقیقی اولاد ہے۔ اس وقت ان کے ورثاء میں ایک حقیقی بہن، دو بھتیجے اور دو بھتیجیاں حیات ہیں۔ بہن اور بھتیجی مستقل ہندوستان میں قیام پذیر ہیں اور دو بھتیجے ایک بھتیجی پاکستان میں۔

لہٰذا آپ سے سے گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر شرعاً اس کا فیصلہ کردیں کہ مرحوم کی جائیداد کس طرح کس کس کو تقسیم کی جائے گی؟ تاکہ حقدار کو اس کا حق شرعاً مل سکے اور حقدار کے سپرد کی جاسکے۔ فقط عرضدار عبدالغنی

۷۸۶ **الجواب:** مذکورہ بالا صورت میں جب کہ جان محمد مرحوم کے انتقال کے وقت ان کے ورثاء میں صرف ایک حقیقی بہن، دو بھتیجے اور دو بھتیجیاں حیات تھیں تو متوفی کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ، اسباب خانہ داری و زیورات و قیمتی پارچہ جات و نقد رقوم، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی (۱/۳) میں اجرائے وصیت کے بعد، نصف ان کی بہن کو اور باقی نصف ان کے دونوں بھتیجوں کو برابر برابر دیا جائے گا اگرچہ بہن، ہندوستان میں مقیم ہیں۔ البتہ بھتیجیاں محروم رہیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۲/۴

ہمشیرہ	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجی	بھتیجی
۱		۱	محروم	
۲	۱	۱		

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رجمادی الاولی ۱۴۰۱ھ

سوتیلا بیٹا وارث نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ زینب کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس نے اپنا کل اثاثہ -/۷۰۰۰ روپے نقد اور کچھ سونا چھوڑا ہے۔ مرحومہ نے اپنے ورثاء میں دو بھتیجیاں اور ایک سوتیلا بیٹا چھوڑے ہیں۔ مرحومہ نے گواہوں کے سامنے

لکھوا دیا تھا کہ میری ملکیت میں سے تین ہزار روپے مسجد میں دیئے جائیں اور باقی ملکیت میرے سوتیلے بیٹے کے حوالے کی جائے۔ اب شرع شریف میں مرحومہ کی بھتیجیوں کا کچھ حصہ ہوتا ہے یا نہیں؟ سائل محمد عمر، حیدرآباد سندھ

۷۸۲ الجواب: سائل سونے کی مقدار و موجودہ قیمت سے مطلع کرے تاکہ ایک ثلث کی مقدار متعین کر کے باقیماندہ مال متروکہ کا حساب لگایا جائے۔

یاد رہے کہ ادائیگی قرض تجہیز و تکفین کے بعد وراثت پر مقدم ہے اور وصیت صرف ایک تہائی میں ہوتی ہے۔ اس کے بعد سارا مال اس کے وارثوں کا ہوتا ہے۔ سوتیلا بیٹا وارث نہیں۔ بھتیجیاں بعض صورتوں میں وارث ہوتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

نکاح ثانی ترکہ سے محروم نہیں کرتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی فوت ہوگئی۔ مرحومہ نے ایک لڑکی اور تین لڑکے چھوڑے۔ زید نے دوسرا نکاح کرلیا۔ اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی۔ زید فوت ہوگیا۔ زید کے پہلے تین لڑکوں میں سے ایک لڑکے کا زید کی موجودگی میں انتقال ہوگیا۔ اس کی بیوہ نے دوسرا عقد کرلیا' دو بچے تھے وہ بھی ساتھ لے گئی۔ زید کے انتقال کے وقت زید کے پہلے بچوں میں سے دو لڑکے' ایک لڑکی اور دوسرے بچوں میں ایک لڑکا' ایک لڑکی اور بیوہ حیات ہیں لہٰذا ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے؟ والسلام خادم ایس اے غفور خان، تلک چاڑی' حیدرآباد سندھ

۷۸۲ الجواب: صورت مسئولہ میں زید کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اسکی بیوی اور اولاد میں خواہ پہلی بیوی سے ہو یا دوسری سے حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل جائیداد کے ۶۴ حصے کریں۔ بیوی کو (۸)' ہر لڑکی کو (۷-۷) اور ہر لڑکے کو (۱۴-۱۴) حصے دیں۔

میت مسئلہ ۸ / ۶۴

زوجہ	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن
۱			۷		
۸	۷	۷	۱۴	۱۴	۱۴

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

زندہ آدمی کا مال ترکہ نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید و بکر حقیقی بھائی ہیں۔ زید فوت ہوجاتا ہے۔ خاندان والے زید کی بیوہ کا عقد (نکاح) بکر سے کردیتے ہیں۔ زید کا ایک بچہ بھی ہے لہٰذا اس بچہ کا بکر کے ورثہ میں حق ہے یا نہیں؟

فقط والسلام ایس اے غفور خان، تلک چاڑی' حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: بکرا گر زندہ ہوتو اس کے مال کے حصے کیسے؟ اور فوت ہو چکا ہے تو اس کے ورثہ کی فہرست دیں تا کہ معلوم ہو سکے ہو کہ بھتیجہ کا حق ہے یا نہیں؟ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

بیٹے کی موجودگی میں بھتیجا وارث نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید فوت ہوگیا۔ اس کی جو بیوی تھی وہ پہلے زید کے حقیقی بھائی کی بیوی تھی بعد میں زید کے نکاح میں آ گئی بمعہ ایک شیر خوار بچے کے بعد میں اس کے دولڑکے اور دولڑکیاں ہوئیں۔ ایک لڑکی زید کی موجودگی میں فوت ہوگئی اس کے دولڑکے حیات ہیں اور دوسری لڑکی زید کے انتقال کے بعد فوت ہوگئی۔ اس کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی حیات ہیں۔ زید کے ایک لڑکے کا زید کی موجودگی میں انتقال ہوا۔ اس کی تین لڑکیاں شادی شدہ ہیں اور ایک بیوہ حیات ہیں۔ اس کے تین لڑکے اور دولڑکیاں حیات ہیں۔ زید کے تیسرے لڑکے کا زید کے بعد انتقال ہوا۔ اس کی نہ بیوی ہے نہ کوئی بچہ۔ زید کی بیوی کا بھی زید کی موجودگی میں انتقال ہوگیا لہٰذا زید کا ورثہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

فقط والسلام ایس اے غفور خان، تلک چاڑی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: سوال میں غور کرنے سے ایک بات معلوم ہوتی ہے کہ زید کے انتقال کے وقت اس کی صلبی اولاد میں صرف ایک بیٹی اور ایک بیٹا موجود تھا۔ ان دو کے علاوہ کوئی اور وارث زندہ نہ تھا۔ اگر ایسا ہی ہے تو زید کے تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہوتو ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے بیٹی اور بیٹے میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ بیٹے کو بیٹی سے دونا، اور بیٹی کو بیٹے کا آدھا ملے۔ یعنی کل جائیداد کے تین حصے کریں۔ دو حصے بیٹے کو اور ایک حصہ بیٹی کو دیں۔ زید کی بیوی کا پہلے شوہر سے بیٹا اگر چہ وہ زید کا حقیقی بھتیجا ہے محروم رہے گا کہ بیٹے کی موجودگی میں بھتیجا وارث نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

بھائی کی موجودگی میں بھتیجی کا کوئی حق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد صاحب کی موجودگی میں میرے بھائی عبدالکریم کی وفات ہوئی۔ وفات کے دس برس بعد میرے والد صاحب کی وفات ہوئی۔ میرے بھائی عبدالکریم کی ایک لڑکی ہے۔ جس کی شادی میں نے کردی ہے اور اس کی والدہ نے دوسرے نکاح کرلیا ہے۔ میرے والد صاحب نے اپنی موجودگی میں میرے نام جائیداد کردی تھی۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اگر بچی کا کوئی حصہ ہے تو مجھے بتایا جائے؟ تا کہ میں اپنی زندگی میں ادا کردوں۔ فقط محمد دین

۷۸۶ الجواب: بھائی کی موجودگی میں، بھتیجی کا کوئی حق نہیں۔ نہ اس کا کوئی حصہ وراثت میں مقرر ہے۔ آدمی کی اپنی مرضی پر موقوف ہے۔ جسے چاہے اور جتنا چاہے دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیویاں' چھ بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی اعظم سندھ حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بموجب شجرہ بحکم شریعت حصہ کشی کس صورت ہوگی؟ جب کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں اور وہ شخص فوت ہوگیا ہے۔

حاجی محمد اسحاق ولد حاجی حافظ محمد میاں

بیوی مسماۃ غفوراً — بیوی مسماۃ شکوراً

ایک لڑکی — پانچ لڑکیاں' دو لڑکے

مرحوم کی بیویاں اور بچوں کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ اور کس طرح حصہ کشی ان کے درمیان ہوگی؟ برائے کرم شرع کی رو سے فتویٰ مرحمت فرمایا جائے۔ فقط غلام رسول

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں حاجی محمد اسحاق کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/۱۶/۱۶۰

زوجہ	زوجہ	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن
۱					۷				
۱	۱				۱۴				
۱۰	۱۰	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۲۸	۲۸

یعنی تمام مال متروکہ کے (۱۶۰) حصے کریں۔ ان میں سے ۱۰-۱۰ ہر بیوی کو' ۱۴-۱۴ ہر لڑکی کو اور ۲۸-۲۸ ہر لڑکے کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' ۳ بیٹے اور ۲ بیٹیاں ہیں

سوال: بخدمت جناب استاذ العلماء مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے والد صاحب نے تین شادیاں کی تھیں۔ پہلی بیوی کو طلاق دی جس سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ دوسری بیوی کا انتقال والد صاحب کی زندگی میں ہوا جس سے ایک لڑکا اور پانچ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جس میں ایک لڑکی کا انتقال والد صاحب کی موجودگی میں ہوا۔

تیسری بیوی کا انتقال والد صاحب کے انتقال کے بعد ہوا اور والد صاحب نے اپنی زندگی میں ایک دوکان جو شاہی

بازار میں واقع ہے۔ تیسری بیوی کے نام کردی تھی اور اس کو مالکانہ حقوق دے دیئے تھے۔ تیسری بیوی سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ اب آپ سے معلوم کرنا ہے کہ

ا۔ دوکان جو تیسری بیوی کے نام ہے' دوسری بیوی کی اولاد کا کچھ حصہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنا؟

۲۔ والد صاحب جو جائیداد چھوڑ گئے ہیں اس میں سے لڑکے اور لڑکی کا کتنا حصہ ہے؟

۳۔ تیسری بیوی جن کا انتقال والد صاحب کے انتقال کے بعد ہوا۔ کیا اس کا والد صاحب کی جائیداد یعنی مکان میں سے مرحومہ کی اولاد کو دیا جائے گا؟

۴۔ والد صاحب کی ایک لڑکی جس کا انتقال والد صاحب کی زندگی میں ہوا۔ کیا اس کا حصہ اس کی اولاد کو دیا جائے گا یا نہیں؟

۵۔ والد صاحب کی دوسری بیوی جس کا انتقال والد صاحب کی زندگی میں ہوا۔ کیا اس کا حصہ جائیداد میں ہے یا نہیں؟

سائل احسان الٰہی

۷۸۶ **الجواب:** دوکان مکان زمین یا زیور وغیرہ جو مرحوم نے اپنی صحت و زندگی میں جسے ہبہ کردیا اور اس کے قبضہ میں دے دیا وہ اب اسی کی ملک و ملکیت ہے لہٰذا مرحوم نے تیسری بیوی کے نام جو دوکان لکھ دی اور اس کا داخل خارج ہوگیا۔ وہ صرف اور صرف ان ہی کی ملکیت ہے۔ ان کے انتقال کے بعد' صرف ان ہی کے ورثہ میں یہ دوکان تقسیم ہوگی۔ مرحوم کی اولاد جو دوسری بیوی سے ہے ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ کہ یہ جائیداد مرحوم کی نہیں بلکہ مرحومہ کی تھی۔ ان ہی کے وارثوں کو ملے گی۔

۲۔ مرحوم کی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ' جو ان کے انتقال کے وقت ان کی ملک اور تصرف میں تھی وہ ان کے ورثہ کو ملے گی۔ ان میں ان کی تمام اولاد شامل ہے خواہ دوسری بیوی سے ہو یا تیسری بیوی سے۔ کہ آخر یہ انہیں مرحوم کی اولاد ہے۔ لہٰذا کوئی اور وارث ان کا نہ ہو تو ان کی جائیداد' ان کے تینوں لڑکوں اور چھ لڑکیوں پر' جو دو بیویوں سے ہیں' تقسیم ہوگی اور تیسری بیوی چونکہ اس وقت حیات تھیں انہیں بھی ان کا حق دیا جائے گا اور پہلی، دوسری بیوی چونکہ ان کی زندگی میں انتقال کر گئیں اس لئے محروم رہیں گی۔ اب اگر مرحوم کے ماں باپ موجود نہیں تو ان کے وارثوں میں ایک بیوی' تین لڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں۔ مرحوم کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین' و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی (۱/۳) میں اجرائے وصیت کے بعد' ان وارثوں میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

اور وہ لڑکی جس کا انتقال مرحوم کی زندگی میں ہو چکا تھا۔ ان کا یا ان کی اولاد کا والد کی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۹۶/۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
۱					۷				
۱۲	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

وصیت صرف تہائی مال میں نافذ۔وقف جائیداد کسی کی ملکیت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے محلّہ واقعہ مجاہد کالونی ایئرپورٹ روڈ یونٹ نمبر ۱۲ لطیف آباد' حیدرآباد میں ایک دیانتدار آدمی مسمّی معین الدین نے ایک وصیت کی تھی کہ میرے فوت ہونے پر میرے سکونتی مکان نمبر 2303 کو محلّہ کی مسجد (محمدی مسجد) میں وقف کردیا جائے اور اس میں دینی تعلیم محلّہ کے بچّوں کو دی جائے۔چنانچہ ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں نے مکان مذکورہ کو مسجد کو وقف کردیا۔اور مسجد کی کمیٹی نے وقف شدہ مکان پر مدرسہ تعمیر کردیا اور مدرسہ کا نام بھی مرحوم کے نام پر معین مدرسہ رکھدیا اور اس میں تعلیمی سلسلہ بھی بحمداللہ جاری ہے۔

مگر چونکہ مدرسہ کی جگہ ایک تو چھوٹی ہے دوسرے مکانات سے گھری ہوئی ہے لہٰذا محمدی مسجد کی کمیٹی کے ممبران نے فیصلہ کیا ہے کہ اس وقف شدہ مدرسے کو ایک معقول رقم کے عوض فروخت کردیا جائے اور دوسری جگہ جو کہ مسجد کے بالکل قریب ہے وہ خریدلی جائے اور جو رقم فاضل رہے گی اس کی تعمیر میں خرچ کردی جائے گی تو اس سے یہ ہوگا کہ مدرسہ میں بھی کافی گنجائش ہوجائے گی مدرسہ بڑا ہوجائے گا جس میں پرائمری تعلیم کا سلسلہ بھی جاری ہوجائے گا اور دینی تعلیم بھی جاری رہے گی اور جدید تعلیم کا تقاضہ بھی پورا ہوتا رہے گا۔وقف کی جگہ بھی وقف رہی اور ترقی کی راہ بھی نکل آتی ہے۔تو کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مہربانی فرماکر زریں خیالات کا اظہار فرمائیں۔عین نوازش ہوگی۔شکریہ فقط سیّد روشن علی

۷۸۶ الجواب: دو باتیں بنیادی طور پر یاد رکھیں۔

۱۔وصیت صرف ایک تہائی میں نافذ ہوتی ہے۔

۲۔وقف جائیداد کسی کی ملک نہیں لہٰذا اسے فروخت کرنا بھی جائز نہیں۔(عامہ کتب)۔واللہ تعالٰی اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رجمادی الاولٰی ۱۴۰۱ھ

گواہی کے بغیر کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص اللہ دین مرحوم ولد کلّو جن کا تقریباً آٹھ نو مہینے پہلے انتقال ہوگیا۔انہوں نے اپنی ملکیت میں ایک پلاٹ چھوڑا ہے۔لوگوں کے کہنے کے مطابق مرحوم نے یہ وصیت کی کہ پلاٹ مسجد میں لگادیا جائے جب کہ مرحوم کے ورثاء بھی موجود ہیں۔اس صورت میں کیا کیا جائے؟ برائے مہربانی اس مسئلہ کا شریعت کی رو سے جواب عنایت فرمائیں۔ سائل حبیب الرحمٰن،سلطانی مسجد' تلک چاڑی' حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: لوگوں کا کہنا شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ہاں اگر کم از کم دو شرعی گواہ' وصیت کی گواہی دیں تو وہ گواہی معتبر ہوگی۔پھر بھی وصیت تجہیز وتکفین وادائیگی قرض کے بعد صرف ایک تہائی یعنی (۱/۳) میں نافذ ہوگی۔بقیہ دو تہائی (۲/۳) ان کے ورثہ میں اگرچہ دور کے ہوں حسب احکام شرعیہ تقسیم کیا جائے گا۔واللہ تعالٰی اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ رجمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

بیٹے کے علاوہ کوئی وارث نہ ہو تو سارا ترکہ اسی کو ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مساۃ مریم زوجہ نظام علی۔ ۲۰-۱۱۲ ایکڑ کی مالک تھی۔ یہ رقبہ اس کو شوہر کی وراثت میں ملا تھا۔ مساۃ مریم کی کوئی اولاد نہیں تھی اور ان کا انتقال ہو گیا۔ ایسی صورت میں مندرجہ ذیل شجرہ میں سے کون کون وارث و کس قدر حقدار ہوگا؟

شجرہ آباؤ اجداد

ہیلا خان

سمندر — قطبی — سمیر — سکندر — رحیم بخش

قطبی مرحوم — سمیر مرحوم — سکندر مرحوم — رحیم بخش مرحوم

بشارت علیم	رستم	نظام علی	دولت محمد	منیر	لیلو	پنو		دولہ
مرحوم	مرحوم	مرحوم	حیات	حیات	مرحوم	مرحوم		مرحوم
مہر علی	عیسیٰ	لاولد			یوسف	صدیق	مساۃ بھوری	عاصم علی
مرحوم	مرحوم				حیات	مرحوم	یٰسین	حیات
سلمان	اسحاق، شوکت	بیوہ مریم					حیات	
حیات	حیات، حیات	کوئی اولاد نہیں						

مساۃ مریم کی نظام علی سے کوئی اولاد نہیں تھی البتہ سابقہ شوہر رستم خان سے ایک لڑکا عیسیٰ خان تھا اور عیسیٰ خان کا لڑکا شوکت ہے۔ جو کہ رستم خان کی جائیداد کا وارث ہے۔ منجانب مراتب علی ولد محمد شفیع، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: سائل سے تفتیش کے بعد معلوم ہوا کہ مساۃ مریم کے انتقال کے وقت ان کا بیٹا 'عیسیٰ خان' جو دوسرے شوہر رستم خان سے تھا وہ بوقت وفات مریم زندہ تھا اور مریم کے انتقال کے بعد پاکستان آ کر اس کا انتقال ہوا۔ اور سوال سے ظاہر ہے کہ مساۃ کے کسی اور وارث کا کوئی پتہ نہیں' نہ کوئی عصبہ' سوائے شوکت خاں ولد عیسیٰ خاں کے موجود ہے۔ ایسی صورت میں مریم کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد 'عیسیٰ خاں یعنی اس کے بیٹے کی ملکیت میں آیا اور عیسیٰ کے انتقال کے بعد وہ تمام مال شوکت کی ملکیت قرار پایا کہ مسمّی عیسیٰ خان کے بھی کسی وارث کا جو ذوی الفروض میں ہو پتہ نہیں۔ اور بیٹا موجود ہے تو وہی بطور عصبہ سارا مال پائے گا۔ ہاں اگر عیسیٰ کے انتقال کے وقت اس کی ماں یا بیٹی یا بہن موجود تھی تو ظاہر کیا جائے ورنہ بظاہر کسی کا پتہ نہیں چلتا۔ لہٰذا تمام مال متروکہ و جائیداد منقولہ و غیر منقولہ، رقوم و زیورات وغیرہ پر سب شوکت کا حق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۲۵ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے مرحوم والدین سے ہم جملہ تین بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ میری دو بہنیں شادی شدہ ہیں۔ ایک معمر نابینا ہیں۔ ایک بھائی کا انتقال ہو گیا۔ ان کی بیوہ اور دو لڑکیاں ہیں۔ ایک بھائی بال بچے دار ہے۔ میری کوئی اولاد نہیں ہے۔ میرے مرحوم والدین کی جائیداد میں ہر ایک کو کتنا حصّہ ہوگا؟ برائے کرم مجھے فتویٰ عنایت کیا جائے۔ بھائی کا انتقال والد کے انتقال کے بعد ہوا ہے۔ سائل: عمر دین ولد فیض محمد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں میت کی تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ بعد اخراجات تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض و اجرائے وصیت در تہائی، حسب ذیل طریقہ سے تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۵۶/۸/۷

بھائی کی بیوہ	بھائی کی بیٹی	بھائی کی بیٹی	بھائی	بھائی	بہن	بہن	بہن	
۲۱	۵۶	۵۶	۱۷۸	۱۷۸	۸۹	۸۹	۸۹	واللہ تعالیٰ اعلم

یعنی کل مال کے ۷۵۶ حصے کئے جائیں اور جو بھائی حیات ہیں ان میں ہر بھائی کو ۱۷۸ اور ہر بہن کو ۸۹ حصہ دیا جائے، مرحوم بھائی کا حصہ اس کی بیوہ اور دو لڑکیوں کو دیا جائے گا۔ اس کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ ۲۱ حصہ بیوہ کو اور ۵۶/۵۶ حصے دونوں بیٹیوں کو۔ چونکہ مرحوم بھائی کے بیٹے نہیں ہیں اس لئے دوسرے بھائی بہن عصبہ بنکر ترکہ میں حصہ دار ہوں گے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲/۱۱/۱۹۸۱ء

ایک شخص کے ورثاء میں چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے دادا بنام فضل دین جن کی اولاد میں تین بیٹے تھے۔ بنام ۱۔ محمد دین ۲۔ سراج الدّین ۳۔ حاجی محمد ابراہیم۔

سراج الدّین کا صرف ایک بیٹا ہے۔ محمد دین کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ جن میں سے بڑی لڑکی وفات کر چکی ہے۔ ایک زندہ ہے۔ حاجی محمد ابراہیم کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ ہمارے دادا بنام محمد دین اور حاجی محمد ابراہیم ولد فضل دین کے نام پر زمین جو کہ ضلع دادو سندھ میں ہے۔ اس زمین میں سے جب کہ بھائیوں کے حقوق اپنے والدین کی جائیداد میں سے ملتے ہیں۔ تو کیا بہن کو بھی اپنے والدین کی جائیداد میں سے کچھ حق ملتا ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی اس سلسلے میں فتویٰ دیا جائے۔
سائل۔ محمد اسلم ولد محمد دین، ریلوے کالونی، کوٹری

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں محمد دین ولد فضل الدّین کا تمام مال متروکہ تجہیز تکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں نافذ کرنے کے بعد، ان کے چاروں لڑکوں اور ایک بیٹی (جب کہ دوسری بیٹی لاولد فوت ہو چکی) میں اس

طرح تقسیم ہوگا کہ ہر بھائی کو بہن سے دوگنا ملے گا۔ یعنی تمام مال کے ۹ حصے کریں ہر بیٹے کو دو اور ہر بیٹی کو ایک حصہ دیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۹

ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
۲	۲	۲	۲	۱

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

بھائی کے سامنے ننھیالی رشتہ دار وارث نہیں ہوتے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ بشیر محمد ولد ولی محمد کی شادی حسب رسم ورواج قوم مسماۃ غفورن بنت عبدالرزاق سے ہوئی اور مسمّی بشیر محمد کا انتقال لاولد ہوگیا اور اس کی جائیداد و مال پر اس زوجہ کی مذکورہ قابض متصرف ہوئی۔

۲۔ مسماۃ مذکورہ نے عدّت گزارنے کے بعد مسمّی عبدالشکور ولد محمد بخش سے عقد ثانی کر لیا اور اس سے بھی کوئی اولاد نہ ہوئی اس دوران میں مسماۃ غفورن نے مسمّی بشیر محمد کا بینک میں کچھ روپیہ تھا وہ بحکم عدالت سرٹیفیکیٹ لے کر حاصل کر لیا اور اب مسماۃ مذکورہ کا بھی انتقال ہوگیا۔ وہ حیات میں کہتی تھی کہ ہم لاولد ہیں لہٰذا مکان مسجد کے نام کریں گے۔

۳۔ مسماۃ مذکورہ کا کوئی حقیقی بھائی بہن چچا وغیرہ نہیں ہے۔ صرف تنہا تھی۔

۴۔ مسمّی بشیر محمد مذکور کے پاکستان میں بھائی بہن چچا وغیرہ کوئی نہیں ہے صرف ایک بھائی محمد فیاض ولد ولی محمد جے پور انڈیا میں حیات ہے۔

مسمّی بشیر محمد مذکور کے وارث ہونے کا دعویٰ محرم الدین ولد امام الدین کرتے ہیں۔ لیکن محرم الدین مذکورہ مسمّی بشیر محمد کے ماموں کے ماموں کا لڑکا بتاتے ہیں۔

لہٰذا استدعا ہے کہ اب مسماۃ غفورن مذکور کا جائز وارث اس کا شوہر عبدالشکور ولد محمد بخش ہوا؟ یا محرم الدّین مذکور؟ جب کہ عبدالشکور کا بھی خیال ہے کہ مکان مسجد میں دے دوں گا۔ سائل عبدالشکور ولد محمد بخش

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں بشیر محمد کا تمام مال متروکہ خواہ از قسم جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کی بیوی اور بھائی میں جو انڈیا میں مقیم ہے۔ اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کا ایک چوتھائی اس کی بیوی کو اور باقی تین چوتھائی اس کے بھائی کی ملکیت میں آئے پھر غفورن کے انتقال کے بعد اس کا مال اس کے شوہر کو ملے گا اس کے علاوہ کوئی اور وارث اس عورت کا موجود نہیں۔ پورا مکان غفورن کی ملک تھا اور نہ اس میں اس کو تصرف کا پورا پورا اختیار تھا اور بھائی کے ہوتے ہوئے ننھیالی رشتے دار وارث نہیں ہوتے۔ لہٰذا محرم الدّین کا مطالبہ ناقابل قبول۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

قصاص میں صلح کرانے یا معاف کرنے کا حق صرف وارث کو ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: آٹھ سال قبل محمد حنیف کے ہاتھوں اس کی بیوی ہلاک ہوگئی۔ جس کا آنکھوں دیکھا گواہ مقتولہ کا ۱۲ سالہ بیٹا محمد حفیظ تھا۔ محمد حفیظ نے اپنے ماموں کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ محمد انور نے تھانہ میں رپورٹ درج کروائی اور مدعی کی حیثیت سے پیش ہوا اور قاتل کو عمر قید کی سزا ہوگئی۔ چونکہ اب اسلامی قانون نافذ ہو رہا ہے اور قاتل چاہتا ہے کہ مقتولہ کے ورثاء سے صلح کروں۔ اب صلح، مدعی اور مقتولہ کے بھائی محمد انور سے کرنی ہوگی یا مقتولہ کے شرعی وارث اور بیٹے محمد حفیظ عمر ۲۰ سال سے۔ مدعی کا خیال ہے کہ چونکہ وہ اس مقدمہ کا مدعی رہا ہے اس لئے اس کے بغیر شریعت کورٹ، صلح تسلیم ہی نہیں کرے گی جب کہ قاتل نے محمد حفیظ اور دیگر اصل ورثاء سے صلح کر لی ہے اور اسی تحریر میں موجود ہے کہ جب تک مدعی سے صلح نہ ہوگی۔ صلح قرار نہیں پا سکتی۔ مدعی تو کوئی بھی بن سکتا ہے ہر مدعی جو وارث بھی نہ ہو صلح کا حق نہیں رکھتا؟ اس سلسلہ میں مفتیان دین کیا کہتے ہیں۔ فقط السائل محمد حنیف (عمر قیدی)، بی کلاس، سینٹرل جیل، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** قتل عمد یعنی کسی دھاردار آلے مثلاً چھری خنجر وغیرہ سے یا گولی یا چھری سے قتل کر دینا یا آگ میں جلا دینا' اس کی سزا دنیا میں فقط قصاص ہے یعنی یہی متعین ہے۔ ہاں اگر قاتل سے مال لے کر صلح کر لیں تو یہ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس صلح کا حق صرف اور صرف اولیائے مقتول کو ہے کسی اور کو نہیں۔ عالمگیری میں ہے **وموجب ذلك المأثم والقود الا ان يعفو الاولياء اويصالحوا**۔ اس لئے صورت مسئولہ میں صلح کرنے یا معاف کرنے کا حق صرف مقتولہ کے بیٹے محمد حفیظ کو ہے کہ وہ مقتولہ کا وارث و ولی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے بھائی کو وراثت یا ولایت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ر رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' ۴ بیٹے اور ۷ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص فوت ہو گیا اور اس نے اپنے پیچھے ایک بیوہ' چار لڑکے اور سات لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ اس کا ترکہ (-/۳۰۴۷۰۰) تین لاکھ چار ہزار سات سو روپے ہے۔ اب یہ مال کس طرح تقسیم ہوگا؟ مہربانی فرما کر جواب تحریر فرمائیں۔ السائل خواجہ محمد عثمان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین' ادائیگی قرض اور ثلث اجرائے وصیت کے بعد اس کے موجودہ ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ کل مال کے (۱۲۰) حصے کریں۔ ان میں سے (۱۵) زوجہ کو' (۱۴-۱۴) ہر لڑکے کو اور (۷-۷) ہر لڑکی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۱۲۰/۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	
۱۵	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۴؍ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

آدمی کو زندگی میں اپنا مال دینے کی اجازت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنا مکان فروخت کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے پاس نہ تو کوئی جائیداد ہے اور نہ ہی کوئی نقد رقم وغیرہ۔ وہ اس مکان سے حاصل شدہ رقم کو اپنی حیاتی میں اپنے ورثاء میں تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ اس کی بیوی بقید حیات ہے اس کے چار فرزند ہیں جن میں سے ایک شادی شدہ اور صاحبِ اولاد ہے۔ پانچ صاحبزادیاں ہیں جن میں دو کا انتقال ہو چکا ہے اور دو شادی شدہ ہیں۔ مرحوم بیٹیوں کی اولاد ہے۔ اور شادی شدہ بیٹیاں بھی صاحبِ اولاد ہیں۔ زید چاہتا ہے کہ کنواری اولاد کی شادی پر ہونے والا خرچہ نکال کر بقیہ رقم اپنے تمام ورثا میں تقسیم کر دے۔ شرعی طور پر تقسیم کس طرح ہوگی؟ اور کیا زید اپنے کنوارے بچوں کی شادی کے لئے رقم نکال سکتا ہے یا نہیں؟ ان کی کنواری اولاد ماشاءاللہ شادی کی عمر کو پہنچ گئی ہے۔　　فقط سائل اقبال بن حبیب ملتانی

۷۸۶ **الجواب:** اپنی زندگی وصحت میں آدمی اپنے مال کا مالک اور اس میں ہر جائز تصرف کا مختار ہے۔ جسے اور جتنا چاہے مال دے کر اسے مالک بنا دے۔ دوسرے کو اس پر اعتراض کا حق نہیں۔ اولاد کنواری ہو یا شادی شدہ۔ لڑکا ہو یا لڑکی۔ سب کا حکم یکساں ہے۔ بلکہ غیر وارث کو دے تو بھی اسے اختیار ہے۔ ہاں ورثہ کو ناحق نہ کرے ورنہ گناہ گار ہوگا اور اولاد میں تقسیم کرے تو لڑکے لڑکی سب کا حق برابر ہے اور جو لڑکیاں غیر شادی شدہ ہیں ان کے مصارف کے لائق مال نکال کر ان کی ملکیت اور قبضہ دے دے۔ تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۳؍ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

ایک آدمی کے ورثا میں بیوی، پوتے اور بھتیجی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: متوفی محمد شفاعت خان مرحوم کی جائیداد میں سے کس کس کو کتنا کتنا حصہ ملے گا۔ جب کہ جائیداد بھی مرحوم کے نام ہے جب کہ مرحوم کا حقیقی بھائی سرفراز خان مرحوم اور متوفی کا بھتیجا محمد ایاز خان مرحوم اور اس کی بھابھی سمیت سب شفاعت خان مرحوم کی حیاتی ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ متوفی محمد شفاعت خان کی حقیقی بھتیجی ساگراں بی بی حیات ہیں اور شفاعت خان کی ایک بیوی مسماۃ حاجرہ بی بی موجود ہیں اور اُن کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ ابھی جائیداد متوفی شفاعت خان کے نام ہے اُن کے چچا زاد بھائی مبارک علی خان موجود ہیں اور اُن کے حقیقی بھائی سرفراز خان مرحوم کے دو پوتے ایک پوتی موجود ہیں۔

شجرہ

منگل خان لودھی

محامد خان مرحوم	مہدی خان مرحوم	
سلطان خان مرحوم	امراؤ علی خان مرحوم	
مبارک علی خان	محمد شفاعت خان مرحوم	محمد سرفراز خان مرحوم
	بیوہ حاجرہ مرحومہ	محمد ایاز مرحوم — مسماۃ ساگراں
	شبیر احمد	لیاقت — مسماۃ زبیدہ

فقط: مبارک علی خان، گرونگر، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ متوفی کے انتقال کے وقت صرف اس کی بیوی اور ایک چچا زاد بھائی اور مرحوم کے، مرحوم بھائی کے پوتا پوتی اور ایک حقیقی بھتیجی موجود تھے ان کے علاوہ کوئی اور وارث موجود نہ تھا' متوفی شفاعت خان کا تمام مال متروکہ حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ متوفی کا چچا زاد بھائی اور بھتیجی اور سرفراز خاں کی پوتی محروم رہے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸/۴

زوجہ	بھائی کا پوتا	بھائی کا پوتا
۲	۳	۳

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳/ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

ایک آدمی کے ورثاء میں بیوی' ۴ بیٹے اور ۷ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص فوت ہوگیا اور اپنے پیچھے چھ لڑکے اور چار لڑکیاں اور ایک بیوہ چھوڑ گیا۔ متوفی کا مال متروکہ اس کے ورثہ میں کس طرح تقسیم ہوگا۔ متوفی کا ایک مکان ہے جس کی قیمت ایک لاکھ روپے ہے، اور چودہ تولہ سونا ہے، متروکہ ملکیت سے ورثاء کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ متوفی کے ایک لڑکے نے اپنے والد کی تجہیز و تکفین پر دس ہزار روپے خرچ کئے ہیں۔ کیا یہ خرچہ متوفی کے ترکہ سے نکال لیا جائے گا؟ سائل ڈاکٹر مراد، ٹنڈو یوسف روڈ' اسلام آباد' حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: متوفی کے مال متروکہ میں سے سب سے پہلے مطابقِ شرع اس کی تجہیز و تکفین میں صرف ہوتا ہے، پھر قرض کی ادائیگی ہے۔ پھر کوئی وصیت کی ہو تو ایک ثلث میں اجراء ہوتا ہے۔ ان تمام امور سے فراغت کے بعد اب ورثہ میں تقسیم کی نوبت آتی ہے۔ سوم چہلم وغیرہ پر جو کچھ خرچ ہوا اور تمام وارث بالغ تھے ان کی اجازت سے صرف ہوا تو وہ بھی وضع کر لیا جائے گا لیکن نابالغ کی اجازت کافی نہ ہوگی۔ اس کے حصے میں سے کسی کو خرچ کرنے کا اختیار نہیں اور اس کی اجازت بحالتِ نابالغی معتبر نہیں۔ تو سوم چہلم وغیرہ و نذر و نیاز میں جو کچھ خرچ ہوا وہ بالغوں پر پڑے گا۔ بہر حال تجہیز تکفین و ادائیگی

قرض اور ایک ثلث میں اجرائے وصیت کے بعد متوفی کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ ونقد رقوم وزیورات وغیرہ اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۱۲۸/۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
۱۶	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳/ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

ایک آدمی کے ورثاء میں بیوی، بھتیجا اور بھتیجی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: متوفی شفاعت نے اپنے وارثین میں ایک بیوہ مسماۃ حاجرہ بی بی چھوڑی ہے اور اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ حقیقی بھائی سرفراز خان کا انتقال اس کی موجودگی میں ہی ہوگیا اور محمد ایاز خان مرحوم کا انتقال شفاعت کے بعد میں ہوا۔ جو کہ ان کا حقیقی بھتیجا ہے۔ مسماۃ ساگراں بی بی زندہ ہے۔ جو کہ شفاعت مرحوم کی حقیقی بھتیجی ہے۔ فقط: مبارک علی خان، گرونگر، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں سوال سے ظاہر ہے کہ متوفی شفاعت خان کے انتقال کے وقت اس کی بیوی، ایک بھتیجا، ایک بھتیجی اور دور کے دوسرے رشتہ دار موجود تھے۔ اس لئے ایسی صورت میں، متوفی کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کے ورثاء میں حسب ذیل طریقہ سے تقسیم ہوگا اور چونکہ ایاز خان اپنے مرحوم چچا کا حقیقی بھتیجا ہے اس لئے اس کی موجودگی میں مبارک علی خان کا کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۴

زوجہ	بھتیجا	بھتیجی
۱	۳	محروم

اور چونکہ بھتیجا انتقال کر گیا ہے لہٰذا اس کا حصہ اس کی اولاد لے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸/۳/۱۹۸۲ء

ایک عورت کے ورثاء میں شوہر، ماں، چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بندو خان کی بیوی مسماۃ بسم اللہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ مسماۃ بسم اللہ کا جو مہر ہے، اس رقم کا کون وارث ہوگا؟ جب کہ بسم اللہ خاں نے اپنے پیچھے ایک شوہر اور چار لڑکے اور ایک لڑکی اور اپنی والدہ کو چھوڑا ہے۔ بینوا توجروا فقط بندو خان، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۲ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسماۃ بسم اللہ کا مہر اس کے دوسرے مال متروکہ کی مانند تجہیز تکفین وادائیگی قرض وغیرہ کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا کہ تمام مال کے (۱۰۸) حصے کریں۔ ان میں سے (۲۷) حصے شوہر کو (۱۸) حصے ماں کو (۱۴-۱۴) حصے ہر بیٹے کو اور (۷) حصے ہر بیٹی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۱۲/۱۰۸

زوج	ام	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
۲۷	۱۸	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷

بالفاظ دیگر مرحومہ کی والدہ کو کل مال کا چھٹا حصہ دیا جائے گا۔ باقی اس کے شوہر اور بیٹی بیٹوں کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رذی قعد ۱۴۰۲ھ

جائیداد کی تقسیم میں نابالغ وبالغ اور شادی شدہ وغیر شادی شدہ کا فرق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ جس کی بیوہ اور دو لڑکیاں ہیں۔ ایک لڑکی شادی شدہ اور ایک غیر شادی شدہ۔ ایک اس کا بھائی ہے۔ جو اس کی زندگی میں ہی الگ ہوگیا تھا۔ اب وہ وراثت کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیا ازروئے شریعت وہ وراثت کا حق دار ہے یا نہیں؟ لڑکیوں اور بیوہ کو کتنا حصہ ملے گا؟ شادی شدہ کو کتنا اور غیر شادی شدہ کو کتنا؟ بینوا توجروا فقط حافظ عاشق حسین نقشبندی حامدی، دوڑ نواب شاہ

۷۸۲ **الجواب:** وراثت میں بالغ ونابالغ، شادی شدہ وغیر شادی شدہ اور بڑے چھوٹے ہونے پر دارومدار نہیں اور نہ کوئی مستحقِ وراثت کسی کے محروم کرنے سے محروم ہوتا ہے۔ صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے مذکورہ بالا ورثہ میں حسبِ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال کے ۲۴ حصے کریں۔ بیوہ کو ۳، ہر لڑکی کو ۸ اور بھائی کو ۵ سہام دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲۴

زوجہ	بنت	بنت	اخ
۳	۸	۸	۵

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رشوال المکرم ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیویاں، بہن، سوتیلی بیٹی اور بھتیجیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم علی محمد شاہ ولد نذر محمد شاہ متوفی کا انتقال ہوگیا۔ مرحوم کے حسب ذیل وارث ہیں۔ جو یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ان کو شریعت محمدی سے کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

ا۔ محمد علی شاہ کی دو بیوائیں۔ دونوں بیواؤں کی مرحوم علی محمد کے بطن سے کوئی اولاد نہیں لیکن ایک بیوہ کے پہلے شوہر سے ایک

لڑکی ہے۔ جو علی محمد کی سوتیلی لڑکی کہلاتی ہے۔

۲۔ فاطمہ بی بی (سگی بہن، علی محمد شاہ مرحوم)۔ جو شادی شدہ ہے۔ چار بچوں کی ماں ہے۔

۳۔ مرحوم علی محمد کے دو سگے بھائیوں کی دو لڑکیاں' بھائیوں کا انتقال ہو چکا ہے۔ صرف دو لڑکیاں ہیں جو شادی شدہ ہیں۔

حضور والا سے درخواست ہے کہ مندرجہ بالا وارثین میں جو جائز وارثین ہیں ان کے حصے میں کتنا کتنا حصہ بمطابق شریعت محمدی آتا ہے فتویٰ جاری فرمایا جائے۔ دیگر علی محمد شاہ مرحوم کے والد نذر محمد شاہ مرحوم کی کوئی ملکیت نہیں ہے۔

فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین' و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' صرف مرحوم کی دونوں بیویوں اوران کی بہن کے مابین تقسیم ہوگا۔ مرحوم کی سوتیلی لڑکی اور بھتیجیاں سب محروم رہیں گے اور تقسیم یوں عمل میں لائی جائے گی کہ کل مال کے ۸ حصے کریں' ان میں سے ہر بیوی کو ایک ایک حصہ دیں اور باقی ۶ حصہ مرحوم کی ہمشیرہ کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۴/۸

زوجہ	زوجہ	ہمشیرہ	سوتیلی بیٹی	بھتیجیاں
۱	۱	۶	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۵ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

ایک آدمی کے ورثاء میں بیوی' بیٹیاں اور چچا ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم مسمّی عبدالقادر خان کے ایک چچا اور دو لڑکیاں اور ایک بیوہ ہے۔ وارثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ فقط سائل محفوظ علی خان

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مالِ متروکہ تجہیز و تکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا کہ کُل مال کے ۲۴ حصے کریں۔ ان میں سے ۳ بیوہ کو' ۸-۸ ہر لڑکی کو اور باقی ۵ چچا کو دیں۔ ہکذا

میت مسئلہ ۲۴

زوجہ	بیٹی	بیٹی	چچا
۳	۸	۸	۵

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۱۶ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

غاصبانہ مال کو جیسے چاہے وصول کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید تقسیم ہند سے ہندوستان کا باشندہ ہے۔ جب کہ اس کے والدین پاکستانی ہیں۔ والد کے انتقال کے بعد زید کی ماں نے اسے تحریراً پاکستان آنے کو کہا اور بتایا کہ اس کا (زید کی ماں کا) وقت آخر ہے۔ جلد آ جائے اور اسے دیکھ لے مکان اور قبضہ بھی درست ہو جائے۔ زید اپنے والدین کی حقیقی اولاد ہے۔ اپنی ماں کی تحریر ملنے پر زید پاکستان آیا مگر اس کے آنے سے بیشتر ہی اس کی ماں کا انتقال ہو چکا تھا۔ زید نے آ کر دیکھا کہ اس کی ماں کے مکان پر اس کے دور کے رشتے دار موجود ہیں جو مکان خالی کرنا نہیں چاہتے اور اپنا حق جماتے ہیں۔

ان لوگوں کے متعلق بھی زید کی ماں نے اپنے اسی خط میں ان لوگوں کا حوالہ دیا تھا کہ یہ لوگ رقم کا لالچ دے کر مکان لینا چاہتے ہیں۔ اب زید پریشان ہے کہ اس کا کیا کرے۔ جب کہ یہ رشتہ دار مکان نہیں چھوڑتے۔ دوسرے یہ کہ زید کے حلقہ کے ذمہ دار رکن کو بھی درخواست پیش کی کہ اس کا کوئی حل نکالا جائے لیکن وہاں سے بھی کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملا۔

لہٰذا اس سلسلے میں شریعت کی رو سے زید، جو کہ اب مکان کی الجھن میں گرفتار ہے کیا کرے؟ اس کی آئینی حیثیت کیا ہے؟

فقط احمد علی ولد اکرام علی، لطیف آباد نمبر ۷ حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** زید کے والدین کا جب کہ زید کے سوا کوئی اور وارث حقیقی نہیں تو تمام مال متروکہ کا حقدار صرف زید ہے۔ اور وہ اپنا حق جس طرح چاہے وصول کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رصفر المظفر ۱۴۰۲ھ

والدین کے ہوتے ہوئے ترکہ میں بھائیوں کو نہ ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: متوفی نے ورثاء میں والد، والدہ، دو بھائی، دو بہنیں اور ایک بھتیجا چھوڑا ہے؟ شرع کے اعتبار سے حقیقی وارث کون ہے؟ فقط سائل مختار احمد، شاہی بازار، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ بالا میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، صرف اس کے والدین کو ملے گا۔ بھائی، بہن اور بھتیجا محروم رہیں گے۔ باپ کی موجودگی میں بھتیجا درکنار، حقیقی بھائی اور بہنوں کا بھی کوئی حصہ نہیں۔ کل مال کے چھ حصے کریں۔ ان میں سے ایک حصہ ماں کا اور باقی ۵ حصے باپ کو دیں کہ وہ ذوی الفروض میں بھی ہے اور عصبات میں بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

بہنوں کا حصہ کس صورت میں ترکہ میں ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: سیّد منیر علی شاہ کا انتقال ہو گیا۔ انڈیا میں پاکستان بننے سے پہلے اس

کے تین لڑکے جنھوں نے کلیم پاس کروایا اور پھر آپس میں بانٹ لیا۔ لڑکوں کے نام یہ ہیں شوکت علی شاہ، روشن علی شاہ اور ممتاز علی شاہ۔ انھوں نے اپنی اپنی ملکیت بنائی کلیم کی رقم سے اور اپنے اپنے کھاتے پر کروالی ان میں سے ممتاز علی شاہ کا انتقال ہوگیا۔ اس نے پیچھے وارث چھوڑے تین لڑکے، دو لڑکیاں، ایک بیوہ اور ایک ممتاز علی کی والدہ۔ ان کے نام فوتی کھاتا ہو چکا ہے۔ اب ممتاز علی شاہ کی چھ بہنیں اس ملکیت میں سے حصہ مانگ رہی ہیں۔ آیا! ان کا حصہ بنتا ہے یا نہیں؟ اگر بنتا ہے تو کتنا؟ سب کا الگ الگ بتائیں۔   فقط سیّد احمد علی شاہ

۷۸۶ الجواب: مرنے والے بھائی کی جائیداد میں اگرچہ بہن کا حصہ شرعاً مقرر ہے لیکن ہر حال میں نہیں بلکہ صرف چند حالات میں۔ مثلاً میّت کی دو بیٹیاں ہوں اور کوئی لڑکا نہ ہو تو بے شک حقدار ہیں۔ لیکن جب میّت نے اپنی اولاد میں کوئی بیٹا بھی چھوڑا تو اب بہن کا کوئی حصہ نہیں۔ محروم رہیں گی۔ چنانچہ صورت مسئولہ میں جب کہ میّت کے ورثہ میں لڑکے بھی ہیں اور لڑکیاں بھی، بہنوں کا کوئی حصہ نہیں۔ تمام کا تمام مال متروکہ میّت کے لڑکوں، لڑکیوں اور بیوہ میں تقسیم ہوگا۔ یعنی تجہیز و تکفین، و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ممتاز علی شاہ کا تمام مال متروکہ حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸ / ۶۴

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۸	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۱۳ / شعبان ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثاء میں والدہ اور چار بہنیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بشیر عالم خان ولد رشید عالم خان کا انتقال ہوگیا ہے۔ مندرجہ ذیل امور میں فتویٰ درکار ہے۔

۱۔ مرحوم بشیر عالم خان ولد رشید عالم خان کنوارہ تھا۔

۲۔ مرحوم کے والد رشید عالم خان کا بھی انتقال ہوگیا ہے۔

۳۔ مرحوم کی والدہ حیات ہیں۔

۴۔ مرحوم کی حیات ہمشیرہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ الطاف جہاں، ۲۔ اقبال جہاں، ۳۔ قمر جہاں، ۴۔ رئیسہ بیگم، ۵۔ شاہ جہاں بیگم ان کا تقریباً دس سال قبل انتقال ہوگیا ہے اور شوہر نے نکاح ثانی کرلیا ہے۔

اسلامی فقہ حنفیہ کی رو سے ہر ایک کا حصہ کتنا ہوگا؟ اور جائیداد کی تقسیم منقولہ و غیر منقولہ کس طرح ہوگی؟ لہٰذا آپ

سے التماس ہے کہ مذکورہ بالا سلسلہ میں فتویٰ مرحمت فرمائیں۔ آپ کا خیر اندیش، محمد ظفر خان

۷۸۶ الجواب: بشیر احمد خان کے انتقال کے بعد ان کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اُس کے انتقال کے وقت موجود ورثہ یعنی صرف ایک ماں اور چار بہنوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے ۵ حصے کریں اور ہر ایک کو ایک ایک حصہ دے دیں۔ شاہ جہاں کا انتقال چونکہ پہلے ہی ہو چکا ہے اس لئے وہ محروم۔ ہکذا

میّت مسئلہ ۶/۵

والدہ	ہمشیرہ	ہمشیرہ	ہمشیرہ	ہمشیرہ	شاہ جہاں
۱	۱	۱	۱	۱	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثاء میں لڑکی اور بھتیجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: رحمت اللہ خاں اور برکت علی خان کے چچا چر مولی خاں جو اب فوت ہو چکے ہیں۔ ان کے انتقال کو تقریباً دس سال ہو گئے ہیں۔

پاکستان آنے کے بعد چچا محترم مرتے دم تک ہمارے پاس مقیم رہے اور کسی بھی رشتے دار کے ہاں رہائش اختیار نہیں کی۔ ہم دونوں بھائیوں نے اپنے چچا مرحوم کی خدمت دل و جان سے کی جب کہ وہ کوئی کام وغیرہ بھی نہیں کرتے تھے کیوں کہ وہ ضعیف العمر تھے۔ ہم دونوں نے دکھ بیماری میں ان کا ہر طرح سے خیال کیا اور مرتے دم تک ان کا ساتھ دیا اور کسی رشتے دار نے ان کی کوئی مدد نہیں کی۔ چچا محترم کی زوجہ کا انتقال ہندوستان میں پہلے ہی ہو چکا تھا۔ ان کا کوئی لڑکا نہیں ہے۔ صرف ایک لڑکی ہے جس کا نام شبراتن ہے۔ جو شادی شدہ ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے چچا محترم کی چھ ایکڑ زمین ہے۔ ہم دو بھائی اور ایک لڑکی چچا کی ہے۔ ہم چچا کی زمین تقسیم شرعی لحاظ سے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا جناب سے گزارش ہے کہ فدوی کو اس مسئلے میں صحیح رہنمائی کریں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ فقط آپ کے مخلص برکت اللہ خان، رحمت اللہ خان

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ، تجہیز تکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کی بیٹی اور دونوں بھتیجوں کو حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۴

بنت	ابن الاخ	ابن الاخ
۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی اور بھائی، اور دوسرے کے ورثاء میں بیوی اور بیٹا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی مراد علی خان کے چار بیٹوں میں سے سب سے پہلے خورشید علی کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد وارث علی خاں انتقال کر گئے۔ ان کے بعد معشوق علی خاں کا انتقال ہوا اور انہوں نے پسماندگان میں ایک بیوہ اور ایک بھائی مقصود علی خاں کو چھوڑا۔ اب سوال یہ ہے کہ معشوق علی خاں کے ترکہ میں کس کس وارث کا کتنا کتنا حق ہے؟ اور مقصود علی خان کے انتقال پر ان کی جائیداد کس طرح تقسیم کی جائے گی؟ ان کے ورثہ میں ایک بیٹا اور ایک بیوہ ہے؟ بینوا توجروا

فقط جمشید علی، ٹنڈو جام، سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی معشوق علی خاں کا تمام مال متروکہ، تجہیز تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، معشوق علی خان کی بیوہ اور ان کے بھائی مقصود علی خان کے مابین تقسیم ہوگا۔ یوں کہ تمام اموال متروکہ کو چار سہام میں تقسیم کریں ان میں سے ایک سہام، مرحوم کی بیوہ کو اور باقی ماندہ ۳ سہام مرحوم کے بھائی مقصود علی خان کو دیئے جائیں کہ وہ عصبہ بن کر پائیں گے۔ پھر مقصود علی کے انتقال کے ان کا تمام مال متروکہ ان کی بیوہ اور بیٹے جمشید کا ہے۔ معشوق علی یا مقصود علی خان کے بھائیوں کی اولاد کا ان کی وراثت میں کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱ میّت مسئلہ ۴ (متوفی معشوق علی)

زوجہ	برادر
۱	۳

۲ میّت مسئلہ ۴ (متوفی مقصود علی)

زوجہ	ابن
۱	۳

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ۴ بیٹے اور ۴ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے مرحوم والد صاحب نے ایک پلاٹ رہائش کے لئے جس میں ہم آباد ہیں ترکہ میں چھوڑا۔ ہم چار بھائی اور چار بہنیں وارث ہیں۔ ترکہ کس طرح تقسیم کریں؟ بینوا توجروا

فقط سعید خان، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، اس کے ورثہ میں اسطرح تقسیم ہوگا کہ ہر بھائی کو ہر بہن سے دوگنا ملے۔ یعنی تمام مال کے ۱۲ حصے کریں۔ ان میں سے ہر بھائی کو ۲ حصے اور ہر بہن کو ایک حصہ دے دیں۔ وصورتہ ہٰکذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۱۲

ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	
۲	۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ / صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثا میں بیوی اور بھتیجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عبدالرحمٰن کا انتقال ہوگیا تو اس نے اپنے پیچھے صرف ایک بیوہ اور دو بھتیجے چھوڑے ہیں اور کوئی اور رشتہ دار نہیں ہیں۔ اب اس کی بیوی اور بھتیجوں میں مال کیسے تقسیم ہوگا؟ برائے کرم اس مسئلہ کو تحریر فرما کر ثواب دارین دحاصل کریں۔ السائل عبداللہ، لطیف آباد حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین، و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۴/ ۸

زوجہ	ابن الاخ	ابن الاخ	
۱	۳		
۲	۳	۳	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱/ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ایک بیوی، لڑکی اور ۳ لڑکے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حاجی محمد ابراہیم مرحوم کا تقریباً چار یا پانچ سال قبل دل کے دورے کے سبب انتقال ہوگیا۔ مرحوم کی پہلی بیوی سے تین لڑکے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں حاجی محمد الیاس، محمد احمد اور حاجی محمد قاسم۔ بیوی کا انتقال ہونے کے بعد مرحوم نے دوسری شادی کرلی۔ جس سے ایک لڑکا ابرار حسین اور ایک لڑکی بانو ہے۔ اس وقت تمام شادی شدہ ہیں۔ پہلی والی بیوی کا لڑکا محمد احمد تقریباً بیس بائیس سال سے اپنا حصہ لے کر الگ ہو چکا ہے۔ اب موجودہ تین بھائی حاجی محمد الیاس حاجی محمد قاسم اور ابرار حسین۔ مرحوم کی جائیداد سے تین حصے کرتے ہیں۔

اور موجودہ بیوہ جو کہ ان کی ماں ہے اس کو مرحوم کی جائیداد سے حصہ دینے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارا جائیداد میں کوئی حق نہیں بنتا ہے نیز کہتے ہیں کہ اگر قرآن و حدیث سے حصہ بنتا ہے تو ہمیں فتویٰ دکھلائیں۔ لہٰذا برائے کرم شریعت کی رو سے فرمائیں کہ سب کا کتنا حصہ بنتا ہے؟ فقط محمد ہاشم ولد محمد سلیمان، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: مذکورہ بالا صورت میں جب کہ متوفی نے ایک بیوی، ایک لڑکی اور تین لڑکے چھوڑے تو قرآن و حدیث

کے ارشاد کے مطابق' متوفی کی دوسری بیوی کہ ہنوز حیات ہے' یقیناً اپنا حصہ پائے گی یعنی کل جائیداد کا آٹھواں حصہ یا ایک روپیہ میں دو آنے، اور چونکہ متوفی کے ایک بیٹے نے مال متروکہ سے اپنا حصہ لے کر' یا اپنے باپ کی زندگی میں کچھ مال لے کر' دست برادری اختیار کر لی ہے اس لئے متوفی کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین' و ادائیگی قرض' اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد' متوفی کے ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ تمام مال کے ۴۰ حصے کئے جائیں اس میں سے ۵ حصے زوجہ کو' ۱۴-۱۴ حصے ہر بیٹے اور ۷ حصے بیٹی کو دے جائیں۔ خواہ یہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔ بالغ ہوں خواہ نابالغ۔ وصورتہ ہکذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸/۴۰

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت
۱			۷	
۵	۱۴	۱۴	۱۴	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثاء میں صرف لڑکیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: محمد یوسف بیگ صاحب کا انتقال ہو گیا مرحوم کی اولاد حقیقی میں صرف تین لڑکیاں' اچھی بیگم' رشیدہ بیگم' و فریدہ بیگم اور کوئی لڑکا نہیں ہے۔ مرحوم کی بیوہ کا انتقال پہلے ہو چکا۔ متوفی کا نہ کوئی بھائی اور نہ کوئی بہن ہے اور نہ والدہ۔ ایسی صورت میں محمد یوسف بیگ کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ جب کہ محمد یوسف بیگ اہلسنّت و جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔

فقط: سیّد صابر علی ولد عابد علی، محلہ ملت آباد' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ متوفی کے ورثہ میں تین بیٹیوں کے علاوہ کوئی اور وارث نہیں جیسا کہ سائل زبانی بھی بیان کرتا ہے کہ اس کا کوئی اور رشتہ دار نہ یہاں ہے اور نہ ہندوستان میں۔ تو ایسی حالت میں تجہیز و تکفین' و ادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' بشرطیکہ اس نے کوئی وصیت کی ہو' تمام مال متروکہ مسمّی محمد یوسف بیگ کی تینوں لڑکیوں میں برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

ہندوستان میں رہنے والے بھی پاکستانی کے ترکہ میں سے حصہ پائیں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ زید جو کہ ایک مکان کا مالک تھا اور یہ مکان اس نے اپنے نام شاہ لطیف آباد میں الاٹ کرایا تھا۔ زید نے اپنے ورثاء میں ایک بیوہ اور دو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ ان کا اس جائیداد میں کتنا کتنا حصہ ہوگا؟

۲۔ زید کی شادی شدہ بہن بھارت میں مقیم ہے اور بھارت کی شہری ہے اس کا جائیداد میں حصہ ہے یا نہیں؟ جب

کہ زید نے جائیداد بالا کو اپنی ذاتی کمائی سے بنایا اور گورنمنٹ نے مرحوم کو الاٹ کیا اور اس کے واجبات مرحوم نے ادا کئے اور جو باقی ہیں انھیں بیوہ ادا کر رہی ہے۔

از راہ کرم سوالات کے جوابات حنفی سنی عقیدہ اور قرآن و حدیث کی روشنی میں عطا فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ۔

سائلہ آمنہ بی بی زوجہ معصوم علی شاہ، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز تکفین اور ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، اس کے موجودہ ورثہ یعنی بیوہ ۲ بیٹی اور ایک بہن میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۲۴

زوجہ	بنت	بنت	اخت
۳	۸	۸	۵

یعنی کل مال کے ۲۴ حصے کریں۔ ان میں سے ۳ حصے زوجہ کو، ۸-۸ حصے ہر بیٹی کو اور باقی ۵ حصے اس کی بہن کو دیں۔ اور بہن انکاری ہو تو اس کا حصہ بھی متوفی کی بیٹیوں کو دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰/رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

جائیداد میں جو حصہ جس کا ہو اس سے زائد نہیں لے سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے چچا کا انتقال ہو گیا اور ان کا بیٹا یتیم رہ گیا۔ اس کی پرورش میں نے کی ہے۔ میرے چچا نے میرے پاس ایک دوکان چھوڑی تھی۔ جو اس کو باپ کی وراثت میں ملی تھی۔ وہ دوکان میری دوکان سے نصف جگہ پر ساتھ ہی تھی جس کو میں نے اپنے چچا کی رضا سے اپنی دوکان میں شامل کر لیا تھا۔ اب مسئلہ درکار یہ ہے کہ میرے چچا کا یتیم لڑکا کیا مجھ سے یہ سوال کر سکتا ہے کہ پوری دوکان کا تیسرا حصہ بمعہ سامان اسے دوں جب کہ دوکان کا سب سامان میں نے اپنے پیسوں سے خریدا ہے اور اسے پالا بھی ہے کیا مجھ پر جائز ہے کہ میں اس سے پرورش کے بدلے حساب کر کے روپے لے لوں؟ اور جتنے سال میں نے اپنے چچا کی دوکان اپنے پاس رکھی ہے اسے اس کا کرایہ دے دوں یا نہیں؟ قرآن و سنت کی روشنی میں بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

سائل عبداللہ جان پٹھان، شاہی بازار، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: آپ کے چچا کا بیٹا صرف اسی جائیداد منقولہ اور اموال متروکہ کا مطالبہ کر سکتا ہے، جس کے متعلق یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اسی متوفی کی ملک تھے اور ہر وہ چیز جو مرحوم کی ملک ثابت ہو جائے اس پر پورا حق صرف اس مرحوم کے لڑکے کا ہے۔ کسی اور کو اس پر دعویٰ ملکیت کا حق نہیں۔ دوکان میں اگر مرحوم کا کوئی سامان تھا تو اس کا واجبی کرایہ آپ کو ادا کرنا ہوگا اور نان ونفقہ میں جو کچھ آپ نے خرچ کیا وہ شرعاً آپ کا حق ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲/ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ

کوئی وارث کسی دوسرے وارث کا حق روکے تو گناہ گار ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے دادا صاحب مرحوم ولید خان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے تین لڑکے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

ولید خان اور ان کی اولاد

۱۔ بچو خان، کی اولاد کے نام یہ ہیں مریم، بالی، پمی، رانی، خان محمد، احمد خان

۲۔ اسماعیل، کی اولاد یہ ہے، مسمات صحت، محمد علی

۳۔ علی بخش خان، کی اولاد یہ ہے، مسمات خیری، مسمات بیوہ، مسمات باندی، مسمات نھی، مرحوم جمعہ خان

گزارش یہ ہے کہ میری شادی میرے چچا بچو خان مرحوم کی لڑکی مسماۃ مریم سے ہے اور میری بہن مسماۃ صحت مرحوم کی شادی میرے چچازاد بھائی بچو خان کے لڑکے خان محمد سے ہے جو کہ ۱۹۶۹ء میں فوت ہو چکی ہے۔ اب اس کی اولاد اور میرا بہنوئی خان محمد ہماری جائیداد میں سے حصہ ورثہ طلب کرنے لگے ہیں چونکہ یہ شادیاں وٹے سٹے کی ہیں جب کہ وہ لوگ مجھ سے اپنا حصہ طلب کرتے ہیں مگر اپنی بہن مسماۃ مریم کا حصہ ورثہ دینے کو تیار نہیں انہوں نے اپنی بہن مسماۃ پمی مرحوم کا حصہ غصب کر دیا ہے جب کہ اس کی اولاد وارث زندہ ہے جن کو وہ حصہ سے دینے انکاری ہیں۔ علاوہ اس کے علی بخش کے پوتے جو کہ مرحوم جمعہ خان کے لڑکے ہیں وہ اپنی پھوپھیوں کے حصہ ورثہ دینے سے انکاری ہیں۔ جناب عالی مذکورہ زمین کے بارے میں نے کورٹ ہذا میں اپیل داخل کی ہوئی ہے جو کہ زیر غور ہے اور کورٹ ہذا نے شرعی فتویٰ مانگا ہے لہٰذا ان تمام حصے داران کا حصہ ورثاء شرعی محمدی کے مطابق بیان کیا جائے تا کہ جائیداد میں ہر ایک کو اپنا اپنا حق ملے۔ فقط محمد علی

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسماۃ مریم' اپنے بھائیوں کے ساتھ' اپنے باپ بچو خان کے مال میں بالکل اسی طرح وراثت کی حقدار ہے جس طرح اسماعیل خان کی لڑکی مسماۃ صحت اپنے باپ کے مال میں' اپنے بھائی محمد علی کے ساتھ شریک ہے اور جس طرح علی بخش خان کی لڑکیاں جو ان کے انتقال کے وقت زندہ موجود تھیں' اپنے باپ کے مال متروکہ میں اپنے حصہ شرعیہ کی حقدار ہیں۔ لڑکیاں تو ان وارثوں میں ہیں جو کبھی کسی حالت میں محروم الارث نہیں ہوتیں۔ خواہ تنہا ہوں یا دوسرے ورثہ کے ساتھ۔ اس لئے کسی وارث کو ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے مورث کے دوسرے شرعی وارثوں کا حق روکے۔ اگر روکے گا تو سخت گناہ گار' غاصب وحرام کار اور مستحق عذاب نار ہوگا۔ بچو خان' اسماعیل خان اور علی بخش خاں کے مال متروکہ کی تقسیم' تجہیز وتکفین' وادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' حسب ذیل طریقہ پر عمل میں آئے گی۔

میّت مسئلہ ۸ (بچو خان)

بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن
۱	۱	۱	۱	۲	۲

میّت مسئلہ ۳ (اسماعیل خان)

بنت	ابن
۱	۲

میّت مسئلہ ۶ (علی بخش خان)

بنت	بنت	بنت	بنت	ابن
۱	۱	۱	۱	۲

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

میراث کے متفرق مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: روشن خان کے مرنے کے بعد ان کی اولاد میں ایک لڑکا محمد حنیف، ایک لڑکی زبیدہ اور دوسری لڑکی اکبری۔ ان کا شرعی حصہ کس طرح تقسیم کیا جائے کہ کوئی اپنے حق سے محروم نہ رہے۔

جب کہ لڑکا محمد حنیف فوت ہو چکا ہے اور اس کی دو بیویوں میں سے ایک فوت ہوگئی اور ایک بیوہ موجود ہے اور محمد حنیف کی دونوں بیویوں کی اولاد میں تین لڑکے موجود ہیں۔ ان سب کا کتنا حصہ ہے؟

ایک لڑکی زبیدہ فوت ہوگئی ہے اور اس کی اولاد میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود ہے۔ ان کا کتنا کتنا حصہ ہے؟

دوسری لڑکی اکبری موجود ہے اور بیوہ ہے اور اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ اس کا کتنا حصہ ہے؟

نوٹ۔ روشن خان ہندوستان ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ ان کی اولاد محمد حنیف، زبیدہ اور اکبری پاکستان چلے آئے۔ لڑکے محمد حنیف نے بذریعہ کلیم والد کی جائیداد پاکستان میں حاصل کی اور چونکہ جائیداد پر دوسرے قابض تھے اس لئے محمد حنیف نے عدالتی کاروائی کی۔ اس عدالتی کاروائی کے خرچہ میں محمد حنیف نے اپنی ذاتی کمائی سے =/۱۰۰۰۰ دس ہزار روپیہ خرچ کیا۔ دوران عدالتی کاروائی فوت ہوگیا۔

دونوں لڑکیوں نے عدالتی کاروائی کے لئے کچھ نہیں کیا۔ جائیداد وارثوں میں کس طرح تقسیم ہوگی؟ فقط محمد یحییٰ، ٹنڈو آدم

۷۸۶ **الجواب:** میت کے اموال سے اولاً اس کی تجہیز و تکفین کریں۔ پھر کوئی قرض چھوڑا ہو تو اسے ادا کریں۔ پھر کوئی وصیت کی ہو تو کل مال کے ایک تہائی میں وصیت پوری کریں۔ اس کے بعد میّت کے مال متروکہ کی تقسیم عمل میں آئے گی اور مذکورہ بالا صورتوں میں اس کی تفصیل یہ ہے۔

ا۔روشن خان کے مال متروکہ سے تمام حقوق کی ادائیگی کے بعد تمام مال کے چار حصے کریں۔ دو حصے لڑکے کو دیں اور باقی ایک ایک حصہ ان کی لڑکیوں زبیدہ اور اکبری کو اور جائیداد کی کارگزاری میں جو روپیہ صرف ہوا تو اتنی ہی رقم، اس شخص کی اس مکان پر قرض ہے جس نے اپنے پاس سے خرچ کیا۔ یہ قرض کی رقم ادا ہونے کے بعد تقسیم جائیداد عمل میں لائی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔محمد حنیف کے انتقال کے وقت دونوں بیویاں موجود تھیں۔ خواہ ایک۔ بہر حال اولاد کی موجودگی میں ان کا صرف آٹھواں حصہ ہے۔ باقی ماندہ مال ان کے تینوں لڑکوں میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔ کسی بہن کا جو اپنے بھائی کی زندگی میں فوت ہو چکی بھائی کے مال میں کوئی حق نہیں۔ بلکہ جو موجود تھی وہ بھی بہن ہوتے ہوئے یہاں بھائی کے مال سے کوئی حق نہ پائے گی کہ میت کے بیٹے موجود ہیں اور بیٹوں کی موجودگی میں بہن محروم ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔زبیدہ کی جائیداد وغیرہ کے تین حصے کریں۔ دو حصے ان کے لڑکے کو اور ایک حصہ ایک لڑکی کو دیں۔ واللہ تالیٰ اعلم

۴۔اور اکبری کی زندگی میں اس کی جائیداد کے تقسیم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ مختار ہے اپنی زندگی و صحت میں جس طرح چاہے اپنے اموال میں تصرف کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

زندہ شخص کا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی زید نے شادی کی۔ کچھ عرصے کے بعد زید کی بیوی مر گئی اور اس سے ایک لڑکی بقید حیات ہے۔ زید نے لڑکی کی شادی کر دی۔ کچھ عرصے کے بعد زید نے دوسری شادی کر لی۔ دوسری عورت سے زید کے تین بچے ہیں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں۔ کیا زید کی زندگی میں اس کی اولاد زید کی جائیداد کی وارث ہے یا نہیں؟

فقط عبدالجبار، لطیف آباد یونٹ نمبر ۸، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** زید جب تک بقید حیات اور زندہ ہو تندرست ہو وہ اپنی تمام جائیداد و اموال کا تنہا مالک ہے اور اسے اپنے اموال و املاک میں تصرف کا پورا پورا اختیار ہے اور اس کے انتقال کے بعد اس کے تمام ورثہ، اور ان ورثہ میں اس کی ساری اولاد داخل ہے۔ خواہ وہ ایک بیوی سے ہو یا دو تین سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۴ بیٹے اور ۴ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: قاضی عبدالوحید کا انتقال ہو گیا۔ قاضی مرحوم کی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ میں پس ماندگان کو کس قدر حصہ تقسیم ہوگا؟ پس ماندگان میں چار لڑکے، چار لڑکیاں اور ایک بیوہ ہے۔

منجانب عبدالشکور خان

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ و غیر منقولہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور

کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کے موجودہ ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال متروکہ کے ۹۶ حصے کریں۔ ان میں سے (۱۲) زوجہ کو (۱۴-۱۴) ہر لڑکے کو اور (۷-۷) ہر لڑکی کو دیں۔

میّت مسئلہ ۹۶/۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	
۱۲	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

سوتیلی اولاد کا ترکہ میں حصہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کے پاس کچھ جائیداد ہے۔ اس نے اپنی اس جائیداد کو اس طرح تقسیم کیا کہ کچھ کھیتی کا حصہ اپنی پہلی بیوی کی لڑکیوں میں دیا ہے اور اس شخص کے دوسری بیوی سے ایک لڑکی ہے۔ اس کو کچھ کھیتی کا حصہ دیا ہے اور اس نے اپنی دوسری بیوی کو بھی کچھ حصہ دیا ہے اور دوسری بیوی کے تینوں لڑکے جو کہ پہلے شوہر سے ہیں۔ ان کو کچھ نہیں دیا ہے تو کیا شرعی طور پر اس شخص کی جائیداد میں ان تین لڑکوں کا حصہ ہے؟ اور کیا سوتیلی اولاد کا سوتیلے باپ کی جائیداد میں کچھ حصہ بنتا ہے یا نہیں؟ فقط السائل نور محمد شاہ جہانپوری، ٹنڈوالہ یار

۷۸۶ **الجواب:** دوسری بیوی کے پہلے شوہر سے جو بیٹے ہیں وہ اس کے بیٹے نہیں۔ نہ اس کے وارث۔ تو اپنے سوتیلے باپ کی جائیداد میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ پھر اپنی زندگی وصحت میں آدمی خود ہی اس کا مالک ہے جس طرح چاہے اس میں تصرف کرے۔ دوسروں کو اس پر اعتراض یا کسی مطالبہ کا حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

نکاح ثانی کرنے سے عورت کا ترکہ میں حق ختم نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: متوفی عبدالشکور کا انتقال ہوگیا اور اب اس کے دو نابالغ بچے حیات ہیں اور اس کی بیوہ آمنہ نے نکاح کر لیا ہے۔ بیوہ نے وراثت سے قبل نکاح کر لیا ہے۔ لہٰذا یہ معلوم کرنا ہے کہ بیوہ کا متوفی کی جائیداد میں حصہ از روئے شریعت ہے یا نہیں؟ درخواست دہندہ امام الدین ولد شبراتی، پنجرہ پول، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی عبدالشکور کے مال متروکہ میں اس کی بیوی کا بھی حق ہے اگرچہ اس نے دوسرا نکاح کر لیا۔ یہ حق روک لینا شرعاً بڑا ظلم اور ناحق مال دبا لینا ہے اور اس کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین، و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر اس کے موجودہ ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال کے سولہ حصوں میں سے صرف دو حصے بیوہ کے اور باقی اس کے بیٹوں میں برابر برابر۔ ہر ایک کو (۷-۷) حصے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸/۱۶

ابن	ابن	زوجہ
۷	۷	۲

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، چھ بیٹے اور ایک بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: والد محترم کی جائیداد میں سے چھ بھائی، ایک بہن اور والدہ کا کتنا کتنا حق بنتا ہے؟ برائے مہربانی وضاحت فرمادیجئے۔ فقط محمد اسلم، لطیف آباد ۱۱، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ عنہا میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر ان کے ورثہ میں تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/۱۰۸

بنت	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	زوجہ
۷	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۳

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ / ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

کوئی وارث نہ ہونے کی صورت میں علاتی بہن حقیقی بہن کے قائم مقام ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ کرم اللہ خاں مرحوم نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی بیوی سے ان کے دو لڑکے ہیں۔ پہلی بیوی کے انتقال بعد کرم اللہ خاں مرحوم نے دوسری شادی مسماۃ قمر سلطانہ مرحومہ سے کی جن سے ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ کرم اللہ خان نے اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا کچھ حصہ قمر سلطانہ مرحومہ کے نام کر دیا تھا۔

۲۔ کرم اللہ خاں کے انتقال کے بعد ان کے لڑکے سلطانہ کو اپنے باپ کی جائیداد سے آٹھواں حصہ باقاعدگی سے ادا کرتے رہے ہیں۔ اور جو جائیداد قمر سلطانہ کے نام تھی۔ ان کی نگہداشت دیکھ بھال اور آمدنی وغیرہ کی خود قمر سلطانہ کرتی ہے۔

۳۔ اب قمر سلطانہ انتقال کر گئی ہیں اور قمر سلطانہ مرحومہ کا کوئی قریبی رشتہ دار یا بھائی نہیں ہے۔ قمر سلطانہ مرحومہ کے والد نے بھی دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی بیوی سے قمر سلطانہ تھی اور پہلی بیوی کے انتقال کے بعد اپنی پہلی بیوی کی بہن سے شادی کر لی تھی جن سے دو لڑکیاں ہیں۔ ۱۔ مہر النساء، ۲۔ ثمر النساء۔ اس کے علاوہ اور کوئی قریبی رشتہ دار نہیں ہے۔ مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ قمر سلطانہ کے نام جو جائیداد ہے اور ان کو شوہر کی جائیداد سے جو حصہ ملتا تھا اس کا اب جائز اور شرعی وارث کون ہے؟

فقط عبدالجبار ولد حاجی عبداللطیف مرحوم، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورتِ مسئولہ میں جب کہ قمر سلطانہ مرحومہ کا کوئی وارث مثلاً حقیقی بھائی، بہن، ماں، باپ، چچا، وغیرہ موجود نہیں۔ نہ ذوی الفروض میں نہ عصبات میں۔ تو ایسی حالت میں مرحومہ کا تمام مال متروکہ، جو ان کی ملک و تصرف میں تھا۔ خواہ ان کے نام تھا، یا شوہر کے نام تھا اور اس سے وہ اپنا حصہ پاتی تھیں، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، مرحومہ کی دونوں علاّتی بہنوں یعنی باپ شریک بہنوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ باپ شریک بہنیں ایسی حالت میں حقیقی بہنوں کے قائم مقام مانی جاتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ر ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

اگر متوفی کے کسی وارث کا پتہ نہ چلے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محلّہ ممتاز کالونی میں ایک شخص نذیر شاہ فقیر تھا۔ جو تقریباً ڈیڑھ سال ہوئے انتقال کر چکا ہے۔ اس کی جھگی سرکاری زمین کنٹونمنٹ کے علاقے میں واقع، ممتاز کالونی میں ہے اور ممتاز کالونی کچی آبادی میں شامل ہے۔ گورنمنٹ لوگوں کے حق کو تسلیم کرتی ہے۔ مگر ابھی تک قیمت نہیں لگائی۔ متوفی نذیر شاہ کی جھگی اس وقت اہل محلّہ کے قبضے میں ہے۔ اہل محلّہ کی آرزو ہے کہ متوفی مذکور کی جھگی کا پیوست شدہ ملبہ عارضی قبضہ فروخت کر کے محلّے کی مسجد میں جو زیر تعمیر ہے، رقم خرچ کی جائے۔

زمین اپنی جگہ فی الحال ملکیت گورنمنٹ ہے جس کے فروخت کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ صرف جھگی اور عارضی قبضہ فروخت کرنا ہے۔ زمین سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس لئے آپ سے استدعا ہے کہ شرعی فیصلہ سے مطلع فرمائیں کہ جھگی کے ملبہ اور عارضی قبضہ سے حاصل شدہ رقم مسجد شریف کی تعمیر پر خرچ کی جاسکتی ہے یا کہ نہیں؟

فقط اہلِ محلّہ ممتاز کالونی، قاضی عبدالقیوم روڈ، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: متوفی کے کسی جائز وارث کا پتہ نہ چل سکے تو اس جھگی کے ملبہ سے حاصل شدہ رقم غرباء ومساکین پر اور کسی دینی مدرسہ کے غریب طلباء پر صرف کر سکتے ہیں بلکہ اب یہ انہیں مساکین وغرباء کا حق ہے لیکن یہ رقم مسجد میں صرف نہیں کر سکتے۔ فان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ر صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

بیوی کی جو اولاد پہلے شوہر سے ہو اس کو دوسرے شوہر کی جائیداد سے حصّہ نہیں ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عبدالرحمٰن کا انتقال ہوگیا۔ اس کے ورثہ میں ایک لڑکی اور ایک بہن ہے، اس کی بیوی کا بھی انتقال ہوگیا ہے۔ بیوی اپنے ساتھ دو لڑکیاں لے کر آئی تھی۔ وہ شادی شدہ ہیں۔ وہ عبدالرحمٰن سے نہیں ہیں۔ یہ لڑکیاں پہلے خاوند سے ہیں۔ بیوی کی ایک ماں ہے جو کہ حیات ہے۔ بیوی کے دو بھائی بھی ہیں۔ ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

فوتی عبدالرحمٰن

بیوی	لڑکی	بہن	فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی عبدالرحمٰن کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸ (عبدالرحمٰن)

زوجہ	بیٹی	بہن
۱	۴	۳

یعنی کل مال متروکہ کے آٹھ حصے کریں۔ ان میں سے ایک حصہ (۱) بیوی کو، چار حصے (۴) بیٹی کو اور باقی تین حصے یعنی (۳) بہن کو دیئے جائیں اور زوجہ کا حصہ ادائیگی حقوق مقدم علی الارث کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۱۲/ ۳۶

ماں	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بھائی	بھائی
۲			۸		۲
۶	۸	۸	۸	۱	۱

یعنی زوجہ عبدالرحمٰن کی وراثت میں اس کی وہ لڑکی بھی شامل ہے جو عبدالرحمٰن سے ہے اور پہلی دونوں بھی، جو دوسرے سے ہیں۔ تو اس کے مال کے (۳۶) حصوں میں سے (۶) ماں کو، (۸-۸) ہر بیٹی کو اور (۱-۱) ہر بھائی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۳ لڑکے اور ۲ لڑکیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کا انتقال ہوگیا اور زید نے مندرجہ ذیل ورثہ چھوڑے ہیں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ ایک زوجہ، تین لڑکے، اور دو لڑکیاں۔ ترکہ چار لاکھ روپے ہے۔

فقط والسلام محمد سراج الدّین، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں میّت کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸/ ۶۴

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۸	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

یعنی کل مال کے ۶۴ حصے کریں۔ ان میں سے (۸) زوجہ کو' (۱۴-۱۴) ہر لڑکے کو اور (۷-۷) ہر لڑکی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

اولاد کی موجودگی میں شوہر چوتھائی حصے کا حقدار ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ رہنا' سہنا ہے اور الگ مکان میں رہائش پذیر ہے جس کے جملہ اخراجات اس کا خاوند خود برداشت کرتا ہے۔

۲۔ عورت بیمار ہوگئی۔ اس کا خاوند باقاعدہ علاج معالجہ، اور ہر طرح کی دیکھ بھال کے لئے اس کو سول ہسپتال میں داخل کراتا ہے، وہ زیر علاج تھی کہ انتقال کرگئی۔ اس کی کچھ نقد رقم اور زیورات وغیرہ اس کے رشتہ داروں کے پاس ہے۔ اب اس نقد رقم اور زیورات کا جائز وارث کون ہے؟ جب کہ خاوند نے اپنے کو جائز وارث سمجھ کر نقد وزیورات کا مطالبہ کیا تو رشتہ داروں نے انکار کیا اور کہا کہ مرحومہ نے وصیت کی تھی کہ میرا زیور اور نقد رقم کسی کار خیر یا مسجد شریف میں صرف کر دینا اور مندرجہ بالا زیورات اور نقد رقم خاوند کو نہیں دیا گیا۔

۳۔ مرحومہ کا ایک لڑکا پہلے خاوند سے ہے جو کہ شادی شدہ اور بچوں کا باپ ہے۔ معقول آمدنی پر گزارا کرتا ہے۔ مرحومہ پہلے شوہر سے مطلقہ ہے۔ اب اس بارے میں وراثت کا کیا حکم ہے؟ فقط والسلام خادم اہلسنّت محمد بلال قادری برکاتی قلات (بلوچستان)

۷۸۶ الجواب: متوفی مرد ہو خواہ عورت۔ اس کے مال متروکہ سے متعلق سب سے پہلے حق اس کی مطابق سنّت، تجہیز و تکفین ہے۔ اس کے بعد ادائیگی قرض اور صرف ایک تہائی میں اس کی وصیت کا اجراء ہوگا اگرچہ ورثاء راضی نہ ہوں۔ یہ تینوں حقوق تقسیم وراثت پر مقدم ہیں۔ اس کے بعد دو تہائی مال متروکہ اس کے تمام ورثاء پر حکم شرعی کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔ مرنے والے نے اگر پورے مال کی وصیت کی ہے تو صرف اس صورت میں نافذ ہوگی کہ اس کے تمام ورثہ بالغ ہوں اور اپنی مرضی سے اپنا حصہ وصیت کے لئے واپس کریں اگر ان میں کوئی نابالغ ہو یا بالغ ہو اور وہ اجازت نہ دے تو کسی وارث کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ سب کا مال روک کر وصیت میں صرف کر دے۔ جو ایسا کرے گا وہ ضامن ہوگا۔ پھر میت اگر عورت ہے اور اس نے پہلے شوہر سے اولاد چھوڑی تو وہ وارثوں میں داخل ہے۔ رشتہ داروں میں اگر ماں باپ موجود ہیں تو وہ بھی حقدار ہیں۔ بہر حال اولاد کی موجودگی میں شوہر ایک چوتھائی کا حقدار ہے اور اس کو جو بھی روکے گا وہ ظالم ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ ظالم کو اس ظلم سے روکیں۔ خصوصاً جب کہ وارثوں میں کوئی نابالغ ہو مثلاً حقیقی بہن۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیٹے اور ایک بیٹی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنے انتقال کے بعد دو لڑکے اور ایک لڑکی

چھوڑی ہے۔ ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ فقط حکیم عبدالحق، اعظم طیبہ کالج، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کی تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کا تمام مال متروکہ حسب ذیل طریقہ پر اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا جب کہ کوئی وارث مثلاً ماں باپ موجود نہ ہوں، ورنہ ان کی موجودگی میں حکم بدل دیا جائے گا۔

میّت مسئلہ ۵

ابن	ابن	بنت
۲	۲	۱

یعنی ایک روپیہ کے ۵ حصے کریں۔ ہر بیٹے کو (۲) اور ہر بیٹی کو ایک حصہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

قاتل کو مورث کے مال سے کچھ نہ ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بکر نے اپنی بیوی کو قتل کردیا۔ بکر دیت دے کر آزاد ہونا چاہتا ہے۔ بیوی کے ورثاء نے معاف کردیا ہے مگر ایک بیٹی جس کا دیت میں بارہواں حصہ بنتا ہے اس نے معاف نہیں کیا مگر وہ اس فیصلے سے پہلے ہی فوت ہوگئی۔ بیٹی نے اپنے پیچھے شوہر، دو لڑکے اور ایک لڑکی، تین بہنیں اور تین بھائی اور باپ چھوڑا ہے۔ باپ ہی قاتل ہے۔ اب بکر کی مرحومہ بیٹی کی دیت کے کون کون وارث ہوں گے؟ اور ہر ایک کے حصے کتنے کتنے بنیں گے؟ بکر باپ ہی قاتل ہے جو دیت بھی ادا کرتا ہے کیا وہ دیت ادا کرنے کے بعد اپنی مرحومہ بیٹی کے حصے میں سے واپس اپنے باپ ہونے کا حصہ وصول کرسکتا ہے؟ اگر کرسکتا ہے تو کتنا؟ فقط محمد حنیف، سینٹرل جیل، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر بیوی کے ورثاء میں بکر نے اپنا حق معاف کردیا تو باقی ورثہ یعنی صورت مسئولہ میں بیٹی کا قصاص کا حق تو ساقط ہوگیا لیکن دیت میں اپنا حصہ پائے گی معاف کرنے والوں کو کچھ نہ ملے گا۔ عالمگیری میں ہے **ومن عفامن ورثة المقتول عن القصاص ...... فلا سبیل الی القصاص۔** اور اس سے متصل فرمایا **ان صالح احد الشرکاء من نصیبه علی عوض اوعفا سقط الباقین عن القصاص و کان لهم نصیبهم من الدیة ولا یجب العافی شی من المال** (ص ۲۲ ج ۶ فتاویٰ عالمگیری مطبوعہ میمینۃ، مصر) پھر چونکہ باپ ہی قاتل ہے تو اسے اس بیٹی کے مال سے کچھ نہ ملے گا حدیث شریف میں فرمایا **القاتل لا میراث** قتل کرنے والا اپنے مورث کی میراث نہیں پاتا۔ (ترمذی، ابن ماجہ) لہٰذا بیٹی کا تمام مال متروکہ جس میں اس کے حصہ کی رقم دیت بھی شامل ہے اس کے شوہر اور اولاد میں تقسیم ہوگا۔ بہن بھائی بھی محروم رہیں گے کہ میت کے لڑکے اور لڑکیاں موجود ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰؍ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

میت نے زمین مسجد میں دینے کی وصیت کی اور وارثین اس پر راضی نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پلاٹ جو کہ چار سو گز کا ہے میرے دادادادی کا تھا۔ جب میرے دادا زندہ تھے تو انہوں نے میری دادی کو وصیت کی تھی کہ اگر میں پہلے دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو آپ یہ پلاٹ مسجد کو دے دینا لیکن جناب عالی! دادا تو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اس کے بعد میری دادی بیمار ہو گئیں بعد میں نے ان کی خدمت کی۔ میری دادی نے مسجد والوں کو دو ہزار روپیہ دینے کے لئے بلایا مگر مسجد کے ممبر نہیں آئے بعد میں میری دادی نے یہ پلاٹ میرے نام پر خود جا کر رجسٹری کروادی۔ بعد رجسٹری کے رسید مجھے مل گئی۔ جو کہ میرے پاس موجود ہے۔ بعدہ مکان میں خود رہ رہا ہوں۔ اور مختیار کار آفیسر کا میرے پاس سرٹیفیکیٹ موجود ہے۔ ان کے پاس لکھت میں کچھ نہیں۔ جناب عالی عدالت میں کیس چلا رہا ہے۔ جناب عالی آپ جو بھی شرعی فیصلہ ہو بتادیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ فقط محمد اسحاق

۷۸۶ **الجواب:** متوفی کے انتقال کے بعد اس کی تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض کے بعد جو کچھ مال بچتا ہے اس کی ایک تہائی میں وصیت ہوتی ہے سو لہٰذا اگر کوئی اپنے پورے مال کے لئے وصیت کر جائے کہ مثلاً مسجد کو یا کسی دینی مدرسہ کو یا اس کو دے دیا جائے تو یہ وصیت پورے مال میں نافذ نہ ہوگی بلکہ صرف ایک ثلث ایک تہائی میں ان کا نفاذ ہوگا۔ صورت مسئولہ میں اگر پلاٹ کی قیمت تمام مال متروکہ کی ایک تہائی سے زیادہ ہے تو زیادہ دینے کا متوفی کے وارثوں کو اختیار ہے جب کہ وہ بالغ ہوں اور وہ نہ دینا چاہیں تو مسجد کی انتظامیہ ان سے جبراً وصول نہیں کر سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ	۳۰ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

اگر کسی نے میت کے مال سے کچھ رقم بطور سرقہ نکال لی تو واپس کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جناب عالی مندرجہ ذیل حالات وسوالات کے بارے میں شریعت محمدیہ کا کیا حکم ہے؟

۱۔ میری ہمشیرہ جمیلہ کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کے پسماندگان میں خود اس کی بیوہ اور پانچ بچے ایک لڑکی اور چار لڑکے ہیں۔ جس میں ایک بچے کی عمر ایک سال ہے۔ اس کے علاوہ مرحوم کی بیوہ ماں اور ایک نوجوان بھائی غیر شادی شدہ ہے۔

۲۔ مرحوم کے ترکہ میں ایک مکان ہے، جس کی رجسٹری بھی مرحوم کے نام پر ہے اور گھریلو سامان کے علاوہ زیورات ونقدی بھی ہے۔

۳۔ مرحوم نے ایک پلاٹ کے سلسلے میں تقریباً ایک ہزار روپے کی رسید اپنے چھوٹے بھائی کے نام سے بھی کٹائی ہے۔

۴۔ مرحوم پر اگر کسی کا قرضہ باقی ہے تو اس کے لئے کیا حکم ہے اگر ورثا ادا نہ کریں تو گناہگار ہیں یا نہیں؟

۵۔ نیز اگر کسی پر مرحوم کا قرضہ باقی ہے تو اس کے ورثہ کو مانگنے یا معاف کرنے کا حق ہے یا نہیں؟

۶۔ ایسے کسی فریق نے جس کا حق نہیں بنتا ہے یا کم بنتا ہے اور اس نے مرحوم کے مال یا سامان میں سے قصداً سرقہ یا غبن کا ارتکاب کیا ہو تو اس کا یہ اقدام قابل گرفت ہے؟ یا لائق معافی یا باعث گناہ ہے یا نہیں؟ برائے کرم جواب سے نوازیں اور یہ

بتائیں کہ ان اشیاء کے جائز وارث کون کون ہیں؟ مرحوم کی والدہ اور چھوٹے بھائی کا بھی حق بنتا ہے یا نہیں؟ اور حق بنتا ہے تو کتنا بنتا ہے؟ تا کہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں فیصلہ ہو سکے۔ السائل فخرالدین وعبدالشکور ولد حاجی قمرالدین، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: میت کے ترکہ میں سب سے پہلے اس کی تجہیز وتکفین کا، مطابق سنت انتظام کیا جائے۔ اس کے بعد اگر اس نے کوئی قرض اپنے اوپر چھوڑا ہے تو اسے ادا کیا جائے۔ پھر اگر اس نے کوئی وصیت کی ہے تو ایک تہائی مال میں سے اس کی وصیت پوری کی جائے۔ ان تمام امور سے فراغت پا کر اب متوفی کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ زمین مکان دوکان اور جائیداد منقولہ قیمتی پارچہ جات، زیورات، اسباب خانہ داری اور اس کی وہ رقوم جو اوروں پر قرض ہیں، اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم کیا جائے۔ یعنی تمام اموال کی قیمت لگا کر اس کے (۲۱۶) حصے کریں۔ ان میں سے ۲۸ زوجہ کو، (۳۶) ماں کو، (۳۴) ہر لڑکے کو اور (۱۷) لڑکی کو دیں۔ اس کے خلاف اگر کسی نے کچھ اور لیا، دیا یا دبالیا تو وہ ظالم ہے، اس سے واپس لیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۲ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

شوہر کے انتقال کے بعد بیوہ نے دوسرا نکاح کیا تو پہلے شوہر کے مال میں کتنا حق ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرا شوہر فوت ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے اپنے بڑے بیٹے کی شادی بڑی محنت مزدوری کر کے کی۔ اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ ماں تم دوسرا نکاح کر لو، ہم تمہارے ساتھ رہیں گے۔ مجھے انہوں نے مجبور کیا اس پر میں نے دوسرا نکاح کیا، جب میں نے دوسرا نکاح کیا تو اس بیٹے نے مجھے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا اور مجھے صرف ایک بچہ دیا جو سب سے چھوٹا تھا اب اس کو بھی مجھ سے چھین رہے ہیں اور جو میرا شوہر تھا وہ بھی پتا نہیں کہاں چلا گیا ہے۔ باقی جو چیزیں میں اپنے ماں باپ کے گھر سے لائی تھی وہ بھی بڑے بیٹے نے اپنے قابو میں کر لی ہیں۔ باقی جتنا سامان میرا تھا وہ بھی اس نے اپنے پاس رکھ لیا ہے اور دو بیٹے بھی اس کے پاس ہیں یعنی کل چار لڑکے ہیں۔ ایک میرے پاس اور وہ تین ہیں۔ باقی جو چیزیں میں نے اپنی محنت سے لی تھیں وہ بھی مجھ سے چھین لی ہیں۔ اور جو چیزیں مجھے جہیز میں ملی تھیں وہ بھی اس کے پاس ہیں اور میرے دوسرے شوہر سے میری کوئی اولاد نہیں ہے۔ آیا ان چیزوں کا حق کس کس کو ہے؟ السائلہ بی بی شریفہ، ٹنڈو آدم، خیر محمد گوٹھ

۷۸۶ الجواب: شوہر کے انتقال کے بعد اس کے مال متروکہ سے، اپنا مہر وصول کرنا یہ تمہارا حق تھا جو اب بھی باقی ہے اور مرنے والے کی اولاد کی موجودگی میں، اس کے مال میں سے، آٹھواں حصہ تمہارا ہوتا ہے وہ بھی لے سکتی ہو۔ جہیز میں جو کچھ تمہیں ماں باپ کے یہاں سے ملا وہ صرف تمہاری ملکیت ہے۔ کسی اور کو اس پر کوئی حق نہیں ہے۔ تم نے اپنی محنت مزدوری سے جو کچھ کمایا وہ صرف اور صرف تمہارا ہے۔ کوئی اس پر قبضہ کرے تو بھی ظلم ہو گا۔ تم حکومت میں اپنے دعویٰ پیش کرو۔ تمہارا جو بھی حق ہے، حکومت تمہیں واپس دلائے گی۔ رہا بچوں کی پرورش کا حق، تو اس میں حکم یہ ہے کہ تم نے لڑکے کے اجنبی سے یعنی

غیر محرم سے نکاح کیا تو حق پرورش جاتا رہا۔ اب یہ حق بچوں کی نانی، پرنانی کو اور پھر دادی پردادی کو ہے۔ اس بیٹے کو کوئی حق نہیں۔ وہ ظالم ہے اور اس کی سزا وہ دنیا میں بھی پائے گا اور آخرت میں بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رجمادی الاُخریٰ ۱۴۰۳ھ

زندگی میں اپنا مال برابر برابر تقسیم کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مجھے اپنی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ اپنی زندگی میں اپنے بچوں کے مابین تقسیم کرنا ہے۔ اس لئے سائل کو مندرجہ ذیل سوال کا شرعی فتویٰ چاہئے۔ امید ہے کہ از روئے شریعت فیصلہ صادر فرمائیں گے۔ میری بیوی کا انتقال ہو گیا ہے اور میرے تین لڑکے اور ایک لڑکی موجود ہیں۔ مجھے اپنی زندگی میں اپنی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ، بموجب شریعت متذکرہ بچوں میں تقسیم کرنا ہے لہٰذا وضاحت فرما دیجئے کہ اگر میرے پاس دس ہزار روپے موجود ہیں تو ان کو بچوں میں کتنا کتنا تقسیم کیا جائے؟ فقط: بشیر احمد

۷۸۶ الجواب: اپنی زندگی میں آدمی اپنے مال کا مختار ہے جس طرح چاہے اس میں تصرف کرے۔ البتہ اولاد کو ہبہ کرنے میں لڑکا اور لڑکی دونوں کو برابر دے۔ لڑکے کو لڑکی سے دو چند حصّہ صرف میراث میں ہے۔ ہبہ میں یہ حکم نہیں۔ (عالمگیری)۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ رمحرم الحرام ۱۴۰۳ھ

سوتیلے بیٹے کا جائداد میں کوئی حق نہیں

سوال: محترمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، و مہتمم دارالعلوم احسن البرکات، حیدر آباد، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ میرے سابقہ شوہر مسمّی محمد جمال عرف نور الزماں سے ایک لڑکا مسمّی محمد اسمٰعیل ہے۔ جس کی عمر اس وقت تقریباً ۲۶ سال ہے۔ اپنے پہلے شوہر کے بعد میں نے اپنا عقد ثانی عبداللہ مرحوم ولد لال محمد سے کیا، جس سے میرے دو لڑکے ہیں۔ جن کی عمر ۹ سال اور ۷ سال ہے میرے مرحوم شوہر عبداللہ ولد لال محمد کی پہلی بیوی سے ایک لڑکی ہے جو کہ شادی شدہ اور بچوں والی ہے۔ عبداللہ ولد لال محمد نے ترکہ میں ایک رہائشی کوارٹر چھوڑا ہے۔ میرے پہلے شوہر خاوند سے جو لڑکا محمد اسمٰعیل ہے وہ نہایت بدچلن اور نافرمان ہے اور اب وہ میرے دوسرے مرحوم خاوند کے ترکہ میں پورا قبضہ حاصل کر کے مجھے اور دونوں چھوٹے بچوں کو باہر نکال دینا چاہتا ہے۔ براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں اس ترکہ کی تقسیم اور ملکیت کے بارے میں اپنے فتویٰ سے نوازیں۔ مہربانی ہوگی۔

۲۔ میرے پہلے شوہر مسمّی محمد جمال عرف نور الزماں کے نطفہ سے جو لڑکا مسمّی محمد اسمٰعیل پیدا ہوا ہے۔ اس نے اپنے نکاح کے وقت اپنے والد کا نام عبداللہ درج کرایا ہے اور نکاح بھی اسی ولدیت سے ہوا ہے۔ براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں اس سلسلے میں اپنا فتویٰ دیں کہ آیا! یہ نکاح درست ہوا ہے یا نہیں؟ فقط السائلہ عائشہ خاتون زوجہ عبداللہ مرحوم، لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: سوال سے ظاہر ہے کہ عبداللہ ولد لال محمد نے اپنے انتقال کے وقت اپنی ایک زوجہ۔ اس کے بطن سے

پیدا ہونے والے دولڑکے اور اپنی سابقہ بیوی کے بطن سے ایک لڑکی چھوڑی۔ یا پھر ایک لڑکا جو اس کی موجودہ بیوی کے پہلے شوہر سے ہے اور ظاہر کہ اس لڑکے کا مرنے والے سے کوئی ایسی نسبت ایسا تعلق ورشتہ نہیں جو اسے اس کا وارث بنادے۔ محمد اسمٰعیل کا اپنے سوتیلے باپ کی جائیداد سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ اس کی دولت و مال متروکہ پر اس کا کوئی حق ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں متوفی عبداللہ کا تمام مال متروکہ خواہ ازقسم جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ۔ زیورات وقیمتی پارچہ جات ہوں یا نقد رقم، تجہیز وتکفین۔ وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال کے (۴۰) حصوں میں سے (۵) زوجہ کے (۱۴-۱۴) ہر لڑکے کے اور (۷) اُس کی لڑکی کے جو پہلی بیوی سے ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸ / ۴۰

زوجہ	پسر	پسر	دختر
۱		۷	
۵	۱۴	۱۴	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ لڑکے کی ولدیت، سوتیلے باپ سے ظاہر کی گئی اور لوگوں پر یہ امر روشن ہے کہ یہ اس کا سوتیلا باپ اور وہ اس کا سوتیلا لڑکا ہے تو نکاح میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

اگر میّت کے وارثین میں بیوی اور بیٹی کے علاوہ ذوالفروض وعصبات میں سے کوئی نہ ہو

سوال: محترمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، شیخ الحدیث ومہتمم دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ولی محمد صاحب جنھوں نے اپنی پہلی بیوی کے انتقال کے بعد دوسرا نکاح صبیحہ سے کیا تھا۔ جس سے اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ جب کہ پہلی بیوی سے اس کی واحد لڑکی مریم ہے اور بالغ و حیات ہے۔ بال بچوں کی ماں ہے۔

ولی محمد صاحب کی جائیداد میں فقط ایک جھگی تھی۔ جو اس نے اپنی ذاتی کمائی سے خریدی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کے حالات کی پیش نظر اور جھگی کی وسعت کی وجہ سے آدھی جھگی فروخت کردی۔ جس کے بعد وہ آدھی جھگی میں رہا۔ کچھ عرصے کے بعد کا اس کا انتقال اسی جھگی میں ہوگیا۔ صبیحہ جو کہ اس کی دوسری بیوی تھی۔ وہ اس کے انتقال کے بعد اسی جھگی میں رہی۔ کچھ عرصہ بعد اس جھگی کے بدلے نیو کراچی میں اس کو ایک مکان ملا۔ اب چونکہ صبیحہ کا انتقال ہوگیا ہے اور ولی محمد کی اولاد میں صرف مریم ہے، واحد وارث رہ گئی۔ لہٰذا اس مکان کی وراثت کا مسئلہ شرع محمدی کی روشنی میں حل فرمائیں۔ اور فتویٰ دیجئے کہ مریم کا

اس مکان میں کتنا حصہ ہے۔ جب کہ غور طلب امر یہ ہے کہ

۱۔ ولی محمد صاحب کی اولاد تو صرف مریم ہے اور کوئی دیگر اولاد نہیں ہے۔

۲۔ صبیحہ نے وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد یہ مکان مسجد میں دیا جائے اور مرحومہ صبیحہ نے اس وصیت کے لکھنے سے قبل مریم سے کسی قسم کا مشورہ یا رضامندی نہیں لی۔

اب علماء کرام اب باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے شرع محمدی کے مطابق فتویٰ دیں کہ اس مکان میں مسجد کا کتنا حصہ ہے اور مرحومہ صبیحہ کا کتنا حصہ ہے؟ تا کہ صبیحہ کا حصہ ان کی وصیت کے مطابق مسجد میں دیا جائے۔ فقط السائل: حاجی محمد عمر برکاتی

۷۸۶ الجواب: ولی محمد کے انتقال کے وقت جب کہ اس کی ایک بیوی اور ایک بیٹی مریم کے علاوہ کوئی وارث موجود نہ تھا' ذوی الفروض میں اور نہ عصبات میں' تو اس کا تمام مال متروکہ صرف بیوی اور بیٹی میں تقسیم ہوگا اور چونکہ مرنے والے کی اولاد کی موجودگی میں' اس کی بیوہ' مال متروکہ میں صرف آٹھواں حصہ پاتی ہے۔ اس لئے صبیحہ اس مکان میں جو گئی بیچ کر' یا اس کے عوض' حاصل کیا گیا صرف ۱/۸ کی حقدار تھی۔ اسے تنہا اس مکان پر نہ حق ملکیت حاصل تھا اور نہ' یہ حق تھا کہ وہ کل مکان کی وصیت کر جائے۔ صبیحہ کے وارث موجود ہوں تو وصیت ایک تہائی میں جاری کر کے مسجد کو دیں۔ ہاں اگر وہ اپنی سوتیلی ماں کے احترام میں اپنی خوشی سے کوئی حصہ مسجد کو دینا چاہے تو اسے اختیار ہے اور اگر صبیحہ کے کوئی وارث نہ ہوں تو بے شک اس کا حصہ' یعنی مکان کا آٹھواں حصہ' مسجد کے نام کر دیا جائے۔ جب کہ مریم کے حصہ میں کوئی کتر بونت نہیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

میت کے وارثین میں صرف عصبات میں سے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مظفر خان مرحوم شاہ پور میں فوت ہو گئے۔ جس کو تقریباً دس سال ہو گئے ہیں اور چونکہ مظفر خان کے والد اسمٰعیل خان اوندھن میں پاکستان سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے اسلئے اس کے لڑکے مظفر خان کو اپنے والد کی زمین نام ہو گئی تھی۔ جو یہاں بھی سینٹرل ریکارڈ سے زمین آئی اور مظفر خان کو مل گئی۔ بعد میں وہ فوت ہو گیا۔ جو کہ لاولد تھا۔ اس کی زمین سب مشترکہ طور پر حصہ دار ہے اور سب نے مشترکہ طور پر زائد زمین کی قیمت بھی بھری اور اب دلاور خان نے واپس زمین کو فروخت کر دیا اور خود وارث بن گیا اور اس نے وہ زمین بھی فروخت کردی ہے۔ جب کہ مظفر خان مرحوم کی تجہیز تکفین بھی سب نے مشترکہ طور پر کی ہے اور ابھی تک برسی کی فاتحہ بھی تک مشترکہ طور پر کرتے ہیں۔

اس لئے علماء کرام سے اس شجرہ کے مطابق فتویٰ چاہئے کہ مظفر خان مرحوم کی جائیداد کے اصلی وارث کون ہیں؟ آیا! مظفر خان کے چچازاد بھائی وغیرہ بھی اس کی جائیداد کے اسلامی قانون کے مطابق حقدار ہیں؟ یا صرف چچا دلاور خان مالک ہوتا ہے؟ اس کی وضاحت فرمائیں تا کہ ہم کو اطمینان ہو جائے۔

شجرہ

حسن خانزادہ

دولھا خان	نصیب خان	اجمیری خان	اسماعیل خان	نصرو خان	دلاور خان
مرحوم	مرحوم	مرحوم	مرحوم	مرحوم	حیات
بندو خان	امیر خان، فرید خان	اعظم خان، وزیر خان، بانو بیگم	مظفر خان	لاولد	منظور خان، منظوری

فقط فدوی امیر خان ولد نصیب خان، شاہ پور چاکر، ضلع سانگھڑ

۷۸۶ **الجواب:** سوال سے ظاہر ہے کہ متوفی مظفر ' ان نے اپنے انتقال کے وقت ' کوئی ذوی الفروض نہ چھوڑا اور یہ کہ عصبات میں ایک چچا دلاور خان اور دوسرے چچازاد بھائی چھوڑے۔ ایسی صورت میں چچا متوفی کے حقیقی بھتیجوں پر مقدم ہے۔ اس کے مال متروکہ کا صرف چچا حقدار ہے۔ نہ کہ چچازاد بھائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثہ میں دو بیٹے اور بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہو گیا اور وہ اپنے پیچھے دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑ گیا ہے اور جائیداد کی مالیت ۲۲۵،۰۰۰ مبلغ سوا دو لاکھ روپیہ ہے۔ ان دو بیٹوں اور ایک بیٹی کے علاوہ کوئی اور وارث نہیں ہے۔ یہ جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ اس کے بارے میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں؟ فقط والسلام محمد زکریا میمن

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ اس کی تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے دو بیٹوں اور ایک بیٹی میں (جب کہ اس کا کوئی اور وارث نہیں) اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ تمام مال کو (۵) حصوں پر تقسیم کریں۔ ان میں سے ہر بیٹے کو (۲) حصے اور باقی ایک حصہ بیٹی کو دے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۵

ابن	ابن	بنت
۲	۲	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

وارثین کو تہی دست چھوڑنا گناہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حافظ مقبول احمد صاحب کی دو بیویوں سے پانچ اولادیں ہیں۔ تین لڑکے اور دو لڑکیاں۔ حافظ مقبول احمد صاحب نے اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اولاد میں تقسیم کر دی۔ باپ کے

سامنے دولڑکیوں نے تینوں بھائیوں کے حق میں اپنا اپنا حصّہ لکھ کر دیا ہے۔ تینوں لڑکوں کو حصّہ برابر دیا جاتا ہے۔ بڑے لڑکے کا نام ضمیر احمد، دوسرے کا نام توفیق احمد اور چھوٹے کا نام ننھا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد باپ حافظ مقبول احمد کی زندگی میں بڑے بھائی ضمیر احمد نے اپنا حصّہ دونوں چھوٹے بھائیوں توفیق احمد اور ننھا کو لکھ کر دے دیا ہے۔ ننھا اپنا حصّہ کر لیتا ہے۔ توفیق کی جگہ پر ضمیر احمد اپنا مکان بنا کر رہتا ہے۔ کچھ سال کے بعد ضمیر احمد سخت بیمار ہو جاتا ہے۔ اس وقت توفیق احمد نے ضمیر احمد سے کہا میں خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ آپ کے ٹھیک نہ ہونے پر آپ کی اولاد کو لکھ کر دے دوں گا۔ اگر آپ کا انتقال ہو جاتا ہے تو میں اپنے بھتیجے اور بھتیجی اور بھاوج کے نام پر لکھ دوں گا۔ ضمیر احمد کا انتقال ہو جاتا ہے۔ توفیق احمد نے اپنے حسب وعدہ بھتیجے اور بھتیجی اور بھاوج کے نام پر حلف نامہ لکھ دیا ہے۔ اب توفیق احمد صاحب چاہتے ہیں کہ یہ شریعت کے مطابق ضمیر احمد صاحب کے اولاد کو اس جائیداد کا مالک بنا دیں؟

نوٹ۔ ضمیر احمد صاحب کے دولڑکے اور سات لڑکیاں اور ایک بیوہ ہے۔ ان کا شرعی حصّہ کتنا بنتا ہے؟

العارض محمد توفیق احمد ولد حافظ مقبول احمد

۷۸۶ الجواب: ضمیر احمد کے انتقال کے بعد ان کا مملوکہ تمام مال متروکہ تو صرف ضمیر احمد کے وارثوں ہی میں بقاعدۂ شرعیہ تقسیم ہوگا اور توفیق کو اختیار ہے کہ اپنی زندگی و تندرستی کی حالت میں اپنے مال سے جتنا اور جسے چاہے دیں۔ لیکن اپنے وارثوں کو تہی دست، تہی دامن چھوڑ دینا دانشمندی نہیں۔ شرعاً جرم ہے اور آخرت میں اس پر مواخذہ بھی۔ (درمختار وغیرہ)۔ تو توفیق کا مال، توفیق کے وارثوں کو ملنا چاہئے۔ اگرچہ دوسروں کو دے دینا بھی نافذ ہوگا مگر گناہ رہے گا کہ اپنے وارثوں کو ان کے حق سے محروم کر دیا۔ بہرحال ضمیر کا مال متروکہ ان کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸ / ۸۸

زوجہ	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
۱۱	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۷ بیٹے اور ۴ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: شیخ اللہ بخش مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوی، سات لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ کل ترکہ کی رقم ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ ہے لہٰذا رقم ورثہ میں کس طرح تقسیم ہوگی؟

بینوا توجروا فقط۔ حفیظ اللہ اکبر آبادی، لونگ بھگت گلی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی اللہ بخش کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کے موجودہ ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ تمام مال کے (۱۴۴) حصے کریں۔ ان میں

سے (۱۸) زوجہ کو، ہر لڑکے کو (۱۴) اور ہر لڑکی کو (۷) حصے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸ / ۱۴۴

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	
۱۸	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

بھائی یا بیٹے کی موجودگی میں بھتیجی کا وراثت میں حصہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمّی معشوق علی ولد مراد علی لاولد بلا عورت کے فوت ہو گیا ہے۔ یہ سب چار بھائی تھے۔ جس میں دو کا انتقال متوفی معشوق علی سے پہلے ہو چکا تھا اور ایک بھائی مقصود علی کا انتقال، معشوق علی کے بعد میں ہوا۔ مقصود علی کے ایک لڑکا جمشید علی اور ایک لڑکی فاطمہ ہے۔ متوفی معشوق علی کی جائیداد کا حق کس کو اور کس مقدار سے ملے گا؟ فقط جمشید علی، ٹنڈو جام ضلع حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** معشوق علی کے ورثہ میں جب کہ ماں باپ بھائی بہن، بیٹا بیٹی وغیرھم میں سے کوئی موجودہ نہیں صرف اس کے بھائی کا بیٹا موجود ہے۔ خواہ ایک یا زیادہ، تو معشوق علی کا تمام مال متروکہ، تجہیز تکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک ثلث میں اجرائے وصیت کے بعد، اس کے بھتیجے کو ملے گا۔ ایک ہے تو سب وہی پائے گا۔ زیادہ ہوں تو باہم برابر برابر تقسیم کر لیں۔ بھتیجی کا اس میں کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

زندگی میں مال تقسیم کر دیا تو واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حافظ مقبول صاحب کی دو بیویاں تھیں۔ جن سے پانچ اولاد ہوئیں۔ پہلی بیوی سے چار اولاد اور دوسری بیوی سے ایک لڑکا ہوا۔

پہلا لڑکا ضمیر احمد بن حافظ مقبول، دوسرا توفیق احمد بن حافظ مقبول احمد اور دو لڑکیاں سروری بیگم بنت حافظ مقبول احمد، دوسری کشوری بیگم بنت حافظ مقبول احمد اور دوسری بیوی سے صرف ننھے خاں ہیں۔

جب کہ میرے والد یعنی کہ توفیق احمد میرے والد محترم نے جو پلاٹ تقسیم کرنا چاہا اس کا رقبہ ۹۰ مربع گز ہے۔ وہ ہم تینوں بھائیوں میں تقسیم کرنا چاہا مگر میرے بڑے بھائی ضمیر احمد نے لینے سے انکار کر دیا کیوں کہ بھائی ضمیر احمد صاحب حیثیت تھے اور انہوں نے ہم دونوں بھائیوں کو یعنی توفیق احمد اور ننھے کو دے دیا۔ اس اثناء میں میں حیدر آباد چلا گیا اور وہاں سکونت اختیار کر لی۔ اچانک بھائی ضمیر احمد کے حالات خراب ہو گئے اور ضمیر احمد سخت بیمار پڑ گئے۔ میں اپنے بھائی کی تیمارداری کے لئے کراچی آتا جاتا رہتا تھا۔ میرے حصہ میں ۴۵ مربع گز اور ننھے خان کے حصہ میں بھی ۴۵ مربع گز حصہ آیا۔ یعنی نصف

حصّہ میں ضمیر احمد نے اپنے پیسے سے مکان تعمیر کرایا اور تھے خان نے اپنے پیسے سے تعمیر کرایا۔ جب ان کی حالت خراب ہوگئی تو میں یعنی توفیق احمد نے بھائی سے کہا کہ آپ فکر نہ کریں خدا آپ کو تندرست کردے گا تو میں آپ کے نام کردوں گا اور اگر کچھ خدانہ کرے کچھ ہوگیا تو میں بچوں اور بھابی کے نام کردوں گا۔ میں آپ سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا واسطہ دے کر وعدہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد بھائی ضمیر احمد کا انتقال ہوگیا اور اب میں چاہتا ہوں کہ دولڑکے اور سات لڑکیوں اور بیوی کے نام یہ پلاٹ یعنی یہ مکان کردوں۔ ان کو کتنا کتنا حصّہ ملنا چاہئے؟ جب کہ دونوں بہنوں نے حصّہ لینے سے انکار کردیا تھا اور جب کہ میں اس وقت صاحب اولاد نہیں تھا اب میرے چار بچے موجود ہیں۔ ایک لڑکا اور تین لڑکیاں موجود ہیں۔ اگر میں یہ حق اپنے بھائی کے بچوں کو دے دوں تو اس میں میرے بچوں کی حق تلفی تو نہیں ہوگی جب کہ میرا ذاتی مکان حسین آباد میں موجود ہے۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ اگر میرے بچوں کی حق تلفی ہوتی ہے تو مجھے ان کو کتنا حق دینا ہوگا؟ اور یہ بھی کہ میرے بھائی کے بچوں کا کتنا کتنا حق بنتا ہے؟ اور بیوہ کا کتنا بنتا ہے؟ دوسرے غیر شادی شدہ لڑکی اور شادی شدہ کا کتنا بنتا ہے؟

فقط توفیق احمد ولد حافظ مقبول احمد، محلّہ حسین آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** ضمیر احمد نے جب کہ اپنا حق اپنے بھائیوں کی خاطر چھوڑ دیا اور ان کے دونوں بھائیوں نے ان کی زندگی ہی میں اسے باہم برابر برابر تقسیم کرلیا تو اس پلاٹ میں ان کا کوئی حق نہ رہا۔ اگرچہ بعد میں ان کی مالی حیثیت کتنی ہی خراب کیوں نہ ہوگئی ہو۔ پھر جب کہ اس پلاٹ پر ضمیر احمد نے اپنی رقم سے مکان تعمیر کرلیا جو توفیق کی ملکیت تھا تب بھی وہ زمین توفیق ہی کی ملکیت رہی اور اب توفیق محض لوجہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے بھائی ضمیر کے ورثہ میں تقسیم کرنا چاہتا ہے تو ''درکارِ خیر حاجتِ ہیچ استخارہ نیست'' کے ماتحت اب دیر کیسی۔ خصوصاً جب کہ خود اس کے اپنے ورثہ کے پاس اپنا دوسرا مکان موجود ہے۔ لہٰذا اس بات کو فرض کرلینے کے بعد کہ وہ مکان سرے سے ضمیر مرحوم ہی کی ملکیت تھا' ان کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم کردیں۔ اللہ جزائے خیر دے گا۔

میّت مسئلہ ۸۸/۸

زوجہ	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	
۱۱	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' بیٹے اور بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے والد محترم جناب محمد یعقوب صاحب کا انتقال ہوچکا ہے۔ جائیداد میں ایک دوکان اور مکان ذاتی ملکیت ہے اور وارثین میں دو بھائی اور ایک بہن اور والدہ محترمہ حیات ہیں۔ اب فتویٰ چاہئے کہ کل مال متروکہ میں سے کتنا کتنا حصّہ بنے گا؟ اور کیا ہماری والدہ محترمہ اپنی مرضی سے سب کو

حصہ دے سکتی ہیں یا نہیں؟ جواب کا طلب گار، حافظ محمد نور ولد محمد یعقوب مرحوم

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی محمد یعقوب کا تمام مال متروکہ' منقولہ وغیر منقولہ' تجہیز و تکفین' و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک ثلث میں اجرائے وصیت کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے (۴۰) حصے کریں۔ ان میں سے (۵) والدہ کو' (۱۴-۱۴) ہر لڑکے کو اور (۷) لڑکی کو دیں۔ ھکذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸ / ۴۰

زوجہ	ابن	ابن	بنت
۵	۱۴	۱۴	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ / ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

زندگی میں سب کو برابر تقسیم کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے چار بیٹے اور چار بیٹیاں حیات ہیں۔ ایک جوان بیٹے کا ۱۹۸۱ء میں انتقال ہو گیا۔ مرحوم کے پانچ بچے اور بیوہ حیات ہے۔ میری دوسری بیوی بھی حیات ہے۔ میری جائیداد کی تقسیم شرعی حیثیت سے مجھے آگاہ کریں۔ فقط: محبوب احمد صدیقی، لطیف آباد' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: آدمی اپنی زندگی و صحت میں اپنے مال کا مالک ہوتا ہے۔ جسے جتنا چاہے' بخشدے۔ دوسرے کو اس پر حق اعتراض نہیں۔ البتہ وارثوں کو ناحق کر دینا گناہ ہے اور ایسا کرنے والا گناہ گار اور اولاد کو ہبہ کرنے میں لڑکی اور لڑکے' دونوں کو برابر دے۔ یہ نہیں کہ لڑکے کو لڑکی سے دو چند دیدے۔ جس طرح میراث میں ہوتا ہے کہ لڑکے کو لڑکی سے دونا ملتا ہے۔ ہبہ میں ایسا نہیں۔ (بحرالرائق۔ عالمگیری) اور اس صورت میں کہ میّت نے چار بیٹے۔ پانچ بیٹیاں اور ایک بیوہ چھوڑی' میّت کے تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین' و ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸ / ۱۰۴

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
۱۳	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷

یعنی کل مال کے (۱۰۴) حصے کریں' ان میں سے (۱۳) بیوہ کو' (۱۴-۱۴) ہر بیٹے کو اور (۷) ہر بیٹی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثا میں بیوی' ۴ بیٹے' ایک بیٹی اور باپ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے بیٹے کا انتقال ہو گیا ہے۔ بیٹا شادی شدہ

تھا۔ بیوہ اور پانچ بچے اس کے حیات ہیں۔ چار لڑکے اور ایک لڑکی۔ بیٹے کی والدہ حیات نہیں ہیں، والد حیات ہیں۔ ایسی صورت میں مرحوم کی جائیداد کی شرعی تقسیم کی حیثیت سے آگاہ کیجئے؟ فقط محبوب احمد صدیقی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین، واد ائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے (۲۱۶) حصے کریں۔ ان میں سے (۲۷) زوجہ کو۔ (۳۶) باپ کو۔ (۳۴) ہر لڑکے کو اور (۱۷) حصے لڑکی کو دیں۔ ہکذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲۱۶/۲۴

زوجہ	اب	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
۲۷	۳۶	۳۴	۳۴	۳۴	۳۴	۱۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

اگر بہن اور بھتیجے کے علاوہ کوئی وارث نہ ہو تو دونوں کو نصف ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی فتح محمد ولد محمد بخش صاحب کی جائیداد ہے اور وہ لاولد ہے۔ مسمّی کے عزیزان میں ہمشیرہ اور بھتیجا ہے، فتح محمد کی جائیداد میں ان دونوں کا کس قدر حصہ ہے۔ فتح محمد کا انتقال ہو گیا ہے۔ فقط محمد ابراہیم ولد شبراتی، پھلیلی پار پریٹ آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ متوفی کا کوئی اور وارث ایک بہن اور ایک بھتیجے کے سوا نہیں، متوفی کا تمام متروکہ مال، تجہیز و تکفین وادائیگی قرض، اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، دو حصوں میں تقسیم کر کے ان دونوں کو برابر برابر دیا جائے گا۔ بہن کا نصف بطور میراثِ مقرر۔ اور باقی ماندہ نصف بھتیجے کو بطور عصبہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

متوفی کے ورثاء میں بیوی، ۴ بیٹے اور ۶ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے والد کا انتقال ہوا اور انہوں نے ورثہ میں درج ذیل افراد چھوڑے ہیں۔

۱۔ بیوہ، ۲۔ چار لڑکے، ۳۔ چھ لڑکیاں۔

اس کے علاوہ ان کے والدین اور بھائی وغیرہ بھی موجود نہیں۔ اس صورت میں ان کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

فقط محمد دانش، انڈس گاس کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین، وادائیگی قرض، اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کے موجودہ ورثہ میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ تمام مال کے (۱۱۲) حصے کریں۔ ان میں

سے (۱۴) بیوہ کو (۱۴-۱۴) ہر لڑکے کو اور (۷-۷) ہر لڑکی کو۔

میّت مسئلہ ۸/۱۱۲

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	
۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

متوفی کے ورثاء میں بیوی، والدین، بھائی بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بھورے خان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی کوئی اولاد نہیں صرف ایک بیوہ ہے۔ ان کے والدہ زندہ ہیں اور تین چھوٹے بھائی اور ایک بہن ہے۔ براہ کرم شریعت کی رو سے فتویٰ دیں کہ مرنے والے کی جائیداد میں کس کس کا کتنا کتنا حصہ ہے؟ فقط اشتیاق حسین

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں بھورے خان کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین، وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، چار حصوں میں تقسیم ہوگا۔ ان میں سے ایک چوتھائی بیوہ کو اور باقی تین چوتھائی باپ کے ہوں گے کہ وہ عصبہ ہے اور باپ کے ہوتے ہوئے بھائی بہنوں کا کوئی حصہ نہیں۔ وہ محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، والد، سوتیلی اولاد، بھائی بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بھورے خاں کا انتقال ہو گیا۔ ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ جس وقت انہوں نے بیوہ سے نکاح کیا، اس وقت ایک لڑکا اور ایک لڑکی بیوہ کے ساتھ آئی تھی۔ جب وہ بڑے ہوئے ان دونوں کی شادی کر دی۔ اب وہ بالغ اور بال بچہ دار ہیں اور لڑکا اپنی والدہ کے ساتھ رہتا ہے۔ مرحوم کے والد زندہ ہیں۔ تین چھوٹے بھائی اور ایک بہن ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ شریعت رو سے فتویٰ دیں کہ ان کی جائیداد میں کس کس کا حصہ ہے؟ اور کتنا کتنا بنتا ہے؟ مندرجہ ذیل اشخاص ان کے وارث ہیں۔

۱۔ مرحوم کے والد، ۲۔ مرحوم کے تین چھوٹے بھائی، ۳۔ مرحوم کی بہن، ۴۔ مرحوم کی بیوہ،

۵۔ مرحوم کا سوتیلا بیٹا، ۶۔ مرحوم کی سوتیلی بیٹی فقط۔ یوسف خان

۷۸۶ **الجواب:** جواب اب بھی وہی ہے کہ تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۴

زوجہ	باپ	بھائی	بھائی	بھائی	بہن	سوتیلا لڑکا	سوتیلی لڑکی
۱	۳	محروم	محروم	محروم	محروم	محروم	محروم

باپ کی موجودگی میں جو حقیقی بہن بھائی محروم رہتے ہیں تو سوتیلے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

اگر ایک شخص کے ورثاء میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جائیداد میں سے مرحوم کی حقیقی اولاد کا شرعی قوانین کی رو سے کتنا حق بنتا ہے۔ مرحوم ننھے خان نے اپنے پیچھے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ اس لئے مہربانی فرما کر فتویٰ دیں کہ ہر ایک کتنا حصہ ہوتا ہے؟ فقط نواب اختر خان، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ متوفی نے اپنے ورثاء میں صرف ایک لڑکا اور دو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ کوئی اور وارث ان تین کے علاوہ نہیں تو متوفی کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین وادائیگی قرض' اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' چار حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ان میں سے ۲ حصے بیٹے کے اور باقی دو حصے' بیٹیوں کے۔ ہر بیٹی کا ایک حصہ۔ یعنی کل جائیداد کا آدھا' بیٹے کا' اور باقی آدھا دونوں لڑکیوں کا۔ ہر ایک کا ایک چوتھائی۔ ھٰکذا

مسئلہ ۴

ابن	بنت	بنت
۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الآخری ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' ۴ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مکان جس کی مالیت تقریباً ایک لاکھ پچیس ہزار ہے اور اس مکان میں حصہ دار سات آدمی ہیں یعنی وہ اس طرح سے کہ چار بالغ لڑکے اور دو بالغ لڑکیاں اور ایک والدہ صاحبہ' والد صاحب کا انتقال ہو چکا ہے یعنی اس طرح سے یہ سات حصہ دار بنتے ہیں تو جناب ہم اس کے متعلق یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ایک لاکھ پچیس ہزار میں سے چاروں لڑکوں کے حصہ میں کتنے کتنے روپے آئیں گے؟ اور والدہ صاحبہ کے حصہ میں کتنے روپے آئیں گے؟ تو جناب اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ مکان مرحوم والد صاحب کا ہے۔

فقط: سیّد واجد علی، نزد میونسپلٹی' حیدر آباد' سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں میت کا تمام مال متروکہ' نقد خواہ زیورات وقیمتی پارچہ جات وجائیداد منقولہ وغیر منقولہ'

میت کی تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/۸۰

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۱۰	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

یعنی کل مال کے (۸۰) حصے کریں۔ ان میں سے (۱۰) زوجہ کو (۱۴-۱۴) ہر لڑکے کو اور (۷-۷) ہر لڑکی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ

شرکاء میں اگر کوئی شخص کسی کے حق میں دستبردار ہوگیا تو پھر اس کا حق نہیں، اور پگڑی کی کوئی شرعی حیثیت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ مرحوم کی ملکیت کس طرح حصہ داروں میں تقسیم ہوگی؟

تھمن عرف اسحاق احمد (مرحوم) ۱۹۶۹ء

ایک بیوہ، پانچ بیٹے، چھ بیٹیاں

۲۔ مرحوم کے نام بیڑی پتہ کا لائسنس تھا۔ جس پر بیڑی پتہ ۱۹۷۳ء کے بعد منافع ملنا شروع ہوا۔ ۱۹۷۶ء میں بھائیوں نے حساب کر کے منافع کی رقم تقسیم کر لی اور آئندہ کے لئے اس کا منافع اپنی والدہ کے حق میں کر کے دست بردار ہو گئے۔ جس بھائی کے پاس وہ لائسنس رہا۔ اس نے والدہ کو منافع کی رقم نہیں دی۔ اب والدہ کہتی ہیں کہ یہ منافع مجھے دیا جائے جب کہ ایک بھائی کا مطالبہ ہے کہ اس منافع کو تقسیم کیا جائے۔

۳۔ مرحوم کا ایک لڑکا دو سال قبل انتقال کر گیا اور جائیداد و نقد رقم چھوڑ گیا۔ شبیر احمد (مرحوم) ۱۹۸۱ء

والدہ شبیر احمد بیوہ شبیر احمد تین لڑکے ایک لڑکی

مرحوم شبیر احمد کی ملکیت کس طرح تقسیم ہوگی؟

۴۔ مرحوم تھمن کے قبضے میں بلدیہ ٹنڈو آدم کی ایک دوکان تھی۔ کرایہ پر جو کہ مرحوم نے اپنے فوت ہونے سے دو سال قبل اپنے ایک لڑکے کے نام کر دی مگر کاروبار خود کرتے تھے۔ ایک بھائی کا کہنا ہے کہ اس کی پگڑی کی رقم لگا کر حصہ کیا جائے۔

۵۔ مرحوم کے پاس ایک تختہ تھا جو کہ بلدیہ کی جگہ پر رکھا ہوا تھا اور کرایہ ادا کیا جاتا تھا لیکن اس سے آمدنی کے کوئی ذرائع نہیں تھے۔ ۱۹۶۹ء میں والد کے انتقال کے بعد بھائیوں کی رائے سے ایک بھائی نے تختہ اپنے نام الاٹ کرایا۔ بقایا جات اور دیگر اخراجات ادا کرتا تھا لیکن اس سے آمدنی کوئی نہیں تھی۔ ۱۹۷۳ء میں بلدیہ نے تختہ کی جگہ دوکانیں تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا اور

اس سلسلہ میں جو بھی کوشش یا اخراجات یا پیشگی رقم کی گئی وہ صرف ایک نے ہی ادا کی تھی۔ صرف اس کے نام تختہ الاٹ تھا لہٰذا اس بارے میں بھی ایک بھائی کا کہنا ہے کہ اس دوکان کی بھی پگڑی مقرر کر کے تقسیم کی جاوے۔ جناب والا! عرض ہے کہ مہربانی فرما کر مفصل جواب سے مستفیض فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

فقط نیاز احمد قریشی ولد نتھن عرف اسحاق احمد، محلہ جوہر آباد ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں میت کی تجہیز و تکفین، و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، میت کا تمام مال متروکہ (۱۲۸) حصوں میں تقسیم کریں۔ ان میں سے زوجہ کو (۱۶)، ہر لڑکے کو (۱۴-۱۴-۱۴) اور ہر لڑکی کو (۷) حصے بانٹ دیں۔ ہکذا

میت مسئلہ ۸/ ۱۲۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	
۱۶	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ شرکاء میں جب کہ دو بھائی ایک مقرر حصہ لے کر، ماں کے حق میں دستبردار ہو گئے تو وہ حصہ، خالص ماں کا حق ہے۔ اس میں کوئی شخص اپنا حق نہیں جتا سکتا اور جتائے تو پا نہیں سکتا۔ اس لئے یہ منافع تقسیم نہ ہوگا۔ ماں کو ملے گا۔ وہی تصرف کا اختیار رکھتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ شبیر احمد مرحوم کے وارثوں میں، اس کے ماں بیٹے بیٹی زوجہ سب ہیں۔ اس۔ لئے تجہیز و تکفین وغیرہ حقوق کے بعد میت کا تمام مال متروکہ حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۲۴/ ۱۶۸

زوجہ	ماں	ابن	ابن	ابن	بنت	
۲۱	۲۸	۳۴	۳۴	۳۴	۱۷	واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ کسی زمین یا مکان یا دوکان سے حاصل ہونے والی پگڑی، کوئی شرعی حق نہیں۔ ایک دنیاوی رواج ہے۔ جس کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں۔ اس لئے ایسی رقم باہمی رضامندی سے باہم تقسیم کرلیں اور ماں کا دل نہ دکھائیں اور سوال ۵ میں تو کسی اور کو مطالبہ کا کوئی حق، دنیاوی اعتبار سے بھی نہیں کہ اس کا تعلق صرف اس بھائی سے ہے جس نے اس کی رقم ادا کی اور اس پر رقم لگائی۔ دوسرے کا اس میں کیا دخل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

کوئی چیز استعمال کے لئے دی تو وہ ملکیت میں شمار نہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم پانچ بھائی اور دو بہنیں بقید حیات ہیں۔ والد

صاحب کا انتقال ۱۹۷۲ء میں ہو چکا تھا۔ والدہ صاحبہ کا انتقال ۱۸ر دسمبر ۱۹۸۲ء کو ہوا۔ والدہ صاحبہ کو ان کی حیات میں ایک چھوٹے بیٹے محمد یٰسین نے سونے کی چھ چوڑیاں، تین بٹن بمعہ زنجیر سونے کی اور ایک انگوٹھی سونے کی دی۔ والدہ صاحبہ نے گواہان کی موجودگی میں کہا کہ یہ چیزیں محمد یٰسین کی میرے پاس امانت ہیں۔ اس میں کسی کا کوئی حصہ نہیں۔ مگر اب بعد انتقال والدہ صاحبہ، تین بھائی اور ایک بہن بضد ہیں کہ وہ چیزیں والدہ صاحبہ کی ملکیت ہوگئیں اور یہ کہ ان چیزوں کو تقسیم کیا جائے۔ جب کہ محمد یٰسن اٹھارہ سال سے اس کی زکوٰۃ بھی دیتا رہا ہے۔ از روئے شریعت فیصلہ صادر فرما کر مشکور فرمائیں۔

السائل محمد یٰسین، چوڑی گلی، حیدر آباد

الجواب: ۷۸۶ سوال سے ظاہر ہے کہ مسمّٰی محمد یاسین نے اپنی والدہ کو چوڑیاں وغیرہ جو کچھ زیور بنوا کر دیا، وہ صرف ان کے استعمال اور برتنے کے لئے دیا۔ ان کی ملک میں نہ دیا۔ محمد یاسین ان زیورات کو اپنی ہی ملک جانتا اور سمجھتا رہا اور اسی لئے ان کی زکوٰۃ بھی خود ادا کرتا رہا۔ پھر ماں نے بھی صراحتہً گواہوں کی موجودگی میں یہ بات کھول دی کہ ''یہ زیور میرا نہیں۔ میرے پاس امانت ہے۔ اس میں کسی کا کوئی حصہ نہیں''۔ تو ایسی صاف صریح اور ظاہری حالت کے باوجود ان کے ورثہ کا یہ دعویٰ کہ وہ چیزیں والدہ کی ملکیت ہوگئیں لہٰذا انہیں تقسیم کر دیا جائے، ہرگز ہرگز شرعاً قابل قبول نہیں۔ وہ محمد یسین ہی کی ملک ہیں اور ان پر اسی کو حق تصرف حاصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲ر رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

مال متروکہ میں شادی شدہ یا غیر شادی شدہ سب شریک ہوتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ میرے والد صاحب کا انتقال ۱۹۷۳ء میں ہوا۔ انہوں نے اپنی جائیداد میں سے ایک دکان اور تین مکان اور زمین چھوڑی ہے اور ہم کل چار بھائی اور چار بہنیں ہیں اور والدہ ہیں۔ میں نے والد صاحب کے انتقال کے بعد اپنی تین بہنوں کی شادیاں کیں اور ان کو بیس بیس تولہ زیور بھی دیا اور شادیوں پر میں نے خرچ بھی کیا۔ اب جو بہنیں شادی شدہ ہیں وہ جائیداد میں سے حصہ مانگ رہی ہیں۔ آیا! ان کو جائیداد میں سے حصہ دیا جائے یا نہیں؟

۲۔ دو بھائی اور ایک بہن غیر شادی شدہ ہیں۔ اگر وہ جائیداد میں سے حصہ لے لیتے ہیں تو ان کی شادیوں کی ذمہ داری کیا مجھ پر ہے؟ کیوں کہ وہ بالغ اور خود کفیل ہیں۔　فقط آپ کا خادم عبدالستار ولد حاجی محمد بخش، بھائی خان چاڑی، حیدر آباد

الجواب: ۷۸۶ آپ کے والد صاحب کے تمام مال متروکہ میں آپ سب بھائی، بہنیں اور والدہ شریک ہیں۔ بہن بھائی خواہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ ہر ایک اپنے حق کا مالک ہے اور متوفی کی تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کا تمام مال متروکہ حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۹۶/۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت
۱۲	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷

یعنی کل مال متروکہ و جائیداد غیر منقولہ کی قیمت کو (۹۶) حصّوں میں تقسیم کریں۔ ان میں سے (۱۲) والدہ کو دیں' (۱۴-۱۴) ہر بھائی کو' اور (۷-۷) ہر بہن کو۔ بہنوں کی شادی میں زیور وغیرہ ان کے حصّے میں سے دیا تو مجرا کرلیں۔ باقی ماندہ ان کا اور غیر شادی شدہ بہن کی شادی پر جو خرچ کریں وہ چاہیں تو اس حصّے سے وصول کرلیں اور شرعاً شادی تو نکاح کے ایجاب وقبول کا نام ہے۔ باقی سب دنیا کی رسوم ہیں۔ جو شرعاً مناسب ہو وہ عمل میں لائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رشوال المکرم ۱۴۰۳ھ

بیوی نے اگر خود شوہر سے طلاق لی تو میراث کی مستحق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ریاض الدّین نے اپنی حیاتی میں بیوی کو طلاق دے دی۔ کچھ عرصہ بعد ریاض الدّین کا انتقال ہوگیا۔ اس کی بیوی نے دوسرے فرد سے نکاح کرلیا۔ ابھی اسی کے نکاح میں ہے لیکن رہائش پہلے شوہر کے بڑے لڑکے کے پاس ہے۔ آیا! شرعاً ریاض الدّین کی جائیداد میں اس کا حصّہ ہے یا نہیں؟ اگر حصّہ ہے تو کتنا ہے؟ ریاض الدّین نے تین لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑی ہے۔ وضاحت فرمائیں۔ شکریہ

السائل۔ فصیح الدّین، یونٹ نمبر ۵ 'لطیف آباد' حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ شوہر کے طلاق دینے کے بعد' عورت عدّت میں تھی اور شوہر کا انتقال ہوگیا تو زوجہ اپنے شوہر کی میراث میں حقدار ہے اور صورت مسئولہ میں اس کو آٹھواں حصّہ ملے گا۔ خواہ شوہر نے یہ طلاق مرض الموت میں دی ہو یا اس سے پہلے۔

۲۔ اور اگر عورت نے کچھ مال دے کر' شوہر سے طلاق لے لی یا بلا معاوضہ شوہر سے طلاق مانگ لی تو میراث کی مستحق نہ ہوگی۔ خواہ عدّت کے بعد' شوہر کا انتقال ہوا یا عدّت گزرنے سے پہلے۔ کیوں کہ اس نے اپنا علاقہ ءزوجیت خود توڑا ہے۔

۳۔ اور اگر طلاق کے بعد عورت کی عدّت گزر چکی تھی کہ اب شوہر کا انتقال ہو تو ظاہر ہے کہ ان دونوں میں کوئی تعلق ہی نہ رہا تو وراثت کیسی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

اگر ورثاء میں بیٹی اور بہن کے علاوہ کوئی نہ ہو تو دونوں کو نصف نصف ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے مرتے وقت اپنے وارثوں میں ایک بہن اور ایک بیٹی چھوڑی۔ مرتے وقت اس نے اپنے پیچھے تین جگہیں چھوڑی تھیں۔ جس میں ایک اس کی اپنی خاندانی اور دو خریدی ہوئی تھیں۔

مہربانی فرما کر آپ فرمائیں کہ اس مرے ہوئے شخص کی ملکیت میں بیٹی اور بہن کا کیا حصّہ ہوگا؟ بہن کے بعد اس

کے مال کا وارث کون ہوگا؟ درخواست کنندہ مظفر حسین میمن ، منیاری

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ بالا میں متوفی کا کل مال متروکہ تجہیز و تکفین ، وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد دو حصوں میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔ ایک حصہ بیٹی کا کہ وہ ذوی الفروض سے ہے اور باقی ماندہ ایک حصہ یعنی کل مال کا نصف اس کی بہن کا کہ وہ اس حالت میں عصبہ ہو کر باقی ماندہ مال کی وارث ہوئی۔ اب ان میں سے جس کا انتقال ہوگا اس کی وراثت اس کے ورثہ کی جانب منتقل ہوگی۔ مثلاً بہن کا انتقال ہو تو اس کی جائیداد سے اس کی بھتیجی کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اس کے ورثہ اس کے حقدار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

باپ کی موت کے بعد بیٹے اس کے ترکہ میں کام کرتے رہے تو جتنا مال بڑھا سب کا برابر ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے والد صاحب کا دماغی توازن شروع سے ہی ٹھیک نہیں تھا اور وہ اپنے والد (ہمارے دادا) کی زندگی میں اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ برابر کے شراکت میں کاروبار کے حصے دار تھے اور مرتے دم تک وہ اپنے ایک بھائی کے ساتھ حصے دار تھے اور ایک بھائی اپنا حصہ لے کر علیحدہ ہو گیا تھا۔ جب والد کا انتقال ہوا اس وقت میری عمر تقریباً ۱۷ یا ۱۸ سال تھی۔ ہمارے والد صاحب کے انتقال کو عرصہ چھ سال ہو چکا ہے۔ ہم تین بھائی اور چھ بہنیں اور ایک والدہ ماجدہ ہیں۔ اس وقت دو بڑے بھائیوں اور تین بڑی بہنوں کی شادی ہوگئی تھی۔ اس چھ سال کے درمیان ایک بہن کی اور شادی ہوئی اور میں اور میری دو بہنیں غیر شادی شدہ ہیں اور منجھلا بھائی یعنی مجھ سے بڑے اور بڑے سے چھوٹے بھائی اپنا حصہ لے کر علیحدہ ہو گئے اور چھ بہنوں کو ان کے حصے کے طور پر ایک مکان دے دیا گیا۔ اب والد صاحب کے ورثے میں میں ، ایک بڑے بھائی اور والدہ صاحبہ رہ گئے ہیں۔

ازروئے شریعت ہم تینوں کا ورثہ میں کتنا کتنا حق ہے؟ بتایا جائے کیوں کہ بڑے بھائی فرماتے ہیں کہ میں ۲۰-۲۵ سال سے محنت کر رہا ہوں۔ (حالانکہ اس دوران بڑے بھائی کے آٹھ بچے ہیں)۔ اس لئے یہ سب کچھ میرا ہے اور اب میں اس میں سے (جو باقی ورثے میں بچا ہے جس میں کاروبار مکان گودام اور کئی پلاٹ شامل ہیں)۔ تمہیں چار آنے دوں گا اور باقی بارہ آنے میں لوں گا۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اور کیا والدہ صاحبہ کا حصہ الگ کر کے میرا اور بڑے بھائی کا آدھا آدھا حصہ نہیں ہوگا؟ اس مسئلہ سے آگاہ فرمادیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط محمد اقبال

۷۸۶ **الجواب:** اولاً یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ باپ کے بعد اس کے بیٹے باپ کے ترکہ میں کام کرتے رہے اور مال بڑھا تو وہ سب کا برابر ہے۔ اگرچہ بعض نے کام کم کیا اور بعض نے زیادہ بعض نے تدبیریں اچھی بتائیں بعض نے نہیں۔ ایک ہوشمند وتجربہ کار ہے دوسرا کم عقل وناتجربہ کار۔ بہر حال ترکہ میں سب برابر کے حقدار ہیں۔ (درمختار وغیرہ)۔ اب کہ ان میں سے ایک بھائی اپنا حصہ لے کر علیحدہ ہو گیا تو باقی ماندہ میں بعد والے بھائی برابر کے شریک رہے اور ان کی بہنوں کا بھی وہ حصہ

برقرار رہا جو شرعاً مقرر ہے۔ اسی اعتبار سے وہ منافع میں شریک رہیں گی اور متوفی کا تمام مال متروکہ سب میں بقدر حصّہ تقسیم ہوگا۔ اب کہ چھ بہنیں باہمی رضامندی سے ایک مکان پا کر باقی ترکہ سے دستبردار ہوگئیں تو باقی ماندہ مال موجود ورثاء میں یوں تقسیم ہوگا کہ کل مال کے (۱۶) حصّے کریں۔ ان میں دو حصّے بیوہ کو دیں اور باقی (۱۴) حصّے دونوں بھائی برابر برابر تقسیم کریں۔ جبراً کسی کی بیشی کا اختیار نہیں۔

میت مسئلہ ۱۶/۸

ابن	ابن	زوجہ
۷	۷	۲

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴/ ذی قعد ۱۴۰۳ھ

وراثت میں انہیں کا حق ہوتا ہے، جو مورث کی موت کے وقت حیات ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد غلام محمد نے چار شادیاں کی تھیں، ان میں سے ایک سے اولاد نہیں ہے، اس بیوی کا انتقال والد کے انتقال کے بعد ہوا۔

دوسری بیوی مسماۃ خیرن سے تین لڑکے ہیں۔ نور محمد، قادر بخش، محمد بچل۔ ان میں سے قادر بخش کا انتقال باپ کے انتقال کے بعد ہوا پھر نور محمد بھی انتقال کر گئے، نور محمد بے اولاد تھا، قادر بخش کی اولاد یعنی دو لڑکیاں، ایک لڑکا اور ایک بیوہ چاردں موجود ہیں۔ نور محمد کی بیوہ نور محمد کے بعد فوت ہوئی۔ مسماۃ خیرن کا انتقال نور محمد اور قادر بخش سے پہلے اور اپنے شوہر کے بعد ہوا۔

تیسری بیوی مسماۃ آمنت کے ایک لڑکا خدا بخش موجود ہے، جب کہ آمنت بھی اپنے شوہر کے بعد انتقال کر گئی۔

چوتھی بیوی مسماۃ لیلاں سے ایک لڑکا مٹھا خان اور ایک لڑکی مسماۃ صاحب موجود ہے۔ مسماۃ لیلاں بھی حیات ہے، اب سوال صرف یہ ہے کہ نور محمد کی جائیداد میں کون کون حقدار ہیں؟

نوٹ۔ قادر بخش کی جائیداد ان کی اولاد کو دے دی گئی تھی۔

السائل حاجی محمد بچل برادر نور محمد، ڈاک خانہ کھنڈ و تعلقہ جھورو، ضلع سانگھڑ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے، نور محمد کے ورثہ میں صرف اس کی زوجہ اور اس کا حقیقی بھائی محمد بچل، اس کی وفات کے وقت حیات تھے۔ اس لئے متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین، وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد چار حصّوں میں تقسیم کریں۔ ایک حصّہ، نور محمد کی زوجہ کا۔ جو اس کے ورثہ کا حق ہے اور باقی ۳/۴ محمد بچل کا کہ وہ عصبہ ہے۔ باقی کسی اور کا کوئی حصّہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱/ ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

غیر کی زمین پر مکان بنایا تو وہ کس کی ملکیت ہے؟

سوال: محترمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، شیخ الحدیث و مہتمم دارالعلوم احسن البرکات' حیدرآباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جناب عالی!

۱۔ میرے شوہر نے قرض لے کر اور لاٹریاں ڈال کر ایک مکان بنوایا تھا۔ مکان کی پہلے پوزیشن ایک جھونپڑی کی مانند تھی جو اب ایک کمرہ بمعہ غسل خانہ' بیت الخلاء اور باورچی خانہ سمیت ہے۔

۲۔ زمین جو تھی وہ میرے شوہر کے نام نہ تھی۔ وہ ان کی بہن کے نام ہے۔ جس پر میرے شوہر کے بڑے بھائی نے قبضہ کر رکھا ہے اور شاید کاغذات بھی اپنے نام کروا رکھے ہیں اور ان سے زبانی معاہدہ ہوا تھا کہ مکان بن جانے کے بعد ایک کمرہ میں خود رہوں گا اور ایک کمرے میں میرے شوہر۔ مکان بننے کے بعد بجلی بھی میرے شوہر نے لگوائی تھی اور دونوں کمروں میں پنکھے بھی لگوائے تھے۔

میرے شوہر کا انتقال ہوئے تقریباً ڈیڑھ سال ہو چکا ہے۔ میں ان کی غیر برادری قوم سے ہوں۔ تقریباً تین ماہ قبل مجھے میرے شوہر کے بڑے بھائی نے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا اور اب میں اور میرا بچہ (لڑکا) جس کی عمر تقریباً ۹ سال ہے۔ اپنے شوہر کے بھانجے کے گھر پر شہر حیدرآباد میں مقیم ہیں۔

میں ایک بے سہارا عورت ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ میں اور میرا لڑکا جو کہ یتیم ہے' اپنے گھر کراچی میں رہوں۔ مگر اب مجھے حیدرآباد میں میرے بھانجے نے بتایا ہے کہ میرے شوہر کے بڑے بھائی نے میرے شوہر کے چھوٹے بھائی محمد شفیق ولد شیخ فیروز الدین کو میرے گھر کا تالا توڑ کر اس کو بٹھا دیا ہے۔

میں ایک بے سہارا غریب عورت ہوں۔ میں بہت پریشان اور ذہنی پریشان ہو چکی ہوں اس لئے میرے بچہ کی پڑھائی بھی خراب ہو رہی ہے اور میں بھی دربدر ہو رہی ہوں۔

لہٰذا میں آپ سے پرزور التماس کرتی ہوں کہ اس سلسلے میں میری ''شریعت کی رو'' سے رہنمائی فرمائی جائے تاکہ میں اپنی بقیہ تمام زندگی اپنے مرحوم شوہر اور بچہ کے حق میں زندگی بسر کر سکوں۔ مہربانی فرما کر جواب سے مطلع فرمائیں۔

عرض دار بیوہ محمد صدیق ولد شیخ فیروز الدین

۷۸۶ **الجواب:** جب کہ وہ قطعہ اراضی' تمہارے شوہر یا دیور جیٹھ کی ملکیت ہی نہ تھی تو اس پر مکان بنانا ہی کب جائز تھا۔ تو شوہر کے مرنے کے بعد اس مکان میں وراثت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ معاملہ حکام تک جائے گا وہی فیصلہ کریں گے۔ شرعاً تو مکان بنانے والے صرف ملبہ کے مالک ہیں۔ یا پھر ایک زمین سے تصفیہ کریں۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ رذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

قریبی عصبہ، دور والے عصبہ کو وراثت سے محروم رکھے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محمد ہاشم ولد تاج محمد فوت ہو گئے ہیں اور مرحوم نے مندرجہ ذیل جائز ورثہ چھوڑے ہیں۔

نام وارثان

۱۔ در محمد۔	ولد صدیق	مرحوم کا چچازاد بھائی (ماں کا بھائی)
۲۔ سومار۔	ولد حاجی عمر	مرحوم کا چچازاد بھائی
۳۔ سلیمان۔	ولد قاسم	مرحوم کا بھتیجا (غیر شادی شدہ)
۴۔ محمد انور۔	ولد قادر بخش (بھتیجا)	مرحوم کا پوتا

مندرجہ بالا مرحوم کے کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں اور بیوی بھی نہیں ہے۔ اب آپ سے التماس ہے کہ اس بارے میں فتویٰ دیں کہ مندرجہ بالا وارثوں میں ہر ایک کا کتنا کتنا حصہ مرحوم کی جائیداد میں بنتا ہے؟ فقط: در محمد ولد محمد صدیق، ضلع دادو

۷۸۶ الجواب: متوفی محمد ہاشم نے جب کہ ذوی الفروض میں کوئی وارث نہیں چھوڑا اور عصبات میں دو چچازاد بھائی' ایک بھتیجا (بے نکاحی) اور اپنے بھتیجے خدا بخش کا ایک بیٹا چھوڑا۔ ان میں بھتیجا سلیمان ولد قاسم ولد الزناء ہونے کے باعث کس وراثت کا حقدار نہیں اور حقیقی بھائی کا پوتا' یعنی بھتیجے کا بیٹا' تیسرے درجے کے عصبات میں داخل اور میت کے چچازاد بھائیوں پر (کہ وہ عصبات درجہ چہارم میں ہیں) مقدم ہیں۔ اس لئے متوفی محمد ہاشم کے تمام وکمال مال متروکہ کا مستحق صرف محمد انور ولد قادر بخش ہے۔ چچازاد بھائیوں میں سے کسی کا کوئی حق نہیں۔ تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور میت نے کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' جتنا بھی مال باقی بچے وہ صرف محمد انور ولد خدا بخش کی ملکیت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ر رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' بیٹا اور بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: خورشید علی ولد الحاج عبد الستار انتقال کر گئے اور اپنے پسماندگان میں مذکورہ لواحقین چھوڑے ہیں۔

۱۔ نجمہ صدیقی	زوجہ	خورشید علی
۲۔ عصمت خورشید	دختر	خورشید علی
۳۔ اسد علی	فرزند	خورشید علی

مذکورہ بالا پسماندگان کے لئے کس قدر حصہ بنتا ہے مرحوم کی جائیداد میں سے؟ براہ کرم از روئے شریعت محمدی اہل سنت وجماعت فقہ حنفی کے مطابق جائیداد میں حصے کی شرح تحریر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ فقط: محمد صدیق

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' اس کے موجودہ ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے (۲۴) حصے کریں۔ ان میں سے (۳) زوجہ' (۱۴) حصے اس کے لڑکے اسد علی کو اور (۷) حصے اس کی لڑکی عصمت کو دیں۔ ہکذا

میّت مسئلہ

زوجہ	پسر	دختر	
۳	۱۴	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

باپ کے انتقال کے بعد اگر کوئی وارث فی الوقت اپنا حصہ نہ لے تو بھی وہ حصہ باقی رہتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عبد العزیز کا جب انتقال ہوا تو اس نے اپنے پیچھے ایک بیٹا عبد الکریم اور ایک بیٹی خیر النساء کو چھوڑا۔ اس وقت عبد العزیز کی ملکیت میں دو پلاٹ تھے۔ اس کے بعد مکمل جائیداد بیٹے کے قبضے میں رہی۔ اس نے اپنی بہن کو کچھ نہیں دیا۔ اس کے بعد بھائی عبد الکریم کا انتقال ہوا تو اس نے اپنے پیچھے دو بیوہ چھوڑیں اور ایک بہن خیر النساء اور دو بھانجے اور دو بھانجیاں چھوڑے۔ اس وقت عبد الکریم کے انتقال کے بعد سابقہ دو پلاٹ بمعہ تعمیر موجود ہیں۔ اب وراثت کی تقسیم کیسے ہوگی؟ السائل مبارک علی، لطیف آباد ۵' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** سوال سے ظاہر ہے کہ عبد العزیز مرحوم نے اپنے انتقال کے وقت اپنا ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑی اور مرحوم کی تمام جائیداد پر اگر چہ عبد الکریم کا قبضہ و تصرف رہا لیکن اس سے عبد العزیز کی بیٹی خیر النساء کا حق' ختم نہیں ہوا۔ وہ بدستور باقی رہا اور اسے حق تھا کہ جب چاہتی اپنا حق' اپنے بھائی سے وصول کرتی۔ یعنی کل جائیداد کے تین حصے کئے جاتے۔ ان میں دو حصے عبد الکریم کے اور باقی ایک حصہ خیر النساء کا ہوتا اور یہ حق خیر النساء کا عبد الکریم کے انتقال کے بعد بھی علیٰ حالہ قائم ہے۔ اور اب کہ قضاء الٰہی سے عبد الکریم کا انتقال ہو گیا اور اس نے اپنے ورثہ میں اپنی بیویاں اور ایک بہن یعنی خیر النساء چھوڑی ہے تو خیر النساء اپنے بھائی کے مال میں بھی شرعاً حقدار ہوئی۔ جب کہ باپ کی جائیداد سے بھی وہ حصہ پائے گی۔ لہٰذا اب عبد العزیز متوفی کا تمام مال متروکہ' از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ' تجہیز و تکفین' و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا کہ تمام مال کی قیمت لگا کر اسے بارہ حصوں میں تقسیم کریں۔ عبد الکریم کی ہر بیوی کو اس میں سے ایک ایک حصہ دیں اور باقی (۱۰) حصے خیر النساء کو۔ (۴) حصے بحیثیت بیٹی کے اور (۶) حصے بحیثیت بہن کے۔ کہ کوئی اور وارث نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۳ / ۱۲

(ابن) عبد الکریم	(بنت) خیر النساء	
۲	۱	
۸	۴	واللہ تعالیٰ اعلم

میت عبدالکریم مسئلہ ۸/۴

زوجہ	زوجہ	اخت	
۱	۱	۱۰=۴+۶	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲/ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

قریبی ذوی الارحام، دور والے ذوی الارحام کو محروم کردے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص لاکھا نامی فوت ہوگیا۔ اس نے چار نواسے، دو نواسیاں، ایک بھانجہ اور دو بھانجیاں چھوڑی ہیں۔ شریعت مطہرہ کے مطابق اس میت کی ملکیت ان کے ورثاء میں کس طرح تقسیم ہوگی؟ السائل مولوی احمد علی، قدیمی مسجد کھپرو، ضلع سانگھڑ

۷۸۶ الجواب: ذوی الارحام میں نواسہ، نواسی، دوسرے تمام ذوی الارحام پر مقدم ہیں۔ ان کے سامنے کوئی اور ذوی الارحام وارث نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا میت کا تمام مال متروکہ صورت مسئولہ میں اس کے نواسے نواسی کو ملے گا۔ بھانجہ بھانجی کو نہیں۔ تمام مال کے دس حصے کریں۔ ان میں سے (۲-۲) حصے ہر نواسے کو اور ایک ایک حصہ ہر نواسی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

پوتے کو اپنی زندگی میں دے سکتا ہے اور وصیت بھی کرسکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں نے ایک پلاٹ سلیم الدین کے نام سے خریدا تھا۔ جس وقت یہ پلاٹ خریدا تھا اس وقت سلیم کی عمر گیارہ سال تھی۔ زیر تعلیم تھا یعنی ساتویں کلاس میں تھا۔ میں نے اس کی تعمیر کرائی اور سلیم کے نام سے ہی کرائے پر اٹھایا۔ سلیم کی دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ میں اب بوڑھا ہوگیا ہوں اور بیمار رہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنا ۱/۳ ایک حصہ سلیم الدین کے بیٹے ذیشان کے نام کردوں۔ میرے دو لڑکے ہیں۔ سلیم الدین اور شمیم الدین اور دونوں بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں۔ شمیم الدین کی کوئی اولاد بھی نہیں ہے۔ شرعی طریقہ کیا ہے؟ یعنی علماء دین کیا فرماتے ہیں کہ میری چار لڑکیاں ہیں اور میری بیوی بفضلہٖ حیات ہے۔ چاروں لڑکیوں کی شادی ہوچکی ہے اور چاروں بال بچہ دار ہیں اور خوش ہیں۔ میں اپنا ایک تہائی حصہ ذیشان کے نام کرسکتا ہوں یا نہیں؟ السائل وحید الدین

۷۸۶ الجواب: آدمی اپنی زندگی وصحت میں اپنے تمام مال کا مالک ہے اور اس میں تصرف کا اسے پورا پورا اختیار حاصل ہے جس کو جتنا چاہے دے دے۔ دوسرے کو اس پر حق اعتراض نہیں۔ البتہ کسی اور کو ناحق نہ کرے۔ ورنہ گناہ گار ہوگا اور زندگی میں اپنی اولاد کو ہبہ کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں لڑکے اور لڑکی کا حق برابر ہے۔ پوتے کے لئے ایک تہائی کی وصیت بھی کرسکتا ہے بلکہ زندگی میں دے دے تو بہت بہتر ہوگا ورنہ تمام مال میں احکام وراثت جاری ہوں گی۔ صرف سلیم یا اور کسی کی مرضی نہ چلے گی۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷/شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

ورثاء میں ذوی الفروض نہ ہوں تو عصبہ کو مال ملے گا

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

جناب عالی! میرے دادا حاجی قاسم کو کچھ جائیداد اس کے والد سومار سے ورثہ میں ملی۔ میرے دادا کے دو فرزند ایک عارب جو میرے دادا کی حیات کے وقت میں انتقال کر گئے اور ایک لڑکا اور بیوہ غلام فاطمہ کو چھوڑ گئے۔

میرے دادا کی وفات کے بعد اس کی جائیداد پر جوڑیو ولد صابو جو میرے دادا کا ماں شریک بھائی ایک ماں کی اولاد تھا اس نے قبضہ کرلیا' جس کی ایک لڑکی غلام فاطمہ جو میری چچی بھی ہوئی اور عارب ولد حاجی قاسم کی بیوی ہوئی۔

جوڑیو کی وفات کے بعد جائیداد پر غلام فاطمہ اور اس کے لڑکے ایوب نے قبضہ کرلیا اور میرے والد عبداللہ اور مجھے عبدالرزاق ولد عبداللہ کو محروم جائیداد کر رکھا ہے۔

دادا کی وفات کے وقت کنبہ کے جو لوگ زندہ تھے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ برائے مہربانی اسلامی طریقے سے صحیح وراثت کی نشاندہی کر کے شکریہ کا موقع دیں۔

(حیات لوگ وفات کے وقت)

ا۔ عبداللہ	لڑکا
۲۔ عبدالرزاق بن عبداللہ	پوتا
۳۔ ایوب بن عارب (مرحوم)	پوتا
۴۔ زوجہ عبداللہ	بہو
۵۔ بیوہ زوجہ عارب	بہو غلام فاطمہ
۶۔ بیٹی بنت عبداللہ	پوتی (جو انتقال کے بعد پیدا ہوئی بعد میں وفات پا گئی)

شجرہ

سومار

حاجی قاسم

عارب (ابن) — عبداللہ (ابن) — جوڑیو ولد صابو (ماں شریک بھائی)

عارب: غلام فاطمہ زوجہ عارب — ایوب ابن عارب — غلام فاطمہ (زوجہ)

عبداللہ: عبدالرزاق (ابن) — زوجہ (عبداللہ)

فقط عبدالرزاق، مورخہ ۳۱ رمئی ۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: سوال سے صاف ظاہر ہے کہ مسمّی حاجی قاسم کے انتقال کے وقت' ان کے ورثہ میں' ان کی وراثت کا حقدار' صرف ان کا بیٹا عبداللہ تھا۔نہ پوتے' پوتی۔نہ بہو اور نہ ماں شریک جوڑو اور جب کہ جوڑو کا اس جائیداد میں کوئی حق نہ تھا تو اس کی بیوی اور بیٹے کا قبضہ بھی' ان کی جائیداد پر جائز نہ ہوا۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ حاجی قاسم کے انتقال کے بعد چونکہ ذوی الفروض میں کوئی وارث موجود نہ تھا اس لئے حاجی قاسم کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین' و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' ان کے بیٹے عبداللہ کی ملک قرار پائے گا بلا شرکتِ غیرے کہ وہ عصبہ ہے اور سب پر مقدم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رشعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

وراثت میں اس وارث کا حصہ ہوگا جو مورث کی موت کے وقت حیات ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میری والدہ مرحومہ کا ورثہ ہے۔اب اس کی تقسیم عمل میں آنے والی ہے' ہم پانچ بھائی ہیں۔جو حیات ہیں۔تین بہنیں تھیں۔جس میں سے ایک بہن کا والدہ مرحومہ کے انتقال سے تقریباً ایک سال قبل وصال ہو گیا تھا۔اب ہمشیرہ مرحومہ کی اولاد اس کے حصے کی حقدار ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہیں تو ان کا اس میں کتنا حصہ ہوتا ہے؟ یا اس مسئلہ میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ آپ رہنمائی کیجئے؟

فقط والسلام امان اللہ' نہال شاہ کا پڑ' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: سوال سے ظاہر ہے کہ مسماۃ مرحومہ نے اپنے بعد صرف پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑیں۔ایسی حالت میں مرحومہ کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' ان کے موجودہ ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے ۱۲ حصے کریں۔ان میں (۲-۲) حصے ہر بیٹے کو اور (۱-۱) حصہ ہر بیٹی کو دیں۔جس بیٹی کا انتقال اپنی والدہ کے سامنے ہو چکا تھا' اس کا یا اس کی اولاد کا صورت مذکورہ میں کوئی حصہ نہیں۔اولاد بھی محروم رہے گی اور وہ تو گزر گئی۔وصورتہ ہٰکذا

میّت مسئلہ ۱۲

ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۲	۲	۲	۲	۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رشعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

میّت کے ورثاء اگر میّت کا قرض ادا نہ کریں تو قرض خواہ زبردستی لے سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی فتح محمد ولد محمد بخش جس کا بقضائے الٰہی تقریباً ڈیڑھ ماہ ہوئے انتقال ہو گیا ہے۔چونکہ متوفی لاولد تھا۔صرف دو بہنیں ایک بھارت میں ایک پاکستان میں اور ایک بھتیجا اور ایک بھتیجی پاکستان میں بقید حیات موجود ہیں۔متوفی مذکور نے اپنی حیات میں اپنے پاس ایک امانت مبلغ سات ہزار روپے

صرف مسمّی عبدالغنی (مرحوم) کی رکھی تھی کہ وہ بھی مر گیا ہے۔

اب فتح محمد متوفی کے مندرجہ بالا عزیزوں نے وارث بن کر متوفی کا مکان فروخت کر دیا اور رقم تقسیم کر لی اور کچھ نیاز فاتحہ کر دی۔ لیکن کسی وارث نے امانت واپس نہ کی اور نہ ہی دینے کے لئے تیار ہیں۔ بہر حال جو بھی شرعی حکم ہو اس سے آگاہ فرما دیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ فقط حاجی شفیع محمد، پریٹ آباد، پھلیلی، حیدر آباد، ۲۴ / مارچ ۱۹۸۳ء

۷۸۶ **الجواب:** میّت کے مال متروکہ سے ۱۔ تجہیز و تکفین مطابق سنّت ادا کرنے کے بعد ۲۔ دوسرا حق جو تقسیمِ وراثت پر مقدم ہے وہ قرض کی ادائیگی ہے یعنی دوسرے کی رقم جو واجب الادا تھی وہ پہلے ادا کی جائے گی ۳۔ اس کے بعد ایک تہائی میں وصیت کا اجراء ہے ۴۔ اس کے بعد جو مال باقی رہے وہ میّت کے ورثہ میں بحکم شرعی تقسیم کیا جائے گا۔ جس کا حق میّت پر باقی ہے وہ ثبوت پیش کر کے میّت کے ورثہ سے وصول کر لینے کا حق رکھتا ہے۔ تقاضہ سے نہ دیں تو دوسروں کو درمیان میں لائے یا پھر کورٹ میں دعویٰ دائر کر کے ان سے اپنی رقم واپس لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ / جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۳ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوا۔ اس کی ایک بیوہ ہے۔ تین لڑکے ہیں اور تین لڑکیاں ہیں۔ از روئے شرع متوفی کا ترکہ کتنا کتنا آئے گا؟ اور کس طرح سے تقسیم ہوگا؟ **بینوا توجروا**

فقط محمد اشرف میمن ولد عبدالعزیز میمن، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸ / ۷۲

زوج	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	
۹	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

یعنی کل مال کے (۷۲) حصے کریں اور انہیں موجودہ ورثاء میں بطریق مذکورہ بالا تقسیم کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ / شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

اگر میّت کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال مساکین کے لئے ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: لیاقت اشرف کالونی عرف کانچ مل میں ایک صاحب رہائش پذیر تھے۔ ابھی حال ہی میں ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ مرحوم نے اپنے ترکہ میں ایک مکان چھوڑا ہے لیکن کوئی وصیت نہیں کی اور نہ ہی ان کا کوئی عزیز ہے، نہ قریب کا، نہ دور کا۔ کانچ مل میں دو عدد مسجدیں ہیں۔ ایک مرحوم کے مکان سے

چند قدم پر واقع ہے اور دوسری ایک فرلانگ سے کچھ دور ہے۔

لہٰذا آپ قرآن وحدیث کی رو سے فتویٰ دیں کہ ان دونوں مسجدوں میں سے کس مسجد کا حق زیادہ ہے اور وصیت نہ ہونے کی صورت میں ان کے مکان کا صحیح مصرف کیا ہے؟

نوٹ۔ یہ بات یادرہے کہ مرحوم قریب والی مسجد میں نماز پنجگانہ پابندی سے پڑھتے تھے۔

فقط شرف الدین، لیاقت اشرف کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** جو شخص مرجائے اور کوئی وارث نہ چھوڑے۔ نہ کسی کے نام کی وصیت کی ہو تو اس مال کا مستحق بیت المال ہے اور بیت المال کے ایسے مال کے مستحق مذہب جمہور پر فقراء و مساکین ہیں کہ ان کے کھانے پینے دوا دارو وکفن دفن میں صرف کیا جائے۔

مسجد خواہ قریب ہو یا دور کی، ایسے مال کا مصرف نہیں۔ نہ ہرگز یہ مکان یا اس کی قیمت مسجد میں دینا جائز۔ (درمختار۔ فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ر جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

علاتی بہن بھائی حقیقی بہن بھائی کی موجودگی میں محروم رہتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محمد قاسم کا انتقال ہوگیا اور اپنے پیچھے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑ گیا۔ ایک بیوی صفیت۔ ایک لڑکی سونی۔ تین بہنیں بدائی، عائشہ، جنت اور ایک بھائی یعقوب۔ بدائی اور محمد قاسم دونوں کے ماں باپ ایک ہیں۔ باقی عائشہ جنت محمد یعقوب اور محمد قاسم کے والد ایک ہیں ہے، والدہ دوسری ہے۔

السائل محمد احمد، ٹنڈوالہیار، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** سوال مذکور سے ظاہر ہے کہ محمد قاسم نے اپنے انتقال کے بعد ایک بیوی، ایک لڑکی اور ایک حقیقی بہن (کہ ماں باپ دونوں شریک ہیں) اور دو علاتی بہنیں اور ایک علاتی بھائی (کہ یہ تینوں محمد قاسم کے باپ میں شریک ہیں۔ مائیں دونوں کی جدا ہیں) چھوڑی ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو میت کا تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین، وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، صرف مرحوم کی بیوی، لڑکی اور حقیقی بہن میں تقسیم ہوگا۔ علاتی بھائی بہن، حقیقی بہن کی موجودگی میں محروم رہتے ہیں۔ ہکذا

میت مسئلہ ۸

زوجہ	بنت	ہمشیرہ حقیقی	علاتی برادر	علاتی خواہر ۲
۱	۴	۳	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

میّت کی پہلی، دوسری بیوی سے اولاد ترکہ میں برابر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: نذیر احمد کا انتقال ہوگیا اور وارثین میں ایک بیوہ، ایک بھائی اور ایک بہن ہے اور دوسری بیوی سے ایک بیٹا، اور ایک بیٹی چھوڑی ہے۔ لہٰذا شرع کے مطابق کس کو کتنا حصہ ملے گا؟ فقط: بشیر احمد، پی ایف روڈ، بدین

۷۸۶ **الجواب:** مرنے والے کی اولاد موجود ہو تو اس میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پہلی بیوی سے ہے یا دوسری بیوی سے، اور میّت کا بیٹا موجود ہو تو اس کے بھائی بہن محروم رہتے ہیں۔ اس لئے نذیر احمد کے بھائی اور بہن بھی کسی حصہ کے حق دار نہیں۔ بلکہ میّت کا تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸ / ۲۴

زوجہ	ابن	بنت	اخ	اخت
۳	۱۴	۷	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ / جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

ایک عورت کے ورثاء میں شوہر، بیٹا اور بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ کھتون زوجہ حاجی درمحمد انتقال کر گئیں اور اس کی اولاد میں ایک بالغ لڑکا اور ایک بالغ لڑکی ہے اور شوہر حاجی درمحمد بھی زندہ ہیں۔ مسماۃ کھتون کا رہنے کا مکان ہے وہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ نوازش فرما کر شریعت موجب تقسیم کر کے فتویٰ دے کر مشکور فرمائیں۔

السائل بخش علی، پیش امام جامع مسجد میمن محلہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسماۃ کا کوئی وارث، ان تین وارثوں کے علاوہ موجود نہیں۔ مسماۃ کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین، وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، ان ورثہ میں اس طرح تقسیم کریں کہ مال کے چار حصے کریں ان میں سے ایک حصہ شوہر کو، ایک حصہ بیٹی کو اور دو حصے بیٹے کو دیں۔ ھکذا

میّت مسئلہ ۴

زوج	ابن	بنت
۱	۲	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ / جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

میت کے ورثاء میں بیوی، ۳ بیٹے اور دو بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم نے اپنے پیچھے جو وارث چھوڑے ہیں ان کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔ بیوہ، تین لڑکے اور دولڑکیاں۔ مرحوم نے کوئی وصیت نہیں فرمائی۔ مرحوم نے دو مکان چھوڑے ہیں۔ جن کی مالیت مبلغ چار لاکھ روپیہ ہے۔ اس کی تقسیم مسلک حضرت امام ابوحنیفہ کے مطابق فرمادی جاوے کہ اس رقم میں کس کا کتنا حصہ اور کتنی رقم بنتی ہے؟

فقط محمد شاہجہاں صدیقی، نئی بستی چوڑی گلی متصل گل شاہ روڈ، ونز کیپیٹل نیو کلاتھ مارکیٹ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض وغیرہ کے بعد اس کے موجودہ ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے (۷۲) کریں۔ ان میں سے (۹) حصے اس کی بیوہ کو۔ (۱۴-۱۴-۱۴) حصے ہر بیٹے کو اور (۷-۷) ہر بیٹی کو دیں۔ ھکذا

میت مسئلہ ۸/ ۷۲

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۹	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۔۔۔ ۲۸ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

پہلی اور دوسری بیوی کی اولاد ترکہ میں برابر کی شریک ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص سیّد اظہار حسین کا انتقال ہوا اور انہوں نے درج ذیل ورثہ چھوڑے۔

۱۔ سیّد اعجاز حسین ۔۔۔ ۲۔ سیّد اقبال حسین ۔۔۔ ۳۔ مسماۃ سیّدہ ممتاز

(تینوں پہلی بیوی سے ہیں۔ جن کا انتقال ان کی زندگی میں ہوگیا۔)

۴۔ مسماۃ درشہوار ۔۔۔ ۵۔ مسماۃ سیّدہ طلعت ۔۔۔ ۶۔ سیّد ابرار حسین ۔۔۔ ۷۔ سیّد الطاف حسین ۔۔۔ ۸۔ سیّد کوثر

(یہ پانچ بچے دوسری بیوی سے ہیں جن کو متوفی اپنی زندگی میں طلاق دے چکے تھے۔)

اس صورت میں مرحوم کے ورثاء کون کون قرار پاتے ہیں؟ اور ان کو جائیداد میں حصہ کس حساب سے ملے گا؟

فقط سیّد الطاف حسین، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۰، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی سیّد اظہار حسین کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، جب کہ کوئی اور وارث ان کا نہیں تو ان کی موجودہ اولاد میں، خواہ پہلی بیوی سے یا دوسری بیوی سے لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ (النساء: 11) مرد کو دوہرا، عورت کو اکہرا) کے قانون کے ماتحت اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل جائیداد

کے (۱۲) حصے کریں۔ان میں سے ہر لڑکے کو (۲) اور ہر لڑکی کو (۱) ادا کر دیں۔ ہکذا

میت مسئلہ ۱۲

ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	
اعجاز	اقبال	ابرار	الطاف	ممتاز	درشہوار	طلعت	کوثر	
۲	۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

جو اپنا حق معاف کردے، اس کا مال دوسروں کا ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پراپرٹی جو کہ ۲۵۰۴ مربع فٹ پر مشتمل ہے۔سٹی سروے حیدرآباد جاری کردہ مورخہ ۳۱/۶/۱۹۷۰ء کی روشنی میں مندرجہ ذیل حصہ دار ہیں۔جائیداد مرحوم شفیع محمد کی ملکیت تھی

۱۔شفیع محمد	ولد	یوسف (مرحوم)
۲۔مسماۃ عائشہ	زوجہ	شفیع محمد مرحوم
۳۔دینو	ولد	شفیع محمد
۴۔عمر	ولد	شفیع محمد۔اس کا انتقال اپنے والد کی موجودگی میں ہو چکا تھا' جس کے دو بڑے لڑکے ہیں۔
۵۔خدابخش	ولد	شفیع محمد۔اس کا بھی انتقال اپنے والد کی موجودگی میں ہو چکا تھا' اور یہ غیر شادی شدہ تھا۔
۶۔مسماۃ خیر بانو	بنت	شفیع محمد
۷۔شہباز	ولد	شفیع محمد
۸۔یوسف	ولد	شفیع محمد

گزارش یہ ہے کہ سیریل نمبر ۳' جو کہ میرے والد بزرگوار ہیں اس کے حصے میں شریعت محمدی سے کتنا حصہ آتا ہے؟ مزید گزارش یہ ہے کہ سٹی سروے آفس حیدرآباد سے جاری کردہ مورخہ ۲۸/۲/۱۹۸۲ء کے مطابق دینو کی پراپرٹی میں مندرجہ ذیل ورثہ قرار پاتے ہیں۔

نام وارثان

۱۔مسماۃ بھان	زوجہ	دینو	۲۔لکھانو	ولد	دینو
۳۔امیر بخش	ولد	دینو	۴۔عبدالرزاق	ولد	دینو
۵۔مسماۃ حاطل	بنت	دینو	۶۔مسماۃ حور	بنت	دینو

ان چھ افراد کے علاوہ دینو کا ایک لڑکا خدابخش بھی ہے جو اپنا حصہ سب کو معاف کر رہا ہے۔ایسی صورت میں کیا اس

کو بھی وراثت میں شمار کیا جائے گا یا نہیں؟ لہٰذا جناب کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ التماس ہے کہ شریعت محمدی کے مطابق مذکورہ حضرات کے حصے میں دینو کے حصے کی کتنی پراپرٹی بنتی ہے۔ اس کی تفصیلی وضاحت فرمائی جائے تاکہ جائیداد دینو کی اولاد میں تقسیم کی جاسکے۔ بڑی نوازش ہوگی۔ فقط امیر بخش، بھینس پیڑی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی شفیع محمد کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق ان کے انتقال کے وقت جو ورثہ موجود ہیں، اُن میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت
عائشہ	دینو	یوسف	شہباز	خیر بانو
۱	۲	۲	۲	۱

عمر اور خدا بخش چونکہ اپنے والد کی حیات میں انتقال کر گئے لہٰذا وراثت میں ان کا کوئی حق نہیں۔ نہ اُن کی اولاد کا۔ اور دینو کے انتقال کے بعد ان کا تمام مال متروکہ جو میراث میں پایا' یا خود کمایا اور بڑھایا' منقولہ ہو خواہ غیر منقولہ' ان کی حیات کے وقت موجود ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا کہ کل مال کے (۶۴) حصے کریں۔ ان میں سے آٹھواں حصہ یعنی آٹھ سہام مرحوم کی زوجہ کو دیں اور باقی ماندہ بیٹے اور بیٹی کو اس طرح تقسیم کریں کہ ہر لڑکے کو لڑکی سے دوگنا ملے۔ یعنی منجملہ ۶۴ سہام میں سے ہر لڑکے کو ۱۴ سہام اور لڑکی کو ۷ سہام۔ ہکذا

میت مسئلہ ۸ / ۶۴

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۸	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

دینو کے لڑکے خدا بخش نے اپنا حصہ معاف کر دیا تو ان کا حق بھی انہیں بھائیوں اور بہن اور ماں کو ملا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ۳ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جائیداد مورث اعلیٰ نے چھوڑی ہے اور ہم قانونی شرعی حصص دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ براہِ کرم شرعی فتویٰ مرحمت فرمائیں۔

فیض محمد (مرحوم)

لڑکے			لڑکیاں		
عمرالدین	قمرالدین	نظام الدین	مسماۃ مجیدا	مسماۃ رفیقا	مسماۃ سروری

عرض یہ ہے کہ مذکورہ بالا حصّہ داران کو کتنا کتنا شرعی حق پہونچتا ہے؟ تفصیل وتشریح کے ساتھ فتویٰ عنایت فرمائیں۔
عین نوازش ہوگی۔ شکریہ فقط قمر الدین، گھسائیں گٹی، نزد ھاشمی مسجد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ، میّت کی تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہوتو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد (۹) حصّوں میں تقسیم کریں۔ ان میں سے ہر بیٹے کو (۲) اور ہر بیٹی کو ایک حصّہ دیں۔ ھٰکذا

میّت مسئلہ ۹

ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۲	۲	۲	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ رشوال المکرم ۱۴۰۳ھ

شوہر کی جائیداد میں بیوی کا، اور باپ کی جائیداد میں بیٹی کا حصّہ، اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی تولہ کے نام ایک پلاٹ سکنی شہر نواب شاہ میں ملک تھا۔ مسمّی تولہ کا انتقال ہوگیا۔ اس کے دو پسران اصغر علی اور انور علی، دونوں بھائیوں کے نام آدھ آدھ حصّہ سرکاری ریکارڈ میں داخل ہونے کے بعد مسمّی انور علی فوت ہوگیا۔

انور علی کی اولاد صرف ایک دختر ہے اور کوئی بھی نرینہ اولاد نہیں ہے اور انور علی کی منکوحہ زوجہ ہے۔ دونوں ماں اور بیٹی حیات ہیں۔

اصغر علی بھی فوت ہو چکا ہے اور اس کی اولاد موجود ہے۔ مرحوم انور علی کے حصّہ کی جائیداد پر اصغر علی کی اولاد اپنا حق وراثت رکھ کر انور علی کی بیوہ اور دختر کو جائیداد سے محروم کرنا چاہتے ہیں اور مرحوم کی جائیداد پر حق وراثت ظاہر کر کے ملکیت لینا چاہتے ہیں۔ مرحوم انور علی کی جائیداد جو کہ مرحوم کی بیوہ اور دختر کی ملکیت ہے۔ اس پر اب اصغر علی کی اولاد قبضہ کر کے انور علی کی بیوہ اور دختر کو لاوارث کرنا چاہتے ہیں۔

برائے مہربانی شریعت کے مطابق فتویٰ عنایت کیا جائے کہ مرحوم انور علی کے وارث کون کون ہو سکتے ہیں؟ ہر دو فریقین مسلمان اہل سنّت مذہب ہیں۔ فقط حافظ جمیل احمد، منور آباد، نواب شاہ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں انور علی کا تمام مملوکہ مال متروکہ، از قسم جائیداد، منقولہ وغیر منقولہ، میں اس کی زوجہ کا بھی حصّہ ہے اور بیٹی کا بھی۔ ان میں کسی کو، کوئی بھی ان کے حق سے محروم نہیں کر سکتا اور جو اس کی خلاف ورزی کرے اور اس کی ملک پر قبضہ جمائے وہ ظالم وغاصب اور سخت گنہگار ہے اور صریح حکم قرآنی کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ قرآن کریم نے شوہر کے انتقال کے بعد بیوی کا اور باپ کے فوت ہو جانے پر، بیٹی کا حصّہ مقرر کر دیا ہے۔ جو اسے نہ مانے خود کو عذاب میں دھکیلتا ہے۔
بہر حال مسمّی انور علی کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض، اور کوئی وصیت کی ہوتو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد،

حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸

برادر	بنت	زوجہ
۳	۴	۱

یعنی کل مال کے (۸) حصے کریں، ان میں ایک حصہ زوجہ کا، (۴) حصے بیٹی کے اور باقی (۳) حصے اس کے بھائی اصغر علی کے۔ جواب اصغر علی کے ورثہ کو ملیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ رشوال المکرم ۱۴۰۳ھ

متوفی کے انتقال کے وقت جو ورثاء حیات ہوں وہی ترکہ سے حصہ پائیں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ میرے والد صاحب نے ترکہ میں ایک نیم پختہ مکان چھوڑا تھا جو کہ ان کی وفات کے تقریباً ۳۵ سال کے بعد اب فروخت کیا گیا ہے۔ والد کی وفات کے تقریباً ۲۵ سال بعد والدہ صاحبہ کا بھی انتقال ہوگیا اور پھر بڑی ہمشیرہ صاحبہ بھی فوت ہوگئیں۔ اب ہم ورثاء میں چار بھائی اور چار بہنیں ہیں۔ لہٰذا مذکورہ مکان کی فروخت سے حاصل شدہ رقم ہم بھائی بہنوں میں کس طرح تقسیم ہوگی؟

۲۔ وہ ہمشیرہ جو کہ والد صاحب کے انتقال کے وقت تو زندہ تھی لیکن جائیداد کی فروخت سے چند سال قبل بیشتر فوت ہو چکی ہے جب کہ اس کی اولاد زندہ ہے۔ آیا! اس فوت شدہ ہمشیرہ کا بھی حصہ ہے یا نہیں؟

۳۔ مذکورہ مکان پر والد صاحب کی وفات کے بعد میں نے جو نئی تعمیر کرائی۔ وہ لاگت اب قیمتِ فروخت میں سے وضع کرنے کا مجھے اختیار ہے یا نہیں؟ فقط: قیصر احمد

۷۸۶ **الجواب:** متوفی کے انتقال کے وقت جو بہن حیات تھی اور بعد میں اس کا انتقال ہوا، وہ بھی اپنے باپ کی جائیداد میں ایسے ہی حقدار ہے جیسے دوسرے ورثہ۔ البتہ ان کے انتقال کے بعد اب ان کا حق ان کے ورثہ کی طرف منتقل ہو جائے گا اور ان کی اولاد میں بیٹا بیٹی شوہر جو بھی موجود ہوں وہ اس کے حقدار ہوں گے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں میت کی تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور متوفی نے کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اُن کا تمام مال متروکہ ان کے ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۷

بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن
۱	۱	۱	۱	۱	۲

مکان کی نئی تعمیر میں جو رقم لگائی گئی ہے وہ لگانے والا اس کی قیمت سے وصول کرسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

مونھ بولا بیٹا ترکہ سے نہ پائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نعمت علی خان شیروانی مرحوم ولد نصرت علی خاں شیروانی مرحوم جن کا حال ہی میں انتقال ہوگیا ہے۔ انہوں نے آج سے تقریباً ۲۵ سال قبل شادی کی تھی اور ان کے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام انجم رکھا گیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد نعمت علی خاں سے ان کی بیوی نے طلاق طلب کی۔ نعمت علی خان نے طلاق دینے سے انکار کردیا۔ بیوہ اپنی لڑکی کو لے کر اپنے میکے چلی گئی اور آنے سے انکار کردیا۔ نعمت علی خان نے بیوی کو بلانے کی بہت کوشش کی مگر اس کی بیوی واپس آنے پر آمادہ نہیں ہوئی۔ لڑکی کے باپ یعنی نعمت علی خان کے ماموں سسر وغیرہ نے زور دیا کہ آپ کو لڑکی کو طلاق دینی پڑے گی۔ آخر نعمت علی خان مرحوم نے مجبور ہو کر طلاق دے دی۔ نعمت علی خان مرحوم کی بیوی نے کہا کہ مجھے مہر نہیں چاہئے بلکہ میں مہر کے عوض لڑکی کو اپنے پاس رکھوں گی۔

اس کے بعد نعمت علی خان نے دوسری شادی کرلی اور تقریباً ۲۰ سال کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ نعمت علی خان نے اولاد کی کمی محسوس کرتے ہوئے اپنے ایک دوست سعید احمد شیخ کے لڑکے محمد اکرم علی کو گود لے لیا۔ سعید احمد شیخ اور نعمت علی خان کے درمیان اسٹامپ پر لکھت پڑھت بذریعہ کورٹ مکمل ہوگئی اور لڑکا محمد اکرم اب نعمت علی خان کے پاس رہنے لگا۔

سعید احمد نے اپنے لڑکے کو ہوش وحواس میں رہ کر بغیر کسی لالچ کے نعمت علی خان کو گود دے دیا۔

نعمت علی خان ولد نصرت علی خان کا مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۸۳ء بمطابق ۳ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ کو انتقال ہوگیا ہے۔

مرحوم نے اپنے پسماندگان میں ایک بیوہ جن کا نام خالدہ ہے اور دو بہنیں، زلیخا اور خورشید اور مونھ بولا بیٹا چھوڑا ہے۔ مرحوم نے ۱۹ ایکڑ ۸ مربع زمین اور دو عدد دوکانیں، ایک کارخانہ چھوڑا ہے۔ یہ دوکانیں میونسپل کی ملکیت ہیں۔ جس کا کرایہ نعمت علی خان میونسپل کو ادا کرتے تھے۔ اب دو دکانوں کی قیمت میونسپل سے نعمت علی خان کی زندگی میں آگئی تھی جس میں ایک قسط نعمت علی خان نے جمع کرادی تھی۔ اب دو قسطیں بقایا دینی ہیں۔

کارخانہ کو مرحوم نے اپنی زندگی میں اپنے چند دوستوں کی موجودگی میں لڑکے کے سپرد کردیا تھا۔ جس کے گواہ ان کے دوست ہیں۔ مندرجہ بالا باتوں کی روشنی میں علمائے کرام وراثت کے بارے میں شرعی احکامات بتلائیں۔

۱۔ نعمت علی خان مرحوم کی پہلی بیوی سے جو کہ طلاق شدہ ہے۔ ایک لڑکی موجود ہے جس کی شادی اس کی ماں نے اپنی مرضی سے بغیر والد کی مرضی اور بغیر شرکت کے خود کردی ہے۔

۲۔ نعمت علی خان مرحوم کی بیوہ جو حیات ہیں۔

۳۔ نعمت علی خان مرحوم کی دو بہنیں جو شادی شدہ ہیں۔

۴۔ منھ بولا بیٹا (گود لیا ہوا) محمد اکرم علی خان۔ نعمت علی خان مرحوم نے مرنے کے بیشتر چند گواہوں کی موجودگی میں اپنے گود لئے بیٹے محمد اکرم کے لئے وصیت کی کہ کارخانہ محمد اکرم علی خان کو دیا ہے۔ یہ اس کو چلائے گا۔

فقط محمد ادریس خان، لطیف آباد حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت ہذا میں ۱۳ امور مقدم علی الوارثہ کے بعد متوفی کے کل مال منقول و غیر منقول کے ۱۶ سولہ حصے کئے جائیں، اس میں سے آٹھواں یعنی دو ۲ بیوہ کو، نصف یعنی آٹھ بیٹی کو، اور تین تین ہر بہن کو دیے جائیں، منہ بولا بیٹا ترکے سے کچھ نہ پائے گا، مگر کارخانہ جو اکرم کو دے کر قبضہ بھی دے دیا وہ اکرم کا ہی ہے، اس میں ترکہ جاری نہ ہوگا

میت مسئلہ ۸/۱۶

بیوہ (خالدہ)	بیٹی	بہن (زلیخا)	بہن (خورشید)	اکرم	
۲	۸	۳	۳	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۔ ۵ / ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

باپ کی موت کے بعد بڑے لڑکے اسی کے ترکہ میں کام کرتے رہے تو جتنا اضافہ ہوا سب برابر کے حقدار ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوگیا۔ اولاد میں بڑے بیٹوں نے کام سنبھالا اور مال بڑھایا۔ جن کے نام محمد بخش اور محمد بچل ہیں، دوسرے بیٹوں نے کام نہ کیا۔ اب صحیح ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

فقط السائل لعل محمد بخش بروھی، نواب شاہ

۷۸۶ **الجواب:** ہندو پاک کے اطراف میں عموماً یہی ہوتا ہے کہ باپ کے مرجانے کے بعد اس کے تمام بیٹے ترکہ پر قابض ہوجاتے ہیں اور ایک جائی شرکت میں کام کرتے رہتے ہیں۔ لینا، دینا، تجارت، زراعت، کھانا، پینا، سب ایک ساتھ مدتوں رہتا ہے اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ بڑا لڑکا خود مختار ہوتا ہے وہ خود جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کے دوسرے بھائی اس کی ماتحتی میں، اس بڑے کی رائے و مشورہ سے کام کرتے ہیں۔ اس شرکت کا نام، شریعت میں شرکت ملک ہے اور شرکت ملک کا حکم یہ ہے کہ جو کچھ تجارت و زراعت اور کاروبار کے ذریعے سے اس میں اضافہ کریں گے اس میں یہ سب برابر کے شریک ہیں۔ اگرچہ کسی نے کام زیادہ کیا اور کسی نے کم اور کوئی ہوشیاری سے کام کرتا ہے کوئی ایسا نہیں کرتا۔ فتاویٰ خیریہ میں ہے (ولو اجتمع اخوة يعملون في تركة ابيهم و نما المال فهو بينهم سوية ولو اختلفوا في العمل والرائي)۔ ''یعنی باپ کے بعد سب بھائی ترکہ میں کام کرتے رہے اور مال بڑھا تو سب کا برابر ہے اگرچہ بعض نے کام کم کیا بعض نے زیادہ۔ بعض نے تدبیریں اچھی بتائیں جن سے نفع ہوا۔ بعض نے نہیں''۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں محمد بخش اور محمد بچل نے اپنے باپ کے مال متروکہ سے جو کچھ کمایا اور جو کچھ مال موروثہ سے خریدا اس میں سب برابر کے شریک ہیں۔ اب ان کے انتقال کے بعد ان کے ورثہ میں اسی اعتبار سے مال متروکہ تقسیم ہوگا کہ

نصف ایک بھائی کی اولاد کا اور باقی نصف دوسری بھائی کی اولاد کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۵؍ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۴ بیٹے اور ۲ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جائیداد جو امین الدین کی ہے، مندرجہ ذیل ورثہ میں کس طرح تقسیم ہوگی؟

امین الدین ولد شہاب الدین

مساۃ انیس فاطمہ	مساۃ رئیسہ بیگم	نسیم بیگم	عبدالجلیل	رفیق الدین	غیاث الدین	ریاض الدین
زوجہ امین الدین	دختر	دختر	پسر	پسر	پسر	پسر

مندرجہ بالا وارثین میں شرعی قانون سے کتنا کتنا حصہ پہنچتا ہے؟　نیاز مند غیاث الدین ولد امین الدین، لیاقت روڈ، ٹنڈو آدم

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ میں تجہیز و تکفین، وادائیگی قرض اور اگر کوئی وصیت کی ہے تو تہائی مال میں وصیت کے اجراء کے بعد اس کے ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے اسّی حصے کئے جائیں ان میں سے آٹھواں حصہ یعنی ۱۰ حصے مساۃ انیس فاطمہ کو اور ہر لڑکے کو ۱۴ اور ہر لڑکی کو ۷ حصے دیے جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸۰

بیوہ	لڑکی	لڑکی	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا
۱۰	۷	۷	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴

واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی　　۲۸؍۱۱؍۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔　العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۸؍نومبر ۱۹۸۳ء

ایک شخص کے ورثاء میں والدہ، ۳ بھائی اور ۵ بہنیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بڑے بھائی کا انتقال ہو چکا ہے۔ مرحوم کے نام ایک مکان ہے۔ چونکہ مرحوم کے بیوی بچے نہیں ہیں۔ لہٰذا جائیداد کے جائز وارث درج ذیل افراد ہیں۔ والدہ، تین بھائی اور پانچ بہنیں۔ جائیداد کی تقسیم کا مسئلہ قرآن و حدیث کی روشنی میں حل کر کے مشکور فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

نیاز مند محمد عادل، ہیرآباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین وادائیگی قرض، اور تہائی مال میں وصیت جاری کرنے کے بعد میّت کا مال متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے چھیاسٹھ حصے کئے جائیں، ان میں سے گیارہ والدہ کو، ہر بھائی کو دس اور ہر بہن کو پانچ حصے دیے جائیں گے۔

میت مسئلہ ۶/۶۶

والدہ	بھائی	بھائی	بھائی	بہن	بہن	بہن	بہن	بہن
۱				۵				
۱۱	۱۰	۱۰	۱۰	۵	۵	۵	۵	۵

واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۲۳/۱۱/ ۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۳ بیٹے اور ۳ بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کل رقم مکان کی فروخت کی پانچ لاکھ ۲۵ ہزار قرض کی ادائیگی کے بعد باقی رہی =/۴۲۹,۰۲۵

حصے دار بیوہ۔ ۱

سکندر جہاں بیگم	زوجہ	شجاعت علی خان (مرحوم)

حصے دار لڑکے۔ ۳

۱۔ لیاقت علی خان	ولد	شجاعت علی خان (مرحوم)
۲۔ شفقت علی خان	ولد	شجاعت علی خان (مرحوم)
۳۔ فراست علی خان	ولد	شجاعت علی خان (مرحوم)

حصے دار لڑکیاں۔ ۳

۱۔ شمیم شجاعت	بنت	شجاعت علی خان (مرحوم)
۲۔ راشدہ شجاعت	بنت	شجاعت علی خان (مرحوم)
۳۔ صبیحہ شجاعت	بنت	شجاعت علی خان (مرحوم)

مذکورہ بالا رقم لکھ دی جو ایک بیوہ، تین لڑکوں اور تین بیٹیوں میں تقسیم کرنی ہے۔ برائے مہربانی شرع کے لحاظ سے جو تقسیم ہونی چاہئے وہ لکھ دیجئے۔ بڑی مہربانی ہوگی۔ شکریہ نیازمند سکندر جہاں بیگم لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں میت کی تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور متوفی نے کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد ان کا تمام مال متروکہ ان کے ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/ ۷۲

زوجہ	پسر	پسر	پسر	دختر	دختر	دختر
۱				۷		
۹	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷

یعنی کل مال کے (۷۲) بہتر حصے کریں ان میں سے آٹھواں حصہ یعنی (۹) سہام زوجہ کو اور ہر بیٹے کو (۱۴-۱۴) ہر بیٹی کو (۷-۷) دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سکندر بیگم	53,628.12,5
لیاقت	83,421.52,7
شفقت	83,421.52,7
فراست	83,421.52,7
شمیم	41,710.76,3
راشدہ	41,710.76,3
صبیحہ	41,710.76,3
	4,29,024.97

واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۲۰/۱۰/۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ترکہ اسی مال میں جاری ہوگا جو خاص متوفی کی ملکیت ہو

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میری بیوی آصفہ بیگم کا ۱۵/۱۱/۱۹۸۳ء کو انتقال ہوگیا ہے۔ میرا آصفہ بیگم سے ایک لڑکا جو کہ چھ ماہ کا ہے، میرے پاس ہے، میری بیوی کے والدین یہ مطالبہ کررہے ہیں کہ جو جہیز ہم نے اور انہوں نے شادی پر دیا تھا اس میں سے حصہ دیا جائے۔ میری آپ سے التماس ہے کہ کتاب وسنت کی روشنی میں شرعی حکم صادر فرمائیں کہ حصہ کی تقسیم میں بیوی کے والدین کا حصہ ہے یا نہیں؟ فقط محمد عشرت، فقیر کا پڑ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں متوفیہ کا مال متروکہ جو خالص اس کی ملکیت تھا، تجہیز وتکفین و ادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ کل مال کے ۲۴ حصے کریں ان میں سے چھٹا حصہ والدین کو، چوتھا حصہ شوہر کو اور باقی لڑکے کا ہے جو اس کے باپ کے پاس امانت رہے گا۔ قال اللہ تعالیٰ وَلِاَبَوَیْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ (النساء: 11) وقال فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ (النساء: 12)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۷/۱۱/۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

میت اگر مقروض ہے تو تقسیم ترکہ سے قبل اس کا قرض ادا کیا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ وصیت کے مطابق فوت ہونے والی رضیہ بیگم کے سامان کی کیا صورت ہوگی؟

۲۔ جس مکان میں وہ رہتی تھیں وہ ایک بیوہ کا مکان ہے۔ رضیہ بیگم عرصہ ۲۵ سال سے وہاں رہتی تھیں۔ لیکن کرایہ ادا نہیں کیا۔ اب جب کہ وہ فوت ہو چکی ہے اور اس کا سامان اس کے وارث اٹھانے کے لئے آئے ہیں تو وہ مرحومہ کی وصیت کے مطابق سامان فروخت کر کے مسجد میں دے دیتے ہیں تو مالک مکان نے کرایہ کا مطالبہ کیا ہے۔ کیا اس کا کرایہ اس کے سامان کو فروخت کر کے ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟ فقط حبیب جیلانی، گرونگر، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: میت کا ترکہ تقسیم ہونے سے قبل تین امور کا لحاظ ضروری ہے۔ ۱۔ تجہیز و تکفین کا جملہ خرچ، ۲۔ ادائیگی قرض، ۳۔ اور ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت، صورت مسئولہ عنہا میں اگر مرحومہ کرایہ پر رہتی تھیں اور مرحومہ نے فوت ہونے کے وقت تک کرایہ ادا نہیں کیا تھا تو وہ کرایہ قرض ہے اور وراثت تقسیم کرنے سے قبل یہ قرض ادا کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۰/۱۰/۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زندگی میں مال جیسے چاہے تقسیم کرے لیکن اصل وارث کو محروم نہ کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مسمّی امام خان ولد خواجو خان اپنی ملکیت منقولہ وغیر منقولہ کو اپنی حیات میں تقسیم کرنا چاہتا ہے۔

۲۔ ایک کوارٹر جس کے مالکانہ حقوق کی رجسٹری کرائی گئی ہے۔ اس کا مالک ومتصرف ہے۔

۳۔ زر نقد وزیورات کی تقسیم ایک روپیہ میں کتنا کتنا ملنا چاہئے؟

۴۔ زیورات سونا وچاندی کس تناسب سے ملنا چاہئے؟

۵۔ مسمّی مذکور کے ایک لڑکا اور تین لڑکیاں ہیں جس میں دو شادی شدہ اپنے گھربار کی اور ایک لڑکی طلاق شدہ ہے۔

۶۔ کیا شادی شدہ دونوں لڑکیاں اپنا حصہ بھائی، بہن اور ماں کو دے سکتی ہیں؟

۷۔ مسمّی تا حیات کی کفالت کس پر فرض ہے؟

۸۔ بموجب فتویٰ انتقال کے بعد بھی تقسیم ہو سکتا ہے یا نہیں؟ فقط امام خان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** ۱ تا ۷۔ اپنی زندگی میں بحالِ صحت وتندرستی آدمی اپنی ملکیت کا مختار ہے۔ جسے اور جتنا چاہے، ہبہ کر دے اپنی ملکیت وقبضہ سے نکال کر، جسے چاہے دے کسی کو اس پر اعتراض کا حق نہیں۔ مگر کسی وارث کو بلا وجہ شرعی محرومِ وراثت نہ

کرے کہ گناہ ہے اور زندگی و تندرستی میں اولاد میں تقسیم کرے تو حکم ہے کہ سب کو حصّہ برابر دے۔ یہ نہیں کہ لڑکے کو لڑکی سے دونا دے۔ جیسا کہ تقسیم میراث میں ہوتا ہے اور لڑکیاں، خواہ لڑکے، شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ، اس کے مال میں سب شریک ہیں اور وہ اپنی خوشی سے اپنا حصّہ کسی کو بخش دیں تو اس کا انہیں اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۔ ایسی صورت میں کہ مرنے والے نے ایک بیوی، تین لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوڑا، تمام حقوق یعنی تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور وصیت در ثلث کے بعد منقولہ و غیر منقولہ مال مثل زیورات و نقد رقوم و اسباب خانہ داری حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸ / ۴۰

زوجہ	بنت	بنت	بنت	ابن
۵	۷	۷	۷	۱۴

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۲ھ

بیوی کا انتقال شوہر سے پہلے ہو گیا ہو تو اس کو شوہر کے مال سے ترکہ نہیں ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید جس کی تین لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ زید کی بیوی ہندہ (ان بچوں کی ماں) فوت ہو گئی ہے۔ اب زید نے دوسری شادی کر لی ہے۔ جس سے کوئی اولاد نہیں اور زید بذات خود مر گیا۔ جس کے تین بچے زوجہ اوّل ہندہ سے ہیں۔ اب ان بچوں اور ان کی سوتیلی ماں کے درمیان زید کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ جب کہ مرحومہ ہندہ کے مذکورہ بالا بچے دعوے دار ہیں کہ ہماری ماں ہندہ مرحومہ کو ہمارے باپ زید مرحوم کی جائیداد سے حصّہ دیا جائے؟ **بینوا توجروا** خادم حقیقی مولوی محمد بلال، خطیب غوثیہ مسجد، قلات

۸۶ **الجواب:** مذکورہ بالا صورت میں کہ ہندہ کا انتقال اپنے شوہر سے پہلے ہو گیا اس کا اس کے شوہر کی جائیداد میں کوئی حصّہ نہیں۔ اب زید کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک ثلث میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے موجودہ ورثہ میں یعنی ایک بیوی، ایک لڑکا اور تین لڑکیوں میں حسب ذیل پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸ / ۴۰

زوجہ	ابن	بنت	بنت	بنت
۵	۱۴	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۲ھ

عصبات کی ترتیب و تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: منصور خان جو جمیل خان صاحب کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ منصور خان کا سگا بھائی یا بہن دونوں میں سے کوئی حیات نہیں اور منصور خان کا سگا چچا بھی کوئی حیات نہیں اور نہ چچا کی کوئی اولاد۔ البتہ منصور کی تین پھوپھیاں تھیں۔ جن سے تین لڑکے حیات ہیں۔ منصور کے دادا۔ چار

بھائی تھے۔ چاروں کے پوتے اور پوتیاں ہیں۔

منصور کے پاس اس وقت ۱۷ ایکڑ زرعی زمین ہے۔ پندرہ دن ہوئے منصور خان کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس کی اپنی کوئی اولاد نہیں۔ یہ زمین کس طرح تقسیم کی جانی چاہئے؟

اس وقت منور خان انتقال کر گئے ہیں۔ جمیل خان، زینب بیگم، سعیدن بیگم کا منصور خان سے رشتہ آپس میں خالہ زاد بھائی ہوتے ہیں۔ دوسرا رشتہ جمیل کی بہن کی ماں منصور کے بھائی کے گھر میں تھیں اور انہوں نے اپنا حصہ بھی منصور کو دے دیا تھا۔ اب جب کہ بھاوج حیات ہیں اور دیور کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب شرعی حق جمیل اور اس کی بہن کا کیا بنتا ہے؟

فقط والسلام جمیل خان، پیر گوٹھ، خیر پور

۷۸۶ **الجواب:** سوال سے ظاہر ہے کہ جمیل اور اس کی بہنیں، منصور کے خالہ زاد بھائی بہن ہیں۔ جو نہ ذوی الفروض میں ہیں اور نہ عصبات میں۔ بلکہ ذوی الارحام میں ہیں اور حق وراثت میں، عصبات کے بعد ان کا شمار ہوتا ہے۔ عصبات کی موجودگی میں ان کا کوئی حق نہیں۔ لہٰذا یہ میت کے کتنے ہی قریب ہوں، عصبات کے سامنے محروم رہتے ہیں۔ جیسے کہ عصبات، ذوی الفروض کی زندگی میں، اس مال کے مستحق ہوتے ہیں، جو ان سے بچ جائے اور کوئی ذوی الفروض میں موجود نہ ہو تو ترکہ حسب احکام شریعت میت کے عصبات میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ پھر عصبات کے بھی چار درجے ہیں۔ ۱۔ میت کی نسل جیسے بیٹا پوتا وغیرہ، ۲۔ میت کے اصول یعنی باپ دادا پڑدادا وغیرھم، ۳۔ باپ کی نرینہ اولاد جیسے بھائی بھتیجا۔ بھتیجے کی اولاد وغیرھم اور ۴۔ پھر دادا کی نسل اور ان کی اولاد جیسے چچا۔ چچا کا بیٹا پوتا وغیرھم۔ اب شجرہ نسب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ منصور کے عصبات میں، نہ بیٹا پوتا ہے۔ نہ باپ دادا۔ نہ بھائی بھتیجا۔ البتہ منصور کے پردادا، خواجہ بخش کی نرینہ اولاد میں، عبدالحمید کے تین بیٹے، مختار، عبدالعزیز اور عیوض موجود ہیں۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں میت کے تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، میت کا تمام مال متروکہ انہیں تینوں میں برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا کہ ذوی الفروض یا ان سے اوپر کے درجات میں کوئی اور فرد موجود نہیں اور ذوی الارحام، عصبات کی موجودگی میں ترکہ کے مستحق نہیں ہوتے۔ جیسا کہ علم توریث کی تمام کتابوں میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۸ رجمادی الاخری ۱۴۰۰ھ

ایک عورت کے شوہر کی دوسری بیوی ہونے سے دونوں عورتوں میں وراثت کا تعلق پیدا نہ ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم دو بھائی عثمان اور جان محمد ولد سومار ماتلی کے رہنے والے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ ۱۱۲ ایکڑ زمین طاہر کی تھی جو اس کی وفات کے بعد اس کے ایک لڑکے غلام کو ملی۔ غلام کے وفات کے بعد اس کی بیٹی سونی کو ملی جو ہم دونوں بھائیوں کی ماں تھی۔

ہمارے والد سومار فوت ہو گئے۔ تو ہماری والدہ نے دوسرا نکاح کر لیا۔ دوسرے شوہر کا نام ملوک ہے۔ جو ہمارے

کوئی رشتہ دار نہیں۔ جب ہماری والدہ نے ملوک سے نکاح کیا تو اس کی ایک اور بیوی تھی جس کا نام چھاگہ ہے۔ ملوک کے مرنے کے بعد اب اس وقت چھاگہ ورثہ مانگتی ہے۔ لہٰذا مہربانی کر کے بتائیں کہ اس کا ورثہ لگتا ہے یا نہیں؟

نوٹ۔ ہماری ماں سونی بھی وفات پا چکی ہے۔ اس کے دوسرے شوہر سے کوئی اولاد نہیں۔ ہم دونوں بھائی ہی اس کے وارث ہیں۔ مندرجہ بالا حالات کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ شکریہ فقط: جان محمد، گدو حسین آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں سونیا کی ذاتی جائیداد میں' اس کے دوسرے شوہر کی' دوسری بیوی چھاگہ کا کوئی حصہ نہیں۔ نہ ان میں کوئی ایسی رشتہ داری ہے اور نہ یہ دونوں باہم وارث ہیں۔ ایک عورت کے شوہر کی' دوسری بیوی ہونا' ان دونوں میں وراثت کا رشتہ پیدا نہیں کر دیتا۔ وہ پہلے ایک دوسرے کیلئے اجنبی تھیں' تو ایک ہی مرد کے نکاح میں' ان دونوں کا آ جانا' ایک کو دوسرے کا وارث نہیں بنا دیتا۔ ہاں ملوک نے اپنی کوئی ذاتی جائیداد' نقدی' زیورات' اسباب خانہ داری وغیرہ چھوڑا ہے تو اس میں چھاگہ کا بھی حصہ ہے اور سونی کا بھی۔ مختصر یہ کہ سونی کے مال میں چھاگہ کا کوئی حق نہیں۔ بلکہ سونی کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ہی اس کے مال متروکہ کے وارث ہیں اور برابری کے حق دار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رجمادی الاولی ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۳ بیٹے اور ۲ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد کا انتقال ۱۹۶۴ء میں ہوا تھا۔ ہم چار بہن بھائی ہیں۔ ہماری والدہ نے والد کے انتقال کے بعد نکاح نہیں کیا۔ ۱۹۷۴ء میں میری چھوٹی بہن اور پھوپی کی شادی دادا کی موجودگی میں ہوئی۔ جب والد کا انتقال ہوا میری عمر ۹ سال تھی۔ تب سے میں چچا کی دوکان پر رہا۔ ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۷ء تک کا عرصہ ایک کاریگر کی حیثیت سے گزار جس کا مجھے کوئی معاوضہ نہیں ملتا تھا۔ صرف معمولی ہاتھ خرچ ملتا تھا۔ ہم نے ۱۹۶۴ء سے ۱۹۷۷ء تک کا عرصہ دادا اور چچاؤں کے ساتھ گزارا۔ ۱۹۶۵ء میں چچا نے مکان بنوایا۔ زمین دادا کی تھی۔ مکان بنوانے کے اخراجات چچا نے کئے تھے۔ ۱۹۷۷ء میں دادا کا انتقال ہوا۔ ۱۹۷۸ء سے ہم الگ رہ رہے ہیں۔ دادا نے اپنی موجودگی میں ہی وصیت میں ہمارا مکان میں حصہ رکھا تھا۔ جب کہ چچا نے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ تینوں مکان چچا لیں گے اور ہماری والدہ (بیوہ) کے اور دو پھوپھیوں کو رقم کی صورت میں کچھ دیں گے۔ آپ سے درخواست ہے کہ مندرجہ بالا حالات کی روشنی میں کس کو کتنا ملنا چاہئے؟ اس مسئلے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر میری کمتر معلومات میں اضافہ فرمائیں۔ شکریہ فقط رفیق احمد عباسی، بلال اسٹریٹ حیدرآباد

۷۸۷ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ سائل کے دادا نے مکان کا کوئی حصہ سائل کے لئے رکھا تھا اور وہ ایک تہائی مال کے برابر یا اس سے کم ہے' تو اس وصیت پر عمل درآمد ضرور ہوگا اور سائل وصیت کے مطابق اپنا حصہ وصول کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اجرائے وصیت کے بعد باقی ماندہ مال خواہ جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ' وہ اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ کل مال کی قیمت

لگا کر اس کے (۶۴) حصے کریں۔ ان میں سے (۸) حصے زوجہ کو اور (۱۴-۱۴) ہر بیٹے کو اور (۷-۷) ہر بیٹی کو دیں۔ ہکذا۔

میت مسئلہ ۸/۶۴

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۸	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ / جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی ۲ بیٹے اور ۵ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم کی زوجہ، دو لڑکے بالغ اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ ان مرحوم کے ورثاء کو ان کی ملکیت میں سے شرع کے لحاظ سے کتنا کتنا حق پہنچتا ہے؟ فقط ولی محمد ولد میمن، ضلع بدین، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کے موجودہ ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/۷۲

زوجہ	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
۹	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ / جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ

بیٹے کے بعد باپ کا انتقال ہوا اس میں تقسیم کی تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حاجی محب علی کے پانچ لڑکے فوج علی، فتح محمد، نیاز محمد، بخش، وزیر اور دو لڑکیاں ہیں۔ حاجی صاحب کی ۱۱۸ ایکڑ زمین ہے۔

۱۔ فوج علی باپ کی زندگی میں فوت ہو گیا۔ فوج علی کی ایک لڑکی ہے۔ فتویٰ صادر کریں کہ حاجی صاحب کی زمین میں سے لڑکوں، لڑکیوں اور پوتی کو کتنا کتنا ملے گا؟

۲۔ فوج علی کی فقط ایک لڑکی ہے۔ فوج علی کے والدین اس کی زوجہ سب فوت ہو چکے ہیں۔ اس وقت فوج علی کے تین بھائی، دو بہنیں اور ایک لڑکی ہے۔ فوج علی کی تین ایکڑ زمین ہے۔ فتویٰ صادر کریں کہ مذکورہ اشخاص کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

۳۔ فتح محمد کے والدین زوجہ سب فوت ہو چکے ہیں۔ جس کے تین بھائی، دو بہنیں اور ایک بھتیجی ہے۔ فتح محمد کی ۱۱۶ ایکڑ زمین ہے۔ فتویٰ صادر کریں کہ اس کی زمین میں سے مذکورہ اشخاص کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ فقط: محمد سومارو ولد جنگل خان، سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مسمی محب علی کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک

ثلث میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے چار لڑکوں اور دولڑکیوں میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۱۰ محب علی

بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	
۲	۲	۲	۲	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

اور مسمی فوج علی کا ترکہ حسبِ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۲/۱۶

بیٹی	بھائی	بھائی	بھائی	بہن	بہن	
۸	۲	۲	۲	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

اور مسمّی فتح محمد کا ترکہ حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸

بھائی	بھائی	بھائی	بہن	بہن	بھتیجی	
۲	۲	۲	۱	۱	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ررجب المرجب ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، والدہ، ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: وراثت کا حق شرعی اعتبار سے کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟

۱۔ بکر کی جائیداد ہے مگر وہ انتقال کر گئے ہیں اور بیوی موجود ہے۔ اولاد میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے مگر لڑکے کا بعد میں انتقال ہوگیا ہے۔ دونوں کی اولاد ہے۔

بکر (مرحوم)

لڑکا (مرحوم) بیوی (حیات) لڑکی (حیات)

بیوی لڑکا لڑکا لڑکی

فقط شیخ عبدالکریم، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۲ 'دستگیر کالونی' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸/ ۲۴

زوجہ	ابن	بنت	
۳	۱۴	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

اور جب کہ لڑکا فوت ہو گیا تو اس کا تمام مال متروکہ جملہ حقوق کی ادائیگی کے بعد اس کی ماں بیوی اور اولاد میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۱۲۰/۲۴

زوجہ	والدہ	ابن	ابن	بنت	
۱۵	۲۰	۳۴	۳۴	۱۷	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۶ ر رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی ایک بیٹا اور ۴ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: قاضی عبدالکریم ولد حاجی جام کا انتقال ہو گیا ہے اور اس نے اپنے بعد ان ورثہ کو چھوڑا ہے۔ پہلی بیوی سے ایک لڑکا جان محمد اور چار لڑکیاں حیات ہیں اور دوسری بیوی ان کی حیات میں لاولد انتقال کر گئی۔ تیسری بیوی مسماۃ بلقیس بانو لاولد حیات ہیں۔ شرعاً ہر وارث کو کتنا حصہ ملے گا؟ بینو توجروا

قاضی عبدالکریم بن حاجی جام (مرحوم)

پہلی بیوی (مرحومہ)	دوسری بیوی (مرحومہ)	تیسری بیوی (حیات)
لڑکی ۴، لڑکا	لاولد	لاولد

فقط: بلقیس بانو زوجہ عبدالکریم

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک ثلث میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے مندرجہ بالا ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہو گا۔

میت مسئلہ ۴۸/۸

زوجہ	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	
۶	۱۴	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۵ ر رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

اگر زمین اپنی بیوی کے قبضہ میں دے دی تو وہ اس کی مالک ہو گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ حلیمہ کا پہلا شوہر فوت ہو گیا۔ اس سے ایک لڑکا ہوا۔ جس کا نام جمعہ ہے۔ مسماۃ حلیمہ نے دوسرا نکاح حاجی علی احمد سے کیا۔ پہلے والا لڑکا ساتھ میں آیا جس کی پرورش حاجی علی احمد کے پاس ہوئی اور کاروبار میں شامل ہو گیا۔ جمعہ کی شادی بھی حاجی علی احمد کے پاس ہی ہوئی۔ جمعہ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے جو کہ حلیمہ کے پوتا پوتی ہیں۔ حاجی علی احمد نے کراچی کی زمین ۱۳۲ ایکڑ خرید کر کے اپنی بیوی حلیمہ کو دے دی اور

اس کے کھاتہ میں چڑھادی اس زمین کا کراچی کی طرف سے پاور آف اٹارنی حاجی علی احمد کو تھا۔ اس نے اپنی بیوی حلیمہ کو فروخت کردی۔ اب یہ زمین مکمل حلیمہ کے نام ہے۔ کچھ سال گزرنے کے بعد حلیمہ فوت ہوگئی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا جمعہ فوت ہوگیا۔ لڑکے کی اولاد باقی ہے۔ حاجی علی احمد کی اپنی کوئی اولاد نہیں ہے۔ اب حاجی علی احمد بھی فوت ہوگیا۔ حاجی علی احمد کے دو بھائی اور ایک بہن موجود ہیں جب کہ حلیمہ کا ایک پوتا عمر ۱۵ سال' ایک پوتی جس کی عمر ۱۸ سال اور ایک بیوہ جمعہ کی موجود ہے۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ حلیمہ کی ۲ ۱۳ ایکڑ زمین حاجی علی احمد کے دو بھائی ایک بہن اور حلیمہ کے پوتا اور پوتی اور جمعہ کی بیوی کے درمیان کس طرح تقسیم ہوگی؟ از روئے شرع مطلع فرمائیں۔ شکریہ السائل اللہ بندہ، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ **الجواب:** حاجی علی احمد نے جب کہ وہ زمین اپنی بیوی کو ہبہ کرکے اس کے قبضہ میں دے دی اور اس کے نام داخل خارج کرادی تو وہ زمین حلیمہ' زوجہ حاجی علی احمد کی ملک ہوگئی۔ حلیمہ کے انتقال کے بعد اس میں سے ایک چوتھائی شوہر کو ملے گی اور باقی تین چوتھائی اس کے بیٹے جمعہ کو۔ جمعہ کے انتقال کے بعد اس کا تمام متروکہ مال اور زمین اس کی بیوی بچوں کے درمیان اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل جائیداد کے (۲۴) حصے کریں۔ ان میں سے (۳) حصے بیوہ کے۔ (۱۴) حصے بیٹے کے اور (۷) حصے بیٹی کے ہیں۔ حاجی علی احمد کے بہن بھائی جمعہ کے وارث نہیں۔ انہیں اس کے مال متروکہ سے کچھ نہ ملے گا۔ البتہ حلیمہ کی وراثت میں ملنی والی زمین ان میں تقسیم ہوگی۔ یوں کہ اس کے (۵) حصے کریں۔ (۲-۲) ہر بیٹے کو اور ایک حصہ بیٹی کو دے دیں۔ ھکذا

میّت مسئلہ ۴ حلیمہ

زوج	ابن	
۱	۳	واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸ / ۲۴ جمعہ

زوجہ	ابن	بنت	
۳	۱۴	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۵ علی احمد

اخ	اخ	اخت	
۲	۲	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

وارث نے جو رقم ترکہ سے غرباء میں تقسیم کی وہ اس کے حصے سے لی جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی کا، بصورت ناراضگی عرصہ دراز گزرا

اپنے میکے میں انتقال ہوگیا اور زید کے ذمے حق مہر واجب الادا ہے۔ جو مبلغ ایک ہزار روپے ہے۔ جس کا نصف موجل اور نصف معجل ہے۔ نیز مرحومہ کا ایک بیٹا ہے۔ جو بالغ ہے۔ اس کے علاوہ مرحومہ کا والد حیات ہے۔ نیز مرحومہ کے دو بھائی اور چار بہنیں بھی حیات ہیں۔ زید مہر کی رقم ادا کرنا چاہتا ہے اور زید نے مبلغ پانچ سو روپے کسی حاجت مند کو اسی رقم میں سے دے دیے ہیں۔ تو یہ رقم مرحومہ کے مہر کی مذکورہ ورثا میں سے کون وصول کرسکتا ہے؟ اور جو رقم زید نے کسی غریب کو دے دی ہے وہ ادا ہوئی یا نہیں؟ لہٰذا ازروئے شرع شریف واضح فرمائیں اور مدلّل جواب سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ شکریہ

فقط والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، قاضی اسلام الدین، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسماۃ کا تمام مال متروکہ از قسم اسباب خانہ داری وزیورات وپارچہ جات ونقد رقوم وسامان جہیز وغیرہ تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے شوہر، بیٹے اور باپ کے مابین تقسیم ہوگا۔ بیٹے کے ہوتے بھائی بہن محروم رہتے ہیں۔ کل مال کے (۲۴) حصے کریں۔ ان میں سے (۶) حصے شوہر کو (۴) حصے باپ کو اور باقی (۱۴) حصے بیٹے کو دے دیں۔ ھکذا

میت مسئلہ ۲۴

زوج	اب	ابن	
۶	۴	۱۴	واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اور وہ روپیہ جو شوہر نے غرباء پر تقسیم کیا وہ اس کا ذمہ دار ہے اسے قبلِ تقسیمِ وراثت اس کا کوئی اختیار نہ تھا۔ لہٰذا جو رقم اس نے اپنے حصہ سے زیادہ خرچ کی وہ واپس لی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

عصبات ذوی الارحام پر مقدم ہوتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مندرجہ ذیل دیے ہوئے شجرے کے مطابق دو بھائی لاولد ہیں اور ایک بھائی کی دو لڑکیاں ہیں۔ ملکیت حاجی یوسف کی ہے اور یہ اور علی محمد لاولد ہیں اور حاجی یوسف پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ اب آپ یہ بتائیں کہ حاجی یوسف کی ملکیت کے وارث کون ہیں؟ بھائی کی لڑکیاں یا چچازاد بھائی؟

شجرہ

عثمان — محمد موسیٰ

ابراہیم — حسن (دو لڑکیاں)، علی محمد (لاولد)، حاجی یوسف (لاولد)

فقط محمد صدیق ولد محمد قاسم سومرو، گوٹھ حاجی یوسف سومرو دوآبہ حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** حسن کی لڑکیاں، حاجی یوسف کی بھتیجیاں ہیں اور موسیٰ، اس کا چچا زاد بھائی جو کہ عصبات میں ہے اور بھتیجیاں ذوی الارحام ہیں اور قاعدۂ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ عصبات، ذوی الارحام پر مقدم ہیں۔ اس لئے صورت مسئولہ میں، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، حاجی یوسف کا تمام مال متروکہ اس کے چچا زاد بھائی کی ملک قرار پائے گا اور بھتیجیاں محروم رہیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رصفر المظفر ۱۴۰۱ھ

رقم مسجد کے لئے مخصوص کی مگر انتظامیہ کے حوالے نہ کی تو وہ ترکہ میں شمار ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حاجی الٰہی بخش صاحب مرحوم اور حجن نظیرن صاحبہ مرحومہ۔ ان کے دو لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں۔ پانچ سال سے حجن بی نظیرن بیمار تھیں۔ دونوں لڑکوں نے ان کی کوئی خبر نہیں لی۔ ان کی لڑکیاں ہی ان کی تیمارداری اور دوا دارو کرتی تھیں۔ ان کی ایک بیٹی، داماد حج پر جا رہے تھے تو جانے سے پہلے حجن بی نے بیٹی، داماد کو اپنے گھر پر بلایا اور داماد سے کہا کہ تم حج سے آجاؤ تو مجھ کو تم سے یہ کام کرانا ہے کہ یہ میرا مکان آپ کے ہاتھوں فروخت کرانا ہے اور اس مکان کی ساری رقم مسجد امیر حمزہ کے لئے جو پلاٹ خریدا ہے۔ اس میں دے دینا، تو داماد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو خیریت سے لائے، تو یہ کام جس طرح تم چاہتی ہو تو اسی طرح کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس کا اجر دے گا۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ حج سے آنے سے ایک ہفتہ قبل حجن بی نظیرن کا انتقال ہو گیا اور جب حج بیٹی داماد آئے تو انہوں نے کسی سے کوئی ذکر نہیں کیا جب کہ حاجی الٰہی بخش صاحب کو اس کا علم تھا۔ حاجی الٰہی بخش صاحب تھے، کچھ عرصے کے بعد وہ مکان فروخت کر دیا۔ پینتالیس ہزار روپے نقد اور سونے کا زیور اپنی ایک لڑکی حسینہ کے پاس امانت رکھوا دیا۔ کچھ عرصے کے بعد حاجی الٰہی بخش صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی۔ حاجی الٰہی بخش اپنی لڑکی حسینہ کے گھر رہ رہے تھے۔ جب حاجی جی کی طبیعت خراب تھی ان کا بڑا لڑکا اپنی بہن کے گھر حاجی جی کی خیریت معلوم کرنے جاتا رہا۔ لڑکے نے اپنی بہن سے کئی بار کہ وہ امانت جو تمہارے پاس رکھی ہوئی ہے۔ حاجی جی سے معلوم کرو کہ اس کا کیا کرنا ہے؟ حاجی جی کی لڑکی حسینہ نے اپنے والد سے معلوم کیا کہ جو رقم تم نے میرے پاس امانت رکھوائی ہے اس کا کیا کرنا ہے؟ حاجی جی نے جواب دیا کہ یہ ساری رقم مسجد امیر حمزہ میں دے دینا۔ لڑکی نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے تمہارے اور حجن بی کے نام سے یہ رقم مسجد امیر حمزہ میں دے دیں گے۔ حاجی الٰہی بخش صاحب نے کہا نہیں، صرف حجن کے نام سے دینا کیوں کہ حجن کی یہی تمنا اور خواہش تھی کیوں کہ دونوں لڑکے صاحب حیثیت ہیں۔ اسی وجہ سے یہ ساری رقم مسجد میں دینے کے لئے کہا تھا۔ سونے کی جو رقم ہے۔ اس کے لئے کہا تھا کہ اس میں سے ایک عدد لاکٹ حسینہ کو دینا ہے۔ باقی سب بیٹیاں آپس میں تقسیم کر لیں۔ جب کہ بڑا لڑکا اپنی بہن کے گھر آیا۔ اس نے اپنی بہن سے معلوم کیا کہ حاجی جی سے معلوم کیا؟ بہن نے کہا کہ یہ معلوم تو کیا تھا حاجی جی صاحب نے کہا ہے کہ یہ ساری نقد رقم مسجد امیر حمزہ میں دے دینا۔ حسینہ نے کہا کہ حاجی جی کی حالت اچھی ہے۔ اس وقت بات چیت کر رہے ہیں اگر چاہو تو تم خود

معلوم کرلو۔لڑکے نے جب یہ سنا تو حاجی جی کو ان کا بڑا لڑکا فوراً اپنے گھر لے گیا۔ دو تین روز بعد بڑے لڑکے کے ہاں رہے اس کے بعد ان کا چھوٹا لڑکا اپنے گھر لے گیا اور دوسرے دن حاجی صاحب کا انتقال ہوگیا۔ حاجی الٰہی بخش صاحب کا چالیسواں ہونے کے بعد دونوں لڑکوں نے اپنی بہن سے اس رقم کا مطالبہ کیا جو حاجی صاحب نے اپنی لڑکی کے پاس مسجد میں دینے کے لئے بطور امانت رکھوائی تھی۔ تو اس لڑکی نے کہا کہ حاجی جی اور جگن کی یہ خواہش تھی آپ ہم سے رقم لے کر مسجد میں دے دو تو لڑکوں نے کہا کہ یہ رقم اور زیور ہم کو دے دو ہم جو چاہیں وہ کریں گے۔ سب لڑکیوں کی یہ رائے ہے کہ ہم کو نہ سونے کا زیور چاہئے نہ نقد رقم یہ سب چیزیں جگن بی اور حاجی جی کی خواہش کے مطابق مسجد امیر حمزہ میں دے دیں۔

فقط حاجی نصیر الدین ولد چودھری امیر الدین، فوجداری گلی، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: سوال سے ظاہر ہے کہ جگیانی نظیراً اور ان کے شوہر نے کوئی رقم مسجد کے لئے مختص و مخصوص کر کے مسجد کی انتظامیہ کے حوالہ نہ کی۔ صرف اپنے ہی وارث کے پاس رکھی اور یہ خواہش ظاہر کی کہ اسے مسجد میں دے دیا جائے۔ تا آنکہ حاجی الٰہی بخش صاحب کا بھی انتقال ہوگیا اور وہ رقم جوں کی توں، ان کے وارثوں میں سے ایک وارث کے قبضہ میں رہی۔ تو یہ گویا ایک وصیت تھی اور حکم شرعی یہ ہے کہ ایسی صورت میں وصیت صرف ایک ثلث یعنی تہائی مال میں جاری ہوتی ہے۔ اس لئے مال متروکہ کا ایک تہائی حصہ مسجد کی انتظامیہ کے سپرد کیا جائے۔ باقی دو تہائی ان کے وارثوں میں (دو لڑکے اور سات لڑکیوں) میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم کردیا جائے گا۔ اب ان ورثہ کو اختیار ہے کہ اپنے حصہ کا مال خواہ مسجد میں دیں یا اپنے کام میں لائیں یا کسی اور دینی کام میں لگائیں۔ سونے کی جو تقسیم مرنے والوں نے بتائی تھیں وہ قابل عمل نہیں کہ آدمی کے مرتے ہی اس کے اموال، اس کی ملکیت سے نکل کر وارثوں کی ملکیت میں آجاتے ہیں جسے وہ حسب حکم شریعت تقسیم کرتے ہیں۔ بہر حال حاجی و حاجیانی کا تمام مال متروکہ حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی وصیت ایک تہائی میں جاری کرنے، اور تجہیز و تکفین میں صرف کرنے اور ان پر کسی کا آتا ہو تو اسے ادا کر دینے کے بعد۔ یہ مال اس وقت جن کے قبضہ میں ہے وہ برادری کے معززین کو بلا کر اس کی تقسیم پر آمادہ کریں اور معززین کو چاہئے کہ وہ اس قضیہ کو ختم کردیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۱۱

بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	
۲	۲	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ ررمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

اگر کوئی وارث کسی دوسرے وارث کا حق دبا لے تو وہ حق واپس دلوایا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص حیدرآباد و کراچی میں اپنی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کیش سمیت بمعہ تحریری ہدایات اپنے چاروں بیٹوں میں سے ایک کی نگرانی میں دے کر انتقال کر جاتا ہے۔

نگراں بیٹا (الف) دوسرے بڑے بھائی (ج) سے ملکر والد مرحوم کی تحریری ہدایات کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے نہ حساب کتاب کرتے ہیں نہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ (جو کافی وسیع ہو چکی ہیں) کو ورثاء میں تقسیم کرتے ہیں بلکہ نگراں بھائی (الف) دوسرے بڑے بھائی (ج) دونوں بڑے ورثاء ملکر بقیہ ورثاء (ایک بیوہ ماں۔ دو چھوٹے بالغ بھائیوں اور دو چھوٹی بالغ بہنوں) کو ان کے جائز حقوق سے محروم کر کے حیدرآباد و کراچی کی تمام منقولہ وغیر منقولہ جائیداد آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔ اس دوران نگراں (الف) کے ساتھی (ج) کا حادثے میں انتقال ہو جاتا ہے۔ (ج) کے ورثا موجود ہیں۔

مسئلہ تقسیم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ تصفیہ طلب ہے۔ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں بتلایا جائے کہ نگراں (الف) کے لئے اور (ج) مرحوم کے ورثاء کے لئے اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟

ا۔ کیا نگراں (الف) پر لازم ہے کہ وہ (ج) مرحوم کے ورثاء سے جائیداد متعلقہ (منقولہ وغیر منقولہ) کے وہ حصے جن کا وہ اپنے والد مرحوم کے ورثاء کا نگران ومختار تھا (جواب خود (الف) کی سازش کے نتیجہ میں (ج) مرحوم کے ورثاء کے پاس ہیں)۔ کو ان کے جائز حقداروں کو واپس دلائے۔ یا ان حصوں کی آج کی قیمت (ج) مرحوم کے ورثاء سے دلائے ورنہ خود ادا کرے۔ اگر (الف) ایسا کرنے سے منکر ہو تو ایسے خائن اور خیانت کی ہوئی امانت میں اعانت مجرمانہ کے مرتکب کے لئے قرآن وشریعت کے تحت کیا حکم ہے؟

۲۔ کیا مرحوم (ج) کے ورثاء کے لئے۔ مذکورہ غصب شدہ یا خیانت کی ہوئی امانت (جائیداد متعلقہ) ورثہ یا ترکہ میں شمار ہوگی؟ اگر یہ جائیداد متعلقہ مرحوم (ج) کے ورثاء کے لئے حرام و ناجائز ہے تو (ج) مرحوم کے ورثاء کے لئے اس جائیداد کے سلسلے میں قرآن وشریعت کے تحت کیا حکم ہے؟ فقط السائل: محمد جاوید کراچی

۷۸۶ **الجواب:** آدمی اپنی زندگی میں اپنے مال کا مالک ہوتا ہے اور آنکھ بند ہوئی تو اس کے تمام مال متروکہ (جائیداد منقولہ وغیر منقولہ۔ اسباب خانہ داری ہو یا مال تجارت) سے اس کے وارثوں کا حق متعلق ہو جاتا ہے۔ ورثہ خواہ بالغ ہوں یا نابالغ۔ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔ لڑکے ہوں یا لڑکیاں۔ شرعاً ہر وارث اپنے حق کا مالک ہوتا ہے۔ اور ان میں سے کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ دوسرے کے حق کو دبالے۔ یا اسے ناحق کردے۔ یا اس کے حق شرعی میں کاٹ چھانٹ کرے اور جو ایسا کرے گا وہ حقوق العباد میں گرفتار، ظالم وغاصب قرار پائے گا اور اس غاصب کے انتقال پر اس کی اولاد صرف اتنے ہی مال کی مالک و وارث ہوگی جو خاص اس کی جائز ملک ہو۔ باقی ماندہ مال کا اس کے مالکوں کو لوٹانا ضروری و لازم ہوگا۔ ورنہ یہ بھی غصب وظلم میں مرنے والے کے گناہ میں شریک ہوں گے۔ جب یہ باتیں، معلوم ہو گئیں تو اب آیئے اصل مسئلہ کی جانب۔

سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والے نے اپنے بعد حسب ذیل ورثہ چھوڑے۔ ایک زوجہ، چار لڑکے اور دو لڑکیاں، تو ان وارثوں میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

(یعنی کل مال متروکہ کے (۸۰) حصے کر کے مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم کردیں، جائیداد منقولہ کی قیمت موجودہ

بازاری نرخ سے لگائی جائے گی)۔

مسئلہ ۸۰/۸ میت

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۱۰	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

اب ان بیٹوں میں سے جس کا انتقال ہوا۔ اس کا جائز مال اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ دوسروں کا ناحق طور پر لیا ہوا مال اس کے اصل مالکوں کو واپس کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

ایک عورت کے ورثاء میں والدین' شوہر اور بیٹا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میری بیوی آمنہ بیگم کا ۱۵/۱۱/۱۹۸۳ء کو انتقال ہوگیا ہے۔ میرا آمنہ بیگم سے ایک لڑکا جو کہ تقریباً ایک سال کا ہے، میرے پاس ہے۔ تقریباً چار ۔۔۔ سسر صاحب کا بھی انتقال ہوگیا۔ جو جہیز ہم نے اور انہوں نے شادی پر دیا تھا۔ اس میں میری ساس کو حصہ دیا جائے گا؟ آپ سے میری التماس ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں حکم صادر فرمایا جائے۔ حصہ کی تقسیم کا کوئی حصہ میری بیوی کی والدہ کا بھی ہوتا ہے یا نہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ میرے سسر صاحب نے مجھے شادی سے تقریباً پندرہ دن بعد =/۵۱۰۰ ۔اکیاون سو) روپے کا چیک بھی دیا تھا اور کہا تھا بیٹا اپنی پسند سے استعمال کر لینا۔ میری شادی کو چوتھا سال ہے۔ نیز حق مہر کی رقم بھی =/۱۵۰۰ سو روپے معجل عندالطلب ہے۔ برائے مہربانی حکم شریعت صادر فرمائیں۔ شکریہ فقط۔ محمد عشرت، فقیر کا پڑ' حیدرآباد' سندھ

۸۶/۷ الجواب: سوال سے معلوم ہوا کہ عورت کے انتقال کے وقت اس کے والدین' اور ایک شوہر' ایک لڑکا موجود تھا۔ ایسی صورت میں عورت کے والدین بھی حق دار ہیں اور شوہر اور بیٹا بھی اور تقسیم مال متروکہ کی اس طرح ہوگی کہ کل مال متروکہ کے (۱۲) حصے کریں۔ ان میں سے ایک چوتھائی یعنی (۳) شوہر کے۔ چھٹا (۲) والد کا۔ چھٹا حصہ یعنی (۲) حصے والدہ کے ہوئے اور باقی ماندہ اس کے بیٹے کے۔ پھر اس عورت کے والد کا انتقال ہوتو ان کا حصہ ان کے ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ جن میں ان کی زوجہ یعنی سائل کی ساس بھی شامل ہے اور جو رقم آپ کو خواہ کسی اور کو متوفی نے اپنے ہوش وحواس وصحت میں دی وہ اس کی ہوئی جسے دی گئی۔ مہر اگر عورت نے معاف نہیں کیا تو وہ بھی مال متروکہ میں شامل کر دیا جائے گا جو کہ ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ غرض سائل کی ساس مہر میں بھی شریک ہے' اور اپنی بیٹی کے دوسرے اموال میں بھی اور اس کا حق تمام مال متروکہ کا چھٹا حصہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ر رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

ایک شخص کے ورثاء میں تین بیٹیاں، ۴ بھائی اور ۲ بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوا اور اپنے پیچھے اس نے تین

لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ جو شادی شدہ ہیں اور متوفی کے والدین پہلے ہی فوت ہو چکے ہیں اور متوفی کے چار بھائی اور دو بہنیں حیات ہیں۔ متوفی کا لڑکا کوئی نہیں ہے۔ برائے کرم ازروئے شریعت بتلایا جائے کہ متوفی کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی۔ برائے کرم یہ بتائیں کہ متوفی کی تین لڑکیوں کے ہوتے ہوئے بھائیوں اور بہنوں کو متوفی کی جائیداد سے کچھ ملے گا یا نہیں؟

بینوا توجروا فقط۔ لیاقت حسین، ایڈوانی گلی، شاہی بازار، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۳/۹۰

بنت	بنت	بنت	برادر	برادر	برادر	برادر	ہمشیرہ	ہمشیرہ
	۲				۱			
۲۰	۲۰	۲۰	۶	۶	۶	۶	۳	۳

یعنی کل مال کے تین حصے کریں۔ ان میں سے دو حصے تین بیٹیوں کے اور باقی ایک حصہ بہن بھائیوں کا۔ جس کی تقسیم بطریق مذکور اس طرح ہوگی کہ ۹۰ حصوں میں سے ہر بیٹی کو ۲۰، ہر بھائی کو ۶ اور ہر بہن کو ۳ حصے ملیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ر صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

کسی وارث کو جائز نہیں کہ ترکہ کا کچھ حصہ چھپا کر اپنے ذاتی مصرف میں لائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم حاجی محمد رمضان کے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ جس میں ایک لڑکے کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس لڑکے کی شادی ہندوستان میں کی گئی تھی۔ بیوی اور اس کے بچے پاکستان آ کر ۱۹۵۳ء میں انتقال کر گئے۔ پھر مرحوم کی دوسری شادی ہم نے اور والد صاحب نے ۱۹۵۵ء کے قریب کرائی، مرحوم کی دوسری بیوی جو کہ زندہ موجود ہے، اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ مرحوم انتقال کر گئے۔

مرحوم اپنے پیچھے جائیداد جس میں ایک پلاٹ ہے۔ جو کہ تین کمروں پر مشتمل ہے اور مرحوم کی بیوی ۱۴ تولہ سونا بتاتی ہے اور رقم کچھ نہیں بتاتی جب کہ مرحوم ۲۲ تولہ سولہ اور تقریباً=/۶۰ ہزار روپے بتاتا تھا۔ جو کہ مرحوم کی ملکیت تھی۔

مرحوم سے کراچی میں ڈرا دھمکا کر نہ جانے کب اسٹامپ کرا لیا اور نہ جانے وہ اسٹامپ حقیقی ہے یا نہیں؟ ہمیں اس کا کوئی علم نہیں۔ اس اسٹامپ میں لکھا ہوا ہے کہ ۱۴ تولہ سونا تو میرے حق مہر میں مرحوم نے دے دیا اور مکان کے لئے بتاتی ہے کہ وہ میرے مرنے اور میری بیوی کے مرنے کے بعد مسجد یا یتیم خانے میں دے دیا جائے۔ جب کہ اس اسٹامپ پر نہ تو ہمارے اور نہ ہمارے مرحوم بھائی کے دستخط ہیں۔ ہم اس کے دو سگے بھائی ہیں۔ برائے مہربانی شرعی مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔ شکریہ

فقط عبدالرزاق خان، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: مرحوم نے جتنا مال متروکہ چھوڑا' خواہ نقد روپیہ ہو یا زیور ہو یا زمین مکان دوکان وغیرہ' اس میں مرحوم کے تمام ورثہ شریک ہیں اور کسی کے لئے حلال نہیں کہ وہ سب یا اس کا کوئی حصّہ' دوسروں سے چھپا چرا کے اپنے ذاتی مصرف میں لائے۔ یہاں راز نہ کھلا تو کل قیامت میں کھل جائے گا۔ اور مرنے والا کوئی وصیت کرے تو اس کے صرف ایک تہائی مال میں جاری ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ اسٹامپ صحیح ہے اور مرنے والے نے تمام مکان کے لئے وصیت کر ہی دی ہے' تب بھی شرعاً یہ وصیت معتبر نہ ہوگی بلکہ وہ ایک تہائی میں ہی جاری ہوگی۔ لیکن تقسیم مال متروکہ سے پہلے' اس کے مال سے تجہیز و تکفین' پھر ادائیگی قرض لازم ہے۔ اس کے بعد وصیت کا نافذ کرنا ہے اور ان تمام مراحل کے بعد اب تقسیم کا مسئلہ آتا ہے۔ لہٰذا اب جو مال' ان امور سے فارغ ہو کر بچا ہے' اس میں سے صرف چوتھائی حصّہ بیوی کا ہے۔ باقی مرنے والے کے بھائی بہنوں کا' جو اس طرح تقسیم ہوگا کہ ہر بھائی کو بہن سے دوگنا ملے گا۔ یعنی کل مال کے (۲۰) بیس حصّہ کریں۔ ان میں سے (۵) حصّے زوجہ کو دیں' (۶-۶) حصّے ہر بھائی کو اور باقی (۳) حصّے بہن کو دیں۔ ھٰکذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۴/۲۰

زوجہ	بھائی	بھائی	بہن	
۵	۶	۶	۳	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۲ رصفر المظفر ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں شوہر' حقیقی بہن اور علاتی بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے بھائی کی بیوی کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس کے ورثہ یعنی اس کے بھائی وہ بھی اس طرح کہ باپ ایک ہے اور ماں دو ہیں۔ جہیز مانگ رہے ہیں۔ جب کہ اس کا شوہر اس کے ورثہ میں آتا ہے۔ اس کے بچے بھی نہیں ہیں۔ ایک بہن بھی ہے۔ متوفیہ کے والد اور والدہ حیات نہیں ہیں۔ تو مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ آیا ان کو جہیز دینا اسلامی رو سے صحیح ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کس سنّت سے؟

فقط عبد الوحید شیخ، نیو بس اسٹینڈ حالی روڈ' الوحید کالونی' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: مذکورہ بالا سوال سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ مسماۃ کے انتقال کے وقت' اس کا شوہر' اور اس کی حقیقی بہن اور ایک علاتی یعنی باپ شریک بھائی موجود تھے۔ اگر ایسا ہی ہے تو مسماۃ کی تجہیز و تکفین، و ادائیگی قرض' اور کوئی وصیت کی ہے تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' اس کا تمام مال متروکہ بشمول جہیز و رقم مہر وغیرہ' صرف اس کے شوہر اور حقیقی بہن میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔ علاتی بھائی چونکہ عصبات میں ہے اور شوہر اور حقیقی بہن ذوی الفروض میں ہیں اور ذوی الفروض کے ہوتے' عصبات محروم رہتے ہیں' اس لئے مسماۃ کے علاتی بھائی کا اس میں کوئی حق نہیں۔ وصورتہ ھٰکذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۲

ن حقیقی بہن علاتی بھائی

ا محروم واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رصفر المظفر ۱۴۰۰ھ

سوتیلے والدین اور سوتیلی اولاد ترکہ سے حصّہ نہیں پاتے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ا۔میں نے اپنی تیسری شادی ایک بیوہ سے کی جس کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا۔

۲۔جس وقت میں نے شادی کی اس وقت میرے پاس اپنا مکان (کوارٹر) تھا، جس میں کہ میں اب بھی رہ رہا ہوں۔

۳۔ابھی تک اس بیوی سے میرے تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔جس میں سے ایک لڑکی فوت ہو چکی ہے۔اس وقت موجود تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔

۴۔میں نے جو لڑکا جو کہ ساتھ میں آیا تھا اور اس وقت وہ بہت چھوٹا تھا اب جوان ہو چکا ہے اور اس کی میں نے اپنے پیسے سے شادی کر دی ہے اور اس وقت ایک بچّے کا باپ بھی ہو چکا ہے۔اس شادی میں کسی رشتہ دار نے کوئی مدد نہیں کی۔جب کہ میری بیوی کے کہنے کے مطابق اس لڑکے کے والد نے، مرنے کے بعد جو کچھ بھی چھوڑا وہ میری بیوی نے اپنے والدین کے پاس بطور امانت رکھا ہوا ہے۔مگر میری بیوی نے اس لڑکے کی شادی پر اس میں سے کچھ بھی خرچ نہیں کیا۔اس میں کیا کچھ ہے مجھے اس کی کوئی تفصیل نہیں معلوم۔

۵۔اب میری خواہش یہ ہے کہ میں نے اس کی شادی کر دی ہے اس کو میں علیحدہ کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ اسی کمرے میں اپنے لڑکے کی شادی کر کے اس میں رکھنا چاہتا ہوں کیوں کہ میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہے کہ میں اپنے لڑکے کی شادی بھی کروں اور کمرہ بھی بناؤں۔

۶۔مگر اس لڑکے کے سسرال والے یہ کہہ رہے ہیں کہ تمہارے چار بیٹے ہیں۔تم اپنا مکان چاروں بیٹوں کے نام لکھدو۔

۷۔میرا ان سے یہ کہنا ہے کہ میرا اپنا معاملہ ہے۔میری جائیداد ہے۔اس لڑکے کا مکان میں کوئی حق نہیں (جو ساتھ میں آیا تھا) اور میں اپنی جائیداد کا خود مالک ہوں۔میں جسے چاہوں دوں اور جسے چاہوں نہ دوں۔مجھے پورا پورا اختیار ہے۔

۸۔اب آپ سے التماس ہے کہ آپ از راہِ کرم مجھے شریعت محمدی کی رو سے آگاہ کریں کہ یہ لڑکا جو ساتھ میں آیا تھا۔مکان کا حقدار ہے یا نہیں؟ اور اگر وراثت میں اس کا کوئی حصہ بنتا ہے تو کتنا؟

۹۔میرا جناب پاکستان میں اپنے حقیقی رشتہ داروں میں صرف ایک بھائی ہے۔وہ بھی چھوٹا ہے اور مستقل لاہور میں رہتا ہے۔اسے اپنے بیوی بچوں سے فرصت ہی نہیں کہ وہ یہاں حیدر آباد آئے اور میرے بچوں کی نگہداشت کرے۔میں چاہتا ہوں کہ میں

محلّہ کے کچھ آدمیوں کو اپنے بچّوں کا سرپرست بنادوں تاکہ میرے مرنے کے بعد وہ سرپرستی کریں اور میرے بچّوں کی کوئی حق تلفی نہ کرسکے۔ تو میں سرپرست تین چار آدمیوں کو بنا سکتا ہوں یا کہ نہیں؟ فقط مقبول علی، یونٹ نمبر ١١' ایوب کالونی' حیدر آباد

٧٨٦ الجواب: سوتیلے ماں باپ اور سوتیلی اولاد میں وارثت کے احکام جاری نہیں ہوتے۔ لہٰذا زوجہ کی اولاد' جو پہلے کسی شوہر سے موجود ہو' اپنے سوتیلے باپ کے مال متروکہ سے کسی حصہ کی مستحق نہیں۔ جس طرح سوتیلا باپ اس کے مال متروکہ میں حقدار نہیں۔ نہ سوتیلے باپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے سوتیلے بیٹے کے لئے مکان و رہائش کا بندوبست کرے۔ جو لوگ یہ مطالبہ کررہے ہیں کہ آپ اپنا مکان چاروں بیٹوں کو لکھ دیں اور ان چار میں وہ سوتیلا بیٹا بھی شامل ہے۔ وہ ناحق مطالبہ کررہے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ناحق کو حقدار بنانے کا مطالبہ ہے۔ پھر یہ حقدار کو ناحق بنانے کا بھی مطالبہ ہے۔ آخر لڑکیاں کہاں جائیں گی۔ کیا باپ کی وراثت میں ان کا حق نہیں ہے اور یقیناً ہے۔ لہٰذا آپ اپنی زندگی میں لوگوں کو ہبہ کرنا چاہتے ہیں تو لڑکوں اور لڑکیوں کو' جو آپ سے ہیں برابر برابر دیں۔ ورنہ مورث کے مرنے کے بعد' اس کے ورثہ میں حسب حکم شرعی تقسیم عمل میں آئے گی۔ یعنی ہر لڑکے کو' ہر لڑکی کے مقابلہ میں نصف ملے گا دوسرے اور ورثہ کو دینے کے بعد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ٢٧ رشعبان المعظم ١٤٠٠ھ

مورث کی وصیت وارث کے حق میں معتبر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت کو چالیس سال قبل اس کے شوہر نے طلاق دے دی تھی اور اس نے دوسرا نکاح نہیں کیا اور فوت ہوگئی۔ اس عورت سے دو لڑکے اور اس عورت کی ایک بہن اور دوسری بہنوں کے بچے حیات ہیں۔

وہ عورت ایک مکان اور کچھ نقدی اپنے پیچھے چھوڑ گئی۔ آپ کی اطلاع کے لئے یہ عرض ہے کہ یہ مکان اسے اپنی حیات میں زکوٰۃ کے پیسوں سے ملا اور جو نقدی موجود ہے اس میں بھی زکوٰۃ کا پیسہ شامل ہے۔

دوسری بات یہ کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ایک ایسا وصیت نامہ تحریر کروایا تھا جس کی رو سے یہ مکان اور نقدی بہن کے نام کر گئی ہیں۔ اس وصیت نامہ پر کسی گواہ کے دستخط موجود نہیں ہیں۔

برائے مہربانی شریعت محمدی کی روشنی میں آپ ہمیں یہ بتائیں کہ آیا اس جائیداد اور نقدی میں اس کے دونوں بیٹوں کا کوئی حصہ بنتا ہے یا نہیں؟ السائل عبدالغفار، لجپت روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مرنے والے نے اپنی کمائی سے مکان یا دوسرا مال خریدا' یا کسی نے اسے ہبہ کر دیا اور اس کے قبضہ وتصرف میں دے دیا۔ بہرحال جو کچھ مال اس نے چھوڑا ہے' اس میں سے سب سے پہلے تجہیز وتکفین میں خرچ کریں۔ پھر اس نے کوئی قرض اپنے اوپر چھوڑا ہو' وہ ادا کریں۔ ان دونوں کے بعد اب نمبر آتا ہے وصیت کا۔ مگر وصیت' وارث کے حق میں معتبر نہیں۔ اس لئے مسماۃ کا تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین وغیرہ کے امور کے بعد اس کے ورثہ کے درمیان اس طرح تقسیم کریں کہ بہن کو آدھا دیں اور باقی آدھا دونوں بیٹوں کو۔ ہکذا۔

میّت مسئلہ ۴

بہن	بیٹا	بیٹا
۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رصفر المظفر ۱۴۰۰ھ

متوفی کے بچے پہلی بیوی سے ہوں یا دوسری بیوی سے دونوں کا ترکہ میں حصہ برابر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم اللہ بخش کا انتقال ۱۹۷۵ء میں ہوا۔ انتقال کے وقت ان کے ذاتی طور پر کمائے ہوئے پیسوں سے ایک مکان دومنزلہ موجود ہے اور باقی گھریلو سامان اور بیوہ کے زیورات ہیں۔

انتقال کے وقت ان کے والد اور والدہ فوت ہو چکے تھے۔ ان کی پہلی بیوی بھی فوت ہو چکی تھی اور اس کے بطن سے ایک بچی تھی جو کہ انتقال کے وقت شادی شدہ تھی اور اپنے شوہر کے گھر تھی۔

انتقال کے وقت بقیہ اولاد میں دوسری بیوی سے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں اور بیوی موجود تھیں جو کہ اب بھی بقیہ حیات ہیں۔

مرحوم اللہ بخش کے انتقال کے وقت ان کے دو بھائی جو کہ صاحب جائیداد تھے اور اپنے علیحدہ کاروبار کرتے تھے اور علیحدہ گھروں میں شادی شدہ زندگی گزار رہے تھے۔ان دونوں کا انتقال ۱۹۷۶ء اور ۱۹۸۲ء میں ہوگیا۔

اب مرحوم اللہ بخش کی جائیداد ان کے ورثہ میں کس طرح تقسیم کی جائے گی اور کون کون وارث ہیں؟ جب کہ خود مرحوم اللہ بخش کی جو بھی جائیداد تھی وہ بھی اپنی ذاتی تھی اور ان کو کچھ بھی ورثہ نہ ملا تھا۔ فقط شوکت علی، سرفراز کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں میت کا تمام مال متروکہ ازقسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ وزیورات واسباب خانہ داری جو میت کی ملک تھے، متوفی کی تجہیز و تکفین وادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر ان کے ورثہ میں تقسیم ہوگا اور بچے خواہ پہلی بیوی سے ہوں یا دوسری سے، وراثت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

میت مسئلہ ۸ / ۴۰

زوجہ	ابن	بنت	بنت	بنت
۵	۱۴	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

زیور جو چڑھاوے میں شوہر کے یہاں سے گیا تھا۔اس میں اگر رواج ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ خاص عورت کی ملک ہوگیا۔اس میں دوسرے ورثہ کا کوئی حق نہیں اور اگر عورت مالک نہیں سمجھی جاتی تو وہ جس نے چڑھایا تھا اس کی ملک ہے۔یہی حکم اس زیور کا ہے جو شوہر نے بعد نکاح بنوا کر دیا۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

نرینہ اولاد کی موجودگی میں متوفی کے بھائی کا جائیداد میں کوئی حصہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

متوفی حاجی رحیم بخش

محمد اسماعیل	نظیر	غلام حسین	عبدالرحمٰن	اللہ بخش
متوفی قبل اللہ بخش		متوفی بعد میں	متوفی بعد میں	متوفی بعد میں
		(اس کی اولاد میں چار بیٹے ایک بیٹی)	(اس کی اولاد میں دو بیٹے دو بیٹی)	(اس کے ورثاء میں ایک بیوہ ایک لڑکا تین لڑکی)
		لڑکا لڑکا لڑکا لڑکا لڑکی	لڑکا لڑکا لڑکی لڑکی	لڑکی ۳، لڑکا بیوہ

حاجی رحیم بخش مرحوم کی اولاد جن کے پانچ بیٹے محمد اسماعیل، نظیر، حاجی غلام حسین، عبدالرحمٰن اور اللہ بخش۔جن میں محمد اسماعیل اور نظیر نے اللہ بخش کی حیاتی میں انتقال کیا اور جب اللہ بخش کا انتقال ہوا تو ان کے دو بھائی حاجی غلام حسین اور عبدالرحمٰن حیات تھے لیکن اللہ بخش مرحوم نے اپنے وارثوں کے لئے جو کچھ چھوڑا اس میں سے ان کو وراثت میں کچھ نہیں ملا تھا

بلکہ ان کی اپنی محنت سے کمایا ہوا تھا۔

اللہ بخش کے وارثوں میں ایک لڑکی رحیما جو کہ سب سے بڑی ہے اور ایک لڑکا ذاکر حسین اور دو لڑکیوں شمیم بانو اور نسیم بانو کے علاوہ اللہ بخش مرحوم کی بیوی جو حیات ہیں۔ رحیما پہلی بیوی سے ہیں اور باقی سب بچے موجودہ بیوہ سے ہیں۔

اللہ بخش کے انتقال کے بعد عبدالرحمٰن کا انتقال ہوا اور ۱۹۸۲ء میں حاجی غلام حسین کا انتقال ہوا۔ صحیح صورت حال سامنے کی گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ بخش کی جائیداد میں صرف ان کی اولاد اور بیوہ حصہ دار ہوں گے؟ یا ان کے بھائیوں کی اولاد کو بھی حصہ ملے گا؟ بینوا توجروا

منجانب راقم الحروف نظیر ولد حاجی سلطان محمد، لطیف حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** نرینہ اولاد کے ہوتے، مرنے والے کے بھائی کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ بھائی کی اولاد تو در کنار رہی۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں متوفی کی تجہیز و تکفین، وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کا تمام مال متروکہ ان کے بیوی بچوں میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم کریں۔ بچے خواہ پہلی بیوی سے ہوں یا دوسری سے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

میت مسئلہ ۸ / ۴۰

بیوہ	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکا
۵	۷	۷	۷	۱۴

یعنی کل مال کے (۴۰) حصے کریں اور انہیں دئے ہوئے طریقہ پر تقسیم کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۷ / ربیع الاول شریف سنہ ۱۴۰۳ھ

وصیت صرف تہائی مال میں جاری ہوگی بقیہ ترکہ میں تقسیم ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میری زوجہ مرحومہ کی وصیت کے مطابق اس کا ترکہ جو ۶ (چھ) تولہ سونا تھا۔ میں سے آدھا ترکہ یعنی تین تولہ سونا مرحومہ کے نواسے یا نواسے کی بہو کو دے دیا گیا اور باقی تین تولہ مرحومہ کی تین لڑکیوں میں برابر تقسیم کر دیا۔ ان تین لڑکیوں میں آدھے ترکہ کی مالک نواسے کی ماں بھی شامل ہے۔ جس کو ایک تولہ سونا ملا۔ وارثوں میں نواسے اور مندرجہ بالا تین لڑکیوں کے علاوہ مرحومہ کے تین لڑکے بھی بقید حیات ہیں۔ جن کو کچھ نہیں ملا۔ چند حضرات کا خیال ہے کہ وصیت از روئے شریعت نہیں ہے۔ برائے مہربانی شرعی فتوے سے مطلع فرمائیں۔

احقر بشیر الدین ولد محمد بخش، لالوانی گلی، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** میت کے مال متروکہ تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض کے بعد، جو کچھ مال باقی رہتا ہے اس کے صرف ایک تہائی میں وصیت جاری ہوتی ہے۔ باقی دو تہائی اس کے ورثہ کا حق ہے اور ورثہ میں چونکہ یہاں تین لڑکے اور تین لڑکیاں اور شوہر موجود ہیں۔ اس لئے تمام مال متروکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ میت کے ہر لڑکے کو ہر لڑکی سے دونا ملے گا۔ جس کا طریقہ درج ذیل ہے۔

میّت مسئلہ ۳۶/۴

زوج	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۹	۶	۶	۶	۳	۳	۳

یعنی کل مال کے ۳۶ حصے مذکورہ بالا طریقہ پر تقسیم کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۷ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۴ھ

زندگی میں جیسے چاہے مال تقسیم کرے مگر وارثین کو تنگ دست نہ چھوڑے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میری مندرجہ ذیل غیر منقولہ جائیداد ہے۔

مکان دوکان پلاٹ

میرے پاس وارثین مندرجہ ذیل ہیں۔

تین بیٹے تین بیٹیاں

براہ کرم شرعی لحاظ سے میرا مندرجہ بالا ترکہ لواحقین میں تقسیم فرما کر مشکور فرمائیں۔

احقر بشیر الدین ولد محمد بخش، لالوانی گلی، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: کون کس کا وارث ہے یہ تو خدا اور رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں اور آدمی اپنی زندگی وصحت میں اپنا، مال پورا یا اس کا کوئی حصہ، کسی کو ہبہ کر کے اس کے قبضہ میں دے دے تو کسی کو اعتراض کا کوئی حق نہیں۔ مگر وارثوں کو لاوارث نہ چھوڑے کہ گناہ اور آخرت میں مواخذہ ہوگا اور اولاد کو ہبہ کرنے میں لڑکی اور لڑکے دونوں کو برابر برابر دے۔ یہ نہیں کہ لڑکے کو لڑکی سے دو چند دے دے۔ جس طرح (مرنے کے بعد) میراث میں ہوتا ہے کہ لڑکے کو لڑکی سے دونا ملتا ہے۔ ہبہ میں ایسا نہیں۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۷ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۴ھ

میّت کی دونوں بیویاں ترکہ پائیں گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عظیم خاتون اپنے شوہر عزیز الدین ولد فتح محمد صدیقی سے پہلے فوت ہوگئی۔ اس کے بعد اس کے شوہر نے دوسری شادی کی مسماۃ شاہ خاتون سے۔

زمین کا کھاتہ اس طرح سے ہے کہ مسماۃ شاہ خاتون کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

۱۔ عزیز الدین ولد فتح محمد

۲۔ مسماۃ عظیم خاتون زوجہ عزیز الدین

۳۔ مسماۃ امانت خاتون والدہ عزیز الدین صدیقی

عظیم خاتون پہلی بیوی کے بعد، عزیز الدّین فوت ہو گیا اور اس طرح وارث چھوڑے۔

۱۔ قمر الدّین ولد عزیز الدّین صدیقی

۲۔ بدر الدّین صدیقی ولد عزیز الدّین صدیقی

۳۔ مسماۃ امانت خاتون والدہ عزیز الدّین صدیقی

قمر الدّین ولد عزیز الدّین صدیقی فوت ہو گیا۔ عزیز الدّین کی والدہ مسماۃ امانت خاتون بھی فوت ہو گئیں۔ اس کے بعد مسماۃ شاہ خاتون دوسری بیوی، عزیز الدّین بھی فوت ہو گئی۔

اس کے بعد بدر الدّین ولد عزیز الدّین فوت ہو گیا۔ سرکاری ریکارڈ میں کھاتہ بدل نہیں کروایا گیا۔ زمین اوپر والے ناموں پر ہی رہی۔

قمر الدّین نے یہ ورثہ چھوڑے ہیں۔

۱۔ بہاؤ الدّین ولد قمر الدّین۔

۲۔ فخر الدّین ولد قمر الدّین۔

۳۔ مسماۃ انور بیگم بنت قمر الدّین۔

اور بدر الدّین ولد عزیز الدّین نے یہ ورثا چھوڑے ہیں۔

۱۔ فتح محمد ولد بدر الدّین۔

۲۔ مسماۃ روشن بیگم، بڑی بیوی۔

۳۔ صاحب زادی چھوٹی بیوی بدر الدّین۔

اور عظیم خاتون نے یہ ورثہ چھوڑے ہیں۔

عزیز الدّین اپنا شوہر اور اپنی ساس امانت خاتون اور دو بیٹے قمر الدّین و بدر الدّین، مسماۃ شاہ خاتون کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

عزیز الدّین کے دولڑ کے وارث ہوئے ہیں۔ قمر الدّین اور بدر الدّین۔ فقط السائلہ، زوجہ بدر الدین

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں قمر الدّین کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین وغیرہ کے بعد اس کی بیوی، دو بیٹوں اور ایک بیٹی کے درمیان اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے (۴۰) حصے کریں۔ ان میں سے (۵) حصے زوجہ (صاحبزادی) کو، (۱۴-۱۴) حصے ہر بیٹے کو اور (۷) حصے بیٹی کو دیں۔ علی ہذا بدر الدّین کا تمام مال متروکہ جملہ امور کے بعد اس کی دونوں بیویوں اور ایک بیٹے کے مابین تقسیم ہوگا۔ یوں کہ مال کے ۔ ۱۶) حصے کریں۔ ان میں ہر بیوہ کو (۱-۱) اور باقی ماندہ (۱۴) حصے اس کے بیٹے فتح محمد کو دیں۔ ہکذا

میّت مسئلہ ۸/۴۰ قمر الدّین

(صاحبزادی) زوجہ	ابن	ابن	بنت
۵	۱۴	۱۴	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۱۶/۸

ابن	زوجہ اولیٰ	زوجہ ثانیہ
۱۴	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴/ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد صاحب کا انتقال ہو چکا ہے۔ ان کی جائیداد میں ایک مکان اور دو دو کانیں اور کاشتکاری کی زمین وغیرہ ہے۔ ان کی اولاد میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں جو بقید حیات ہیں۔ والدہ پہلے فوت ہو چکی ہیں۔

اس لئے جناب سے بموجب شرعی فتویٰ درکار ہے کہ کس کو کس قدر حصہ جائیداد ملے گا؟ اور ان کے علاوہ اور جو بھی کوئی رشتہ دار ہو، جس کو حصہ ملنا بموجب شرعی بنتا ہو۔ بتلایا جائے؟ تاکہ بموجب فتوے جائیداد تقسیم کی جا سکے؟ جناب کی مہربانی ہوگی۔ فقط حاجی نیاز محمد ولد محمد طفیل، خیر پور ناتھن شاہ، ضلع دادو

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ بالا میں متوفی کا تمام مال متروکہ، از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ، تجہیز وتکفین۔ وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، چار حصوں میں تقسیم کریں، دو حصے بیٹے کو دیں اور ایک ایک حصہ بیٹی کو۔ ہکذا

میّت مسئلہ ۴

ابن	بنت	بنت
۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵/ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں اس کی والدہ اور بھتیجا ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: شمس الدّین ولد فتح محمد صدیقی کی بیوی ایک تھی۔ جس سے اس کی کوئی اولاد نہیں تھی اور اس کو طلاق دے دی۔ شمس الدّین ولد فتح محمد نے یہ ورثہ چھوڑے ہیں۔

بدر الدّین ایک بھتیجا اور ایک والدہ

شمس الدّین کے فوت ہونے کے بعد اس کی والدہ مسماۃ امانت خاتون بھی فوت ہوگئی۔ مسماۃ امانت خاتون نے یہ وارث چھوڑے۔ بدر الدّین ولد عزیز الدّین صدیقی۔ یہ امانت خاتون کے بعد فوت ہوگیا۔ بدر الدّین ولد عزیز الدّین کے ورثہ یہ ہیں۔

فتح محمد ولد بدر الدّین صدیقی' ۲۔ مسماۃ روشن بیگم بڑی بیوی بدر الدّین' ۳۔ صاحبزادی چھوٹی بیوی بدر الدین۔ لہٰذا ان کے مطابق شرعی فتویٰ عطا فرمادیں کہ وارثوں کا کتنا کتنا حق بنتا ہے؟ فقط السائلہ، صاحبزادی (زوجہ بدر الدین)

الجواب ۷۸۶: شمس الدین چونکہ لاولد فوت ہوا اس لئے اس کا تمام مال متروکہ' جملہ حقوق کے بعد' اس کی والدہ اور بھتیجے کو پہنچا۔ یعنی بدر الدّین کو۔ اب کہ بدر الدّین کے ورثہ میں دو بیویاں اور ایک بیٹا ہے۔ اس لئے بدر الدّین کا تمام مال متروکہ' تمام حقوق کی ادائیگی کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۱۶/۸

ابن (فتح محمد)	زوجہ (دوسری)	زوجہ (پہلی)
۱۴	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰/ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۱ھ

جس مال کی تقسیم ہو چکی اور دوسرے حصّے دار اپنا حصّہ وصول کر چکے' اس کی واپسی نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: قاسم علی مرحوم کا ترکہ شرعی کس طرح تقسیم ہوگا؟ براہ کرم حصص بمعہ تفصیل مرحمت فرمائیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جائیداد مذکورہ کی قاسم علی مرحوم کے بعد مسماۃ کمل بی بی وارث ہیں۔ ان کی چار لڑکیاں موجود ہیں۔ ان کا شرعی قانونی حصّہ کتنا کتنا ہوتا ہے؟ شرع کی رو سے تحریر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ نیز بیوہ قاسم علی نے اپنے شوہر کا ایک پلاٹ اپنی بیٹی ہاجرہ اور رفیقن کو آدھا آدھا بانٹ دیا جب کہ دوسری دو بہنوں نے اپنا حصّہ معاف کر دیا۔ اب بیوہ کسی کے کہنے میں آ کر وہ پلاٹ واپس لینا چاہتی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ جب اس نے یہ پلاٹ تقسیم کر دیا تو تقسیم صحیح ہوئی یا نہیں؟ اور واپس لینا چاہتی ہیں تو اسے یہ حق پہنچتا ہے یا نہیں؟ اگر پلاٹ واپس کیا جائے تو پھر تقسیم شرعی کس طرح ہوگی؟

مورث اعلیٰ قاسم علی مرحوم

مسماۃ رفیقن بی بی	مسماۃ معافیہ بی بی	مسماۃ سلیما بی بی	مسماۃ ہاجرہ بی بی	مسماۃ کمل بی بی
(بیٹی)	(بیٹی)	(بیٹی)	(بیٹی)	(بیوہ قاسم علی)

میرپور خاص

الجواب ۷۸۶: اگر قاسم علی مرحوم کے ورثہ میں صرف ان کی بیوی اور چار بیٹیوں کے علاوہ اور کوئی وارث موجود نہ تھا تو ان کا تمام مال متروکہ' تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا اور جس پلاٹ کی تقسیم عمل میں آچکی اور دوسرے حصّے دار اپنا حصّے معاف کر چکے تو اب اس کی واپسی نہیں ہوسکتی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸/۳۲

زوجہ	بنت	بنت	بنت	بنت
۴	۷	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۰ھ

جو جائیداد متوفی کو کہیں اور سے ملی وہ بھی ترکہ میں شامل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مرحومہ کے بھائی نے مرحومہ کو ایک جائیداد دی تھی۔ یہ جائیداد مرحومہ کے بچوں دو لڑکوں اور دو لڑکیوں میں تقسیم کرنی ہے۔ یہ تقسیم کس طرح ہوگی؟ برائے کرم تفصیلی جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ خیر اندیش محمد صدیق ولد حاجی عبد اللطیف، فقیر کا پڑ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: مرحومہ کے بھائی نے جو جائیداد اپنی بہن کو دی اور اس پر قبضہ بھی دے دیا۔ وہ مرحومہ کی ملکیت ہے' صورت ہذا میں یہ ملکیت اور اس کے علاوہ بھی جو جائیداد منقولہ وغیر منقولہ مرحومہ کی ہو۔ اسے تجہیز و تکفین' ادائے قرض اور وصیتِ ثلث مال میں نفاذ کے بعد اس طرح تقسیم کیا جائے کہ کل مال کے چھ حصے کئے جائیں ان میں ہر لڑکے کو ۲ اور ہر لڑکی کو ایک ایک دیا جائے۔

میت مسئلہ ۶

لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی
۲	۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹۸۴/۸/۲۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

غیر وارث کو ترکہ کی کوئی چیز صدقہ کرنے کا اختیار نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے حقیقی ماموں کا انتقال ہوئے تقریباً چھ ماہ ہوگئے ہیں اور میری بیوہ مامی اللہ کے فضل وکرم سے حیات ہیں اور ان کی ضعیفی کا وقت ہے۔ میرے ماموں کی جائیداد میں ایک کوارٹر ہے۔ جس میں میری مامی رہائش پذیر ہیں اور کچھ مال اسباب بھی ان کے پاس ہے جب کہ میرے ماموں کی کوئی اولاد نہیں ہے اور نہ ہی ان کا کوئی بہن بھائی ہے اور نہ میرے علاوہ ان کا کوئی والی وارث ہے۔ میرے تین لڑکے بھی ہیں جو ابھی کم سن اور معصوم ہیں۔

میرے ماموں اپنی حیاتی میں اپنے کوارٹر کا اور مال اسباب کا وارث وحقدار مجھے کہا کرتے تھے اور میری مامی بھی ان کی بات سے اتفاق کرتی تھیں اب میرے ماموں کے انتقال کے بعد میری مامی کے روّیے میں بالکل تبدیلی آ گئی ہے اور وہ

کہتی ہیں کہ میں یہ کوارٹر اب مسجد میں دوں گی اور تم کو کچھ نہیں دیا جائے گا' میں واحد اس کی مالک ہوں مجھے اختیار ہے کہ میں جو چاہوں کروں اور جہاں چاہوں دوں۔ آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کی خدمت میں مودبانہ عرض ہے کہ شریعت کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمائیں کہ واقعی میرا کوئی حق نہیں ہے؟ کیا میری مامی ہی اس کی واحد مالک ہیں؟ اور بااختیار ہیں کہ جو چاہیں کریں جو چاہیں نہ کریں؟ کیا اس جائیداد وغیرہ میں میرے لڑکوں کا کوئی حق نہیں؟ جو ابھی کم سن و معصوم ہیں۔ کیا اس جائیداد وغیرہ پر میرا ابھی کچھ حق ہے؟

میری مامی اس جائیداد کو مسجد میں دینا چاہتی ہیں۔ کیا اس طرح مسجد میں دینا جائز ہے یا نہیں؟ کیا ماموں کی کوئی اولاد نہ ہونے کی صورت میں حقیقی بھانجے حق دار ہو سکتے ہیں؟

اگر میرے ماموں کی اس جائیداد پر میرا حق بنتا ہے اور اس کے باوجود زبردستی میری مامی اس جائیداد کو میری مرضی کے خلاف مسجد میں دے دیں تو کیا اس طرح اس جائیداد کو مسجد میں دینا جائز اور حق ہوگا؟ آخر میں آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ شریعت کی رو سے جواب سے مطلع فرمائیں۔ شکریہ

فقط والسلام بدر الدین ولد اللہ دین، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں میت کی بیوی اور حقیقی بہن کا بیٹا شرعاً وارث ہیں۔ لہٰذا تجہیز و تکفین' ادائے قرض اور وصیت ہو تو تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد میت کا کل مال اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ کل مال کے چار حصے کریں۔ ان میں ایک یعنی کل مال کا چوتھائی آیت کریمہ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ (النساء:12) کے تحت زوجہ کو ملے گا' باقی تین حصے حقیقی بھانجا لے گا کہ ذوی الفروض میں اور کوئی فرد اور عصبہ کا بھی کوئی فرد نہیں ہے لہٰذا ذوی الارحام بقیہ سب مال کا حقدار ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ (الاحزاب:6)۔ حدیث میں ہے کہ ابن الاخت منھم (بخاری شریف)۔ مامی کو پورا مکان یا جائیداد منقولہ مسجد میں دینے کا کوئی اختیار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱/۸/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں والدین' ۴ بیٹے' ایک بیٹی اور بیوہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرا لڑکا محمد عیسیٰ انتقال کر گیا ہے۔ جس کے چار لڑکے اور ایک لڑکی' ایک بیوہ' والدین' چار بھائی اور چار بہنیں ہیں۔ مذکورہ افراد میں شریعت کے حکم سے متوفی کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟ متوفی پر قرض بھی ہے۔ مزید گزارش یہ ہے کہ متوفی کا سسر ہر چیز پر قبضہ کرنے کا خواہاں ہے اور بولتا ہے کہ سب کچھ میری لڑکی کا اور میرا ہے' کیا شریعت اسے بھی کوئی حق دیتی ہے؟ بینوا توجروا

۲۔ متوفی کے بچے دادا کے پاس رہیں گے یا نانا کے پاس شرعاً کیا حکم ہے؟ فقط محمد چاکر بروہی، صرافہ بازار' شہداد پور

۷۸۶ **الجواب** وھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض ومہر، اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد، اس طرح تقسیم کیا جائے کہ کل مال کے ۲۱۶ (دوسوسولہ) حصے کئے جائیں ان میں سے آٹھواں یعنی ۲۷ بیوی کو فَلَهُنَّ الثُّمُنُ (النساء:12) کے مطابق) ۳۶ ماں کو، ۳۶ باپ کو لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ (النساء: 11) ۲۶ ہر لڑکے کو اور ۱۳ لڑکی کو دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲۱۶/۲۴

بیوہ	ماں	باپ	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	بھائی	بہن	
۳	۴	۴		۱۳				محروم ہیں		
۲۷	۳۶	۳۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۱۳			واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اولاد دادا بھائی وغیرہ کے ہاں رہے گی۔ (درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۸/۱۰/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بہن، ۲ دو بیٹی اور ایک بھتیجا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عمران الدین کا انتقال ہو گیا۔ پیچھے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑے ہیں۔ دو بیٹیاں، مساۃ رحیماں اور مساۃ خدیجہ اور ایک بہن مساۃ توسل اور ایک بھتیجا محسن رمضان۔ متوفی کی ملکیت یعنی ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ کن کن کو اور کتنا کتنا ملے گا؟ بینوا توجروا السائل عطا محمد راجڑ، کھپرو

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور نفاذ وصیت در تہائی مال کے بعد متوفی کا مال متروکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے چھ حصے کئے جائیں۔ ان میں سے دو۔ دو ہر بیٹی کو اور باقی ۲ بہن کو دئے جائیں۔ بھتیجا ان کی موجودگی میں محروم ہے۔

میت مسئلہ ۶

بہن	بیٹی	بیٹی	بھتیجا	
۲	۲	۲	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۷/۹/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

امانت دار کو ترکہ میں تصرف کا اختیار نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: پیر بخش ... محمد مرحوم (انڈیا) یہ میرے رشتہ دار

ہیں۔ان کی بیوہ میری بہن ہے۔پیر بخش ولد نور محمد مرحوم کے چار سو روپے میرے پاس ہیں۔میں پاکستان چلا آیا۔میری بہن نے دوسرا نکاح کرلیا تھا۔پاکستان سے پہلے پیر بخش مرحوم کی صرف چار لڑکیاں موجود ہیں۔انڈیا میں میں نے اپنے ایک رشتہ دار کے ہمراہ چار سو روپے روانہ کئے۔میرے رشتے دار نے تین لڑکیوں سے کہا کہ تمہارے ماموں محمد بخش ولد غفور بخش نے پاکستان سے چار سو روپے بھیجے ہیں چاروں بہنوں کے لئے۔تین لڑکیوں نے انکار کردیا کہ ہم نہیں لیتی ہیں۔یہ تین لڑکیاں ایک ہی گھر میں آباد ہیں۔چوتھی لڑکی ملی نہیں۔اب میں محمد بخش ولد غفور بخش اس ناپائیدار زندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ چار سو روپے مسجد کی تعمیر میں مرحوم پیر بخش ولد نور محمد کے نام سے مسجد میں دینا چاہتا ہوں۔یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ صحیح جواب سے نوازیں بہت بہت شکریہ۔ بقلم خود محمد بخش ولد غفور بخش

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: محمد بخش کو اس روپیہ میں کسی تصرف کا اختیار نہیں کہ وہ امانت دار تھا۔اب اس امانت کے مالک پیر بخش کے ورثہ ہوئے۔محمد بخش پر واجب ہے کہ سب روپیہ انہیں واپس کرے۔قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (النساء:58) بے شک اللہ عزوجل حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچادو' اگر تین لڑکیاں وہ رقم نہیں لے رہی ہیں تو چوتھی کو دیں' اگر وہ تینوں چاہیں تو چوتھی لڑکی کے حق میں اپنا حصہ معاف کریں یا اس سے وصول کرلیں' اس ترکہ میں اس کی بیوی کا حصہ بھی ہے کہ نکاح ثانی کرلینا عورت کے مہر یا میراث کو ساقط نہیں کرتا (فتاویٰ رضویہ) اب جو کچھ بھی ترکہ پیر بخش کا ہو برتقدیر عدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وتقدیم دین مہر ووصیت بتیس (۳۲) حصوں میں تقسیم ہوکر ۴ حصے زوجہ کو اور ۷-۷ حصے ہر لڑکی کو دے جائیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۷/۹/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دو ۲ بیٹیاں' تین پوتے اور بہن' بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک بیوہ فوت ہوگئی۔اس کی دو بیٹیاں زندہ ہیں اور تین پوتے زندہ ہیں۔کس کس کو کتنا کتنا ملے گا؟ اور ایک حقیقی بھائی اور ایک حقیقی بہن زندہ ہے۔ فقط حافظ نور محمد، حیدرآباد' سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں میت کا ترکہ' تجہیز وتکفین' ادائیگی قرض اور نفاذ وصیت در ثلث مال' مقدم علی الارث کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے ۹ حصے کئے جائیں۔ان میں سے ۳-۳ ہر بیٹی کو اور ایک ایک ہر پوتے کو ملے گا۔بھائی بہن محروم رہیں گے۔واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۹

بیٹی	بیٹی	پوتا	پوتا	پوتا	بھائی	بہن	
۳	۳	۱	۱	۱	محروم	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۴/۹/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

باپ کی موجودگی میں بھائی بہن محروم ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے لڑکے عبدالعزیز کا انتقال ۲۶ جولائی کو ہو گیا اور غیر شادی شدہ تھا۔ اس کا کچھ پیسہ بینک میں جمع ہے۔ تقریباً ۱۶ ہزار روپیہ ہوگا۔ وہ پیسے ماں باپ کو ملیں گے یا بہن بھائی اور ماں باپ سب کی وراثت ہوتی ہے لہٰذا اس مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں کہ صرف والد والدہ کو ان روپیوں کا حصہ ملنا چاہئے؟ یا بہن بھائیوں کو بھی ملے گا؟ قرآن وحدیث کی روشنی سے جواب صادر فرمائیں۔

السائل: عبدالحمید ولد عبدالصمد، چھوٹکی گھٹی، سنہری لائن، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں متوفی کے والدین کے ساتھ بھائی بہن ترکہ میں شریک نہیں ہوں گے، تقسیم اس طرح ہوئی کہ تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض اور نفاذ وصیت در ثلث مال کے بعد، کل مال میں سے چھٹا حصہ والد کو اور چھٹا حصہ والدہ کو دیا جائے لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ (النساء: 11) اور باقی مال بھی والد کو ہی دیا جائے گا کہ وہ عصبہ بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۵/۹/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

اگر مہر ادا نہ کیا تو ترکہ کی تقسیم سے پہلے مہر الگ کیا جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی عبدالحکیم بلوچ کا انتقال ہوا اور اس نے اپنے بعد والدہ، تین بھائی، چار بہنیں اور ایک بیوہ مسماۃ فہمیدہ کوثر پروین بنت عبدالرحیم شیخ کو چھوڑا ہے۔ مسماۃ کوثر پروین فہمیدہ کا مہر مبلغ ایک لاکھ روپیہ بندھا تھا۔ لہٰذا عبدالحکیم کا ورثہ اس کے وارثوں میں کس طرح تقسیم ہوگا اور کوثر پروین فہمیدہ کو اس کا مہر ملے گا یا نہیں؟ حکم شرعی سے مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ فقط: محمد مراد، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: مہر خالص عورت کا حق ہے۔ جو شوہر پر لازم ہے، اگر زندگی میں شوہر نے مہر ادا نہ کیا تھا تو یہ اس پر قرض ہے، بیوہ کو متوفی کے مال سے مہر کی رقم دینا لازم ہے، لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں میت کا تمام مال متروکہ منقولہ و غیر منقولہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ، تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض، ادائیگی مہر اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں نفاذ کے بعد، کل مال کے ۱۲۰ حصے کیے جائیں، ان میں سے چوتھائی بیوہ کو، چھٹا والدہ کو اور باقی تین بھائیوں اور چار بہنوں میں اس طرح تقسیم کیا جائے کہ عورت کو اکہرا اور مرد کو دوہرا ملے۔ مسئلہ یوں ہوگا۔

29B

میت مسئلہ ۲۴/۱۲۰

زوجہ	ماں	بھائی	بھائی	بھائی	بہن	بہن	بہن	بہن	بہن	
۶	۴				۱۴					
۳۰	۲۰	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالٰی اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۸/۴/۱۹۸۴ء

۸۶/۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دو ۲ بیٹیاں اور پانچ بھتیجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محمود فوت ہوگیا۔ محمود کی دولڑکیاں، چار بھتیجے ایک بھائی سے اور ایک بھتیجا دوسرے بھائی سے ہے۔ اس صورت میں وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ کون کون وارث ہے؟

فقط مولوی اللہ جڑیو، لطیف آباد حیدر آباد

۸۶/۷ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جن ورثاء کا ذکر ہے، اگر ان کے علاوہ کوئی اور نہ ہو تو میت کا تمام مال منقولہ وغیر منقولہ بعد تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو اجرائے وصیت در تہائی مال کے بعد، ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے ۱۵ حصے کئے جائیں، ان میں سے ہر ایک بیٹی کو (۵-۵) اور ہر بھتیجے کو ایک ایک حصہ دیا جائے گا۔ واللہ تعالٰی اعلم

میت مسئلہ ۳/۱۵

بیٹی	بیٹی	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	
۵	۵	۱	۱	۱	۱	۱	واللہ تعالٰی اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۸/۴/۱۹۸۴ء

۸۶/۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں ۳ بیٹے اور ۲ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے دادا جان بنام محمود علی (مرحوم) ولد ولایت علی (مرحوم) کا ایک مکان ہے۔ جو کہ میرے دادا کے نام الاٹ ہے۔ اب دادا جان کا تو انتقال ہو چکا ہے۔ ان کے وارثین میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ان کا ترکہ وارثین میں کس طرح تقسیم ہوگا؟ دادا کی زندگی میں سب اولاد حیات تھی، بیوہ موجود تھی۔ فقط عباس علی

۸۶/۷ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں ورثہ میں صرف تین بیٹوں اور دو بیٹیوں کا تذکرہ ہے اگر صرف یہی ورثہ ہوں تو میت کا مال منقول وغیر منقول بعد تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض اور اگر کوئی وصیت ہو تو ایک تہائی میں اجرائے

وصیت در ثلث مال کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے آٹھ حصے کئے جائیں ان میں سے (۲-۲) ہر لڑکے کو اور ایک ایک ہر لڑکی کو دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸

بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی
۲	۲	۱	۱	

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۴/۸/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، تین بیٹیاں اور دو ۲ بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی عبدالشکور مرحوم نے اپنے پیچھے وارثوں میں تین لڑکیاں اور ایک بیوہ چھوڑی ہے۔ ان کے علاوہ مرحوم کے دو بھائی بھی ہیں جو الگ الگ رہتے ہیں۔ ان میں ایک خود صاحب اولاد اور صاحب جائیداد ہیں اور اس وقت اپنے باپ یعنی عبدالشکور کے والد کے چھوڑے ہوئے مکان میں رہتے ہیں۔

استفسار یہ ہے کہ مرحوم عبدالشکور کی وراثت میں کیا ان کے مذکورہ دو بھائیوں کا بھی حق بنتا ہے جب کہ مرحوم عبدالشکور کی خود کی اولاد اور بیوی موجود ہے؟ یعنی ذوی الفروض کی موجودگی میں میّت کے بھائیوں کا وراثت میں حق ہے یا نہیں؟ کیا یہ دو بھائی بھی اولاد کے ساتھ ذوی الفروض میں داخل ہوتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا　فقط شیم انور، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں متوفی کے بھائی بھی ترکہ میں حقدار ہوں گے اور ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو بچے گا وہ دونوں آپس میں تقسیم کرلیں گے۔ لہٰذا تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض، ادائیگی مہر اور نفاذ وصیت در ثلث مال (اگر وصیت ہو) کے بعد متوفی کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ جو ان کی ملکیت ہو اس طرح تقسیم کی جائے گی کہ کل مال کا آٹھواں حصہ بیوہ کو، دو تہائی تین لڑکیوں کو اور بقیہ بھائیوں کو دیا جائے گا۔ جس کی صورت یہ ہے کہ

میّت مسئلہ ۲۴/۱۴۴

بیوہ	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بھائی	بھائی
۳		۱۶		۵	
۱۸	۳۲	۳۲	۳۲	۱۵	۱۵

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۲۵/۹/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوہ' بھائی اور بھائی کی اولاد اور سالی کی اولاد ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے تایا محمد شریف کے نام جائیداد کے بارے میں آپ سے فتویٰ لینا ہے۔ میرے تایا انڈیا گئے تھے اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا تھا ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ انھوں نے اپنی سالی کے تین بچے لئے تھے کیوں کہ وہ (سالی) مر چکی تھیں اور ان کی پرورش بھی کی۔

ابھی میرے تایا کی بیوہ حیات ہیں۔ میرے والد محمد شفیع' مرحوم محمد شریف کے چھوٹے بھائی ہیں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ مرحوم کی جائیداد کا کون اصل وارث ہوگا؟ مرحوم کی بیوہ یا وہ پالے ہوئے بچے یا مرحوم کا بھائی یا بھتیجے؟ اگر مرحوم کا بھائی وارث ہے تو وہ اگر جائیداد سے دستبردار ہو جائے تو اس کے بعد کون وارث ہوگا؟ کیا اس کے بچے اس جائیداد کے وارث ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ یعنی محمد شفیع کے بچے مرحوم کے بھتیجے۔

میرے والد صاحب محمد شفیع ہم میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے ہیں۔ وہ بیوہ بھابھی کے کہے ہوئے پر بے حد عمل کرتے ہیں۔ میرے والد بیوہ کی باتوں میں آ کر ہو سکتا ہے کہ وہ پالے ہوئے بچوں کے نام جائیداد کر دیں اور اپنے حصے کی جائیداد بھی وہ بیوہ کے نام کر دیں۔

ہمیں امید نہیں ہے کہ وہ ہمارے نام کر دیں اپنے حصے کی جائیداد۔ اس کے باوجود کیا بھتیجے حصہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟ فقط محمد سبحان، لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: زوجہ کے عزیز واقرباء شوہر کے حق میں دربارۂ میراث بالکل غیر ہیں لہٰذا میت کے ترکہ سے میت کی سالی کے بچوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ سوال سے ظاہر ہے کہ میت نے اپنے پیچھے ورثہ میں صرف ایک حقیقی بھائی اور ایک بیوہ چھوڑی ہے' لہٰذا صورت ہذا میں' میت کی تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ' تجہیز وتکفین' ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں نفاذ کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے چار حصے کئے جائیں۔ اس میں سے ایک حصہ یعنی کل مال کا چوتھائی بیوہ کو وَلَهُنَّ الرُّبُعُ (النساء:12) کے تحت دیا جائے اور باقی تین حصے بھائی کو دے جائیں' بھائی اپنے مال کا مختار ہے۔ جہاں چاہے زندگی میں خرچ کر سکتا ہے' ترکہ انسان کے مرنے کے بعد جاری ہوتا ہے۔ مسئلہ یوں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۴

بیوہ	بھائی	بھائی کی اولاد
۱	۳	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۴/۸/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی اور بھانجہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے شوہر کا انتقال مئی ۱۹۸۴ء میں ہو گیا۔ میرے کوئی اولاد لڑکا یا لڑکی نہیں ہے۔ میرے شوہر کی اور میری یہ خواہش تھی کہ ہم اپنا مکان مسجد میں دیں گے لیکن میرے شوہر کے انتقال کے بعد ان کا بھانجا بدرالدین مجھ کو تنگ کر رہا ہے کہ یہ کوارٹر میرے نام کر دیں لیکن میرے شوہر کی خواہش کے مطابق میں اپنا کوارٹر مسجد میں دینا چاہتی ہوں اور ان کے برعکس بدرالدین ہمارا زیور ونقد رقم جس میں ۷ تولہ سونا، ۲ سیر چاندی اور =/۷۵۰ اروپے نقد ہیں۔ دینے سے انکار کر رہا ہے۔

لہٰذا میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ برائے کرم بدرالدین سے میرا زیور روپیہ دلوایا جائے اور میرا کوارٹر جس پر قبضہ ہے مسجد میں دیا جائے اور بدرالدین کو اگر اس کا کوئی شرعی حق بنتا ہے تو ہمارے پیسے میں سے دیا جائے اور کوارٹر مسجد میں دیا جائے۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔ فقط بیوہ بدھا عباسی

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں متوفی کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ' تجہیز وتکفین' ادائیگی قرض اور وصیت اگر کل مال کی ہے تو ایک تہائی مال وصیت میں خرچ کرنے کے بعد کل مال کے ۴ حصے کئے جائیں' ان میں سے چوتھائی یعنی ایک بیوہ کو اور باقی تین حصے حقیقی بھانجے کو دے جائیں کہ عصبہ کوئی نہیں اور یہ ذوی الارحام میں قریب ہے۔

میت مسئلہ ۴

حقیقی بھانجا	بیوہ
۳	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹۸۴/۱۱/۱۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' تین بھتیجے اور دو ۲ پھوپھیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: درج ذیل مسئلہ میں فدوی ایک خاندانی وراثت کے لئے تفصیل لکھ رہا ہے۔ مسلک اہلسنت حنفیہ کے مطابق قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔

۱۔ چونکہ مرحوم فقیر محمد کا ۲۴ رمضان المبارک کو انتقال ہو گیا ہے۔

۲۔ عرض یہ ہے کہ میرے چچا فقیر محمد ولد احمد علی کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کی بیوہ کی عمر تقریباً ۴۵ سال ہے جو کہ عرصہ ۲۰ سال سے اپنے شوہر سے ناچاقی کی بناء پر اپنے بھائی عبدالرشید کے گھر میں رہ رہی ہیں اور مرحوم سے کوئی تعلق نہیں رکھا یعنی ازدواجی زندگی میں زوجیت کا حق ادا نہیں کیا۔ جب کہ مرحوم نے آخر تک بلانے کی کوشش کی۔ فقیر محمد مرحوم نے قبل ایک سال جہیز کا سامان اور مہر کی رقم برادری کے چار بھائیوں کے ذریعے ادا کر دئے تھے۔

نوٹ۔ بیوہ مرحوم فقیر محمد کے ساتھ شادی کے بعد تین سال رہیں مرحوم کی کوئی جائیداد نہیں ہے۔صرف سرکاری واجبات اور بنک ڈپازٹ رقم ہے۔ایسی صورت میں بیوہ کا کتنا حق بنتا ہے؟فتویٰ صادر فرمائیں۔

۳۔فقیر محمد مرحوم کے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں اور بے اولاد تھے۔مرحوم کی کوئی بہن بھی نہیں ہے۔

۴۔مرحوم کے بھائی کے تین لڑکے ہیں۔تفصیل درج ذیل ہے۔

داؤد خان (مرحوم)

عبدالرحمٰن خان (مرحوم)	احمد علی خان (مرحوم)
عبدالقدیر خان (مرحوم)	فقیر محمد خان (مرحوم)
شفیق احمد عبدالرشید نصیر احمد	بے اولاد

مندرجہ بالا تفصیل سے مرحوم فقیر محمد کے تین بھتیجوں کا کتنا کتنا حق بنتا ہے؟

۵۔فقیر محمد کی دو عدد پھوپھیاں بھی ہیں۔

جناب عالی۔سرکاری واجبات میں اور بنک ڈپازٹ رقوم میں دو پھوپھیوں کا کتنا حق بنتا ہے؟ فتویٰ صادر فرمائیں۔شکریہ عرض داشت فدوی شفیق احمد، نزد نشاط سینما، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں مرحوم کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے ۴ حصے کئے جائیں ان میں سے چوتھائی یعنی ایک حصہ بیوہ کو اور باقی تین، ایک ایک ہر بھتیجے کو دیا جائے گا، پھوپھیاں محروم رہیں گی۔

میّت مسئلہ ۴

بیوی	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	پھوپھیاں
۱	۱	۱	۱	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۰/۶/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

شادی کا خرچہ ترکہ سے نہیں نکالا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے بھائی محمد ابراہیم کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کی ملکیت شرعی قانون کے مطابق وارثوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔

محمد ابراہیم کی ملکیت کی کل قیمت =/۱۵۰،۰۰۰ ڈیڑھ لاکھ ہے۔اس کی تین لڑکیاں ہیں۔ایک شادی شدہ اور دو غیر شادی شدہ، دو بھائی اور ایک بہن ہے۔مرنے والے نے وصیت کی ہے کہ میرے بھانجے محمد عمر کو =/۲۵۰۰۰ روپے اور دونوں

لڑکیوں کو ۲۰ تولے سونا دینا اور میرے پر جو قرض ہے وہ ادا کر دینا۔ وصیت کے مطابق سونے کی قیمت آج کے بھاؤ کے حساب سے =/۴۰۰۰۰ روپے اور =/۲۵۰۰۰ جو بھانجے کو دینے ہے۔ کل رقم =/۶۵۰۰۰ روپے بنتی ہے اور دو لڑکیاں غیر شادی شدہ ہیں۔ دونوں کی شادی کے خرچ کی بھی وصیت کی تھی اور دونوں کی شادی کا خرچ کم از کم =/۴۰۰۰۰ روپے ہوتے ہیں اور مرنے والے پر =/۱۵۰۰۰ روپے قرض ہے وہ بھی وصیت کے مطابق ادا کرنا ہے۔ اپ فتویٰ دیجئے کہ =/۱۵۰۰۰۰ روپے میں سے وصیت کی کتنی رقم نکالیں اور باقی رقم تین لڑکیوں، دو بھائیوں اور ایک بہن میں کس طرح تقسیم کریں۔ مہربانی کر کے اس فتویٰ کو تحریر میں کردیں تاکہ وارثوں میں حصہ تقسیم ہو سکے۔ فقط حبیب اسلم خان، تلک چاڑی، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب کہ بھانجے کے لئے وصیت کل مال کے تہائی سے کم ہے تو یہ نافذ ہے اور محمد عمر کو مطابق وصیت پچیس ہزار روپیہ دیئے جائیں گے کہ یہ رقم ڈیڑھ لاکھ کے تہائی سے زیادہ نہیں، تنویر الابصار میں ہے و تجوز الثلث للاجنبی وان لم یجز الوارث (فتاویٰ رضویہ ص ۱۲۴ ج ۱۱) وصیت کے نفاذ سے قبل، تجہیز و تکفین کی رقم اور قرض کی رقم ترکہ سے نکالی جائے گی کہ یہ دونوں مقدم علی الوصیۃ والارث ہیں۔ پھر بقیہ مال کے ۴۵ حصے کئے جائیں ان میں سے ۱۰-۱۰ ہر بیٹی کو، ۶-۶ ہر بھائی کو اور تین بہن کو دیئے جائیں۔ تفصیل اس طرح ہے

میت مسئلہ ۴۵

بیٹی	بیٹی	بیٹی	بھائی	بھائی	بہن
۱۰	۱۰	۱۰	۶	۶	۳

مرحوم نے غیر شادی شدہ بیٹیوں کے حق میں جو وصیت کی ہے۔ وہ اس صورت میں نافذ ہو گی کہ بقیہ وارث اسے جائز رکھیں۔ قولہ ﷺ الا لا وصیۃ لوارث الا ان یجیزھا الورثۃ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۳۸ ج ۱۱، سنن ابو داؤد ص ۳۹۶) اگر باقی وارث جس میں ایک بہن دو بھائی اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ اس وصیت پر عمل نہ ہونے دیں تو یہ وصیت نافذ نہ ہو گی اور اگر سب اجازت دیں تو وصیت کی رقم نکالنے کے بعد بھی اگر ان کا حصہ بچتا ہے تو دونوں لڑکیوں کو دیا جائے گا۔ شادی کا خرچ خواہ مخواہ نہ بڑھایا جائے بلکہ جو پہلی بیٹی پر شادی میں خرچ ہو وہی اوسط رکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۶/۹/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

وصیت تہائی مال سے کم کی ہو تو پوری نافذ ہو گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنے بھائی کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد مبلغ =/۱۸۰۰۰ روپے مسجد کو (ایک خاص مسجد کا نام لے کر) دے دینا۔ اس کے انتقال کے بعد مذکورہ شخص نے مسجد کے صدر پر یہ بات واضح کی کہ اس طرح فلاں بن فلاں نے مسجد کے لئے مجھے مبلغ =/۱۸۰۰۰ روپے دینے کا کہا لیکن

وصیت کنندہ کے دو بھتیجوں کا اصرار ہے کہ یہ رقم تین حصوں میں تقسیم کرکے =/۶۰۰۰ روپے فی فرد کے حساب سے دیئے جائیں۔ اب ازراہ کرم آپ فتویٰ صادر کرکے مشکور فرمائیں کہ مذکورہ رقم آیا مسجد میں دے دی جائے جو کہ بمطابق وصیت مسجد کی امانت ہے یا اس کو ۳ حصوں میں تقسیم کیا جائے اور ہر ایک فریق کو ایک ایک حصہ دیا جائے یہ رقم مبلغ =/۱۸۰۰۰ روپے مذکورہ شخص کے پاس پڑے ہیں۔ مسجد کو رقم دینے والے حضرت نے یہ بات چند معتبر گواہوں کے سامنے انتقال سے چار روز قبل کہی تھی۔ وصیت کنندہ اچھی خاصی ملکیت کا مالک ہے جو ایک اندازے کے مطابق تقریباً تین سے چار لاکھ روپے تک ہوگی۔ ورثہ میں سوائے پانچ بھتیجوں کے اور کوئی نہیں ہے۔ والسلام حاجی محمد اقبال، ساٹھی پاڑہ، نزد منارہ مسجد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: وصیت جب کہ تہائی مال یا اس سے کم کی ہو تو وہ پوری نافذ ہوگی کہ مقدم علی الارث ہے۔ قال تعالیٰ مِنۢ بَعۡدِ وَصِیَّةٍ یُّوۡصِیۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَیۡنٍ (النساء:12) لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض، اور نفاذ وصیت کے بعد جو مال منقولہ و غیر منقولہ بچے، اسے اگر کوئی اور وارث نہ ہو تو ان پانچ بھتیجوں میں برابر برابر تقسیم کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۸/۱۰/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

اس جائیداد کی تقسیم دومرتبہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ سلمٰہ بی بی زوجہ شیخ سکندر مرحوم۔ سکندر کا انتقال ہوگیا ہے۔ مرحوم کی دو لڑکیاں شادی شدہ ہیں۔ مسماۃ سلمٰہ نے دوسرا نکاح بنام محمد اسحاق ولد شیر محمد سے کیا۔ مرحومہ کے نام پر ایک مکان ہے۔ جو اس نے اپنی زندگی میں اپنے موجودہ شوہر کے نام وصیت کردیا۔ فقط محمد اسحاق، ضلع بھاولپور

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں ترکہ کی تقسیم دومرتبہ کی جائے گی، جیسا کہ سائل نے زبانی بیان کیا، مسماۃ سلمہ مرحومہ نے اپنے پہلے شوہر کی رقم سے مکان خریدا، لہٰذا یہ مکان شوہر اول کی ملکیت قرار پایا، شوہر اول کے انتقال کے وقت اس کے ورثہ میں ایک بیوہ اور دو لڑکیاں ہیں۔ لہٰذا تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور نفاذ وصیت در ثلث مال کے بعد مرحوم کا مال منقول و غیر منقول اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے آٹھ حصے کیے جائیں ان میں سے ۱ بیوہ کو اور باقی میں سے دو ثلث دو لڑکیوں کے ہیں، لیکن چونکہ اور کوئی وارث نہیں ہے لہٰذا باقی حصے لڑکیاں لے لیں گے۔ پھر جب کہ سلمہ نے دوسرا نکاح کرلیا تو اس کے مرنے کے بعد ورثہ میں شوہر اور دو لڑکیاں ہیں جو مرحومہ کی پہلے شوہر سے ہیں، لہٰذا اگر شوہر اول کے ترکہ میں صرف مکان ہے جیسا کہ سائل نے زبانی بتایا تو اس مکان کے آٹھویں حصہ کی قیمت میں شوہر ثانی اور دو لڑکیاں شریک ہیں۔ مرحومہ سلمہ نے مکان جو شوہر کے نام وصیت کیا وہ باطل ہے کیوں کہ وہ پورے مکان کی مالک نہ تھی بلکہ صرف آٹھویں حصے کی۔ غرض یہ کہ ترکہ میں دو لڑکیاں شادی شدہ اپنا حصہ ضرور پائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۸/۱۰/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

باپ کے کلیم سے جو جائیداد حاصل ہوگی، وہ باپ کا ترکہ شمار ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں مسماۃ حبیبہ خاتون بنت محمد معصوم عباسی بلحاظ مسلک سنّی بریلوی ہوں۔ میری ایک حقیقی بہن مسماۃ عائشہ خاتون بنت محمد معصوم عباسی کی متروکہ زمین (جو کہ ہندوستان میں تھی) کے بدلے میں پاکستان میں اپنے شوہر نجم الدین فاروقی کی مدد سے تقریباً ۶۹ء۱۳ ایکڑ زرعی زمین حاصل کی تھی لیکن چند ماہ بعد ہی نومبر ۱۹۶۰ء میں عائشہ بیگم بنت محمد معصوم عباسی کا انتقال ہوگیا اور کسی قسم کی کوئی اولاد اپنے پسماندگان میں نہیں چھوڑی۔ بس ایک شوہر بنام نجم الدین فاروقی اور میں مسماۃ حبیبہ خاتون اس کے وارثوں میں باقی بچے چنانچہ آپ سے گزارش ہے کہ وراثت کے معاملے میں میری رہبری فرمائیں کہ آیا خود میری بہن عائشہ بیگم کی زندگی میں ہی میرے اور اس کے مشترکہ والدین کی متروکہ زمین کے بدلے میں پاکستان میں بذریعہ کلیم حاصل کی جانے والی زمین میں میرا شرعی حصہ بنتا ہے یا نہیں؟ اور اگر بنتا ہے تو کتنا؟ پھر میری بہن عائشہ بیگم کے بعد بحیثیت وارث میرا کچھ حصہ عائشہ کی متروکہ زمین میں ہوگا یا نہیں؟ اور اگر ہوگا تو کتنا؟ دوسرے یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ اگر کوئی عورت وصیت کر جائے تو وہ پوری ملکیت کے کتنے حصے کے بارے میں وصیت کرسکتی ہے یا مانی جاسکتی ہے؟

مزید یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ عائشہ بیگم کے شوہر کو اس مذکورہ زمین میں سے کس قدر حصہ ملنے کا حق حاصل ہے؟

یقین ہے کہ جناب والا اس مسئلہ میں میری دینی رہنمائی فرما کر فتویٰ عنایت فرمائیں گے۔ بینوا توجروا

مستفتیہ حبیبہ خاتون بنت محمد معصوم عباسی

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں مسماۃ عائشہ نے جو زمین باپ کے کلیم میں حاصل کی وہ باپ کا ترکہ شمار ہوگا لہٰذا اگر کوئی وارث نہ ہو تو یہ زمین ان دونوں بہنوں میں برابر برابر تقسیم کی جائے گی، پھر جب عائشہ کا انتقال ہوا تو اس نے اپنے ورثاء میں شوہر اور ایک حقیقی بہن چھوڑے ہیں۔ لہٰذا یہ دونوں بموجب قرآن کریم **وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ** (النساء:12) اور **فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ** (سورۃ النساء:176) عائشہ کے ترکہ سے بعد تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض اور نفاذ وصیت در ثلث مال، نصف نصف مال کے حقدار ہیں۔ وصیت اگر وارث کے حق میں ہے اور اس کے حصہ شرعی سے زیادہ ہے تو باطل ہے اور غیر وارث کے حق میں ہے تو تہائی مال میں جاری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۷/۱۱/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

مکان کی فروخت کے وقت موجودہ قیمت کا اعتبار ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے والد کا انتقال ہوگیا اور ہم اپنے والد کے دو

بیٹے ہیں۔ ہمارے پاس ایک مکان ہے۔ کلیم کے وقت میں والدہ کا حصّہ نقد معاوضہ کی صورت میں مل گیا تھا۔ باقی ہم دونوں بھائیوں نے اپنے حصّے کے کلیم سے مکان لیا۔ اب بھائی نے گھر سے نکال دیا ہے اور کہتا ہے کہ میں کلیم کے نقد روپے دینے کو تیار ہوں۔ اب وہ میری مرضی کے بغیر مکان بنوانا چاہتا ہے؟ آپ عالم دین ہونے کی حیثیت سے وضاحت کے ساتھ حصّے کے بارے میں فتویٰ دیں کہ میں اس کام کو روکواسکوں اور اپنے حصّے کے مکان کو خود بنوا کر رہ سکوں۔

فقط اقبال احمد ولد عظیم خان، یونٹ نمبر ۵ لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب والدہ نے مکان سے اپنا حصّہ بصورت نقد وصول کر لیا تو اب دونوں بھائی اس مکان میں برابر کے شریک ہیں۔ اگر ان میں سے دوسرا اپنا حصّہ بیچنا چاہے تو دو عادل منصف اور غیر جانبدار اشخاص جو مکانوں کی قیمت سے واقف ہوں' ان سے قیمت لگائی جائے یعنی جس دن مکان کا حصّہ خرید رہا ہے۔ اس دن اس کی کیا قیمت ہوگی' جو قیمت لگے اس کا نصف حصّہ اپنے بھائی کو دے دے۔ تو یہ تقسیم شرعی ہوگی' اس قیمت کا اعتبار نہیں جو کلیم کے وقت تھا' اور اس میں آپس کی رضا مندی ضروری ہے۔ (درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۵/۳/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، والدہ، دو بیٹیاں، دو بہن اور بھائی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: غلام نبی فوت ہو گیا اور اس نے اپنے پیچھے ایک بیوہ مسماۃ دادلی اور دو بیٹیاں مسماۃ وزیراں اور مسماۃ بشیراں اور ایک بھائی مسمّی غلام قادر اور والدہ مسماۃ عائشہ اور دو بہنیں مسماۃ امام زادی اور مسماۃ ہمام زادی چھوڑی ہیں۔ اب آپ بتایئے کہ فتویٰ کی ملکیت شریعت کے مطابق کس طرح تقسیم کی جائے گی؟

بینوا توجروا عرض دار: غلام قادر، ہوسڑی، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں غلام نبی کا تمام مال منقول وغیر منقول' تجہیز وتکفین' ادائیگی قرض و مہر اور اگر کوئی وصیت کی ہو تو تہائی مال میں' اجرائے وصیت کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے ۹۶ حصّے کیے جائیں۔ ان میں سے آٹھواں یعنی ۱۲ بیوہ کو' چھٹا یعنی ۱۶ ماں کو۔ ۳۲-۳۲ ہر بیٹی کو' ۲ بھائی کو اور ایک ایک ہر بہن کو دیا جائے۔

میّت مسئلہ ۹۶/۲۴

بیوہ	ماں	بیٹی	بیٹی	بھائی	بہن	بہن
۳	۴	۸	۸		۱	
۱۲	۱۶	۳۲	۳۲	۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۱/۴/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۵ بہنیں اور ۳ بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے بڑے بھائی کا انتقال ہوگیا۔ انھوں نے دوسری شادی کی تھی۔ شادی کے دو ماہ بعد بڑے بھائی کا انتقال ہوگیا۔ ترکہ میں جائیداد اور ہوٹل کا کاروبار، مہر زیورات اور بینک اکاؤنٹس میں نقد رقم بھی چھوڑی ہے۔ اس کے ورثہ میں تقسیم کس طرح ہوگی؟ درج ذیل یعنی بیوہ، بہنیں اور بھائی ورثاء میں ہیں۔

ایک بیوہ، پانچ بہنیں اور تین بھائی ہیں۔ ان میں مرحوم بھائی کی والدہ اور ایک بہن کی والدہ پہلی بیوی سے والد مرحوم کی تھیں اور والد مرحوم کی دوسری بیوی سے باقی چار بہنیں اور ۳ بھائی ہیں۔ والد محترم سب بہن بھائیوں کے ایک ہی تھے۔

مرحوم بھائی بیوہ کی شادی میں چڑھائے گئے زیور اور بری اور مہر کی ادائیگی کس طرح ہوگی؟ جہیز اور بری کے زیور کس کی ملکیت قرار پاتے ہیں یعنی بیوہ کے یا مرحوم بھائی کا ترکہ ہے۔

ہوٹل جو چل رہا ہے اس میں کیا طریقہ کار ہوگا؟ بینک اور لاکرز میں جو رقم وزیور ہیں۔ اس کا کیا طریقہ تقسیم ہوگا؟

بیوہ اس وقت عدت میں ہے اور ہمارے گھر میں ہی ہے۔ امید ہے کہ بالتفصیل فتویٰ صادر ہوگا۔

فقط سید انور علی ولد سیّد مطلوب علی زیدی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: سوال سے ظاہر ہے کہ میّت نے جو ورثا چھوڑے ہیں، ان میں ایک بیوہ، ایک حقیقی بہن اور ۴ بہنیں اور ۳ بھائی باپ شریک ہیں، لہٰذا میّت کا تمام مال متروکہ منقولہ وغیر منقولہ اور تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض ومہر اور اگر کوئی وصیت ہو تو اجرائے وصیت در ثلث (تہائی) کے بعد، اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے چالیس حصے کئے جائیں ان میں سے ۴/۱ یعنی دس حصے بیوہ کو، ۲/۱ یعنی بیس حصے حقیقی بہن کو دیئے جائیں اور باقی ۱۰ حصے علاتی بھائی بہنوں میں اس طرح تقسیم کریں کہ مرد کو دوگنا اور عورت کو اکہرا یعنی ۲ ہر بھائی کو، اور ہر بہن کو ایک دیں۔

میّت مسئلہ ۴ر۴۰

زوجہ	حقیقی بہن	علاتی بھائی	بھائی	بھائی	علاتی بہن	بہن	بہن	بہن
۱	۲			۱				
۱۰	۲۰	۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بیوہ کا مہر بھی شوہر پر قرض ہے جو تقسیم مال سے پہلے بیوہ کو دیا جائے گا۔ بیوہ کو جہیز میں جو کچھ سامان اس کے گھر سے ملا وہ تنہا اس کی مالک ہے۔ یہ شوہر کے ترکہ میں شامل نہیں۔ بری کے سامان اور زیورات کا مالک اگر شوہر نے بیوی کو بنا دیا تھا تو بیوی مالک ہے، اگر مالک نہ کیا تھا تو رواج دیکھیں گے کہ عرف میں عام طور پر مالک کرتے ہیں یا استعمال کو دیتے ہیں، اگر صرف استعمال کو دیا تھا تو یہ سامان ترکہ میں شمار ہوگا۔ بینک اور لاکرز میں زیورات اگر شوہر کی ملک تھے تو ترکہ میں شمار ہوں گے

ورنہ نہیں۔ ہوٹل کی قیمت لگا کر ترکہ میں شمار کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲ر۴ر۱۹۸۴ء

۸۶ ۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

کل مال مسجد میں دینے کی وصیت کی تو بھی تہائی مال دیا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے پردادا کے تین لڑکے تھے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ شبراتی' خدابخش اور نبی بخش۔ شبراتی کے ایک لڑکا تھا۔ جن کا نام عبدالغفور تھا۔ دوسرے بھائی خدابخش کے بھی ایک لڑکا تھا جس کا نام دین محمد تھا۔ تیسرے بھائی نبی بخش کے تین لڑکے تھے۔ حسین بخش' دلدار اور عیدو۔

عبدالغفور کے کوئی اولاد نہ تھی اور کوئی بھائی بہن بھی نہیں ہے۔ صرف مذکورہ بالا چچا زاد بھائیوں کی اولاد موجود ہے جس میں لڑکیاں بھی ہیں۔ اب چونکہ عبدالغفور صاحب کا انتقال ہو گیا ہے تو مرحوم کی یہ وصیت تھی کہ میری رقم جن صاحب کے پاس امانت ہے وہ بعد مرنے کے مسجد میں لگائیں۔ مندرجہ بالا چچا زاد اولاد کے سوا کوئی موجود نہیں ہے اور خونی رشتے سے ان کے سوا اور کوئی موجود نہیں ہے۔

۱۔ اب آپ بتائیں کہ یہ ان کے وارث ہیں یا نہیں؟ ۲۔ بہنوں کو حصہ ملے گا یا نہیں؟

۳۔ وصیت پر کہاں تک عمل کیا جائے گا؟ فقط مدثر خان، چھوٹکی گٹی' حیدر آباد

۸۶ ۷ **الجواب** ھوالموفق للصواب: متوفی نے جو کچھ جائداد منقولہ وغیر منقولہ چھوڑی ہے' اس میں میت کے حقیقی چچاؤں کے سب پوتے پوتیاں شریک ہوں گے' لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں' تجہیز وتکفین' ادائے قرض اور ایک تہائی مال میں وصیت جاری کرنے کے بعد جو مال بچ رہے گا وہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ عورت کو اکہرا اور مرد کو دوہرا ملے گا۔ قال تعالیٰ **لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ** (النساء:11) اس کا سب مال مسجد میں نہیں دیا جائے گا کہ زندگی میں آدمی اپنے مال کا مختار ہوتا ہے' لیکن مرنے کے بعد اس کے مال میں حق شرع جاری ہوگا اور وہ یہی ہے کہ اگر کل مال مسجد میں دینے کی وصیت کی ہے تو ایک تہائی مال میں' وصیت پر عمل کرتے ہوئے ایک تہائی مسجد کو دیں گے۔ باقی اس کے موجودہ ورثہ میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۷ر۵ر۱۹۸۴ء

۸۶ ۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ترکہ میں ان کا حصہ ہوگا جو متوفی کے انتقال کے وقت حیات تھے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص محمد جعفر کا انتقال ہو گیا۔ وفات کے وقت اس کے پانچ بیٹے محمد عیسیٰ' محمد عرس' ابراہیم' خدابخش اور محمد موسیٰ تھے۔ کچھ عرصے بعد محمد عیسیٰ۔ محمد عرس اور محمد ابراہیم کا علی الترتیب انتقال ہو گیا۔ اس وقت جعفر کے دو بیٹے خدابخش اور محمد موسیٰ زندہ ہیں۔ پہلے بیٹے محمد عیسیٰ کی وفات کے وقت اس کی

کوئی اولاد نہیں تھی۔ دوسرے بیٹے محمد عرس سے ایک بیٹا غلام نبی موجود ہے۔ یعنی محمد عرس کی بھی وفات ہو چکی۔ بڑے بیٹے فوتی محمد ابراهیم کے چھ بیٹے موجود ہیں۔ اس صورت میں غلام نبی جو کہ محمد عرس کا بیٹا ہے اسے اپنے دادا جعفر کی ملکیت سے شریعت کے قانون کے مطابق کیا ملنا چاہئے۔ بینوا توجروا عرضدار، غلام نبی

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: جعفر مرحوم کی وفات کے وقت چونکہ ان کے پانچوں بیٹے زندہ تھے اس لئے جعفر کا ترکہ بعد تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور اجرائے وصیت در ثلث مال اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے ۵ حصے کئے جائیں اور ایک بیٹے کو ایک حصہ دیا جائے۔ محمد عرس کے انتقال کے بعد اس کا کل مال اس کا بیٹا غلام نبی عصبہ درجہ اول ہونے کی بناء پر لے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۸/۵/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

صرف وکیل بنانے سے ملکیت ثابت نہیں ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: اللہ دین نے اپنے بیٹے محمد رمضان کو اپنی مقبوضہ دوکان جو اوقاف کی ملکیت ہے اور جو محکمہ اوقاف سے کرایہ پر حاصل کی تھی۔ ایک اسٹامپ پر لکھ کر دے دی۔ جس کی فوٹو کاپی موجود ہے۔

عرصہ تقریباً آٹھ سال کا گزرا کہ محمد رمضان تنہا اس دوکان کو چلا رہے ہیں اور اس سے قبل بھی محمد رمضان اپنے والد کے ساتھ کاروبار کرتے تھے اور ان کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ نیز گھر کے اخراجات بھی چلاتے رہے اور عرصہ مذکور سے جب سے والد صاحب نے دوکان مذکور نام کر دی تھی محمد رمضان ہی مذکور دوکان کا کرایہ اپنے نام سے جمع کر رہے ہیں۔ چونکہ اوقاف میں اب بھی مذکورہ دوکان آٹھ سال قبل ہی محمد رمضان کے نام پر منتقل ہو چکی ہے۔ اسٹامپ کی تحریر کے چار سال کے عرصے کے بعد والد صاحب (اللہ دین) انتقال فرما گئے۔ تحریر یہ ہے

حلف نامہ

میں اللہ دین ولد علی بخش۔ ساکن لطیف آباد حیدر آباد۔

میں حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ متروکہ وقف املاک کی دوکان میرے قبضہ میں عرصہ ۲۷ سال سے ہے اور جس کا مبلغ ماہانہ کرایہ =/۲۰ روپیہ ادا کر رہا ہوں اور میری طرف کوئی رقم واجب الادا نہیں ہے۔

میں حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میں بہت ضعیف ہو جانے کی وجہ سے مذکورہ دوکان پر کاروبار اپنے لڑکے محمد رمضان کے حوالے کر رہا ہوں تاکہ گھر کا گزر چلا سکے۔

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ مذکورہ دوکان کے کرایہ کی پرچی میرے لڑکے محمد رمضان کے نام منتقل کر دی جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ تاکہ مذکورہ دوکان کا کرایہ باقاعدہ میرا لڑکا محمد رمضان ادا کرتا رہے۔

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا تحریر میں نے مکمل ہوش و حواس کے ساتھ کر دی ہے تاکہ سند رہے اور وقت

ضرورت کام آئے۔　فقط، اللہ دین

اب اللہ دین مرحوم کے ایک بیٹے نے مطالبہ کیا ہے کہ اس دوکان میں اس کو بھی حصہ ملنا چاہئے۔ جب کہ محمد رمضان نے اپنی محنت اور سرمایہ سے اس کاروبار کو ترقی دی ہے۔ تو کیا اللہ دین والد مرحوم کا دوسرا بیٹا۔ اس دوکان میں شرعی طور پر حقدار ہوسکتا ہے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر والد مرحوم کی تحریر کی رو سے اور شرعی طور سے فتویٰ عطا فرمایا جائے تا کہ اس تنازعہ کو حل کیا جاسکے۔　فقط السائل محمد رمضان

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں اسٹامپ کی تحریر صاف بتا رہی ہے کہ متوفی اللہ دین نے صرف اپنا کاروبار اپنے لڑکے محمد رمضان کے حوالے کیا۔ یعنی اسے اپنا کاروباری وکیل بنایا اور صرف وکیل بنانے سے ملکیت ثابت نہیں ہوتی۔ چنانچہ متوفی کے حوالہ کئے ہوئے سامان سے جو بھی منافع ہوا اور تجارت بڑھی اس میں اس کے ورثہ شریک ہوں گے اور ترکہ سے اپنا اپنا حصہ لیں گے۔ ہاں اگر محمد رمضان نے اپنی ذاتی ملکیت سے کچھ رقم کاروبار میں لگائی ہے تو وہ رقم ترکہ میں شمار نہ ہوگی۔ وکیل کے قبضہ میں جو چیز ہوتی ہے وہ بطور امانت ہوتی ہے۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۲۴/۵/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

بیٹے کی موجودگی میں پوتا اور پڑپوتا محروم رہیں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ دو بیٹے زید کی زندگی میں انتقال کر گئے۔ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں باقی ہیں۔ زید کا ایک مکان ہے جسے اس نے بغیر کسی کی مدد کے خود بنایا۔ زید کے انتقال کے بعد اس کے ترکہ کا حق دار کون کون ہو سکتے ہیں جو دو بیٹے زید کی موجودگی میں انتقال کر گئے تھے۔ ان کی اولاد یعنی زید کے پوتے اور پوتے کی اولاد زید کے ترکہ میں حق رکھتے ہیں یا نہیں؟ اور زید کا بیٹا جو زندہ ہے اس نے زید کا مکان =/۶۵۰۰۰ ہزار روپے میں فروخت کر دیا۔ اب یہ =/۶۵۰۰۰ ہزار کی رقم ورثاء میں کتنی کتنی تقسیم ہوگی؟ اور ایک بہن جو وفات کی گئی ہے؟ اس کا حصہ ہوگا یا نہیں؟　السائل حاجی محمد رفیق ولد فضل کریم لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں زید کا پوتا محروم رہے گا، کیوں کہ میت کا دوسرا بیٹا موجود ہے اور بیٹے کی موجودگی میں پوتا اور پڑپوتا محروم ہوتا ہے ہاں میت کے ایک بیٹے اور دو بیٹیوں میں ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ تجہیز و تکفین ادائیگی قرض اور اجرائے وصیت در ثلث مال کے بعد باقی ماندہ مال کے چار حصے کئے جائیں۔ ان میں سے دو بیٹے کو ایک ایک ہر بیٹی کو ملے گا۔

میت مسئلہ ۴

ابن	بنت	بنت
۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۴/۷/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

وصیت کو اگر ورثاء نافذ رکھیں تو وصیت نافذ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے بڑے بھائی نے انتقال سے تقریباً ایک ماہ قبل ہمدرد دوست سے زبانی کہا تھا کہ میں نے رئیسہ خاتون (حقیقی بہن) کی لڑکیوں کی شادی کے لئے بنک میں پینتالیس ہزار روپے رکھے ہیں۔ میرے مرنے کے بعد اس کو دے دینا۔

مبلغ دس ہزار روپیہ رضیہ بیگم مرحومہ بیوی اور بیس ہزار روپیہ مرحوم نے اپنے لئے یعنی کل تیس ہزار روپیہ بنک میں رکھے ہیں کہ کسی رفاہِ عام ہسپتال میں ہم دونوں کے نام سے لگا دئے جائیں۔

اس بات کا ذکر دوست نے مرحوم کے چہلم کے دن ورثا اور تمام عزیزوں کے سامنے کیا تھا اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اس زبانی بات پر عمل کرنا یا نہ کرنا تمام ورثا کا فعل ہے۔

اگر مندرجہ بالا رقم جو کہ بھائی نے لڑکیوں کی شادی کے لئے رکھی ہے رقم کی وصولیابی کے بعد میرا مرحوم بھائی کے ترکہ میں حق وراثت ختم ہو جائے گا؟ یا رقم مذکورہ بھی مجھے ملے گی؟ اور شرعی طور سے ترکہ میں حصہ برقرار رہے گا؟ تفصیل سے قرآن وسنت کا فیصلہ صادر فرمائیں۔

مرحوم کے والدین نہیں ہیں اور ایک بیوہ ہے۔

حقیقی بہن	علاتی بھائی	علاتی بہنیں	
۱	۳	۴	فقط السائلہ رئیسہ خاتون، قصاب لین حیدر آباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: اگر وصیت مذکورہ کو ورثہ میت سے سب وارث جائز رکھتے ہیں تو وصیت مذکورہ اس وارث موصٰی لہ کے حق میں تمام وکمال جائز ونافذ ہو جائے گی۔ لہٰذا بعد ادائے قرض مقدم علی الوصایا جس قدر کی وصیت کی ہے اس وارث موصٰی لہ کو دیا جائے گا۔ اسی طرح جو رقم مرحوم نے اپنی اور اپنی مرحوم بیوی کی جانب سے کار خیر میں لگانے کی وصیت کی تو یہ ورثاء کی اجازت سے نافذ ہوگی، ہندیہ میں ہے لو قال اوصیت بان یتصدق ...... فالوصی یتصدق وفی الخلاصۃ لو اوصی بان یصدق فی عشرۃ ایام فتصدق فی یوم جاز۔ (فتاویٰ رضویہ) وصیت جاری کرنے کے بعد بقیہ مال میں بہن اپنا مقررہ نصف حصہ لے لے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۵ / ۷ / ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیٹا، دو بہنیں اور بھتیجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوا اس کے وارثین میں صرف

ایک لڑکا، دو بہنیں اور دو مرحوم بھائیوں کی اولاد ہیں۔ والدین اور بیوی نہیں ہیں۔ کیا اس صورت میں مرحوم بھائیوں کی اولاد ترکہ میں شریک ہوگی؟ اور کیا بہنوں کو بھی حصہ ملے گا یا نہیں؟ السائل مولانا محمد میاں بھوپالی، لطیف آباد ۸، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں متوفی کا تمام مال منقول و غیر منقول، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور ایک تہائی مال میں وصیت کے نفاذ کے بعد۔ (اگر وصیت ہو) اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال بیٹا لے لے گا۔ بیٹے کی موجودگی میں بہنیں اور بھتیجے، بھتیجیاں محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۴/۱۱/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک وارث دوسرے وارث کو حصہ نہ دے اور مر جائے تو اس کے ترکہ کی تقسیم سے قبل دوسرے وارث کا حصہ نکالا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا اور اس نے اپنے پیچھے ایک بیٹا عبدالکریم اور ایک بیٹی خیر النساء چھوڑی۔ عبدالکریم نے اپنی بہن کو کچھ وراثت میں سے نہیں دیا کہ عبدالکریم کا انتقال ہو گیا تو اس نے اپنے پیچھے اپنی بہن خیر النساء اور دو بیوہ چھوڑیں تو اس صورت میں جائیداد کی وراثت کیسے ہوگی؟

اگر مرحوم عبدالکریم نے اپنی زندگی میں زبانی یا تحریری اپنی کسی بھی بیوہ کو اپنی جائیداد کا وارث بنا دیا ہو تو کیا مکمل جائیداد اس کی بیوی کی ہوگی؟ اور دیگر ورثاء محروم رہیں گے؟ السائل مبارک علی، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں عبدالعزیز کا مال متروکہ تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور اگر کوئی وصیت کی ہو تو تیسرے حصے مال میں وصیت کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ بچے ہوئے مال کے تین حصے کئے جائیں اس میں دو حصے عبدالکریم کو اور ایک حصہ خیر النساء کو ملے گا۔ **لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ** (النساء:11) عبدالکریم نے اگر بہن کو حصہ نہیں دیا تھا تو اس کے مرنے کے بعد بھی وہ حصہ اس مال سے پہلے نکالا جائے گا اور بہن کو ملے گا۔ پھر عبدالکریم کے انتقال کے بعد اس کے مال کے ۴ حصے کئے جائیں۔ ان میں سے تین بہن کو دیں اور ایک میں دونوں بیویاں شریک ہوں گی۔ یہ دونوں اپنے حصہ کو باہم برابر برابر تقسیم کر لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹/۳/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ذوی الفروض کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام وارث نہیں ہوں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ ہم دو بھائی اور ایک بہن دنیا میں آئے۔ بہن کا انتقال ۲۱ راگست ۱۹۵۰ء میں ہو گیا تھا۔ چند سال ہوئے کہ والدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔

والدہ نے ایک مکان چھوڑا ہے۔ جو ان کی ملکیت ہے اور مرحومہ بہن کا ایک لڑکا ہے۔ آپ قرآن حدیث کی روشنی میں یہ بتائیں کہ ہمارے بھانجے مدثر علی کا مکان میں حصہ ہے یا نہیں؟

فقط السائل، خطیب حافظ محمد اویس، سبحانی مسجد، سٹلائیٹ ٹاؤن، میرپور خاص، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد متوفیہ کا تمام مال منقول وغیر منقول دونوں بیٹے آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیں گے، چوں کہ بہن کا انتقال (متوفیہ کی بیٹی کا) والدہ سے پہلے ہو چکا ہے، اس لئے بہن کا بیٹا محروم رہے گا کہ وہ ذوی الارحام میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸/ ۱۲/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، چار بیٹے، بیٹی اور دو بہنیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کا انتقال ہو گیا۔ اس کی بیوی ''ہندہ بیوہ'' ہے۔ چار لڑکے ہیں اور ایک لڑکی ہے جو شادی شدہ ہے اس کے علاوہ زید کی دو بہنیں بھی ہیں۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ زید کی جائیداد و ملکیت میں ان سب کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ کیا بہنوں کو بھی حصہ ملے گا؟ اگر ملے گا تو کتنا کتنا؟ خدا آپ کو اجر عظیم عطا کرے۔ آمین!

احقر بدرالدین نظامی، نوآباد گلی مارکیٹ روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، و ادائیگی قرض اور وصیت ہو تو ایک تہائی مال میں جاری کرنے کے بعد متوفی کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ اس طرح تقسیم ہوگی کہ کل مال کے بہتر ۷۲ حصے کیے جائیں، ان میں سے ۹ بیوہ کو، ۱۴-۱۴ ہر لڑکے کو اور ۷ لڑکی کو دیے جائیں۔ شادی شدہ بھی میراث میں حصہ لیتی ہے، زید کی بہنیں محروم رہیں گی۔

میت مسئلہ ۸/ ۷۲

زوجہ	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	بہن	بہن	
۹	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	محروم	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۰/ ۱۲/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، دو بیٹے اور چھ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عرض یہ ہے کہ میرے والد مرحوم عبدالصمد خان کے ترکہ میں ایک مکان ہے۔ جس کی مالیت تقریباً ایک لاکھ روپے ہے۔ والد مرحوم کے ورثاء حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ایک بیوہ ۲۔ دو بیٹے ۳۔ چھ بیٹیاں

سب بیٹیاں الحمدللہ شادی شدہ ہیں۔ والدہ اور چھوٹا بھائی میرے زیر کفالت ہیں۔ فقہ حنفیہ کے مطابق وراثت کے مسئلہ کو تفصیلی لکھ کر مشکور فرمائیں۔ خیر اندیش فیاض احمد غوری، فقیر کا پڑ، حیدر آباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور وصیت ہو تو تہائی مال میں جاری کرنے کے بعد متوفی کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ اس طرح تقسیم کی جائے گی کہ کل مال کے ۸۰ حصے کئے جائیں، اس میں سے ۱۰ بیوہ کو ۱۴ ہر بیٹے کو اور ۷ ہر لڑکی کو دیے جائیں۔

میّت مسئلہ ۸/ ۸۰

زوجہ	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	
۱۰	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸/ ۱۲/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوہ، بیٹی، ۲ بھتیجے اور ۲ بھتیجیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حاجی محمد ابراہیم کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس لئے ان کی جائداد کی تقسیم کے سلسلے میں شرعاً فتویٰ کی ضرورت ہے۔ مرحوم نے پیچھے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑے ہیں۔ بیوہ، بیٹی ۱، بھتیجے ۲، بھتیجیاں ۲، نواسہ ۱، نواسیاں ۲۔ برائے مہربانی فتویٰ دیں کہ ان ورثاء کو کیا کیا حصہ شرعاً ملے گا؟

فقط اللہ بخش وریا، چانا پاڑہ ٹنڈو آدم۔ ضلع سانگھڑ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو تہائی مال میں نافذ کرنے کے بعد جائداد اس طرح تقسیم ہوگی کہ کل مال کے سولہ حصے کئے جائیں، ان میں سے آٹھواں یعنی دو حصے بیوہ کو، آدھے یعنی آٹھ حصے بیٹی کو اور ۲ ہر بھتیجے کو اور ۱ ہر بھتیجی کو دیا جائے، نواسہ اور نواسیاں محروم ہیں۔

میّت مسئلہ ۱۶

بیوہ	بیٹی	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجی	بھتیجی	
۲	۸	۲	۲	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸/ ۱۲/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۳ بیٹیاں اور ۳ بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محمد یوسف متوفی کا ذاتی مکان اور دو دکانیں ہیں۔

محمد یوسف نے اقرار کر کے عبدالحق کو فروخت کی تھیں اور جب عبدالحق سوتی دینے محمد یوسف کے مکان پر آیا اس وقت یوسف سخت بیمار تھا اور محمد یوسف نے عبدالحق کو انگوٹھا لگا دیا کہ میں دکانیں عبدالحق کو دیتا ہوں اور عبدالحق نے تین مہینے کے بعد پیسے دینے کا اقرار کیا تھا اور دس ہزار روپے اس نے دیئے تھے اور باقی پیسے دینے کے بعد رجسٹری کرنے کو کہا تھا۔ اب محمد یوسف وفات پا گیا ہے۔ محمد یوسف کے تین بھائی موجود ہیں اور تین لڑکیاں اور ایک بیوہ موجود ہیں۔ محمد یوسف کا کوئی لڑکا نہیں محمد یوسف کے بھائی رحمت کی اپنی جائیداد میں ایک دکان اور ایک مکان کھتری پاڑہ میں ہے اور ایک مکان شہباز کالونی میں واقع ہے۔ یوسف کے دو بھائی اپنا حصہ معاف کرنے کو تیار ہیں۔ مگر تیسرا بھائی اپنا حصہ لینے کے لیے مطالبہ کرتا ہے۔ از روئے شرع معاف کرنے والے کیسے معاف کریں؟ اور مطالبہ کرنے والا ایک بھائی تین لڑکیاں اور ایک بیوہ آپس میں جائیداد کیسے تقسیم کریں؟

فقط السائلہ زینب زوجہ محمد یوسف، ٹنڈو الہیار، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نافذ کرنے کے بعد میت کا تمام مال منقولہ وغیر منقولہ اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ کل مال کے ۷۲ حصے کیے جائیں، ان میں سے آٹھواں یعنی ۹ حصے زوجہ کو، ہر لڑکی کو ۱۶، ہر بھائی کو ۵، دیے جائیں، جو بھائی اپنا حصہ معاف کرنا چاہیں تو وہ جسے چاہیں دیں، ان کے مال میں انہیں اختیار ہے، خواہ اس کو بھی مذکورہ طریقہ سے دوبارہ تقسیم کر لیں، صورت یہ ہے

میت مسئلہ ۲۴/ ۷۲

زوجہ	دختر	دختر	دختر	بھائی	بھائی	بھائی	
۳		۱۶			۵		
۹	۱۶	۱۶	۱۶	۵	۵	۵	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸/ ۱۲/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ایک حقیقی بہن اور ایک حقیقی بھائی اور علاتی بھائی، بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: یہ کہ میرے حقیقی بھائی سید یعقوب علی مرحوم ولد سید مطلوب علی مرحوم کا انتقال مورخہ ۱۶/ مارچ ۱۹۸۴ء کو ہو گیا تھا۔ مرحوم بھائی سید یعقوب علی نے پہلی شادی حسینہ بیگم مرحومہ سے کی تھی۔ دوسری شادی روشن آراء سے کی تھی، پہلی اور دوسری دونوں بیویوں سے اولاد نہیں۔ والد محترم سید مطلوب علی مرحوم کی پہلی بیوی سے اولاد یہ ہے

پہلی والدہ محترمہ مرحومہ سے اولاد

بھائی سید یعقوب علی مرحوم بہن رئیسہ خاتون

والد محترم سیّد مطلوب علی مرحوم کی دوسری بیوی سے اولاد یہ ہے

انور علی اقبال حسین مشرف علی نور جہاں شمیم بیگم کوثر جہاں ناہید

بھائی سیّد یعقوب علی مرحوم نے اپنی محنت سے کمائی کر کے منقولہ وغیر منقولہ جائیداد لاکر ز بنک میں روپیہ چھوڑا ہے۔ تمام چیزوں کی تقسیم کیسے ہوگی؟ از راہ کرم تفصیل سے تحریر فرمائیں۔ فقط رئیسہ خاتون بیوہ سیّد توکل حسین، حیدر آباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین' ادائے قرض و مہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد' تمام جائداد منقولہ و غیر منقولہ اس طرح تقسیم ہوگی کہ کل مال کے چالیس حصے کیے جائیں۔ اس میں سے چوتھائی یعنی دس بیوہ کو نصف یعنی بیس حصے حقیقی بہن کو اور ۲-۲ حصے ہر بھائی کو ایک ایک ہر علاتی بہن کو دیا جائے۔

میت مسئلہ ۴۰

بیوہ	حقیقی بہن رئیسہ	انوار	اقبال	مشرف	نور جہاں	شمیم	کوثر	ناہید	
۱۰	۲۰	۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۲/۱۲/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں ایک بھائی اور چار بہنیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کا انتقال ہو گیا ہے اور وہ لاولد تھا۔ اس کے ا ر بھائی، ۴ر بھتیجے، ۳ر بھتیجیاں، ۴ر بہنیں موجود ہیں۔ ان کے حصے میں وراثت کی تقسیم کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ اور ان کے علاوہ مزید کوئی رشتہ وراثت کے زمرّہ میں آتا ہے یا نہیں؟ از راہ کرم قرآن سنت کی روشنی میں جواب دیں۔

امیدوار عبد المجید خان ولد عبد الحمید خان، پختہ قلعہ' حیدر آباد' سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین' ادائے قرض اور نفاذ وصیت تہائی مال کے بعد کل مال کے چھ حصے کیے جائیں۔ اس میں سے دو بھائی کو اور ایک ایک ہر بہن کو دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۶

حقیقی بھائی	بہن	بہن	بہن	بہن	بھتیجے بھتیجیاں	
۲	۱	۱	۱	۱	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۴/۱۱/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں اور بھائی کے بچے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عبداللہ خان کا انتقال ہوا اس کے وارثین میں ایک لڑکا، دولڑکیاں اور مرحوم بھائیوں کی اولاد ہے۔ کیا مرحوم بھائی کی اولاد مستحق ہے یا نہیں؟ اور ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ بیٹیوں کو کتنا کتنا ملے گا؟ السائل فضل متین ولد عبداللہ خان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں متوفی کا تمام مال منقول وغیر منقول، تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض، اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں نفاذ وصیت کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے چار حصے کیے جائیں گے ان میں سے ۲ ہر لڑکے کو اور ایک ایک ہر لڑکی کو دیا جائے گا۔ میت کے بھائیوں کی اولاد محروم رہے گی۔

میت مسئلہ ۴

لڑکا	لڑکی	لڑکی	بھائیوں کی اولاد
۲	۱	۱	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر عبدالحفیظ قادری برکاتی غفرہ ۱۵/۱۱/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

وارث کو اپنا حصہ فروخت کرنے کا اختیار ہے اور اس پر شفعہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے حقیقی چچا جناب حاجی سیّد عیوض علی مرحوم ولد سیّد وارث علی کے کوئی اولاد نرینہ یا مادینہ نہیں (یعنی وہ لاولد تھے) اور میں اپنے والد جناب سیّد فرزند علی ولد سیّد وارث علی کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ میرے حقیقی چچا جناب حاجی سیّد عیوض علی ولد سیّد وارث علی کی وفات کے بعد ان کے پسماندگان میں ان کی بیوہ یعنی میری چچی محترمہ رشیدہ بیگم بقید حیات ہیں اور دوسرا میں خود ہوں۔ متعلقہ مختار کار تعلقہ میہڑ ضلع دادو نے میرے حقیقی چچا جناب سیّد عیوض علی کی مذکورہ بیوہ یعنی میری چچی اور مجھے مرحوم چچا کی تمام منقولہ وغیر منقولہ جائیداد وملکیت کا وارث قرار دیتے ہوئے ہم دونوں کے نام مشترکہ وراثت کا سرٹیفکیٹ جاری کیا ہے۔

آپ سے التماس ہے کہ بحیثیت مستند مفتی دین کے شرعی اعتبار سے اور قرآن وسنت کے احکام کی رو سے تفصیلی فتویٰ جاری فرمائیں کہ

۱۔ ایسی صورت میں جو کہ اوپر بیان کی گئی ہے کہ میرے مرحوم چچا جناب حاجی سیّد عیوض علی ولد سیّد وارث علی کی تمام منقولہ وغیر منقولہ جائیداد وملکیت میں میرا حق یا حصہ کتنے فیصد ہے؟ اور میری چچی کا کتنے فیصد حق یا حصہ ہے؟

۲۔ آیا! میری بیوہ چچی کو وہ حصہ جتنے فیصد پر بھی ان کا حق بنتا ہے اسے ان کو کسی بھی فرد دیگر کو فروخت کرنے یا منتقل کر دینے کا اختیار ہے یا نہیں؟ کیوں کہ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ حق شفعہ کے مطابق وہ یعنی میری چچی تا حیات اس حق

سے خود استفادہ تو کرسکتی ہیں لیکن میرے علاوہ کسی اور دیگر فرد کو نہ تو وہ فروخت کرسکتی ہیں نہ ہی منتقل کرسکتی ہیں۔ براہ کرم دونوں نقاط پر تفصیلی فتویٰ جاری فرمائیں۔ شکریہ

السائل سیّد رونق علی ولد سیّد فرزند علی، {اہلِ سنّت و جماعت 'مسلک حنفی}، یونٹ نمبر ۱۰ 'لطیف آباد' حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین' ادائیگی قرض اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نفاذ کے بعد متوفی کی تمام جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۴ حصے کیے جائیں۔ ان میں سے ایک بیوہ کو اور باقی تین حقیقی بھتیجے کو ملیں گے، بیوہ کو اپنا حصہ فروخت کرنے کا اختیار ہے کیوں کہ میراث کی رو سے جو جائداد حاصل ہوا اس پر شفعہ نہیں ہے۔ (عالمگیری)۔

واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸/ ۱۲/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیٹے، ایک بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے دادا مرحوم کی زمین کے تین حصے دار ہیں۔ جن میں ایک میرا والد' دوسرا میرا چچا جو کہ فوت ہو گیا ہے مگر ان کا ایک لڑکا ہے اور تیسری حصے دار میری پھوپھی ہیں۔ ابھی تک زمین کا بٹوارہ نہیں ہوا ہے۔ ایسے ہی برادرانہ بٹوارے کے تحت ہم لوگ آپس میں فصل کو تقسیم کرتے رہے ہیں مگر اب میری پھوپھی کو کچھ شک ہے کہ اس کو اس کا حق پورا نہیں مل رہا لہٰذا مہربانی فرما کر ذرا تفصیل سے میرے اس مسئلہ کو حل کر کے بتائیں کہ میرے دادا کی زمین میں سے میرے والد کا کتنا حصہ؟ اور میرے چچا کا کتنا حصہ؟ اور میری پھوپھی کا کتنا حصہ بنتا ہے؟ مجھے امید ہے کہ آپ میری مشکل حل فرمائیں گے۔ شکریہ

فقط والسلام عرض دار خادم محمد سلیمان خان

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین' ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو تہائی مال میں نفاذ کے بعد متوفی کا تمام مال منقول و غیر منقول اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے پانچ حصے کیے جائیں' ان میں سے ۲-۲ متوفی کے بیٹوں کو اور ایک بیٹی کو دیا جائے پھر چونکہ ان کے ایک بیٹے کا انتقال ہو گیا تو باپ کا حصہ متوفی کا پوتا تنہا لے گا' اس کی پھوپھی اور چچا اس میں شریک نہ ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۵

بیٹا	بیٹا (مرحوم)	بیٹی	
	پوتا		
۲	۲	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲/ ۱۲/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کے والدین کا انتقال ہوگیا ہے۔ زید کی چار بہنیں ہیں اور ایک وہ خود ہے۔ تین بہنیں شادی شدہ ہیں اور ایک غیر شادی شدہ ہے۔ اسلامی طریقہ سے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کے کتنے کتنے حصے ہوں گے؟ زید بھی غیر شادی شدہ ہے۔ غیر شادی شدہ بہن اپنا خود پکاتی کھاتی ہے اور خود ہی اپنا گزارا کرتی اور اسی گھر میں ایک کمرے میں رہتی ہے اور جائیداد صرف ایک مکان ہے۔ جو باپ کی ملکیت ہے۔ تو برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کہ غیر شادی شدہ اور شادی شدہ کا جائداد میں کتنا حصہ ہوگا؟

فقط والسلام مشتاق احمد درانی

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں بعد تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور اجرائے وصیت در ثلث مال ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے چھ حصے کیے جائیں ان میں سے دو حصے لڑکے کو اور ایک ایک حصہ ہر لڑکی کو برابر برابر دیا جائے۔ شادی شدہ اور غیر شادی شدہ میں کوئی تفریق نہیں۔ دونوں برابر شریک ہیں۔ مسئلہ اس طرح ہے۔

میّت مسئلہ ۶

ابن	بنت	بنت	بنت	بنت
۲	۱	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۴/ ۱۲/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

سوتیلی اولاد کا ترکہ میں کوئی حق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حکیم سیّد اصغر علی کا انتقال ہوگیا۔ انھوں نے دو بیوائیں چھوڑی ہیں۔ پہلی بیوہ مظفر النساء جس سے مرحوم کی صرف ایک لڑکی یاسمین بانو عمر ۲۴ سال شادی شدہ۔ دوسری بیوہ مسماۃ زبیدہ جس سے مرحوم کی دو لڑکیاں۔ اوّل فرح بانو اور دوئم سلطنت بانو۔ ان دونوں میں سے فرح بانو شادی شدہ ہے۔

مرحوم حکیم سیّد اصغر علی کے مندرجہ بالا لڑکیوں کے علاوہ کوئی لڑکا نہیں ہے۔

جب دوسری بیوہ مسماۃ زبیدہ سے عقد ثانی کیا تھا اس وقت زبیدہ کی چار لڑکیاں تھیں۔ ۱۔ فہمیدہ بنت غلام علی شادی شدہ ۲۔ نجمہ بنت غلام علی شادی شدہ ۳۔ نزہت بنت غلام علی شادی شدہ اور ۴۔ مسرت بنت غلام علی شادی شدہ، جو حیات ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مرحوم کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کس طرح تقسیم ہوگی اور کس کس کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ اس میں مرحوم کی ملازمت کی پینشن وغیرہ بھی شامل ہیں۔ جب کہ آخر الذکر چار لڑکیاں مرحوم اصغر علی صاحب سے نہیں ہیں۔

برائے مہربانی شرع محمدی ﷺ اہل سنت و جماعت کے مطابق تحریر فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ مرحوم کا ایک بھائی بھی ہے کیا اس کو ترکہ میں حصہ ملے گا یا نہیں؟ نیازمند، سیّد جعفر علی ولد سیّد الطاف علی، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز و تکفین' ادیگی قرض اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نافذ کرنے کے بعد' متوفی کا کل مال منقول و غیر منقول اس طرح تقسیم ہوگا کہ اس کے مال کے ۱۴۴ حصے کئے جائیں۔ جن میں سے ۹-۹ ہر بیوہ کو' ۳۲-۳۲ ہر لڑکی کو (جو متوفی سے ہیں) اور باقی ۳۰ حقیقی بھائی کو دے جائیں۔ زبیدہ کی پہلے شوہر سے جو اولاد ہے وہ محروم رہے گی کہ اس کا مرنے والے سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔

میت مسئلہ ۲۴/۱۴۴

زوجہ مظفر	زوجہ زبیدہ	یاسمین	فرح	سلطنت	بھائی	فہیدہ	نجمہ	نزہت	مسرت
۹	۹	۳۲	۳۲	۳۲	۳۰	محروم	محروم	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۱۲/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک عورت کے ورثاء میں نو پوتے اور ۴ پوتیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بی بی زینب فوت ہوگئی۔ جس کے دو بیٹے تھے۔ ۱۔ بڑا بیٹا امداد علی شاہ۔ اس کی اولاد میں دو بیٹے ہیں۔ محمد علی شاہ ۲۔ رسول بخش شاہ، ۲۔ چھوٹا بیٹا غوث علی شاہ۔ اس کی اولاد میں سات بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ زینب کے بیٹوں میں پہلے چھوٹا بیٹا فوت ہوگیا' پھر اس کے بعد میں بڑا بیٹا فوت ہوگیا اور اس کے بعد زینب بھی فوت ہوگئی۔ اب آپ بتائیں کہ ان میں سے کون کون کتنے کتنے حصے کا مستحق ہے؟

فقط: محمد علی شاہ، پختہ قلعہ' حیدرآباد' سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں' تجہیز و تکفین ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں نفاذ کے بعد مرحومہ کا کل مال منقول ہو غیر منقول اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے بائیس حصے کئے جائیں۔ ان میں سے ۲-۲ ہر پوتے کو اور ایک ایک ہر پوتی کو دیا جائے۔

میت مسئلہ ۲۲

پوتا	پوتا	پوتا	پوتا	پوتا	پوتا	پوتا	پوتا	پوتا	پوتی	پوتی	پوتی	پوتی
۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۱/۱/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک عورت کے ورثاء میں شوہر اور چچازاد بھائی، بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ صاحبزادی بقضائے الٰہی فوت ہوگئی۔ مرحومہ کے پسماندگان میں ایک شوہر شجاع محمد۔ ایک مرحومہ کی بہن کی دختر۔ مرحومہ کے برادر کی دو دختران۔ مرحومہ کے چچا کے پانچ پسران اور چچا کی دو دختران بقید حیات ہیں۔ مرحومہ کی جائیداد میں از روئے شرع ان سب کا کتنا کتنا حصہ بنتا ہے؟

فقط السائل: محمد ولد دین محمد لغاری، تاج پور ضلع حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں نفاذ کے بعد مرحومہ کے کل مال منقول وغیر منقول کے دس حصے کئے جائیں۔ جس میں سے ۵ شوہر شجاع محمد کو اور ایک ایک مرحومہ کے پانچ چچازاد بھائیوں میں تقسیم کیا جائے۔ باقی لوگ محروم رہیں گے۔

میت مسئلہ ۱۰

شوہر	چچازاد بھائی	بھائی	بھائی	بھائی	بھائی	بھانجی	بھتیجی	چچازاد بہن
۵	۱	۱	۱	۱	۱	محروم ہیں		

واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۷/۱/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیویاں اور تین بیٹے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرا بھائی آبدار خان ولد خیراتی خان بحیثیت گارڈ یونائیٹڈ بنک میں اپنے فرائض انجام دے رہا تھا۔ جس کا انتقال تقریباً چھ ماہ قبل ہو چکا ہے۔ آبدار خان کی دو بیویاں ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے پسماندگان میں اپنی پہلی بیوی سے تین لڑکے چھوڑے اور دوسری بیوی سے مرحوم نے اپنے انتقال سے تقریباً دو سال پہلے نکاح کیا تھا' جس سے کوئی اولاد نہیں۔ اس طرح کل وارثین کی تعداد حسب ذیل ہے۔

پہلی بیوی نسیم بیگم اور اس کے بطن سے تین لڑکے ہیں۔ شہباز' عابد اور عارف اور تینوں نابالغ ہیں۔

دوسری رئیسہ بیگم۔ جس کے بطن سے کوئی اولاد نہیں۔ اس سلسلے میں جناب سے گزارش عرض ہے کہ بنک کے واجبات جو مرحوم کے وارثین کو ملنے ہیں۔ ان کی تقسیم کے سلسلے میں شرعی فتویٰ صادر فرمایا جائے تا کہ کسی جھگڑے کی نوبت نہ آئے۔ عرض دار ایوب خان ولد خیراتی خان برادر حقیقی مرحوم آبدار خان، خانزادہ کالونی' کوٹری' سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین' وادائیگی قرض ومہر اور وصیت کی ہو تو تہائی مال میں

نفاذ کے بعد متوفی کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۴۸ حصے کئے جائیں۔ جن میں سے آٹھویں حصے ۶ میں سے دونوں بیویوں کو ۳-۳ دیئے جائیں اور ہر لڑکے کو ۱۴-۱۴ حصے دیئے جائیں۔

میّت مسئلہ ۴۸/۸

بیوہ نسیم	بیوہ رئیسہ	شہباز	عابد	عارف
۳	۳	۱۴	۱۴	۱۴

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۶/۱/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

درجہ سوم کے عصبہ کی موجودگی میں درجہ چہارم کو حصہ نہیں ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: متوفی محمد عثمان نے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑے ان ورثاء میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا۔

ایک بھتیجا۔ جس کا نام غلام حسین ہے۔ چار چچا زاد بھائی۔ اللہ بچایو، عباس، حسن اور احمد۔ ایک چچا زاد بہن۔ جس کا نام سکھارمائی ہے۔ السائل غلام حسین، ٹنڈو طیب، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد، متوفی کا کل مال منقول وغیر منقول اس کے حقیقی بھائی کا بیٹا (بھتیجا) غلام حسین لے لے گا کہ یہ عصبہ درجہ سوم میں ہے اور اس درجہ میں کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔ چچا زاد بھائی بہن محروم ہیں کہ وہ عصبہ درجہ چہارم میں ہیں اور سوم کے ہوتے ہوئے چہارم محروم ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۸/۲/۱۹۸۵ء

بیوہ کا نکاح ثانی کر لینا، پہلے شوہر کے ترکہ سے محروم نہ کرے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محمد عمر ولد بچایو کا انتقال اندازاً ۱۳ سال قبل ہو گیا۔ مسماۃ رابعہ نے اندازاً ۸ سال قبل ایک دیگر شخص سے عقد ثانی کر لیا ہے۔ کیا مسماۃ رابعہ سابق بیوہ محمد عمر حال زوجہ دیگر شخص کا کوئی شرعی حق مسمّی محمد عمر مرحوم کی ذاتی ملکیت میں ہوتا ہے؟ یا مسماۃ رابعہ مرحوم محمد عمر ولد بچایو کے ورثاء میں شامل ہے یا نہیں؟ جب کہ مسماۃ رابعہ عقد ثانی کر کے اندازاً ۸ سال گذشتہ سے اپنے بچوں سے لاتعلقی کی زندگی گزار رہی ہے۔

مرحوم کے ایک لڑکا، دو لڑکیاں ہیں اور والدہ کا انتقال محمد عمر کے بعد ہوا ہے۔ محمد عمر کی ایک حقیقی بہن بھی ہے۔

فقط ہارون ولد محمد رمضان، ٹنڈو ولی محمد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: بیوہ عورت کا نکاح ثانی کر لینا عورت کے مہر یا میراث کو ساقط نہیں کرتا (فتاویٰ رضویہ)

لہٰذا عورت بدستور اپنے شوہر کے ترکہ میں حقدار رہے گی۔ چنانچہ تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد محمد عمر کی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۹۶ حصے کیے جائیں، ان میں سے چھٹا ۱۶ والدہ کو، آٹھواں ۱۲ بیوہ کو، ۱۷-۱۷ ہر لڑکی کو اور ۳۴ لڑکے کو دیے جائیں۔ پھر محمد عمر کے والد کا انتقال ہوا اور اس نے ورثہ میں ایک لڑکی چھوڑی ایک پوتا اور دو پوتیاں چھوڑیں۔ تفصیل اس طرح ہے

میت مسئلہ ۹۶

والدہ مرحومہ	بیوہ	لڑکا	لڑکی	لڑکی	
۱۶	۱۲	۳۴	۱۷	۱۷	واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸

بیٹی	پوتا	پوتی	پوتی	
۴	۲	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید   ۳۰/۳/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک عورت کے ورثاء میں اس کا شوہر اور بھائی ہے، پھر شوہر کا انتقال ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میری ہمشیرہ کا ایک سال قبل انتقال ہو گیا۔ اس کے چار پانچ ماہ کے بعد میرے بہنوئی صاحب کا بھی انتقال ہو گیا۔ میرے بہنوئی صاحب نے دوسری شادی کر لی تھی جس میں دو بچیاں ہیں۔ میری ہمشیرہ کی کوئی اولاد نہ تھی اور نہ ہی میرے علاوہ اور کوئی بہن بھائی ہے۔

اب سامان کی تقسیم جس میں زیور کپڑا اور دیگر گھریلو سامان شامل ہے، کا طریقہ معلوم کرنا ہے۔ واضح رہے کہ جس سامان کے بارے میں دریافت کرنا ہے۔ دوسری بیوہ کا کوئی سامان شامل نہیں۔ برائے مہربانی اس بارے میں شریعت مطہرہ کے مطابق فتویٰ دیں کہ اس سامان کی تقسیم کی کیا صورت ہوگی؟   السائل: محمد سعید

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: سوال سے ظاہر ہے کہ عورت کے انتقال کے وقت اس کا شوہر اور ایک حقیقی بھائی موجود تھے لہٰذا تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نافذ کرنے کے بعد کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ میں سے نصف (آدھا) شوہر کو اور آدھا بھائی کو دے دیا جائے گا۔ پھر چوں کہ متوفیہ کے شوہر کا بھی انتقال ہو گیا یعنی جس کو اپنی زوجہ اولیٰ کے ترکہ سے نصف مال ملا تھا وہ بھی انتقال کر گیا تو اس کا مال اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا اور ورثہ میں اس کی دوسری بیوہ بھی شمار کی جائے گی لہٰذا مرحوم (بہنوئی) کا کل مال منقول و غیر منقول مرحوم کے ورثہ میں شرع کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید   ۲۹/۳/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

کوئی بھی وارث اپنا حصّہ کارِ خیر میں لگا سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص انتقال کر گیا۔ اس کے ورثہ میں ایک بھائی اور ایک بیوہ ہے۔ اس کی کوئی اولاد نہیں۔ اس صورت میں اس کی وراثت میں سے بیوہ کو کتنا کتنا حصّہ ملے گا؟ اور بھائی کو کتنا؟ اور بیوہ اپنا حق مسجد کے لئے وقف کرنا چاہتی ہے کیا اگر وہ اس طرح وقف کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وسنّت کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔ السائل، محمد حنیف محمد انوار، بلبلانی گٹی، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں، تجہیز وتکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کے کل مال منقول وغیر منقول کے چار حصے کیے جائیں ان میں سے ایک بیوہ کو اور باقی تین حقیقی بھائی کو دے جائیں بیوہ اپنا حصہ لینے کے بعد جس کارِ خیر میں چاہے صرف کرے یا نہ کرے وہ مختار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۴

بیوہ	بھائی
۱	۳

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۳/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیٹا، بھائی، تین بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص محمد حنیف کا چند روز بیمار رہنے کے بعد انتقال ہو گیا۔ دورانِ بیماری میں اس کی تیمارداری اور مکمل دیکھ بھال اس کی حقیقی بہن مسمات رضیہ سلطانہ نے کی۔ محمد حنیف مرحوم نے اپنی موت سے دو یا تین گھنٹے قبل اپنا ذاتی کوارٹر آدھا بہن مسماۃ رضیہ سلطانہ کے نام اور آدھا حصّہ اپنے حقیقی بیٹے محمد شریف کے نام رجسٹرار حیدرآباد کے یہاں گفٹ کرا دیا۔

محمد حنیف مرحوم کے حقیقی بیٹے محمد شریف کی عمر تقریباً ۱۴ سال ہے۔ محمد حنیف مرحوم نے اپنی موت سے چند روز قبل بھی ایک اسٹامپ پر اسی قسم کی تحریر میں اپنی بہن رضیہ سلطانہ اور اپنے بیٹے محمد شریف کے نام کوارٹر کو گفٹ لکھوا کر نوٹری پبلک سے تصدیق کرائی تھی۔ لیکن انھوں نے بعد میں کچھ سوچ کر رجسٹرار حیدرآباد کے ہاں گفٹ ڈیڈ اپنی بہن اور بیٹے کے نام کرا دی۔

لیکن اب اس رجسٹرڈ گفٹ ڈیڈ پر مرحوم محمد حنیف کے رشتہ دار عبدالستار کو اعتراض ہے کہ مرحوم محمد حنیف کی تین بہنیں اور ایک بڑا بھائی ہے، مسماۃ رضیہ سلطانہ، مسماۃ حسینہ اور مسماۃ شکیلہ جو کہ تینوں شادی شدہ ہیں۔ جب کہ رضیہ سلطانہ شروع ہی سے محمد حنیف مرحوم کے ساتھ اسی کوارٹر میں رہتی تھی اور بھائی کی خدمت کی ہے۔ وہ اپنے لڑکے محمد شریف کی سرپرست بھی

مسماۃ رضیہ سلطانہ کو بنا کر گئے ہیں جس کا حوالہ گفٹ ڈیڈ میں درج ہے۔ محمد حنیف مرحوم کے حقیقی لواحقین مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حقیقی بیٹا محمد شریف ولد محمد حنیف مرحوم۔

۲۔ حقیقی بڑا بھائی نصیر خان عرف کلّو ولد بشیر خان

۳۔ حقیقی بہن مسماۃ رضیہ زوجہ عبدالرحمٰن

۴۔ حقیقی بہن مسماۃ حسینہ زوجہ شوکت خان

۵۔ حقیقی بہن مسماۃ شکیلہ زوجہ عبدالغفار

اس سلسلے میں آپ کے حضور درخواست ہے کہ کون کون وارث اور صحیح حقدار ہے؟ احکام خداوندی کے مطابق قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

فقط: فریق اوّل۔ رضیہ سلطانہ، فریق دوئم عبدالستار

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: بیٹے کی موجودگی میں بھائی بہن محروم ہوتے ہیں۔ صورت مسئولہ عنہا میں اگر مرحوم اپنے بیٹے اور بہن کے نام مکان نہ بھی کرتا تو بھی مرحوم کے جملہ مال منقول وغیر منقول کا ۱۳امور مقدم علی الارث کے بعد مالک بیٹا ہی قرار پاتا ہے۔ بہرحال اب بھی مرحوم کے مال کے وارث یہی دونوں یعنی رضیہ سلطانہ اور بیٹا محمد شریف ہیں۔ رضیہ سلطانہ کو اگر مرحوم نے مکان کا نصف زندگی میں دے دیا تھا اور اس کا قبضہ بھی کرا دیا تھا تو وہ آدھا اس کی ملکیت ہے۔ اس میں کوئی اور بھائی بہن شریک نہ ہوں گے اور باقی آدھا بیٹے کا ہے اور اگر رضیہ کو مالک نہ بنایا تھا صرف وصیت کی ہوتو وصیت کے تحت آدھا نہ ملے گا بلکہ ایک تہائی بہن رضیہ کو ملے گا اور باقی بیٹے کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۳/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

زندگی میں اگر مال پر کسی کو قبضہ دے دیا تو وہ ترکہ میں نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نعمت علی خان شیروانی ولد نصرت علی خان جس کا انتقال ہوگیا۔ اس کی ملکیت زمین تقریباً دس ایکڑ، دو دو کانیں کرایہ کی جو کہ میونسپلٹی کی ہیں، دوکان میں مشین وغیرہ ہیں۔ دیگر یہ کہ نقد رقم بینک میں تقریباً بارہ ہزار روپے ہیں۔

جب کہ نعمت علی خان شیروانی نے ایک لڑکا محمد اکرم کو گود لیا ہوا تھا، اور سارا کاروبار محمد اکرم ہی چلا رہا تھا اور چلا رہا ہے۔ نعمت علی خان شیروانی کے ایک بیوہ خالدہ نعمت، ایک بیٹی انجم افروز، دو سگی بہنیں زلیخاں اور خورشیدہ، ایک سوتیلی بہن ممتاز ولد محمد عمر، ایک بھائی خالد عمر، ہیں۔

علاوہ ازیں۔ مرحوم نعمت علی خان شیروانی نے اپنی زندگی میں متعدد بار ”محمد اکرم اور بیوی خالدہ نعمت ہی کو وراثت کا

حقدار قرار دیا جس کے مندرجہ ذیل گواہان موجود ہیں۔ السائل: محمد معظم الدین

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں اگر گواہان عادل سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ نعمت علی خان شیروانی نے اپنی زندگی میں محمد اکرم اور خالدہ کو مالک بنا کر جائداد ان کے قبضہ میں دے دی تھی تب تو بلاشبہ وہ دونوں ہی مرحوم کی کل جائداد کے مالک ہیں اور اگر صرف وصیت کی تھی اور وصیت بھی گواہان عادل سے ثابت ہو تو وصیت کل مال میں جاری نہ ہوگی بلکہ تہائی مال میں جاری ہوگی اور باقی مال اس کے موجودہ ورثہ میں تقسیم ہوگا کہ وصیت مقدم علی الارث ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۳/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک وارث کا دوسرے کے حصّہ کو چھپانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ۱۹۸۰ء میں والدہ صاحبہ کا انتقال بڑے بھائی عبدالرحیم عرف نجی بھیا کے مکان پر ہوا تھا۔ والدہ کے زیورات اور زری کے پارچہ جات کا صندوق بڑے بھائی کے گھر پر تھا۔ بڑے بھائی نے کہا تھا کہ والدہ کا جو اثاثہ ہے اس کو شریعت کے مطابق تقسیم کروں گا میں نے بھی اس بات سے اتفاق کیا تھا (اس سلسلہ میں کسی مفتی صاحب سے وہ فتویٰ بھی لائے تھے)۔

والدہ کے اثاثہ میں سونے کا ایک کنٹھہ مالا، ایک موتیوں کا کنٹھہ اور سونے چاندی کے زیور اور زری کے کپڑے تھے۔ میں نے اپنے لڑکے محمد شفیق سے کہلوادیا تھا کہ موتیوں کا کنٹھہ مجھے لینا ہے اس کی جو بھی مارکیٹ قیمت ہوگی میں دوں گا۔ یہ بات بڑے بھائی کے لڑکے اسلم کو بتادی تھی۔ صندوق جب انھوں نے کھولا اس وقت کسی وارث کو نہیں بلوایا۔ وارثوں میں دو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔ اثاثے کی تقسیم کے لئے مجھے بلوایا تو میں نے موتیوں کے کنٹھہ کا مطالبہ کیا۔ اس پر بڑے بھائی نے کہا کہ وہ تو نہیں ہے۔ ان کا لڑکا محمد اسلم ان کے پاس بیٹھا تھا۔ اس پر میں نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا تو انھوں نے اپنی لڑکی اور اپنی بیوی سے معلوم کیا دونوں نے انکار کیا کہ صندوق میں نہیں تھا۔ اس پر میں نے بھائی سے کہا کہ گھر سے کوئی چیز باہر نہیں جاسکتی آپ تلاش کریں۔ اس کے بعد میں اپنے حصّے کے زیور لے کر آ گیا۔ دوسرے یا تیسرے روز راستے میں بھائی سے ملاقات ہوتی۔ جب انھوں نے بتایا کہ وہ کنٹھہ مالا مل گیا ہے۔ تقریباً گیارہ مہینے کے بعد میں نے اپنے لڑکے محمد شفیق سے کنٹھہ ان سے منگوالیا اور ساتھ ہی زری کے پارچہ جات بھی منگوائے اس پر انھوں نے کہا کہ ہم نے اس کی قیمت نہیں لگوائی ہے۔ اس پر میرے لڑکے نے مجھے فون کیا کہ تو میں نے اس سے کہا کہ پارچہ جات لے آ تو میں قیمت لگوالوں گا۔ اثاثے جب تقسیم کیے تو انھوں نے پارچہ جات بھی چھپالئے ان کا بھی ذکر ہی نہیں کیا) چاروں بہنوں کے حصّہ کی رقم بڑے بھائی کے پاس ہے۔ میں نے ان سے کہلوادیا تھا کہ بہنوں کی حصّہ کی رقم ان میں تقسیم کردو مگر تقریباً دس ماہ سے زائد عرصہ ہوا انھوں نے رقم تقسیم نہیں کی ہے۔ لہٰذا مجھے مندرجہ بالا باتوں کے سلسلہ میں شریعت کے مطابق جواب کی ضرورت ہے۔

۱۔ اُن سے شریعت کے مطابق عمل کرنے کو کہا لیکن جب صندوق کھولی تو کسی بھی وارث کو نہیں بلوایا۔ کیا ان کا عمل

شریعت کے مطابق ہے یا نہیں؟

۲۔موتیوں کا کنٹھہ جو میں نے مانگا تھا۔بے ایمانی کی نیت سے انھوں نے چھپالیا اور کہہ دیا تھا کہ نہیں ہے۔سخت ناراضگی کے بعد وہ دو یا تین دون بعد ظاہر کیا۔اس عمل سے خائن ہوا یا نہیں؟

۳۔چاروں بہنوں کے حصّہ کی رقم جو کہ ان کے پاس تقریباً دس ماہ سے زائد عرصہ سے ہے اس کو یہ تقسیم نہیں کر رہے ہیں جب کہ میں نے انکو کہلوادیا ہے کہ تقسیم کرو۔کسی کے حقوق غصب کرنا کیسا ہے؟ فقط محمد رفیق،لطیف آباد،حیدر آباد،سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (النساء:58)۔اللہ حکم فرماتا ہے کہ "امانت جس کی ہو اسے دے دو" اور فرماتا ہے کہ لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝ اور اپنی امانتوں میں جان بوجھ کر خیانت نہ کرو (الانفال)۔حدیث شریف میں ہے کہ "منافق کی علامت میں یہ ہے کہ اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے"۔(حدیث)۔صورت مسئول عنہا میں اگرچہ سائل کے بڑے بھائی نے کچھ مال چھپایا اور بعد میں اسے ظاہر کیا۔تاہم ان کا یہ طرزِ عمل مشکوک ہے۔انہیں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہئے اور بہنوں کا جو حصّہ ان کے پاس وراثت کا موجود ہے وہ فوراً ان کے حوالہ کرنا چاہئے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۳/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں صرف بیوی ہے اور اس کا بھی انتقال ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عبد الغفار اور عبد المناف دونوں سگے بھائی تھے۔ عبد الغفور اور عبد المناف کے اور کوئی بہن بھائی نہیں تھے۔عبد الغفور کا ایک لڑکا تھا اور اس کے سگے بھائی عبد المناف کی ایک لڑکی تھی۔دونوں بھائی عبد الغفور اور عبد المناف وفات پا گئے۔عبد الغفور کے لڑکے محمد غفور کی شادی عبد المناف کی لڑکی محراب جان کے ساتھ ہوئی۔جو کہ دونوں آپس میں چچازاد بھائی بہن تھے۔کچھ عرصے کے بعد محراب جان کا شوہر محمد غفور بھی وفات پا گیا اور محمد غفور کی کوئی اولاد نہ تھی۔صرف یہی محراب جان رہ گئی۔محمد غفور کی جائداد کس کو ملے گی؟ جب کہ محراب جان نے دوسری جگہ شادی کر لی۔محراب جان بھی فوت ہوگئی اور محراب جان کا بھی شوہر کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔جو کہ آپ سے گزارش عرض کرتا ہے کہ محراب جان کا ترکہ کس کو ملے گا؟ فقط السائل: زوج مرحومہ،محراب جان

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: جب محمد غفور کے انتقال کے وقت اس کے والدین میں، نہ اولاد ہے، نہ کوئی عصبہ اور ذوی الارحام میں کوئی ہے۔صرف یہی بیوی ہے تو اس کا سارا ترکہ تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد، منقولہ وغیر منقولہ اس کی بیوی محراب جان لے لے گی۔پھر جب محراب جان کا انتقال ہوا اور اس کے بھی والدین، اولاد عصبہ ذوی الارحام نہیں ہے تو امور مذکورہ مقدم علی الارث کے بعد اس کا تمام مال منقول وغیر منقول اس کا وہ شوہر لے گا جس

کے نکاح میں یہ انتقال کے وقت تھی۔ اب کسی اور کا دعویٰ قابل قبول نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۳/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، دو بیٹیاں اور دو بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جناب عالی۔ مندرجہ ذیل سطور کے بارے میں فتویٰ درکار ہے۔ امید ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں فقہ کے حکم سے مطلع فرما کر فیصلہ صادر فرمائیں گے۔

۱۔ شکیلا بنت حبیب احمد شادی شدہ بیٹی ۲۔ رئیسا بنت حبیب احمد شادی شدہ بیٹی

۳۔ محمد صدیق ولد نور محمد شادی شدہ بھائی ۴۔ عبد المجید ولد نور محمد شادی شدہ بھائی

۵۔ مجید از وجہ حبیب احمد بیوہ

ایک پلاٹ جو ۶۰۰ مربع گز پر مشتمل ہے۔ اس میں سے کس کو کتنا حصہ ملے گا؟ اسی لحاظ سے ہر ایک کا استحقاق بتادیں تو نہایت احسان ہوگا۔ فقط عبد الحمید، واپڈا فورمین، دادو

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز وتکفین وادائیگی قرض ومہر اور وصیت ہو تو ایک تہائی مال میں جاری کرنے کے بعد متوفی کی کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۴۸ حصے کئے جائیں گے جن میں سے آٹھواں یعنی ۶ بیوہ کو دوثلث یعنی ۱۶-۱۶ ہر لڑکی کو اور ۵-۵ ہر بھائی کو دیے جائیں۔

میّت مسئلہ ۲۴/۴۸

زوجہ	لڑکی	لڑکی	بھائی	بھائی
۶	۱۶	۱۶	۵	۵

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۳/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

عصبہ کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام محروم ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسماۃ رانی فوت ہوگئی۔ اس کے پیچھے مندرجہ ذیل وارث ہیں۔

۱۔ ایک نواسہ محمد موسیٰ جو اپنی والدہ کے وفات کے بعد اپنی نانی کے پاس رہتا تھا اور اس کا والد زندہ ہے لیکن لڑکے سے علیحدہ ہے۔

۲۔ ایک بھتیجا محمد خان (پھوپھی کی حیثیت سے)

محمد خان جو مرحومہ رانی کے ساتھ تھا اور کیس میں خرچ کرتا رہا کیوں کہ زمین پر کیس تھا دوسرے کا قبضہ تھا۔ مرحومہ کے وفات کے بعد محمد خان اکیلے خرچ کرتا رہا اب زمین آزاد ہوئی ہے۔ شریعت محمدی کے موجب مذکورہ وارثوں کو کتنا کتنا ملے گا؟ بینوا توجروا فقط: محمد خان، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین' ادائے قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ثلث مال میں جاری کرنے کے بعد' مرحومہ کا کل مال اس کا بھتیجا محمد خان لے لے گا۔ نواسہ محمد موسیٰ محروم رہے گا کہ وہ ذوی الارحام سے ہے اور عصبہ کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام محروم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید یکم اپریل ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ترکہ کا مال شادی میں وارث کی اجازت سے خرچ کیا تو ٹھیک ورنہ خرچ کرنے والا دے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: قیام پاکستان کے بعد جب عظیم الدین صاحب پاکستان آئے' تو ان کی ایک بیوہ کے علاوہ' دو بیٹیاں' ایک بیٹا نابالغ ان کی زیر کفالت تھے جب کہ مزید دو بیٹیاں بڑی شادی شدہ اور اپنے گھر بار کی تھیں۔ گویا ایک بیوی کے علاوہ عظیم الدین صاحب کی اولاد میں صرف ایک بیٹا اور چار بیٹیاں تھیں۔

بعد میں ان کی دونوں شادی شدہ بڑی بیٹیاں ان کی زندگی ہی میں فوت ہوگئیں مگر ان کی اولاد موجود ہے۔ بالغ ہونے پر زیر کفالت بیٹے اور دونوں بیٹیوں کی بھی شادی کر دی گئی۔ دونوں بیٹیاں بقید حیات صاحب اولاد اور اپنے اپنے گھر بار کی ہیں جب کہ اس دوران میں بیٹے کی بیوہ دو بچیاں چھوڑ کر فوت ہوگئی تو بیٹے کا نکاح ایک طلاق یافتہ عورت سے کر دیا گیا جس کے پہلے شوہر سے کوئی اولاد نہیں تھی اور اس نکاح کے بعد اس کے بطن سے اولاد ہوئی مگر صرف دو بچیاں زندہ رہیں۔

عظیم الدین کا انتقال ہوا تو پسماندگان میں دونوں مرحوم بیٹیوں کی اولاد کے علاوہ۔ ایک بیوہ' دو بیٹیاں' ایک بیٹا اور بیٹے کی دو بیویوں سے چار پوتیاں اور ایک بہو (یعنی بیٹے کی دوسری بیوی) سوگوار چھوڑیں۔ عظیم الدین صاحب نے جو اثاثہ چھوڑا اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ایک کچی آبادی کا مکان جس کے بارے میں ان کی بیوہ کا زبانی دعویٰ ہے کہ مکان میرا ہے اس کی ادائیگی بوقت خرید میں نے اپنے ذاتی پیسوں سے کی تھی۔ مگر عظیم الدین صاحب کی زندگی میں ہی مکان مذکورہ کی تعمیر اور توسیع پر ان کے بیٹے نے اپنے ذاتی اندازاً (۲۰۰۰۰/=) روپے خرچ کیے اور جس کی فرد حقیقت بیٹے کے نام ہے۔

۱۔ اس مکان کی موجودہ مالیت اندازاً	۰۰-۱۰۰'۰۰۰	تقریباً ایک لاکھ روپیہ
۲۔ گھریلو استعمال کا سامان اور کچھ اوزار وغیرہ	۰۰-۳'۰۰۰	تقریباً تین ہزار روپیہ
۳۔ طلائی زیورات	۰۰-۶'۰۰۰	تقریباً چھ ہزار روپیہ
میزان	۰۰-۱۰۹'۰۰۰	ایک لاکھ نو ہزار روپیہ

نوٹ۔ نقد کچھ نہیں تھا جو تھا بھی کفن دفن کے بعد بیٹے کو دے دیا گیا۔ جو نہ ہونے کے برابر تھا۔

عظیم الدین کی وفات کے بعد یہ وراثت تقسیم نہیں ہوئی سب کا سب جوں کا توں بیٹے کی تحویل میں ہی رہا۔ کچھ عرصے کے بعد ان کے بیٹے کا بھی انتقال ہو گیا تو عظیم الدین صاحب کے پسماندگان بیٹے کے پسماندگان کہلائے جن کی تفصیل بیٹے کے حوالے سے کچھ یوں ہوگئی کہ ایک بیوہ ماں' ایک بیوہ' متوفی کی دو بہنیں' دو بیویوں سے چار بیٹیاں۔ جن میں سے بڑی بیٹی کی شادی مرحوم کی منشا کے مطابق کر دی گئی جس کے جہیز کا سامان مرحوم نے خود جمع کر کے رکھا تھا اور جو کمی و بیشی تھی وہ مرحوم کے نقد اثاثے سے پوری کر لی گئی۔ انتقال کے بعد بیٹے کا اپنا ذاتی اثاثہ یہ تھا۔

۱۔ سرکاری ملازم ہونے کی صورت میں جو فنڈ ملا	۱۰'۰۰۰-۰۰	دس ہزار روپیہ
۲۔ گھریلو استعمال کا سامان جو اس کی ذاتی ملکیت تھا	۵'۰۰۰-۰۰	پانچ ہزار روپیہ
۳۔ دودھ دینے والے مویشی	۲۰'۰۰۰-۰۰	بیس ہزار روپیہ
میزان	۳۵۰۰۰-۰۰	
۴۔ نقد جو اس کی بیٹی کی شادی میں خرچ کر دیا گیا	۷'۰۰۰-۰۰	
کل میزان	۴۲'۰۰۰-۰۰	

اس تمام تفصیل کی روشنی میں درج ذیل سوالات باعث الجھن ہیں۔

۱۔ کیا عظیم الدین کا اثاثہ عظیم الدین صاحب کے ورثاء میں تقسیم ہوگا؟ اور بیٹے کا اثاثہ بیٹے کے ورثاء میں؟ یا دونوں اثاثوں کو ملا کر بیٹے کے اثاثے کے طور پر تقسیم ہوگا؟

۲۔ بیٹے نے مکان کی تعمیر میں جو ۲۰۰۰۰/= روپے خرچ کیے ہیں ان کا کیا بنے گا؟

۳۔ کیا مکان کی فرد حقیت جو بیٹے کے نام ہے شرعی فیصلے پر اثر انداز ہوگی؟ جب کہ مکان والدین نے خریدا ہو اور بوقت خرید بیٹا نابالغ ہو اور والدین کے زیر کفالت؟

۴۔ کیا مرحوم بیٹیوں کی اولاد یعنی نواسے نواسیاں بھی وراثت کی حقدار ہوں گی؟

۵۔ کیا پوتیاں بھی حقدار ہوں گی؟ جب کہ بیٹا اور بیٹیاں موجود ہیں؟

۶۔ کیا بیٹے کی وراثت میں اس کی بہنیں حقدار ہیں؟

۷۔ کیا شادی کے اخراجات بیٹی کی وراثت کے حصے پر اثر انداز ہوں گے؟ جب کہ جہیز کا کچھ حصہ مرحوم نے اپنی زندگی میں خرید کر اسی نیت سے جمع کیا ہو اور تقسیم وراثت کا یہ عمل شادی کے بعد ہو؟

۸۔ کیا بیوہ اپنے حق وراثت کے علاوہ اپنی دو نابالغ بچیوں کے حصے کا مطالبہ بھی کر سکتی ہے؟ اور اپنی بچیوں اور ان کے حق وراثت کو حصول کے بعد تحویل میں رکھ سکتی ہے؟

۹۔ کیا بیوہ تقسیم وراثت سے قبل کہیں نکاح کر لے (عدت کے بعد) تو کیا اس کی وراثت متاثر ہوگی؟

۱۰۔ کیا بیوہ اس مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے جسے اس نے شوہر کی میت اٹھنے سے قبل کئی گواہوں کے روبرو معاف کردیا ہو؟

جناب عالی۔ مندرجہ بالا اثاثے اگر نقد رقم میں تبدیل کرلئے جائیں جس کا اندازہ محتاط طریقہ سے لگایا گیا ہے مگر اس کے باوجود بھی کمی وبیشی کا بہرحال امکان موجود ہے۔ وہ ہم آپ کے جواب کی روشنی میں کم وبیش کرلیں گے آپ سے گزارش ہے کہ اگر اسی کو درست مان لیا جائے تو کتنا حصّہ کس کو ملے گا؟ وضاحت فرمادیں عین نوازش ہوگی؟

عرض دار: محمد عمر جمالی، میر گارڈن، حیدرآباد، سندھ

۷۸۲ الجواب ہوالموفق للصواب: عظیم الدّین نے جو کچھ چھوڑا وہ ان کے ان ورثہ میں تقسیم ہوگا جو وقت انتقال حیات تھے اور جو ان سے پہلے وفات پاگئے انہیں اور ان کی اولاد کو کچھ نہ ملے گا' لہٰذا تجہیز وتکفین' ادائے قرض ومہر اور وصیت ہو تو نفاذ درتہائی مال کے بعد عظیم الدّین کے مال منقول وغیر منقول کے ۳۲ حصّے کیے جائیں ان میں سے ۴ بیوہ کو' ۱۴ لڑکے کو اور ۷-۷ ہر لڑکی کو دے جائیں گے۔

میت مسئلہ ۳۲

پوتا پوتی	نواسہ نواسی	بیٹی	بیٹی	بیٹا	بیوہ
محروم	محروم	۷	۷	۱۴	۴

پھر بیٹے کا انتقال ہوا اور اس نے درج ذیل ورثہ چھوڑے ماں' بیوی' ۴ بیٹیاں اور دو بہنیں لہٰذا اب' تجہیز وتکفین ادائے قرض ومہر اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نافذ کرنے کے بعد متوفّی کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۴۸ حصّے کئے جائیں' ان میں چھٹا یعنی ۸ ماں کو' آٹھواں یعنی ۶ زوجہ کو' ۸ ہر لڑکی کو اور ایک ایک ہر بہن کو دیا جائے گا۔

میت مسئلہ ۲۴/۴۸

بہن	بہن	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیوہ زوجہ	ماں
۱	۱	۸	۸	۸	۸	۶	۸

بیٹے نے مکان کی تعمیر پر جو رقم لگائی اگر وہ باپ کو ہبہ کردی تھی یا بطور امداد دی تھی تب تو اسے نہ لے اور اگر بطور قرض باپ کو دی تھی تو وہ رقم واپس لے سکتا ہے۔ مکان پر بیوہ کا زبانی دعویٰ بغیر شہادت کے قابل قبول نہیں ہے ہاں اگر تحریری ثبوت ہو یا گواہوں سے ثابت ہو تو بے شک وہ مکان کی مالک ہے۔

بیٹی کی شادی میں جو کچھ خرچ کیا گیا اگر وہ تمام ورثہ کی مرضی اور خود دولہن کی مرضی سے خرچ' ہوا یعنی دولہن کو معلوم ہے کہ یہ اخراجات میرے حصّے سے کئے جارہے ہیں تب تو یہ رقم ترکہ سے مجرا کی جائے گی اور اگر ان سے خرچ کے بارے میں کوئی استفسار نہ کیا گیا نہ اجازت لی گئی تو یہ رقم دولہن کے حصّہ سے مجرا نہ کی جائے گی بلکہ خرچ کرنے والا اس کا ذمہ دار ہوگا۔ یہ مسئلہ جہیز کے علاوہ بالائی مصارف یعنی برات کا کھانا' سمدھیانے کے جوڑے دولہا کی سلامی سواریوں کا کرایہ پان چھالیہ وغیرہ کا ہے۔ ردالمحتار میں ہے اذا کانوا حضور الیس للوصی التصرف فی الترکۃ اصلاً۔ لہٰذا یہ خرچ بہن

کے ساتھ احسان مانا جائے گا۔ باقی رہا دولہن کا جہیز تو اس میں بھی اگر دولہن کو معلوم تھا کہ فلاں سامان میرے حصے سے خریدا گیا ہے اور اس کی قیمت بھی معلوم ہے تب تو مجرا کیا جائے گا اور اگر یہ طریقہ اختیار نہ کیا گیا تھا اور دولہن ہر چیز کی لاگت اور قیمت سے لاعلم تھی صرف خرچ کرنے والوں نے خرچ کرتے وقت دل میں سمجھ لیا کہ یہ خرچ علی الحساب ہو رہا ہے تو یہ رقم بھی مجرا نہ کی جائے گی اور خرچ کرنے والے ذمہ دار ہوں گے۔ نہایہ میں ہے جهالته تفضي الى المناز عة تمنع مجاز الصلح (فتاویٰ رضویہ)' ۸۔ جس کو حق پرورش ہے وہی اس رقم کا امین بنائے جانے کا زیادہ مستحق ہے' ۹۔ نکاح ثانی کر لینا عورت کے مہر یا میراث کو ساقط نہیں کرتا (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)' ۱۰۔ مہر خالص عورت کا حق ہے اگر شوہر فوت ہو جائے تو عورت کا مہر اس کے مال سے دیا جائے گا عالمگیری میں ہے ان ترك الميت صامتا مثل مهر ها كان لها ان تاخذ مهرها من الصامت۔ یہ اس صورت میں ہے کہ معافی مہر کا بیان' بہ ثبوت شرعی ثابت نہ ہو یعنی اگر دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں' ۱۔ مسلمان' ۲۔ نمازی' ۳۔ پرہیز گار' ۴۔ جو نہ کسی گناہ صغیرہ پر اصرار رکھتے ہوں' ۵۔ اور نہ کسی گناہ کبیرہ میں مبتلا ہوں' نہ کوئی فعل سفلہ کریں' ۶۔ اور ان کی عقل و یاد قابل اعتماد ہو' ۷۔ اور اس معاملہ میں ان کا بیان گمان و تہمت' اور طرفداری سے پاک ہو ایسے گواہ شہادت شرعیہ دیں کہ ان کے سامنے مہر معاف کیا تو معافی ثابت ہو جائے گی اور اگر گواہوں میں ان سات شرطوں میں سے ایک بھی کم ہے تو ان کا بیان نا قابل قبول اور عورت کا دعویٰ قابل قبول ہے (فتاویٰ رضویہ) صحیح و درست تخمینہ کے لئے کسی غیر جانبدار ماہر فن تعمیر سے مدد لی جائے جو عادل شرعی ہو۔ قال اللہ تعالیٰ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ (الطلاق: 2) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۲/۱۹۸۵ء

۸۶۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

خدا ہی جانتا ہے کہ پہلے کون انتقال کرے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حاجی محمد محفوظ ولد حاجی مولا بخش ساکن مکان نمبر 3582 پریٹ آباد' حیدر آباد کو متذکرہ بالا مکان اس کی آبائی جائیداد ہونے کی وجہ سے کلیم میں ملا۔ حاجی محمد محفوظ کی پہلی بیوی مسماۃ بسم اللہ کے بطن سے ایک بیٹی مسماۃ منور خاتون اور دولڑکے مسعود احمد اور مشکور احمد تولد ہوئے۔ مسعود احمد اور مشکور احمد لاولد فوت ہو گئے اور مسماۃ منور خاتون کے بطن سے ظہیر احمد اور جمیل احمد دو بیٹے بقید حیات ہیں۔ منور خاتون کا انتقال ہو گیا اور بسم اللہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ پھر اس محفوظ نے ایک دوسری شادی کی جس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور وہ خود فوت ہو گئی اس کے بعد حاجی محمد محفوظ نے تیسری شادی کی۔ تیسری بیوہ زندہ موجود ہے۔ جس کے بطن سے ایک لڑکا محبوب زندہ سلامت ہے۔

اب حاجی محفوظ اپنے اس کلیم میں حاصل کیا ہوا مکان صرف تیسری بیوی کے بیٹے محبوب کو دینا چاہتا ہے۔ بروئے شرع محمدی قرآن و حدیث کی رو سے اس معاملے پر روشنی فرما دیں کہ حاجی محمد محفوظ اگر یہ سارا سامان اپنی تیسری بیوی کے بیٹے محبوب کو دے دے تو یہ کہاں تک جائز ہے؟ فقط: ممتاز محمد خان، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: زندگی میں انسان اپنے مال کا مختار ہوتا ہے۔ یہ خدائے تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کون پہلے فوت ہوگا۔ بہر حال مرنے کے بعد تو شرعی وارث محبوب اور اس کی والدہ ہی ہوگی اور ظہیر احمد اور جمیل احمد کو ترکہ سے کچھ نہ ملے گا۔ مگر حاجی محمد محفوظ کو چاہئے کہ وہ از راہ مہربانی اپنے نواسوں کو بھی کچھ مال دے دے اگر وہ ضرورت مند ہوں۔ زندگی میں جو جس کو دے دے گا وہی مالک قرار پائے گا۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۴/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

متوفی نے اپنے کسی وارث سے قرض لیا ہو تو، پہلے وہ واپس کیا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے ایک مکان بنوانے کے لئے ایک پلاٹ خریدنا چاہا جس کی قیمت مبلغ مع رجسٹری وغیرہ تقریباً مبلغ =/۱۷٬۵۰۰ روپے ہوئی مگر زید کے پاس اس وقت صرف مبلغ =/۹۰۰۰ روپے تھے۔ زید نے اس پلاٹ کو خریدنے کے لئے منجھلے لڑکے سے مبلغ =/۹۰۰۰ روپے لئے اس پلاٹ پر تعمیر کرنے کے لئے مبلغ تقریباً =/۵۰۰۰۰ روپے منجھلے لڑکے نے اور خرچ کئے اور مبلغ =/۲۰۰۰ روپے بڑے لڑکے نے دئے۔ زید کے انتقال کے بعد مرحوم کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ کس طریقہ سے حصہ ہو؟ کیوں کہ رجسٹری زید کے نام پر ہے۔ ان سب کو کتنا کتنا حصہ ملنا چاہئے؟ شریعت مطہرہ کے مطابق مسئلہ کا حل بتائیں۔

نصف تعمیر ان کی زندگی میں کرائی اور نصف تعمیر مبلغ =/۲۵۰۰۰ روپے کے ان کے انتقال کے بعد کرائی منجھلے لڑکے نے۔ فقط عبد الباسط صدیقی، ہیرآباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصوب: صورت مسئول عنہا میں زید نے اپنے بیٹے سے وہ رقم جو پلاٹ خریدنے کے لئے لی اگر بطور قرض تھی تو زید وہ رقم پہلے لے لے گا پھر بقیہ رقم بہ طور ترکہ تقسیم ہوگی۔ یوں ہی زندگی میں جو رقم تعمیر پر لڑکے کی لگائی اگر باپ نے خود لگائی تو بھی وہ قرض ہونے کی صورت میں مہیا کی جائے گی پھر بقیہ رقم زید کے مال سے موجودہ قیمت کے حساب سے لڑکا لے لے گا تب تقسیم ہوگی اور اگر زید کے بیٹے نے وہ رقم اپنے باپ کو بطور ہبہ کردی تو زید اس کا مالک ہوگیا، اب اس رقم کا واپس لینا درست نہ ہوگا۔ اگرچہ ہبہ کا واپس لینا بھی جائز ہے مگر حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ کسی کو کچھ دے کر واپس لینا ایسا ہے جیسا کہ کتا قے کر کے پھر چاٹ جاتا ہے اور اگر اس رقم کو دینے یا مکان کی تعمیر میں قرض یا ہبہ کی نیت نہ تھی تو وہ رقم زید کے بیٹے کی ہے۔ لہٰذا مکان و جائداد کی موجودہ قیمت لگانے کے بعد زید کا بیٹا بقدر زائد اپنا حصہ لے لے گا پھر اس کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد کل بقیہ مال کے ۹ حصے کئے جائیں ان میں سے ۲-۲ ہر لڑکے کو اور ایک ایک ہر لڑکی کو دیا جائے۔ مگر احتیاط اس میں ہے کہ زید کے لڑکے نے باپ کی زندگی میں جو رقم باپ کو دی یا مکان میں لگائی اسے باپ کو معاف کردے کہ حدیث شریف میں فرمایا الاب احق بمال ولدہ اذا احتاج الی

المعروف کہ باپ جب کہ محتاج ہو اپنے لڑکے کے مال کا بھلائی اور احسان کے بدلے زیادہ حقدار ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔

واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۴/۴/۱۹۸۵ء

۸۶/۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیٹی اور بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک ماں کے چار بیٹے ہیں اور ماں کے نام پر ایک مکان تھا۔ جس کی وہ مالک تھی۔ ماں نے اپنے ایک بیٹے کو چھوڑ کر باقی تین بیٹوں کے نام پر وہ مکان اپنی حیات میں مالکانہ حقوق کے ساتھ دے دیا تھا اور انھیں تین بیٹوں میں سے ایک بیٹا فوت ہو گیا جب کہ ان تینوں بیٹوں میں آپس میں ناچاقی اور رنجش آخری وقت تک باقی رہی۔ مرنے والے کے والدین پہلے ہی فوت ہو چکے تھے اور اپنی بیوی کو اپنی زندگی میں طلاق دے چکا تھا۔ اب صرف اولاد میں ایک لڑکی کنواری موجود ہے۔ جائداد مذکورہ میں مرنے والا۔ از روئے دستاویز قانونی ۱/۳ کا بلا شرکت غیرے مالک تھا اب یہ جائداد کس طور پر موجودہ ورثاء میں شرعی طور پر تقسیم ہوگی؟

موجودہ ورثاء

بھائی ۳ لڑکی ۱

شرعی طور پر جواب سے واضح تصدیق شدہ عطا فرمائیں۔ اللہ آپ کو اس کار خیر کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ شکریہ

فقط والسلام۔ شیخ محمد علی، صوفی محمد عاقل، پختہ قلعہ، حیدرآباد، سندھ

۸۶/۷ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد میت کا مال متروکہ منقولہ وغیر منقولہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے چھ حصے کئے جائیں میں سے تین بیٹی کو اور ایک ہر بھائی کو دیا جائے۔

میت مسئلہ ۶

بیٹی	بھائی	بھائی	بھائی
۳	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۴/۳/۱۹۸۵ء

۸۶/۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

زندگی میں سب کو برابر برابر تقسیم کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کے چھ لڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں۔ دو لڑکے شادی شدہ، چار بغیر شادی شدہ اور لڑکیاں سب شادی شدہ ہیں۔ مذکورہ بالا شخص اپنی موجودگی میں اپنی جائداد اولاد میں

تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ برائے کرم طریقہ از روئے شرع جو بھی ہو تحریر فرمائیں کہ کتنا کتنا حصہ تقسیم ہوگا؟ خود صاحب جائداد اور اسکی بیوی کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ جواب سے نواز کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام السائل، الفقیر محمد بشیر چشتی گولڑوی، دار العلوم حنفیہ رضویہ، مرکزی عیدگاہ، ٹنڈو الہ یار

الجواب ۷۸۶ ھوالموفق للصواب: زندگی میں آدمی اپنے مال کا مختار ہوتا ہے۔ جس کو جتنا چاہے دے۔ مگر زندگی میں تقسیم کرے تو لڑکے لڑکی سب کو برابر دے۔ دینی مصلحت کے تحت زیادہ یا کم بھی دے سکتا ہے۔ (عالمگیری) یونہی اپنے اور بیوی کے لئے جتنا چاہے روک سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۴/۴/۱۹۸۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ذوی الارحام درجہ اوّل کے ہوتے ہوئے تیسرے درجہ کے ذوی الارحام محروم رہیں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوگیا ہے۔ جس کی پیچھے اس کی ایک بہن اور اس کی بیٹیوں کی اولاد ہے جن میں پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ اس آدمی کا سوتیلے بھائی کا بیٹا بھی موجود ہے۔ اب ان سب کے حصے میں وراثت میں سے کیا کیا آئے گا؟

نوٹ۔ باپ دو ہیں اور ماں ایک۔ فقط براعت علی، حالی روڈ، حیدر آباد

الجواب ۷۸۶ ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو تہائی مال میں نفاذ کے بعد کل مال منقول وغیر منقول کے چودہ حصے کیے جائیں، ان میں سے نصف یعنی سات بہن کے، ایک ایک ہر نواسی کے اور ۲ نواسے کے ہیں، سوتیلے بھائی کا بیٹا محروم رہے گا کہ ذوی الارحام میں وہ تیسرے درجہ و نمبر پر ہے لہٰذا نواسہ نواسی جو ذوی الارحام میں سب سے مقدم اور اوّل نمبر کے وارث ہیں، ان کی موجودگی میں تیسرے درجہ کا ذوی الارحام محروم ہے۔ مسئلہ اس طرح ہے

میت مسئلہ ۱۴

بہن	نواسی	نواسی	نواسی	نواسی	نواسی	نواسہ	بھتیجا اخیافی
۷	۱	۱	۱	۱	۱	۲	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۵/۴/۱۹۸۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

لڑکا فاسق ہو تو اس کو ملکیت سے محروم کرنا گناہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرا لڑکا محمد خان نافرمان ہوگیا ہے۔ مجھے بہت اذیت اور تکالیف۔ جھوٹے دعوے دائر کئے۔ اب میرے خلاف میری جائیداد سے زبردستی اپنا حصہ لینے کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ میں نے عرصہ ۱۰-۱۵ سال پہلے اخبارات کے ذریعہ شائع کرایا تھا اور اس کو اپنی ملکیت سے محروم کردیا تھا۔ اس وقت سے وہ

مجھ سے دور رہتا ہے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی ملکیت کو دیگر بچوں کے نام کرادوں اور اسے محروم رکھوں اور وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد بھی وہ محروم رہے۔ شرعی قانون کے مطابق فتویٰ دیجئے؟ فقط احمد کا کا ولد محمد خان، ٹنڈو الہ یار ضلع حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: اولاد کو ہبہ کرنے میں زندگی میں تو آدمی اپنے مال کا مالک ہے۔ سارا مال ایک ہی کو دے دے تو بھی جائز ہے' بعض کو کم یا زیادہ دے تو بھی جائز ہے۔ اگرچہ سب ایک ہی کو دینے میں گنہگار ہوگا (بحر الرائق) مگر بہتر یہ ہے کہ زندگی میں دے تو لڑکا اور لڑکی دونوں کو برابر دے (عالمگیری) ہاں لڑکا اگر فاسق ہے تو اس کو صرف بقدر ضرورت دے' زیادہ دینے کا مطلب ہوگا کہ یہ گناہ کے کام میں اس کا مددگار ہے' اور لڑکا اگر فاسق ہے' یہ گمان ہے کہ اس کے بعد یہ اموال بدکاری اور گناہ میں خرچ کر ڈالے گا تو اس کے لئے چھوڑنے سے یہ بہتر ہے کہ نیک کاموں میں یہ اموال صرف کر ڈالے اس صورت میں اسے میراث اموال اور اپنی کمائی کو حرام میں خرچ کرنے سے بچانا ہے (عالمگیری) لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں اگر سائل اس نافرمان اور فاسق لڑکے کو کچھ نہ دے تو شرعاً مواخذہ نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۷/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

یکے بعد دیگرے چند انتقال کرنے والوں کا ترکہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے دادا جن کا انتقال ہو چکا ہے۔ جن کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ ان میں ایک بیٹا جو میرے والد تھے' دادا کے بعد فوت ہو گئے۔ میرے دادا کی جائیداد جو تقریباً =/۷۰ ہزار روپے ہے' موجود ہے۔ مندرجہ بالا دئے گئے حوالے سے مجھے بتلایئے کہ شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں میرا کیا حق بنے گا؟ جب کہ میرا کوئی بھائی' بہن اور زندہ نہیں ہے۔ میں اکیلی ان کی بیٹی حیات ہوں۔ میری والدہ کا انتقال میرے والد کے انتقال کے بعد ہوا اور میری والدہ کی ایک بہن زندہ ہے۔ آیا! وہ بھی اس حصے میں شریک ہوں گی یا نہیں؟

مسماۃ پروین بیگم، ریلوے کالونی' کوٹری

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں' دادا کی تجہیز وتکفین و ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد' ان کے مال منقول وغیر منقول کے آٹھ حصے کئے جائیں' ان میں سے ۲-۲ ہر لڑکے کو اور ایک ایک ہر لڑکی کو دیا جائے۔

میّت مسئلہ ۸

لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی
۲	۲	۲	۲	۱	۱

پھر جب ایک لڑکے کا انتقال ہوا اور اس نے اپنے پیچھے ورثہ میں ایک بیوہ اور ایک لڑکی چھوڑی اور دو بھائی بہن

چھوڑے تو اس کے حصہ میں آئے ہوئے مال منقول وغیر منقول کے اڑتالیس حصے کیے جائیں' ان میں سے ۶ بیوہ کو' ۲۴ لڑکی کو' ہر بھائی کو اور ۳ بہن کو دیا جائے۔

میت مسئلہ ۸/ ۴۸

بیوہ	لڑکی	بھائی	بھائی	بہن	بہن
۲	۲۴	۶	۶	۳	۳

پھر جب بیوہ کا انتقال ہوا اور اس نے اپنے ورثہ میں ایک بیٹی اور ایک بہن چھوڑی تو اس کے بھی مال منقول وغیر منقول کے' مذکورہ تین چیزوں کے بعد ۲ حصے کیے جائیں' ان میں سے دونوں کو ایک ایک دیا جائے۔

میت مسئلہ ۲

بیٹی	بہن
۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۲۷/ ۴/ ۱۹۸۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

زندگی میں جس کو جتنا چاہے دے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص اپنی خرابی صحت کی وجہ سے اپنی زندگی میں ہی اپنی جائداد منقولہ وغیر منقولہ اپنی اولاد اور بیوی کے مابین تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ مذکورہ شخص کا کنبہ مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل ہے از روئے شرع تقسیم کا طریقہ کار تحریر فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ شکریہ

زید کا کنبہ

زید خود　زوجہ　ایک بیٹی شادی شدہ　دوسری بیٹی غیر شادی شدہ　تین بیٹے شادی شدہ

نوٹ۔ مذکورہ بالا شخص کی دو بیویاں تھیں۔ ایک بیوی کا انتقال ہو گا ہے اور ایک بیوی زندہ ہے۔

فقط والسلام الفقیر ابو النصیر محمد بشیر چشتی' گولڑوی' ٹنڈو الہ یار' ضلع حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: یہ تو اللہ عزوجل کو معلوم ہے کہ کون پہلے فوت ہوگا اور کون بعد میں۔ زندگی میں انسان اپنے مال کا مالک ہے۔ جس کو جتنا چاہے دے سکتا ہے مگر اولاد کو ہبہ کرنے میں لڑکی اور لڑکا دونوں کو برابر دے یہ نہیں کہ لڑکے کو لڑکی سے دوگنا دے جس طرح میراث میں ہوتا ہے کہ لڑکے کو لڑکی سے دونا ملتا ہے ہبہ میں ایسا نہیں (عالمگیری)۔ یوہیں اپنی بیوی کو جو کچھ دینا چاہے اسے اختیار ہے دے کر اسے مالک بنا دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۲۷/ ۴/ ۱۹۸۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

سوتیلی اولاد کا ترکہ میں کوئی حصہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے بھائی شوکت حسین نے اولاً مقصود بی بی سے نکاح کیا۔ جس سے اس کا ایک لڑکا شمشاد حسین نامی پیدا ہوا۔ مقصود بی بی کے انتقال کے بعد شوکت حسین نے لطیفن بی بی بیوہ رحیم الدین سے عقد ثانی کیا اس سے شوکت حسین کے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔ رحیم الدین کا لڑکا حکیم الدین جو کہ کم سن تھا' اپنی والدہ کے ساتھ شوکت حسین کے ہاں آ گیا۔ جس کی کفالت شوکت حسین کرتا رہا اور یہ لڑکا اب بھی اپنی والدہ کے ساتھ ہے۔ شوکت حسین کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس نے ایک بیوہ لطیفن بی بی' ایک لڑکا شمشاد حسین اور یہ لڑکا حکیم الدین ولد رحیم الدین جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے' چھوڑے ہیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ بیوہ' شمشاد حسین' حکیم الدین اور شوکت حسین کی ایک بیوہ بہن ہے۔ یہ چاروں اشخاص شوکت حسین کی وراثت سے حصہ پانے والے ہیں یا نہیں؟ یعنی

۱۔ لطیفن بی بی بیوہ شوکت حسین کا کس قدر حصہ ہے؟ ۲۔ شمشاد حسین کا کس قدر حصہ ہے؟ ۳۔ حکیم الدین کا کس قدر حصہ ہے؟ ۴۔ شوکت حسین کی بیوہ بہن کا کس قدر حصہ ہے؟

برائے مہربانی آپ اپنے فتوے سے صاف صاف وضاحت فرمائیں کہ کس کس کا کس قدر حصہ ہے؟

فقط، پیرزادہ نیاز احمد فاروقی، مریم روڈ' نواب شاہ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین' ادائے قرض ومہر' اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد' میت کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے آٹھ حصے کیے جائیں' ان میں سے ایک بیوہ (لطیفن بی بی) کو اور باقی سات حصے شمشاد حسین کو دیے جائیں گے۔ حکیم الدین اور شوکت حسین کی بہن کو کچھ نہ ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸

بیوہ	حقیقی لڑکا	بیوہ کا لڑکا سابق شوہر سے	بہن
۱	۷	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۷/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ترکہ ان ہی وارثین کو ملے گا جو متوفی کے انتقال کے وقت حیات ہوں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم پانچ بھائی تھے۔ ایک بھائی کا والد سے پہلے

انتقال ہوگیا اس کے ۳ لڑکیاں تھیں اور ایک بیوی۔ بیوہ نے دوسری شادی کرلی اور لڑکیوں نے بھی شادی کرلی ہے۔ اب تقریباً سات مہینے ہوگئے۔ دوسرے بھائی کا انتقال ہوگیا ہے۔ ان کے بیوی بچے ہیں۔ ان کا اپنا گھر ہے۔ ایک بھائی انڈیا میں رہتے اور دو بھائی پاکستان میں ہیں۔ والد صاحب کی جائداد میں سے کون کون حصہ دار ہے؟ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے مستفیض فرمائیں۔

فقط والسلام السائل محمد صدیق، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین، ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کا جملہ مال منقول وغیر منقول اس طرح تقسیم کیا جائے کہ کل مال کے ۴ حصے کئے جائیں ایک حصہ والد کے بعد انتقال کرنے والے بھائی کے ورثہ میں تقسیم ہوگا اور باقی میں ہر بھائی کو ایک حصہ ملے گا۔

میت مسئلہ ۴

بھائی	بھائی	بھائی	بھائی
۱	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۷/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثا میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں اور ان میں سے دو کا انتقال ہوگیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

مرحوم گل محمد ۱۹۴۶ء میں انتقال کر گئے تھے۔ ایک ہی مکان ورثہ میں چھوڑا۔ اس کے وارث ہیں۔

۱۔ نور محمد ولد گل محمد انتقال کر گئے۔ اب ان کے چار لڑکے، دو لڑکیاں اور ایک بیوہ زندہ ہیں۔

۲۔ سمیع محمد ولد گل محمد انتقال کر گئے۔ غیر شادی شدہ

۳۔ میر محمد ولد گل محمد انتقال کر گئے۔ غیر شادی شدہ

۴۔ امام الدین ولد گل محمد حیات ہیں۔

۵۔ اللہ نواز بنت گل محمد حیات ہیں۔

۶۔ نور خاتون بنت گل محمد۔ ان کی ایک لڑکی حمیدہ تھی، وہ بھی انتقال کر گئی۔ اس نے ایک لڑکا غلام رسول اور لڑکی شمس النساء اپنے پیچھے چھوڑے ہیں۔

۷۔ شہر بانو زوجہ گل محمد۔ اوپر والے سب بچوں کی والدہ تھیں، ان کا انتقال ہو چکا ہے۔

نوٹ۔ ان سب کا انتقال والد صاحب کے انتقال کے بعد ہوا۔

السائل: امام الدین، اسلامی چوک، ٹھیٹھر الائن، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال، ہر سہ ۱۳ امور مقدم علی الارث کے بعد متوفی کے کل مال منقول وغیر منقول کے چھ حصے کئے جائیں ان میں سے دو امام الدین کو، دو نور محمد کو، ایک مسماۃ اللہ نواز کو دیں دو نور محمد کے سات ورثہ میں تقسیم شرعی کئے جائیں اور ایک حصہ مسماۃ نور خاتون کے موجودہ ورثہ میں تقسیم کیا جائے۔

میت مسئلہ ٦

بیٹا نور محمد	بیٹا امام الدین	بیٹی اللہ نواز	بیٹی نور خاتون
۲	۲	۱	۱

نور محمد کا ترکہ مذکورہ ۱۳ امور مقدم علی الارث کے بعد اگر والدہ اس وقت زندہ نہ ہوں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ اس کے کل مال کے ۸۰ حصے کئے جائیں ان میں آٹھواں یعنی دس بیوہ کو ۱۴ ہر لڑکے کو اور سات ہر لڑکی کو دے جائیں۔

میت مسئلہ ۸/ ۱۰

بیوہ نور محمد	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی
۱۰	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

پھر نور خاتون کے انتقال کے بعد اس کے ورثہ میں ایک بیٹی حمیدہ ایک بھائی امام الدین اور ایک بہن اللہ نواز موجود ہیں۔ لہٰذا ۱۳ امور مذکورہ مقدم علی الارث کے بعد کل مال کے چھ حصے کئے جائیں ان میں سے نصف یعنی تین حمیدہ کو اور دو امام الدین کو اور ایک اللہ نواز کو دیا جائے گا۔

میت مسئلہ ٦

بیٹی حمیدہ	بھائی	بہن
۳	۲	۱

پھر حمیدہ کے انتقال کے بعد سہ امور مذکورہ مقدم علی الارث کے بعد اس کے مال کے تین حصے کئے جائیں دو غلام رسول اور ایک شمس النساء کو دیا جائے۔ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (النساء:11)

میت مسئلہ ۳

غلام رسول بیٹا	شمس النساء بیٹی
۲	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۷/ ۴/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

وارث اپنا حصہ جسے دینا چاہے دے سکتا ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: آپ کی خدمت میں سائل ایک مسئلہ کا حل کتاب و سنت کی روشنی میں معلوم کرنا چاہتا ہے۔ امید ہے کہ آپ جواب سے مستفیض فرمائیں گے۔ شکریہ۔

۱۔ سائل محمد عمر صدیقی بالغ شادی شدہ اپنے مرحوم والدین کی واحد نرینہ اولاد ہے۔

۲۔ والد صاحب کا انتقال ۱۸/جولائی ۱۹۷۳ء میں ہوا ہے۔

۳۔ سائل کی تین بہنیں بالغ اور شادی شدہ ہیں۔

۴۔ قبلہ والد مرحوم نے صرف ایک مکان ترکہ میں چھوڑا ہے۔ مرحوم کی کوئی تحریری وصیت نہیں ہے۔ لیکن بہنوں اور والدہ کو وہ کہتے تھے کہ لڑکیاں اپنے گھر کی ہوں گی اور لڑکا اس مکان میں رہے گا۔ والدہ مرحومہ نے انتقال سے قبل گھر کے متعلق کاغذات بڑی بہن سے لے کر بھی دیے تھے کہ تم اسے اپنے نام کرالو۔ مرحومہ نے بھی زبان سے کہا تھا۔ کوئی تحریر نہیں ہے۔

قبلہ مفتی صاحب اپنے یہاں متوسط طبقے میں جائداد کا بٹوارہ بزرگ زبانی بھی کرتے ہیں یعنی جن کا کل اثاثہ ایک مکان یا ایک دوکان ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ میری سب سے بڑی بہن اور سب سے چھوٹی بہن، سرکاری اسٹامپ پر میرے حق میں اپنی رضا وخوشی سے مکان کے حصے سے دستبردار ہوگئی ہیں اور منجھلی بہن نے زبانی تو کہہ دیا تھا کہ میں بھی اپنے حق سے دستبردار ہو جاؤں گی۔ لیکن شوہر سے مشورہ کے بعد ان کا خیال بدل گیا ہے اور اپنا حصہ طلب کر رہی ہیں۔ مکان کی مالیت والد کے انتقال کے بعد سے مسلسل مرمت کروانے کے بعد مشکل ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہوگی۔

آپ اسلامی شریعت کی رو سے بتائیں کہ بہن کے حصہ کی رقم کتنی ہوگی؟ اور کس طرح ادا کرنا ہوگی؟ امید ہے کہ آپ کتاب وسنت کی روشنی میں مدلل جواب دیں گے اور جو بہن کا حق جتنی رقم پر ہوگا اسے آپ کا فتویٰ دکھا کر ادائیگی کردی جائے گی۔　　السائل: محمد عمر صدیقی، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نفاذ کے بعد کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۵ حصے کیے جائیں، ان میں سے ۲ حصے لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ کے تحت لڑکے کو دیے جائیں اور ایک ایک ہر لڑکی کو دیا جائے، جو لڑکی حصہ نہ لینا چاہے وہ اپنا حصہ جس کو دینا چاہے دے سکتی ہے ورنہ اس کے بھی حصہ کرکے اس طرح تقسیم کی جائے کہ جو لڑکی کو دیں اس کا دونا لڑکے کو دیں۔

میت مسئلہ ۵

بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی
۲	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　　۲۸/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

وارث کے حق میں کی گئی وصیت باطل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک فتویٰ بسلسلہ وراثت درکار ہے۔ جس میں متوفی کے جملہ چھ وارث ہیں۔ ایک بیوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں ہیں۔ نیز متوفی کا ایک وصیت نامہ بھی ہے التماس ہے کہ وصیت نامہ کی موجودگی میں اس کو نافذ کرتے ہوئے شرعی فتویٰ درکار ہے کہ کس کو کتنا کتنا حصہ ملنا چاہیے؟ نوازش ہوگی۔

فقط: سلیم الرحمٰن صدیقی، لطیف آباد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین ادائے قرض اور وصیت اگر غیر وارث کے حق میں ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد اس طرح تقسیم کریں کہ کل مال کے ۴۸ حصے کیے جائیں ان میں سے ۶ بیوہ کے ۷-۷ ہر بیٹی کے اور ۱۴ لڑکے کو دیے جائیں۔ وصیت نامہ جو پیش کیا گیا ہے وہ میت کے وارث کے لئے ہے اس لئے باطل اور غیر معتبر ہے البتہ اگر باقی وارث اس کو جائز رکھیں تو معتبر ہوگا اور زندگی میں جس کو اپنے مال میں سے جس چیز کا مالک بنایا وہ ترکہ میں شمار نہ ہوگا۔ مسئلہ اس طرح ہے

میّت مسئلہ ۸/۴۸

بیوہ	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکا
۶	۷	۷	۷	۷	۱۴

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۸/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بھائی اور دو بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرا بھائی مرحوم ۲۲/۶/۱۹۸۴ء کو کراچی میں فوت ہوگیا۔ جو قتل کیا گیا ہے۔ فوتی غیر شادی شدہ تھا۔ فوتی کے ماں باپ بھی فوت ہو چکے ہیں۔ فوتی کے وارث ۲ عدد بھائی اور ۲ عدد بہنیں حیات ہیں۔ فوتی کی ملکیت ایک کار ایک مکان اور ۱۸۰۰۰/= روپیہ نقد کراچی بینک میں جمع ہیں۔ اب اس فوتی کی ملکیت کے حصے کرنا لازمی ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ شرع محمدی ﷺ کے مطابق حصہ ہر ایک کا بتادیں۔ برائے مہربانی اسلامی قانون کے مطابق ہر ایک وارث کا حصہ تحریر کیا جائے تاکہ ہر ایک کو برابر برابر حصہ بانٹ دیا جائے۔

بقلم خود عبدالحکیم برادر مرحوم عبدالرحیم ولد مرحوم حاجی شیر محمد، کالونی جامشورو

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال، سہ امور مقدم علی الارث کے بعد متوفی کا تمام مال منقول وغیر منقول اس طرح تقسیم کیا جائے کہ کل مال کے ۶ حصے کیے جائیں،

ان میں سے ۲-۲ ہر بھائی کو ایک ایک ہر بہن کو دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ٦ —

بھائی	بھائی	بہن	بہن
۲	۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۸/۴/۱۹۸۵ء

۷۸٦ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

جو دوسرے کا مال ناحق لے گا وہ گناہگار ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ کیا نافرمان اولاد کے لئے ماں کو جائداد سے عاق کرنے کا حق ہے یا نہیں؟ ۲۔ شریعت میں لڑکے لڑکیاں اور بیوہ کا جائداد میں کتنا حصہ بنتا ہے؟ ۳۔ ورثہ کن کن صورتوں میں مستحقین کو پہنچتا ہے؟ ۴۔ زیورات، زمین، جائیداد، دیگر گھر میں جو سامان مرحوم کا ہوتا ہے، بنک میں رقم وغیرہ ان سب میں ورثاء کا کتنا کتنا حصہ بنتا ہے؟ ۵۔ غریب ورثاء کا ورثہ غصب کرنے والوں کے لئے از راہ شریعت کیا حکم ہے؟ ٦۔ ورثہ غصب کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان کا ساتھ دینے والوں کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟ ۷۔ تخمیناً مبلغ دو لاکھ روپیہ کی جائداد کی قیمت میں مرحوم کے دو لڑکے، دو لڑکیاں اور ایک بیوہ کا کتنا حصہ بنتا ہے؟ ۸۔ اس جائیداد کا کرایہ تقریباً بارہ سترہ سو روپیہ ماہانہ بنتا ہے۔ اس جائداد میں صرف لڑکے رہتے ہیں۔ لڑکیاں اس سے محروم ہیں۔ مرحوم کے انتقال کو تقریباً ۷ سال گزر چکے جب کہ اس کے فیصلہ کے لئے برابر کہتے رہے ہیں لیکن اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ کیا اس جائیداد میں سے بننے والے کرایہ کی رقم میں لڑکیوں کا حصہ بنتا ہے یا نہیں؟ از روئے شریعت اس جواب سے بھی مطلع فرمائیں۔

۹۔ مرحوم کی جائداد سے صرف لڑکے فائدہ اٹھا رہے ہیں جب کہ لڑکیاں ہر طرح کے فائدے سے محروم ہیں۔ از روئے شریعت اس جواب سے مطلع فرمائیں۔

۱۰۔ اگر لڑکے لڑکیوں کے حصہ کو تسلیم ہی نہ کریں۔ یعنی بھائی بہنوں کو حصہ دار ہی تسلیم نہیں کریں تو شرعاً اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ السائل: امین الدین، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸٦ **الجواب** ھو الموفق للصواب: اولاد کو عاق کرنا شرعاً کوئی چیز نہیں، اولاد نافرمان ہو یا فرمانبردار، میت کے انتقال کے وقت جو بھی زندہ ہوں وہ تمام اولاد یا دیگر ورثہ ترکہ میں شریک ہوں گے، لہٰذا زیورات، زمین، جائداد منقولہ وغیر منقولہ گھر کا سامان، بنک بیلنس، کرایہ وغیرہ جو بھی میت کی ملکیت ہو، تجہیز وتکفین، ادائے قرض ومہر اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد، کل مال کو فروخت کر کے یا قیمت موجودہ لگا کر، ۴۸ حصے کئے جائیں۔ ان میں سے ٦، بیوہ کو ۱۴، ہر لڑکے کو اور ۷ ہر لڑکی کو دیئے جائیں۔ ماہانہ آنے والے کرایہ کی تقسیم بھی اسی طریقہ سے ہوتی رہے گی۔ مکان فروخت کرنے کی صورت میں مکان کی

قیمت بھی مندرجہ بالا طریقہ پر تقسیم کی جائے گی صورت یوں ہے

میّت مسئلہ ۸ / ۴۸

بیوہ	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی
۶	۱۴	۱۴	۷	۷

جو لوگ ترکہ غصب کرنا چاہتے ہیں وہ آگ اپنے پیٹ میں بھر رہے ہیں، قرآن کریم فرماتا ہے وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرہ: 188) ''ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق طور پر نہ کھاؤ''۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' جو شخص پرایا مال لے لے گا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہو کر ملے گا'' (طبرانی) اور فرمایا کہ'' جس نے ایک بالشت زمین ظلم کے طور پر لے لی قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس گلے میں ڈال دیا جائے گا''۔ (بخاری۔ مسلم)۔ واللہ تعالیٰ علم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۹ / ۴ / ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ترکہ میں ہر بیوی کی اولاد کو برابر کا حصہ ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی وراثت کس طرح تقسیم ہو گی؟ ہمارے والد صاحب نے چار شادیاں کی تھیں۔

۱۔ پہلی بیوی سے ایک لڑکا ہے جو کہ شادی شدہ ہے۔ اس کا نام غلام رسول ہے۔

۲۔ پہلی بیوی کے انتقال کے بعد دوسری شادی کی۔ دوسری بیوی کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔ اس سے کوئی اولاد نہیں ہے۔

۳۔ دوسری بیوی کے انتقال کے بعد تیسری شادی کی۔ تیسری بیوی کو طلاق دے دے تھی۔ تیسری بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہے۔

۴۔ تیسری بیوی کو طلاق دینے کے بعد چوتھی شادی کی جو کہ پہلے سے شادی شدہ تھی۔ اس کو طلاق دلا کر پھر شادی کی یہ بیوی زندہ ہے اور اس سے چار لڑکے ہیں جو کہ غیر شادی شدہ ہیں اور ایک لڑکی ہے جو کہ شادی شدہ ہے۔ بچوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ افضال احمد، ۲۔ ظفر احمد، ۳۔ اقبال احمد، ۴۔ غیاث احمد، ۵۔ ریحانہ خاتون۔ درخواست دہندہ غلام رسول

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد، متوفی کی تمام جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۸۸ حصے کئے جائیں اور لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (النساء: 11) کے قاعدہ کے تحت ۱۴ حصے ہر لڑکے کو اور ۷ حصے لڑکی کو دیئے جائیں۔ اولاد خواہ کتنی ہی بیویوں سے ہو، ترکہ میں سب شریک ہوں گے، خواہ کنوارے ہوں یا شادی شدہ تقسیم اس طرح ہو گی، اور بیوہ کو گیارہ حصے دیئے جائیں۔

میّت مسئلہ ۸ / ۸۸

بیوہ	غلام رسول	افضال	ظفر	اقبال	غیاث	ریحانہ	
۱۱	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۹/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام کو حصّہ نہیں ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: سیّد محمد تقی ولد سیّد جیون علی فوت ہو گئے۔ ترکہ میں اپنی زمین زرعی، مکان اور کچھ بنک میں رقم چھوڑی ہے۔ جب کہ ورثاء میں چار لڑکے، دو لڑکیاں بقید حیات موجود ہیں اور تین لڑکیاں مرحوم کی زندگی میں ہی فوت ہوگئی تھیں، جن کی اولاد موجود ہے اور وہ اولاد مرحوم کے نواسے اور نواسیاں ہیں تو آیا! فقہ حنفیہ میں ان نواسے اور نواسیوں کا اس صورت میں حصّہ ہے یا نہیں؟

نوٹ۔ مرحوم کی تین بیویاں مرحوم کی حیات میں ہی انتقال کر چکی ہیں۔ السائل سیّد محمد رضی، پختہ قلعہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد میت کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے (جن ورثاء کا ذکر ہے، ان ہی کی صورت میں) دس حصے کئے جائیں گے، جن میں سے دو ہر لڑکے کو اور ایک ہر لڑکی کو دیا جائے گا۔ اولاد کی موجودگی میں نواسہ نواسی محروم رہیں گے کہ وہ ذوی الارحام میں ہیں اور عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام کو کچھ نہیں ملتا۔ تقسیم اس طرح ہے

میت مسئلہ ۱۰

لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	
۲	۲	۲	۲	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۹/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۴ بیٹے اور ۴ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کے نام ایک عدد مکان ہے۔ کچھ عرصے قبل زید کا انتقال ہوگیا۔ زید نے اپنے پیچھے بیوہ، چار لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑے ہیں۔ زید کے آٹھوں بچے شادی شدہ ہیں اور زید کا مکان فروخت کر دیا ہے۔ مکان کی قیمت مبلغ ایک لاکھ اسّی ہزار روپے ملی ہے۔ اس رقم کو زید کے آٹھوں بچوں اور زید میں شرعی طریقے پر تقسیم کے بارے میں بتائیں۔ السائل محمد ہارون ولد عبدالعزیز، میمن سوسائٹی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض ومہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال

کے بعد متوفی کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۹۶ حصے کئے جائیں اس میں سے ۱۲ ربیوہ کو ۱۴ ر ہرلڑکے کو اور سات ہرلڑکی کو دیئے جائیں۔

میت مسئلہ ۸ / ۹۶

بیوہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	
۱۲	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالی اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰ / ۴ / ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی دو بیٹے اور ۵ بیٹیاں ہیں پھر ایک بیٹے کا انتقال ہوگیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جائداد زرعی میں وزیر الدین صاحب کے انتقال کے بعد وراثت صدر الدین وبشیر الدین۔ مسمات مجیدا بیوہ وآمنہ عقیلہ زرینہ روبینہ مبینہ کو حق ملا ہے۔ اب چونکہ بشیر الدین کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس کی بیوہ اور پانچ لڑکے ہیں۔ ایسی صورت میں وارثین کا کتنا کتنا شرعی حق بنتا ہے؟

بروئے شرع محمدی بشیر الدین کی بیوہ کا کتنا حصہ ہوگا؟ فتوی مرحمت فرمائیں۔ بشیر الدین کے انتقال کے وقت اس کی والدہ موجود نہیں تھیں ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ منجانب صدر الدین ولد وزیر الدین، حالی روڈ حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں معلوم ہونا چاہئے کہ جو تقسیم ترکہ کی سائل نے زبانی بتائی ہے وہ شرع کے مطابق نہیں ہوئی۔ مطابق شریعت تجہیز وتکفین ادائے قرض ومہر اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نافذ کرنے کے بعد وزیر الدین کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۷۲ حصے کئے جائیں ان میں سے آٹھواں یعنی ۹ بیوہ کو ۱۴ ر ہرلڑکے کو اور ۷ ر ہر لڑکی کو دیے جائیں۔

میت مسئلہ ۸ / ۷۲

بیوہ	صدر الدین	بشیر الدین	آمنہ	عقیلہ	زرینہ	روبینہ	مبینہ
۹	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷

پھر بشیر الدین کا انتقال ہوگیا لہذا اس کی بھی تجہیز تکفین ادائے قرض ومہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے چالیس حصے کئے جائیں ان میں سے ۵ بیوہ کو اور ہر لڑکے کو ۷ حصے دے جائیں۔

میت مسئلہ ۸ / ۴۰

بیوہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	
۵	۷	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالی اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰ / ۴ / ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی اور ۵ بیٹے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے والد بزرگوار کی پہلی بیوی سے تین بیٹے اور دوسری بیوی سے دو بیٹے ہیں جب کہ والد صاحب اور پہلی بیوی کا انتقال ہوگیا ہے اور اب ایک ماں (دوسری بیوی) اور پانچ بیٹے ہیں چونکہ ہمارے والد مرحوم نے ایک مکان چھوڑا ہے۔ ظاہر ہے کہ موجودہ افراد وارث ہوتے ہیں اب اس مکان کے حصص اور اس تقسیم کا مسئلہ کس طرح کیا جائے۔ نیز بعد از وقت رقم کی تقسیم کا تعین کس طرح ہو؟ برائے کرم مذکورہ بالا مسئلہ کو ازروئے شریعت حل فرمادیں۔ شکریہ

نوٹ۔ پہلی بیوی کا انتقال والد صاحب کی وفات سے تقریباً ۲۵ سال قبل ہوا۔

السائل: عبدالوحید ولد غلام قادر، رحمانی گلی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں، تجہیز وتکفین، ادائے قرض اور وصیت ہوتو ثلث مال میں نفاذ کے بعد میت کے کل مال منقول وغیر منقول کے چالیس حصے کیے جائیں، ان میں سے ۵ر بیوہ ثانی کے اور ۷ر ہر لڑکے کو دیئے جائیں، جائداد وغیر منقولہ کی تقسیم کے لئے موجودہ قیمت لگائی جائے گی۔ تقسیم اس طرح ہوگی۔

میت مسئلہ ۸ر۴۰

بیوہ	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا
۵	۷	۷	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

فصیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰ر۴ر۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

متوفی سے پہلے اس کی اولاد کا انتقال ہو تو بعض صورتوں میں اولاد کی اولاد حصہ پائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: باپ کی حیات میں اگر بیٹے کا انتقال ہوجائے تو انتقال کر جانے والے بیٹے کے بیوی، بچے دادا کی جائیداد میں حصہ دار ہوں گے؟ کیا وہ وراثت کے حق دار تصور کئے جائیں گے یا نہیں؟

السائل: رحمت خان ولد رحمٰن خان، بلال اسٹریٹ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: اگر متوفی سے پہلے اس کی کوئی اولاد فوت ہوچکی ہے تو اولاد کی اولاد کو بعض صورتوں میں حصہ ملتا ہے اور بعض صورتوں میں نہیں چنانچہ جب میت کا دوسرا بیٹا نہ ہوتو ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی رہے وہ پوتے کو ملے گا، میت کی بہو اس صورت میں کچھ نہ پائے گی۔ سائل کو چاہئے کہ وہ حقیقی صورت حال بیان کرے تاکہ کامل جواب دیا جائے، ایسی صورت میں اگر دادا موجود ہوتو اس کو مناسب ہے کہ اپنی زندگی میں کچھ مال اسباب، جائداد پوتوں کو

دے کران کا قبضہ کرا جائے ورنہ یہ بالکل محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　　۳۰/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عصبات میں سے قریبی عصبہ، دور والے کو محروم کر دے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے بھائی مسمّی رحیم خان کا انتقال ۱۸/۳/۱۹۶۴ء کو حیدرآباد میں ہوا۔ ہمارے والد کا انتقال ۱۵/۹/۱۹۷۷ء میں ہوا۔ والد کی کچھ جائداد ہے۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ ایسی صورت میں جب کہ بیٹے کا انتقال والد کے انتقال سے پہلے ہو چکا ہے۔ کیا مرحوم بیٹے رحیم خان کی اولاد از روئے شریعت وفقہ دادا کی جائداد میں حصہ دار ہو سکتے ہیں یا نہیں ہو سکتے؟

رحمٰن خان نے مرنے کے بعد تین بیٹے، دو بیٹیاں اور ایک بیوہ بقید حیات چھوڑی ہیں۔　　السائل رحمت علی

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین ادائے قرض اور وصیت ہو تو ثلث مال میں نفاذ کے بعد، متوفی کا مال منقول وغیر منقول، ان ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا جو ان کے انتقال کے وقت موجود تھے، میت کی جس اولاد کا انتقال اس سے پہلے ہو گیا، اس کی اولاد کو کچھ نہیں کچھ ملے گا، اس لئے کہ میت کے دوسرے بیٹے اور بیٹیاں موجود ہیں، جو عصبہ نمبر اوّل درجہ اوّل میں داخل ہیں، پوتا بھی اگر چہ درجہ اوّل کے عصبات میں داخل ہے لیکن بیٹے کے سامنے یہ محروم ہوتا ہے کیوں کہ بیٹا اس سے زیادہ قریب ہے اور پوتے بہ نسبت اس کے بعید ہیں اور جب ایک درجہ کے عصبات ہوں تو جو قریب ہوتا ہے وہ مقدم ہوتا ہے، لہٰذا میت کے پوتے پوتی بالکل محروم ہیں، ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا، کہ کل مال کے ۶۴/حصے کئے جائیں، ان میں سے آٹھواں یعنی ۸/بیوہ کو فَلَهُنَّ الثُّمُنُ (النساء:12) کے تحت دیے جائیں اور ہر لڑکے کو ۱۴ حصے اور ہر لڑکی کو ۷ حصے دیے جائیں۔ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (النساء:11)۔

میت مسئلہ ۸/۶۴

بیوہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن الابن (پوتا)	
۸	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　　۳۰/۴/۱۹۸۵ء

وصیت صرف تہائی مال میں جاری ہوگی اور اس وصیت کو روکا تو گناہ ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے انتقال سے چند روز قبل چند گواہوں کے سامنے ایک امانت دار کو وصیت کی تھی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی رقم میں سے مبلغ =/۱۸۰۰۰ ہزار روپے مسجد ایک مینارہ ساٹھی پاڑہ کو دے دیے جائیں۔ یہ بات متولی مسجد (صدر مسجد) کو بھی بتا دی گئی تھی۔ اب اس کے انتقال کے بعد اس کے ورثہ

میں بھیجتے ہیں جن کا اصرار ہے کہ اس رقم میں سے مبلغ =/٦٠٠٠ ہزار روپے مسجد کو دے دیئے جائیں اور =/١٢٠٠٠ ہزار روپے ہمیں دئے جائیں۔ تو اب از راہ کرام آپ یہ فتویٰ صادر فرمائیں کہ امانت دار اس رقم کو تقسیم کریں؟ یا مبلغ رقم =/١٨٠٠٠ ہزار روپے وصیت کے مطابق مسجد دے دیں؟

نوٹ۔ مرحوم کے پاس اس کے علاوہ اور جائداد بھی ہے جو کہ اچھی رقم کی ملکیت ہے۔

فقط والسلام حاجی محمد اقبال، حیدر آباد سندھ

٧٨٦ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب کہ زید نے اپنے مال میں سے معین رقم کے لئے وصیت کر دی تھی تو وصیت نافذ کی جائے گی پھر ترکہ تقسیم ہوگا۔ ''لان الوصیته مقدمة علی الارث'' لہٰذا تجہیز و تکفین اور ادائے قرض کے بعد سب سے پہلے وصیت پر عمل ہوگا' اس میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ جس رقم کی وصیت کی ہے وہ کل مال کے تہائی سے زیادہ نہ ہو' کہ وصیت ثلث مال میں جاری ہوتی ہے' چنانچہ اگر مذکورہ رقم کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے تہائی کے برابر یا اس سے کم ہے تو کل وصیت پر عمل کیا جائے گا۔ ورثہ کو اختیار نہیں کہ وہ نفاذ وصیت کو روکیں' قرآن عظیم نے ورثہ کا حق وصیت سے موخر رکھا ہے۔ مِنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ (النساء:12) ورثہ اگر وصیت کو رد کریں' رد کریں گناہ گار ہوں گے اور دوسرے کے حق پر ظالم و ستمگار۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ٢/٥/١٩٨٥ء

٧٨٦ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

سوتیلی اولاد کا ترکہ میں حصّہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی پہلی بیوی کی اولاد میں صرف پانچ لڑکے چھوڑے ہیں۔ اس کے بعد جب زید کی پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا تو زید کے ساتھ میرا نکاح ہوا اور اس وقت میرے پانچ لڑکیاں اور تین لڑکے پہلے شوہر سے موجود تھے لیکن زید سے کوئی اولاد نہیں ہوئی پھر زید کا انتقال ہو گیا۔

کیا میرے شوہر کے ترکہ میں میرے پہلے شوہر کے بچوں کا حق ہے یا نہیں؟ اور زید کے ترکہ میں میرا کیا حصہ ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں مہربانی ہوگی۔ زید کے ورثہ میں چار بہنیں اور ایک بھائی بھی موجود ہے۔ بہنوں میں سے ایک بہن کا انتقال میرے شوہر کے انتقال کے بعد ہوا ہے اور میرے شوہر نے میرا مہر بھی ادا نہیں کیا تھا۔

فقط السائل زاہدہ خاتون، یونٹ نمبر ١١ 'لطیف آباد' حیدر آباد

٧٨٦ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں' تجہیز و تکفین' ادائے قرض و مہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد باقی کل ترکہ کے چالیس حصے کئے جائیں' ان میں سے آٹھواں یعنی ٥ بیوہ (زاہدہ خاتون) کو دئے جائیں اور ٧-٧ ہر لڑکے کو دئے جائیں۔ سائلہ کے مطابق شوہر نے اس کا مہر ادا نہیں کیا تھا، لہٰذا مہر بھی قرض ہے جو ترکہ کی تقسیم سے پہلے بیوہ کو

دیا جائے گا پھر ترکہ میں بھی اس کا حصّہ ہوگا فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ (النساء:12) ہاں بیوہ کی اس اولاد کو جو اس کے پہلے شوہر سے ہے اس شوہر کے ترکہ سے کچھ نہ ملے گا، تقسیم اس طرح ہوگی۔

میّت مسئلہ ۸ / ۴۰

بیوہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	
۵	۷	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۲ / ۵ / ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

جو وارث اپنا حصّہ نہ لے اس کا حصّہ دوسروں کو ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ پانچ بھائی اور دو بہنیں اپنے والد مرحوم کی جائداد کے وارث ہیں۔ سب سے بڑے بھائی جو کہ امریکہ مقیم ہیں اپنے دیگر چار بھائی اور دو بہنوں کے حق میں دستبردار ہیں اور کسی قسم کا حصّہ نہیں چاہتے؟ فتویٰ درکار ہے کہ تقسیم کس حساب سے کی جائے؟ مزید یہ کہ والدہ صاحبہ الحمد للہ حیات ہیں ان کا حصّہ کتنا ہوگا؟

۲۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد چار بھائیوں نے کاروبار کو مزید وسعت دی آیا! بہنوں کو والد صاحب کے انتقال کے وقت کے حساب سے حصّہ دیا جائے؟ یا کہ آج کے حساب سے؟ اور یہ کہ والد صاحب کے انتقال کے بعد سے آج تک کی اضافی جائداد و سرمایہ میں بھی بہنوں اور والدہ صاحب کا حصّہ شامل کیا جائے یا نہیں؟

آپ کے تعاون کا متمنّی محمد ہارون ولد حاجی عبد الستار، پختہ قلعہ حیدر آباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورتِ مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین ادائے قرض و مہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کے تمام مال منقول و غیر منقول کے ۹۶ حصّے کئے جائیں ان میں ۱۲ ر بیوہ کو، ۱۴ ر ہر لڑکے اور ۷-۷ ہر لڑکی کو دے جائیں۔ جو بھائی اپنا حصّہ نہ لینا چاہیں اس کو بھی اسی طرح تقسیم کیا جائے کہ آٹھواں بیوہ کو اور باقی میں سے اس طرح کہ ہر لڑکی کو جو ملے اس کا دوگنا ہر لڑکے کو دیا جائے' کاروبار کی وسعت اگر اپنی طرف سے رقم لگا کر کی ہے تو اس رقم کو مع منافع حساب سے منہا کرلیں۔ اگر اپنے پاس سے نہ ملایا تو بڑھے ہوئے سرمایہ میں سب شریک ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸ / ۹۶

بیوہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	
۱۲	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۳ / ۵ / ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

جائیداد کی اضافی تعمیر میں جس نے رقم خرچ کی، وہ ترکہ کی تقسیم سے قبل الگ کی جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس نے اپنے ورثہ میں ایک بیوہ، چھ بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ شخص مذکور کا انتقال گیارہ سال قبل ہوا، اس وقت ایک مکان تھا، جواب بھی ہے، مرحوم کے انتقال کے بعد مکان کی تعمیر میں اضافہ ہوا جو تقریباً =/۲۶۰۰۰ ہزار روپے کی لاگت پر مشتمل ہے۔ اس میں دس ہزار قرض لگا ہے۔ باقی رقم والد کے کاروبار سے بچے ہوئے مال سے کاروبار کر کے حاصل کی گئی۔ اس وقت کاروبار بڑھ کر ایک پرچون کی دوکان پر مشتمل ہے، ۴ بھائی والد صاحب کی زندگی میں کاروبار سے الگ ہو گئے تھے۔ بقیہ دو میں سے ایک پرچون کی دوکان پر ہے اور ایک پھیری لگاتے ہیں۔ اس صورت میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

السائلہ بیوہ اسلام الدین، لطیف آباد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: سائل نے زبانی بتایا کہ والد نے انتقال کے وقت نقد مال برائے نام چھوڑا تھا یعنی چالیس پچاس روپیہ، بہر حال جو کچھ بھی ہو، تجہیز وتکفین، ادائے قرض ومہر، اور وصیت کی ہو تو نفاذ درثلث کے بعد، مرحوم نے اپنے انتقال کے وقت جو مال منقول وغیر منقول جائداد وغیرہ چھوڑی، اس کے ایک سو بیس حصے کئے جائیں، جس میں سے ۱۵/ بیوہ کو، ۱۴/ ہر لڑکے کو اور ۷/ ہر لڑکی کو دئے جائیں، مکان وجائداد کی قیمت آج کے حساب سے لگائی جائے گی، اضافی تعمیر میں جن لوگوں نے رقم خرچ کی اگر وہ دیگر ورثا سے پوچھ کر خرچ کردی تو وہ اس سے منہا کر لی جائے گی، پھر ترکہ تقسیم ہوگا، منہا کرنے میں وقتِ تعمیر کے خرچ اور آج کی تعمیر کے خرچ کا تناسب بھی نکالنا ہوگا۔ وصیت نامہ جو ساتھ منسلک ہے وہ چونکہ سب ورثہ کے لئے نہیں ہے اس لئے بغیر دیگر ورثہ کی مرضی کے باطل ہے۔ قال علیہ السلام ﷺ الا لا وصیة لوارث الا ان یجیز ها الورثة (فتاویٰ رضویہ) تفصیل ترکہ کی تقسیم کی اس طرح ہے۔

میت مسئلہ ۱۲۰/۸

بیوہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	
۱۵	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳/۵/۱۹۸۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، بھتیجا اور دو بھتیجیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: سیّد عوض علی فوت ہو گیا اور مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑ گیا۔ ایک بیوہ رشیدہ بیگم، ایک بھتیجا سیّد رونق علی، دو بھتیجیاں، سروری بیگم اور انوری بیگم۔ ان سب میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

السائل ہاشم علی، لطیف آباد، حیدرآباد، سندھ

الجواب ۷۸۶ ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز تکفین، و ادائے قرض و مہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد کل مال منقول و غیر منقول کے چار حصے کئے جائیں ان میں سے ایک یعنی کل مال کا چوتھائی وَلَهُنَّ الرُّبُعُ کے تحت، متوفی کی زوجہ کو اور بقیہ ۳ عصبہ ہونے کی وجہ سے بھتیجا سیّد رونق علی لے لے گا، بھتیجیوں کو کچھ نہ ملے گا کہ وہ ذوی الارحام میں ہیں اور عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام محروم رہتے ہیں۔

میّت مسئلہ ۴

بیوہ	بھتیجا	بھتیجیاں	
۱	۳	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۳ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں ایک بیوہ عورت ہوں اور اپنی زندگی ہی میں تمام مسائل حل کرنا چاہتی ہوں۔ تاکہ بعد میری وفات کے بعد میرے بچّوں میں کوئی لڑائی جھگڑا نہ ہو۔ لہٰذا مندرجہ ذیل مسائل قرآن پاک و سنت کی رو سے تحریر کردیں تاکہ وقت ضرورت سند بھی رہے۔ ۱۔ میرے چھ بچے ہیں۔ تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں، سب شادی شدہ ہیں۔ ۲۔ شوہر کی پہلی بیوی سے ایک لڑکی ہے۔ ۳۔ ایک لڑکے کا بعد میں انتقال ہو چکا ہے۔ جس کے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے لہٰذا حسب ذیل افراد کا جائداد میں شرع کی رو سے کتنا کتنا حصّہ بنتا ہے؟ سوال کا جواب دے کر مستفیض فرمائیں۔ شکریہ

مکان جس پلاٹ پر تعمیر ہے۔ وہ اوقاف کا ہے۔ ساتھ ہی اگر اس کے بارے میں کچھ معلومات ہیں تو وہ بھی تحریر کریں کہ ملبہ کی قیمت ہوگی؟ یا زمین کی قیمت ہوگی؟ فقط بیوہ آمنہ بیگم، بزد فردوس سینما، حیدرآباد

الجواب ۷۸۶ ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد، متوفی کی تمام جائداد منقولہ و غیر منقولہ (اگر زمین کا مالک ہو تو اس کی قیمت اور ملبہ کی ملکیت ہو تو ملبہ کی قیمت لگا کر) کل مال کے ۸۰ حصّے کئے جائیں ان میں سے دس زوجہ (بیوہ) کو ۱۴/ ہر لڑکے کو اور ۷ ہر لڑکی کو دے جائیں۔

میّت مسئلہ ۸/ ۸۰

بیوہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	
۱۰	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۴/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عورت کی جائداد میں نندوں کا کوئی حصہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک جائداد میری والدہ کی ملکیت تھی۔ والدہ کا انتقال ہوگیا۔ مرحومہ نے اپنے پسماندگان میں ایک لڑکا اور تین لڑکیاں چھوڑیں' جو بقید حیات ہیں۔ بعد انتقال والدہ لڑکا اپنی دادی کی کفالت میں چلا گیا اور دادی نے میری والدہ کی جائیداد میں اپنی دوسری لڑکی کے بچّوں کو وارث بنایا۔ جس کی وجہ سے میری پھوپھیاں مجھ سے والدہ کی جائداد میں حصہ طلب کررہی ہیں۔ کیا شرعی طور پر ان کا کوئی حق ہے یا نہیں؟ شجرہ حسب ذیل ہے

ابن	بنت	بنت	بنت
مشتاق احمد	زلیخا	زبیدہ	جمیلہ
حیات	کا انتقال والدہ کے بعد ہوا' شوہر حیات ہے	حیات	حیات

فقط ۔ مشتاق احمد خان ولد رحمت خان' لطیف آباد' حیدرآباد' سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب کہ جائداد کی مالکہ مرحومہ تھیں تو صرف ان ہی کے ورثاء ترکہ میں شریک ہوں گے۔ سائل کی پھوپھی کا کوئی رشتہ براہ راست سائل کی والدہ سے نہیں ہے۔ لہٰذا دادی کے وارث بنانے سے کچھ نہ ہوگا' اور پھوپھیوں کو کچھ نہ ملے گا کہ مرنے والی سے ان کی قرابت داری صرف شوہر کی حد تک ہے' لہٰذا مرحومہ کا تمام مال منقول وغیر منقول' تجہیز وتکفین' ادائے قرض' اور نفاذ وصیت در ثلث کے بعد اس طرح تقسیم کیا جائے گی کہ کل مال کے ۵ رحصے کئے جائیں' ان میں سے ۲ رمشتاق کو ایک زبیدہ کو' ایک جمیلہ کو اور ایک میں زلیخا مرحومہ کے شوہر واولاد وغیرھا شریک ہوں گے۔

میت مسئلہ ۵

ابن	بنت	بنت	زوج زلیخا واولادھا
۲	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۹ / ۴ / ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اگر کسی کا وارث معلوم نہ ہو تو ترکہ نیک کام میں لگادے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص ہمارے محلّے لیاقت کالونی میں رہتا تھا۔ اس کا اچانک ایک رات انتقال ہوگیا ہے۔ اس نے کچھ اثاثہ چھوڑا ہے۔ وہ شخص اکیلا ایک کرایہ کے مکان میں رہتا تھا اور اس کے ورثہ کا بھی کچھ پتہ نہیں ہے۔ کیا اس کا چھوڑا ہوا اثاثہ کسی مسجد' مدرسہ یا یتیم خانہ میں دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ شریعت محمدی ﷺ کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔ شکریہ فقط ۔ اہلِ محلّہ لیاقت کالونی' حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: اگر شخص مذکور کا ترکہ پانچ درھم تک ہے تو مالک مکان ورثہ کو تلاش کرے۔ پتہ نہ چلے تو مساکین کو دے دے' اور خود فقیر ہے تو اپنے صرف میں لائے اور پانچ درھم سے زیادہ ہے اور ورثہ کا پتہ نہ چلے تو بیت المال میں داخل کر دے (درمختار) اب چونکہ بیت المال نہیں ہے لہٰذا کسی بھی نیک میں لگا دے یا مدرسہ میں دے دے یا دینی کتابیں خرید کر وقف کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۴/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نگراں کا جائداد میں کوئی حق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جناب علی محمد ولد محمد داؤد عباسی فوت ہو گئے ہیں۔ ان کے وارث یہ تھے۔ ایک بیوی جو اس کی زندگی میں فوت ہو گئی تھی اور ایک بیٹا عبدالستار جو اس کی حیاتی میں فوت ہو گیا تھا اور باقی اس کے زندہ وارثوں میں بیٹا عبدالکریم اور دو بیٹیاں شادی شدہ ہیں۔ علی محمد نے اپنی زندگی میں اپنے کاروبار اور زمین کی دیکھ بھال کے لئے رکارڈ میں اپنے بیٹے عبدالستار کے نام کیا لیکن وہ مر گیا تو پھر زمین کی دیکھ بھال اس کے والد علی محمد اور عبدالستار کے دو بیٹے ایک محمد داؤد اور دوسرا احمد نوید کرنے لگے۔ اس وقت تقریباً ایک سال ہوا ہے کہ علی محمد بھی فوت ہو گیا تو اب عبدالستار کے بیٹوں نے ساری زمین پر قبضہ کر رکھا ہے اور اپنے چچا عبدالکریم اور دو اس کی بہنیں، ان تینوں کو وراثت سے محروم کر رکھا ہے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر اس مسئلہ کا حل قرآن وحدیث کے ساتھ دیں۔ مہربانی ہوگی۔ شکریہ

نوٹ۔ واضح رہے کہ علی محمد نے اپنی زندگی میں زمین اپنے بیٹے عبدالستار کو صرف دیکھ بھال کرنے اور آفسوں کے کام کرنے کی وجہ سے اختیار دیا تھا۔ السائل عبدالکریم عباسی، پوسٹ آفس ابڑا ل، تحصیل میرپور ضلع ٹھٹھہ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین' ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد' متوفی کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۴ حصے کئے جائیں۔ ان میں سے ۲ عبدالکریم کو اور ایک ایک دونوں بیٹیوں کو دئے جائیں۔ علی محمد نے اگر عبدالستار کو کچھ مال یا جائداد دے کر مالک بنا دیا تھا تو وہ اس کی ملکیت ہے اور اگر مالک نہیں بنایا تھا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو اس کے بیٹوں کو اس جائداد میں کوئی حق نہیں کہ اولاد کے ہوتے ہوئے پوتے محروم رہتے ہیں۔

میت مسئلہ ۴

ابن	بنت	بنت	پوتا	پوتا
۲	۱	۱	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۴/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زندگی میں سب کو برابر تقسیم کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے پانچ بچے ہیں۔ جن میں ایک بڑا لڑکا پہلی بیوی سے ہے اور دو لڑکے اور دو لڑکیاں اس موجودہ بیوی سے ہیں۔ میں نے اپنے بڑے لڑکے کو پالا پوسا' اس کی شادی بیاہ کی' اس کا گھر بسایا' اس کو اپنے پاس رکھا۔ اب جب کہ جائداد کو بیچا جارہا ہے تو بڑا لڑکا اپنا حصہ لینے کا مطالبہ کررہا ہے جب کہ اس کو مجھ سے الگ ہوئے تقریباً اٹھارہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس اٹھارہ سال کے دوران اس سے باپ کو ایک پیسے کا بھی فائدہ نہیں ہوا۔ ان اٹھارہ سال میں یہ میرے کسی بھی کام نہیں آیا' نہ ہی اس نے میری قرضداری میں میری مدد کی' نہ ہی اس نے اپنی دونوں بہنوں کی شادیوں میں کوئی رقم خرچ کی اور نہ ہی کبھی بڑھاپے کا سہارا بنا' نہ ہی کبھی دکھ درد میں کام آیا' کبھی باپ اگر بیمار ہوا تو نہ ہی بیٹے نے خیریت معلوم کی، اور نہ اس کی بیوی نے۔ جب کہ ان دونوں لڑکوں نے مجھے بہت سہارا دیا اور میری مدد کی اور یہ دونوں اب بھی میرے ساتھ ہیں اور میری دیکھ بھال کا خیال رکھتے ہیں۔

حدیث کی رو سے یہ بتایا جائے کہ آیا! ایسی نالائق اولاد کو اس کا حق دینے کا مجھے حق ہے یا نہیں؟ جب کہ اس کے پاس کئی لاکھ روپے کی پراپرٹی' سونا' اور رقم ہے۔ کیا اس جائداد اور سونا اور رقم میں باپ کا کوئی حق ہے یا نہیں؟ کیا میں اس ۱۸ سال کا حساب لینے کا حقدار ہوں یا نہیں؟ آیا! میری حیاتی میں کیا یہ لڑکا اپنا حصہ لینے کا حقدار ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔ شکریہ فقط والسلام محمد عمر عرف لعل محمد قریشی، ٹانگہ اسٹینڈ' پھلیلی پار' پریٹ آباد' حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: زندگی میں آدمی اپنے مال کا خودمختار ہوتا ہے۔ چاہے تو سارا مال کسی ایک کو دے دے یا چاہے تو تقسیم کردے' کسی کو زیادہ اور کم بھی دے سکتا ہے۔ مگر زندگی میں تقسیم کرے تو سب اولاد کو برابر برابر دے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اپنی اولاد کو برابر دو'' (طبرانی) اور فرمایا '' عطیہ میں اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو جس طرح تم خود یہ چاہتے ہو کہ وہ سب تمہارے ساتھ احسان ومہربانی میں عدل کریں'' (طبرانی) لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں اگر دوسری اولاد غریب ہے اور زیادہ مستحق ہے تو ان کو زیادہ دے سکتا ہے۔ زندگی میں اولاد اپنے والدین سے جبراً کچھ وصول نہیں کرسکتی' تاہم اسے بھی کچھ دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۵/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بٹی کو آدھا ترکہ اور بقیہ میں دوسرے رشتہ دار شریک ہوں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حاجی کی دو نرینہ اولادیں ہیں' ۱۔ حاجی حسین' ۲۔ بڈھو۔

بڈھو کی چار نرینہ اولادیں ہیں۔ ۱۔ قاسم' ۲۔ حسن' ۳۔ حاجی' ۴۔ حاجی صالح۔

بڈھو کی ملکیت ان چاروں میں تقسیم کی ہوئی ہے۔

اب ہم آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ شریعت محمدی ﷺ کے مطابق حاجی صالح کی صرف ایک لڑکی ہے جو حیات ہے اور عائشہ بنت حاجی صالح لاولد ہی فوت ہو چکی ہے۔ جو کنواری تھی۔ اب حاجی صالح کی ملکیت کے ورثاء کون کون ہیں؟ صرف اکیلی لڑکی مریم وارث ہے یا اس کے چچاؤں کی اولاد بھی وارث ہو سکتی ہے یا نہیں؟ ۲۔ جیسا کہ حاجی صالح اپنے تینوں بھائیوں کے بعد میں فوت ہو چکے ہیں اور اس کے تینوں بھائی قاسم، حسن، حاجی یہ تینوں سن ۱۹۳۵ء کے اندر فوت ہو چکے ہیں اور حاجی صالح سن ۱۹۵۰ء میں مدینے شریف میں فوت ہوئے ہیں۔ فقط: محمد صالح ولد ہاشم سومرو، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کے مال کے دو حصے کئے جائیں۔ جن میں سے ایک حصہ یعنی کل مال منقول و غیر منقول کا آدھا بیٹی کو ملے گا اور باقی آدھے میں میت کے حقیقی بھتیجے، اور بھتیجے نہ ہوں تو حقیقی بھائی کے پوتے، سب برابر کے شریک ہوں گے خواہ ایک بھائی کے پوتے ہوں یا کئی بھائیوں کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۵/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عصبہ کے سامنے ذوی الارحام محروم رہتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص شہباز علی ولد لونگ فوت ہو گیا ہے اور اس کی کچھ جائیداد ہے۔ جس کی تقسیم درکار ہے۔ مرنے والے کی اپنی اولاد میں صرف ایک لڑکی تھی۔ جو پہلے ہی فوت ہو گئی تھی اور اس کی لڑکی جو فوت ہو گئی ہے اس کے پانچ بچے ہیں اور گھر داماد ہے اور دوسرا مرنے والا بھتیجا ہے۔ مرنے والے نے مرنے سے تین ماہ قبل دوسری شادی کی تھی۔ اس سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ مگر دوسرے رشتہ دار موجود ہیں۔ اس کے علاوہ مرنے والے کی چچا زاد بہن زندہ ہے جو بے اولاد ہے۔ لہٰذا شریعت کی رو سے جائداد کی تقسیم کے سلسلے میں جواب درکار ہے۔

لڑکی باپ سے پہلے فوت ہوئی تھی۔ بھتیجا حقیقی ہے۔ دوسری بیوی زندہ بے اولاد ہے۔ چچا حقیقی کی لڑکی موجود ہے۔ نیز مرنے والی کی پہلی بیوی کی لڑکی دوسرے شوہر کی ہے۔ فقط: واجد علی

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں، تجہیز و تکفین، و ادائیگی قرض و مہر، اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کے تمام مال منقول و غیر منقول، کے چار حصے کئے جائیں، ان میں سے ایک حصہ یعنی کل کا چوتھائی متوفی کی بیوہ کو اور باقی تین حصے حقیقی بھتیجے کو دے جائیں۔ باقی سب لوگ محروم ہیں، کہ ذوی الارحام میں داخل ہیں اور عصبہ کے سامنے ذوی الارحام محروم رہتے ہیں۔

میت مسئلہ ۴

چچازاد بہن	گھر داماد	نواسہ نواسیاں	بھتیجا	زوجہ
محروم	محروم	محروم	۳	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۵/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دوسری بیوی، بیٹی اور نابالغ لڑکا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی نے شادی کی۔ شادی کے بعد ایک لڑکی ہوئی۔ اس کے بعد اس کی بیوی کا انتقال ہوگیا اور لڑکی جوان ہوگئی تو اس نے اس کی شادی کردی جو کہ ابھی بال بچے دار ہے۔ لڑکی کی شادی کے بعد اس نے دوسری شادی کی۔ اس سے ایک لڑکا ہوا جو ابھی نابالغ ہے۔ شادی کے کچھ عرصہ کے بعد اس آدمی کا انتقال ہوگیا۔ اس کے نابالغ لڑکے کی ماں کا بھی انتقال ہوگیا۔ اب ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ جائداد میں لڑکی کا کتنا حصہ ہے؟ اور لڑکے کا کتنا حصہ ہے؟ یہ مسئلہ مہربانی فرما کر حل فرمادیجئے۔ شکریہ فقط۔ محمد اقبال ولد فضل احمد، گل شاہ روڈ، مکرانی پاڑہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض ومہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۲۴ حصے کئے جائیں۔ اس میں ۳ رحصے یعنی آٹھواں بیوی نمبر ۲ کے ہیں اور ۱۴ ر نابالغ لڑکے کے ہیں اور ۷ ر لڑکی کے ہیں۔ پھر جب دوسری بیوی کا انتقال ہوا تو اس کے ورثہ میں ایک نابالغ لڑکا ہے، لہٰذا وہ اپنی ماں کا تمام مال بعدِ تجہیز وتکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے لے لے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۵/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زید کی زوجہ کے ورثاء اور ورثاء در ورثاء میں ترکہ کی تقسیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی وفات اور زید کی زوجہ کی وفات کے بعد زید کے درج ذیل ورثاء کے درمیان زید کے مال متروکہ کی تقسیم کے بارے میں فتویٰ درکار ہے۔

شجرہ

زید متوفی ۱۹۷۵ء   زوجہ متوفی ۱۹۷۹ء

ابن   بنت متوفی ۱۹۸۰ء   ابن ۱۹۷۶ء

ابن   بنت   زوجہ بنت بنت بنت

ابن ابن ابن ابن بنت بنت

براہ کرم صورت مذکورہ میں فقہ حنفیہ کی روشنی میں رہنمائی فرما کر مشکور فرمائیں۔

فقط والسلام عبدالرفیق خان، ہیڈ کلرک، پی ڈبلیو آئی آفس، پاک ریلوے کوٹری، سندھ، ۸ رجنوری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب زید کا انتقال ہوا تو اس کی تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے چالیس حصے کئے جائیں، اس میں سے ۵ زوجہ کے اور ۷

بیٹی کو اور ہر لڑکے کو ۱۴-۱۴ دیئے جائیں۔

میّت مسئلہ ۴۰

بیوہ	ابن	ابن	بنت
۵	۱۴	۱۴	۷

پھر بیٹے کا انتقال ہوا اور اس کے ورثہ میں ماں، بیوی اور تین لڑکیاں اور بھائی بہن ہیں، لہٰذا اس کا مال بعد حقوق ثلاثہ مذکورہ مقدم علی الارث ۱۴۴ حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ اس میں سے ۲۴ والدہ کے، ۱۸ بیوہ کے، ۳۲-۳۲-۳۲ ہر لڑکی کے، ۴ بھائی کے اور ۲ بہن کے ہیں۔

میّت مسئلہ ۱۴۴/۴۸

والدہ	بیوہ	لڑکی	لڑکی	لڑکی	بھائی	بہن
۸	۶		۳۲		۲	
۲۴	۱۸	۳۲	۳۲	۳۲	۴	۲

پھر زید کی زوجہ کا انتقال ہوا۔ اس کے ورثہ میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے لہٰذا بعد حقوق ثلاثہ مذکورہ کل مال کے ۳/ حصے کیے جائیں، ان میں سے دو بیٹے کو اور ایک بیٹی کو دیا جائے۔ باقی محروم ہیں۔

میّت مسئلہ ۳

ابن	بنت
۲	۱

پھر زید کی بیٹی کا انتقال ہوا جس کے ورثہ میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں لہٰذا حقوق ثلاثہ مذکورہ کے بعد کل مال کے ۱۰ حصے کیے جائیں، ان میں سے دو ہر لڑکے کو اور ایک ہر لڑکی کو دیا جائے۔

میّت مسئلہ ۱۰

ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۲	۲	۲	۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۶/۵/ ۱۹۸۵ء

۸۶۔ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، حقیقی بھائی، ماں شریک بھائی اور لے پالک بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

محمد ابراہیم (مرحوم)

زوجہ اوّل (مرحومہ) — زوجہ دوئم (مرحومہ)

محمد حنیف (مرحوم) — محمد صدیق — محمد سلیم (مرحوم) — محمد اعظم — معروف احمد

دولڑکیاں — سات لڑکے — ایک بیوہ

محمد سلیم کی جائداد کی تقسیم ان کے ورثاء میں کیسے ہوگی؟ جب کہ ورثاء میں ایک بیوہ، دو بھائی اعظم اور معروف ایک ماں سے اور دو بھائی (محمد حنیف و محمد صدیق) ولد محمد ابراہیم دوسری ماں سے تھے جب کہ محمد سلیم نے اپنے بھائی محمد اعظم کی بیٹی لے کر پالی تھی

فقط انجم صدیق، منورآباد نواب شاہ

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد کل مال منقول و غیر منقول کے پانچ حصے کیے جائیں اور ہر بیٹے کو ایک ایک دیا جائے۔ پھر محمد حنیف کے انتقال کے بعد ان کی جائداد صرف ان کے لڑکے اور لڑکیوں میں تقسیم کی جائے دوسروں کو کچھ نہ ملے گا اگر محمد حنیف کی بیوی نہ ہو تو، ورنہ وہ بھی اس میں شریک ہے۔ پھر محمد سلیم کے انتقال کے بعد تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض ومہر، اور اگر وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے آٹھ حصے کیے جائیں ان میں سے ۲؍ بیوہ کو اور ۳-۳ حقیقی بھائیوں کو دئے جائیں۔ علاتی بھائی جو صرف باپ میں شریک ہیں، حقیقی بھائی کے سامنے محروم ہیں یوہیں لے پالک کو بھی کچھ نہ ملے گا۔

میت مسئلہ ۸

بیوہ	حقیقی بھائی ۱	حقیقی بھائی ۲	بھائی علاتی (باپ شریک) ۱	بھائی علاتی (باپ شریک) ۲	لے پالک
۲	۳	۳	محروم	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم — فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید، ۶/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۵ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص تقریباً گیارہ سال قبل اپنی بہت سی جائداد چھوڑ کر وصال کر گیا۔ اس کی ایک بیوہ، پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ جس میں ایک بیٹا ملک سے باہر ہے اور صاحب حیثیت ہے۔ اپنی خوشحالی کے باعث باپ کے چھوڑے ہوئے مال میں سے بخوشی کچھ لینا نہیں چاہتا اور کچھ بھی لینے سے انکار کرتا ہے۔ ۱۔ برائے مہربانی آپ ہمیں بتائیے کہ بقایا چار بیٹوں، دو بیٹیوں اور ایک بیوہ کے مابین جائداد کس طرح تقسیم کی جائے گی؟ ۲۔ اور جائداد کی قیمت آج کی مارکیٹ ویلیو کے حساب سے لگائی جائے گی؟ یا کہ گیارہ برس پہلے کی؟ ۳۔ بیٹیوں کا حصہ نہ دینے پر قرآن وحدیث میں کیا وعید ملتی ہے؟ حصہ کرنے والے پانچ حصے کل جائیداد کے برابر برابر کرتے ہیں؟ جس میں سے ایک

حصہ بیوہ کا اور چار حصے چاروں بیٹوں کے۔ بیٹیوں کو نظر انداز کیا جا رہا ہے؟ یہ کہہ کر کہ بیوہ اگر چاہے تو اپنے حصے میں سے اپنی دونوں بیٹیوں کو جتنا چاہے جب چاہے دے دے؟ ۴۔ کیا یہ طریقہ کار درست ہے؟ خدارا صحیح طریقہ کار سے آگاہ فرمائیے۔
خدا تبارک وتعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین فقط خادم محمد سلیم میمن، صرافہ شاہی بازار، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین کا خرچ، ادائیگی قرض، اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کا تمام مال منقول و غیر منقول اس طرح تقسیم کیا جائے کہ اس کے ۹۶ حصے کئے جائیں جس میں سے آٹھواں یعنی ۱۲ بیوہ کے اور ۱۴ ہر بیٹے کے اور ۷ ہر بیٹی کے ہوں گے۔

میت مسئلہ ۹۶/۸

بیوہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۱۲	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

" جو بیٹا اپنا حصہ نہ لینا چاہے تو اسے اختیار ہے کہ جس کو چاہے دے دے۔ جائداد کی قیمت وہ لگائی جائے گی جو ترکہ کی تقسیم کے وقت کی ہے، پہلے کی نہیں۔ قرآن کریم میں خدا اور رسول ﷺ کے حکم سے انکار کرنے والے کے لئے سخت وعید آئی ہے۔ فرمایا وَمَنۡ يَّعۡصِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوۡدَهٗ يُدۡخِلۡهُ نَارًا خَالِدًا فِيۡهَا ۖ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿۱۴﴾ "اور جو اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے۔ اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے" (النساء)۔ ترکہ کی مذکورہ بالا تقسیم قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ جو اس کے خلاف کرتا ہے وہ قرآن و حدیث کے خلاف کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹۸۵/۵/۶ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دوسری بیوی اور پہلی بیوی کا بیٹا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید سرکاری ملازمت پر فائز تھے۔ دوران ملازمت انتقال ہو گیا۔ زید کی نہ کوئی زبانی اور نہ ہی کوئی تحریری وصیت ہے۔
الف۔ زید کے ادارے سے جو کچھ مالی طور پر ملنا ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ۱۔ فیملی پینشن، ۲۔ گریجویٹی، ۳۔ گروپ انشورنس، ۴۔ چھ ماہ کی تنخواہ۔ ب۔ زید کے زیر کفالت افراد جو تھے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ۱۔ ایک بیٹا۔ شادی شدہ جو کہ پہلی بیوی سے ہے لیکن پہلی بیوی شوہر سے پہلے انتقال کر چکی ہیں، ۲۔ بیوہ جو کہ لاولد ہے۔ (دوسری بیوی)، ۳۔ بہو۔
قرآن وسنت کی روشنی میں آپ یہ فتویٰ صادر فرمائیں کہ کس کا کتنا حصہ بنتا ہے؟
فقط۔ ظفر احمد خان، یونٹ نمبر ۸، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین' ادائے قرض اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نفاذ کے بعد' متوفی کی تمام جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے آٹھ حصے کئے جائیں۔ ان میں سے ایک بیوہء لاولد کو اور باقی سات عصبہ کی وجہ سے بیٹے کو دیے جائیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ (النساء:12)

میت مسئلہ ۸

بیوہ	بیٹا	
۱	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹۸۵/۵/۲ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ ہمارے والدہ اور والد کا انتقال ہو چکا ہے۔ ہمارے پاس ایک مکان ہے۔ جس کا ایک کمرہ ہے۔ دو بھائیوں کی شادی ہو چکی ہے' ایک بہن چھوٹی ہے جس کی شادی ہو چکی ہے لیکن وہ بیوہ ہے، بڑی بہن معذور ہے جس کی شادی نہیں ہوئی بڑا بھائی جس کے بچے ہیں وہ تنگ دست ہے۔ چھوٹا بھائی خوشحال ہے ابھی یہ چاروں بھائی بہن ہیں اور مکان ایک ہے۔ اس کا فیصلہ شرعی کرنا ہے۔ ابھی آپ ہم کو، یہ فیصلہ کس طرح کیا جائے فتویٰ لکھ کر دیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ فقط عبدالمجید، عمر میمن

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں' تجہیز و تکفین' ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد' متوفی کے کل مال منقولہ و غیر منقولہ کے چھ حصے کئے جائیں' ان میں سے دو ہر بھائی کے اور ایک ایک بہن کا ہوگا۔

میت مسئلہ ۶

ابن	ابن	بنت	بنت	
۲	۲	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹۸۵/۵/۷ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیٹی اور بھائی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: الف کا انتقال ہو گیا ہے۔ مرحوم سنی العقیدہ مسلمان تھا۔ مرحوم نے ترکہ میں جائداد منقولہ و غیر منقولہ چھوڑی ہے۔ وارثوں میں ایک بیٹی اور مرحوم کا بڑا بھائی یعنی لڑکی کا تایا ہے۔ شرعی اعتبار سے مرحوم کی تمام جائداد میں بیٹی کا کتنا حق بنتا ہے؟ اور تایا کا حق کتنا بنتا ہے؟ اس سلسلے میں تفصیلی احکام شرعی درکار

ہیں۔ فقط والسلام عبداللطیف ملک ایڈوکیٹ، مدینہ مارکیٹ، گاڑی کھاتہ حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں، تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد، مرحوم کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے دو حصے کئے جائیں ان میں سے ایک حصہ یعنی کل مال کا نصف ذوی الفروض ہونے کی حیثیت سے بیٹی کو دیا جائے باقی آدھا یعنی دوسرا حصہ مرحوم کے حقیقی بھائی کو درجہ سوم کے عصبہ کی حیثیت سے دیا جائے گا۔

میّت مسئلہ ۲

بیٹی	حقیقی بھائی
۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۷/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عورت کا جہیز مال وراثت میں شمار ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: منور سلطانہ کی شادی کو تقریباً دو یا تین سال ہوئے ہیں۔ اس کا ایک شیر خوار بچہ بھی ہے۔ وہ قضائے الٰہی سے فوت ہوگئی ہے۔ مرحومہ کے بچہ کی پرورش نانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ نیز ہم نے جو جہیز دیا تھا وہ شریعت کی رو سے واپس لے سکتے ہیں یا نہیں؟ فقط حاجی محمد یٰسین

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں، ماں اگر نہ ہو کہ مر جائے تو اب حق پرورش نانی کے لئے ہے (درمختار و ردالمحتار)۔ اور یہ بچہ نانی کے پاس سات برس تک رہے گا۔ (عالمگیری)۔ جو کچھ زیور کپڑا برتن وغیرہ عورت کو جہیز ملا تھا اس کی مالک خاص عورت ہے۔ عورت کے مرنے پر جیسا کہ سوال میں درج ہے وہ جہیز مال وراثت شمار ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۷/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بہن بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ ہو جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید و عمرو دو حقیقی بھائی تھے اور دونوں کے مابین ہمیشہ سخت اختلافات رہے تھے۔ زید لاولد ہیں اور ان کی ایک بیوہ بہن ہے۔ عمرو کی ایک شادی شدہ لڑکی ہے جب کہ عمرو اور اس کی بیوہ دونوں کا انتقال ہو چکا ہے۔ اب عمرو کا ایک بھائی ایک بیوہ بہن اور ایک شادی شدہ لڑکی موجود ہیں۔ دریافت طلب امر ہے کہ عمرو مرحوم کے مکان کا وارث از روئے شرع کون قرار پائے گا اگر ایک سے زیادہ وارث قرار پائے تو کس کا کتنا حصہ ہوگا؟ براہ کرم صحیح اور مدلل جواب سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔

فقط والسلام از خادم اہلسنّت کمترین، قاری سراج الدین واحدی

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب : صورت مسئولہ عنہا میں، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں نفاذ در ثلث کے بعد، مرحوم کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے چھ حصے کریں۔ ان میں نصف یعنی تین حصے بیٹی کے، دو بھائی اور ایک بہن کو دیا جائے۔

میت مسئلہ ۶

بہن	بھائی	بیٹی
۱	۲	۳

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۸ رمئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زندگی میں سب کو برابر دے اگر چاہے تو حیثیت کی وجہ سے کمی بیشی کر سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حاجی عبدالرحیم کے ہاں دو لڑکیاں ہیں جو کہ شادی شدہ ہیں۔ لڑکا ایک بھی نہیں ہے۔ اس وقت بیوی بھی نہیں ہے کیوں کہ وہ فوت ہو چکی ہے۔

حاجی عبدالرحیم کے دو سگے بھائی ہیں۔ ایک فوت ہو چکا ہے۔ جو کہ کراچی میں تھا، اور دوسرا اسٹلائٹ ٹاؤن میرپور خاص میں اپنا الگ کاروبار کرتا ہے۔ اس کے چار لڑکے ہیں۔ دونوں کا کاروبار علیحدہ علیحدہ ہے۔ شرعی طور پر بتلائیں کہ حاجی صاحب کی ملکیت کا وارث کون ہے؟ اور کتنا حصہ لے سکتا ہے اور حاجی صاحب اپنی ملکیت اپنی دونوں بیٹوں کے نام کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے حکم صادر فرمائیں کہ شرعی لحاظ سے کس کا کتنا حق بنتا ہے؟ فقط، حاجی عبدالرحیم، سٹلائٹ ٹاؤن، میرپور خاص

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب : ورثہ اور ترکہ کا تعلق میت کے ساتھ ہے زندہ کے ساتھ نہیں۔ زندگی میں انسان اپنے کل مال کا خود ہی پورا مالک ہے اور اسے اپنے مال کا پورا اختیار ہے جس کو جو دینا چاہے ہبہ کر سکتا ہے۔ زیادہ حق اولاد کا ہے اگر دونوں مالی لحاظ سے ایک جیسی ہیں تو دونوں بیٹیاں کو برابر برابر دے ورنہ کمی بیشی کر سکتا ہے۔ (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، بیٹی اور بہن بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے بڑے بھائی صاحب محمد ادریس ولد شفیع محمد خان کا انتقال ہو گیا ہے اور انھوں نے مرتے وقت ایک دختر ثمینہ، ایک بیوہ حسینہ، ایک چھوٹا بھائی الیاس محمد خان اور ایک چھوٹی بہن خورشید بانو اپنے پیچھے چھوڑے ہیں اور مرحوم کا کوئی دوسرا قریبی رشتہ دار نہیں ہے۔ لہٰذا درخواست ہے کہ جناب والا بہت مہربانی فرما کر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق مرحوم کے ورثہ کی ترجمانی فرمائیں۔ شکریہ

بیوی	بھائی	بہن	بیٹی
ا	ا	ا	ا

فقط السائل، الیاس محمد خان ولد شفیع محمد خان، کھوکھر محلہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض (و مہر) اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۲۴ رسہام کئے جائیں۔ ان میں سے آٹھواں یعنی ۳ بیوہ کو، نصف یعنی ۱۲ بیٹی کو، ۶ بھائی کو اور ۳ بہن کو دے جائیں۔

میت مسئلہ ۲۴

بیوہ	بیٹی	بھائی	بہن
۳	۱۲	۶	۳

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۶ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک عورت کے ورثاء میں شوہر اور ۴ بہنیں اور بھانجے، بھانجیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مرحومہ نے اپنے پسماندگان میں خاوند اور چار بہنیں چھوڑی ہیں، بطن سے کوئی اولاد نہیں۔ ایک بہن کا انتقال مرحومہ کی زندگی میں ہو گیا تھا۔ کیا مرحومہ کی بہن کی اولاد (یعنی بھانجے اور بھانجیوں) کو وراثت میں حصہ ملے گا یا نہیں؟ فقط رئیسہ خاتون، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض، اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفیہ کی کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۴ حصے کئے جائیں اس میں سے ۶ شوہر کو اور ۲-۲ ہر بہن کو دے جائیں۔ جس بہن کا انتقال مرحومہ کی زندگی میں ہو گیا وہ چونکہ ترکہ میں حقدار نہیں ہے، لہٰذا اس کی اولاد کو بھی کچھ نہ ملے گا اور مرحومہ کے بھانجے بھانجیاں محروم رہیں گے۔ تفصیل یہ ہے (بقاعدہ عول)

میت مسئلہ ۱۲/ ۱۴

شوہر	بہن	بہن	بہن	بہن	بھانجے بھانجیاں
۶		۸			
۶	۲	۲	۲	۲	محروم ہیں

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ترکہ میں زمین کی تقسیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مٹھن، صابو اور اللہ بخش تینوں بھائی ہیں۔ جس میں سے مٹھن اور صابو فوت ہو گئے ہیں۔ مٹھن کی زمین ہے۔ جس میں سے مسماۃ کامل زوجہ مٹھن کو ۱۹ گھنٹے (حصے) ملے ہیں۔ حاجی اللہ بخش حیات ہے۔ باقی مرنے والے مٹھن کے گھر و دوسری جائداد میں سے مسماۃ کامل کو حصہ نہیں ملا ہے۔

جگہ حاجی اللہ بخش نے ایک ہندو کو بیچ دی ہے۔ جس کی قیمت دس ہزار روپیہ ہے۔ مسماۃ کامل بھی فوت ہو چکی ہے۔

جس میں سے اس کا ایک بیٹا ہے۔ اب بیٹے کو اس گھر و جائداد سے حق ملیگا یا کہ نہیں؟ السائل دھنی بخش، ضلع حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب کہ مٹھن کے والدین اور اولاد نہیں تھی صرف ایک بیوی تھی تو تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد مٹھن کی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے آٹھ حصے کرنے کے بعد اس میں سے ۲ (یعنی ربع مال) اس کی بیوی کامل کو دیے جائیں۔ سائل نے ذکر کیا ہے کہ کامل کو ۱۹ گھنٹے ملے ہیں۔ تو اگر یہ کل جائداد کا ایک چوتھائی ہے تب تو کامل کو اس کا پورا حصہ مل گیا اور اگر یہ کم ہے تو جو کم ہے اتنی مقدار کامل کو اور دی جائے، پھر چونکہ کامل کا انتقال ہو گیا اور اس کے ورثہ میں صرف ایک بیٹا کامل ہے لہٰذا وہ حصہ اس کے بیٹے کو دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۵ء

جواب کا حصہ ثانیہ (ضروری وضاحت)

سائل کے مطابق مٹھن کی کل زمین دو ایکڑ (اسّی گھنٹے) تھی اور اس اسّی گھنٹے میں سے اس کی بیوی کو ۱۹ گھنٹے ملے جب کہ اسے ۲۰ گھنٹے ملنے تھے۔ لہٰذا ایک کم رہ گیا۔ پھر سائل کے مطابق مٹھن کا ایک گھر بھی ہے۔ لہٰذا اس گھر میں سے بھی مسماۃ کامل (زوجۂ مٹھن) کو چوتھائی حصہ ملنا ہے جو اسے نہیں دیا گیا۔ اب مسئلہ یہ رہا کہ کامل کے بیٹے کو اسّی گھنٹے میں سے بقیہ ایک گھنٹا اور مکان کا چوتھائی بھی دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زندگی میں جس کو جو دے دیا پھر واپس لینا منع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: فدوی نے پہلے ایک شادی کی تھی۔ اس سے مندرجہ ذیل اولاد ہے۔

تین لڑکیاں اور دو لڑکے۔ تینوں لڑکیوں کی شادیاں ہو چکی ہیں جن کو جہیز میں اور علاوہ جہیز کے مندرجہ ذیل ملکیت دی گئی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

سونے کے زیورات، ٹی وی، فریج، فرنیچرز، مکان خرید نے کے لئے رقم۔

پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے۔ پہلی بیوی کے فوت ہونے کے بعد دوسری شادی کی ہے۔ جس سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ بڑے لڑکے کی شادی کردی ہے۔ ہنوز ایک لڑکا نابالغ ہے۔ میرے پاس اب بھی مکان و دو دکان' سونا و چاندی' ٹی وی وغیرہ موجود ہیں۔

اب سائل کی عرض یہ ہے کہ مجھے بروئے شریعت تحریر کر کے یہ بتایا جائے کہ میرے پسماندگان اولاد اور بقید حیات بیوی کو مندرجہ بالا لڑکیوں اور لڑکے کو دی گئی ملکیت وضع کرنے کے بعد کیا ملے گا۔ فقط حاجی عبدالکریم ولد عبدالمجیب، ضلع بدین' حیدرآباد

۸۶/۷ **الجواب** ہوالموفق للصواب: زندگی میں کسی بھی طریقہ سے جس شخص کو خواہ اولاد کو، جو کچھ صاحب مال نے دے دیا وہ اسی کی ملکیت ہوگیا' صاحب مال کے بعد' کسی کو بھی وہ دیا ہوا مال یا جائداد لینے کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ اگر خود صاحب مال بھی لینا چاہے تو اس کی مثال' حدیث میں ارشاد ہوا'' ایسی ہے جس طرح کتا قے کر کے پھر چاٹ جاتا ہے''۔ انسان کے مرنے کے بعد وراثت اسی میں جاری ہوگی جو میت کی ملک ہوگا اور اس میں تمام ورثہ شریک وہ بھی جن کو زندگی میں دے دیا اور وہ بھی کہ جنہیں نہیں دیا۔ وصیت ورثاء کے حق میں بلا اجازت دیگر تمام ورثاء نافذ نہیں ہوتی غیر کے حق میں ایک تہائی میں نافذ کی جائے گی۔ ہاں زندگی میں اگر مال تقسیم کرنا چاہے تو انسان اپنے مال کا خود مختار ہے جس کو جتنا چاہے دے دے (بحرالرائق) اولاد کو اگر دے تو لڑکے لڑکی کو برابر دے۔ کسی کو دینی ترجیح کی بنا پر کم یا زیادہ دے سکتا ہے۔ لڑکا اگر فاسق ہو تو اس کو صرف بقدر ضرورت دے۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۵ء

۸۶/۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' بہن اور تین بھتیجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ا۔ مرحوم یٰسین کے رشتے داروں میں ایک بہن' اور زوجہ ہیں۔ اور چونکہ ان کے ایک بھائی کا انتقال یٰسین صاحب کی زندگی میں ہی ہوگیا تو اب ان کے وارثوں میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ اس کے علاوہ یٰسین کی زوجہ بے اولاد ہیں (یٰسین صاحب کی کوئی اولاد نہیں)۔

۲۔ محمد یٰسین صاحب کے ورثہ میں بہن اور بیوہ ہے۔ ان بھتیجوں اور بھتیجیوں کا حصہ بنتا ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو بہن کا کتنا؟ بیوہ کا' اور بھتیجوں اور بھتیجیوں کا کتنا بنتا ہے؟

۳۔ محمد یٰسین صاحب مرحوم نے ایک دوکان اور دو گودام مال اور نقد رقم کے علاوہ چھوڑے ہیں۔ دوکان و گودام جو کہ کرائے پر ہیں کیا ان کی پگڑی لے کر وراثت میں تقسیم کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر ان کی پگڑی نہ لی جائے اور مرحوم کی بیوہ اپنے ورثہ کی ملکیت سے اپنا کاروبار کرنا چاہیں تو کرسکتی ہیں یا نہیں؟ کیا ان کو یہ حق حاصل ہے یا نہیں؟ فقط الباسط خان

۸۶/۷ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین' ادائے قرض۔ ومہر' (اگر ادا نہ کیا ہو تو) اور وصیت تہائی مال میں جاری کرنے کے بعد متوفی کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۲۴ حصے کئے جائیں۔ جن میں سے ۱۲ بہن کو' ۶ بیوہ کو اور ۲ ہر بھتیجے کو دئے جائیں۔ بھتیجیاں محروم ہیں کہ وہ ذوی الارحام میں ہیں اور عصبہ کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام محروم

ہوتے ہیں۔ ۲۔ پگڑی کی شرع میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ۳۔ بیوہ اپنے حصّہ میں جو کاروبار چاہے کرسکتی ہے؟

میت مسئلہ ۲۴

بیوہ	بہن	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجیاں ۳	
۶	۱۲	۲	۲	۲	محروم ہیں	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۹/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۴ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: امیر علی کا انتقال ہوگیا ہے۔ جنھوں نے مندرجہ ذیل ورثہ چھوڑے ہیں۔

	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی
عمر۔	۲۵سال	۲۲سال	۱۲سال	۶سال	۲۸سال	۱۰سال	۸سال

۱۔ جو چیز جس کے نام ہے وہ اسی کی ہے یا اس میں بھی حصّہ دار ہوں گے؟

۲۔ ہمارے والد کا کچھ بنک اکاؤنٹ ہے اور فنڈز وغیرہ ہے جو ڈپارٹمنٹ سے ملے گا۔ حکومت کا قانون ہے کہ فنڈز کی وصولی کے لئے وارث مقرر کرنا پڑتا ہے۔ اب اگر وارث بیوی کو مقرر کیا ہے یا لڑکے کو وارث مقرر کیا ہے معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ ترکہ جس کو وارث مقرر کیا ہے اسی کو ملے گا یا سب اولاد میں تقسیم ہوگا؟　فقط غلام دستگیر خان، ملک روڈ' کوٹری

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں' تجہیز وتکفین' ادائیگی قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد' متوفی کے کل مال منقول وغیر منقول کے ۸۸ حصے کئے جائیں۔ جن میں سے آٹھواں یعنی' ۱۱ بیوی کو ۱۴ ہر لڑکے کو اور ۷ ہر لڑکی کو دیئے جائیں۔

۱۔ چیز کسی کے نام ہونے سے مراد اگر قبضہ دے دینا ہے تو اس میں ترکہ جاری نہ ہوگا اور اگر اس کا مطلب صرف کسی کا نائب بنا دینا ہے تو وہ مال متوفی کا ہے اور ترکہ میں شریک کیا جائے گا۔ ۲۔ حکومت یا خاندان والے وارث جس کو چاہیں مقرر کریں مگر وصولی کے بعد اس میں تمام ورثہ شریک ہیں اور سب میں حسب مذکورہ بالا ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ تفصیل یہ ہے

میت مسئلہ ۸/۸۸

بیوہ	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی	
۱				۷۷				
۱۱	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۹/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شوہر کے انتقال کے بعد بیوی اپنا تمام جہیز اپنے ساتھ لے جاسکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی نیاز احمد کا مسماۃ تقدیر النساء سے چند سال قبل نکاح کیا تھا۔ کچھ عرصہ دونوں سلسلہ ازدواج میں منسلک رہے مگر کچھ عرصہ ہوا مسمّی نیاز احمد کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب مسماۃ تقدیر النساء واپس اپنے والدین کے ہاں جانا چاہتی ہیں۔ مگر تقدیر النساء اور اس کے والدین چاہتے ہیں کہ متوفی نیاز احمد نے جو کچھ سامان کی صورت میں گھر میں چھوڑا ہے وہ سب کچھ تقدیر النساء اپنے ہمراہ والدین کے ہاں لے جائے۔ مگر جب کہ آج تک پوری برادری میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔

مسمّی متوفی نیاز احمد کے بھائی اور دیگر خویش واقارب کہتے ہیں۔ اگر بیوہ تقدیر النساء کو کچھ لے بھی جانا ہے تو وہ جو کچھ تقدیر النساء کو والدین نے عقد کے وقت دیا تھا وہ لے جاسکتی ہے۔ مگر تقدیر النساء اور والدین بضد ہیں کہ ہم گھر کا تمام سامان لے جائیں گے۔ نیز متوفی نیاز احمد کی کوئی اولاد نہیں ہے مگر بھائی اور دیگر خویش واقارب موجود ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ۱۔ کیا تقدیر النساء والدین کا دیا ہوا مال واپس لے جاسکتی ہے یا نہیں؟ ۲۔ کیا متوفی نیاز احمد کے پورے مال کی تقدیر النساء مالک ہے یا نہیں؟ اگر تقدیر النساء کو متوفی شوہر کے مال اور گھریلو سامان سے کچھ ملتا ہے تو از روئے شریعت کتنا ملے گا؟ گزارش یہ ہے کہ از روئے شریعت فتویٰ صادر فرمادیں تاکہ شریعت پر عمل ہو اور یہ مسئلہ حل ہو سکے۔ متوفی کے تین بھائی اور ماں موجود ہیں۔ بینوا توجروا

الطالب ریاض احمد، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں متوفی کی بیوی کو تمام مال لے جانے کا کوئی اختیار نہیں ہے بلکہ جو جہیز وہ اپنے ساتھ والدین کے گھر سے لائی خواہ زیورات ہوں یا سامان وہ سب اسی عورت کی ملکیت ہیں۔ انھیں لے جاسکتی ہے وہ اس کا حق ہے۔ جس سے اسے کوئی نہیں روک سکتا (درمختار)۔ ہاں شوہر نے جو کچھ مال منقول وغیر منقول چھوڑا ہے اس میں سب سے پہلے کفن دفن کا خرچ اور قرض اگر ہو تو قرض کی رقم اور مہر اگر ادا نہ کیا ہو تو مہر کی رقم نکالنے اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نافذ کرنے کے بعد بقیہ مال میں سے ۱/۴ بیوہ کا، اور ۱/۶ کا ماں ہے۔ باقی تین بھائی برابر برابر تقسیم کرلیں۔ تفصیل یہ ہے

میت مسئلہ ۷۲/۲۴

ماں	بیوہ	بھائی	بھائی	بھائی
۴	۶		۱۴	
۱۲	۱۸	۱۴	۱۴	۱۴

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شرعاً ہبہ اس وقت پایا جائے گا جب قابض بھی بنا دیا ہو ورنہ ترکہ شمار ہو گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرا رضاعی بیٹا مسمّی محمد شریف ولد عبدالغفور۔ عرصہ ۳۶ سال سے ہم دونوں ماں بیٹوں کی طرح رہے۔ اب محمد شریف کا انتقال ہو چکا ہے۔ مرحوم نے اپنی حیاتی میں مکان 235 واقع لطیف آباد حیدر آباد اور دیگر سامان میرے نام ہبہ کر دیا تھا۔ اب مرحوم کی تین حقیقی بہنیں مرحوم کی وفات کے بعد مرحوم کی رضاعی ماں سے مکان اور دیگر اثاثہ طلب کر رہی ہیں۔ جب کہ رضاعی ماں نے اپنے بیٹے مرحوم کی جو معذور تھا۔ ہر طرح سے خدمت کی اور ہر طرح کا خیال رکھا اور ہر طرح سے خوش رکھا۔ برائے کرم شرع کی رو سے آگاہ فرمائیں۔ مکان مذکورہ سرکاری جگہ پر ہے اور مرحوم نے اپنی زندگی میں اس کی قیمت ادا نہیں کی۔ جب کہ مرحوم کی زندگی میں کوئی بہن اس کی پاس نہیں رہی اور تینوں بہنیں شادی شدہ ہیں۔ مذکورہ بالا مکان کی تعمیر میں میرا زکوٰۃ، فطرہ، خیرات کا پیسہ برابر لگا ہوا ہے۔

فقط مسماۃ نصیبا بیگم بیوہ شمس الدین، خواجہ کالونی کچی آبادی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں مرحوم نے اپنی وصیت میں لکھا ہے کہ مکان رضاعی ماں کو دیتا ہوں لہٰذا یہ ہبہ حقیقۃً پایا گیا جب کہ اس نے ماں کو مکان پر قابض بنا دیا ہو۔ اب اس ہبہ کو کوئی باطل نہیں کر سکتا۔ ہاں دیگر اثاثہ جس کے لئے اس نے لکھا ہے کہ مرنے کے بعد ماں کا ہو گا تو یہ ہبہ نہ ہوا اس میں رضاعی ماں کے ساتھ مرحوم کی حقیقی بہنیں شریک کی جائیں گی۔ اس کی صورت یہ ہو گی کہ کفن دفن کے بعد سب سے پہلے مرحوم پر جو قرض ہو گا وہ ادا کیا جائے گا خواہ وہ علاج کا ہو یا کسی اور مد کا۔ پھر وصیت پر عمل تہائی، یا کم جو وصیت ہو، اس میں کرتے ہوئے، رضاعی ماں کو دیا جائے۔ پھر جو مال بچے اس کے پندرہ حصے کئے جائیں۔ اور ۵-۵ ہر بہن کو دے جائیں۔

میت مسئلہ ۱۵

رضاعی ماں	بہن	بہن	بہن
تقسیم سے پہلے ایک تہائی	۵	۵	۵

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: والد صاحب کا کافی عرصہ ہوا انتقال ہو گیا ہے۔ ایک مکان ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ انتقال کو تقریباً چار سال ہو گئے ہیں۔ اب ہمارا ارادہ ہے کہ یہ مکان فروخت کر دیا جائے۔ مکان میں تین دوکانیں ہیں۔ ان دوکانوں کا کرایہ صرف والدہ صاحبہ لیتی ہیں۔ آپس میں یہ بھی جھگڑے ہو رہے ہیں کہ یہ چار سال سے خود ہی کرایہ لے رہی ہیں۔

یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ والدہ ہماری سوتیلی ہیں۔ آپ مہربانی کر کے یہ معاملہ حل فرما دیں کہ والدہ بہن اور بھائی کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ ہمارے والد صاحب نے مندرجہ ذیل ورثہ چھوڑے ہیں

۱۔ والدہ صاحبہ (سوتیلی) ۲۔ چھوٹی بہن (سوتیلی) ۳۔ بڑی بہن (سگی)

۴۔ بڑے بھائی (سگے) ۵۔ میں خود (سگا)

یہ مکان ہماری نانی نے بنوایا تھا اور اس کو ہمارے والد صاحب نے نام کر دیا تھا۔ فقط شمیم احمد، گاڑی کھاتہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد، متوفی کی تمام جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۴۸ حصے کئے جائیں ان میں سے آٹھواں یعنی ۶ بیوہ کو، ۱۴ حصے ہر لڑکے کو اور ۷ حصے ہر لڑکی کو دے جائیں۔ تفصیل یوں ہے

میّت مسئلہ ۸/۴۸

بیوہ	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی
۶	۱۴	۱۴	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، بیٹی اور بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کا نکاح خالدہ کے ساتھ ہندوستان میں ہوا تھا۔ خالدہ تین ماہ کی بچی چھوڑ کر رحلت فرما گئیں۔ اس بچی کو اس کی خالہ کے سپرد کیا۔ جس نے اس بچی کی پرورش کر کے اس کا بیاہ کر دیا اور وہ اب ہندوستان میں ہے۔

زید نے خالدہ کے مرنے کے بعد دوسرا نکاح ہندوستان میں کر لیا اور وہ پاکستان بننے پر کراچی بمعہ اپنی اہلیہ کے آ گیا اور اپنے مکان میں رہنے لگا۔ اس بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ عرصہ تین ماہ کا ہوا زید کا انتقال ہو گیا اور اب دو ہفتہ ہونے کو آئے ان کی بیوہ کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔

مرحوم کا ایک سگا بھائی ہے اور ایک بھتیجا ہے۔ بھتیجے کے کہنے پر مرحوم کی دوکان مبلغ چالیس ہزار روپیہ میں بیچ کر یہ چالیس ہزار روپیہ اور ڈھائی تولہ طلائی زیور جس کے لئے مرحوم نے اپنی حیات میں کہہ دیا تھا کہ یہ زیور میری لڑکی کو بھیج دیا جائے۔ ان کے خالہ زاد بھائی کے پاس بطور امانت رکھدیے گئے ہیں۔ چونکہ مرحوم اپنے سالے کے پڑوس میں ہی رہتے تھے اس لئے سالے کی لڑکی اور سالے کی نواسی کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے پھوپھا کی خدمت کی اس لئے ہم کو بھی کچھ ملنا چاہئے اس کے علاوہ کچھ گھر کا سامان ہے جس کی مالیت بھی تقریباً دو ہزار روپیہ ہے۔ براہ کرم شریعت کی رو سے مسئلہ حل فرمائیں۔ شکریہ

فقط عبدالوحید خان، حیدر آباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت کی ہوتو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۸ حصے کیے جائیں۔ جن میں سے ۴ لڑکی کو ایک مرحومہ بیوہ کو اور ۳ حقیقی بھائی کو دے جائیں۔ بھتیجا محروم ہے۔

میت مسئلہ ۱۱

بھتیجا	بھائی	لڑکی	بیوہ
محروم	۳	۴	۱

پھر بیوی کا انتقال ہوا اور اس کے ورثہ میں اس کے والدین یا بھائی بہن حقیقی وغیرہ موجود ہوں تو وہ بیوہ کو ملنے والا حصہ لے لیں گے۔ بہر صورت اس حصہ میں زید کی حقیقی لڑکی یا بھائی کا حصہ نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، بیٹے اور بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے۔ میرا ایک بیٹا اور چار بیٹیاں تھیں۔ ان میں سے چاروں بیٹیوں کی شادی کر دی تھی۔ اور ان میں سے دو حیات ہیں اور دو کا انتقال والد سے پہلے ہو چکا ہے مگر ان کے بچے حیات ہیں۔ مندرجہ بالا باتوں کا اصل مقصد یہ ہے کہ ایک جھونپڑی خریدی تھی اور اپنی حیات میں ہی میرے بیٹے کے نام کر دی تھی اور اس کی تصدیق میرے مرحوم بیٹے نے کروائی تھی۔ آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ اس پر کن کن لوگوں کا حق بنتا ہے؟

میرے بیٹے کی دو شادیاں ہوئیں تھیں۔ جس میں سے ایک بیوی کا انتقال ہو چکا تھا۔ مرحوم بیوی کی دو لڑکیاں حیات ہیں اور ان میں سے بڑی لڑکی کی شادی کر دی ہے اور موجودہ بیوہ سے دو لڑکیاں ہیں۔ بیٹے کا انتقال باپ کے بعد ہوا۔ لہٰذا اب تین لڑکیاں غیر شادی شدہ ہیں اور بیوہ ہے اور میں ماں ہوں اور ایک میرے سوتیلے دیور ہیں۔ جو شروع سے ہی الگ رہتے ہیں۔

اب آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ آپ شرعی اور قرآن وحدیث سے یہ باتیں وضاحت سے تحریر کریں کہ ان میں سے کس کا اور کتنا حق بنتا ہے؟ میں یہ چاہتی ہوں کہ اپنی زندگی میں ہی فیصلہ کر دوں تاکہ بعد میں جھگڑے نہ ہوں۔ بیٹے کی موجودہ بیوی کو زیور چڑھایا تھا شادی پر اس میں کس کا حق بنتا ہے؟ وضاحت کریں۔ موجودہ ورثہ کی تفصیل یہ ہے

متوفی عظیم الدین

	بھائی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹا (مرحوم)	بیوہ
مرحوم	ہندہ	بسم اللہ	حسینہ	مینا		فہیم الدین	
		پہلے انتقال ہوا				بعد میں انتقال ہوا	
				موجودہ بیوہ			بیوہ

متوفیہ زہرا

زاہدہ عابدہ شاہدہ ریحانہ فقط بیوہ عظیم الدین مرحوم، غریب آباد نزد سینٹرل جیل، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض و مہر اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد، متوفی کی تمام جائداد منقولہ و غیر منقولہ یعنی وہ پلاٹ جس پر بیٹے نے مکان تعمیر کیا (پلاٹ کی قیمت لگائی جائے گی) کی قیمت اور دیگر مال کے کل ۳۲ حصے کئے جائیں جن میں سے آٹھواں یعنی ۴ بیوہ عظیم الدین کو۔ ۱۴ فہیم الدین کو اور مینا اور حسینہ کو ۷-۷ حصے دیئے جائیں۔ جن لڑکیوں کا باپ سے پہلے انتقال ہو گیا انھیں کچھ نہ ملے گا۔ اولاد کی موجودگی میں بھائی محروم ہے۔ مرحومہ لڑکیوں کی اولاد کو کچھ نہ ملے گا۔

میّت مسئلہ ۸/۳۲

بیوہ	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی مرحومہ کی اولاد	لڑکی مرحومہ کی اولاد	بھائی	
۴	۱۴	۷	۷	محروم	محروم	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں والدہ، بیوی، ۴ بیٹیاں، دو بہنیں اور چچا ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کی پہلی بیوی سے دو لڑکیاں ہیں اور مجھ سے بھی دو بچیاں ہیں۔ جو پہلی بیوی سے بچی ہے اس کی شادی کر دی ہے۔ شوہر کی ماں بھی حیات ہیں یعنی کہ میری ساس۔ میرے شوہر نے جو مکان اور کچھ بھینسیں وغیرہ چھوڑی ہیں اور میری شادی پر انھوں نے جو زیور وغیرہ چڑھایا تھا، اس میں سے کسی کا حق شرعی اعتبار سے ہے یا نہیں؟ اور میرے شوہر کی دو بہنیں ہیں اگر کسی اعتبار سے ان کا حق بنتا ہے تو کیا اور کتنا؟ اور ایک چچا ہے جو حیات ہیں؟ فقط بیوہ عظیم الدین مرحوم، غریب آباد، سینٹرل جیل، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں متوفی نے جو مکان چھوڑا ہے اس کی تعمیر کی لاگت، بھینسیں جو شوہر کی ملکیت تھیں اور جو کچھ اسے اپنے باپ کے ترکہ سے ملا وہ سب اس کا ترکہ ہے۔ زیور جو شادی پر چڑھایا، اگر لڑکی کو اس کا مالک بنا دیا تھا تو لڑکی کی ملکیت ہے، اگر مالک نہ بنایا تھا صرف پہننے کو چڑھایا تھا تو ترکہ و زوج میں شمار ہو کر تقسیم ہو گا۔ لہٰذا تجہیز و تکفین، و ادائے قرض و مہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد کل مال منقول و غیر منقول (مذکورہ) کے ۴۸ حصے کئے جائیں جن میں سے ۸/ والدہ کو، ۶ زوجہ کو، ۸-۸ ہر لڑکی کو اور ایک ایک ہر بہن کو دیا جائے۔ چچا محروم ہے کہ وہ عصبہ میں ہے۔

میّت مسئلہ ۲۴/۴۸

ماں	بیوہ	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	بہن	بہن	چچا	
۸	۶	۸	۸	۸	۸	۱	۱	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، تین بیٹیاں اور سوتیلی اولاد ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: امیر الدّین کی صرف تین لڑکیاں ہیں۔ لڑکا کوئی نہیں ہے۔ مرحوم کے ماں، باپ، بھائی، بہن کوئی نہیں ہیں۔ امیر الدّین مرحوم کی ایک اور بیوی ہے جو مرحوم نے بیوہ سے شادی کی تھی اور وہ بیوہ اپنے پہلے شوہر کی چار اولاد۔ تین لڑکے اور ایک لڑکی ساتھ لے کر آئی تھی۔ امیر الدّین مرحوم کی اس بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ مرحوم کی جائداد میں پہلی مرحومہ بیوی کی تین لڑکیوں کا شرعی حصہ کتنا ہوگا؟ اور موجودہ دوسری بیوی کا شرعی حصہ کتنا ہوگا؟ کیا موجودہ حیات بیوی کی وہ اولاد جو وہ بوقتِ نکاح اپنے پہلے شوہر کی ساتھ لائی تھی۔ ان کا بھی امیر الدّین کی جائداد میں کوئی حق بنتا ہے یا نہیں؟ جب کہ وہ اولاد بھی حصہ مانگتی ہے جو امیر الدّین کے بطن سے پیدا نہیں ہوئیں، کیا ان کو حصہ ملے گا؟ السائل: حکیم محمد شاہد علی خان وارثی، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین، وادائے قرض ومہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد کل مال منقول وغیر منقول میں سے آٹھواں حصہ بیوہ کو دیا جائے گا اور باقی برابر برابر مرحوم کی تین حقیقی بیٹیوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ دوسری بیوی سے پہلے شوہر کی اولاد کو کچھ نہیں ملے گا کہ ان کا اس مرحوم سے کوئی شرعی رشتہ نہیں ہے۔

میت مسئلہ ۸/ ۲۴

زوجہ	حقیقی لڑکی	حقیقی لڑکی	حقیقی لڑکی	(دوسری اولاد پہلے شوہر سے)
۱	۷			محروم ہے
۳	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۴ بیٹے اور ۷ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنے پیچھے مندرجہ ذیل ورثہ چھوڑے ہیں۔

لڑکے ۴ لڑکیاں ۷ زوجہ ۱

ازروئے شرع ان کا مرحوم کے مال میں کتنا کتنا حصہ ہے۔ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔ السائل نور الدّین، ریشم بازار، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز وتکفین واداۓ قرض ومہر اور وصیت ہو تو نفاذ درثلث کے بعد کل مال منقول وغیر منقول کے (۱۲۰) ایک سو بیس حصے کیے جائیں۔ جن میں سے آٹھواں یعنی ۱۵ بیوی کو دیے جائیں اور باقی چار لڑکوں اور سات لڑکیوں میں اس طرح تقسیم کریں کہ ہر لڑکے کو لڑکی سے دونا دیا جائے۔ قال اللہ تعالیٰ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (النساء:11)

میّت مسئلہ ۱۲۰/۸

زوجہ	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی
۱						۷					
۱۵	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید	۱۰/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ورثاء در ورثاء میں مال کی تقسیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی جس کا نام تاج محمد تھا۔ جس کی زمین پانچ ایکڑ پچیس گھنٹہ تھی۔ جس کی اولاد دو لڑکے تین لڑکیاں ہیں ایک لڑکی کا انتقال ہوگیا ہے۔ جس کی اولاد نہیں ہے۔ دوسری لڑکی بانو کا بھی انتقال ۱۹۶۵ء میں ہوگیا ہے۔ جس سے ایک لڑکی تھی۔ اس لڑکی کا بھی انتقال ۱۹۷۲ء میں ہوگیا ہے اور اس لڑکی کا ایک لڑکا موجود ہے۔ تاج محمد کی تین لڑکیوں میں ایک لڑکی ابھی زندہ ہے۔ اب مسئلہ درپیش یہ ہے کہ محمد حسین جو کہ تیسری پشت میں ہے اس کا حصہ جائداد میں بنتا ہے یا نہیں؟ تاج محمد کے دو لڑکے کہ ایک کا نام غلام حسین اور دوسرے کا نام محمد ہارون جو کھاتے دار تھا زمین کا وہ بھی ۱۹۸۴ء میں فوت ہوگیا ہے۔ غلام حسین اس کا وارث ہے۔ شرعی طور پر مسئلہ کا حل بتایا جائے کہ کس کا کتنا حق بنتا ہے؟	السائل غلام حسین ولد حاجی تاج محمد مرحوم، ٹنڈو الہ یار ضلع حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز وتکفین واداۓ قرض ومہر اور وصیت ہو تو نفاذ درثلث کے بعد کل مال منقول وغیر منقول کے سات حصے کیے جائیں۔ جن میں سے ۲ ہر لڑکے کو اور ایک ایک لڑکی کو دیا جائے۔ بقاعدہ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (النساء:11)

میّت مسئلہ ۷

لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی
۲	۲	۱	۱	۱
حیات	مرحوم	متوفیہ	لاولد مرحوم	حیات
	۱۹۸۴ء	۱۹۶۵ء	۱۹۶۵ء	

پھر بانو کا انتقال ہوا تو اس نے ورثاء میں دو بھائی، ایک بہن، اور ایک لڑکی چھوڑی لہٰذا اس کا مال مذکور ۱۳ امور مقدم علی الارث کے بعد دس حصّوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ جس میں سے ۵ بیٹی کو، ۲-۲ ہر بھائی کو اور ایک بہن کو دیا جائے گا۔

میّت مسئلہ ۱۰

بھائی	بھائی	بہن	بیٹی
۲	۲	۱	۵

پھر بانو کی لڑکی کا انتقال ہوا اور اس نے ورثہ میں ایک لڑکا، ایک پھوپھی اور دو ماموں چھوڑے۔ لہٰذا اس کا کل مال یہ لڑکا محمد حسین لے لے گا۔ پھوپھی اور ماموں محروم رہیں گے۔

میّت مسئلہ ۱

بیٹا	ماموں (غلام حسین)	ماموں (ہارون)	پھوپھی
۱	محروم	محروم	محروم

پھر ہارون کا انتقال ہوا اور اس نے ورثہ میں ایک بھائی اور ایک بہن کو چھوڑا اور ایک نواسہ محمد حسین ہے۔ لہٰذا ہارون کے کل مال کے تین حصے کیے جائیں۔ ان میں سے دو بھائی کو اور ایک بہن کو دیا جائے۔ نواسہ محمد حسین اس سے کچھ نہ پائے گا کہ وہ ذوی الارحام سے ہے۔

میّت مسئلہ ۳

بھائی	بہن	نواسہ
۲	۱	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید   ۱۰/ ۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی انوری عفی عنہ

جب حصّہ کم اور ورثاء زائد ہوں تو تقسیم میں عول ہوگا

سوال: عزت مآب محترم مفتی محمد خلیل خاں برکاتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد سندھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں محمد انور ولد نواب علی قریشی ہاشمی سکنہ میر جان محمد کالونی ڈگری ضلع تھر پارکر سندھ بحضور عالی جناب! بحیثیت سائل بذریعہ تحریر ہذا مسئلہ وراثت کے لئے فتویٰ بمطابق شریعت رسالتِ مآب سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بمطابق عقیدۂ اہل سنّت و جماعت طلب گار ہوں۔ امید ہے کہ میرا یہ عرض نامہ وسوال نامہ ملتے ہی آپ مہربانی فرمائیں گے اور جلد ہی قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ ارسال فرمائیں گے۔ علماء دین

مصطفیٰ ﷺ کے نعلینِ پاک کی خاک۔ السائل: انور

متوفی نصیر الدین ولد ماموں شیخ گوٹھ راجواہ تعلقہ ضلع سانگھڑ کی منقولہ جائداد اراضی زمین 03-131 ایکڑ ہے۔ جو متوفی کو اپنے حقیقی دادا کے حقیقی بھائی نیاز محمد عرف نجی سے ملی تھی یا خرید کی تھی اور یہ منتقلی انڈیا (ہندوستان) میں ہوئی۔ جس کے عوض پاکستان میں یہ زمین نصیر الدین ولد ماموں شیخ کو کھتونی کلیم نمبر ۵۳ کے تحت لینڈ سیٹل منٹ ایکٹ ۱۹۵۸ء کے تحت دی گئی تھی۔ متوفی نصیر الدین ولد ماموں شیخ کے ممکن وارث جو ابھی زندہ اور موجود ہیں اور جو اس زمین کی وراثت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

وہ یہ ہیں

متوفی نصیر الدین کے وارثوں کے نام

۱۔ بیوہ فیاض بی بی ۲۔ بیوہ صغراں بی بی ۳۔ بیوہ زرینہ بی بی

(تینوں نصیر الدین مرحوم کی بیوہ ہیں)

۴۔ والدہ کریماں بی بی ۵۔ بہن حقیقی ممتازن بی بی ۶۔ بہن حقیقی نصیراں بی بی ۷۔ بہن ماں اصغری بی بی

۸۔ بھتیجا (چچازاد بھائی جان محمد کا بیٹا) سردار علی ۹۔ چچازاد بھائی نیاز محمد ۱۰۔ چچازاد بھائی صادق علی

نسب نامہ متوفی نصیر الدین

کرم دین (عرف کاکا)

نیاز محمد (عرف نجی) مرحوم — محمد حسین (عرف سینا) مرحوم

رونق علی (مرحوم) — ماموں شیخ (مرحوم) — منگتا (مرحوم)

دختر اصغری بی بی — بیوہ کرمیاں بی بی — جان محمد (مرحوم) — نیاز احمد — صادق علی

دختر نصیراں بی بی — دختر ممتازن بی بی — نصیر الدین — سردار علی

بیوی فیاض بی بی — بیوہ صغراں بی بی — بیوہ زرینہ بی بی

۱۔ متوفی کی والدہ کریماں بی بی متوفی نصیر الدین کے حقیقی دادا کے بھائی نیاز محمد عرف نجی کے بیٹے رونق علی کی بیوی تھی۔ رونق علی کی ایک بیٹی اصغری بی بی ہوئی اور رونق علی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد بیوہ کریماں بی بی نے ماموں شیخ (جو کہ رونق علی چچا کا لڑکا تھا) سے شادی کی۔ جس سے نصیر الدین، ممتاز بی بی اور نصیراں بی بی پیدا ہوئیں۔ چونکہ نیاز محمد عرف نجی کی رونق علی کی وفات کے بعد باقی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لئے نیاز محمد نے اپنی حیاتی ہی میں اپنی زمین نصیر الدین کے نام کروادی تھی اور چونکہ متوفی نصیر الدین بھی اکیلا ہی تھا اس نے اپنے حقیقی دادا محمد حسین کی زمین یعنی اپنے والد ماموں کا حصہ بھی اپنے چچا کی اولاد کو چھوڑ دیا تھا۔ یعنی متوفی نے اپنے حقیقی والد یا حقیقی دادا کی جائیداد میں سے کوئی حصہ حاصل نہیں کیا۔ مندرہ بالا تحریر کے پیش نظر متوفی کی تینوں بیواؤں یعنی فیاض بی بی، صغراں اور زرینہ بی بی کا یہ دعویٰ ہے کہ جب متوفی کو اپنے حقیقی باپ یا دادا کی زمین میں سے کوئی حصہ نہیں ملا ہے اور زمین متوفی نے نیاز محمد سے لی تھی تو متوفی کی حقیقی بہنوں کا حصہ باپ کی ملکیت کے لحاظ سے اگر بنتا ہے تو جہاں ان کے باپ کی ملکیت

منتقل ہے وہاں سے لیں۔ بھائی کی خریدی ہوئی جائیداد سے بہنوں کا حصہ نہیں بنتا اور متوفی کی مذکورہ زرعی زمین کی فقط وہ ہی وارث ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں کہ کیا واقعی متوفی کی ذاتی خریدی ہوئی جائیداد میں بہنوں کا یا ماں کا کوئی حصہ نہیں بنتا؟ جب کہ متوفی لاولد مرا ہو اور اس کی فقط بیوہ یا بیوائیں ہوں؟ جیسا کہ نصیر الدین مرحوم کی تینوں بیواؤں کا دعویٰ ہے۔

۲۔ جب کہ متوفی نے باپ کی ملکیت میں سے کوئی حصہ نہ پایا ہو یعنی ترکہ جائداد متوفی کی اپنی ذاتی خرید کردہ ملکیت ہو۔ متوفی کے چچا یا چچاؤں کی اولاد متوفی کی ذاتی خریدی ہوئی ملکیت میں وارث بننے کا حق رکھتی ہیں یا نہیں؟ جب کہ متوفی کو اولاد نہ ہو اور فقط بیوہ یا بیوائیں ہوں؟

۳۔ نصیر الدین مرحوم کی تینوں بیواؤں میں سے فیاض بی بی اور صغراں بی بی (جن کے ہاتھ میں متوفی کی حیاتی میں بھی سمجھدار اور عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے گھر کا لین دین اور انتظام تھا) دعویٰ کرتی ہیں کہ انھوں نے اپنے خاوند نصیر الدین پر دوران بیماری علاج اور دوائیوں پر تقریباً =/۳۳۰۰۰ ہزار روپے اپنے عزیز واقارب سے بطور قرض لے کر صرف کیے ہیں۔ ان میں سے =/۷۰۰۰ ہزار روپے تو وہ ادا کر چکی ہیں۔ باقی =/۲۶۰۰۰ ہزار روپے ابھی تک قابل ادائیگی ہیں۔ اگر متوفی کی منقولہ متروکہ جائداد کسی بھی شریعت یا ملکی قانون کی رو سے تقسیم ہو کر اس کے وارثوں میں بٹ جاتی ہے تو وہ ہرگز اس قابل نہ رہیں گے کہ اس قرضہ کو ادا کر سکیں۔ اس بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے؟ کیا کوئی جائداد متروکہ وراثت کی جا سکتی ہے یا نہیں جب کہ متوفی کی بیواؤں پر ابھی وہ قرضہ قابل ادا ہو جو انھوں نے متوفی کی جان بچانے اور اس کے علاج دوا دارو اور تجہیز وتکفین کے لئے لے کر خرچ کیا ہو؟

۴۔ بیواؤں کے دعویٰ کے مطابق نہ تو متوفی کی والدہ، نہ حقیقی بہنیں نہ ہی مائی بہن اور نہ متوفی کے دیگر چچا زاد بھائیوں کی اولاد حصہ لینے کی مستحق ہیں؟ اور متوفی کی ذاتی خریدی ہوئی ملکیت ہونے کے سبب یعنی متروکہ جائداد موروثی نہ ہونے کی وجہ سے متروکہ جائداد کی وارث فقط تینوں بیوائیں ہیں؟

۵۔ اگر متوفی کے ورثاء میں کوئی بھی اس ذاتی خریدی ہوئی ملکیت متروکہ میں حق دار ٹھہرتا ہو تو قانون وشرع کے مطابق تو اس پر اس کے حصہ کے مطابق قرض کی ادائیگی فرض ہے اور اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ اپنے حصہ کے مطابق قرضہ کا حصہ ادا کر کے اپنا حصہ لے سکتا ہے؟ اور بیواؤں کی مجبوری کو دیکھتے ہوئے قرضہ کی ادائیگی وراثت ترکہ کی تقسیم کاری سے پہلے مناسب معلوم ہوتی ہے؟

۶۔ شریعت اسلامیہ کی رو سے مذکورہ بالا ممکن ورثاء میں سے جو جو صحیح اور حقیقی وارث ٹھہرتے ہیں۔ ان کے حصوں کو الگ الگ تفصیلاً تحریر فرما کر ہر حصہ دار کے حصے کو اپنی مہر اور دستخط سے تصدیق فرما دیں۔ شکریہ

مخلص: محمد انور قریشی ہاشمی، تحسین گیس ڈگری، ضلع تھر پارکر، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جب نصیر الدین نے اپنا وہ حصہ معاف کر دیا جو اس کو والد کے ترکہ سے ملتا تو اب اس میں بحث نہیں کی جائے گی۔ ہاں نصیر الدین کے انتقال کے وقت سائل کے مطابق متوفی کی تین بیوہ، ایک والدہ اور ایک ماں شریک بہن اور دو باپ شریک بہنیں ہیں اور متوفی مقروض بھی ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے کفن دفن کا خرچ

نکالا جائے گا' پھر قرض ادا کیا جائے گا خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو قرض کی ادائیگی اوّل ہے۔اور اگر بیواؤں کا مہر نہیں دیا تھا وہ بھی قرض ہے جو پہلے ادا کیا جائے گا۔ پھر اگر متوفی کی کوئی وصیت ہے تو تہائی مال میں نافذ کی جائے گی پھر اس کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے اوّل بارہ حصے کئے جائیں گے جن میں سے چھٹا یعنی ۲ والدہ کو' چھٹا یعنی ۲ اخیافی بہن اصغری کو' چوتھا تین بیواؤں کو (فی بیوہ ایک حصہ) اور دو ثلث یعنی ۸ حقیقی بہنوں کو دے جائیں اب چونکہ صورت مسئولہ عنہا میں حصے لینے والے زیادہ ہیں اور حصے کم ہیں اس لئے اس میں عول کا قاعدہ جاری ہوگا اور سب کے حصوں میں کچھ کمی کر کے بقدرت ضرورت کم دیا جائے گا۔اس طرح عول کے مطابق کل مال کے ۱۵ حصے ہو گئے۔ پھر تقسیم ہوا۔

میّت مسئلہ ۱۲/۱۵

ماں	بیوہ	بیوہ	بیوہ	حقیقی بہن	حقیقی بہن	ماں شریک بہن
۲	۱	۱	۱	۴	۴	۲
چھٹا		چوتھائی		دو تہائی		چھٹا

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۱۲/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیویاں، ۳ بیٹے اور ۵ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید جو کہ ایک دولت مند انسان تھا۔اس نے مبلغ =/۶۲۰۰۰ ہزار روپے اپنے ایک دوست کو کاروبار کرنے کے لئے دیئے ہوئے تھے۔اس کا دوست اس رقم سے کاروبار کرتا تھا اور حسب معاہدہ زید کو منافع ادا کرتا تھا۔اسی اثناء میں قضائے الٰہی سے زید کا انتقال ہوگیا۔اب آپ حضرات مکرّم سے نہایت مؤدبانہ التماس ہے کہ زید کے دوست کی قرآن وسنّت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں کہ وہ یہ رقم کس کو ادا کرے جب کہ زید نے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑے ہیں۔

۱۔ پہلی بیوی فوت شدہ۔اس کے بطن سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ یہ سب شادی شدہ ہیں۔زید کے انتقال کے دن سب لوگ کہتے تھے کہ ہم کو ہمارے والد نے بہت کچھ دیا ہے۔لہٰذا یہ رقم صدقہ جاریہ میں لگادی جائے۔چہلم کا ختم گزرنے کے بعد لڑکا کہتا ہے کہ قبر بنوانے اور چہلم پر جو خرچ آیا ہے (طعام وانتظام وغیرہ) جو کہ مبلغ =/۲۶۰۰۰ ہزار روپے بتایا گیا ہے وہ =/۶۲۰۰۰ ہزار روپے میں سے مجھے ادا کر دیں جب کہ یہ بات متفقہ ہے کہ لڑکے کو وراثت کا حق زید نے اپنی زندگی میں ہی دے دیا تھا۔

۲۔ دوسری بیوی حیات ہے اور اس کے بطن سے ایک شادی شدہ لڑکی ہے۔ زید اپنی زندگی میں کہا کرتا تھا کہ میرے مرنے کے بعد یہ رقم اس لڑکی کو دے دینا کیوں کہ اسے مکان خریدنا ہے مگر بعد میں زید نے اس لڑکی کی رہائش کا انتظام کر دیا تھا اور

دینے سے بھی منع کر دیا۔ اب دونوں ماں بیٹی رقم کی دعویدار ہیں۔ ماں کہتی ہے کہ یہ رقم مجھے دی جائے کہ میرا کوئی سہارا نہیں ہے۔ بیٹی کہتی ہے کہ میرا مکان چھوٹا ہے۔ مجھے بڑا مکان خریدنا ہے۔ اس لئے رقم مجھے دی جائے۔

۳۔ تیسری بیوی حیات ہے۔ اس کے بطن سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ جن میں ایک لڑکی شادی شدہ ہے۔ ایک لڑکے کی عمر ۱۶ سال، دوسرے لڑکے کی ۸ سال اور لڑکی کی عمر ۴ سال ہے۔ زید کی اس بیوی کے پاس دو مکان ہیں۔ ایک میں وہ خود مع بچوں کے رہتی ہے اور دوسرا اس نے کرایہ پر دیا ہوا ہے۔ جس سے اس کے بچوں کی گزر اوقات ہوتی ہے۔ دونوں مکان اس تیسری بیوی کو غالباً حق مہر میں دئے ہیں کیوں کہ اس تیسری نے زید سے شادی اس شرط پر کی تھی کہ مجھے دو مکان خرید کر دو اور یہ شرط غالباً زید اور اس کی بیوی کے عمر میں بڑے فرق کی وجہ سے تھی۔ یہ عورت کہتی ہے کہ رقم مجھے دی جائے کیوں کہ میرے بچے نابالغ ہیں۔ مجھے ان کو پالنا، پڑھوانا ہے اور کاروبار کرانا ہے۔

۴۔ زید کی ایک بہن کہتی ہے کہ رقم مجھے دی جائے تاکہ میں رہائش کے لئے مکان خرید سکوں جب کہ زید نے اپنی زندگی میں یہ کہا تھا کہ میری اس بہن کو دس ہزار روپے دینا۔

۵۔ زید کا ایک دوست جو زید کی وفات کے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد ملا ہے اور انکشاف کیا ہے کہ زید نے مجھ سے پانچ ہزار روپے لئے تھے لہذا یہ رقم مجھے ادا کرو جب کہ اس سے پہلے مذکور شخص نہ تو جنازہ پر آیا اور نہ ہی اس نے رقم کے متعلق کسی سے بات کی۔

ضروری وضاحت۔ زید نے زندگی کے آخری ایام اپنی تیسری بیوی کے پاس گزارے تھے۔ ان دونوں وہ کراچی گیا ہوا تھا جب گھر واپس آیا تو گھر کے دروازے پر اس کا انتقال ہو گیا۔ زید کراچی جانے سے پہلے اپنے دوست کو کہہ گیا تھا کہ میری رقم کا منافع میری تیسری بیوی کے بچوں کو دینا اور زید کی عدم موجودگی میں زید کا لڑکا منافع وصول کرتا رہا ہے۔ یا صاحب علم وفضل ازراہ لطف وکرم زید کے دوست کی رہنمائی فرمائیں کہ وہ رقم کس کو ادا کرے؟ معاملہ زید کے گھر والوں میں تنازعہ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ فقط: محمد طفیل، مصری شاہ کرم پارک، لاہور

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: تجہیز و تکفین شرعی (یعنی وہ ضروری امور جو میت کے کفن دفن اور مختصر فاتحہ کے ہوتے ہیں کہ اس میں سوئم کی دعوت اور چہلم کے کھانے شامل نہیں) ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کے کل مال منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۷۶ سہام کئے جائیں۔ جن میں سے ۱۱-۱۱ ہر بیوی کو، ۲۸ ہر لڑکے کو اور ۱۴-۱۴ ہر لڑکی کو دیے جائیں۔

میت مسئلہ ۸/۱۷۶

بیوہ	بیوہ	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکا	لڑکا	لڑکا	بہن	
۱۱	۱۱	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۲۸	۲۸	۲۸	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

۱۔ لڑکا جو خرچ کفن دفن کا بتاتا ہے وہ بظاہر ضرورت شرعیہ سے کہیں زیادہ نظر آتا ہے۔ اگر سب ورثاء مذکورہ راضی ہوں تو دیا جائے، ورنہ ایک بھی اگر منع کرتا ہے تو صرف وہی خرچ دیا جائے جو عموماً ضروری ہوتا ہے۔ باقی خرچ وہ اپنی جیب سے ادا کرے کہ اس نے ناجائز صرف کیا۔ زید نے زندگی میں جو کچھ بیٹے کو دے دیا وہ تو اس کا ہو گیا۔ اس کو ترکہ میں شامل نہ کریں

اور بیٹے کو مذکورہ حصہ الگ دیا جائے۔ ۲۔صرف ماں کا حق رقم پر نہیں ہے مگر وہی جو اوپر مذکور ہوا۔ ۳۔زید نے اگر دونوں مکان عورت کو مہر میں دئے تھے تو وہ عورت ہی کے ہیں کہ مہر خالص عورت کی ملکیت ہے۔اس کے باوجود وہ اپنا مذکورہ حصہ لے لے گی۔ ۴۔زید نے دس ہزار بہن کو دینے کی وصیت کی تھی تو اگر یہ رقم اس کے مال کا تہائی یا اس سے کم ہے تو سب دے دیں گے ورنہ ایک تہائی پہلے دیں گے۔پھر ترکہ کے حصے کریں گے۔ ۵۔اگر واقعتہً زید کسی کا مقروض ہے اور ثابت ہو جائے تو قرض پہلے ادا کیا جائے گا۔جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

زید کے دوست پر فرض ہے کہ وہ کل منافع تیسری بیوی کو نہ دے بلکہ حسب حصہ مذکورہ بالا سب ورثہ میں تقسیم کرے کہ یہ حقوق اللہ بھی ہے اور حقوق العباد بھی۔

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۵/ ۵/ ۱۹۸۵ء

الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸۶ ۷

بقیہ مسائل

زکوٰۃ کی رقم کا غیر شرعی استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہماری جماعت ایک فلاحی ادارہ ہے جو اپنے ممبران کی فلاح وبہبود کے کام انجام دیتی ہے۔ جماعت اپنے ممبروں سے سالانہ چندہ ممبر فیس وغیرہ لے کر اخراجات پورے کرتی ہے۔ اس کے علاوہ کراچی وحیدرآباد کے مخیّر حضرات سے ہر سال زکوٰۃ وصول کرتی ہے۔ جماعت کے عہدیداران وورکنگ کمیٹی کے ممبران پوری دیانتداری وہر طرح کے غور وخوض اور چھان بین کے بعد ضرورت مند افراد کی درخواست پر زکوٰۃ دیتی ہے۔

جماعت نے گزشتہ کئی سال سے ضرورت مند ممبروں کو رہائشی مکان وغیرہ کے لئے زکوٰۃ فنڈ میں سے مالی امداد دی ہے۔ جس سے ان کا رہائشی مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ حال ہی میں دو ممبروں کی طرف سے درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ جس میں انھوں نے پچھتر ہزار/ایک لاکھ روپیہ مکان خریدنے کے لئے زکوٰۃ فنڈ میں سے ۱۰ سے ۲۰ ہزار روپے کی مدد مانگی ہے۔ باقی رقم کا بندوبست وہ اپنے دوسرے ذرائع یعنی اپنے رشتہ داروں سے مدد لے کر پوری کریں گے اور دوسرے مخیّر حضرات سے زکوٰۃ یا چندہ اپنے مالکوں سے قرض ومدد لے کر رقم وصول کریں گے اور اس طرح وہ ممبر جو اس وقت کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں۔ اپنے ذاتی مکان میں رہے گا اور کرایہ سے بچ جائے گا۔ ہماری جماعت ایسے ممبروں کو زکوٰۃ فنڈ میں سے مدد دینے کی خواہش رکھتی ہے۔ لیکن جماعت کے سامنے ایک شرعی مسئلہ آیا ہے کہ زکوٰۃ فنڈ میں سے رہائشی مکان خریدنے یا بنانے میں کسی ضرورت مند ممبر کی جماعت مدد کر سکتی ہے یا نہیں؟

آپ سے درخواست ہے کہ اس سلسلے میں شرعی طریقۂ کار سے آگاہ کریں؟ اور شرعی فتویٰ دیں کہ کیا جماعت اپنے ضرورت مندوں ممبروں کی زکوٰۃ فنڈ میں سے رہائشی مکان خریدنے وبنانے میں مدد کر سکتی ہے یا نہیں؟

فقط: حاجی محمد صدیق میمن، صدر جیت پور میمن ایسوسی ایشن، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ اموال زکوٰۃ میں حیلہ شرعیہ کے بعد، یہ اموال تمام امور خیر، مثلاً تجہیز وتکفین، امداد وتعاونِ مالی کے مستحق، متوسط الحال مسلمانوں وغیرھم پر صرف کئے جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ درمختار وہندیہ وغیرھما کتب معتبرہ اور فتاویٰ میں ہے، مگر ہزاروں روپیہ، فضول خواہشوں یا دنیاوی آسائشوں یا ظاہری آرائشوں میں اٹھانے والے مصارف خیر میں، ان حیلوں کی آڑ نہ لیں، دینی ضرورتوں کی وجہ سے، خالص خدا ہی کے کام میں صرف کرنے کے لئے ان طریقوں پر اقدام کریں نہ کہ معاذ اللہ۔ ان کے ذریعہ سے ادائے زکوٰۃ کا نام کر کے اپنے خرد برد میں لائیں کہ یہ امر مقاصد شرع کے بالکل خلاف ہے اور اس میں ایجاب زکوٰۃ کی حکمتوں کا سراسر ابطال ہے۔ تو گویا اس کا برتنا اپنے رب عزوجل کو فریب دینا ہے (والعیاذ باللہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جو لوگ اپنے آپ کو مستحق زکوٰۃ بتائیں اور ظاہری حال ان کے بیان کی تصدیق کرے اور انہیں مستحق جان کر زکوٰۃ دے

دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور ان کی غلط بیانی خود ان کے لئے آخرت میں وبال جان ثابت ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۵ر شعبان ۱۴۰۵ھ

''رضی اللہ عنہ'' کس کے لئے لکھنا چاہئے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بعض کتابوں میں پڑھا اور بعض علماء سے سنا وہ حضرات سیدنا غوث اعظم کے نامی نامی اسم گرامی کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' لکھتے ہیں اور بولتے ہیں۔ جب کہ ہمارے علم کے مطابق ''رضی اللہ عنہ'' صحابہ کرام کے تذکرہ کے ساتھ خاص ہے۔ تو کیا صحابہ کے علاوہ دیگر اولیاء کرام اور صالحین عظام اور علماء و مشائخ کے ناموں کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' لکھنا جائز ہے؟

سائل پروفیسر سید ساجد حسین، لطیف آباد نمبر ۵، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت ہذا میں معلوم ہو کہ یہ تاثر غلط ہے ''رضی اللہ عنہ'' صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے لئے مخصوص ہے اور دیگر صالحین کو صرف رحمۃ اللہ علیہ لکھا جانا اور کہا جانا چاہیے، رضی اللہ عنہ کے معنی ہیں ''اللہ ان سے راضی ہوا'' اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر رضی اللہ عنہ، صالحین اور نیک لوگوں کے لئے ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۃ المجادلۃ میں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے بعد فرمایا کہ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ''یہی لوگ حزب اللہ، اللہ کی جماعت ہیں اور اللہ کی جماعت کے لوگ کامیاب ہیں (المجادلۃ) اور اس سے پہلے، ایمان والوں کی تعریف فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان منقش کر دیا ہے اور اللہ ان سے راضی ہوا'' رضی اللہ عنہم'' تو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں، جنکے دلوں میں ایمان منقش ہے، قرآن کریم کی ایک اور سورۃ البینۃ میں فرمایا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ۝ ''اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہ اس شخص کے لئے ہے جو اللہ سے ڈرے''۔ (البینۃ) اس اعلان کے مطابق غوث اعظم کو رضی اللہ عنہ اور دیگر علماء حق کو رضی اللہ عنہ کہنا ثابت ہوا، کہ آپ بھی علماء کے سردار ہیں بلکہ اولیاء کے بھی سردار ہیں اور خود علماء دیوبند نے یہی معنی کئے ہیں، مودودی نے بھی یہی معنی لکھے ہیں۔ ''اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے یہ سب کچھ اس کے لئے ہے جس نے اللہ کا خوف کیا''۔ (تفہیم القرآن جلد ششم، سورۃ البینۃ) اسی وجہ سے چھٹی صدی کے ایک عالم، صاحب ھدایہ نے خود اپنے نام کے ساتھ جگہ جگہ قال رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ (ھدایہ ص ۸۰ ج ۳، مطبوعہ مجتبائی دھلی)

حررہٗ، العبد القادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　　مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۲ر شعبان ۱۴۰۵ھ

انگریزی میں صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح ترجمہ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع و دین اس مسئلے میں کہ: لوگ جب انگریزی میں سید العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ

علیہ وسلم کا نام لکھتے ہیں تو صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ (Peace Be Upon Him) کرتے ہیں۔ کیا انگریزی میں یہ ترجمہ صحیح اور مکمل ہے یا اس میں تصحیح کی ضرورت ہے؟ برائے کرم شرعی احکام سے مطلع فرمائیں۔

فقط سائل: پروفیسر سید ساجد حسین رضوی، یونٹ نمبر ۵ لطیف آباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: سائل کا خیال درست ہے کہ "Peace Be Upon Him" کا معنی "علیہ السلام" ہے جو نامکمل درود پاک ہے اور ہمیں سلام کے ساتھ صلوٰۃ پڑھنے کا بھی حکم دیا گیا ہے جو کہ لازم ہے۔ اس لئے بجائے اتنا پڑھنے کے اس میں اضافہ کردیا جائے تو مطلب مکمل ہوگا۔ یعنی سلام کے ساتھ درود والے لفظ کا بھی اضافہ کیا جائے گا اور یہ اس طرح صحیح ہوگا۔

1- Blessings and Peace Be Upon Him.

2- Choicest blessing and Peace Be Upon Him.

3- Allah Choicest blessing and Peace of Allah be upon him.

واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ، العبد القادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ رشعبان ۱۴۰۵ ھج

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا و مولانا محمد و آله و عترته
واصحابه واولیاء ملته وعلماء امته اجمعین و بارك وسلم تسلیما كثیرا
والحمدلله رب العالمین

تمت بالخیر المجلدات الثلثة من الفتاوی الخلیلیة

۶ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ ھج

۲۳ر مئی ۲۰۰۷ء

روز چہارشنبہ (یوم الاربعاء)

مفتی اعظم کے پیر و مرشد کی محبت و شفقت

مفتی اعظم کے پیرومرشد حضرت علامہ سید شاہ اولادِ رسول تاج العلماء مفتی سید محمد میاں قادری برکاتی ابوالقاسمی آل رسولی قدس سرہٗ نے مفتی صاحب کو شرف بیعت سے نوازا تو اس واقعہ کو اپنے ماہنامہ ''اہلسنت کی آواز'' مارہرہ شریف میں خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا، چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا:

اجازت و بیعت:

ایامِ عرس مبارک میں بہت سے سنی بہن بھائی فقیر حقیر سراپا تقصیر کے ہاتھ پر داخل سلسلۂ عالیۂ قادریہ برکاتیہ ہوئے۔ اور فقیر نے ان کو اپنے اکابر کرام قدست اسرارہم کی تعلیم کے مطابق شریعت مطہرہ کے اتباع اور دین اسلام و مذہب اہلسنت پر پوری کامل پختگی اور مضبوطی سے قائم رہنے اور جملہ مخالفانِ دین وسنت سے ان کے مراتب کے موافق دو، مطابق احکام شریعت دور اور نفور رہنے اور اس کی بقدر وسعت تبلیغ واشاعت و تائید وحمایت اور اپنے سلسلۂ عالیۂ برکاتیہ کے اکابر کرام اور اپنے جملہ مرشدان عالی مقام قدست اسرارہم کی عزت وحرمت کی بقدر وسعت حفاظت کے فرائض ولوازم شریعت وطریقت کی تفہیم ونصیحت کی۔ ان بھائیوں میں خصوصیت سے قابل تذکرہ فقیر کے محترم ومکرم ذوالمجد دالکرم حضرت مولانا مولوی محمد خلیل خانصاحب قادری برکاتی ابوالقاسمی دامت معالیہم وزادت مکارمہم ہیں۔ جنہوں نے فقیر کے ہاتھ پر سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ ابوالقاسمیہ میں بیعت ہوکر حضور آقائے نعمت سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی سے شرف وامتیاز پایا ان کی حسب الدعا فقیر نے ان کو دلائل الخیرات شریف وحزب البحر شریف کی اجازت خاص خاندانی دی۔ (ماخوذ از اہل سنت کی آواز۔ مارہرہ شریف)

• ایک مرتبہ، تاج العلماء حضرت مفتی سید محمد میاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان نے خلیل ملت، کو زمانہ تعلیم میں، مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں، میں خط کا جواب تحریر فرمایا، خط کے ابتدائی مندرجات حاضر ہیں:

۷۸۶۔ کرم فرمائے من محمد خلیل خاں صاحب۔ سلام مسنون و دعائے عافیت دارین۔ آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا۔ مولا تعالیٰ آپ کو اور مجھے بھی قبول حق اور اس کی بہ دل و جان و جسم پوری پوری تعمیل کی توفیق اور مزید دے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الرحمۃ و الصلوٰۃ و السلام و علیٰ آلہ و اصحابہ و علینا برحمتك یا ارحم الراحمین

پوسٹ کارڈ پر پتہ اس طرح تحریر فرماتے ہیں

"ڈاک خانہ دادوں ضلع علی گڑھ مدرسہ حافظیہ سعیدیہ

کرم فرمائے من مولوی محمد خلیل خاں صاحب

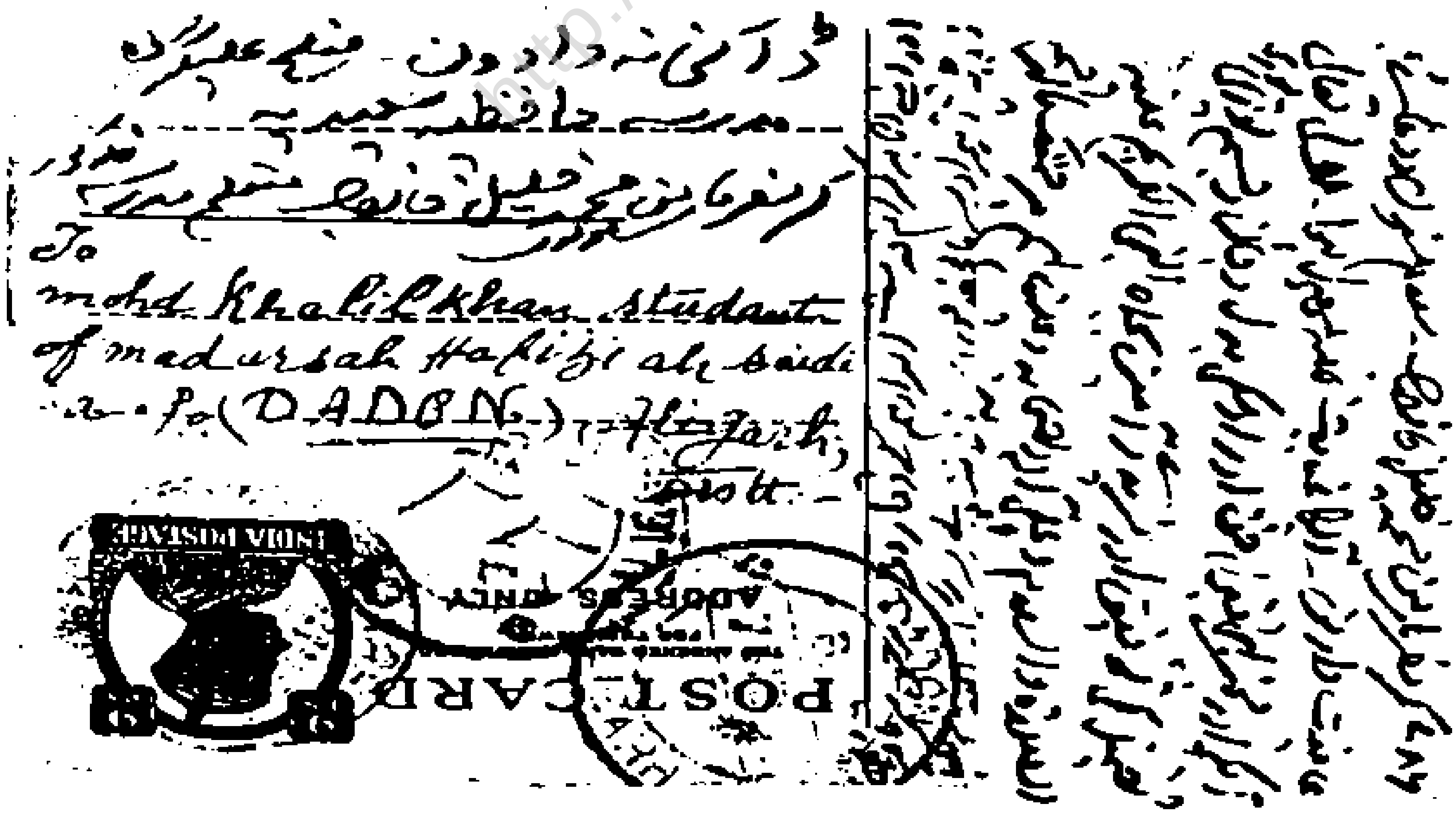
متعلم مدرسہ مذکورہ"

پتہ اس طرح لکھا ہے کہ انگریز حاکم کا سر نیچا کر کے اس کو الٹا کر دیا ہے،

جس طرح امام اہلسنت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے تھے کہ انگریز کا سر الٹا کر دیتے تھے (عکس پیش خدمت ہے)

یہ مکتوب ۲ر شعبان ۱۳۶۲ ھ کا تحریر کردہ ہے

Settings\atifkhan\Desktop\Letter.jpg not found.



خلیل ملّت کے حضور!

جناب صابر براری کا ھدیۂ عقیدت

جناب صابر براری ایک فاضل استاد، محقق اور علم و آگہی کے شاعر ہیں اور زبان و بیان کی خداداد صلاحیتوں کے مالک ہیں، موصوف نے اپنی کتاب "تاریخ رفتگان" میں، حضرت خلیل ملت علیہ الرحمۃ پر یہ چند تاریخی سطور اور تاریخ وصال لکھی ہے۔ افادۂ عام کے پیش نظر یہ چند سطور، ہدیہ قارئین ہیں۔ سندھ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں لکھتے ہیں کہ صابر براری نے بعض تاریخیں برجستہ کہی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے، "ہیں عندلیب جنت مفتی خلیل صاحب"

آہ آہ مفتی محمّد خلیل صاحب

۵ ۰ ۴ ۱ ھ

مفتی اعظم سندھ مولانا مفتی محمد خلیل خاں برکاتی ۱۹۲۰ء میں ضلع علیگڑھ کی ریاست دادوں کے موضع کھریری میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ حافظیہ سعیدیہ سے فارغ التحصیل ہوئے جہاں صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی مصنف "بہار شریعت" آپ کے استاد تھے۔ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خان قادری سے سند حدیث حاصل کی۔ مارہرہ شریف کے شیخ طریقت حضرت سید شاہ محمد میاں برکاتی سے بیعت ہوئے اور برکاتی سلسلہ کی خلافت پائی۔ مفتی اعظم ہند نے بھی سلسلہ قادریہ رضویہ کی خلافت سے نوازا۔

شیخ الحدیث مفتی محمد خلیل خاں برکاتی نے ۱۹۵۲ء میں حیدرآباد سندھ میں دارالعلوم احسن البرکات کی بنیاد رکھی۔ جو ممتاز مقام کا حامل ہے۔ مفتی صاحب کی پوری زندگی دین کی خدمت میں گزری وہ آخری سانس تک تبلیغ اسلام کرتے رہے۔ مفتی صاحب کی ذات علم وفضل اور زہد وتقویٰ کا نمونہ تھی۔ آپ بہت سی کتب کے مصنف اور مترجم تھے جن میں سنی بہشتی زیور، آئینۂ حق نما، نماز کی کتاب، ہماری نماز، تحفۂ عید قرباں، تحفۂ رمضان، تحفۂ محرم، تحفۂ عید الفطر اور ہمارا اسلام شامل ہیں۔ مفتی صاحب کو نعت گوئی سے بھی رغبت تھی غیر مطبوعہ کلام صاحبزادہ صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ (جو جمال خلیل کے نام سے طبع ہو چکا ہے)۔

۱۸ رجون ۱۹۸۵ء مطابق ۲۸ ررمضان المبارک ۱۴۰۵ھ کو حیدرآباد سندھ میں وفات پائی۔ صاحبزادہ مفتی احمد میاں برکاتی آپ کے جانشین دارالعلوم احسن البرکات کے مہتمم ہیں۔

عندلیبِ جنّت

دنیائے رنگ و بو سے افسوس چل بسے ہیں
دانائے بزمِ حکمت مفتی خلیل صاحب

تدریس علم دین میں رہتے تھے محو ہر دم
شیخ الحدیث ملّت مفتی خلیل صاحب

ہر اک کتاب ان کی قندیل راہِ حق ہے
تھے رہبرِ شریعت مفتی خلیل صاحب

دارالعلوم احسن ہے سندھ میں جو روشن
بانی تھے اس کے حضرت مفتی خلیل صاحب

کہتے ہیں حور و غلماں تاریخ ان کی صابرؔ
ہیں عندلیبِ جنت مفتی خلیل صاحب

۱۹۸۵ء

قطعہ تاریخ وصال پر ملال

حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی المارہروی رحمتہ اللہ علیہ

از: جناب پیر طریقت حضرت مولینا حبیب احمد مجتبیٰ صاحب علیہ الرحمتہ

واحسرتا رسید بگو شم چوں ایں خبر
مفتی دین حق سوئے عقبیٰ گرفتہ راہ
فرق ہوا بریدہ بگو سالِ غم حبیبؔ
مفتی خلیل بود دلا واصلِ الٰہ

۱۴۰۵ھ

عالِم کی موت، موت ہے عالَم کی جبکہ پھر
اس سانحے سے غم نہ ہو ہرکس کو کس لئے
سر دے کا اڑا کے یہ لکھ سال غم حبیبؔ
''مفتی خلیل آہ جہاں سے چلے گئے''

۱۴۰۹ - ۴ = ۱۴۰۵ھ

قطعہ تاریخ

از: جناب سالکؔ عزیزی (مرحوم)

جو تاجدارِ علم و عمل زندگی میں تھے
وہ فیضیابِ رحمت رب جلیل ہیں
تاریخ مرگ ہوگئی سالکؔ جو نکلی "آہ"/۶
"جنت مقام مفتی محمد خلیل ہیں"

۱۹۹۱ - ۶ = ۱۹۸۵ء

قطعہ تاریخ

از: جناب افتخار احمد انجمؔ

شاداں دنیا میں وہ ہے آخرت میں کامیاب
ہے محی الدین شہ جیلاں سے جو کہ, فیض یاب
رشک کرتا ہے زمانہ اس کی قسمت پر جسے
"حشر تک حاصل ہو، انجم قربت عبدالوہاب[1]"

۱۹۸۵ء

[1] سخی سید عبدالوہاب شاہ جیلانی علیہ الرحمتہ۔ حیدرآباد

کلماتِ تہنیت

از: حضرت علامہ صوفی رضا محمد صاحب عباسی قادری مدظلہٗ
سابق شیخ الفقہ، دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

استاذی و استاذ العلماء و الفضلاء صدر المدرسین و شیخ الحدیث دار العلوم احسن البرکات، خلیل ملت علامہ مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ و نور اللہ مرقدہٗ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ فن تدریس، تقریر، تصنیف، تحریر، فتاویٰ نویسی وغیرھا میں کامل، اکمل، مہارت حاصل تھی۔ الحمد للہ تعالیٰ علیٰ احسانہٖ کہ قبلہ استاذ صاحب کے لکھے ہوئے مدلل ومحقق فتاویٰ کو آپ کے شہزادہٗ اکبر علامہ مفتی ابو حماد احمد میاں برکاتی دامت برکاتہم العالیہ نے زیور طباعت سے مزین کر کے علماء اور عوام کے لئے ایک بڑا علمی خزانہ پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے حبیب نبی کریم ﷺ کے طفیل اس علمی خزانہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور قیامت تک علماء وطلباء و عوام اس علمی خزانہ سے مستفیض ہوتے رہیں۔ آمین ثم آمین

حررہٗ رضا محمد عفی عنہ عباسی قادری
تلمیذ از تلامذہ خلیل ملت علامہ مفتی محمد خلیل خاں علیہ الرحمۃ
۱۴ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ
۳۱ر مئی ۲۰۰۷ء

حضرت خلیل ملت علیہ الرحمتہ والرضوان کے وصال پر پیر طریقت، حکیم اہلسنت

حضرت سید شاہ اکرام حسین چشتی سیکری علیہ الرحمۃ کا پیغام

مفتیٔ شہر رَفت صَدُ افسوس

حیدرآباد (سندھ) شہر کے مشہور و معروف ممتاز عالم دین اور مذہبی رہنما حضرت مفتی محمد خلیل خاں صاحب برکاتی رحلت فرما گئے۔ ملک میں قحط الرجال پہلے ہی کچھ کم نہ تھا مفتی صاحب کی رحلت نے اس کو اور بڑھا دیا۔ ایسے انتخاب روزگار لوگ، روز روز کہاں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا بظاہر ناممکن نظر آتا ہے اگر چہ ان کے لائق اور نامور فرزند جلیل جناب مفتی احمد میاں برکاتی، حضرت مفتی صاحب کے مشن کو آگے بڑھانے کی مکمل صلاحیت سے آراستہ ہیں اور ان سے بڑی توقعات وابستہ ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ پوری ہونگی مگر مفتی صاحب کی بات اور تھی ان کی وفات سے بزم علم و ادب سنسان ہوگئی ہے۔ مفتی صاحب! راقم الحروف کے کرم فرما تھے آخر زمانہ علالت میں عرصہ تک مجھے علاج کی صورت میں ان کی خدمات کا شرف حاصل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مراتب بلند فرمائے اور ان کو غریق رحمت کرے۔

میری دعا ہے کہ ان کا قائم کردہ دارالعلوم ''احسن البرکات'' ہمیشہ قائم رہے اور دین کی روشنی پھیلاتا رہے۔ اسی طرح ان کی تصانیف ان کے مشن کو مستقبل میں آگے بڑھانے میں ہمیشہ معاون و مددگار رہیں۔

مخلص اکرام حسین چشتی، حیدرآباد

۲۰؍ جولائی ۱۹۸۵ء

مارہرہ شریف ضلع ایٹہ سے خلیل ملت حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمتہ کے ایک شاگرد حافظ شریف احمد برکاتی مدظلہٗ کا مکتوب

۱۶رمحرم الحرام شریف ۱۴۰۶ھ مطابق ۲راکتوبر ۱۹۸۵ء چہار شنبہ مبارک

محب محترم احمد میاں برکاتی مدظلہٗ العالی

سلام ورحمت

عرصہ گزرا آپ کی کوئی خیریت نہ ملی۔ حضرت کے اس دنیائے فانی سے رخصت ہونے کے بعد دل کو بہت بے قراری ہوگئی۔ وصال مبارک کی اطلاع ملی کلیاں کملا گئیں۔ پھول مرجھا گئے۔ ہُن میں اک ہوک اٹھی۔ بیتاب ہو کر دل مچلنے لگا۔ جستجو ہوئی کہ پرواز کر جاؤں اور حضرت کے آستانہ پاک پر حاضری دوں مگر وقت کے تقاضوں نے اجازت نہ دی۔ فاتحہ چہلم کی اطلاع ملی ۱۰ جولائی کو۔ اب اور زیادہ بے چینی ہوگئی۔ وقت کی کمی کے باعث اب بھی محرومی رہی اور ادھر بھائی محمد عثمان صاحب بھی ارادہ رکھتے تھے۔ وقت تنگ ہونے کی وجہ سے کامیابی نہ ہوسکی۔ صبر وضبط سے کام لیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد رسالے موصول ہوئے۔ مطالعہ سے قلبی سکون حاصل ہوا۔ پچھلا آموختہ یاد ہوگیا۔ حضرت مفتی صاحب نے زندگی کے ہر لمحہ کو اتباع سنت کے ساتھ گزارا ہے۔ ان کا ہر سبق آبِ زر سے لکھا جائے تو کم ہے۔ ہمارے بچپن کی حضرت کی وہ تحریک جسکی آج تک مثال نہیں۔ آج یہ ان کی نصیحت ہم سب کے لئے مشعل راہ بنی ہوئی ہے اس سے پہلے بھی کرم شامل حال تھا اور آج بھی اس ادارے کے سنگ بنیاد میں فیض شامل حال ہے۔ اللہ رب العزت اپنے فضل وکرم سے اور اپنے پیارے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کے صدقہ وطفیل میں قبر انور پر رحمت کے پھول برسائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی یادگار دار العلوم احسن البرکات کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ اور ہم بھی یہاں یہ دعا کرتے ہیں مولیٰ تعالیٰ مفتی اعظم کو دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائے۔ آمین ثم آمین بحرمة سید المرسلین اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ پروردگارِ عالم آپ سب کو ترقی پر گامزن فرمائے خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ۔ جامعہ برکاتیہ حیات العلوم محلہ شیشگر ان دونوں جگہ، پرجوش طریقہ پر فاتحہ سوم وچہلم شریف ہوا اور آبورو ڈ راجھستان میں بھائی معین الدین برکاتی نے بھی فاتحہ سوم وچہلم کیا۔ امی صاحبہ کی خدمت میں ہم سب کی جانب سے سلام وقدمبوسی۔

والسلام شریف احمد برکاتی

۱۶رمحرم الحرام ۱۴۰۶ھ

خلیل ملت کی ایک مریدہ سیدہ مسز امجد بخاری کا خط

مکرم و معظم جناب مفتی احمد میاں برکاتی صاحب مدظلہٗ

السلام علیکم

آپ کا بک پوسٹ ملا پڑھ کر جتنا دکھ و افسوس ہوا وہ بیان نہیں کر سکتی۔ میرا قلم ابھی بھی مرحوم و مغفور لکھنے کو تیار نہیں، میں نے تو ابھی پچھلے دنوں "سنی بہشتی زیور" ختم کرنے پر اپنے میاں کو جو طائف گئے ہوئے ہیں مفتی محمد خلیل خاں صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کا سلام لکھا کہ وہ مدینہ آئیں تو حضور کے دربار میں پیش کر دیں اور جب آپ کے رسالے "مفتی اعظم سندھ" سے پتہ چلا کہ آپ کو وصال پائے دو سال ہو گئے تو یقین جانئے اپنے حقیقی باپ کے مرنے کے بعد ان سے بھی زیادہ دکھ ہوا کہ اتنے دنوں بعد بھی قلم پکڑتے ہوئے ہاتھ کانپ رہے ہیں دکھ اس بات کا ہے کہ میں ان کا دیدار نہ کر سکی۔ ابھی تو ہم پروگرام بنا رہے تھے کہ کبھی ضرور سندھ ان کی زیارت کو جائیں گے اور وہ داغ مفارقت دے گئے۔ ہم سب کے لئے وہ زندہ ہیں اور تا قیامت زندہ رہیں گے، ان کا مشن زندہ رہے گا اور پھر اولیاء اللہ بزرگانِ دین صرف ہم سے اوجھل ہوتے ہیں۔ خدا ان کی مرقد پر اپنی رحمتوں اور انوار کی بارش برساتا رہے (آمین)۔ آپ جب بھی ان کی آخری آرام گاہ جائیں تو مجھ عقیدتمند کا سلام ان تک ضرور پہنچائیں۔ اور خدا کرے وہ ہم جیسے گناہگاروں کو اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں میں لکھ لیں۔ اب آپ ان کے جانشین ہیں ہمارے سوالوں کا جواب آپ کو دینے ہوں گے اگر فرصت ہو تو میرے پہلے خط کا جواب ضرور دیں۔ خدا آپ کو اپنے والد مکرم کے لگائے ہوئے مضبوط تناور درخت کو مزید سینچنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے اور اپنے سچے دین کو گھر گھر پہنچانے کی مزید ہمت دے (آمین ثم آمین) کیونکہ باطل مذاہب بہت پھیلتے جا رہے ہیں ان کو مٹایئے، ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اور جب آپ حضرت خلیل ملت پر کوئی کتاب مکمل کریں تو اس کے آخر میں میرا نام ان بدنصیبوں میں لکھ دیں کہ وہ عقیدتمند اور مرید جو اپنے روحانی باپ کی زیارت بھی نہ کر سکی اور دیدار کی یہ پیاس تا حیات مجھ کو تڑپاتی رہے گی میں کوئی ادیبہ نہیں وہ الفاظ کہاں سے لاؤں وہ تحریر کہاں ڈھونڈوں کہ اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کر سکوں۔ تھوڑے کو بہت سمجھیں قلم اور کچھ لکھنے سے قاصر ہے۔

خدا آپ کو جزائے خیر دے (آمین)

فقط دعا گو و طالبۂ دعا

مسز سید امجد بخاری۔ لاہور

فہرست مآخذ و مراجع

نمبر شمار	نام مصنف	سن وفات	نام کتب
۱	تنزیل من الرحمٰن الرحیم		قرآن کریم
۲	امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت	۱۵۰ھ	فقہ اکبر
۳	امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت	۱۵۰ھ	مسند امام اعظم
۴	امام مالک بن انس	۱۷۹ھ	موطا امام مالک
۵	امام محمد بن حسن شیبانی	۱۸۹ھ	موطا امام محمد
۶	امام محمد بن حسن شیبانی	۱۸۹ھ	مبسوط
۷	حضرت امام محمد بن حسن شیبانی	۱۸۹ھ	کتاب الآثار
۸	ابوداؤد سلیمان بن داؤد طیالسی	۲۰۴ھ	مسند ابوداؤد طیالسی
۹	امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ	۲۳۵ھ	ابن شیبہ
۱۰	امام احمد بن حنبل	۲۴۱ھ	مسند احمد
۱۱	امام ابومحمد عبداللہ دارمی	۲۵۵ھ	سنن دارمی شریف
۱۲	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ	الصحیح للبخاری
۱۳	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری	۲۶۱ھ	الصحیح لمسلم
۱۴	امام عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	۲۷۳ھ	سنن ابن ماجہ
۱۵	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث	۲۷۵ھ	سنن ابوداؤد
۱۶	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	۲۷۹ھ	الجامع للترمذی
۱۷	امام علی بن عمر دارقطنی	۲۸۵ھ	دارقطنی
۱۸	ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی	۳۰۳ھ	سنن نسائی
۱۹	ابوجعفر محمد بن جریر طبری	۳۱۰ھ	جامع البیان
۲۰	امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی	۳۲۱ھ	طحاوی شریف
۲۱	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی	۳۶۰ھ	معجم صغیر
۲۲	امام ابوبکر احمد بن علی جصاص رازی	۳۷۰ھ	احکام القرآن

۲۳	امام ابوعبد، محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری	۴۰۵ھ	مستدرک
۲۴	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی	۴۳۰ھ	حلیۃ الاولیاء
۲۵	علامہ خطیب بغدادا ابوبکر علی بن احمد	۴۶۳ھ	خطیب (تاریخ بغداد)
۲۶	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	۴۸۵ھ	سنن کبریٰ
۲۷	حافظ شیرویہ بن شہردار دیلمی	۵۰۹ھ	دیلمی مسند الفردوس
۲۸	امام محمد بن محمد غزالی	۵۰۵ھ	احیاء العلوم
۲۹	حضرت قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی	۵۴۴ھ	کتاب الشفاء
۳۰	امام ابوالقاسم علی بن حسن بن عساکر	۵۷۱ھ	تاریخ دمشق
۳۱	امام محمد بن ضیاء الدین بن عمر رازی	۶۰۶ھ	تفسیر کبیر
۳۲	امام برہان الدین محمود بن تاج الدین احمد بخاری	۶۱۶ھ	محیط برہانی
۳۳	امام برہان الدین محمود بن تاج الدین احمد بخاری	۶۱۶ھ	ذخیرہ
۳۴	علامہ ظہیر الدین محمد بن احمد مرغینانی بخاری	۶۲۰ھ	فتاویٰ ظہیریہ
۳۵	علامہ ابوالحسن علی بن ابوالکرم شیبانی ابن اثیر	۶۳۰ھ	کامل ابن اثیر
۳۶	شمس الدین محمد خراسانی قہستانی	۶۶۲ھ	قہستانی جامع الرموز
۳۷	مختار بن محمود بن محمد ابوالرجاء	۶۷۳ھ	شرح زاہد علی قدوری
۳۸	قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی	۶۸۵ھ	تفسیر بیضاوی
۳۹	علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی	۷۱۰ھ	مدارک التنزیل
۴۰	شیخ ولی الدین تبریزی	۷۴۲ھ	مشکوٰۃ المصابیح
۴۱	امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی	۷۴۳ھ	تبیین الحقائق
۴۲	علامہ جمال الدین یوسف بن محمد بن عمر بزاز	۷۴۳ھ	جامع المضمرات
۴۳	ابوحیان محمد بن یوسف اندلسی غرناطی	۷۵۴ھ	البحر المحیط (تفسیر)
۴۴	علامہ عبداللہ بن اسد یافعی	۷۶۸ھ	روض الریاحین
۴۵	علامہ محمود بن احمد قونوی حنفی	۷۷۰ھ	غنیہ
۴۶	علامہ محمد بن محمود بابرتی	۷۸۶ھ	عنایہ
۴۷	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی شافعی	۷۹۱ھ	مقاصد وشرح مقاصد

۴۸	علامہ ابوبکر بن علی حداد	۸۰۰ھ	جوہرہ نیرہ
۴۹	علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون	۸۰۸ھ	تاریخ ابن خلدون
۵۰	علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردی	۸۲۷ھ	فتاوی بزازیہ
۵۱	علامہ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ	افضل القوی
۵۲	علامہ ابن ہمام کمال محمد بن عبدالحمید	۸۶۱ھ	شرح وقایہ
۵۳	علامہ ابن ہمام کمال محمد بن عبدالحمید	۸۶۱ھ	فتح القدیر شرح ہدایہ
۵۴	علامہ حافظ جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ	الحاوی للفتاوی
۵۵	علامہ حافظ جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ	تفسیر جلالین
۵۶	علامہ حافظ جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ	تفسیر درمنثور
۵۷	علامہ حافظ جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ	الدرر المنتشرۃ فی احادیث المشتھرۃ
۵۸	علامہ ابراہیم بن محمد ابراہیم حلبی	۹۵۶ھ	صغیری
۵۹	علامہ ابراہیم بن محمد ابراہیم حلبی	۹۵۶ھ	کبیری (غنیۃ المستملی)
۶۰	علامہ عبدالوہاب شعرانی	۹۷۳ھ	الیواقیت والجواہر
۶۱	علامہ ابن احمد بن حجر مکی	۹۷۴ھ	فتاوی حدیثیہ
۶۲	علامہ حامد بن علی قونوی رومی حنفی	۹۷۵ھ	فتاوی حامدیہ
۶۳	شیخ شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد	۱۰۰۴ھ	تنویر الابصار
۶۴	حضرت علامہ علی قاری بن سلطان محمد القاری	۱۰۱۴ھ	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ
۶۵	علامہ سراج الدین ابن نجیم عمر بن ابراہیم بن محمد	۱۰۵۲ھ	النہر الفائق
۶۶	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت		حجۃ اللہ البالغۃ
۶۷	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۱۰۵۲ھ	اشعۃ اللمعات
۶۸	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی	۱۰۶۹ھ	نور الایضاح
۶۹	علامہ زین الدین ابن نجیم	۱۰۷۰ھ	البحر الرائق
۷۰	علامہ زین الدین ابن نجیم	۱۰۷۰ھ	الاشباہ والنظائر
۷۱	علامہ خیر الدین بن احمد بن علی رملی حنفی	۱۰۸۱ھ	فتاوی خیریہ
۷۲	علامہ علاؤالدین محمد بن علی بن محمد حصکفی	۱۰۸۸ھ	درمختار

۷۳	علامہ محمد بن فراموز عرف ملا خسرو،		الدرر والغرر
۷۴	علامہ محمد باقی زرقانی مالکی	۱۱۲۲ھ	شرح موطا امام مالک
۷۵	علامہ ملا احمد جیون جونپوری	۱۱۳۰ھ	تفسیر احمدیہ
۷۶	علامہ عبد الغنی نابلسی	۱۱۴۳ھ	الحدیقۃ الندیہ
۷۷	علامہ نظام الدین	۱۱۶۱ھ	فتاوٰی عالمگیری
۷۸	امام احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی	۱۲۲۳ھ	تفسیر صاوی
۷۹	علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی	۱۲۲۵ھ	تفسیر مظہری
۸۰	علامہ احمد بن محمد طحطاوی	۱۲۳۱ھ	طحطاوی حاشیہ درمختار
۸۱	علامہ احمد بن محمد طحطاوی	۱۲۳۱ھ	طحطاوی علی مراقی الفلاح
۸۲	علامہ شاہ رفیع الدین دہلوی	۱۲۳۸ھ	علامات قیامت
۸۳	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	۱۲۳۹ھ	فتاوٰی عزیزیہ
۸۴	مولوی اسماعیل دہلوی قتیل	۱۲۴۶ھ	صراط مستقیم
۸۵	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی	۱۲۵۲ھ	ردالمحتار
۸۶	علامہ حسن بن منصور اوزجندی	۱۲۹۵ھ	فتاوٰی قاضی خاں
۸۷	مولوی قاسم نانوتوی	۱۲۹۷ھ	تحذیر الناس
۸۸	علامہ بحر العلوم عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی	۱۳۰۴ھ	عمدۃ الرعایہ
۸۹	علامہ بحر العلوم عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی	۱۳۰۴ھ	رسائل الارکان
۹۰	علامہ بحر العلوم عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی	۱۳۰۴ھ	مقدمۃ الرعایہ فی حل شرح الوقایہ
۹۱	علامہ عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی	۱۳۰۴ھ	فتاوٰی عبد الحی
۹۲	مولوی رشید احمد گنگوہی	۱۳۲۳ھ	فتاوٰی رشیدیہ
۹۳	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۴۰ھ	فتاوٰی رضویہ
۹۴	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۴۰ھ	احکام شریعت
۹۵	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۴۰ھ	جلی الصوت لنہی الدعوۃ امام الموت
۹۶	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۴۰ھ	سرور السعید
۹۷	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۴۰ھ	حک العیب

٩٨	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	١٣٤٠ھ	فتاویٰ افریقہ
::	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	١٣٤٠ھ	ایذان الاجر فی اذان القبر
..	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	١٣٤٠ھ	النہی الحاجز عن تکرار صلوٰۃ الجنائز
..	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	١٣٤٠ھ	صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ
٠٢	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	١٣٤٠ھ	عرفان شریعت
١٠٣	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	١٣٤٠ھ	نزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان
١٠٤	مولوی خلیل احمد انبیٹھوی	١٣٤٦ھ	براہین قاطعہ
١٠٥	علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی	١٣٥٠ھ	جواہر البحار
١٠٦	مولوی اشرفعلی تھانوی	١٣٦٤ھ	نشر الطیب
١٠٧	مولوی اشرفعلی تھانوی	١٣٦٤ھ	حفظ الایمان
١٠٨	مولوی اشرفعلی تھانوی	١٣٦٤ھ	فتاویٰ امدادیہ
١٠٩		١٣٦٦ھ	الامداد (ماہنامہ)
١١٠	علامہ صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی	١٣٦٧ھ	خزائن العرفان
١	صدر الشریعۃ علامہ محمد امجد علی اعظمی	١٣٧٦ھ	بہار شریعت
.	صدر الشریعۃ علامہ محمد امجد علی اعظمی	١٣٧٦ھ	فتاویٰ امجدیہ
١٠٣	علامہ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی	١٣٨٦ھ	فتاویٰ مظہری
١١	مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی	١٤٠٥ھ	سنی بہشتی زیور
١	مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی	١٤٠٥ھ	ہمارا اسلام
١١٦	علامہ سراج الدین علی اوشی		سراجیہ
١١٧	علامہ میر سید شریف علی جرجانی حنفی		شریفیہ
١١٨	سراج الدین محمد بن عبد الرشید (سجاوندی حنفی)		سراجی
١١٩	فخر الدین بدیع بن ابی منصور عراقی		البحر المحیط (منیۃ الفقہاء)
١٢٠	علامہ فضل اللہ محمد بن ایوب		فتاویٰ الصوفیہ عن التفقہ
١٢١	حامی السنن ماحی الفتن مولانا محمد جان		ایضاح سنت
١٢٢	امام نور الدین یوسف بن ابراہیم اردبیلی		الانوار لعمل الابرار

۱۲۳	امام نورالدین یوسف بن ابراھیم اردبیلی	شرح انوار اردبیلی
۱۲۴	ابومحمد حسین بن مسعود فرا البغوی شافعی	مصابیح
۱۲۵	برہان الدین ابراھیم بن ابوبکر اخلاطی	جواہر الاخلاطی
۱۲۶	علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی	شرح مواہب اللدنیہ
۱۲۷	علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی	مواہب اللدنیہ

تصانیف خلیل ملت

١ ہمارا اسلام نو، حصے (اردو، انگریزی، سندھی، ہندی)

٢ سبع سنابل (فارسی ترجمہ)

٣ نور علیٰ نور (ترجمہ، سراج العوارف)

٤ سنی بہشتی زیور نو، حصے (اردو، انگریزی، سندھی، ہندی)

٥ ہماری نماز

٦ الصلوٰۃ

٧ چادر چار دیواری (تفسیر سورۃ نور)

٨ شرح فیصلہ ہفت مسئلہ

٩ [illegible]یات رضویہ

١٠ [illegible]

١١ روشنی کی طرف

١٢ عقائد اسلام

١٣ معراج المومنین

١٤ برکاتِ روحانی

١٥ جمالِ خلیل (نعتیہ کلام)

١٦ نماز کی کتاب

١٧ آئینۂ حق نما

١٨ حقوق الاولاد مع احکام عقیقہ

١٩ پرنور دعائیں

٢٠ اسلامی گفتگو اوّل، دوم

٢١ فتاوی خلیلیہ (تین جلد)

مقالاتِ خلیل (مشتمل بر رسالہ)

٢٢ ١۔ تحفۂ محرم الحرام

٢٣ ٢۔ تحفۂ رمضان

٢٤ ٣۔ احکام فطرہ

٢٥ ٤۔ تحفۂ عید قربان

٢٦ ٥۔ درود و سلام

٢٧ ٦۔ چہل احادیث (فضائل نبوی)

٢٨ ٧۔ شمع ہدایت چہل احادیث (ولادت نبوی)

٢٩ میلادِ خلیل

٣٠ بہار نسواں (یہ کتاب سنی بہشتی زیور میں ضم فرمادی)

٣١ موت کا سفر

٣٢ احکام زکوٰۃ

٣٣ خلاصۃ التفاسیر (اوّل تا سات پارے)

٣٤ حواشی بر فتاوی مصطفویہ

٣٥ خیرات وصدقات کے شرعی احکام

٣٦ موت کا سفر

غیر مطبوعہ تصانیف

٣٧ شرح مدارج القراۃ حصہ اوّل

٣٨ شرح مدارج القراۃ حصہ دوم

٣٩ خنجر آبدار بر فرقہ خاکسار

٤٠ تلاش حق

٤١ برکات اسلام ٣، ٤

٤٢ کرنیں (منتخب اشعار)

٤٣ شرح کتاب الحج

٤٤ نشری تقریریں

٤٥ نشری تفسیر

٤٦ خلاصۃ التفاسیر ٢ (٨ تا ١٧)

٤٧ متفرق مضامین (اہلسنت کی آواز)